

اگر تم علم نہیں رکھتے، تو اہل علم سے دریافت کرو (القرآن)

فتاویٰ بحر العلوم

تصنیف لطیف

بقیۃ السلف جمعہ الخلف بحر العلوم

حضرت علامہ مفتی عبدالملک علی صاحب مدظلہ العالی



Click For More

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں

حاصل کرنے کیلئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن

کریں

<https://t.me/tehqiqat>

گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے

<https://>

archive.org/details/

[@zohaibhasanattari](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

الغلامون والبنات

جملہ حقوقِ ملکیت سے بحق نام و محفوظ ہیں

فتاویٰ بحر العلوم

ترتیب و تقدیم: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ، باقر مخبری شریف
صحیح و تخریج، تحقیق: مولانا عبدالسلام رضوی، استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، باقر مخبری شریف
مولانا محمد حنیف خاں رضوی، مولانا محمد حسیب رضا خاں

ملک شبیر حسین

با اہتمام

اپریل 2010ء، رجب الثانی 1431ھ

سن اشاعت

اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

طابع

مولانا شمس الدین برکاتی
مولانا زاہد شاہدی اور ساتھی

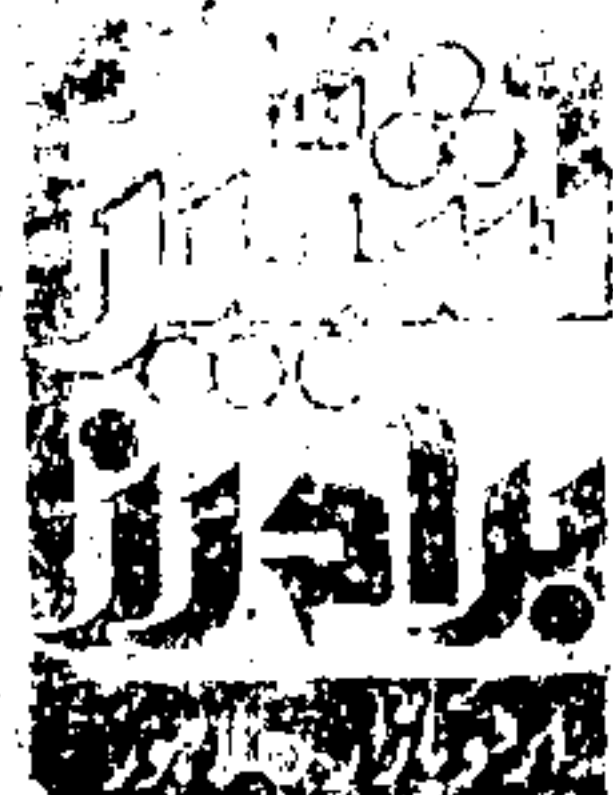
کینوننگ

لے ایف ایس اینڈ ورنٹرز روڈ
0345-4653373

سرورق

روپے

قیمت



ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی یا کمزوری کو ادارہ کو اطلاع ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کتاب الہیہ

تعداد و فتاویٰ	ابواب
(۲۲) فتاویٰ	اولاد کے لیے ہیہ:
(۲) فتاویٰ	تقسیم ہیہ کا بیان:
(۱) فتویٰ	بیع ہیہ کا بیان:
۲۵	کل میزان:

فہرست کتاب جلد پنجم

کتاب الہبہ

- ۵..... اپنے چند لڑکوں میں خدمت گزار لڑکے کو دیگر بے تعلق اولاد سے زیادہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۵..... سائل حسن سلوک کی بنیاد پر اپنے خدمت گزار لڑکے کو زیادہ دے سکتا ہے.....
- زید نے اپنے چھوٹے لڑکے اور اس کی ماں کے حج کا پیسہ اپنے بڑے عمر کے پاس امانت رکھ دیا۔ جس میں اس نے تصرف کیا اور تجارت میں لگا دیا۔ تو اس رقم اور اس کے منافع کا چھوٹا لڑکا حقدار ہے یا نہیں؟
- ۶..... بقیہ دونوں لڑکے والد کے ساتھ رہے پھر دونوں الگ ہو گئے مگر چھوٹے لڑکے کو بچھلے لڑکے نے کچھ نہیں دیا.....
- ۶..... تو جعفر اپنے حق اور آمدنی میں حقدار ہو گیا نہیں؟
- ۶..... بڑا بھائی اس امانت میں خیانت کا مجرم ہوا وہ رقم اور اس کی آمدنی ماں اور چھوٹے بھائی کو واپس کرے.....
- جب دونوں بھائی ایک میں رہے مال ترکہ کے نصف اور اس سے جو آمدنی ہوئی اس میں بھی چھوٹا بھائی نصف کا حصہ دار ہے.....
- ۶..... زید کے تین لڑکے جس میں ایک کا انتقال زید کی زندگی میں ہو گیا۔ اور دو پوتے محبوب ہو گئے تو دادا نے ان کے لئے ایک زمین خرید دیا۔ اور لوگوں کو بلا کر کہا کہ میرے قدیم مکان کو تین حصہ میں بانٹ دو، ایک حصہ پوتوں کا مگر اس پر عملدرآمد نہ ہوا۔ تو دادا کے انتقال کے بعد اس گھر میں ان پوتوں کا حق ہو گا یا نہیں؟
- ۷..... دونوں پوتے نابالغ تھے تو خریدتے ہی وہ زمین نابالغ کی ہو گئی۔ اور بالغ تھے اور اس سے انکار کر دیا تو زمین کا ہبہ ختم ہو گیا یونہی پرانے مکان میں بھی ان پوتوں کو کچھ نہ ملے گا.....
- ۷..... ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کو روپیہ دیکر کہا کھاؤ کھاؤ اور گھر کا خرچ چلاؤ اس صورت میں ان دونوں لڑکوں میں بہت صحیح ہوا یا نہیں؟
- ۷..... باپ کے قول کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں.....
- ۸..... (۱) ان کو مال کا مالک بنایا.....
- ۸..... (۲) ان کو صرف تصرف کا مالک بنایا.....
- ۸..... دو جہتوں والے احوال میں قائل کی جو نیت ہو وہی حکم ہو گا اور قائل کا اگر انتقال ہو گیا ہو تو عرف کے مطابق فیصلہ ہو گا
- ہندہ نے اپنی دو لڑکیوں کو دیا۔ اور مالک و متصرف کیا اس طور پر کہ وہ اور ان کی اولاد نسلا بعد نسل اس پر بالغ اور ذلیل رہیں گے؟ تو یہ وقف ہے یا ہبہ.....
- ۸..... نسلا بعد نسل میں شوہر یا والدین داخل ہیں یا نہیں؟
- ۸.....

- ۹..... صورت مسئولہ میں یہ بہہ ہے.....
- ۹..... نسلا بعد نسل وقف کے الفاظ میں نہیں.....
- ۹..... جو شخص اپنی جائداد کا تہا مالک ہوں وارث نہ ہوں تو یہ جائداد نو اسے یا داماد کو دے سکتا ہے یا نہیں؟.....
- ۹..... میرے رشتہ داروں میں جو اوپر پانچویں پشت میں میرے والد کے بھائی تھے.....
- ۹..... وہ اپنی زندگی میں جس کو چاہے اپنی جائداد کا مالک بنا سکتا ہے اگر کسی وارث کا حق مار کر ایسا کیا تو گنہگار.....
- ۹..... قصد ضرر نہ ہو نچایا ہو تو حرج نہیں.....
- زید کی دو بیویاں تھیں جن سے اس کی اولادیں ہیں اس نے پہلی دو اولاد کے لئے مکان خریدا۔ جو اس کی ملکیت کے دعویدار ہیں بقیہ وارثوں کا کہنا ہے کہ اس میں بھی میراث جاری ہوگی.....
- ۱۰..... صورت مسئولہ میں دو احتمال ہیں رجسٹری میں انکا نام نہیں لکھا ہے یا مصلحتہ ثابت ہو چکا یا ثبوت مدعیان وراثت کے ذمہ ہے تو مکان میں سب کا حصہ ہوگا ورنہ قسم کے ساتھ ان دونوں بھائیوں کی ملک ثابت ہوگی.....
- ۱۰..... اگر ان بچوں میں ایک یا دونوں کی نابالغی میں زمین دونوں کے نام بہہ کی تب بھی بہہ صحیح نہ ہوگا اور وراثت جاری ہوگی۔ اور دونوں نابالغ رہے ہوں تو بہہ صحیح ہوگا.....
- ۱۰..... رشید احمد کا بہہ سید اکبر کے حق میں صحیح شادی کی شرط لگانے سے بہہ پر کوئی اثر نہیں پڑیگا اور وہ مکان سید اکبر کے بعد ان کے وارثوں کا ہوگا.....
- ۱۲..... اگر ان کے لیے وارث ہو جیسا کہ سوال میں درج ہے کہ ان کے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا عثمان ہے اور بصورت عدم موجودگی وارث بھائی شیر علی وارث ہوگا۔ یہ جب ہے کہ سید اکبر کا انتقال باپ کی موجودگی میں نہ ہوا ہو۔ ورنہ سید اکبر کے وارث ان کے باپ خورشید ہونگے اور ان کے بعد سید اکبر کے وارثوں اور عثمان وغیرہ کو ملے گا.....
- ۱۲..... زید عمر بکر بھائی ہیں مورث کے انتقال کے بعد ان کی عورت نے تینوں لڑکوں کے حق میں دستبرداری کی اور مکان تینوں لڑکوں کو میراث میں ملا۔ بکر نے اپنا حصہ عمر کے ہاتھ بیچا۔ تو زید نے ماں سے اس کا شوہری حق لکھوایا۔ ماں کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟.....
- ۱۳..... والدہ نے جو تینوں کے حق میں دست بردار کی وہ صحیح نہیں ہوئی اور اس نے جو بعد میں رجسٹری کی وہ صحیح ہوگی.....
- ۱۳..... اپنی جائداد محمد عمر نے اپنی بیوی کے نام لکھ دیا۔ اور ماں باپ کی عمر کا لڑکا فوت کر گیا تو اس کی عورت اور بچوں کا اس جائداد میں حق ہوگا یا نہیں؟.....
- ۱۳..... زید موجود جائداد میں جس کو وہ اپنی عورت کے نام لکھ دیا اس میں اب کوئی دوسرا حصہ دار نہ ہوگا.....
- ۱۳..... زید اپنی جائداد اپنے موجودہ وارثوں میں باطننا چاہتا ہے اس کی صورت کیا ہے اور ایک بچی کا حصہ بیچ کر اس کے عزیز کا سامان کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے؟.....

Click For More

- میراث میں عورت کو پوری جائیداد کا آٹھواں حصہ اور بقیہ میں لڑکیوں کو ایک ایک حصہ اور لڑکوں کو ڈبل ڈبل۔ یہ
مورث کے بعد کا حساب ہے۔ زندگی میں لڑکوں اور لڑکیوں کو برابر۔ عورت کی کوئی مخصوص مقدار نہیں..... ۱۴
- زندگی میں زید کا نوٹا پوری جائیداد کا مالک ہے جس کو جتنا دیکھا وہ اس کا ہو جائے گا..... ۱۴
- حافظ سعید صاحب کی پہلی عورت اور ان کی اولاد کو جائیداد اپنے والد کے ترکہ سے ملی۔ خرید اپنے سالے کی جائیداد
بھی انہوں نے پہلی بیوی کے نام کرادی..... ۱۴
- پھر بیوی کی سخت مزاجی کی وجہ سے ان سے قطع کر لیا اور دوسری عورت بیاہ لائے یہ اور اس کی اولاد ان کی نری
فرماں بردار ہے۔ اس لئے اپنی کل جائیداد نئی عورت اور اس کی جائیداد کے نام لکھا دیں۔ اس صورت میں شریعت
کا کیا حکم ہے؟..... ۱۵
- دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے ایک لڑکے جو نئی عورت سے ہیں حافظ بھی ہیں۔ تو ان کو دینی ترجیح حاصل
ہے..... ۱۵
- مرحوم سالے کی بیوی کے بارے میں حافظ صاحب کا صرف افسوس کرنا کافی نہیں۔ یہ سوچنا چاہئے کہ وہ اس
حالت تک صرف انہیں کی کوشش سے پہنچی ہے اس کی بڑی ذمہ داری خود ان پر بھی عائد ہوتی ہے..... ۱۵
- اولاد کو اپنی زندگی میں اگر کوئی چیز ہبہ کرے تو سب کو برابر دے۔ ورنہ یہ ظالم ہوگا..... ۱۵
- دینی فضیلت کی وجہ سے کسی ایک کو کچھ زیادہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن بقیہ وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ ہے..... ۱۵
- ڈاکٹر کو جو دوکان مطب کیلئے چھپانے دی۔ اس میں ہبہ اور عاریتہ دونوں کا ہے..... ۱۶
- عاریت میں تو وہ زمین ڈاکٹر کی نہیں اس کو واپس کرنا ہوگا یا ہبہ قرار دیں تو بغیر فیصلہ دلائے زید کا انتقال کی وجہ سے
ہبہ فاسد ہو گیا..... ۱۶
- اس زوجہ زید کا وقف اگرچہ مشترکہ زمین کا ہے مگر صحیح ہو گیا..... ۱۶
- مگر یہ وقف مصارف مسجد کیلئے ہو تو یہ حکم ہے اور مسجد بنانے کیلئے ہو تو وقف صحیح نہیں..... ۱۶
- حاجی ولی محمد نے اپنی کچھ جائیداد اس شرط کے ساتھ اپنے دو بچوں کو ہبہ کی کہ یہ دونوں میری کفالت کریں
گے۔ ان سے ایک کفالت سے مکر رہا ہے۔ تو کیا مجھ کو ہبہ دور کرنے کا حق ہے..... ۱۷
- اہبہ میں مجہول شرط لگانا باطل ہے۔ اس لئے صورت مسئولہ میں ہبہ صحیح ہو گیا..... ۱۷
- لیکن ہبہ مکمل ہونے کے شرط بھی ضروری ہے۔ اور ہبہ مشترکہ زمین کو دو حصوں میں علیحدہ تقسیم کر کے اس پر قبضہ نہ
کرایا ہو تو ہبہ صحیح نہیں ہوگا؟ اور جائیداد کا مالک ہبہ کرنے والا علی رہتا ہے..... ۱۷
- زید نے اپنے لڑکوں کو اپنی جائیداد ہبہ کی پھر اس سے لیکر لڑکے کو دیدی تو کیا حکم ہے؟..... ۱۸
- زید نے اپنی جائیداد سے موجود زمین الگ کر کے ہندہ کو قبضہ دلا دیا تھا۔ تو ہبہ صحیح ہو گیا اور زید اس میں کچھ تصرف
نہیں کر سکتا ہے۔ نہ اس کو لوٹا سکتا ہے نہ موجودہ زمین میں وراثت جاری ہوگی۔ بالغ ہونے کی صورت میں یہ حکم

- ۱۸..... ہے اور نابالغ ہے تو بغیر قبضہ بھی ہبہ تام ہو گیا.....
- ۱۸..... زید اپنی جائداد کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہے اس کے چار لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں.....
- ۱۸..... ہندہ لا ولد مری اور اس کی شادی زید سے ہوئی تو شوہر نے ہندہ کے ترکہ کو بقیہ ورثہ کے لئے معاف کر دیا دوبارہ حمیدہ اور اس کا شوہر حمیدہ کی اولاد کی موت کے وقت آئے تو اپنا حصہ معاف کر دیا۔ اور حمیدہ کا قرض ادا کرنے کا ذمہ اس کے والد نے لیا.....
- ۱۸..... اور تیسرے کی خیانت کی وجہ سے موسیٰ اس کو مستحق نہیں سمجھتا.....
- ۱۹..... موسیٰ اپنی زندگی میں اپنے مال میں تصرف کرے جائز ہوگا.....
- ۱۹..... لیکن وارثوں کیلئے وصیت جاری نہیں ہوتی.....
- ۱۹..... سائل کر سکتا ہے کہ کچھ مال اپنے لیے خاص کر لے اور بقیہ چار حصہ کرے برابر چاروں لڑکوں کو قبضہ دلائے.....
- ۱۹..... دو لڑکیاں اپنے حق سے دست بردار ہوئی چکی ہیں اور ایک خاتن ہے اپنے حصہ سے زیادہ لے چکی ہے.....
- ۱۹..... مالک نے غیر وارث کو جائداد کا کچھ حصہ ہبہ کیا اور قبضہ کر دیا۔ اور سولہ سال تک قابض رہا تو کیا بقیہ وارثوں کا اس کی جائداد پر قبضہ صحیح ہوگا.....
- ۱۹..... صورت مسئولہ میں عبد اللہ کے لڑکوں کا اسحاق کی جائداد کو قبضہ ظلم و غصب ہے.....
- ۲۰..... میری نانی نے کل جائداد میرے والد کو بطور ہبہ رجسٹری کر دیا۔ اس میں میری والدہ کے چچا زاد بھائیوں کا حصہ ہوگا یا نہیں؟..... ۲۰..... شہی موہوب میں واہب کے علاوہ کوئی شریک نہ ہو۔ اور واہب نے اس جائداد پر موہوب کا قبضہ کر دیا ہو تو اس میں واہب کے کسی اور وارث کا حصہ نہ ہوگا.....
- ۲۰..... زید نے اپنی جائداد سے چار لڑکوں کے نام تحریری ہبہ کر دیا تو لڑکیوں کو کچھ ملے گا یا نہیں؟.....
- ۲۰..... چار جگہ تقسیم کر کے چاروں لڑکوں کو قبضہ کر دیا ہو تو لڑکیاں کچھ نہ پائیں گی۔ ورنہ لڑکیوں کا حصہ ہوگا چاہے وہ کتنے ہی سال بعد مطالبہ کریں.....
- ۲۱..... ذوی الرحم کو ہبہ کر کے واپس لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟.....
- ۲۱..... ذوی الرحم کو کچھ دیکر اس سے کچھ واپس نہیں لیا جاسکتا.....
- ۲۱..... ہبہ سے رجوع کرنے کے موانع کا بیان.....
- ۲۱..... مورث اپنی زندگی میں اپنی جائداد کس طرح تقسیم کرے؟.....
- ۲۱..... زید یہ بھی کر سکتا ہے کہ بیوی کو جائداد کا آٹھواں حصہ دیکر لڑکے اور لڑکیوں کو برابر دے یہ افضل ہے اور چاہے عورت کو آٹھواں حصہ دیکر بقیہ جائداد چار حصہ کر کے دو حصہ لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دے.....

تقسیم ہبہ کا بیان

مورث نے اپنی جائداد کے چار حصے کر کے اپنے چار لڑکوں کو ہبہ کیا اور قبضہ بھی کر دیا۔ اور لڑکی کا حصہ بھی اس پر

Click For More

- ۲۲..... راضی اب اگر وارث اگر لڑکوں میں سے کسی نے اپنی ماں کے حق کا مطالبہ کریں تو صحیح ہوگا یا نہیں؟
- ۲۲..... تقسیم اور قبضہ کے بعد میں ہو کہ جائیداد کے وارث ہو گئے۔ اور اس میں کسی وارث کا حصہ نہیں۔
- ۲۳..... زید نے اپنا مکان اپنے چار چھوٹے بچوں کے نام ہبہ لکھ دیا۔ اپنے بڑے لڑکے کو بتایا تو وہ بھی راضی تھا۔ اب والد کے انتقال کے بعد بڑا لڑکا اس میں حصہ مانگتا ہے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۳..... واہب ہبہ کے بعد بھی اسی مکان میں بچوں کے ساتھ رہا بھی ہبہ کے وقت واہب کا سامان بھی مکان میں تھا۔ جس کے بارے میں وصیت کی کہ اگر تم لوگ میرا قرض ادا کرو تو یہ تم بانٹ لینا ورنہ اس کو بیچ کر قرضہ ادا کر دینا۔
- ۲۳..... ہبہ میں موہوب کا قبضہ بھی ضرورت شرع ہے۔
- ۲۳..... تو چاروں لڑکوں کو جائیداد چار جگہ تقسیم کر کے قبضہ دلا دیا ہو اور قبضہ کے لئے بھی شرط ہے کہ واہب اپنا سب سامان وہاں سے نکال لے۔ صورت مسئلہ میں اگر ان شرائط پر عمل ہوا تو ہبہ صحیح ورنہ میراث جاری ہوگی۔
- ۲۳..... بڑے بھائی کے دعویٰ کی صحت کا دار و مدار ہبہ کے صحیح ہونے نہ ہونے پر ہے۔
- مشترکہ جائیداد میں کسی ایک کے بغیر اجرت کا معاوضہ اس صورت میں ہے کہ موہوب کے بغیر مکان سے انتفاع ممکن نہ ہو ورنہ خرچ بزع ہوگا۔
- ۲۳..... شیء موہوب پر قبضہ نہ ہوا تو اس کی بیع جائز نہیں۔

کتاب الوقف۔ باب وقف

- ۲۴..... ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں۔ اور نگرانی کے نام پر وقف بورڈ مسجد کی رقم کے فیس وصول کر سکتا ہے یا نہیں؟
- ۲۴..... ایسے تمام مصارف وقف کی آمدنی سے ناجائز ہیں۔
- ۲۴..... جن کبیرہ بیوی نے اپنی جائیداد دارالعلوم آسی پر وقف کیا مگر رسولم کی کمی کی وجہ سے اس کو بطور وصیت رجسٹرڈ کرایا۔
- ۲۴..... ابھی اس کا خارج و داخل مدرسہ کے نام نہ ہوا تھا کہ خاندان کے چند لوگوں نے اپنی وراثت درج کرائی۔
- ۲۴..... اب سوال ہے کہ شرعاً وہ زمین کس کی ہے۔ مخالفین اور انکا ساتھ دینے والوں کا شرعی حکم کیا ہے؟
- ۲۸..... وقف کی حمایت تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے یا نہیں؟
- ۲۸..... زبانی وقف بھی صحیح ہو جاتا ہے اور شرعی گواہ ہوں تو اس کا ثبوت بھی ہو جاتا ہے تو وصیت کی کارروائی باطل۔
- ۲۸..... اور اس وقف سے اس کے وارثوں کو محروم کرنے کی نیت ہو تو وقف تو صحیح مگر اس کے لیے واقف اور اس کو اس کام پر چار کرنے والے گمہار ہوئے۔

- ۳۸..... ایک وقف کی فاضل دوسرے وقف میں نہیں لگائی جاسکتی
- ۳۸..... ہاں مسلمان کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہوں اور اوقاف کا روپیہ جمع ہو تو اس کو بطور قرض رقم لی جاسکتی ہے۔
- ۳۸..... بد مذہبوں کے ساتھ دوستی اور موالات منع ہیں معاملات نہیں
- ۳۸..... اسی طرح کرایہ دار بھروسے کے آدمی کو رکھنا چاہئے
- ۳۸..... لگ سکتی ہے۔
- ۳۹..... امام باڑہ کی زمین مسجد بن سکتی یا نہیں؟
- ۳۹..... گرام سبھا کی زمین پر مسجد بن سکتی ہے یا نہیں؟
- ۳۹..... قبرستان کی زمین جہاں قبروں کا نشان مٹ چکا ہو۔ اس پر مسجد بن سکتی ہے یا نہیں؟
- ۳۹..... صحبت وقف کی شرائط کا بیان
- ۳۹..... امام باڑہ کے لئے وقف صحیح نہیں
- ۴۰..... نزول کی زمین اللہ و رسول کی ہے۔ اس پر مسجد بنائی گئی تو مسجد ہو جائیگی
- ۴۰..... قبرستان اگر چہ اس پر دفن نہ ہو رہا ہو اگر چہ قبروں کے نشان مٹ گئے ہو وہ مقبرہ ہے۔ اس میں کوئی تصرف جائز نہیں
- ۴۰..... سید حسین اشرف نے شاہ وجیہ الدین اشرف کو بذریعہ وصیت اپنی جائداد دی اور اپنا سجادہ نشین بنایا۔
- ۴۰..... کیا اس جائداد کے وہ مالک تسلیم کئے جائیں گے؟
- ۴۱..... وقف نامہ مذہبی ہوتا ہے یا اس کی تحریر بھی ضروری ہے؟
- ۴۱..... جو شخص اپنی جائداد کی کل آمدنی امور خیر میں صرف کرے اور زبان سے اس کے وقف ہونے کی تصریح نہ کی ہو تو وہ ہوگا یا نہیں؟
- ۴۱..... امور خیر کی توضیح کیا ہے؟
- ۴۱..... مشترکہ جائداد کو سجادہ نشین اپنے وارث کو منتقل کرنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں؟
- ۴۱..... اس امر کی تفصیل کہ اس مشترکہ پٹی پر مختلف مرتبہ شرکاء کی طرف سے دعویٰ ہوا اور اس کا جز حصہ سجادہ نشین کے پاس بچا۔
- ۴۲..... اس پٹی کے متعلق جواب دعویٰ میں برسر کار سجادہ نشین نے وقف ہونے کا اظہار کیا تو وہ وقف ہوگا یا نہیں۔
- ۴۲..... سید حسین اشرف پٹی مذکور کے علاوہ بھی جائداد کے مالک تھے۔ انہوں نے سبھی جائداد اپنے بعد سجادہ نشین کو دیا۔
- ۴۳..... کیا اس صورت میں پٹی مشترکہ وقف قرار دی جاسکتی ہے۔؟
- ۴۳..... وہ پٹی مالکان کی طرف سے جب سید حسین کو عرش کے مہمانی کی خدمت کے لئے دی گئی تو وقف ہوگئی۔

Click For More

- صرف عمل سے وقف ثابت نہیں ہوتا وقف کے لئے زبان سے ایسے الفاظ ادا کرنا ضروری ہے کہ اس کی آمدنی سے ضرورت مندوں کی مدد کی جائے اور شرکاء کا اس لئے وقف کے الفاظ ادا کرنے سے وہ وقف ہوگی۔ اور اس میں کسی طرح کی تقسیم ممنوع ہے..... ۴۴
- وقف کا متولی اپنے انتقال کے وقت کسی دوسرے کو متولی بنا سکتا ہے..... ۴۴
- واقف نے جائیداد موقوفہ میں متولی کو کسی ایسے تصرف یا تبادلہ سے منع کیا..... ۴۴
- متولی نے گورنمنٹ کی کارروائی کے ذریعہ اپنے لڑکے کو جائیداد وقف کا مستقل کاروبار و خیل بنا دیا..... ۴۴
- اسی طرح اس نے نذرانہ لے کر جائیداد کو دوسروں کو منتقل کر دیا..... ۴۵
- متولی مذکورہ بالا اختیارات و تصرفات شرعاً جائز ہیں کہ نہیں؟..... ۴۵
- شریعت میں وقف کو اس کی حالت پر معینہ باقی رکھنا ضروری..... ۴۵
- وقف میں کسی قسم کا نقصان کرنے والوں کو نقصان کا تاوان دینے پر مجبور کیا جائے گا..... ۴۵
- جائیداد موقوفہ کی آمدنی اس کی اصلاح کے لئے انہیں معارف میں صرف کی جاسکتی ہے جن کے لئے واقف نے وقف نامہ کی تصریح کی ہے..... ۴۸
- کسی وقف کے معارف میں قاضی کو بھی نئے وظیفہ جاری کرنے کا اختیار نہیں..... ۴۸
- کیا زکاۃ کی رقم سے انگلش و ہندی اسکول یا دینی مدرسہ میں ایسی تعلیم جاری کرنا کیسا ہے؟..... ۴۹
- زبان سے قطع ایسی تعلیم جس سے مذہب میں نقصان اور تباہی کا خطرہ ہو سرے سے ناجائز ہے..... ۴۹
- ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنے کا خود واقف کو بھی اختیار نہیں..... ۵۰
- زبانی وقف کرنا صحیح ہے یا نہیں؟..... ۵۰
- امام باڑہ کے لئے وقف کرنا جائز نہیں..... ۵۰
- قبرستان کی زمین مسجد میں شامل کی جاسکتی ہے یا نہیں؟..... ۵۱
- قبرستان کا حصہ مسجد میں شامل کرنا جائز نہیں..... ۵۱
- جو رقم عید کے اجتماع کے وقت حوادث ناگہانی کے لئے جمع کی گئی اس کو تعمیر عید گاہ کے لئے صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟..... ۵۱
- نماز عید گاہ ایک خاں صاحب کے مملوکہ باغ میں ہوتی رہی انہوں نے عید گاہ کے لئے دینے کا وعدہ کیا اب کر رہے ہیں کیا حکم ہے؟..... ۵۱
- چکندی سے عید گاہ کیلئے نئی زمین کا انتظام ہوا لوگوں نے اس زمین پر عید گاہ کی بنیاد رکھی مگر اس زمین سے متصل دو فریق ہیں تنازعہ ایک زمین کو بھی عید گاہ کر دیا اس کا کیا حکم ہے؟..... ۵۱
- جائیدادیں موقوفہ علی الاولاد ہیں وراثت جاری ہوگی یا نہیں؟..... ۵۲

- ۵۵..... سرکاری وقف بورڈ کو نگرانی کی اجرت کے طور پر وقف کی آمدنی سے مقررہ فیس دینا صحیح ہے یا نہیں؟
- ۵۷..... کتب مسجد کے پہلو میں بند پڑا ہے مسجد کو طہارت کی ضرورت ہے تو اس کو مسجد میں شامل کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟
- ۵۸..... مسجد کو کسی دوسری جگہ منتقل کر سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۵۸..... زمین مدرسہ پر وقف اور شرط لگائی کہ مدرسہ نہ چلے تو زمین ہماری واپس کی جائے کیا حکم ہے؟
- ۵۸..... فضیلت کا مدار تقویٰ پر ہے یا نسب پر؟
- ۶۰..... ایک مسجد کی دو پرانی دوکانیں تھیں جدید تعمیر میں متولی انکی جگہ تین دوکان بنوانا چاہتا ہے۔ قدیم کرایہ داروں کا دو پر اصرار ہے کیا ان کو شرعا اعتراض کا حق حاصل ہے؟
- ۶۰..... دوکانوں کی تعمیر کیلئے مسجد میں پیسہ کی کمی رہی تھی ایک شخص نے اس کو پورا کرنے کا وعدہ کیا بلکہ مزید دینے کا وعدہ کیا۔ البتہ اس نے چندہ کیلئے شرط لگائی ایک دوکان مجھے دی جائے۔ کیا اس کو یہ لگانے اور تعمیر کیلئے متولی کو تائید کرنے کا حق ہے یا نہیں؟
- ۶۰..... ایک قدیم وقف فساد میں برباد ہو گیا وقف نامہ بھی لاپتہ ہے مگر قدیم سے اس کا دستور یہ رہا ہے کہ ہر متولی اپنی زندگی میں جانشین متولی مقرر کرتا چلا آیا ہے۔ تو صورت مذکورہ میں جدید متولی کا اس طرح تقرر صحیح ہے یا نہیں؟
- ۶۲..... مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اپنا یاد دنیاوی اعلان کرنا متولی کا حق ہے یا امام کا۔؟
- ۶۲..... واقف نے زمین مدرسہ مسجد کیلئے وقف کیا اور لوگوں نے مدرسہ تو قائم کر دیا مسجد نہیں بنائی؟
- ۶۲..... اسی عمارت میں لوگ بیچ وقتہ نماز پڑھتے ہیں اب جمعہ پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟
- ۶۲..... ایک وقف علی الاولاد سے سوال.....
- ۶۵..... ”شرائط وقف نامہ اپنی حیات میں ہم مقرر قابض اور متولی رہیں گے اور ہمارے بعد ہماری بیوی.....
- ۶۵..... واقف نے اپنی اولاد میں سے صرف دوکان نام لیا ہے تو بقیہ غیر مذکور کو اس وقف سے انتفاع کا حق ہے یا نہیں؟
- ۶۵..... ایک باقاعدہ موقوفہ مدرسہ کے ناظم صاحب مدرسہ کو اپنی ملکیت بنانا چاہتے ہیں۔ انتقال کے بعد خود کو مدرسہ کے محکم میں دفن کرنے کی وصیت کر رہے ہیں کیا ایسا کرنا جائز؟
- ۶۷..... موقوفہ مصاحف کو بیچ کر دوسری دینی کتابیں اس رقم سے خریدی جا سکتی ہیں یا نہیں؟
- ۶۷..... اگر وہ نسخائے قرآن ضرورت سے زائد ہوں تو دوسری مساجد کے لئے بیچے جا سکتے ہیں ان کی بیع جائز نہیں۔
- ۶۸..... سوال چندہ مسجد و مسافر خانہ کہ نام سے تھا تو مسجد یا مسافر خانہ یا مدرسہ کیا بنایا جائے.....
- ۶۹..... مسجد کے کنوئیں کے ارد گرد استادہ زمین سے سوال.....
- ۷۰..... مسجد اور کنوئیں کے درمیان اب راستہ ہو گیا ہے۔ کنوئیں کے ارد گرد کی زمین زید نے خرید لی ہے کیا اس طرح صلح ہو سکتا ہے کہ کنوئیں کی سمت زمین مسجد کو دے دی جائے اور بقیہ زید کو.....
- ۷۱.....

- مسجد کے باہر والی لائٹ راہ گیروں کیلئے جلا سکتے ہیں یا نہیں؟..... ۷۱
- مسجد میں نکاح ہو تو نکاح خوانی مسجد کے اندر لے سکتے ہیں یا نہیں۔ اور مسجد کے لین دین کا پیسہ جائز ہے یا نہیں..... ۷۲
- مسجد و مدرسہ سے حج فرض ادا کرنے کے ایام کی تنخواہ کا مستحق ہے یا نہیں؟ مسجد یا مدرسہ سے پڑھانے کی عینہن کیلئے کیا حکم ہے؟..... ۷۲
- مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانا جائز نہیں..... ۷۳
- فاسق کو مسجد کا صدر یا متولی بنانا کیسا ہے؟..... ۷۵
- جو متولی اہل محلہ کو مسجد کی ضروریات پوری نہ کرے اس کو متولی رہنا درست ہے یا نہیں؟..... ۷۵
- مسجد کی ملحق دوکانوں کی چھت پر ایک حال بنایا گیا جس میں کبھی نماز بھی لوگ پڑھتے رہے۔ ایسی دوکانوں کو بینک کیلئے کرایہ پر دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟..... ۷۵
- جہاں چند بوسیدہ قبریں ہوں کیا ایسی زمین مسجد میں شامل کی جاسکتی ہے؟..... ۷۶
- اشرف علی اور افضل حسین نے زمین وقف کی جس پر مدرسہ بن گیا۔ اب اشرف علی اس میں من مانی چلانا چاہے اس کا کیا حکم ہے؟..... ۷۷
- وقف کے کسی عہدیدار کو بلا کسی عذر شرعی کے عہدہ سے الگ کرنا کسی کو حق نہیں..... ۷۹
- عذر شرعی کی بنا پر متولی کو معزول کرنے کا حق واقف کو ہے..... ۷۹
- جو خیانت کا رخیانت کر کے مسجد سے الگ ہو جائے مسجد پر اس کا قبضہ ظلم و زیادتی ہے..... ۷۹
- طلبہ کے کھیل کود کے نام پر چکبندی سے حاصل شدہ زمین پر کسی عالم مقتدی کو دفن کرنا کیسا ہے؟..... ۸۰
- جب سب مسلمانوں نے مل کر اس میں مولانا کو دفن کر دیا۔ تو اسی زمین میں قبر بنانا بے جا تصرف نہ ہوگا..... ۸۱
- کافر مسجد بنانے کے لئے زمین مقرر کر دے تو وقف ہوگا یا نہیں؟..... ۸۱
- زبانی زمین مسجد کے لئے وقف کیا۔ اب اس میں نام لکھنے کی شرط لگانا کیسا ہے؟..... ۸۱
- وقف مکمل ہو جانے کے بعد واقف کو نئی شرط لگانے کا حق نہیں..... ۸۲
- زید اپنے کو سنی کہتا ہے مگر اس کی عورت شیعہ ہے اور اپنی لڑکی بھی اس نے شیعہ سے بیاعی اس کا کیا حکم ہے؟..... ۸۲
- ایسے شخص کو کسی دینی ادارے کا رکن بنانا کیسا ہے؟..... ۸۲
- مسجد کی چٹائیوں پر گوشت کھانا پھر انہیں دھو کر ان پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟..... ۸۳
- ان چٹائیوں پر مردے دفن کرنا کیسا ہے؟..... ۸۳
- تعمیر مدرسہ کیلئے زمین دی لیکن کاغذ میں اس زمین کو ناظم صاحب کے نام رسمیتی لکھا۔ اب ناظم صاحب ایسا معاہدہ لکھنے سے منع کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ مدرسہ رہے گا شرعاً کیا حکم ہے؟..... ۸۳

- ایک مکان کا خیر کیلئے وقف کیا۔ اب وہ گورنمنٹ کی کسی اسکیم میں اکوارٹ ہونے والا ہے اور گورنمنٹ سے جو قیمت ملے گی وہ کسی جائداد کے خریدنے کے لائق نہیں تو کیا کیا جائے؟..... ۸۶
- مسجد کے پیشاب گھر کا دروازہ باہر تھا جس کو بدل کر اب مسجد کے اندر کی طرف کر دیا گیا۔ اب مسجد میں بدبو آتی ہے۔ تو کیا پھر اس کو بند کیا جاسکتا ہے۔؟..... ۸۷
- واقف کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد عورت نے نکاح ثانی کر لیا اور مکان کو چھوڑ دیا اب جبکہ اس کو طلاق ہوگئی تو دوبارہ اس مکان میں وہ رہ سکتی ہے یا نہیں؟..... ۸۹
- ایک نہایت چھوٹی مسجد کے بائیں پہلو میں وسیع زمین ہے جس میں چند قبریں ہیں ایسی صورت میں مزارات پر چھت بنا کر مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔؟..... ۹۰
- مسجد کی وقف کردہ زمین میں مدرسہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں۔؟..... ۹۰
- عید گاہ کو کسی جگہ منتقل کرنا کیسا ہے؟..... ۹۰
- واقف کے مقرر کردہ متولی کی موجودگی میں بذریعہ متولی کا چناؤ کرنا جائز ہے یا نہیں؟..... ۹۱
- شہر کی مسجدوں کے ائمہ عالم نہیں ہیں اور غیر مذہبوں کے یہاں کے تعلیمی یافتہ بھی ہیں ان میں کسی نے شیعہ کی نماز جنازہ پڑھادی متولی نے احتیاطاً باہر کے ایک مفتی کو بلا کر نماز عید پڑھوالی۔ امام نے ان کے خلاف بائیکاٹ کرایا ان کے اور متولی کے فعل کے بارے میں کیا حکم ہے؟..... ۹۱
- متولی نے اپنی شرعی احتیاط کا حوالہ دیا تو کچھ لوگوں نے کہا شریعت کی بات نہ کرو اکثریت کی بات کرو کہ اکثریت کیا چاہتی ہے۔ ان کے اور متولی کے بارے میں کیا حکم ہے؟..... ۹۲
- وقف کے کسی عہدیدار کو بلا قصور معزول کرنا جائز نہیں..... ۹۲
- دیہات میں نماز عید اور عید گاہ بنانے سے سوال..... ۹۳
- عید گاہ کیلئے لئے گئے چندہ کا سوال..... ۹۳
- وعدہ کرنے پر چندہ نہ دینے والے کا حکم..... ۹۳
- تراویح کی امامت کے شرائط کا سوال..... ۹۳
- دیہات میں عید گاہ کیلئے وقف صحیح نہیں..... ۹۳
- تراویح کی اجرت حرام ہے۔ اور طرفین معاملہ نہ کریں بلکہ اس کا انکار کریں۔ اور بعد بطور خدمت کریں تو حرج نہیں..... ۹۵
- قائم معین کسی جامع مسجد کا عہدیدار ہو سکتا ہے یا نہیں..... ۹۵
- اولیائے سکرٹری کی اطاعت کرنے والے امام کا کیا حکم ہے؟..... ۹۵
- چھ مہربانی جمع کر کے معارف کے بجائے ذاتی معارف میں صرف کرنے والے کا کیا حکم؟..... ۹۵

- وقف کے ایک بیعت نامہ سے سوال؟ ۹۶.....
- ایک قطعہ آراضی سرکاری کاغذات میں مزار درج ہے۔ مزار کے مجاور نے اسی میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہے۔ اس کا کیا حکم ۹۶.....
- اور کاغذات میں آبادی لکھا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ ۹۶.....
- مدرسہ کے نام پر چندہ سے زمین خریدی گئی جسکے منصوبہ میں شروع سے ہی اس کو اور مسجد بنانا داخل ہے۔ تو اس زمین پر مسجد تعمیر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ ۹۸.....
- ایک ظالم انسان جس نے مسجد کی زمین غصب کر لی ہے اس کیلئے کیا حکم ہے؟ ۱۰۴.....
- مسجد و مدرسہ کیلئے مشترکہ چندہ کرنا کیسا ہے؟ ۱۰۴.....
- کوئی حرج نہیں۔ مختلف مصارف خیر کیلئے مشترکہ چندہ جائز ہے۔ ۱۰۵.....
- طلبہ کیلئے کھیل کود کی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟ ۱۰۵.....
- واقف کی مرضی کے بغیر مسجد کی توسیع کرنا کیسا ہے؟ ۱۰۵.....
- روضہ کی زمین پر مسجد کی توسیع کا کیا حکم ہے؟ ۱۰۵.....
- مشترکہ زمین پر کسی ایک فریق کی اجازت سے مسجد کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟ ۱۰۶.....
- ریٹائر ہونے والے امام کو رخصت کے وقت کچھ مخصوص رقم دیکر رخصت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ۱۰۶.....
- اگر وقف نامہ میں اس کی تشریح ہو تو رخصت نامہ وقف کی آمدنی سے بھی دیا جاسکتا ہے۔ ورنہ اہل محلہ اپنی طرف سے چندہ کر کے دے سکتے ہیں۔ ۱۰۶.....
- مسجد سے ملحق آراضی پر کرایہ دیکر دینی مدرسہ قائم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ۱۰۷.....
- اور اس میں مدرسہ کا ٹیوب ویل نصب کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ۱۰۸.....
- جو آراضی مسجد کی آمدنی کیلئے ہو تو اس پر کرایہ دیکر مدرسہ کی عمارت ضرور قائم کی جاسکتی ہے۔ ۱۰۸.....
- مسجد کی زمین پر مدرسہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ہاں زمین کا کرایہ ادا کر کے اس پر مدرسہ قائم کر سکتے ہیں ۱۰۸
- مسجد میں لاؤڈ اسپیکر ہوتے ہوئے کسی نے ایک نیالاؤڈ اسپیکر مدرسہ مسجد اور قومی ضرورت کیلئے خریدا۔ تو کیا اس طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے کہ نیالاؤڈ اسپیکر مسجد میں فٹ کر دیا جائے۔ ۱۰۸.....
- مسجد کا بانی مسجد کا متولی سکرٹری یا انتظام کار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۰۹.....
- وضو کا غسلہ سیور لائن میں گرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ ۱۱۰.....
- وقف مسجد کی آمدنی سے دنیاوی تعلیم کا ادارہ چلانا کیسا ہے؟ ۱۱۰.....
- اس کو قوم کی چیز کھرا اسکول میں تبدیل کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ ۱۱۱.....
- مدرسہ کو دارالعلوم بنانا وقف کی تبدیل تو نہیں ہوگی؟ ۱۱۱.....

- ۱۱۱..... شرعی فتویٰ کو نہ ماننے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۱۱۱..... دینی تعلیم کی مخالفت کرنے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۱۱۱..... ایک دینی تعلیم کے وقف کی آمدنی دوسرے مدرسہ میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۱۱..... جو جائیداد وقف کو قومی ملکیت بتائے وہ قانون اسلام سے جاہل.....
- ۱۱۲..... دینی تعلیم کے مخالفین کا مسلمانوں کو بائیکاٹ کرنا چاہئے.....
- ۱۱۲..... ایک وقف کی رقم دوسرے ادارے کو نہیں دی جا سکتی.....
- ۱۱۳..... موقوفہ زمین پر مسجد بن گئی اس کو رجسٹری میں شامل کرنا کیسا ہے؟
- ۱۱۳..... وہ مسجد ہی رہے گی شرعاً اس کی بیع ناجائز ہے.....
- ۱۱۳..... چبوترہ متعلقہ مسجد کا بدلہ یا قیمت دی جا سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۱۳..... نکلہ قبرستان مسجد پر وقف کرنا کیسا ہے.....
- ۱۱۳..... مسجد کے متصل کی زمین مدرسہ اس طرح بنایا کہ اس میں ضرورت نماز کی صفیں بھی لگیں جائز ہے یا ناجائز؟
- ۱۱۳..... مسجد پر موقوفہ ویران زمین میں کسی نے حوض بنا دیا تو اس میں نہانا جائز ہے.....
- ۱۱۳..... دوکان تعمیر کی اس کا کرایہ مسجد کیلئے جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۱۳..... کسی زمیندار نے اپنے دروازہ پر نماز پنجگانہ کیلئے ایک جگہ بنام مسجد معین کی جس میں برابر نماز ہوتی ہے اس کو گھر میں ملانا کیسا ہے؟
- ۱۱۵..... تنازعہ زمین کو مسجد کے لئے وقف کرنا کیسا ہے؟
- ۱۱۶..... مسجد کے لیے وقف زمین پر غیر مسلم کی مدولے کر قبضہ کرنا کیسا ہے؟
- ۱۱۹..... جو مسجد جہاں بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی حتی الامکان اسے آباد کیا جائے.....
- ۱۱۹..... مسجد پر وقف کی گئی زمین کو فروخت کرنا حرام ہے۔ اور جن لوگوں نے زمین بیچی خریدار کو اس کا تاوان ادا کریں.....
- ۱۲۰..... میونسپلٹی کے پانی کو جو مصلیوں کے وضو کے لیے خریدا گیا لیجانا جائز نہیں.....
- ۱۲۲..... قدیم مسجد کسی کے ہاتھ بیچنا کیسا ہے؟
- ۱۲۳..... اس کے بجائے بچے پر مسجد کی زمین حاصل کرے اس پر مسجد بنانا کیسا ہے؟
- ۱۲۳..... صورت مسئلہ میں وہی پرانی مسجد جو مسلمانوں کی کوششوں سے باقی ہے مسجد ہے.....
- ۱۲۳..... زمین مسجد مدرسہ کے لیے وقف کیا۔ پہلے مدرسہ بنا پھر اس کی چھت پر مسجد قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۲۳..... ایک پرانی غیر آباد مسجد کے حکم سے سوال؟
- ۱۲۵..... بچے اوپر کے حصہ میں مدرسہ اور درمیانی حصہ میں مسجد بنانا کیسا ہے؟

- ۱۲۵.....جماعت خانہ مسجد البیت کے حکم میں ہے یا نہیں؟
- ۱۲۷.....مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اذان کے علاوہ دیگر قومی و اسلامی امور کا اعلان جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۲۷.....واقف نے جن امور کی تشریح کر دی ہو اس کا اعلان کیا جاسکتا ہے؟
- ۱۲۷.....غیر اسلامی علاقہ کی غیر آباد مسجدوں کے اوقاف کی آمدنی کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟
- ۱۲۹.....امام مسجد مسجد کی بجلی کو اپنے ذاتی کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۲۹.....میلا د شریف پڑھنے کی فیس مقرر کرنا کیسا ہے؟
- ۱۲۹.....مسجد کے کرایہ کے سامان میں دوسری مسجد کے لیے کچھ رعایت کی اجازت ہے یا نہیں؟
- ۱۳۰.....متاخرین اور بعض علماء نے حالت زمانہ کو دیکھتے ہوئے وعظ کو بھی باجرت کہنے کی اجازت دی ہے۔
- ۱۳۱.....مسجد پر چندہ میں زیور دے کر لوٹایا جائے تو کیا حکم ہے؟
- ۱۳۱.....متولی کا قبضہ کر لینے کے بعد اس کا لوٹانا منع ہے۔
- ۱۳۲.....مسجد پر وقف شدہ زمین جس کے بیچنے کا حکم واقف نے دیا اس کی بیع جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۳۲.....زید نے اپنی تھوڑی زمین مسجد پر دئی کچھ لوگوں نے دھوکہ سے زید سے پوری جائیداد لکھوائی۔ اور اس پر مدرسہ قائم کر دیا اس کا کیا حکم ہے؟
- ۱۳۳.....مسجد کی زمین پر مدرسہ بنوانا بھی ناجائز و حرام ہے۔
- ۱۳۵.....مسجد کے سامنے کا صحن مشہور ہے کہ مسجد کا ہے اس میں پڑوسیوں کے بھی دروازے ہیں اور دوسروں کی بھی گذرگاہ ہے۔ تو کیا حکم ہے؟
- ۱۳۶.....مسجد پر وقف ایک مکان تھا۔ اس کی دیوار پر پڑوسی کو حق استعمال ہوگا یا نہیں؟
- ۱۳۶.....دو منزلہ مسجد کے نیچے حصہ میں نماز ہوتی تھی۔ جدید تعمیر میں اس کو دوکان اور گدام بنا لیا گیا۔ اور نماز اوپری حصہ میں ہوتی ہے تو کیا حکم ہے؟
- ۱۳۶.....مسجد کا پیسہ مدرسہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۳۶.....تقسیم ہند کے بعد ایک متروکہ مکان گورنمنٹ نے نیلام کیا بکرنے خریدا۔ کچھ دن بعد زید کے اہل و عیال آئے اور اس مکان میں رہنے لگے اور بکر کو معاوضہ دے دیا زید نے وہ مکان مسجد کے لیے وقف کر دیا۔ تو کیا اس مکان کے بدلے اس سے متعلق زمین کا تبادلہ ہو سکتا ہے؟
- ۱۳۷.....بکر کو معاوضہ ادا کرنے اور مکان پر قبضہ کرنے کے بعد وہ مکان زید کا ہو گیا اور اس نے مسجد بنانے کے لیے وقف کر دیا۔ تو اب اس کا تبادلہ جائز نہیں۔
- ۱۳۸.....خالد نے مسجد کے لیے اپنی زمین وقف کی غیروں کی مزاحمت سے مسجد نہ بن سکی۔ بکر نے دوسری جگہ مسجد بنا دی تو اب پہلی زمین کا کیا حکم ہے۔ خالد خود اپنے استعمال میں رکھے۔ مدرسہ یا خانقاہ بنوادے یا اس کا تبادلہ کسی

Click For More

- ۱۳۸..... دوسری زمین سے کر دے؟
- ۱۳۸..... خاندانی منصوبہ بندی اور برتھ کنٹرول کا کیا حکم ہے
- ۱۳۹..... آج کل بھی عزل جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۳۹..... نرودھ کیا عزل کے ہم معنی ہے
- ۱۳۹..... آپریشن جائز نہیں ہاں کھانے یا لگانے کی مانع حمل دوائیں جائز ہیں
- ۱۳۹..... مسجد کا سامان گھر میں لگ سکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۳۹..... اور مسجد کی آمدنی سے معلم کو تنخواہ دینا کیسا ہے؟
- ۱۴۰..... قبر کے قریب اپنی زمین میں پائخانہ بنوانا جس کی بدبو قبر تک پہنچے کیسا ہے؟
- ۱۴۱..... مالک زمین نے اپنی زمین کے پلاٹ بنائے اور اس کے ایک حصہ کو مسجد کے لئے مقرر کیا تو کیا وہاں دوسرا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ اور مسجد بنانے کی شرط اولیٰ دی ہو تو کیا حکم ہے؟
- ۱۴۱..... باری مسجد کی حفاظت لڑتے ہوئے مرے تو کیا حکم ہے؟
- ۱۴۲..... پرانی مسجد کی تعمیر جدید کے لئے رقم وصول کی گئی وہ دوسری مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۴۲..... جمع شدہ رقم پرانے متولی کو دیا تو وہ رقم دوسری مسجد میں نہیں لگ سکتی
- ۱۴۲..... مسجد کی ٹیڑھی دیوار سیدھی کرنے کے لیے مسجد کے صحن کا حصہ مسجد میں شامل کرنا کیسا ہے۔؟
- ۱۴۳..... زمین رجسٹری نہیں کی زبانی وقف کر دی تحریر نہ کرنے کی وجہ سے الگ جمعہ جماعت کرنا کیسا ہے؟
- ۱۴۵..... کالج یا نئی تعلیم کے لیے مسجد میں اعلان یا تقریر کرنا کیسا ہے؟
- ۱۴۵..... کالج ہو یا مدرسہ اعتبار تعلیم کا ہے۔ کفر و شرک یا دہریت کی تعلیم حرام ہے
- ۱۴۶..... اور دینی تعلیم یا ایسی دنیاوی تعلیم جو جائز اور خلاف شرع نہ ہو وہ جائز بلکہ حسب ضرورت ضروری
- ۱۴۸..... امام کا مصلیٰ پول زمین پر ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟
- ۱۴۸..... مسجد کے امام کے مصلیٰ میں سرکاری زمین شامل کر لیں تو کیا حکم ہے؟
- ۱۵۰..... قبرستان سے متصل جھوپڑی ہٹا کر رہانا کیسا ہے جب کہ لوگ کہتے ہیں وہاں بھی قبر تھی
- ۱۵۱..... قبرستان میں قبر سے علیحدہ مدرسہ بنانا کیسا ہے؟
- ۱۵۱..... قبرستان کو برابر کر کے اس پر مسجد بنانا جائز ہے تو مدرسہ کیسے بن سکے گا؟
- ۱۵۱..... قبرستان میں دو منزلہ عمارت بنائی اور اس کی چھت پر دوسری منزل کو مسجد کریں تو جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۵۱..... عورتوں کے لیے قبر کی زیارت کا کیا حکم
- ۱۵۱..... اذان و اقامت سے پہلے بلند آواز سے درود پڑھنا کیسا ہے؟
- ۱۵۲..... کپڑا یا پان پر فاتحہ ہو سکتی۔ یا نہیں؟

- ۱۵۲..... غیر مسلم مسلمان ہو تو ختنہ کا کیا حکم ہے؟
- ۱۵۲..... ایک آدمی جس کا مذہب معلوم نہ ہو اس کو دینی مدرسہ تعلیم قرآن بنا دینا چاہیے یا نہیں
- ۱۵۲..... لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے بارے میں علمائے اہل سنت کی دونوں رائیں ہیں تو اس سے احتیاط بہتر ہے
- ۱۵۳..... مسئلہ زیارت قبور کی ایک وضاحت
- ۱۵۵..... قبرستان کی زمین نشیب میں ہو تو اس کو مٹی ڈال کر اونچا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۵۵..... قبرستان کی فاضل زمین پر جو گورنمنٹ سے حاصل کی گئی ہے۔ دوکانیں یا کمرے بنا سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۱۵۶..... قبرستان کی گھاس فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۵۶..... مقبرہ کی ترکٹری اور گھاس کاٹنا جائز نہیں خشک ہو جائے تو جائز ہے
- ۱۵۶..... مسجد کے احاطہ میں اس کے بانیوں کی قبریں نہیں توڑ کر وہاں حوض بنانا کیسا ہے؟
- ۱۵۹..... قبرستان کے درخت کا کیا حکم ہے؟
- ۱۶۰..... جو شخص مسجد کی زمین کو اپنی ملکیت بتائے اس کا کیا حکم ہے؟
- ۱۶۰..... اسلامی قانون کے مقابلہ میں دنیاوی قانون کی بالاتری ماننے والا کیسا ہے؟
- ۱۶۰..... فطرہ کی رقم کا جائز تصرف کیا ہے۔ اور وصول کرنے والی کمیٹی کے منتظمین سے عوام کو حساب نہیں کا حق حاصل ہے یا نہیں؟
- ۱۶۰..... مسجد میں کسی کا ذاتی تصرف کیسا ہے؟
- ۱۶۱..... لوگوں کو درغلا کر فتنہ و فساد پیدا کرنا کیسا ہے؟
- ۱۶۲..... قبرستان اور مسجد پر دعویٰ کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟
- ۱۶۲..... قبرستان میں رہائش و سکونت کا کیا حکم ہے؟
- ۱۶۳..... قبرستان اور مسجد پر دعویٰ حرام اس میں رہائش سخت ممنوع
- ۱۶۳..... ایسے لوگ عذاب الہی کے مستحق ہیں
- ۱۶۳..... مسلمانوں پر اس مسجد کی اور قبرستان کی واگذاری لازم ہے۔ اور خود ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کریں
- ۱۶۳..... قبرستان میں رہنا راستہ نکالنا حرام ہے
- ۱۶۳..... اس میں مذکورہ بالا تصرف حرام
- ۱۶۳..... قبرستان میں گندہ پانی بہانا سخت حرام
- ۱۶۳..... غریب مفلوک الحال انسان جو چندہ ندوے سکے اس کو قبرستان کی کمیٹی کا دفن سے روکنا کیسا ہے؟
- ۱۶۳..... قصبہ میں دو مسجدیں ہیں جامع مسجد پھول مسجد۔ اول سے متعلق قبرستان ہے دوسری سے نہیں۔ حکومت نے اس کے لیے زمین الاٹ کی تو جامع مسجد والوں کا اس میں بھی حق جمانا کیسا ہے؟

- ۱۶۶.....قبر کے اوپر مسجد بنانا کیسا ہے؟
- ۱۶۸.....قبرستان کے درخت فروخت کر کے رقم قبرستان میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۱۶۸.....تاریخین وغیرہ کی خبر پر روزہ نماز عید ہو سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۶۸.....درخت اگر قبرستان کے ہیں تو وہ سوکھ جائیں تو انہیں فروخت کر کے قبرستان میں صرف کر سکتے ہیں
- ۱۶۹.....عام قبرستان میں قبر کے گرد حصار قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۶۹.....موقوفہ قبرستان میں عام مسلمان کی قبر پر کسی قسم کی تعمیر منع ہے
- ۱۶۹.....صلحاء علماء کے لیے جائز ہے وہ بھی قلمی قبرستان میں نہیں
- ۱۷۰.....قبر کی علامت کے لیے سر ہانے پتھر رکھنا ثابت ہے

کتاب الاضحیہ

قربانی کا بیان

- ۱۷۳.....گھر کے مالک نے اپنے بجائے گھر کے کسی دوسرے فرد کے نام قربانی کی تو قربانی جائز یا ناجائز
- ۱۷۳.....پھلی کھانا کب سے جائز ہوا
- ۱۷۳.....حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیو زادی سے شادی کی تھی یا نہیں؟
- ۱۷۳.....اور آپ کے لڑکے محمد ابن حنیف ہیں یا نہیں؟
- ۱۷۳.....یہ شادی حضرت فاطمہ کے زندگی میں کی یا بعد میں؟
- ۱۷۳.....اللہ تعالیٰ کے سلام کا جواب حضور ﷺ کس طرح دیتے تھے؟
- ۱۷۳.....منٹ مرے تو نماز جنازہ میں کون سی دعا پڑھی جائے
- ۱۷۴.....جو دعا بانٹوں کے لیے ہے وہی منٹ کے لیے بھی ہے اور نابالغ ہو تو بچوں والی دعا کافی ہے
- ۱۷۴.....شوہر کے ہوتے ہوئے عورت کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۷۴.....عورت پر اپنی قربانی کے ساتھ شوہر کے نام دوسری قربانی واجب نہیں
- ۱۷۵.....ایک حصہ کی قربانی دو آدمی مل کر کریں تو ہوگی یا نہیں؟
- ۱۷۵.....بیٹا اپنے والد کے نام قربانی کر سکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۷۵.....صاحب نصاب کو اپنے ملاوہ دوسرے کے نام قربانی کرنا کیسا ہے؟
- ۱۷۵.....قربانی میں رقم چاہے جتنے آدمی لگا دیں صرف سات آدمی کی طرف سے قربانی ہوگی۔ بقیہ کو ان ساتوں کی مدد کرنے کا ثواب ہوگا

- ۱۷۶..... قربانی کے شرکاء میں ایک نابالغ ہو تو کیا سب کی قربانی ناجائز ہوئی؟
- زید فیکٹری سے ریٹائر ہوا جو رقم اس کے صاحب نصاب ہے۔ وہ ہر سال قربانی کرتا ہے مگر کسی سال اپنے نام سے اور کسی سال بیوی کے نام سے تو کیا حکم ہے؟
- ۱۷۷.....
- ۱۷۹..... کسی بیوہ عورت کی لڑکی بھی ہو تو بیوہ سے نکاح کرنا اور لڑکی سے اپنے بیٹے کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- ۱۸۰..... غیر مقلد جو قرآن غلط پڑھے اس کی شرکت میں قربانی جائز ہے یا نہیں؟
- عقیقہ کے لیے دو بکروں کی ضرورت ہے یا ایک پر بھی ہو سکتا ہے؟ اس کا گوشت لڑکے کے ماں باپ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۱۸۱..... کیا حضور ﷺ معراج کے لیے چھت پھاڑ کر گئے تھے؟
- ۱۸۱..... حضور ﷺ سے نوے باتیں ہوئیں جن میں سے ساٹھ باتیں امت میں بیان کیں
- ۱۸۱..... بدھیا بکرے کی قربانی افضل ہے اور اس کا گوشت عمدہ ہوتا ہے۔
- ۱۸۱..... عوام میں غلط مشہور ہے عقیقہ کا ماں باپ نانانا سب کھا سکتے ہیں
- ۱۸۱..... حدیث شریف میں جبریل امین کے لیے تو ہے کہ وہ چھت پھاڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے
- ۱۸۱..... لیکن حضور بھی اسی راستے سے گئے یہ کسی روایت میں نہیں ہے
- ۱۸۱..... حضور کی معراج کہاں سے ہوئی اس کی تفصیل
- ۱۸۲..... قربانی واجب ہونے کی کیا دلیل ہے
- ۱۸۲..... کیا مقروض کی شرکت سے سب شرکاء کی قربانی صحیح نہ ہوگی
- ۱۸۳..... مشترکہ خاندان میں قربانی کا کیا حکم ہے؟
- ۱۸۴..... مالک نصاب اپنی قربانی نہ کر کے دوسرے کے نام قربانی کر لے تو فرض سر سے اترے گا یا نہیں؟
- ۱۸۴..... مالک نصاب کے اوپر سے قربانی کا مطالبہ ساقط نہ ہوگا
- ۱۸۴..... مردہ کی طرف قربانی کی تو اس کا گوشت سب لوگ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۱۸۴..... عورت سے زنا کیا جس سے حمل ہوا۔ زانی اس سے نکاح کر لیا تو اس حمل کا نسب کس سے ہوگا
- ۱۸۴..... غلطی سے لڑکے نے اپنی ماں سے اور باپ نے بہو سے وطی کیا۔ ایسی حالت میں نسب کا کیا حکم ہے؟
- ۱۸۴..... بیوی کی وفات کے بعد شوہر نے بیوی کی ماں سے زنا کیا۔ تو بیوی کا وارث ہوگا یا نہیں؟
- میت کی وصیت تھی اس لیے زید نے میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کا گوشت فقیروں میں تقسیم کیا جائے۔ اور وصیت نہ کی ہو تو سب کھا سکتے ہیں
- ۱۸۵.....
- ۱۸۶..... غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام قربانی کی منت مانی اس کا گوشت خود کھا سکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۸۶..... یہ منت شرعی نہیں اس لیے اس کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے

- ۵۷۸..... کرکٹ کھیلنے کا کیا حکم ہے۔ ایسے شخص کی اقتداء کیسی ہے۔
- ۵۷۸..... سنی دیوبندی کے نکاح کا کیا حکم ہے؟
- ۵۷۸..... دیوبندی کی امامت کیسی ہے؟
- ۵۷۸..... عورت کا سسرال میں عقیقہ کرنا کیسا ہے؟
- ۵۷۹..... میاں بیوی کے جھگڑے میں تفریق کی کیا صورت ہے؟
- ۵۷۹..... عورت مرد کے پاس رہنا نہ چاہے تو خلع کرائے؟

سماع کا بیان

- ۵۸۰..... سماع مع المزامیر سے سوال۔ عالمگیری سے سماع کا فتویٰ
- ۵۸۱..... سماع مع المزامیر سے دوسرا سوال اور چند معارضات
- ۵۸۲..... معارضات کا جواب
- ۵۸۲..... مزارات کی حاضری کے لیے سماع سننا لازم نہیں
- ۵۸۳..... قوالی کا ایک اور سوال
- ۵۸۳..... اہل اعراس قوالی کے ساتھ ساتھ ایصالِ ثواب و عظ
- ۵۸۳..... نہ اعراس بند کر دئے جائیں نہ ان امور کو روکا جائے جو غیر ثواب ہیں
- ۵۸۳..... ایسے امور کو ضرور روکا جائے جو معصیت اور گناہ ہیں
- ۵۸۳..... کشف کے ذریعہ بتائے جانے والی قبر یا چلہ پر عرس یا قوالی یا عظ و تقریر یا ایصالِ ثواب کرنا کیسا ہے؟
- ۵۸۵..... قوالی مزامیر کے ساتھ ناجائز ہے۔
- کشف شریعت کے مطابق ہو تو اس پر عمل جائز ہے اور خلاف شرع ہو تو ناقابل عمل ہے۔ مثلاً صورتِ مسئولہ میں
- ۵۸۵..... کشف سے قبر کا فیصلہ نہیں ہو سکتا ہے تو ایسی جگہ زیارتِ قبر کے نام پر جانا منع ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۱۸۶..... حضور ﷺ جب معصوم ہیں تو کیوں شیطان سے پناہ مانگتے؟
- ۱۸۶..... نصاب مقدار کے متعلق سوال
- ۱۸۷..... ما ینطق عن الہوی اور کلامی لاینسخ کلام اللہ
- ۱۸۷..... ایک شعر کا مطلب
- ۱۸۷..... یہ حضور ﷺ کی طرف سے تو اضع ہے
- ۱۸۷..... مقدار نصاب مختلف سکوں میں
- ۱۸۸..... سنی کی قربانی دیوبندی کے ساتھ ہو سکتی ہے؟
- ۱۸۹..... ایسے دو مرد و عورت کے باہم نکاح کا کیا حکم ہے؟
- ۱۸۹..... نہ قربانی صحیح ہے نہ نکاح
- ۱۸۹..... قربانی کے گوشت کے عمدہ ٹکڑے اپنے واسطے اور بقیہ ٹکڑے احباب و فقرا کے لیے ایسا کرنا جائز ہے؟
- ۱۸۹..... البتہ بہتر یہ ہے کہ یہ امتیاز نہ برتتے
- ۱۹۰..... چار بھائیوں میں ایک نابالغ ہے۔ سب نے مل کر ماں کو اپنے مال کا مالک بنا دیا تو کیا حکم ہے؟
- ۱۹۰..... نابالغ اپنے حصہ کا مالک کسی کو نہیں بنا سکتا تو وہ قربانی نہیں ہو سکتی

قربانی کے گوشت کا بیان

- ۱۹۱..... قربانی کا گوشت غیر مسلم یا مرتد کو دینا چاہیے؟
- ۱۹۱..... قربانی کا چمڑا کسی تعمیر وغیرہ میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۹۱..... تکبیرات عیدین اگر امام چم سے زائد کہے تو مقتدی کیا کرے؟
- ۱۹۱..... اللہ تعالیٰ نے حربی غیر مسلموں کے ساتھ بروصلہ منع کیا۔ اور گوشت دینا بھی بروصلہ ہے؟
- ۱۹۲..... حدیث میں اس کو منع کیا ہے۔ یہ حدیث سنن بیہقی میں ہے؟
- ۱۹۲..... چرم قربانی ہر کار خیر میں صرف ہو سکتا ہے؟

چرم قربانی کا بیان

- ۱۹۲..... چرم قربانی مدرسہ میں مدرسین کی تنخواہ میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۹۳..... ذاتی جھگڑے میں مدرسہ یا مسجد کا چندہ بند کرنا کیا ہے؟
- ۱۹۳..... چرم قربانی کی رقم مدرسین کی تنخواہ میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۹۳..... زکوٰۃ و فطرہ کی رقم نہیں لگ سکتی البتہ کسی فقیر کو وہ رقم دے دی جائے اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے۔
- ۱۹۳..... مفتی مولانا جلال الدین علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ایک غلط مسئلہ کی وضاحت

- ۱۹۴..... قربانی کی رقم کو بطور قرض ضرورت مندوں کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۹۴..... قربانی کی رقم سے شریکوں سے دفاع کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۹۵..... قربانی کی رقم رفاہ عام کے مصارف میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟
- ۱۹۵..... زکوٰۃ کی رقم اس طرح نہیں خرچ کی جاسکتی کہ اس کا فقیر کو مالک نہ بنایا جائے۔
- ۱۹۵..... اس لیے زکوٰۃ کی رقم سے مسجد و مدرسہ پل سرائے وغیرہ بنانا جائز نہیں۔
- ۱۹۶..... اور قربانی کی رقم سارے مصارف خیر میں صرف ہو سکتی ہے۔
- ۱۹۷..... تکبیرات تشریح فرض ہیں یا واجب یا سنت یا مستحب؟
- ۱۹۷..... دیہات میں جمعہ وعیدین نہیں تو وہاں اس کا پڑھنا کیسا ہے؟
- ۱۹۷..... نماز جماعت کے بعد ہی پڑھنا چاہیے یا تنہا بھی۔
- ۱۹۷..... نوین ذی الحجہ سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ پڑھی ایک بار بلند آواز سے تکبیر تشریح واجب ہے۔
- ۱۹۷..... جو شہر میں مقیم ہوں یا اس شہری کی اقتداء پر پڑھی ہو عورت ہو یا مرد ہو مسافر ہو یا مقیم۔
- ۱۹۷..... ان تاریخوں میں عوام اگر بازار میں بلند آواز سے کہیں اس سے روکا نہ جائے۔
- ۱۹۷..... گائے بکری کی قربانی لائسنس میں کی کیا حکم ہے۔
- ۱۹۸..... کتا کاٹے ہوئے جانور کی قربانی جائز ہوتی ہے یا نہیں؟
- ۱۹۸..... گوشت نقصان دہ ہو تو قربانی نہ کریں ورنہ قربانی جائز ہے۔
- ۱۹۸..... قربانی کا گوشت پکا کر بطور دعوت شریکین کو کھلایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۱۹۸..... عورتوں کا مسجد میں جانا قطعی حرام نہیں مگر فساد زمانہ کی وجہ سے ان کا مسجد میں جانا منع ہے۔
- ۱۹۹..... حلال کمائی کا پیسہ دینی کاموں میں ضرور لگایا جاسکتا ہے۔
- ۱۹۹..... قربانی کی کھال فروخت کر کے پیسہ مسجد میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۱۹۹..... مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا یا نہیں؟
- ۱۹۹..... قربانی کی کھال اپنی ذات پر صرف کرنے کے لیے بیچی تو اب اس کو فقیر کو صدقہ کرنا ضروری، اور مدرسہ اور مسجد کی خدمت کے لیے بیچا ہو تو صرف ہو سکتی ہے۔
- ۱۹۹..... مسبوق کو امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرنا چاہیے، اور اگر ایسا نہ کیا تو اخیر میں ایک سلام کے بعد سجدہ کرے۔

قربانی کے جانور کا بیان

- ۱۹۹..... قربانی کا جانور غیر مسلم کے ہاتھ بیچ دے کہ وہ اس کو اپنے دیوتاؤں کے نام پر چھوڑ دیں کیسا ہے۔
- ۲۰۰..... اگر شخص غریب تھا تو اس پر اس کی قربانی واجب تھی وہ اس کی بیوی کو محتاجوں کو دے دے۔

- اور مالدار ہو تو اس کو بھی نیت کر لے نے کے بعد پہچانہ چاہیے۔ اور بت پرستوں کے چڑھاوے کے لیے خریدنا اور سخت اس پر توبہ استغفار لازم ہے..... ۲۰۰
- ارتھنگ کے تار میں بجلی اتر آئی، ایک شخص کی قربانی کی بھینس اس کی زد میں آ کر مر گئی..... ۲۰۰
- ارتھنگ لگانے سے تاوان وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟..... ۲۰۰
- ایک شخص کی قربانی کا جانور دوسرے نے ہلاک کر ڈالا۔ تاوان اس کو دو ہزار روپیہ ملا اس نے ڈیڑھ ہزار کا جانور خریدا اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کی اور پانچ سو روپے میں کچھ اور لے کر اپنے پیروغیرہ کے نام قربانی کی کیا حکم ہے؟..... ۲۰۱
- ارتھنگ والے سے تاوان وصول کرنا چاہیے..... ۲۰۱
- والدین کی موجودگی میں سارا کاروبار لڑکا کرتا ہے تو قربانی کس کے نام کرائے..... ۲۰۲
- قربانی جس کے نام کرائے ہو جائے گی مالک کے نام کرائے تو واجب ادا ہوگا ورنہ نفل قربانی ہوگی..... ۲۰۲
- صرف گھر کا کل کام کرنے سے لڑکا مالک نہیں ہوگا ہاں باپ اپنی جائیداد لڑکوں کو ہبہ کر کے مالک بنا دیا ہو تو قربانی اس پر واجب ہوگی یا لڑکے کے پاس اس کا ذاتی روپیہ ہو تو اس پر بھی قربانی ہوگی اور والد پر بھی..... ۲۰۲
- قربانی کے وقت جانور کا زخم اچھا ہو گیا اور وہ صحت مند ہو گیا تو کیا حکم ہے؟..... ۲۰۳
- بکری کا بچہ سال بھر میں دو ایک روز کم ہے تو اس کی قربانی جائز ہوگی؟..... ۲۰۳
- ایک دن کی بھی کمی ہو تو قربانی جائز نہ ہوگی..... ۲۰۳
- قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا کیسا ہے؟..... ۲۰۳
- قربانی کی اوجھڑی کیا ہے حلال یا حرام؟..... ۲۰۳
- قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو نہیں دینا چاہئے..... ۲۰۳
- اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے..... ۲۰۳
- زید نے قربانی کی نیت سے بکر اپلا کسی وجہ سے قربانی وقت پر نہ کر سکا تو کیا کرے..... ۲۰۳
- خصی جانور قربانی کے لئے عیب دار تو نہیں..... ۲۰۳
- عالمگیری کا صریح جزیہ کہ خصی کی قربانی صحیح ہے..... ۲۰۵
- عقیقہ کے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہئے..... ۲۰۵
- قربانی کے جانور میں عقیقہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بڑے جانور میں کتنے نام تک عقیقہ ہو سکتا ہے..... ۲۰۵
- ایک اونٹ میں کتنے شریک ہو سکتے ہیں..... ۲۰۶
- مسلم کی حدیث کہ اونٹ میں بھی سات آدمی شریک ہوں..... ۲۰۶
- جانور کو بدھیا کرانا اور اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟..... ۲۰۶

- ۲۰۶..... آدمی کو خصی کرنا حرام اس کا خصی ہونا ضرور عیب میں داخل ہے گھوڑے کے خصی کرانے میں اختلاف ہے...
- ۲۰۷..... بقیہ جانوروں کے خصی کرانے میں فائدہ ہے کہ گوشت عمدہ ہو جاتا ہے.....
- ۲۰۷..... جو بکری سال سے کم کی ہو مگر دیکھنے میں سال بھر کی معلوم ہو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟.....
- ۲۰۷..... ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کو پیدا ہوا ہوا اس کا آئندہ سال دسویں گیارہویں کو قربانی کر سکتے ہیں؟.....
- ۲۰۷..... مسجد کی دیوار پر گھاس کا گٹھر رکھنا یا کپڑا پھیلا نا دیوار کے قریب پیشاب کرنا جانور باندھنا کیسا ہے؟.....
- ۲۰۷..... ہندوؤں کی مذہبی تقاریب میں لاؤڈ اسپیکر یا ٹی وی کے لئے بیٹری کرایہ پر دینا کیسا ہے؟.....
- ۲۰۸..... ایک سال سے کم کی بکری قربانی کے لئے جائز نہیں چاہیں ایک دن ہی کم ہو.....
- ۲۰۸..... دنبہ چھ مہینہ کا دیکھنے میں سال بھر کا ہو تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے.....
- ۲۰۸..... مسجد کی دیوار پر گٹھری رکھنا مسجد کی دیوار سے ملا کر پرنا لانا مسجد کو بدبو اور نجاست سے بچانا.....
- ۲۰۸..... مسجد چار دیواری ہے مختلف اس پر جاسکتا ہے؟.....
- ۲۰۸..... کسی بھی ناجائز کام کے لیے لاؤڈ اسپیکر یا بیٹری دینا ممنوع ہے کہ یہ اعانت علی الاثم ہے.....

کتاب الاشرہ

تاڑی اور شراب کا بیان

- ۲۱۰..... تاڑی کا حکم کیا ہے اس کا پھل کھانا کیسا ہے؟.....
- ۲۱۱..... مسلمان کو اس کا روپیہ لینا کیسا ہے؟.....
- ۲۱۱..... تاڑی کھجور سندھی میں نشہ آجائے تو اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا بیچنا یا اس کے درخت کو ٹھیکہ پر دینا حرام ہے.....
- ۲۱۱..... ایون اور نشہ آور چیزوں کو بیچنا خریدنا اس کے یہاں دعوت کھانا اس کے میلاد میں شریک ہونا کیسا ہے؟.....
- ۲۱۱..... روزہ کی حالت میں انجیکشن لگانا کیسا ہے؟.....
- ۲۱۲..... شراب کی تجارت اس کے بیچنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی اس کی بیع کی آمدنی ضرور حرام.....
- ۲۱۲..... مسجد کے احاطہ میں تاڑی ہیں تاڑی اتارنے کا ٹھیکہ ہو تو وہ رقم مسجد میں لگ سکتی ہے؟.....
- ۲۱۳..... تاڑی پلور دوا کے استعمال کرنا کیسا ہے؟.....

کتاب الدعویٰ والقضاء

دعویٰ کا بیان

- ۲۱۶..... مدعی سے قسم کھلا کر اس کے حق میں فیصلہ کیسا ہے؟.....

Click For More

- شریعت میں مدعی کو اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرنا چاہیے۔ اور وہ گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ کو قسم کھلا کر اس کے حق میں فیصلہ کرنا چاہئے..... ۲۱۶
- غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کتابوں کا ترجمہ جو اعظم علی صوفی نے کیا تھا اس کو میر بہادر علی نے اس وعدہ پر لیا کہ وہ من و عن شائع کرینگے مگر ان کو غلط چھاپا..... ۲۱۶
- یا اس کو میر واصف علی عرف حسین پاشاہ نے چھاپایا..... ۲۱۷
- اس کے دوسرے ایڈیشن میں ان کا نام نکال کر مقدمہ کو سید محمود صاحب کے مقدمہ سے بدل دیا۔ اس پر قاضی اعظم علی نے ان پر پچاس ہزار جرمانہ کی دھمکی دی اس باب میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟..... ۲۱۷
- بالغہ لڑکی کا نکاح جبراً پڑھا دیا گیا جبکہ اجازت نہیں وہ انکار کرتی رہی، نکاح میں ایجاب و قبول نہیں ہوا صرف خطبہ پڑھا اور اعلان ہو گیا کہ نکاح ہو گیا..... ۲۱۸
- زید و عمرو دونوں پارٹنر لکڑی فروخت کا کام کرتے ہیں انہوں نے موہن کو سو پانچ سو روپے کی لکڑی دی اس نے جز رقم ادا کی اور بقیہ وعدہ وعید کے بعد یہ کہتا ہے کہ میں نے کل روپیہ دے دیا ہے کبھی کہتا ہے کہ روپیہ دے دیا ہے مجھے معلوم نہیں کہ کس کو دیا ہے۔ موہن کہتا ہے کہ میں ثبوت نہیں چاہتا یہ لوگ قسم کھالیں تو میں روپیہ دے دوں اس پر حکم شرع کیا ہے؟..... ۲۲۵
- زید دو ماہ کے ادھار پر ضامن لے کر بیچا۔ قرار میں ضمانت تو آدمیوں کے نام تحریر کیا گیا ایک کو اپنا شریک اور پارٹنر بھی بنایا اب زید اسی سے دام وصول کرنا چاہتا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ میرا نام قرضدار نے فرضی شامل کیا میں نہ اس کا شریک ہوں نہ ضامن ایسی صورت میں شرع کا کیا حکم ہے..... ۲۲۷
- جو تھیوں سے کسی بارے میں پوچھتا اور اس پر اعتبار کرنا اور بے اعتبار کیے پوچھنا کیسا ہے؟..... ۲۲۷
- اور علم جفر کا کیا حکم ہے؟..... ۲۲۷
- وہابی دیوبندیوں سے تعلق رکھنا ان کا نکاح پڑھانا اس جملہ کے میں ان سے پڑھالیتا ہوں حالانکہ وہ بدستور اپنے دیوبندی عقائد پر قائم ہے کیسا ہے؟..... ۲۲۷

قضا کا بیان

- ایسے علاقے کے بارے میں کیا حکم ہے جو عوام کے سامنے زبانی کچھ کہیں اور تحریر میں اس کو بدل دیتے ہیں..... ۲۲۹
- آپ کے اطراف میں اگر کوئی بڑے سنی عالم ہوں تو آپ ان کے سامنے اپنا معاملہ پیش کریں..... ۲۳۰
- مسجد یا مدرسہ یا کسی دینی معاملہ میں کسی غیر مسلم کو حکم بنانا کیسا ہے؟..... ۲۳۰
- غیر عالم کا وعظ کہنا کیسا ہے؟..... ۲۳۰
- کسی کو غنڈہ اور خائن کہہ کر اپنا سر پرست تسلیم کرنا کیسا ہے؟..... ۲۳۰
- یہاں کی جمہوری حکومت میں بعض امور کا حاکم غیر مسلم کو بنایا جاتا ہے ان افسروں کا حکم دیروتی..... ۲۳۰

Click For More

- ۲۳۱..... جو مدعی حق پر ہیں وہ غیر مسلموں کو حکم نہیں بناتا چونکہ اپنا حق بزور حکومت نکلوانا چاہتے ہیں
- ۲۳۲..... زید کا اپنے دادا کو اللہ ہو میاں کہنا کیسا ہے؟
- ۲۳۲..... اور ایسے لوگوں سے پرہیز کا حکم صحیح ہے یا نہیں؟
- ۲۳۲..... ایسے لوگوں سے پرہیز درست ہے اور مفتی صاحب کی تائید بھی درست ہے
- ۲۳۲..... ایک فتویٰ کی تحقیق کے سلسلہ میں سوال
- ۲۳۳..... مراتب خمسہ کا بیان اور ان کے احکام کا بیان
- ۲۳۳..... ضرورت کی تعریف
- ۲۳۳..... قریب الہلاک ضرورت کا حکم
- ۲۳۳..... اعلیٰ حضرت کی توضیح
- ۲۳۴..... حاجت کی تعریف اور حکم
- ۲۳۴..... حاجت کبھی ضرورت کے حکم میں ہو جاتی ہے
- ۲۳۴..... ایک حاجت بھی ضرورت کے قائم مقام ہوتی ہے لیکن اس کے حدود کا یقین مشکل

کتاب الحظر والاباحت

جائز و ناجائز کا بیان

- ۲۳۷..... براق کی تفصیلات کا سوال۔ (تاریخ)
- ۲۳۷..... احادیث سے براق کا سراپا
- ۲۳۸..... مراسم تعزیہ داری کا سوال
- ۲۳۹..... غیر محرم مردوں کا عورتوں کو ابٹن تیل اور شکم وغیرہ پر مالش کرنا کیسا ہے؟
- ۲۳۹..... اجنبی مردوں کی مذکورہ فی السوال خدمتیں ناجائز و حرام ہیں۔ اس کی مزدوری ناجائز ہے
- ۲۴۱..... یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروانے کے لیے پیدا کیا تو کیا حکم ہے؟
- ۲۴۱..... زید اپنی بیوی کو زبردستی قبر پر لے جانا چاہتا ہے اور وہ جانا نہیں چاہتی۔ تو کیا حکم ہے؟
- ۲۴۲..... جو قوم سے متعلق نئی رسمیں ایجاد کرے۔ نسہندی کراچکا ہو۔ اور بغیر خلافت لوگوں کو مرید کرے اس کا کیا حکم ہے؟
- ۲۴۲..... مردوں کا عورتوں کو چوڑی پہنانا کیسا ہے؟
- ۲۴۲..... مائے اہل سنت کے خلاف بغاوت کی تنظیم قائم کرنے کا اظہار کرنا کیسا ہے؟

- ۲۴۳..... بھابی، خالہ زاد بہن پھوپھی زاد بہن سے بے پردہ ملنا کیسا ہے؟
- ۲۴۳..... معاوضہ لے کر تراویح پڑھانے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۲۴۳..... لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۲۴۳..... جو مولویوں سے نفرت کا اظہار کرے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟
- ۲۴۳..... فاسق معلن کی تعظیم کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟
- ۲۴۳..... بغاوت کے لفظ سے ظاہر ہے کہ وہ خود بھی علماء اہل سنت سے نہیں تو ان کا یہ ارادہ بغاوت کسی ایسے معاملہ میں ہے جو قابل گرفت ہے یہ اختلاف جائز ہے۔
- ۲۴۳..... تراویح پڑھانے کی اجرت ناجائز ہے۔
- ۲۴۵..... لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز و عدم جواز میں علماء کا اختلاف ہے اس میں طرفین سے تشدد ٹھیک نہیں۔
- ۲۴۵..... فاسق معلن سے سلام کے بارے میں تفصیل ہے اور اس کی امامت ممنوع ہے۔
- ۲۴۵..... یہ کہنا کہ میں مجاہد ملت کے اقوال کو مانتا ہوں اور جو اقوال شریعت کے خلاف انہیں نہیں مانتا۔ ایسے شخص کی امامت اور سلام و کلام جائز ہے یا نہیں؟
- ۲۴۵..... اس میں مجاہد ملت کی توہین نہیں خلاف شریعت کسی کا عمل سند نہیں۔
- ۲۴۶..... اپنے غصہ میں لڑکے کو کافر کہا اور اپنی اولاد سے انکار کیا تو کیا حکم ہے؟
- ۲۴۶..... غصہ میں ان الفاظ کی حقیقت مراد نہیں ہوگی بلکہ یہ بطور گالی ہے زید کو فحش کلام سے باز رہنا چاہیے۔
- ۲۴۶..... اور لڑکے کو جواب نہ دینا چاہیے۔
- ۲۴۶..... ان الفاظ سے ان کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے پھر بھی ایسے نام رکھنے کی ممانعت ہے۔
- ۲۴۷..... بد مذہبوں سے تحفہ تحائف قبول کرنا کیسا ہے؟
- ۲۴۷..... تعزیر داری کے تعلق سے سوال۔
- ۲۴۸..... بطور نصیحت کسی کو جاہل کہنا کیسا ہے؟
- ۲۴۸..... چڑھانے کے لیے کسی کو برے نسب سے یاد کرنا ناجائز ہے۔
- ۲۴۹..... کسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کو مجبور کہنے والا کیسا ہے۔ اور مختلف واقعات سے استدلال کرے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۵۱..... زید روشنائی کو ناپاک کہتا ہے۔
- ۲۵۱..... ہر روشنائی ناپاک نہیں آج کل الکھن روشنائی میں اسپرٹ ڈالتے ہیں وہ ناپاک ہے۔ تو جس روشنائی میں اسپرٹ شامل ہو ضرور ناپاک ہے اور اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔
- ۲۵۱..... بے نمازیوں، روزہ نہ رکھنے والوں، واڑھی منڈوں، جاہلوں، فاسق عالموں، فسادیوں کی امامت یا ایسوں کی امامت سے پرہیز کرنے والوں کی امامت وغیرہ کے حکم کا سوال۔

- ۲۵۳..... کسی مدرس یا امام کو کاٹھ کا الو کہنے والے سے سوال
- ۲۵۳..... خطبہ جمعہ میں تطویل کرنے والوں کے بارے میں سوال
- ۲۵۵..... ہمزاد کی تفصیل حدیث و روایات سے
- ۲۵۶..... مزارات اولیاء کرام کی چادریں کن مصارف میں لائی جاسکتی ہیں؟
- ۲۵۶..... مولانا احمد رضا خاں صاحب کو رضی اللہ عنہ کیوں کہتے ہیں؟
- ۲۵۶..... مزارات کی چادریں عام طور پر مجاور اور متولی لیتے ہیں اور دینے والوں کو اس کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔ تو وہ مجاوروں و متولیوں کی ہیں۔ وہ جس مصرف میں چاہیں صرف کریں
- ۲۵۶..... رضی اللہ عنہ کہنا جائز، درمختار سے مسئلہ کا جزیہ
- ۲۵۷..... اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اور اس سے ہنسی مذاق کیسا ہے
- ۲۵۷..... داڑھی کٹوانے والے عالم کی امامت کا کیا حکم ہے؟
- ۲۵۷..... ایک عالم سے چندہ مدرسہ کے طلبہ کے لیے کروایا اور خود اڑا گیا تو کیا حکم ہے
- ۲۵۷..... زانی عالم کا کیا حکم ہے
- ۲۵۸..... فاتحہ دینے کا نذرانہ مانگنا کیسا ہے
- ۲۵۸..... ایصال ثواب ایک کار خیر ہے اس کا نذرانہ طلب کرنا جائز نہیں
- ۲۵۸..... بدرالدین نے ایک بچی کو گود لیا۔ اور زوجہ ثانیہ سے ان کی دو بچیاں ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ ہیں۔ اور دو بیویاں ہیں۔ اور ان کا انتقال ہو گیا تو کس کا کتنا حصہ ہوا
- ۲۵۹..... اسلام میں گود لینے کی کوئی حیثیت نہیں
- ۲۶۰..... کسی غیر عورت کو اپنی دھرم بیٹی بنا کر اس سے پیردہ بوانا اور ہنسی مذاق کیسا ہے
- ۲۶۰..... مصنوعی قبر کی زیارت کرانا؟
- ۲۶۰..... مختلف دعوات کی کئی انگوٹھیاں پہننا۔ نبردو کے مجرم کی مسجد میں امامت کرنا
- ۲۶۰..... کانفرنس میں مدعوئی علماء کو روک دینا
- ۲۶۰..... وہابی مفتی سے یارانہ کرنا۔ باجے کے ساتھ برات لے کر جانا اور جہیز میں موٹر سائیکل طلب کرنا
- ۲۶۰..... کمیشن پر مدرسہ کا چندہ وصول کرنا
- ۲۶۰..... پیر کی عورت کا اپنے بالغ بیٹے کے ساتھ دورا کرنا
- ۲۶۰..... والہی منڈے سید زادہ کی تعظیم کرنا
- ۲۶۲..... چندہ کی کل رقم وہ مدرسہ میں داخل کر دے اور مدرسہ والے اپنی طرف سے دیں تو حرج نہیں
- ۲۶۲..... حج کا محرم کے ساتھ سفر کرنا جائز اور دعا کرنا اور دعا کرنا بھی جائز

- ۲۶۲..... سادات کی تعظیم ان کے نسب کی وجہ سے ہے
- ۲۶۳..... تصویر والی کتابوں کا پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟
- ۲۶۳..... دشمنان اسلام کے لیے مردہ ہاد کے نعرے لگانا
- ۲۶۳..... شیریشہ اہل سنت کے نسب کو برا کہنا کیسا ہے؟
- ۲۶۳..... ایسے طاغوتی طاقتیں خائف ہوں تو ان کو برا کہنے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۲۶۳..... کیونٹ پارٹی کو ووٹ دینا کیسا ہے۔
- ۲۶۳..... موجودہ الیکشن کے ذریعہ دنیوی حکومت وجود میں آتی ہے۔ جس کے قیام کا ہم کو حکم نہیں
- ۲۶۶..... آخری چہار شبہ کی کیا حقیقت ہے؟
- ۲۶۷..... ڈرامہ کرنا اور لکھنا کیسا ہے
- ۲۶۷..... ڈرامے اگر شرعی قبائح سے پاک عبرت و نصیحت کے حامل ہوں تو ان کے لکھنے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں
- ۲۶۷..... جو ڈرامے آج کل رائج ہیں ان میں ناچ گانے اور شہوت انگیز مناظر بے پردگی بے ہودگی بھرتا ہے
- ۲۶۸..... عام مردوں کی فاتحہ گمروالے یا عزیز واقارب نہ کھائیں فقیر و مساکین کو کھلائیں
- ۲۶۸..... استمباد بالآخر کا سوال
- ۲۶۸..... پیروں کی منت ماننا کیسا ہے
- ۲۶۸..... علم غیب حضور ﷺ کو تھا یا نہیں؟
- ۲۶۸..... جنازہ کے ساتھ میلاد پڑھنا کیسا ہے؟
- ۲۶۸..... مردوں کے کفن کی مقدار کیا ہے کوئی زائد مانگے تو کیا حکم ہے؟
- ۲۶۸..... قبر پختہ بنا نا وہاں عرس کرنا قبروں پر پھول ڈالنا کیسا ہے؟
- ۲۶۸..... زیارت قبور کیلئے مردوں اور عورتوں کا کیا حکم ہے؟
- ۲۶۸..... تعزیہ دار اس کی منت اور ماتم کا کیا حکم ہے؟
- ۲۶۸..... میلاد شریف اور قیام و سلام کا کیا حکم ہے؟
- ۲۶۹..... عید گاہ ہوتے ہوئے آبادی کے اندر نماز پڑھنا کیسا ہے؟
- ۲۶۹..... وعظ اور میلاد کی فیس لینا کیسا ہے؟
- ۲۶۹..... قوالی سننے والے کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں؟
- ۲۶۹..... میت پر شال اوڑھنی ڈالنا کیسا ہے؟
- ۲۷۰..... طلاق مغلظہ ثلاثہ سے سوال
- ۲۷۰..... اور بے حلالہ اس کے نکاح ثانی کا سوال

- ۲۷۱..... بیوی کے ساتھ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں
- ۲۷۱..... البتہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے عالم جہاد میں دشمن کے مقابلہ میں بیوی راضی کرنے کے لیے ایسی پہلو دار بات جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ یہ جائز ہے۔
- ۲۷۲..... مسئلہ کی تفصیل
- ۲۷۲..... حد شرع سے کم داڑھی رکھنا کیسا ہے؟
- ۲۷۳..... چین والی گھڑی پہن کر نماز کا سوال
- ۲۷۳..... بالغ لڑکی کا نکاح بے اس کی مرضی کے پڑھانا کیسا ہے؟
- ۲۷۳..... انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟
- ۲۷۳..... ملحقہ مدارس کی امداد کے لیے فرضی کارروائی کا کیا حکم ہے؟
- ۲۷۴..... بیت المال اسلامی ہو یا غیر اسلامی گورنمنٹ سے دینی خدمت کرنے والوں کا حکومت کے خزانہ سے امداد لینا جائز ہے؟
- ۲۷۴..... آٹھ سال کی لڑکی کا وعظ تقریر اور نعت وغیرہ سننے اور اس کے پردہ کرنے کا کیا حکم ہے؟
- ۲۷۵..... جو بچی حد شہوت کو پہنچ جائے اس کا حکم بالغہ کا ہے۔
- ۲۷۵..... اور جس کو یہ خطرہ ہو کہ اسے دیکھنے سے مجھے تحریک ہوگی تو اس کا دیکھنا حرام ہے۔
- ۲۷۵..... حضور مفتی اعظم اور ان کا تقویٰ
- ۲۷۵..... عالمگیری کا ایک جز یہ
- ۲۷۵..... دعا تعویذ کرنے والے کی امامت سے سوال
- ۲۷۶..... کیا مسلمان مرنے کے بعد بھوت ہو سکتا ہے؟
- ۲۷۶..... مسلمانوں کی روح انتقال کے بعد جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے۔
- ۲۷۶..... کافروں کی روح مقید و گرفتار ہوتی ہے۔
- ۲۷۶..... صالحین کی روح دنیا والوں کی امداد کی بھی قدرت رکھتی ہے۔
- ۲۷۷..... پوسٹ مارٹم مدخلت فی الدین ہے یا نہیں؟
- ۲۷۷..... قربانی گاؤ کی پابندی مدخلت فی الدین ہے یا نہیں؟
- ۲۷۷..... مسلمانوں کو اسلامی معاملات کے لیے قاضی مقرر کرنا ضروری ہے یا نہیں؟
- ۲۷۹..... اقامت امام کے لیے بھی سیاسی غلبہ ضروری ہے اور اس کی استطاعت نہ ہو تو معذور ہے۔
- ۲۷۹..... تعویذات کا بھی ہند میں ہی حکم ہے۔
- ۲۷۹..... مسلمان اپنے معاملات علم علما سے حل کرائیں۔
- ۲۷۹..... زید و بکر کا لفظی مکالمہ۔

- ۲۸۰..... دیکھنے اور کرنے کے اچھے کام کا بیان۔
- ۲۸۱..... ساٹھ کی حلت اور حرمت کا مسئلہ اور فتاویٰ رضویہ میں آیات کی غلطی کا ذکر
- ۲۸۲..... اس سلسلہ میں زید و بکر کا اختلاف اور اس کی وضاحت
- ۲۸۲..... ”اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین کو خلافت دیتے تو بہتر ہوتا“ کیا یہ جملہ کفر ہے؟
- ۲۸۲..... یہ جملہ کفر نہیں ہے۔
- ۲۸۳..... قبل از وقت بال سفید ہو گئے ہوں تو اس پر کالا خضاب لگانے یا مہندی کا استعمال کیسا ہے؟
- ۲۸۳..... نماز جمعہ کے بعد دعا سے پہلے مسجد کے لیے چندہ وصول کرنا کیسا ہے؟
- ۲۸۳..... کرایہ پر ترپال لا کر نماز عید پڑھنا کیسا ہے جبکہ اس پر نجاست نہ لگی ہو؟
- ۲۸۳..... سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔ اور مہندی کا خضاب لگانے کا حکم ہے۔
- ۲۸۳..... وفات یافتہ بزرگوں کا کسی زندہ پر سوار ہونا کیسا ہے؟
- ۲۸۳..... دفع شیاطین کا علاج.....
- ۲۸۵..... عورت پر مسلمان جن آسکتا ہے یا نہیں؟
- ۲۸۵..... مسان بلیات آسیب کیا ہیں؟
- ۲۸۵..... حقیقت جو ہو مگر بکر کی عورت پر ایسا ہی ہوتا ہے وہ دم کی دیتا ہے کہ میں تجھے ہلاک کر دوں گا یہ کیا ہے۔
- ۲۸۵..... کیا روحوں کو پھانسی دی جاسکتی ہے؟
- ۲۸۷..... جن جو سوار ہوتے ہیں وہ بھی قانی ہیں تو ان کی موت کیوں نہیں ہو سکتی
- ۲۸۷..... الفاظ کے معانی.....
- ۲۸۷..... دیوبندیوں اور وہابیوں کی نماز پر پیشاب کرتا ہوں کہنا کیسا ہے؟
- ۲۸۷..... حضور نے منافقین کی نماز کو پرندوں کی چونچ مارنے سے تشبیہ دی.....
- ۲۸۸..... تعدیل ارکان اور اس کا حکم.....
- ۲۸۸..... نماز میں بار بار ہاتھ ہلانے کو حضور نے گھوڑے کی دم ہلانے سے تشبیہ دی.....
- حضور نے سجدہ کی حالت میں زمین پر کہنی بچھانے کو لومڑی کے بیٹھنے سے تشبیہ دی دونوں ہاتھ سامنے کے فہد میں
- ۲۸۸..... سرین پر بیٹھنے کو کتے کے بیٹھنے سے تشبیہ دی.....
- ۲۸۸..... اسماعیل دہلوی کی بد زبانی.....
- ۲۸۸..... نماز میں تشہد کے موقع پر سلام پڑھتے اپنے دل میں حضور کو حاضر ماننے کا حکم ہے.....
- ۲۸۹..... امام غزالی و صاحب در مختار علامہ ابن عابدین شامی کے مقابلہ میں اسماعیل دہلوی کی کوئی حیثیت نہیں.....
- ۲۹۰..... خود کشی کرنے والے کی لاش کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا کیسا ہے؟

- ۲۹۰..... عام حالات میں پوست مارٹم اور مردہ کی اذیت حرام ہے۔
- ۲۹۰..... اوجھا سوکھا سے علاج کرنا کیسا ہے؟
- ۲۹۱..... اوجھا کے پاس جانا اور اس کی باتوں پر اعتبار کرنا گمراہی بلکہ کفر بھی ہو سکتا ہے۔
- ۲۹۱..... عام صورتوں میں توبہ استغفار اور کوئی کفر کی حرکت کی ہو تو تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے۔
- ۲۹۱..... فساد کے خوف سے کسی برم استھان کے گرد اس کی زمین پر چبوترہ بنانا کیسا ہے؟
- ۲۹۲..... لڑائی جھگڑے میں مگالی بکنا کیسا ہے؟
- ۲۹۳..... توبہ مجبوری کی حالت کا حکم ہے۔ مریض روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔
- ۲۹۵..... بیوی کو طلاق دے دی بچے ماں کے ساتھ ہیں تو ہم ان بچوں کی شادی میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۲۹۵..... مطلقہ کا سامنا نہ ہو کہ اب وہ اجنبی ہے۔ شادی کی تقریب میں شریک ہو سکتے ہیں کھانا کھا سکتے ہیں۔
- ۲۹۶..... مکافئہ القلوب کی ایک حکایت کے بارے میں استفسار اور اس کا تفصیلی جواب۔
- ۲۹۷..... مسجد میں کسی کے نماز پڑھتے وقت باذان بلند تلاوت کرنا کیسا ہے؟
- ۲۹۷..... صحیح حدیثوں کی تعداد کتنی ہے۔
- ۲۹۷..... نمازی، روزہ دار، زکوٰۃ دینے والے، حج کرنے والے کو کافر کہنا کیسا ہے۔
- ۲۹۸..... ضروریات میں سے کسی کا انکار کرے تو کافر ہے اگرچہ ان عبادتوں کو بھی ادا کرے۔
- ۲۹۸..... زاغ معروفہ حلت و حرمت سے سوال۔
- ۲۹۸..... اوجھڑی اور چستہ وغیرہ سے سوال۔
- ۲۹۸..... حدیث میں جس کو منافق کی علامت بتائی وہ کسی عالم میں ہو تو کیا حکم ہے۔
- ۲۹۸..... عالم کی تعظیم میں کوئی حدیث ہے؟
- ۲۹۸..... عالم کے دوزخی کو دوزخ سے نکالنے والی حدیث سے سوال؟
- ۲۹۹..... کیا منافق کو بھی عالم جہنم سے نجات دلوائے گا۔
- ۳۰۰..... مسلم لیگ کا دوبارہ احیاء ہو اس میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟
- ۳۰۱..... اگر اس نوا ایجاد لیگ میں بھی کچھ خلاف شرع کرنا یا سننا پڑے تو شرکت ناجائز۔
- ۳۰۱..... شادی کے موقع پر گانا اور ڈھول بجانا کیسا ہے؟
- ۳۰۱..... میلاد شریف کا مروجہ طریقہ رسول یا صحابہ یا ائمہ سے ثابت ہے یا نہیں؟
- ۳۰۱..... نیاز و فاتحہ کا کیا حکم ہے؟
- ۳۰۱..... مردے کے نام ہر محلہ اور رشتہ داروں کو کھلانا کیسا ہے؟
- ۳۰۱..... مروجہ تعزیہ کی تجارت اور تعزیہ داری کیسی ہے؟

Click For More

- ۳۰۱..... قبروں کو پختہ بنانا اس پر چادر ڈالنا ایصالِ ثواب کرنے کا کیا حکم ہے
- ۳۰۲..... گانا بے مزا میر کے اور غیر بخش ہو تو گانے میں کوئی حرج نہیں
- ۳۰۲..... آج کل کے گانے اور باجے کو حدیث سے ثابت کرنا زیادتی ہے
- ۳۰۳..... نیاز فاتحہ شریعہ جانتے ہیں
- ۳۰۳..... قبروں کو پختہ نہیں کرنا چاہیے مگر ان کو کھودنا یا ڈھانا بھی حرام ہے
- ۳۰۳..... نیت خیر سے بزرگوں کی قبروں پر چادر ڈالنا بھی جائز ہے
- ۳۰۴..... تعزیہ چوک پر رکھنا اور وہاں فاتحہ دینا کیسا ہے؟
- ۳۰۴..... مرد کو اجنبی عورتوں کو چوڑی پہنانے کا دھندہ کرنا کیسا ہے؟
- ۳۰۵..... یہ کام حرام ہے
- ۳۰۵..... اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا کیسا ہے؟
- ۳۰۵..... زید کی زبان سے قربانی کے لیے لفظ قرض نکل گیا کیا اس کے لیے علی الاطلاق توبہ ضروری ہے
- ۳۰۵..... حضور کے علم غیب میں دیوبندی کے غلط استدلال کا جواب
- ۳۰۵..... علمک مالہ تکتہ تعلم میں علوم خفاء داخل ہیں یا نہیں؟
- ۳۰۵..... عالم کا کام تبلیغ ہے یا عمل کروانا؟
- ۳۰۶..... خطبہ کے وقت خطبہ میں ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟
- ۳۰۶..... جس لفظ میں غلط معنی کا ایہام ہے اسے نہیں بولنا چاہیے
- ۳۰۶..... حدیث شریف میں ہے کہ میری امت سے بھول چوک معاف ہے
- ۳۰۷..... سور کی چربی جسم میں لگائی تو کیا حکم ہے؟
- ۳۰۷..... طلاق نہ ہونے کی غلط فہمی سے نکاح نہیں پڑھایا اور زید کا بائیکاٹ کر دیا۔ اب معلوم ہوا کہ واقعہ طلاق صحیح ہے اور اس کے بعد دوسرا نکاح ہوا تو کیا حکم ہے؟
- ۳۰۷..... مولوی صاحب بھی کہتے ہیں تین آدمیوں کی توبہ قبول نہیں ان کا کیا حکم ہے؟
- ۳۰۸..... گناہ کبیرہ کرنے والے کے یہاں میلاد پڑھنا کیسا ہے؟
- ۳۰۸..... عورت پر جنونی کیفیت طاری ہو اسی حالت میں کچھ باتیں کہیں جو صحیح ثابت ہوئیں۔ ایک آدمی کے خلاف الزام لگایا کہ اس نے جادو کرایا ہے۔ تو کیا حکم ہے؟
- ۳۰۹..... حضرت حسن کو علیہ السلام کہنا کیسا ہے
- ۳۰۹..... کربلا کی لڑائی کفر و اسلام کی تھی؟
- ۳۱۰..... غیر نبی کو علیہ السلام کے سلسلہ میں دونوں طرح کی تائید ملتی ہیں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- ۳۱۱..... مسئلہ اختلافی ہے بہتر یہ ہے کہ غیر نبی کو نہ کہا جائے.....
- ۳۱۱..... یہ لڑائی کفر و اسلام کی نہ تھی حق و باطل کی تھی امام صاحب رضی اللہ عنہ حق پر تھے.....
- ۳۱۱..... غیر نبی کو علیہ السلام کہنے کے حوالے امام رازی، بخاری، ابوداؤد وغیرہ سے.....
- ۳۱۳..... مرد سونے کی زنجیر استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور کلانی پر کپڑا باندھ کر چین استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟.....
- ۳۱۳..... مرد شیردانی پر سونے سے لکھا ہوا کلمہ ٹانگ کر استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟.....
- ۳۱۴..... دانت سونے کا لگوا سکتا ہے یا نہیں.....
- ۳۱۵..... غوث پاک کی فاتحہ کے لیے نکالے ہوئے روپے مدرسہ کے مصرف میں صرف ہو سکتے ہیں یا نہیں؟.....
- ۳۱۵..... اس روایت کا کیا حال۔ میدان محشر میں حکم ہوگا اے محشر یو! اپنی نگاہیں جھکا لو قاطعہ زہرا آ رہی ہیں.....
- ۳۱۵..... ض کو ظا پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟.....
- ۳۱۶..... دعوات کی چین سے سوال.....
- ۳۱۶..... خطبہ کی اذان اندرون مسجد اور خطبہ میں اردو پڑھنا کیسا ہے؟.....
- ۳۱۶..... گائے بھینس کی قربانی قانون کے خلاف ہے اسے نہ کرنا چاہیے؟.....
- ۳۱۶..... اپنی عورت کا پانی پونگنا تمہارے پاس آؤں گا میں مسلمان ہوں گا تو۔ اس کلمہ کا کیا حکم ہے؟.....
- ۳۱۷..... زیند نے ایک ناشائستہ کلمہ زبان سے ادا کیا تو بہ کرے اور اس کا کھانا کھائے پیئے.....
- ۳۱۷..... مسجد کے نقش و نگار کو کسی راجہ کے محل کے مانند کہنا کیسا ہے؟.....
- ۳۱۷..... اگر بطور انکار کہا کہ مسجد کے نقش و نگار ایسے نہ ہونے چاہیے تو مسجد کی توہین نہیں ہے۔ اور بطور تعجب کہا تب بھی یہ کوئی خراب بات نہیں.....
- ۳۱۸..... ایسی لڑکی سے نکاح ہوا جس کے بارے میں وہابی ہونے کا شبہ ہے تو کیا حکم ہے؟.....
- ۳۲۰..... سمندر اور سورج کی روشنی کو لامحدود کہنا کیسا ہے؟.....
- ۳۲۰..... جائز ہے عام طور پر زیادہ کثیر وسیع چیز کو ایسا کہہ دیا جاتا ہے.....
- ۳۲۱..... کسی کا خط اس کی بغیر اجازت کے پڑھنا اور اس کی فوٹو کاپی کرنا کیسا ہے؟.....
- ۳۲۱..... مہندی لگا کر دعوات کی چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟.....
- ۳۲۲..... کسی کو طانی خدا کہنا کیسا ہے؟.....
- ۳۲۲..... اہل حضرت کی وصیت کے ایک جملہ پر اعتراض.....
- ۳۲۲..... عہادت و صایا کی منقول توجیہ.....
- ۳۲۳..... غیر مسلموں کے سلام کرنے کا طریقہ کیا ہے؟.....
- ۳۲۳..... سلام و جواب کے مختلف طریقے.....

- ۳۲۲..... دینی کتابوں کو اوپر رکھا جائے یا نیچے؟
ایک ہندو نے سوال کیا کہ خنزیر کا گوشت حلال ہوگا، ایک مسلمان نے کہا مرغا خنزیر کا گوشت کھائے تو خلال ہوگا
۳۲۵..... ایسا کہنے والے کا کیا حکم ہے.....
۳۲۵..... اللہ ورسول نے بے فائدہ قیل و قال سے منع کیا.....
۳۲۵..... اور آج کل غیر مسلموں سے مذہبی بات کرنے میں فوراً ماحول سنجیدہ ہو جاتا ہے.....
۳۲۵..... مسلمان کے اسلامی مسائل میں کچھ اختلاف ہو تو اللہ ورسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ اور خود صلاحیت نہ ہو تو
اہل علم سے پوچھو.....
۳۲۵..... قرآن شریف کے مسائل میں عوام یا خواص کو صرف عقلی گھوڑے دوڑانے کی ممانعت ہے.....
۳۲۶..... مولوی اسماعیل دہلوی کی گمراہ گری کا بیان.....
۳۲۸..... دوران تقریر مذاق و لطیفہ بازی کیسی ہے؟.....
۳۲۸..... نعت رسولِ قلمی طرز پر لکھنا کیسا ہے؟.....
۳۲۹..... ملاوٹ کی تجارت کا کیا حکم ہے؟.....
۳۳۰..... دھوکہ اور ضرر اسلام میں جائز نہیں.....
۳۳۰..... سلمان رشدی پر ایرانی فتوے کے متعلق کیا حکم ہے؟.....
۳۳۰..... علماء اپنی صوابدید کے موافق اگر صحیح تقریر کرتے ہیں تو عوام کو خلاف مصلحت اور بکواس کہنا کیسا ہے؟.....
۳۳۰..... حرام کاریوں میں مبتلا قراء اور ان کے گھروالوں کے ساتھ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟.....

اباحت کا بیان

- ۳۳۲..... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لکھنا کیسا ہے؟.....
۳۳۲..... اذان میں حضور کے نام پاک پر انگوٹھ چومنا کیسا ہے؟.....
۳۳۳..... یا فوٹو المدد جیسے الفاظ کہنا کیسا ہے؟.....
۳۳۳..... نمازوں کے بعد مسجد میں صلاۃ و سلام.....
۳۳۳..... تبلیغی جماعت کے متعلق کیا حکم ہے؟.....
۳۳۳..... مسجد میں جماعت کے بعد دعائے ثانی مانگنا کیسا ہے؟.....
۳۳۳..... ہر نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیسا ہے؟.....
۳۳۳..... بزرگوں کو رحمۃ اللہ علیہ اور رضی اللہ عنہ کہنا کیسا ہے؟.....
۳۳۳..... ابتدائی دینی تعلیم پر چرم قربانی کی رقم صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟.....
۳۳۳..... امام کی فطلی کی پردہ پوشی کیسی ہے؟.....

- ۳۳۳..... بلا ضرورت کھکھارنے سے دو حرف جیسے آخ
- ۳۳۳..... تو نماز باطل ہے اور غرض صحیح سے ایسا کیا تو جائز
- ۳۳۳..... واڑھی حد شرع سے کم رکھنے والے کی امامت مکروہ
- ۳۳۳..... صحت امامت کے لیے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں
- ۳۳۳..... طالب علم زید بکر پر ناجائز اختلاط کا الزام لگایا۔ کچھ طلبہ غیر جانب دار رہے زیادہ نے غلط کار نہ ہونے کی گواہی دی اور چار طلبہ نے الزام کے موافق گواہی دی ان دونوں نے قسم کھائی برأت ظاہر ہونے پر بھی سزا دی گئی۔ تو طرفین کے لیے کیا حکم ہے؟
- ۳۳۳..... نفی اثبات کی گواہی کی تفصیل ان کے احکام اور زید و بکر کو ہدایت
- ۳۳۵..... استاد ادب دینے کے لیے
- ۳۳۵..... تہمت کی جگہ یا کام سے بچنا چاہیے
- ۳۳۵..... مشورہ لینا سنت الہیہ ہے کہنا کیسا ہے
- ۳۳۷..... صلوٰۃ پنج وقتہ کو ٹیلی فون کی اصطلاح میں بیان کرنا کیسا ہے
- ۳۳۷..... لیٹ کر پڑھنے سے نظر کم ہو جاتی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟
- ۳۳۸..... بلی مارنے کا کوئی کفارہ ہے یا نہیں؟
- ۳۳۸..... موذی بلی کو قتل کر سکتے ہیں
- ۳۳۹..... تلی برادری کا اپنے مختلف خاندانوں کا نام رکھنا
- ۳۵۰..... تیرے رسول نے فرمایا کہنا درست ہے یا نہیں؟
- ۳۵۰..... حضور ﷺ کی دونوں نسبتیں صحیح ہیں اس لیے ایسا کہنا جرم نہیں
- ۳۵۰..... فٹ بال کھیلنا کیسا ہے
- ۳۵۱..... سنی دعوت اسلامی کے متعلق سوال
- ۳۵۲..... درود سلام بعد صلاۃ النجر کے بجائے حدیث شریف پڑھنا کیسا ہے؟
- ۳۵۲..... بیدرود سلام اور قرأت حدیث امر مستحب اور کار ثواب ہے۔ اس کے لیے جنگ نہ کی جائے قرعہ ڈال لیا جائے جس کے لیے کثرت رائے ہو دعویٰ پڑھا جائے
- ۳۵۲..... سحر کے بارے میں سوال
- ۳۵۵..... ساری کائنات کا اللہ تعالیٰ مؤثر حقیقی ہے
- ۳۵۷..... اللہ تعالیٰ کے سلام کا جواب رسول اللہ کس طرح دیتے تھے
- ۳۵۷..... کافر مسلم کب سے شروع ہوا؟

- ۳۵۷..... خواجہ صاحب کے روضہ میں جنتی دروازہ کیسے ہوا؟
- ۳۵۷..... عید گاہ ہوتے ہوئے مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟
- ۳۵۷..... حضور ﷺ کی تاریخ پیدائش؟
- ۳۵۷..... نوشہ کو سہرا باندھنے سے پہلے سہرے کو پانچ آدمیوں کے سر سے لگانا کیسا ہے؟
- ۳۵۸..... اجیر کے جنتی دروازہ کی ایک توجیہ
- ۳۵۸..... کمزور لوگوں کے لیے مسجد میں بھی نماز عید پڑھنے کی اجازت ہے؟
- ۳۵۹..... کیا داڑھی کا خط بھی چالیس دن کے اندر بنوانا ضروری ہے؟
- ۳۵۹..... ہاں موچھیں ناخن اور بغل اور موئے زیر ناف کے لیے یہی حکم ہے؟
- ۳۶۰..... مسلمانوں کے دروازوں پر دعا کے لیے آنے والے غیر مسلموں کو دعا کی جائے یا نہیں؟
- ۳۶۰..... کیا جنازہ میں عورت کو اس کا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟
- ۳۶۱..... قرض دے کر منافع لینا کیسا ہے؟
- ۳۶۱..... جہاں بوڑھے جانور کی پرورش ہوتی ہے وہاں جانور بیوپچانا کیسا ہے؟
- ۳۶۲..... گائے جو ایک بزرگ فقیر کے لیے وقف کی زخمی ہوگئی تو اس کا ذبح کرنا یا مرنے کے بعد دفن کرنا کیسا ہے؟
- ۳۶۲..... بتوں پر چھوڑا ہوا بکر مالک کی اجازت سے مسلمان نے بسم اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا اور مسلمانوں نے کھایا تو کیا حکم ہے؟
- ۳۶۳..... شوہر نے عورت کا دودھ پی لیا۔ عورت اس پر حلال ہے یا حرام؟
- ۳۶۳..... مردہ عورت کے جنازہ چھونے کا سوال؟
- ۳۶۳..... انگریزی دوا کا استعمال کیسا ہے؟
- ۳۶۳..... اسپریت ملی ہوئی روغناتی کا استعمال یا خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟
- ۳۶۳..... عدم جواز کی صورت میں استعمال کرتے والے کی امامت کا کیا حکم ہے؟
- ۳۶۳..... یقین سے معلوم ہو کہ نجس یا حرام کی آمیزش ہے تو ناجائز۔ انواہ عوام ہو تو حرام کا حکم نہیں دیں گے
- ۳۶۳..... اینٹ کے اوپر این، اے لکھوادیا تو اس کا استعمال ہر جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
- ۳۶۳..... اور دوسرے رسم خط میں ہے تو اس کی وہ تعظیم نہیں جو عربی رسم خط کی ہوتی ہے؟
- ۳۶۳..... اکیڑہ اینٹ میں عورت مرگئی تو مقدمہ لڑ کر اس کا معاوضہ لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
- ۳۶۵..... زخمی ادا بے ہوشی کے عالم میں اجنبی عورتوں نے میرا سر چھردیا یا تو کیا حکم ہے؟
- ۳۶۶..... مجلس ذکر شہادت کا نام جشن شہدا اکبر رکھنا کیسا ہے؟
- ۳۶۶..... جس دن یا حسن حادثہ میں دونوں ہی قسم کی باتیں ہوں تو اس میں اظہار مسرت جائز۔ اظہار غم جائز نہیں۔ نہ اس کو

- ۳۷۱..... یوم غم کہا جاسکتا ہے.....
- ۳۷۱..... نیکوں کی موت ان کے لیے بے حد خوشی اور مسرت کا دن ہے.....
- ۳۷۲..... اب محاورہ عوام میں جشن کا لفظ مطلقاً جماع اور جلسہ کے معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے.....
- ۳۷۲..... بزرگان دین کا یوم وصال ان کی عید کا دن ہے.....
- ۳۷۳..... بزرگان دین کے وفات کے دن کو عرس کہتے ہیں مسرت کا لحاظ بھی ہے.....
- ۳۷۷..... نجس پانی سے سینچے گئے پھل کا کیا حکم ہے؟.....
- ۳۷۷..... عمامہ کی کم از کم لمبائی کیا ہے؟.....
- یہاں گنگا کا پانی گرام پنچایت سے معمولی قیمت پر لے کر لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں تو اس کا منافع مسجد کے لیے جائز ہے یا نہیں؟.....
- ۳۷۷..... چیون بیمہ یا فیکس ڈپازٹ کی زائد رقم مسجد و مدرسہ میں لگانا کیسا ہے؟.....
- ۳۷۷..... قبر پر اذان و فن کے کتنی دیر بعد اور کتنی دوری سے ہونی چاہیے.....
- ۳۷۷..... نیلام جائز ہے.....
- ۳۷۷..... عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم اور چھ گز سے زائد نہ ہو.....
- مسجد کے امام مسجد میں جمعہ کی امامت سے قبل مسجد کے صدر کے خلاف گستاخانہ جملہ استعمال کیا ان کی امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟.....
- ۳۷۸..... سین بلال عند اللہ شین کے بارے میں سوال.....
- ۳۸۰..... تحیۃ المسجد کا مسئلہ؟.....
- ۳۸۱..... دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے ہی پڑھے.....
- ۳۸۱..... سنت مؤکدہ مکان کی وجہ سے نہ پڑھیں تو کیا حکم ہے؟.....
- ۳۸۱..... عورتوں کو تبلیغ اور مردوں کے خطاب سے روکنا کیسا ہے؟.....
- ۳۸۳..... صرف ہندی میں قرآن لکھنا کیسا ہے۔ اور اس کی تلاوت پر اجر ملے گا یا نہیں؟.....
- ۳۸۳..... ختنہ سنت مؤکدہ اور شعار اسلام ہے.....
- ۳۸۳..... ختنہ کی مدت ۷ سال سے بارہ سال یا ولادت کے ۷ یوم کے بعد سے ۱۲ سال تک ہے.....
- ۳۸۳..... اس مدت میں ختنہ کرانا باپ پر ہے۔ بلا ہذر ترک کر کے زید گنہگار ہوا.....
- ۳۸۳..... اس پر واجب ہے کہ ناہالوں کا ختنہ کرائے ورنہ لوگ اس کو امامت سے علیحدہ کر دیں.....
- ۳۸۳..... بالغ لڑکے اگر خود ختنہ کر سکتے ہوں تو کر لیں ورنہ کسی جان کار سے ختنہ کرائیں.....
- ۳۸۳..... لیٹ کر کتاب دیکھنا کیسا ہے.....

۳۸۲..... پالا ہوا کیو تریلی کھا گئی اس کو لاشی سے مارنا کیسا ہے؟

۳۸۲..... واڑھی کے مسئلہ میں اختلاف ائمہ سے سوال؟

کسب کا بیان

۳۸۵..... کسب کے معاملہ میں لڑکے اور باپ میں تعلقات کا سوال

آدی کی حیال میں اس کی بیوی اس کے بچے جہاں اور جس کی اور جس کی ذمہ داری کے اس کے بھائی داخل ہیں

۳۸۵..... جنگی معاش کی ذمہ داری اس آدی کی ہے

۳۸۶..... مشترکہ کارگزاری کی مختلف صورتیں

۳۸۷..... ان میں بھی ساری جائیداد باپ کی ہوگی

دوسری صورت کہ غریب آدی محنت مزدوری یا اجرت پوکام گھرا کر کرتا ہے اور سب بال بچے مل کر کام کرتے ہیں

اور جو لڑکا سلیقہ مند ہوتا ہے وہ باپ کی جگہ پر کام کاج کی ذمہ داری لیتا ہے اس صورت میں بھی کل آمدنی باپ کی

۳۸۷..... ہے

۳۸۷..... جس کے پاس حرام و حلال اس کی امتیاز کے بغیر مال ہو۔ اس کی مزدوری کرنے کا کیا حکم ہے؟

اور جس نے رزق حرام سے بہت مال کمایا مگر اب حلال ذریعہ اختیار کیا۔ تو گزشتہ حرام کمائی اس کے لیے حلال

۳۸۸..... ہوگی یا نہیں؟

۳۸۸..... سو دھوار کے یہاں کھانے پینے کا حکم؟

۳۹۰..... سونے چاندی کی صورتوں پر پالش کرنا کیسا ہے؟

زیور یا دیگر سامان کی پالش میں کوئی حرج نہیں۔ زید اور اس کی بہن مل کر بنائی کا کام کرتے تھے اس کی آمدنی سے

۳۹۱..... جو رقم حاصل اس سے زمین زید نے اپنے نام خریدی تو اس میں بہن کا حق ہوگا یا نہیں؟

۳۹۱..... صورت مسئلہ بہن بھی آمدنی میں نصف شریک ہوگی

۳۹۲..... وکالت کا پیشہ کیسا ہے؟ جس میں جھوٹ کا بھی ارتکاب کرنا پڑتا ہے

۳۹۲..... ایسے امام کی امامت کا کیا حکم ہے جو شراب فروش کے یہاں کھانا کھاتے ہیں

۳۹۳..... حلال خور کے ساتھ کھانا کھانا کیسا ہے

۳۹۳..... اسلام میں چھوت چھات نہیں آپ سب مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھا سکتے ہیں جبکہ خود آپ کام نہیں کرتے۔

ہوٹل میں عیاش مزاج آتے ہیں اور عورتوں سے حرام کاری کرتے، ہیں ہوٹل ملازم دیسی بدکار عورتوں کو ہوٹل میں

لااتے ہیں، ان کو جو آمدنی ہوتی ہے اس میں سے نہ ہوٹل والا کچھ لیتا ہے نہ ملازم ہاں ٹھہرنے کی اجرت ان مردوں

۳۹۳..... سے حاصل کرتے ہیں تو کیسا ہے؟

۳۹۳..... حلال کمائی کو کارٹو اب میں حصول ثواب کی نسبت سے خرچ کرنا حرام اور کفر ہے

- ۳۹۴..... مدرسہ یا مسجد میں اس کا پیشہ لگ سکتا ہے یا نہیں؟
- ۳۹۴..... سینما کی نوکری کے پیسے کا کیا حکم ہے؟
- ۳۹۴..... حرام کمائی کا استعمال مسجد میں مطلقاً منع ہے۔
- ۳۹۴..... ایسی رقم تعمیر میں صرف ہو تو مسجد میں نماز پڑھنا منع نہ ہوگا۔
- ۳۹۴..... توریت و انجیل عبرانی اور سریانی زبانی میں نازل ہوئیں۔
- ۳۹۵..... ایسے ہوٹل کی آمدنی جس میں مختلف قسم کے لوگ آتے ہیں مسجد میں لگ سکتی ہے یا نہیں؟
- ۳۹۵..... سووی کاروبار کی رقم مسجد میں لگانا کیسا ہے؟
- ۳۹۵..... بکری بیچنے والوں کی ملازمت کرنے والے کچھ زائد رقم خریداری سے لیتے ہیں ایسی رقم کا کیا حکم ہے؟
- ۳۹۵..... مہاجن کے کہنے پر کسی کو دوڑا کر مارنا کیسا ہے؟
- ۳۹۵..... جھوٹی قسم کھانے والوں کی کیا سزا ہے؟
- ۳۹۶..... ہندو مہاجن سے قرض لے کر وہ رقم مار لیتے ہیں وہ رقم مسجد وغیرہ میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟
- ۳۹۶..... ایصال ثواب کا کھانا کس کو کھلایا جائے؟
- ۳۹۶..... تجارت میں جھوٹ بول کر قیمت سے زائد لےتے ہیں اس سے مسجد و مدرسہ کی مدد کیسی ہے؟
- ۳۹۸..... ٹاڈا ٹاڈی کھانے کے لیے کرایہ پر لیا۔ اور کام سب مزدوروں سے لیا۔ ایسی کے مصارف کیا ہیں؟
- ۳۹۸..... مسجد میں حرام کمائی کا پیسہ نہیں لگ سکتا۔
- ۳۹۹..... حرام رقم کو مالک کو لوٹانا ضروری ہے۔ اور ایسا ممکن نہ ہو تو غربا اور محتاجوں کو دیں غریب طلبہ کو بھی اس میں سے دیا جاسکتا ہے۔
- ۳۹۹..... سینما کی کمائی سے مدرسہ کی امداد کرنا کیسا ہے؟
- ۴۰۰..... بتوں کی مرمت کی مزدوری حلال ہے یا نہیں؟
- ۴۰۰..... امام ربانی کو حضور کی بیٹی ہوئی مٹی سے بتایا کہنا کیسا ہے؟
- ۴۰۱..... جنبی عورتوں کو چوڑی پہنانا کیسا ہے؟
- ۴۰۱..... دوکان پر عورت کا بے پردہ بیٹھنا کیسا ہے؟
- ۴۰۱..... ایک بارات کو مندر کے گھن میں کھانا کھلایا یا کیا حکم ہے؟
- ۴۰۱..... شرابی لڑکے کو باپ اپنے ہمراہ رکھے تو کیا حکم ہے؟
- ۴۰۱..... مالک سے دوکان خالی کرنے کے لیے روپیہ طلب کرنا کیسا ہے؟
- ۴۰۲..... مسئلہ سو سے سوال و جواب۔

اکل و شرب کا بیان

- ۴۰۵..... اوجھڑی کا حکم
- ۴۰۶..... ان ۱۲۲ اعضاء کا ذکر جو حلال ذبیحہ میں بھی مکروہ و ممنوع ہیں
- ۴۰۶..... مشائی میں گندگیاں اور حرام اشیاء ملا کر بیچنا کیسا ہے؟
- ۴۰۸..... حضور ﷺ کے کدو شریف پسند کرنے کی روایت سے سوال
- ۴۰۸..... اور قطعی حلال چیزوں کو حرام کہنے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۴۰۹..... کھانے کے بعد انگلی یا برتن چاٹنے کے بارے میں سوال
- ۴۰۹..... اوجھڑی کھانا حرام ہے یا مکروہ ہے یا طبعی؟
- ۴۱۰..... یہ ساتوں ممنوع اور مکروہ ہیں ان میں خون حرام ہے
- ۴۱۰..... اس امر کی شہادت کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے
- ۴۱۰..... کسی ہندو کی تیرہویں میں شریک ہونا اور اس کا کھانا کھانا کیسا ہے؟
- ۴۱۱..... عمامہ باندھ کر نماز وغیرہ امور بجالانے کا سوال
- ۴۱۱..... عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ کی نماز سے افضل
- ۴۱۲..... عقاب کے معنی
- ۴۱۳..... شلوار یا پاجامہ پہننا کیسا ہے؟
- ۴۱۳..... کلی دار پاجامہ پہننا کیسا ہے؟
- ۴۱۳..... حضور کا کرتا کیسا تھا؟
- ۴۱۴..... تہبند کیسا استعمال فراماتے تھے سلا یا بے سلا
- ۴۱۷..... تہبند بے سلا ہی ثابت ہے جس کی لمبائی ڈھائی گز کی ہو تو بے ستری نہیں ہوتی
- ۴۱۸..... حضور مجاہد ملت کا طرز عمل
- ۴۱۸..... حضور کا بالائی لباس قمیص اور پاجامہ دونوں تھے۔ ان کی لمبائی نصف ساق تک۔ آستین عملدار کشادہ اور سفر میں تنگ بھی مراد ہے۔
- ۴۱۹..... یہاں یہ غیر مسلموں کی وضع ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- ۴۱۹..... تہبند یا پاجامہ کے اندر لنگوٹ باندھنے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔
- ۴۱۹..... عمامہ کا کیا حکم ہے؟
- ۴۲۰..... خطبہ میں درود سلام کب پڑھنا چاہیے حصہ اول میں یا دوم میں؟
- ۴۲۰..... نماز عید الاضحیٰ سے قبل نوافل کا کیا حکم ہے۔

- ۴۲۰..... امام حسین کی فاتحہ دینا چاہیے یا نہیں؟
۴۲۰..... ذال کو دال پڑھنا نماز میں کیسا ہے؟
۴۲۰..... امام کا ارکان مسجد میں کسی کے ساتھ بدتمیزی کا کیا حکم ہے؟
۴۲۳..... اون کے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور جو جانور مر جائے تو اس کا بال ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

پردہ کا بیان

- ۴۲۴..... تانہال جانا جائز ہے یا ناجائز؟
۴۲۴..... بار بار سسرال جانا کیسا ہے؟
۴۲۵..... تعلیم گاہوں میں یا دوسرے مکانات پر مرد و عورت کا اختلاط ہوتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟
۴۲۶..... مزدور عورت جو کھانے پکانے کے لیے اجیر ہو تو اس کا قدم اور کلائی بھی دیکھ سکتے ہیں
۴۲۶..... اس کے دانتوں کی طرف بھی نظر کرنا جائز ہے۔
۴۲۶..... محرم عورتوں کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو گردن اور قدم کی طرف نظر مباح ہے۔
۴۲۶..... کسی دوسرے کی کینز کے وہ اعضاء دیکھے جاسکتے ہیں جس کا ذکر محرمات کے سلسلہ میں ہوا۔
۴۲۷..... کلیہ یہ ہے کہ عورت کو پردے میں رہنا ضروری ہے ہاں ضرورت اور مجبوری ہو تو دیکھا جاسکتا ہے۔
۴۳۰..... چچا زاد بھائی کی لڑکی سے شادی کا حکم
۴۳۰..... عورتوں کا بے پردہ ہو کر مال تجارت بیچنا کیسا ہے؟
۴۳۰..... تراویح کی اجرت یا نذرانے کا کیا حکم ہے؟
۴۳۰..... مسجد میں چندہ مانگنے کا کیا حکم ہے؟
۴۳۰..... کسی پر کفر کی بدگمانی کرنا کیسا ہے؟
۴۳۰..... جو شخص اپنی عورتوں کو بے پردہ گھومنے سے روکتا نہیں اس کی امامت منع ہے۔
۴۳۰..... ایک پیر صاحب کے دربار میں عورتوں مردوں کے اختلاط اور بے پردگی سے سوال
۴۳۱..... بلا ضرورت تصویر کھجوانا کیسا ہے۔
۴۳۱..... گھر سے باہر شہروں میں مہینوں قیام کرتے پر جمعہ نہیں پڑھتے۔ جب کہ کوئی عذر نہیں۔
۴۳۱..... جہاں جمعہ ہو یا جماعت ظہر گھر میں پڑھنے کا کیا حکم ہے۔
۴۳۲..... سماع مع مزامیر کا کیا حکم ہے۔
۴۳۲..... اجنبی عورت کے ساتھ تحلیہ کا کیا حکم ہے۔
۴۳۲..... بندہ کو خدا کہنا کیسا ہے۔
۴۳۳..... اجنبی عورت کے گھر جبکہ اس کا شوہر گھر پر نہ ہو رہنا کیسا ہے؟

- مرد کا اجنبی عورت کے ساتھ جبکہ اس کا شوہر گھر میں نہ ہو رہنا حرام ہے۔ البتہ عورت اتنی بوڑھی ہو کہ قابل شہوت نہ ہو تو اجازت ہے سلامتی احتیاط میں ہے..... ۴۳۴
- عورتوں کو اس طرح وعظ سنانا کہ بوڑھیاں سامنے ہوں اور جوان پردہ میں کیسا ہے؟..... ۴۳۴
- زید کے بھائی کی بیوی اس کے نہ ہونے پر دوسرے کے ساتھ نکل گئی تو کیا حکم ہے؟..... ۴۳۵
- زید اپنے بھائی کی منکوحہ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا تھا عورت نے ایک بار حرام کاری کا اعتراف بھی کیا تو کیا حکم ہے؟..... ۴۳۵
- زید کو لازم ہے کہ بھائی کو اپنی عورت سے الگ رکھے اور اس کا مذاق کرنا سخت حرام ہے..... ۴۳۶
- جس روشنائی میں اسپریٹ ملی ہو اس کے استعمال کا کیا حکم ہے..... ۴۳۷

تعلیم نسواں کا بیان

- لڑکیوں کو کتابت کی تعلیم کا کیا حکم ہے..... ۴۳۷
- جس روشنائی کے بارے میں جس روشنائی کے بارے میں اسپریٹ ہونے کا وثوق ہو اس کو استعمال نہ کریں..... ۴۳۸
- لڑکیوں کو علوم دینیہ کتنا سکھانا چاہیے اور کتابت کی تعلیم کا کیا مسئلہ..... ۴۳۹
- عورت علیحدہ مکان میں تراویح پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟..... ۴۳۹
- ضرورت کے مطابق تعلیم دی جاسکتی ہے کتابت کی تعلیم مکروہ ہے..... ۴۳۹
- تہا عورتوں کا جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور آواز بھی اتنی ہو کہ باہر تک نہ جائے..... ۴۳۹
- تصویر کھینچنا کچھوانا حرام ہے..... ۴۴۰
- ٹی وی آج کل محسوس کاری کا آلہ ہے..... ۴۴۰
- ویڈیو کو اہل کچھو چھہ جائز کہتے ہیں اور اہل بریلی حرام اور دونوں سنی ہیں..... ۴۴۰
- ایسے صاحب غلط بولیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوں تو ان کی امامت مکروہ ہے..... ۴۴۰
- کیا امتحان کی غرض سے فوٹو کھچوانا جائز ہے..... ۴۴۱
- جو لوگ ایسے مولوی کی حمایت کریں ان کے لیے کیا حکم ہے..... ۴۴۱
- تصویر کیسی ہونا جائز ہے امتحان ضرورت شریعہ میں سے نہیں کہ اس کے لیے اس حکم میں رعایت ہو..... ۴۴۱
- بلا ضرورت تصویر کھچوانے والوں پر توبہ ضروری ہے..... ۴۴۲

تعزیه کا بیان

- ۴۴۲..... تعزیہ کے جلوس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟
- ۴۴۲..... اگر اعلانیہ اس گناہ سے توبہ کرے تو اس کو بدنام کرنا کیسا ہے؟
- ۴۴۳..... تعزیہ پرست کے ساتھ جلوس میں شرکت ناجائز ہے.....
- ۴۴۳..... مروجہ تعزیہ دار سے سوال.....
- ۴۴۳..... مروجہ تعزیہ داری میں جو غلط رسوم نکالی گئی ہیں ناجائز ہیں.....
- ۴۴۴..... اسلام کی تائید اور مسلمانوں میں جذبہ فداکاری پیدا کرنے کی غرض سے مروجہ تعزیہ داری میں کیا حرج ہے؟
- ۴۴۴..... اسلامی شان و شوکت کے اظہار کے لیے غیر اسلامی اور ناجائز حرکات سے نہیں؟
- ۴۴۵..... مروجہ تعزیہ داری کی تفصیلات کے جواز کا سوال.....
- ۴۴۵..... یہ سب حرکات خلاف شرع اور ناجائز ہیں.....
- ۴۴۵..... امامین کریمین کی یاد میں ذکر حسین کی مجلس قائم کرنا اور ان کے نام ایصال ثواب جائز ہے.....
- ۴۴۶..... ایام محرم میں؛ فعال سوگ سے سوال.....
- ۴۴۶..... یہ سب باتیں سوگ کی ہیں اور شریعت میں ممنوع اور ناجائز ہیں.....
- ۴۴۶..... مسلمان عورتوں کو بلا وزنہ پہننا چاہیے.....
- ۴۴۶..... فاتحہ، عرس، میلاد منانا کیسا ہے.....
- ۴۴۶..... ہارمونیم طبلہ کے ساتھ تعزیہ داری کیسی ہے؟
- ۴۴۷..... مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے والا کیا ہے؟
- ۴۴۷..... وہابی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے پانا جائز؟
- ۴۴۷..... وہابی سنی کی شادی کا سوال.....
- ۴۴۷..... اساطین علمائے دیوبند کو مسلمان جاننا۔ اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟
- ۴۵۲..... تعزیہ داری اور ماتم جائز ہے یا نہیں؟
- ۴۵۲..... عاشورہ کا دن غم کا دن ہے یا نہیں.....
- ۴۵۲..... مروجہ تعزیہ داری ناجائز.....
- ۴۵۳..... تعزیہ داری کا کیا حکم ہے.....
- ۴۵۳..... چوک کے اوپر شربت مالیدہ چڑھانا اور ان کو حاجت روا سمجھنا کیسا ہے؟
- ۴۵۳..... سید الشہد اکون ہیں؟
- ۴۵۳..... ماہِ رجب کی چودہ تاریخ کو کس کی فاتحہ ہوتی ہے.....
- ۴۵۳..... تعزیہ دار کے سلسلہ میں جتنی چیز کا ذکر کیا گیا سب حرام ایصال ثواب جائز مگر چوک پر لے جا کر نہیں اپنے گھر میں

- ۴۵۴..... کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ان کو حاجت روا بھی سمجھا جاسکتا ہے۔
- ۴۵۴..... حضور کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور امام حسین دونوں ہی بزرگوں کو سید الشہداء کہتے ہیں۔
- ۴۵۴..... تعزیہ کا سوال۔
- ۴۵۴..... مولوی صاحب کی داڑھی نوچ لیں گے، نمازی کو دیکھ کر مجھے نفرت ہوتی ہے کہنے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۴۵۴..... مسجد کا سامان کسی دوسرے پروگرام میں دینا جائز ہے یا نہیں؟
- ۴۵۴..... مسلمان ہو کر بیماری کے علاج کے لیے سادھو، جوگی، پنڈت کے پاس جانا کیسا ہے؟
- ۴۵۶..... تعزیہ داری کا گناہ ترک نماز و روزہ کے گناہ کے برابر ہے یا نہیں؟
- ۴۵۷..... طعام میت کی دعوت کیسی ہے؟
- ۴۵۷..... کافروں کے مردوں کا کھانا کھانا کیسا ہے؟
- ۴۵۷..... کیا خواجہ جمیری نے تعزیہ داری کی ہے؟

فسق و فجور کا بیان

- ۴۶۰..... جس جانور کے ساتھ کسی نے بد فعلی کی اس کو کیا کیا جائے؟
- ۴۶۰..... نس بندی کا آپریشن کرانا کیسا ہے؟
- ۴۶۰..... جانور کو ذبح کر کے جلادیا جائے اس سے فائدہ اٹھانا مکروہ ہے۔
- ۴۶۰..... غلط فتویٰ دے کر رجوع نہ کرنا کیسا ہے؟
- ۴۶۱..... طلاق کے بعد عورت کو تصرف میں رکھنے والے اور عورت کی نس بندی کرانے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟
- ۴۶۱..... غلط الزام لگانے والے اور اس کو سچ تسلیم کر کے بے گناہ کی تذلیل کرنے کی کیا سزا ہے؟
- ۴۶۱..... کسی کی زمین غصب کر لے تو کیا حکم ہے؟
- ۴۶۱..... مسلمانوں کا گالی دینے والا فاسق ہے اس پر لازم ہے کہ جس کو گالی دی اس سے معافی مانگے۔
- ۴۶۳..... مسجد میں تالا لگانے اور اس کو جلانے کی بات کرنا کیسا ہے؟
- ۴۶۳..... قوی فنڈ کا پیسہ نہ دینے والا کیسا ہے؟
- ۴۶۳..... اور نس بندی کرانے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۴۶۳..... قبرستان کے خلاف ہندو سے مل کر مقدمہ کرانے والے کا کیا حکم ہے؟
- سوال میں جن امور کا ذکر ہے سب فسق و فجور کے اعمال ہیں ان کو سمجھایا جائے وہ اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئیں تو ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔
- ۴۶۳..... نس بندی گناہ ہے لیکن اس کی نماز جنازہ ضرور پڑھی جائے گی۔
- ۴۶۳.....

- ۴۶۴..... صاحب فیروز اللغات اور اکبر بادشاہ مومن ہیں یا نہیں؟
- ۴۶۴..... کسی عالم کو شیطان کہنا کیسا ہے؟
- ۴۶۵..... مردہ جانور چمار کے ہاتھ بیچنا کیسا ہے؟
- ۴۶۵..... محرمت کا ارتکاب کرنے والے کو امام بنایا جاسکتا ہے؟
- ۴۶۷..... گالی گلوچ فسق و گناہ ہے تو جو مسلمان گالی بکے گنہگار اور فاسق ہے.....
- ۴۶۸..... چھوٹے بھائی نے بہن کو گھر سے بھگا دیا تو یہ قطع رحمی ہوئی.....
- ۵۶۸..... پورے معاملہ میں چھوٹے بھائی کی زیادتی ہے۔ اس کو دونوں سے معافی مانگنی چاہیے.....
- ۴۶۹..... مدرسہ کی زندگی خنزیر کی زندگی کہنے والا بد زبان اور فحش گو ہے.....
- ہندو عورت جو بیوہ تھی ایک مسلمان کے تصرف تھی جس کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا جو بالغ ہو رہا ہے اس کا ختنہ
- ۴۶۹..... کرایا جائے یا نہ کرایا جائے؟
- ۴۶۹..... جن سنگھ کی طرف سے ممبری میں اٹھنے والے مولوی کی امامت کا کیا حکم ہے.....
- ۴۶۹..... جن سنگھ کے ممبر بننا مسلمان کو ایذا پہونچانے میں مدد کرتا ہے۔ ان کی امامت مکروہ ہے.....
- ۴۷۰..... اجنبی مرد کا اجنبی عورت سے بے پردہ ملنا کیسا ہے؟
- ۴۷۱..... دیوبندی سے میل جول رکھنے والے کی امامت کیسی ہے؟
- ۴۷۱..... داڑھی کی شرعی حدود کیا ہیں؟
- اقامت کے وقت مقتدی کو کب کھڑا ہونا چاہیے۔ تکبیر کے وقت کھڑے رہنے والے نام پاک پر انگوٹھہ چومنے
- ۴۷۱..... والے اہل سنت کی تقریر نہ سننے والے کی امامت کا کیا حکم ہے.....
- ۴۷۱..... بیرونی طلبہ کو جس کا وئی کفیل نہ ہو زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے یا نہیں.....
- ۴۷۱..... آٹا کی پسائی میں جلن کا ثنا کیسا ہے.....
- ۴۷۱..... گمراہوں سے بچنے کا حدیث میں حکم ہے.....
- ۴۷۲..... فساد مچانے والے کا کیا حکم ہے.....
- ۴۷۸..... جس کی امامت ممنوع ہو اس کے دوستوں کے گھر میلا دپڑھنے اور انکی امامت کا کیا حکم ہے.....
- ۴۷۸..... حامد بکر کی امامت پر دغا فساد کی بات کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے.....
- ۴۷۸..... حامد کا قبرستان کی زمین پر تالی بہانے والوں کے دوستوں کے یہاں میلا دپڑھنا کھانا کھانا کیسا ہے.....
- ۴۷۸..... ایسے دو شخصوں کے ساتھ تعلقات میں تفریق برتنا کیسا ہے.....
- ۴۷۹..... سائل کو فتنہ و فساد سے پرہیز کرنے کی تلقین.....

رؤیا (خواب) کا بیان

- ۲۸۰..... خواب کی باتوں کا اعتبار ہے یا نہیں؟
- ۲۸۳..... ایک خواب کی تعبیر سے سوال
- یہ خواب شرع کے خلاف ہے اس کو کسی سے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کچھ صحیح ہو تو شیطان نے اس میں ایک جھوٹ ملا دیا ہے.....
- ۲۸۳.....

قیام و سلام کا بیان

- ۲۸۴..... حضور ﷺ پر صلوٰۃ سلام بھیجنے کا سوال
- ۲۸۴..... حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا قرآن شریف میں حکم ہے
- ۲۸۵..... میلا و شریف پڑھنے اور فاتحہ اور چادر پوشی کا کیا حکم ہے
- ۲۸۵..... دیوبندی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنے سے ہمارا نکاح کیوں ٹوٹتا ہے
- ۲۸۵..... حسن سلوک کا شریعت میں حکم ہے
- ۲۸۶..... دیوبندی علماء پر عرب و عجم کا کفر کا فتویٰ ہے۔ تو جوان کو مسلمان سمجھے وہ خود اسلام سے خارج ہو جاتا ہے
- ۲۸۶..... جو بغیر مخالفت شریک نہیں ہوتا اس کو دشمن رسول کہنا کیسا ہے
- ۲۸۶..... صرف اتنی بات پر کسی شخص کو دشمن رسول کہنا غلط ہے۔ حافظ صاحب کو ایسے سب لوگوں سے معافی مانگنی چاہیے۔
- ۲۸۷..... میلا د کرنے پر متعدد صحابہ سے اجر و ثواب کی روایتوں سے سوال
- ۲۸۷..... قبر میں حضور کے زیارت کی کیفیات کا سوال
- ۲۹۳..... ایصالِ ثواب کی سند و دلیل سے سوال
- ۲۹۳..... کیا فاتحہ کا کھانا ضروری ہے
- ۲۹۳..... نماز باجماعت قضا کرنے والے کا کیا حکم ہے
- ۲۹۳..... مقدار مسنونہ سے کم داڑھی رکھنے کا حکم
- ۲۹۳..... مغرب کی نماز میں وقت کتنا رہتا ہے
- ۲۹۳..... یہ ایصالِ ثواب مستحب ہے اس کا تفصیلی بیان کتاب انوار ساطعہ میں دیکھے
- ۲۹۳..... اس کا انکار آج کل گمراہ فرقوں کا شعار ہے
- ۲۹۳..... بے عذر ترک جماعت فسق ہے
- ۲۹۳..... داڑھی کی مسنون مقدار ایک قبضہ اس سے کم حرام ہے
- ۲۹۳..... مسالوہ کتب کا جنم کنزہ والہ اور مسالوہ کتب کا جنم کنزہ والہ کا حکم

- ۴۹۵..... قیام کرنا کیسا ہے.....
- ۴۹۵..... ایک غلط شعر سے سوال.....
- ۴۹۵..... فاتحہ کا کیا حکم ہے.....
- ۴۹۵..... تاریخ متعین کر کے فاتحہ کرنا کیسا ہے.....
- ۴۹۵..... اس واقعہ کا کیا حکم ہے.....
- ۴۹۵..... والضالین کو زالین پڑھنا کیسا ہے.....
- ۴۹۵..... منکرین کی گمراہیوں کا ذکر اور اس کا حکم.....
- ۴۹۶..... ولادت کی روایتیں حضور اور صحابہ سے مروی ہیں۔ تو آج ان کا بیان کیوں ناجائز ہوگا.....
- ۴۹۶..... قیام و سلام کا انکار جہالت ہے.....
- ۴۹۸..... قیام میلاد سے سوال.....
- ۴۹۹..... دیوبندیوں کا فریب ہے کہ بزرگان دین نے اس کو نہیں کیا.....
- ۴۹۹..... حاجی امداد اللہ صاحب قیام کرتے تھے.....
- ۴۹۹..... قبرستان میں حضور پر سلام پڑھنا کیسا ہے.....
- ۴۹۹..... ایصال ثواب کے لیے درود سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں.....
- ۵۰۰..... عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مساجد کو آراستہ کرنا کیسا ہے.....
- ۵۰۰..... جبکہ اسے دیکھنے کے لیے مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے.....
- ۵۰۰..... فی نفسہ زینت آرائش جائز ہے.....
- ۵۰۱..... عید کے دن نہانا، دھونا خوشبو لگانا اور عمدہ جائز کپڑے پہننا انگلیشی پہننے کا حکم ہے.....
- ۵۰۱..... عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفتار زمانہ کے موافق مسجد کو شاندار بنوایا.....
- ۵۰۱..... حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں روشنی کا احتام فرمایا.....
- ۵۰۲..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سورہ بقرہ کے یاد کر لینے کے شکرانہ میں دعوت عام کرنا.....
- ۵۰۲..... قربانی اسماعیل علیہ السلام کی یاد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بقر عید کے خوشی منانے کا حکم دیا.....
- ۵۰۲..... حضور ﷺ کے مدینہ میں داخلے کے وقت انصار کا اظہار مسرت.....
- ۵۰۲..... قل بفضل اللہ وبرحمته فلیفرحوا من فضلہ سے مراد معلم اور رحمت سے مراد محمد ﷺ ہیں.....
- ۵۰۶..... صلوٰۃ و سلام کے ساتھ تشویب کا کیا حکم ہے.....
- ۵۰۶..... سلام روکنے کے لیے رشوت لینا دینا دونوں حرام ہے.....
- ۵۰۷..... میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا.....

- ۵۰۷..... مدینہ شریف میں حضور کے مزار شریف کے پاس سب لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں
- ۵۰۷..... کیا حضور میلا د شریف میں آتے ہیں؟
- ۵۰۸..... قیام اس لیے کہ حضور کا ذکر ہوتا ہے اور ذکر کی تعظیم ذات ہی کی طرح ہے
- ۵۰۸..... چھینڈ و تکفین کے بعد قبرستان میں میلا د شریف؟
- ۵۰۸..... تذکرہ غوث پاک کے بعد ان پر کھڑے ہو کر سلام پڑھنا
- ۵۰۸..... بزرگان دین کی تصویر گھروں میں رکھنا
- ۵۱۳..... کھڑے ہو کر سلام پڑھنا؟
- ۵۱۳..... آواز سے سلام پڑھنا؟
- ۵۱۳..... علمائے دیوبند کی امامت کیسی؟
- ۵۱۳..... ان کے یہاں دعوتِ مہارت کا کیا حکم ہے۔
- ۵۱۳..... نابالغ کی میت جس کے مذکر یا مؤنث ہونے کا پتہ نہ چلے اس کی نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھی جائے گی
- ۵۱۵..... اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا اور اس کا طریقہ بھی بتلایا کہ قیام کو حجاج اور قعدہ میں لیساں میں کسی غیر کی پابندی کا کسی کو اختیار نہیں
- ۵۱۵..... زکوٰۃ کا حکم دیا مگر اس کا طریقہ ادا کچھ بیان نہیں فرمایا کہ کھڑے ہو کر دیالیٹ کر دو اور انگلی بندوں پر چھوڑ دیا
- ۵۱۶..... اہل دیوبند کے علمائے اربعہ کے کفر کی تفصیل
- ۵۱۶..... سوال کو پہلی بنانے کی ممانعت

سلام و مصافحہ کا بیان

- ۵۱۸..... فاسق معطن سے ابتداء سلام اور اس کی تعظیم کا کیا حکم ہے؟
- ۵۱۸..... شرابی کو سلام کرنا اس کے سلام کا جواب دینا اس کے گھر کھانا کھانا اس سے بات ملاقات کرنا کیسا ہے؟
- ۵۱۹..... ابتداء بالسلام ناجائز
- ۵۱۹..... سلام کا جواب دینا واجب جس وقت وہ شراب خوری میں مصروف ہو اس کے ساتھ بیٹھنا یا کھانا کھانا حرام ہے
- ۵۱۹..... نمازی اور پرہیزگار ہو کر بھی جو شخص اوقات تجارت دوست احباب بھول جائے اور ملاقات تک نہ کرے تو کیسا ہے؟
- ۵۲۰..... حقوق اسلامی کی تفصیل کتب احادیث و فقہ سے طلب کی جا سکتی ہے
- ۵۲۰..... وہ پانچ حقوق اسلامی جن کے لیے دوستی شرط نہیں
- ۵۲۰..... یہاں بیوی، باپ، بیٹا دوست احباب ان میں کچھ سلام کی بنیاد پر اور کچھ رشتے کے دائرے میں آتے ہیں
- ۵۲۱..... محبت کے مسائل
- ۵۲۱..... محبت دوستی کا مقصد مذموم ہو تو اس کا حکم قطع تعلق
- ۵۲۱..... کسی کی خوبی اور کمال کی وجہ سے محبت ہو سکتی ہے

Click For More

- ۵۲۳..... آداب سلام سے سوال؟
- ۵۲۵..... حکم یہ ہے کہ آنے والا بیٹھنے والوں اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں
- ۵۲۵..... حکم یہی ہے کہ آنے والا بیٹھنے والوں اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں لیکن ایسا نہ کرنا گناہ نہیں
- ۵۲۵..... سلام کا جواب نہ دینا کیسا ہے؟
- ۵۲۵..... اور مسلمان کی نماز جنازہ نہ پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟
- ۵۲۵..... مسلمان کے سلام کا قصد جواب نہ دینے والا گنہگار ہے
- ۵۲۵..... نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کسی نے نہ پڑھا تو سب گنہگار ہوئے اور کچھ لوگوں نے پڑھا لیا تو سب کا گناہ اتر گیا
- ۵۲۶..... کسی جائز سبب سے امام صاحب نہ پڑھیں تو قابل گرفت بات نہیں
- ۵۲۶..... حضور ﷺ کا قرض داروں کی نماز جنازہ نہ پڑھنا
- ۵۲۶..... اہل اسلام کو ہدایت

سجدہ تعظیسی کا بیان

- ۵۲۷..... سجدہ تحیہ کے حرام یا کفر ہونے کا سوال
- ۵۲۷..... امام کروری کا فتویٰ جس میں ہے کہ سجدہ تحیہ کو حلال کہنے والا کافر
- ۵۲۷..... فتاویٰ رضویہ وہم کی عبارت کہ سجدہ تحیہ کی تحلیل کفر نہیں
- ۵۲۸..... تعارض کیسے واقع ہوا
- ۵۲۸..... سجدہ تحیہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک حرام ہے اور اس کے کفر میں علما کا اختلاف ہے کچھ نے کفر بتایا اور بعض کے نزدیک کفر نہیں
- ۵۲۹..... جن لوگوں نے اس سجدہ کو کفر کہا ان کے بھی کئی گروہ ہیں
- ۵۳۱..... سجدہ تحیہ کا سوال
- ۵۳۱..... غیر خدا پر لفظ قیوم کا اطلاق کیسا ہے؟
- ۵۳۲..... سجدہ تعظیسی حرام ہے کفر نہیں ہے
- ۵۳۲..... غیر خدا کے لیے سجدہ تحیہ کے جواز کا حکم افراط ہے اور تکفیر کا حکم تفریط ہے
- ۵۳۳..... غیر خدا پر اطلاق لفظ قیوم کا مسئلہ بھی اس قسم کا ہے، فقہانے اس کا اطلاق منع فرمایا ہم اس کی تقلید کریں گے
- ۵۳۳..... حزار پر سجدہ کرنا کیسا ہے

تقبیل ابہامین کا بیان

- ۵۳۴..... حضور کا نام پاک سن کر انگوٹھا چومنا؟

عوام سے غیر معمولی بے تکلفی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ وعالم کو علم دین کی وجہ سے گالی دی تو کفر ہے۔ دنیوی معاملات میں گالی دی تو نہیں..... ۵۶۷
بکرزید سے کفر اور غنڈہ دونوں گالیوں کی معافی مانگیں..... ۵۶۹

شعر و شاعری کا بیان

چند اشعار نعت سے سوال..... ۵۶۹
اس شعر میں شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ میرے دماغ میں روضہ پاک کا نقشہ ایسا جما ہوا ہے کہ بے خیالی میں بھی قلم چلایا تو گنبد شریف کا نقشہ بن گیا..... ۵۷۰
دوسرے شعر میں بھی شاعر یہی کہتا ہے کہ میری روح میں اللہ تعالیٰ اور حضور کا احترام اس قدر بسا ہوا ہے کہ کلمہ تشہد زبان سے کہتے وقت گواہی کی انگلی اٹھ جاتی ہے..... ۵۷۲
شعر کی دوسری توجیہ..... ۵۷۲
تیسرا شعر بھی ایک حدیث کا ترجمہ ہے..... ۵۷۲
حدیث لولاک کی حسین تعبیر..... ۵۷۳
ایک فارسی شعر سے سوال..... ۵۷۳
اعلیٰ حضرت کے شعر کی ایک تفسیر پر سوال..... ۵۷۳
یہ شعر حضور ﷺ کی نعت میں ہے پورے شعر کا مطلب ہے کہ قرآن نے حضور کے ہاتھ کو ید اللہ فرمایا۔ اور ان کے ہاتھ کے مثل کسی کو دیکھا نہیں کیونکہ اور نے ڈوبا سورج پھیرا نہیں..... ۵۷۳
اس کا بکرنے جو مطلب بتایا وہ محاورہ اور عقل کے خلاف ہے..... ۵۷۳
نعت کے ایک اور شعر سے سوال..... ۵۷۵
اس شعر سے متعلق ایک سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں کہ یہ کفر نہیں..... ۵۷۵
اب دوسرے سوال میں اس کو مبہم معنی قلم کہہ کر منع کیا ہے..... ۵۷۶
ایہام اور احتمال میں فرق ہے۔ ایہام میں جاوڑ یعنی درکار ہیہ اور احتمال کے لیے جاوڑ ضروری نہیں..... ۵۷۶
ایہام و احتمال میں فرق کی مثال..... ۵۷۶

لہو و لعب کا بیان

حرامیہ کے ساتھ قوالی کی ریکارڈنگ سحری کے لیے کرنا کیسا ہے..... ۵۷۷
مورتوں کا شادی کی تقریب میں گانا بجا کر گانا کیسا ہے..... ۵۷۷
ان سب خرافات نکاح کے وقت مجلس پاک ہو تو عالم کا وہاں نکاح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟..... ۵۷۸

- ۵۳۲..... مستحب ہے شامی اور مراقی الفلاح کا حوالہ.....
- ۵۳۵..... خطبہ کی اذان میں نام پاک پر انگوٹھا چومنا؟.....
- ۵۳۵..... اذان ثانی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا.....
- ۵۳۵..... درمیان خطبہ میں اردو اشعار پڑھنا.....
- ۵۳۵..... جمعہ کی اذان میں چین کی گھڑی باندھنا منع ہے.....
- ۵۳۵..... نہیں پڑھنا چاہیے.....
- ۵۳۵..... سنت متواترہ کے خلاف ہے.....

اسماء کا بیان

- ۵۳۶..... حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کو ہادی عالم کہنا کیسا ہے.....
- ۵۳۶..... اپنا نام ایسا رکھنا منع ہے.....

تبرکات کا بیان

- ۵۳۶..... قبر میں بزرگان طریقت کا شجرہ رکھنا کیسا ہے.....
- ۵۳۶..... آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے.....
- ۵۳۶..... حضور نے اپنا پیراہن اپنی بیٹی کے کفن میں رکھوایا.....
- ۵۳۶..... امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی چادر اور آپ کے ناخن کا تراش اپنی قبر میں رکھوایا.....
- ۵۳۶..... میں تبرکات پر پیشاب کر دوں گا تو کیا حکم ہے؟.....
- ۵۳۶..... ایسے شنیع کلمہ سے زید کو توبہ کرنی چاہیے.....
- ۵۳۸..... قبر پر شجرہ رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟.....
- ۵۳۸..... آٹا چکی والے جو چلن کاٹتے ہیں اس کا کیا حکم ہے.....

حقوق والدین و اولاد کا بیان

- والد نے اوباشوں کو گھر میں آنے سے منع کیا پھر اجازت دی بڑے لڑکے کی صحبت والد سے ٹوٹ گئی کیا حکم ہے؟.....
- ۵۳۸.....
- ۵۳۹..... باپ نے غلطی کی مگر آپ کے لیے یہی حکم ہے کہ ان کا خیال رکھیں.....
- اخلاق احمد نے اپنی والدہ اور والدہ کی نافرمانی کی اور بیوی نے والدین کو ذلیل کیا مگر اس نے کوئی عیب کی ایسے لڑکے کا کیا حکم ہے؟.....
- ۵۳۹.....

- ۵۳۹..... یہ حرکتیں ناجائز اور ممنوع ہیں والد کے تا فرماں بردار عذاب کے مستحق ہیں.....
۵۴۰..... والدین کی اطاعت اور فرماں برداری کا عہد لکھ کر وعدہ خلافی کی اور بے راہ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟.....
۵۴۱..... زید کی بیوی والد کی تا فرمائی پر ابھارتی ہے اور ان سے قطع تعلق کو کہتی ہے تو کیا حکم ہے.....
۵۴۱..... شریعت اسلامیہ میں تا فرمان اولاد کو عاق کرنا کیسا ہے؟.....

حقوق عباد کا بیان

- ۵۴۵..... میری دیوار سے پڑوسی فائدہ اٹھائے تو میں اس کو روک سکتا ہوں یا نہیں.....
۵۴۵..... مقدمہ باز جھوٹے اور پاؤں میں زخم جس سے پنچھا بہتا رہتا ہے اس کی امائے کا کیا حکم ہے.....
۵۴۵..... سائل کی دیوار کو اس کے پڑوسی کے بے جا تصرف سے نقصان پہنچتا ہے تو وہ اس کو روک سکتا ہے.....
۵۴۶..... زید نے محلہ پڑوس والوں کو کہا کہ تم لوگوں نے میرے گھر سو رکھا یا ہے تو کیا حکم ہے.....
۵۴۷..... طلاق دینے والا مطلقہ کی کفالت اور سکونت کا بوجھ اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟.....
۵۴۸..... اپنے سے الگ تھلگ رکھ کر اس کی کفالت کرنا باعث اجر ہوگا.....
۵۴۸..... جھوٹا مقدمہ کر کے بے گناہوں کو پھنسانے والے کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے.....
۵۴۹..... چوری کے لیے نام نکلوانا اور جس کا نام نکلے اس پر چوری کا التزام لگانا کیسا ہے.....
۵۴۹..... بھائی کی حق تلفی کی اور اس کو تکلیف دی اس کا بوجھ سر سے کس طرح اترے گا.....
۵۵۰..... علماء کو ابلیس اور ان کی دائرہ می نوچنے کی بات کہی تو کیا حکم ہے.....
۵۵۲..... زید اور اس کے بچوں اور عمر اور اس کی عورت میں مار پیٹ کے فیصلہ سے سوال.....
۵۵۲..... زید اور اس کے لڑکوں کے معافی مانگنے کا فیصلہ صحیح ہے۔ اور معافی مانگنے کے لیے پیر گھر نا ضروری نہیں۔ مالی جرمانہ جائز نہیں.....
۵۵۲..... قلعہ تہمت لگانے کی کیا سزا ہے.....
۵۵۲..... زید نے یکے بعد دیگرے دو سگی بہنوں کو اپنی زوجیت میں رکھا تو کیا حکم ہے.....
۵۵۲..... اپنے پیر و مرشد کو دو نظری کہنا کیسا ہے.....
۵۵۳..... تہمت لگانے کی سزا.....
۵۵۳..... تہمت لگانے والے کی سزا.....
۵۵۳..... بالفرض کوئی عورت ایسی ناخدا ترس یا مذہب ناشناس ہو تو اس کے حکم کی تعمیل ضروری نہیں.....
۵۵۳..... مشرک درخت آم پر کسی ایک بھائی نے قبضہ کر لیا اس کا کیا حکم ہے.....
۵۵۳..... بھائی نے چچا کو دمکلی دے کر اس کی کل زمین اپنے نام رجسٹری کرائی۔ اور چچا پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے.....

Click For More

صلہ رحمی کا بیان

- ماں کے ساتھ قطع تعلق رحمی کرنے والے اور خود بھائیوں کے ساتھ بد سلوکی سے پیش آنے سے تعلق رکھنے کا کیا حکم ہے..... ۵۵۵
- ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک واجب ہے۔ ان کو جھڑکنا بلکہ اذیت تک کہنا منع ہے..... ۵۵۶
- ماں باپ سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق ہیں..... ۵۵۶
- ماں باپ آدمی کی جنت اور روزخ ہیں..... ۵۵۷
- ماں کی قطع رحمی حرام ہے..... ۵۵۷
- جو والدین سے صلہ رحمی کرے اللہ سے ملائے اور جو ان سے قطع رحمی کرے اسے اللہ قطع کرے..... ۵۵۷
- بھائیوں سے قطع رحمی بھی ناجائز و ممنوع ہے..... ۵۵۷
- معمولی کوتاہیوں پر قطع تعلق حرام ہے..... ۵۵۸
- اور یہ عقیدگی اور گمراہی کی وجہ سے ترک تعلق کیا جاسکتا ہے..... ۵۵۸

تہمت کا بیان

- لڑکے کو ولد نامعلوم کہنا ماں پر زنا کی تہمت ہے یا نہیں..... ۵۵۸
- یہ ایسی تہمت نہیں کہ باپ پر حد جاری ہو اس کی تہمت و سرزنش ہو سکتی ہے..... ۵۶۰
- کسی نے کسی سے کہا کہ تم تو غیب کی بات جاننے والے ہو تو اس کا کیا حکم ہے..... ۵۶۲
- داڑھی کا بال کٹوانے والے کی امامت کا کیا حکم ہے..... ۵۶۲
- جاہلوں کے پیچھے حافظوں کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں..... ۵۶۲
- یہ کلمہ بطور طنز بول دیا گیا ہے اسی لیے کہنے والے پر کوئی الزام نہیں..... ۵۶۲
- دیوبندی عقیدے والے کے پیچھے نماز کیسی؟..... ۵۶۳
- علماء کی برائی بیان کرنے والا عالم کیسا ہے؟..... ۵۶۳
- تاکمل مسجد کو تیل دوری کہنا کیسا ہے..... ۵۶۳
- خطایا تو شیطان کراتا ہے یا اللہ تعالیٰ کراتا ہے ایسا کہنا کیسا ہے..... ۵۶۵
- کسی نیک اور ایمان دار آدمی پر زنا کی نسبت لگانے والے کی کیا سزا ہے..... ۵۶۶
- اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے شرعی سزائیں ممکن نہیں وہی بائیکاٹ کی سزا کافی ہے جب تک وہ معافی نہ مانگیں اور توبہ نہ کریں..... ۵۶۷
- ذید نے مدرسہ کے معلم کو فٹنڈوں کا سردار کہا تو ذید نے ہکر کو کافر کہا۔ فریقین میں کون حق پر ہے..... ۵۶۷

Click For More

اولاد وغیرہ کے لیے ہبہ کے احکام

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں کہ حاجی رحمۃ اللہ ولد حاجی عبدالرحیم مرحوم سراکن پرانی بستی قصبہ مبارکپور تحصیل صدر ضلع اعظم گڑھ کا ہوں چونکہ ایک قطعہ مکان سے ملحق ایک قطعہ و دیگر دو قطعہ احاطہ۔ احاطہ نمبر واقع محلہ علی نگر و احاطہ نمبر ۲ واقع متصل اسپتال مبارکپور حسب چوحدی ذیل واقع مبارکپور، ہم مقرر کی ملکیت ہے ہم مقرر کے دو لڑکے، چاند محمد، شبو محمد، اہلیہ، سات لڑکیاں ہیں، عشرت جہاں، بلقیس جہاں، چونکہ چاند محمد علاحدہ ہو گیا ہے۔ اس لیے ضروری ہو گیا ہے کہ اپنی حیات میں اپنی جائداد اور مکان و احاطہ وغیرہ کا مناسب انتظام کر دے تاکہ لڑکے لڑکیوں میں بسلسلہ جائداد کسی قسم کی نزاع باقی نہ رہے۔ اس لیے خود سوچ سمجھ کر بلا کسی دباؤ ناجائز کے ہم مقرر نے مکان و احاطہ مذکور کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ مکان پوربی و ملحق جس کا ایک قطعہ احاطہ نمبر ۱، واقع علی نگر چاند محمد کو دے دیا ہے۔ اور احاطہ نمبر ۲، متصل اسپتال مبارکپور شبو محمد کو دے دیا ہے۔ اور ایک حصہ مکان درمیانی پوربی احاطہ نصف حصہ ہم مقرر نے اپنے قبضہ میں رکھ لیا ہے۔ نیز ہم مقرر شبو محمد کو اپنے حصہ مکان سے احاطہ میں آمد و رفت کے لیے چاند محمد کے مکان دکھن راستہ کے طور پر ملا ہے۔ نوٹ: ہم مقرر اپنے حصہ کا کلی مالک ہے۔ ہم مقرر اپنی جائداد کو پھر تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ ہم مقرر ایک لڑکے شبو محمد میں رہ کر کاروبار کر رہا ہے۔ ہم مقرر کی ضروریات و دیکھ بھال شبو محمد کر رہا ہے۔ اور ہم مقرر کی بیوی و لڑکیوں کے حق حقوق بھی شبو محمد ادا کرتا ہے۔ جب کہ چاند محمد کی طرف سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ ہم مقرر کو تقسیم حصہ میں کم زیادہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ نہیں؟ اور کم زیادہ کر سکتا ہے تو اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

رحمت اللہ

الجواب

اگر سائل اپنے اس قول میں سچا ہے کہ اس کا ایک لڑکا والدین کی خدمت گزاری میں لگا رہتا ہے اور دوسرے لڑکے کو والدین کی خدمت گزاری اور حسن سلوک سے کوئی غرض اور مطلب نہیں ہے تو وہ اپنے خدمت گزار لڑکے کو قطع رحمی کرنے والے لڑکے سے زیادہ دینے کا مجاز ہے۔ اور اس ترجیحی سلوک میں حرج نہیں۔ جبکہ دوسرے کو ضرر پہنچانے کی نیت نہ ہو۔ فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۷۴، میں ہے جبکہ یہ لڑکا خدمت گزار زیادہ ہے تو ان دو پر ایک طرح کا فضل دینی رکھتا ہے۔ اگر اور کوئی وجہ اس کے منافی نہ ہو تو ایسی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صورت میں با تفاق روایات اس کو ترجیح دینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ دوسروں کو ضرر پہنچانے کی نیت نہ ہو۔ فقط۔ شرع میں کمی زیادتی کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ دونوں لڑکوں کے سلوک کے لحاظ سے سائل خود ہی فیصلہ کرے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۳۰ محرم ۱۳۲۲ھ

(۳-۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں، عمر، بکر، جعفر ہیں۔ سب کی شادی کرنے کے بعد خود بھی حج ادا کر لیے۔ اور دو بڑے لڑکوں عمر، بکر کو بھی حج کرایا۔ تیسرا لڑکا جو کہ ابھی کم سن تھا اس کے حج کا پیسہ اور اپنے اہلیہ کے حج کا پیسہ بڑے لڑکے عمر کے پاس رکھ دیا۔ تاکہ وہ دونوں ماں بیٹے ایک ساتھ حج ادا کرنے چلے جائیں گے۔ بعدہ بڑا لڑکا اپنے والد کے زندگی ہی میں وہ پیسہ لیکر علیحدہ رہنے لگا۔ اور اس پیسہ کو کاروبار میں لگا دیا۔ زمانہ گزرنے کے بعد بیس پچیس سال آج بٹوارہ ہو رہا ہے۔ تو کیا وہ حج کا پیسہ یا اس سے جو بھی کمایا ہے اس پیسہ کو جعفر (چھوٹا لڑکا) مانگ رہا ہے تو اس پیسہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ بیوا تو جروا

(۲) دو لڑکے بکر، جعفر ایک ہی ساتھ رہنے لگے اور ایک ہی ساتھ کھاتے اور کھاتے رہے۔ بعد میں وہ دونوں بھی جدا ہو گئے۔ لیکن بکر نے جعفر کو کچھ بھی نہیں دیا۔ اور جوں کاتوں کاروبار کرتے رہے۔ تو جعفر اپنے کمائی کا حصہ مانگ رہا ہے۔ تو اس پیسہ یا اس پیسہ سے جو پیسہ کمایا گیا ہے اس میں سے جعفر کو چاہئے یا نہیں شرعی حکم کیا ہے؟ بیوا تو جروا

الجواب

(۱) چھوٹے بچہ اور اپنی بیوی کے مصارف حج کے لیے زید نے جو رقم عمر کے پاس امانت رکھی اس میں تصرف کا حق اب زید کو بھی نہیں۔ تو بڑے بھائی کو تصرف کا حق کیسے ہوگا؟ عمر خائن اور غاصب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے جرم کے ساتھ ساتھ بھائی اور ماں کے حق میں بھی گرفتار ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ وہ رقم اور اس سے جو کچھ کمایا چھوٹے بچہ اور اپنی ماں کو واپس کر دے۔

(۲) جب بکر اور جعفر ایک ساتھ رہنے اور کمانے کھانے لگے۔ تو جعفر بھی کل آمدنی اور اس کے مال میں نصف کا شریک ہوا۔ اور بکر پر لازم ہے کہ حساب کر کے اس کے حصہ کی پوری رقم جعفر کو ادا

کرے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ [البقرة ۱۸۸]

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ظلماً نہ کھاؤ۔ اور ارشاد الہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

تُؤَدُوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸]۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اس کے مالک کو

واپس لوٹا دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ضلع منو ۲۰ ربیع الاخر ۱۳۲۳ھ

(۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) محمد ایوب کے تین لڑکے، محمد یسین، محمد عمر اور محمد

(۲) باپ کی زندگی میں لڑکا محمد عمر انتقال کر گیا۔ اور چھوڑا دو لڑکے ایک لڑکی کو۔ دادا محمد ایوب

نے ایک زمین اپنے پوتوں کیلئے خرید کیا جو محبوب ہو چکے تھے۔ دادا یہ کہتا تھا کہ میری زندگی میں ان بچوں کی پرورش اور رہنے کا انتظام ہونا چاہئے۔ مگر پوتوں نے نئی زمین میں جانے سے انکار کر دیا۔

(۳) اس لیے دادا محمد ایوب نے اپنے دونوں لڑکوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی بلا کر کہا

میری موجودگی میں اس قدیم مکان کو برابر تین حصہ میں تقسیم کر دو۔ اور ایک حصہ ان پوتوں کو دیدو۔ مگر دادا کی موجودگی میں قدیم مکان کی تقسیم نہ ہو سکی۔ پس ان محبوب لڑکوں کا حصہ قدیم مکان میں سے ہوتا ہے یا

نہیں۔ سائل۔ محمد ولد حاجی جمن پرانی بستی مبارک پور

الجواب

صورت مسئلہ میں جب کہ دادا نے اپنے پوتوں کیلئے ایک زمین خریدی تو اگر پوتے اس وقت تا

بالغ تھے تو زمین خریدتے ہی پوتوں کی ہو گئی جو اس وقت دادا کی ولایت میں تھے۔ شامی میں ہے: "ولو

اتخذ لولدہ الصغیر ثوبا بملکہ" اور اب دادا زمین دوسروں کو نہیں دے سکتا۔ اسی میں ہے: "لو

اتخذ لولدہ ثوبا بالیس لہ ان یدفعها الی غیرہ" رہ گیا یہ سوال کہ پوتوں نے اس وقت نئی زمین میں

جانے سے انکار کر دیا تھا تو ان کا یہ انکار اس وقت کچھ اثر نہیں رکھتا کہ نابالغی کے حال میں وہ اس سے انکار

کے اہل ہی نہیں تھے۔ اور اگر بلوغ کے بعد وہ زمین انکے لیے خریدی گئی تو ان کے انکار کے بعد وہ ہبہ ٹوٹ

گیا اور اب اس میں سے ان پوتوں کو کچھ نہ ملے گا۔ در مختار میں ہے: "وتصح بقبول ای فی حق

الموہوب لہ" پرانا مکان چونکہ دادا نے تقسیم کر کے نہ دیا تھا اس لیے پوتوں کو اس میں کچھ نہ ملے گا یہ دینا

بطور ہبہ ہی تھا اور مشترکہ چیز کا ہبہ قبل تقسیم جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے: "عبدی هذا فلان ولم

یقل وصیة ولا کان فی ذکر الوصیة، ولم یقل بعد موتی کان ہبة قیاسا واستحسانا فان

قبضها حال حیاته ضح وان لم یقبضها حتی مات فهو باطل" (۴/۸۰۸) واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی ۲۱ ربیع الاول

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کو کچھ روپیہ دیکر علیحدہ کر دیا اور کہا کہ اس روپیہ سے کھاؤ کھاؤ اور گھر کا

خرچ چلاؤ۔ لڑکوں نے کاروبار شروع کر دیا اور اپنے اور گھر کے اخراجات پورے کرتے رہے خرید و فروخت اپنی مرضی سے کرتے رہے، باپ نے کسی معاملہ میں دخل نہیں دیا۔ آیا باپ کے اتنا کہنے سے ہبہ ہوگا یا نہیں؟ اور لڑکے مالک ہو جائیں گے یا نہیں جب کہ سارے تصرفات مالکانہ ہیں۔ فقط۔

الجواب

باپ کے الفاظ مذکورہ کھاؤ اور کماؤ اور گھر کا خرچ چلاؤ۔ انکا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو اس مال کا مالک بنا دیا اس لیے اسمیں تصرفات کرو اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے اس مال میں تم کو صرف تصرفات کا اختیار دیا ہے کیونکہ وہ کہہ رہا ہے گھر کا خرچ چلاؤ۔ ظاہر ہے کہ گھر میں خود باپ اور دوسرے لوگ بھی ہیں جبکہ نفقہ کی ذمہ داری ان دونوں لڑکوں پر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مال کا مالک اب بھی باپ ہی ہے تبھی تو وہ اس کے مصارف بھی متعین کر رہا ہے اور یہ صورت ہبہ کی نہ ہوئی۔ پس اس لفظ میں دو احتمال ہوئے اور اس قسم کے الفاظ کا یہ حکم ہے کہ بولنے والے کی جو نیت ہو وہی مان لیا جائیگا در مختار میں ہے: "حاصله ان اللفظ ان انبا عن تملك الرقبة فهبة او المنافع فعارية واذا احتمل اعتبار النية (ج ۸/ص ۴۲۶) پس یہ بات کہ وہ شرعاً ہبہ ہے کہ نہیں باپ کے بتانے سے ہی معلوم ہوگی کہ دیتے وقت میں نے ہبہ کی نیت کی تھی یا عاریت کی۔ اور اگر باپ کا انتقال ہو گیا ہو تو عرف کے موافق اس کا فیصلہ ہوگا۔ عرفاً سے ہبہ اور تملیک سمجھا جاتا ہو تو ہبہ ہوگا ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہندہ نے اپنی جائداد اس طرح تقسیم کی اپنی لڑکیوں پر کہ میں نے اپنی جائداد اپنی دونوں لڑکیوں بی بی کلثوم اور بی بی زینب کو عطا و بخشش کیا اور بجائے خود موہوب الیہما کو مالک مستقل گردانا۔ تمامی حقوق جو کہ مقرر کو حاصل ہیں وہ آج تاریخ سے موہوب الیہما اور وارثان موہوب الیہما کو حاصل ہیں اور رہیں گے۔ اور موہوب الیہما شی عطا شدہ پر متصرف پیداوار نسل بعد نسل اور بطنا بعد بطن کے ہوتی رہے گی۔

(۱) صورت مسئلہ میں وقف کی صورت ہوئی یا ہبہ کی۔ (۲) موہوب الیہما کے بعد شی عطا شدہ پر وراثت جاری ہوگی یا صرف ان کی اولاد کو ملے گی (۳) نسل بعد نسل اور بطنا بعد بطن کی قید لگانے سے موہوب الیہما کے انتقال کے بعد ان کے شوہر یا والدین ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

محمد ادریس ساکن اوشہرہ پوسٹ سربیلہ ضلع موٹگیر ۲۶/۱۲/۵۹ء

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

صورت مسئلہ میں ہندہ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ ہبہ کے الفاظ ہیں۔ درمختار میں ہے:

”وتصح کوہبت ونحلت ولو علی الوجه المزاح ملخصاً (کتاب الہبہ ج ۸/ص ۴۲۵) اور اس کے بعد بھی ہندہ نے ایسے الفاظ ذکر کئے ہیں جن سے ہبہ ہونا ہی متعین ہے جیسے لفظ مالک مستقل گردانا یا جو حقوق مقرر کو حاصل تھے وہ آج کی تاریخ سے موہوب الیہما کو الخ۔ درمختار میں ہے: ”ان اللفظ ان انبأ عن تملك الرقبة فہبہ (ج ۸/ص ۴۲۶)“ لیکن لفظ نسلاً بعد نسل کی قید تو یہ نہ الفاظ وقف میں ہیں نہ اس کے لیے خاص جب کہ وقف کے الفاظ مخصوص ہیں، جیسے ”ارضی ہذہ صدقۃ موقوفۃ“ یعنی ایسے الفاظ جن سے اس شے کی بقا اور منافع کا صدقہ (جیسے لفظ وقف) معلوم ہو بلکہ یہ الفاظ تو بیعتناموں تک میں مذکور ہوتے ہیں جس کا مطلب یہی ہوا کہ مرنے کے بعد وراثت جاری ہونے کے منافی نہیں۔ ورنہ بیعتنامہ میں مذکور نہ ہوتے کہ وہاں تو مشتری کے مرنے کے بعد بلا تفریق تمام وارث حق دار ہوتے ہیں جائداد مذکورہ میں موہوب الیہما کے تمام وارثوں کا حصہ حسب تفصیل میراث ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۷ رجب ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میں تنہا اپنے مکان و جائداد کا مالک ہوں نہ میرا کوئی سگابھائی ہے نہ اور کوئی دوسرا، تو اپنی جائداد اگر اپنے نواسے یا اپنے داماد کو دینا چاہوں تو اس پر آپ شرع کے مطابق ہم کو جواب دیں، کہ میں شرعاً اپنے نواسے یا اپنے داماد کو دے سکتا ہوں یا نہیں؟ اور ہمارے ایک بھائی ہیں جو چار پانچ پشت کا فرق ہے اور اول تو یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں جس کو چاہوں دے سکتا ہوں یا نہیں؟

حاجی نبی بخش خالص پورا اعظم گڑھ

الجواب

بے شک اپنی زندگی میں جس کو چاہیں اپنی جائداد کا مالک بنا دیں کہ ہبہ کے صحت کے لیے واہب کا عاقل بالغ ہونا اور شہ موہوب کا مالک ہونا شرط ہے اس لیے اگر آپ اپنی جائداد کسی آدمی کو دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر کسی وارث کا حق مار کر دوسرے کو دینا چاہیں تو یہ منع ہے، لیکن آپ جس کو دیں گے مالک وہی ہو جائے گا۔ عالمگیری میں ہے: ”رجل وھب فی صحته کل المال للولد جاہل فی القضاء ویکون اثماً فیما صنع (عالمگیری ج ۴/ص ۵۳۱)“ اور اگر ضرر نہ دینا ہو تو کسی

ایک کو بھی دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی میں ہے: ”لا بأس به ان لم یفصد به الا ضرار (عالمگیری ج ۴ / ص ۵۳۱)“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ / صفر ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کی دو بیویاں تھی زوجہ اولیٰ سے محمد شریف و زینب بی بی ہیں۔ اور زوجہ ثانیہ سے محمد حفیظ محمد حنیف، رستم علی، زہرا خاتون اور صفرا خاتون ہیں۔ زید نے ایک مکان محمد شریف اور محمد حفیظ کے نام خریدا اس وقت زید کی زوجہ ثانیہ کی دیگر اولادیں محمد حنیف، رستم علی، زہرا خاتون وغیرہ نہیں تھیں۔ مکان کی خریداری کے بعد زید فوت کر گیا۔ زید کی وہ اولادیں جن کا نام مکان میں نہیں وہ چاہتے ہیں کہ مکان مذکور کو زید کے تمام وارثوں پہ بطریق مسئلہ شرعی تقسیم کر دیا جائے۔ مگر محمد شریف اور محمد حفیظ مکان کی تقسیم پر راضی نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مکان صرف ہم دو بھائیوں کا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا واقعی یہ مکان صرف محمد شریف و محمد حفیظ کا ہے یا زید کی دوسری اولادیں محمد حنیف وغیرہ بھی اس مکان کے حق دار ہیں بیوا تو جروا السائل محمد شریف کیراف الیاس پان فروش راجہ درندرا اسٹریٹ ۳ صاحب بگان کلکتہ

الجواب

صورت مسئلہ میں سب سے پہلا مرحلہ تو یہ ہے کہ زید نے محمد شریف اور محمد حفیظ کو وہ مکان ہبہ کیا یا نہیں۔ پس شرع میں اگر کوئی زمین صرف کسی کے نام لکھے یہ ضروری نہیں کہ اسے دیدے کہ تحریر میں بعض آدمیوں کا نام بعض مصلحتوں کی بنا پر لکھ دیا جاتا ہے تملیک مقصود نہیں ہوتی لیکن بحالت موجودہ اس بات کا بار ثبوت (کہ زید نے وہ زمین ان دونوں کے نام ہبہ نہیں کی) ان لوگوں کے سر ہے جو اس بات کے مدعی ہیں۔

حدیث میں ہے: ”البینة علی المدعی والیمن علی من انکر (فتح الباری ۵/۲۸۲)“
اگر گواہوں سے وہ ثابت کر دیں کہ یہ زمین ہمارے والد نے ان لوگوں کو فلاں مصلحت سے لکھوایا تھا ہبہ نہیں کیا تھا تو اس مکان میں وراثت جاری ہوگی اور اگر وہ ثابت نہ کر سکے تو مدعا علیہ کی بات قسم کے بعد معتبر ہوگی اور میراث جاری نہ ہوگی۔ لیکن ہبہ ہو جانے کے لیے کچھ باتیں طلب ہیں جس وقت زید نے وہ زمین ان لوگوں کے نام لکھوائی وہ دونوں بالغ تھے یا ایک بالغ ایک نابالغ۔ ان دونوں صورتوں میں ہبہ صحیح نہیں ہوا اور اس گھر میں وراثت جاری ہوگی اور اگر دونوں نابالغ تھے تو ہبہ صحیح ہو جائے گی۔ شامی

میں ہے: ”اما عنده فلا فرق بين الكبيرين وغيرهما في الفساد“ اسی میں ہے: ”افادانها للصفيرين تصح“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۶ رجب ۱۳۸۰ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عقی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

رشید احمد صاحب کے دو لڑکے ایک سید اکبر صاحب دوسرے شیر علی خان صاحب ہیں۔
رشید احمد صاحب نے اپنی موجودگی میں سب بچوں کی شادی وغیرہ کر دی تھی صرف شیر علی خاں کی
شادی نہ ہوئی تھی تو رشید احمد صاحب نے ایک مکان جس کی قیمت اس وقت مبلغ چار سو روپیہ تھی سید اکبر کے
نام اس شرط پر لکھ دیا کہ تم شیر علی خان کی شادی کروینا مگر سید اکبر صاحب نے شیر علی خاں کی شادی نہ کی۔
تو اس مکان میں شیر علی خاں کا کچھ حصہ یا حق ہوتا ہے یا نہیں؟ اور آج وہ مکان کھلی ہوئی زمین
ہے جس کی قیمت مبلغ چودہ سو روپے ہے اور ایک دکان ہے۔

تو رشید احمد کے اس مکان میں دونوں بھائیوں کا کتنا حق ہوتا ہے؟ اس وقت سید اکبر صاحب
انتقال کر چکے ہیں، ان کے تین بچے موجود ہیں، دو لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا سید عثمان پاکستان میں ملازم
ہے، مرحوم سید اکبر صاحب کے پاس جو کچھ روپیہ تھا وہ پاکستان میں ہے، آں مرحوم نے چودہ ہزار
رکھ کر انتقال کیا۔

ان کا یہ کہنا تھا کہ میں نے جو روپیہ رکھا ہے اس میں سے تین بچے میرے ایک بھائی کے واسطے حج
بیت اللہ کے واسطے رکھا گیا ہے۔ تو شیر علی صاحب کو اس میں سے کچھ مل سکتا ہے شرعی طور پر یا نہیں؟ اور
مرحوم نے ہندوستان میں آ کر انتقال کیا۔

حالت بیماری میں مبلغ تین ہزار روپیہ خرچ ہو گیا، اب اگر باقی روپیہ ہندوستان میں کسی وجہ سے
منگایا جائے تو کچھ کم لیں گے۔ مرحوم نے اپنی دونوں لڑکیوں کو کفن و دفن کا روپیہ اسی میں سے دینے کو کہا
ہے اور مرحوم کے تینوں بچوں کی کفالت شیر علی خاں تقریباً بیس سال تک کرتے رہے کچھ دنوں سید اکبر
صاحب مبلغ دس روپیہ ہر مہینے دیتے رہے۔ سید اکبر صاحب نے اپنے بچوں کا پورا حق پوری ادا نہیں کیا۔
بچوں کا تمام حق شیر علی خاں نے پورا کیا ہے۔

الجواب

صورت مسئلہ میں شیر علی کا اس گھر میں کوئی حق نہیں ہے۔ رشید احمد کا بہ سید اکبر کے حق میں حج

ہے۔ شادی کرنے کی شرط سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ عالمگیری میں ہے: ”وانہا لا تبطل بالشروط الفاسدة (ج ۴ / ص ۵۰۶)“ اور سید اکبر کی میراث ہے جو ان کے لڑکے اور لڑکیوں پر تقسیم ہو جائے گی۔ یہی حال سید اکبر صاحب کے مکان کا ہے اگر وہ ان کا ذاتی مکان ہے اور ان کی موت رشید احمد کے بعد ہے تو اگر ان کا کوئی وارث قریب مثلاً لڑکا وغیرہ موجود ہے تو وہی، ورنہ سید اکبر کے بھائی کا بھی حصہ ہوگا۔ اگر سید اکبر کا انتقال رشید احمد کی موجودگی میں ہو اور مکان سید اکبر کا ذاتی نہ ہو اور ذاتی بھی ہو تو وارث قریب نہ ہو تو اس کے مالک رشید احمد ہوں گے۔ اور ان کی موت کے بعد سید اکبر کے وارثوں اور عثمان اور شیر علی کو ملے گا۔ آپ نے وارثوں کی کوئی تفصیل نہیں لکھی کہ کس کس کے مرنے کے بعد کون کون زندہ رہا اس لیے حصہ صحیح نہیں بتایا جاسکتا۔ سید اکبر کے لڑکوں کے ساتھ شیر علی نے جو کچھ کیا ہے یہ سب بطور تبرع و احسان ہے اگر پہلے سے یہ ملے نہ کر لیا ہو کہ میں اپنے اخراجات کا معاوضہ لوں گا تو اب اس کے بدلہ میں ان کو سید اکبر کے روپے سے کچھ نہیں ملے گا۔ سید اکبر نے اپنے روپے میں سے جس کو دینے کی وصیت کی ہے اگر وہ وارث نہیں ہے تو تمام وصیتیں صرف تہائی مال سے بقدر حصہ پوری کی جائیں گی، چاہے حج کا روپیہ پورا ہو چاہے نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۳ محرم ۱۳۸۳ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عقی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید عمرو بکر حقیقی بھائی ہیں، والد مرحوم کے بعد ان کی وراثت تین حصوں میں تقسیم ہوئی، اس وقت والدہ سے ان کے حصہ کے لیے کہا گیا تو انہوں نے بخوشی و رضا مندی پنچایت کے سامنے اپنا حصہ تینوں لڑکوں کو دے دیا۔ بعد میں بکر دوسرے کرایہ کے مکان میں جا کر رہنے لگا اور وہیں زمین خرید کر مکان بنایا، اب اپنے حصہ کا مکان دونوں بھائیوں سے کہا کہ خرید لو۔ پنچوں نے اس کے حصہ کی مالیت مبلغ چھ سو روپیہ بتایا، عمرو نے اس کو نصف حصہ کا مبلغ تین سو روپیہ دیا مگر زید نے کہا ابھی میرے پاس روپیہ نہیں ہے تقریباً اس واقعہ کو تین سال ہو گئے، اب بکر کو پھر مکان بنوانا ہوا۔ زید سے کہا کہ مکان میں میرا جو نصف حصہ باقی ہے آپ لے لیں، اس پر زید نے جواب دیا کہ ضرورت نہیں ہے اور بکر کو سخت ست کہہ کر بھاگ دیا۔ اس کے بعد بکر نے عمرو سے بات کر کے اپنا پورا حصہ عمرو کو بیچ نامہ کر دیا۔

بکر کا حصہ عمرو کے خریدنے کے بعد زید نے والدہ کو فریب دیکر اس کا شوہری حصہ جو بھی تھا

Click For More

رجسٹری بیج نامہ کرا لیا، جبکہ والدہ نے پنچایت کے روبرو بخوشی و رضامندی اپنا حصہ تینوں لڑکوں کے حق میں دے دیا تھا، ایسی حالت میں صرف زید کے نام رجسٹری بیج نامہ والدہ کا کر دینا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی مشتاق احمد محلہ پرانی بستی مبارک پور

الجواب

ہیہ کی صحت کے لیے شی موہوب کا واہب کے قبضہ میں اور دیگر حصوں سے ممتاز ہونا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے: ”وشرائط صحتها فی الموہوب ان یکون مقبوضا غیر مشاع ممیزا غیر مشغول (ج ۸/ص ۴۲۴)“ اور سوال کی عبارت سے ظاہر ہے کہ گھر میں تقسیم کے وقت والدہ کا حصہ الگ کر کے ان کو دیا نہیں گیا تھا، ان سے پوچھا البتہ لیا گیا تھا۔ اس لیے ہیہ صحیح نہیں ہوا، اور بعد میں جو اس نے اپنا حصہ زید کے ہاتھ بیچ دیا وہ صحیح ہو گیا۔ درمختار میں ہے: ”ولو سلمہ شاعا لا یملکہ فلا ینفذ تصرفہ فیضمنہ و ینفذ تصرف الواہب (ج ۸/ص ۴۲۹)“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

محمد عمر نے اپنی جائداد اپنی بیوی زینب کے نام لکھ دی، اور یہ دونوں باحیات ہیں، محمد عمر کا ایک لڑکا پھیکو ہے جو فوت ہو گیا اور چھوڑا اپنی بیوی اور لڑکے کے اور لڑکی کو۔ اس صورت میں پھیکو کی بیوی یا بچوں کو کیا حصہ ملے گا۔
سائل عبدالغفور

الجواب

محمد عمر اپنی زندگی میں اپنی جائداد کا مالک ہے جس کو چاہے دیدے۔ اگر اس نے اپنی بیوی زینب کو لکھ دیا اور قبضہ دے دیا تو وہ مالک ہو گئی اور اب کسی وارث کا اس میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کے دو بچے چار بچیاں ہیں۔
زید اپنی زندگی میں اپنی جائداد سے بچے بچیوں اور بیوی کے حقوق الگ الگ کر کے ہر ایک کو سپرد کرنا چاہتا ہے، نیز وہ ایک بچی کے حصہ کو فروخت کر کے اس کی رقم کو کچھ اشیاء خرید کر اس کے جہیز قرار دینا

Click For More

چاہتا ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں کہ زید ترکہ کی رقم کو جہیز میں دے سکتا ہے کہ نہیں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ دو بچے چار بچیاں اور بیوی کو اس کی جائداد سے ہر ایک کو الگ الگ کتنے حصے ملنے چاہئے۔
المستفتی منہ خاں ٹھیکیدار مقام جالسی پور پوسٹ حیدر گڑھ ضلع بارہ بنگلی

الجواب

میراث سے صورت مسئولہ میں عورت کو آٹھواں حصہ اور بقیہ مال میں لڑکیوں کو ایک ایک حصہ اور لڑکوں کو دو ناملے گا۔ لیکن یہ زید کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا حساب ہے۔

زید جب تک زندہ ہے عام حالت میں جب کہ کوئی شرعی تخصیص نہ ہو تو تمام بچوں اور بچیوں کو برابر تقسیم دینا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے ایک صاحب نے اپنے ایک بچے کو ایک غلام دیا اس پر سرکار کو گواہ بنانا چاہا، حضور کو جب معلوم ہوا کہ سب کو نہیں دینا ہے تو فرمایا ”انی لا اشہد علی الجور“ میں ظلم پر گواہ نہیں ہوتا۔ قانوناً زید اپنے پورے مال کا مالک ہے جس کو جتنا دیدے گا اس کا ہو جائے گا چاہے بچی کو جہیز میں دے یا کسی اور مصرف میں صرف کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۸ محرم ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حافظ سعید احمد صاحب کی دو بیویاں ہیں۔ پہلی بیوی سے تین لڑکے اور دو لڑکی ہیں، دو لڑکے اور ایک لڑکی کی شادی بھی ہو چکی ہے اور ان کے بال بچے بھی ہیں اور سب اچھے حال میں ہیں۔ صرف ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی شادی نہیں ہوئی ہے، اور دوسرا نکاح کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلی بیوی کا مزاج بہت ہی غصہ آور ہے، میاں بیوی میں بالکل بناؤ نہیں رہتا، اور کچھ برس سے تعلقات بالکل ہی ختم ہو چکے ہیں۔ پہلی بیوی کے والد صاحب نے جائداد جوان کے ترکہ میں ملتی ان کے بڑے لڑکے اور بھیلے لڑکے کے اور ایک لڑکی یعنی دو ناتی ایک نواسی کے نام لکھ دیا ہے اور پہلی بیوی کے ایک بھائی بھی تھے اور شادی شدہ تھے لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس لیے حافظ سعید صاحب نے بہت ہی بلیغ کوشش کر کے سالے کی جائداد کو اپنی بیوی کے نام لکھوا لیا اور سالے کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم کی بیوی کو تمبوڑا سنا حصہ کھیت ملا تھا، اس جائداد کو بھی حافظ صاحب نے اپنی بیوی کے نام کر لیا اور سالے مرحوم کی بیوی کا کچھ خیال لکھا کرتے تھے لیکن قریب چھ برس سے جب سے تعلقات میاں بیوی میں بالکل نہیں ہیں، حافظ صاحب دوسری بیوی کے پاس رہتے ہیں اور سالے مرحوم کی بیوی پر کسی قسم کا خیال نہیں ہے اس وجہ سے اس بے چاری کی زندگی بہت تکلیف

سے بسر ہو رہی ہے۔ حافظ صاحب کو اس کا افسوس ہے یہ وہاں نہیں رہتے ہیں اور ساری جائداد کی مالک بیوی ہی ہے، وہ بھوجائی کا خیال نہیں کرتی ہیں، اس لیے مرحوم کی بیوی بہت تکلیف میں ہیں اور حافظ سعید احمد صاحب کے پاس جو خاندانی جائداد ہے وہیں دوسری بیوی رہتی ہے اور ان سے چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں، ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ حافظ صاحب کی دوسری بیوی بہت فرمانبردار ہے اور بچے بھی خدمت گزار ہیں۔ اس لیے ان کا خیال ہے کہ ہمارے پاس جو جائداد ہے یہ صرف دوسری بیوی کے نام اور انہیں بچوں کے نام لکھ دیں۔ خاص کر دوسری بیوی کا جو منجھلا بچہ ہے وہ حافظ قرآن ہے اور بہت فرماں بردار ہے اور نیک خصلت ہے اس لیے اس کو اپنی زندگی میں کچھ جائداد لکھنا چاہتے ہیں، کیونکہ جب حافظ سعید احمد صاحب حافظ ہوئے تھے تو ان کے والد صاحب نے بھی اور بچوں کے مقابلہ میں ان کو زیادہ حصہ دیا تھا اس وجہ کر کے کہ اطمینان رہے گا تو قرآن شریف کی تلاوت برابر جاری رہے گی اور ہمیں ثواب ملتا رہے گا، اسی لحاظ کو سامنے رکھتے ہوئے حافظ سعید کا خیال ہے کہ اس لڑکے کو زیادہ سے زیادہ جائداد دیں تاکہ اطمینان ہونے کی وجہ سے قرآن یاد رہے اور وہ جہاں کا ثواب حاصل ہوتا رہے۔ اور پہلی بیوی کے بچوں کو نہیں دینا چاہتے ہیں، کیونکہ وہ بہت نالائق ہیں۔ جو حالت ماں کی ہے وہ بچوں کی ہے اور ان لوگوں کے پاس جائداد بھی ہے جو بہت کافی ہے۔ ایسی صورت میں عند اللہ عند الرسول جو صحیح فیصلہ ہو آگاہ فرمائیں تاکہ ویسا ہی کریں۔ بینوا تو جروا

الجواب

مرحوم سالے کی بیوی کے بارے میں حافظ صاحب کا صرف افسوس کروینا ہی کافی نہیں ہے، یہ سوچنا چاہئے کہ وہ موجودہ حالت تک انہیں کی کوشش سے پہنچی، اس کی بڑی ذمہ داری خود ان پر بھی عائد ہوتی ہے۔ اولاد کو کچھ دینے کے سلسلے میں حسب ذیل اصول کو غور سے پڑھئے اور اپنے دل سے فیصلہ کیجئے کیونکہ آدمی آدمی کو دھوکا دے سکتا ہے خدا کو نہیں۔

بعض اولاد کے ساتھ محبت زیادہ ہو اور بعض کے ساتھ کم یہ کوئی ملامت کی چیز نہیں کیونکہ یہ فعل غیر اختیاری ہے اور عطیہ میں اگر یہ ارادہ ہو کہ بعض کو ضرر پہنچائے تو سب میں برابری کرے کم و بیش نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے ہاں اگر اولاد میں ایک دوسرے پر دینی فضیلت ہے مثلاً ایک عالم ہے جو خدمت دین میں مصروف ہے یا عبادت و مجاہدہ میں اشتغال رکھتا ہے ایسے کو اگر زیادہ دے اور جو لڑکے دنیا کے کاموں میں اشتغال رکھتے ہیں انہیں کم یہ جائز ہے۔ یہ حکم دیانت کا ہے اور قضا کا حکم یہی ہے کہ وہ اپنے مال مالک ہے، حالت صحت میں اپنا سارا مال ایک ہی لڑکے کو دیدے دوسروں کو کچھ نہ دے، یہ کر سکتا ہے دو

سرے لڑکے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کر سکتے مگر ایسا کرنے میں گنہگار ہے۔ بحر الرق بحوالہ بہار شریعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۲/صفر ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید بیمار رہا اور زید کا بھتیجا جو ڈاکٹر ہے زید کا علاج کئی سال تک بغیر معاوضہ کے مفت تاحیات کرتا رہا، دریں اثناء ڈاکٹر مذکور جس شخص کے کمرہ میں مطب کرتا رہا تھا اس نے کمرہ خالی کرنے کی فرمائش کر دی، جب زید کو معلوم ہوا تو بلا کسی شرط کے اپنے کمرہ میں مطب کرنے کی پیش کش کر دی اور اس کمرہ میں رہنے والے سے کمرہ خالی کرانے کی کوشش کی، لیکن زید کو کمرہ خالی کرانے میں اتنی تاخیر ہوئی کہ زید کمرہ خالی ہونے سے پہلے انتقال کر گیا لیکن زید کے بھتیجے ڈاکٹر نے کوشش جاری رکھی اور کرایہ دار سے کمرہ خالی کرا کے اور اپنی ضرورت کے مطابق مرمت کرا کے اپنا مطلب کھول لیا۔ مطب کھولنے کے بعد زید کے دوسرے بھتیجے نے زید کی بیوی سے مطالبہ کیا کہ اے اماں مجھ کو بھی حصہ ملنا چاہئے۔ تو زید کی بیوی نے کہا کہ ڈاکٹر کو تو تمہارے بڑے ابا نے دیا ہے تو بھی انہیں سے جا کر مانگ، مطب کئی سال سے چل رہا ہے اب زید کی بیوی نے کمرہ مذکورہ اور اس کی سیدھ میں جتنی زمین زید کی سائٹ کی زید کی جائداد سے ہے اس کو مسجد کو وقف کر دیا ہے، جب کہ زید کی جائداد میں زید کی بہنوں اور زید کے چچا زاد بھائیوں کا بھی حق ہے اور اب تک بٹوارہ نہیں ہوا ہے، کچھ لوگوں نے زید کی بہنوں کو بات کر کے منوالیا ہے، لیکن بھائیوں کو خبر تک نہ دی، غرض پوشیدہ طور پر یہ کاروائی ہوئی؟ سوال یہ ہے کہ اس طرح مسجد پر وقف کرنا صحیح ہو یا نہیں جواب مدلل عنایت فرمائیں۔

الجواب

صورت مسئلہ میں چونکہ زید کی طرف جو الفاظ منسوب ہیں ان سے یہ ثابت نہیں کہ کمرہ میں مطب کرنے کی پیش کش کا مطلب عاریت بھی ہو سکتا ہے۔ اور بالفرض صحیح طور پر یہ ہی کیا ہو تو چونکہ اپنی زندگی میں اس پر قبضہ نہ دلا سکا، اس لیے وہ یہ صحیح نہ ہوا۔ اب زید کی بیوی نے اس کمرہ کو اور اس کے علاوہ جائداد کو مسجد پر وقف کیا تو گو وقف مشاع ہے، صحیح ہے۔ عالمگیری میں ہے: ”المتاعرون افتوا بقول ابی یوسف رحمة اللہ تعالیٰ علیہ انہ یعوزو هو المعتار (ج ۲/۴۲۷)“ پس جائداد موقوفہ میں جتنا حصہ اس کا اور ان بہنوں کا ہے جن سے اجازت

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لی گئی ابتداء وقف ہو گیا اور دیگر رشتہ دار جن سے اجازت نہ لی گئی ان کا حصہ وقف نہ ہوگا، یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ وقف مصارف مسجد کے لیے ہو اور اس جگہ مسجد کی تعمیر کے لیے کیا تو وقف ہی صحیح نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۱۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

حاجی عبدالوالی ساکن D43/107 محلہ بازار اسد اللہ وارانسی جب ضعیف ہو گیا تو اپنی جائداد کے کچھ حصہ کے بارے میں اپنے دونوں لڑکوں صغیر احمد و خلیق الزماں کو ہدایت کی کہ وہ اس حصہ کو مجھ سے اپنے درمیان اس شرط پر نصف نصف تحریری ہبہ کرالیں کہ تاحیات یہ دونوں لڑکے میرے خورد و نوش و علاج وغیرہ کے ذمہ دار ہوں گے مگر صغیر احمد نے تحریری ہبہ نامہ میں دھوکا کیا اور اپنے ذمہ خلیق الزماں کا ڈھائی گنا ہبہ کرالیا اور میری جہالت ضعف بصارت و سماعت کا فائدہ اٹھا کر دستخط کرالیا اور میری کفالت کا بھی صاف انکاری ہے، حتیٰ کہ پڑوسیوں کے سمجھانے بھجانے پر بھی کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ میں نے ان سے کب کہا تھا کہ میں ان کی کفالت کروں گا اور وہ مجھے کفالت کی شرط پر ہبہ کر دیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کے علاوہ اس کی بیوی بھی بدزبانی کرتی ہے اور یہ دونوں ملکر مجھے ہر طرح سے پریشان کرتے ہیں۔ اور بے حد اذیت دیتے ہیں۔ میرے خواب و خیال میں بھی یہ نہ تھا کہ ہبہ سے ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

میں اپنے مستقبل سے متفکر ہوں اور اب مذکورہ بالا ہبہ نامہ توڑنا چاہتا ہوں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرا یہ فعل مطابق شرع محمدی ہو گا یا اس کے برخلاف۔ بیواؤ تو جروا

المستفتی، حاجی عبدالوالی معرفت قاری رضاء المصطفیٰ D34/34

بازار اسد اللہ شہر وارانسی 221001 مورخہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

الجواب

صورت مسئلہ میں رہائش، خورد و نوش اور علاج وغیرہ میں صرفہ کی مقدار چوں کہ معلوم نہیں اس لیے یہ شرط لگانا باطل ہے۔ (در مختار جلد ثامن ص ۴۴۵) وقید العوض بکونہ معینا لانہ لوکان محہولا بطل اشتراطہ فیکون ہبہ ابتداء و انتہاء اسی کے ص ۴۲۵ میں ہے و حکمہا انہالا تفسد بالشروط الفاسدة“ تو اس صورت میں کفالت وغیرہ کی شرط باطل ہوئی اور ہبہ صحیح ہو گیا اور حاجی عبدالوالی کو اس شرط کی بنیاد پر ہبہ کو فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا، ہاں اگر حاجی عبدالوالی نے اس جائداد سے اپنا قبضہ ہٹا کر اور دونوں لڑکوں کے حصہ کو علیحدہ علیحدہ (تقسیم) کر کے ان پر لڑکوں کا قبضہ نہ کرادیا ہو، یا ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ پائی گئی ہو تو ہبہ ہوا ہی نہیں، کل جائداد حاجی عبدالوالی

Click For More

کی ہے، اس میں جو چاہیں تصرف کر سکتے ہیں ” ولا تتم فیما یقسم فان قسمہ وسلمہ صبح ولو سلمہ شایعاً لا یملکہ (تنویر الابصار ج ۸ / ص ۴۲۹) “ مشاع کا ہبہ صحیح نہیں ہوتا آجکل عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ باپ لڑکوں کو مکان دے دیتا ہے مگر ایک لمحہ کیلئے بھی اپنا دخل ہٹا کر لڑکوں کو دخل نہیں دلاتا چند لڑکوں کو گھر دے دیتا ہے مگر تقسیم کا سوال تب اٹھتا ہے جب کوئی جھگڑا پڑتا ہے، ایسی صورت میں ہبہ صحیح نہیں ہوتا، اور جائداد واہب کی ہی رہتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤسسہ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

(۱۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو اپنی جائداد سے جتنا حصہ بنا تھا اتنا حصہ دے دیا مگر پھر ہندہ کا حصہ واپس لے کر اپنے لڑکے کو دے دیا۔ اب ہندہ جائداد سے محروم ہوگی یا نہیں؟ اب ایسی صورت میں ہندہ اپنے باپ زید کے جائداد سے حصہ پائے گی یا نہیں؟ بیوا تو جروا

استفتی حافظ خالد حسن گھوسی مؤویب پی

الجواب

زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو کچھ دیکر اگر بقیہ جائداد سے الگ کر کے قبضہ کر دیا تھا تو ہبہ تام ہو گیا اور زید اس کو واپس نہیں لے سکتا کہ وہ ذی رحم محرم ہو کر مانع رجوع ہبہ ہوگی یہ حکم جب ہے کہ ہندہ ہبہ کے وقت بالغ رہی ہو، اگر نابالغ رہی ہو تو باپ کا قبضہ ہی ہندہ کا قبضہ ہے اور اس صورت میں بھی ہبہ تام ہو گیا اب لوٹانے کی کوئی صورت نہیں۔

لڑکی اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کی چھوٹی ہوئی جائداد میں ضرور حصہ پائے گی، ہاں ایسی جائداد جسے زید نے اپنی زندگی ہی میں کسی کو دے دیا جیسے اوپر ذکر کی ہوئی صورت میں کہ لڑکی کو دے دیا ایسی جائداد میں البتہ میراث جاری نہ ہوگی کہ وہ زید کا ترکہ ہے ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤویب پی ۲۸ جمادی الاول شریف ۱۴۱۲ھ

(۱۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ موسیٰ کے دو لڑکیاں ہیں، ایک لڑکی مسماہ ہندہ شادی ہو جانے کے ساتویں سال لا ولد مرگئی، اس کے شوہر نے مسماہ ہندہ کا ترکہ فیما بین موسیٰ میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کا عقد مسماہ حمیدہ دختر موسیٰ سے ہو جانے کے بعد معاف کر دیا، مسماہ حمیدہ اپنی ماں یعنی موسیٰ کے مر جانے پر مع شوہر خود پاکستان سے موسیٰ کے گھر تعزیت میں آئی۔ اور اپنا حصہ حقیقی معافی کر دیا۔ حمیدہ کے ذمے چھ سو قرض تھا، اس کو موسیٰ

Click For More

نے اسی جائداد میں سے جو بیروصیت ہے ادا کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ بایں نوعیت ہندہ متوفیہ اور حمیدہ موجودہ پاکستان کا اشارہ بیروصیت میں برائے موسیٰ تعلق ختم ہو جاتا ہے، عظیمہ دختر کا واقعہ غبن و خیانت و چوری کا ایسا ہے جس سے موسیٰ اس کو مستحق وصیت نہیں سمجھتا۔ اور موسیٰ کے چار لڑکے ہیں۔

الجواب

جب پوری جائداد کا موسیٰ بلا شرکت غیرے مالک ہے تو مرض الموت میں مبتلا ہونے سے قبل اپنے پورے یا نصف یا ثلث وغیرہ میں جو تصرف بھی کریگا شرعاً نافذ ہوگا۔ بحر الرائق میں ہے ”چاہے کل مال اپنے وارثوں کو دے، چاہے دیگر جائز مصارف میں صرف کرے چاہے کسی اور کو ہبہ کرے اسے اس کا اختیار ہے، ہاں کسی کو وصیت کرنے کی صورت میں صرف تہائی مال میں وصیت نافذ ہوگی۔ لیکن صورت مسئلہ میں وصیت شرعاً جائز ہی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ”لا وصیة لوارث“ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں۔

اس لیے موجودہ صورت میں سائل کو یہ کرنا چاہئے کہ جتنا مال اپنے لیے چاہے الگ کرے بقیہ مال کو چار حصہ میں برابر کر کے چاروں لڑکوں کو دے دیں، اور اس پر سب کا قبضہ کرا دیں، چاہے رجسٹری بھی کرا دیں۔ بقیہ موجودہ لڑکیوں میں سے ایک اپنا حصہ چھوڑنے پر راضی بھی ہے۔ اور ایک بقول سائل اپنی حرکتوں سے اس کو کافی تکلیف اور اذیت بھی دے چکی ہے۔ اور دھوکہ اور چوری و خیانت سے اپنے حصہ سے کچھ زائد میں وصول کر چکی ہے۔ اس لیے اگر اس کو نہ دے تو ان شاء اللہ دیا جائے کچھ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳ شعبان ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عبداللہ مرحوم اپنی زندگی میں مرنے سے تقریباً چار سال پہلے ہی اپنی ساری جائداد اپنے تین لڑکوں محمد سعید، محمد اور لیس، عبدالرشید اور ایک پروردہ محمد اسحاق میں چوتھائی سے تقسیم کر دیا، اور اس وقت سے اب تک محمد اسحاق کا موہو بہ جائداد پر قبضہ بھی رہا۔ اب ان کے انتقال کو تقریباً سولہ سال ہو رہے ہیں اس سال ان کے لڑکوں نے زیروستی اسحاق کی جائداد پر قبضہ کر لیا۔ ان کا خیال ہے کہ اسحاق کا جائداد میں کوئی حق نہیں ہے۔ شریعت مطہرہ کا فیصلہ اس بارے میں کیا ہے؟ برائے کرم واضح تحریر فرمائیں۔ والسلام

شبیر احمد ساکن بھیرہ اعظم گڑھ ۷ اررمضان المبارک

الجواب

صورت مسئلہ میں جبکہ عبد اللہ نے اپنی جائداد کا چوتھا حصہ تقسیم کر کے محمد اسحاق کو ہبہ کر دیا اور اس پر اس کا قبضہ کر دیا تو ہبہ صحیح ہو گیا۔ ہدایہ میں ہے: ”وتصحح بالایجاب و القبول والقبض“ اور حدیث شریف میں ہے: ”لا يجوز الهبة الا مقبوضة“ پس جب تقسیم کر کے قبضہ دلایا تو محمد اسحاق اس کا مالک ہو گیا۔ اور عبد اللہ کے لڑکوں کا یہ کہنا کہ اسحاق کا کوئی حق نہیں غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۵ شوال ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میری نانی جان خیر النساء نے اپنی کل جائداد اپنی اکلوتی بیٹی نور فاطمہ کو یعنی میری امی کو ہبہ کر دیا (برائے رجسٹری) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس ہبہ شدہ جائداد میں میری نانی جان (خیر النساء) کے چچا زاد بھائیوں کا بھی حصہ ہو گا یا نہیں کیونکہ میری نانی کے انتقال کے بعد یہ لوگ یعنی میری نانی کے چچا زاد بھائیوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اس میں میرا بھی حصہ ہے، معاملہ بہت نازک ہے، امید کہ جواب ارسال فرما کر احسان عظیم فرمائیں گے۔ کرم ہوگا۔ المستفتی: ذی النورین فریدی۔ مقام وپوسٹ سر بیہ ضلع سہرسہ

الجواب

صورت مسئلہ میں ہبہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ شی موہوب مشاع نہ ہو یعنی کسی دوسرے کی شرکت میں وہ جائداد نہ ہو۔ اور شی موہوب پر موہوب لہ کا قبضہ صحیح ہو، یعنی واہب نے اپنا قبضہ بالکلیہ ہٹا کر موہوب لہ کو اس جائداد پر قبضہ دلایا ہو تب ہبہ صحیح ہوگا۔ اور خیر النساء کی کل جائداد نور فاطمہ کی ہوگی اور اگر ان شرطوں میں خلل واقع ہو تو جائداد میں میراث جاری ہوئی اور نور فاطمہ کے ساتھ خیر النساء کے چچا زاد بھائی حسب حصہ شرعی ترکہ پائیں گے۔ تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم کتاب الہبہ کے ص ۱۰۱ اور ۱۱۱ پر دیکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو، ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

(۲۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی زمین جائداد اپنی زندگی ہی میں اپنے چار لڑکوں کے نام تحریری طور پر حصہ کر دی ہے۔ اپنی لڑکیوں کو کچھ نہ دیا زید کے انتقال کے دس سال بعد اب ایک لڑکی اپنا حصہ مانگ رہی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ حصہ شدہ زمین جائداد میں لڑکیوں کا حصہ رہا یا نہیں۔ بیٹو تو جروا

المستفتی محمد جلال الدین محلہ سریاں بنارس

Click For More

الجواب

اگر زید نے اپنی مویہ زمین کو الگ الگ چارجہ تقسیم کر کے چاروں لڑکوں کو ان پر قبضہ دے دیا ہو تو وہ جائداد شرعاً ان چاروں کی ملک ہوگئی، لڑکیوں اور دیگر وارثوں کو اس میں کچھ نہ ملے گا۔ اور تقسیم نہ کیا ہو یا قبضہ نہ دلایا تو صحیح نہ ہو اور لڑکیوں کا حصہ ہوگا۔ چاہے وہ کتنے سال کے بعد مطالبہ کریں تویر الابصار میں ہے:

”تتم بالقبض فی محوز مقسوم فالحق انه لایثبت فیها ملک اصلاً ما لم یسلم مقسوماً وهو الصحیح المعتمد“ (شامی: ۴۲۹/۸)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۷ رذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ

(۲۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنا مکان اپنے چار موجود بیٹوں اور ایک مرحوم بیٹے کے لڑکے کے درمیان تقسیم کیا اور ہر ایک حصہ دار اپنے حصہ پر قابض ہو کر متصرف بھی ہو گیا ایسی صورت میں کسی ایک کے حصہ سے لیکر دوسرے کو دینے کا اختیار بھی زید کو حاصل ہے اگر دیا تو کیا لینا صحیح ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔
المستفتی شمس نظامی محمد آباد گوہنہ مؤ

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئلہ میں زید کو یہ جائز نہیں کے اپنے بیٹیوں یا پوتے کو دیا ہوئی جائداد کو واپس لے یا اس میں سے کسی اور کو کچھ دے۔

عالمگیری میں ہے: ”وان العوارض المانعة من الرجوع منها القرابة المحرمة ولا يرجع فی الہبۃ من المحارم بالقرابة كالآباء والامهات وان علوا والاولاد والاولاد ان سفلوا“ (۵۲۴/۴) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ
(۲۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید اپنی زندگی میں اپنے اموال منقولہ اور غیر منقولہ کو اپنے ورثہ میں تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ ورثہ میں ایک لڑکا، دو لڑکی، بیوی موجود ہے۔ فقط
المستفتی افتخار احمد گھوسی امجد نگر گھوسی مؤ ۲۳ اگست ۱۹۹۹ء

الجواب

اگر زید چاہے تو اپنی جائداد کا آٹھواں حصہ اپنی بیوی کو دیدے اور بقیہ جائداد تین حصہ کر کے

ایک حصہ لڑکے کو اور ایک ایک لڑکیوں کو دے، چاہے تو بیوی کے آٹھویں حصہ کے بعد بقیہ جائداد کے چار حصے کرے دو حصہ لڑکے کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دیدے۔ افضل تقسیم کا پہلا طریقہ ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ کچھ اپنے لیے بچا رکھے بیوی کو آٹھواں حصہ دیدے اور بچے ہوئے کو لڑکیوں اور لڑکے میں مذکورہ بالا طریقوں میں سے کسی طریقہ پر تقسیم کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

تقسیم ہبہ کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جناب لعل محمد کے چار لڑکے عبدالحلیم، حافظ محمد ظہور، محمد شفیع، عبد الرزاق، اور ایک لڑکی (مسماة فاطمہ) تھی۔ لعل محمد کی حیات ہی میں محمد شفیع کا انتقال ہو گیا۔ لعل محمد نے اپنی جائداد شریعت کے مطابق اپنے تینوں لڑکوں اور مرحوم محمد شفیع کے لڑکے۔ عبد الباری کو بھی دے دیا۔ لعل محمد کے انتقال کے بعد ان کے لڑکوں اور عبد الباری وغیرہ نے مسماة فاطمہ سے کہا کہ شریعت کے مطابق جو تمہارا حصہ ہوتا ہے لے لو۔ فاطمہ نے راضی برضا اپنا حصہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم لوگ آپس میں تقسیم کر لو۔ کچھ دنوں کے بعد عبد الباری نے عبد الرزاق کے حق حصہ کو بیچ نامہ کرادیا تھا، پھر حافظ محمد ظہور کے لڑکوں نے مسماة فاطمہ کو درغلا کر عبد الباری کے خلاف مقدمہ دائر کرادیا کہ لعل محمد نے عبد الباری کو جو حق و حصہ دیا ہے بے بنیاد ہے ان کا کچھ نہیں ہوتا، پھر ان لوگوں نے عبد الباری کے اس حق و حصہ کو برحق مانتے ہوئے صلح کر لی۔

کچھ دنوں کے بعد عبد الباری نے محمد ظہور کی جائیداد کو ان کے لڑکوں سے بیعت نامہ کروایا، اب مسماة فاطمہ مرحومہ کے لڑکے دعویٰ کرتے ہیں کہ عبد الباری کی جائیداد میں ہمارا حق و حصہ ہوتا ہے۔ لہذا ایسی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسماة فاطمہ کے لڑکوں کو عبد الباری کے حق و حصہ کی کسی جائیداد سے حصہ ملے گا یا نہیں ملے گا۔ جیسا ہو قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ بینواتو جروا
المستفتی عبد الباری ولد محمد شفیع ۸/۳/۸۵

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی لعل محمد نے اپنی حیات میں اگر اپنی جائیداد کو چار حصوں میں تقسیم کر کے قبضہ دے دیا تھا۔ کہ وہ چاروں اس کے مالک ہو گئے۔ تو مسماة فاطمہ کا اب اس میں کچھ نہیں رہے گا۔

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عالمگیری میں ہے: ”ہبۃ المشاع فیما یحتمل القسمة لا تجوز سواء کانت من شریکہ او من غیر شریکہ“ (۵۱۰/۴)

اور تئویر الابصار میں ہے: ”فان قسمة وسلمہ وصح لزوال المانع“ اس لیے اب فاطمہ کے وارثوں کا دعویٰ بے کار ہے بالخصوص اس صورت میں کہ فاطمہ بھی اس تقسیم پر راضی ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
عبدالمنان اعظمی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کو ایک مکان بطور ہبہ ملا پھر اس نے اپنے چار بچوں کے نام ایک ہبہ نامہ لکھ دیا، اسکے بعد اپنے وصال سے چند ماہ پیشتر اپنے تمام بچوں اور بچیوں کو بلا کر بہت سے لوگوں کی موجودگی میں اس کا اظہار کیا اور اپنے بڑے لڑکے سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ مکان چھوٹے چار بچوں کے نام لکھ دوں کہ تمہارے پاس رہنے کا مکان موجود ہے تو بڑے لڑکے نے کہا جب آپ خوش ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔
اپنی رضامندی کا اظہار بڑے لڑکے نے بہت لوگوں سے کیا اب بڑا لڑکا اپنے حصہ کو طلب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہبہ نامہ درست نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ مکان موہوب میں موہوب لہم بعد ہبہ مکان کی مرمت اور پاخانہ پیشاب خانہ اور غسل خانہ وغیرہ کی تعمیر بھی کرا چکے ہیں۔

ہبہ نامہ منسلک استثناء ہے جو شرع مطہرہ کا حکم ہو اس سے مطلع کیا جائے۔

زید و اہب ہبہ مکان کے بعد کچھ برسوں اسی مکان میں بچوں کی خوشی و رضامندی پر رہا، وقت ہبہ زید کے پاس کچھ سامان مثلاً ہوائی بندوق وغیرہ تھی جس کی بابت اس نے چار بچوں سے کہا کہ میرے ذمہ قرض ہے اگر اس کی ادائیگی تم لوگوں نے کر دی تو یہ سامان تقسیم کر لینا ورنہ بیچ کر قرض ادا کر دو گے۔

بینواتوجروا المستفتی قمر الاسلام قادری رضا نگر اداری اعظم گڑھ ۱۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

الجواب

میں اس سوال کا جواب ایک دفعہ لکھ چکا ہوں۔ سوال میں دو باتیں تفصیل طلب ہیں۔

ایک مکان چار بچوں کے نام ہبہ کیا یہ ہبہ مشاع ہوا، اگر زید نے ہر بچے کا حصہ جدا جدا تقسیم کر کے قبضہ دلایا ہو تو ہبہ صحیح ہوگا اور اگر بغیر تقسیم کے قبضہ دلایا ہو تو ہبہ صحیح نہیں ہوگا، اور اس مکان میں میراث جاری ہوگی۔ تقسیم کر کے قبضہ دلانے کی صورت میں بھی یہ ضروری تھا کہ بالغ لڑکوں کے حصہ سے اپنا سامان الگ نکال لیتا۔

اور اس سوال میں تصریح ہے کہ ہبہ کے وقت زید کا کچھ سامان بندوق وغیرہ مکان میں تھا پس

ایسی صورت میں تقسیم کے بعد قبضہ دلانے کی صورت میں بھی بالغ لڑکوں کا قبضہ صحیح نہیں ہوا اور ان کے لیے ہیبت بھی درست نہ ہوا، پس جوڑ کے اس وقت بالغ رہے ہوں ان کا حصہ بھی میراث قرار پائے گا، پہلے مسئلہ کا جزیہ یہ ہے: "لو وهب اثنان دار لو احد صح وبقلبه لا فرق بین ان یکون صغیرین او کبیرین او احدہما کبیر والآخر صغیر" (تنویر، شامی)

اور دوسرے مسئلہ کا یہ ہے: "لا یجوز لرجل ان یهب لاحد وھما ساکنان فیہ"۔ عالمگیری پس صورت مسئلہ میں بڑے لڑکے کے استحقاق اور عدم استحقاق کا دار و مدار ہیبت کے صحیح ہونے اور نہ ہونے پر ہے۔

اور اس مکان کی مرمت میں جو پیسہ ان چاروں لڑکوں کا صرف ہوا ہے ہیبت صحیح نہ ہونے کی صورت میں اس کا حصہ رسدی معاوضہ بڑے بھائی سے اس صورت میں وصول کر سکتے ہیں کہ اس مرمت کے بغیر مکان سے انتفاع ممکن نہ رہا ہو ورنہ ان کا خرچہ تبرع ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

بیع ہیبت کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رحمت اللہ نے اپنا مکان مولوی عبداللہ و حاجی اسد اللہ کو ہیبت کیا اور یہ لوگ کبھی اس مکان پر قابض نہیں ہوئے اور نہ اس میں کچھ روو بدل کر سکے۔

کچھ دنوں کے بعد مولوی عبداللہ و حاجی اسد اللہ نے اس مکان کو صلاح الدین اور فاطمہ کے نام بیع کر دیا شرعاً ان کا یہ بیع کرنا جائز اور درست ہے کہ نہیں۔ جب کہ اس مکان پر قابض بھی نہیں ہوئے اور ہیبت بغیر قبضہ کے مکمل نہیں ہوتا۔ بینوا تو جروا
المستفتی سراج الحق

الجواب

صورت مسئلہ میں اس مکان کی بیع کا حق ان دونوں صاحبان کو شرعاً حاصل نہیں۔ کیونکہ تمامیت ہیبت کے لیے قبضہ لازم ہے۔ عالمگیری میں ہے: لا ینبت الملک للموہوب لہ الا بالقبض ہو المختار ہکذا فی فصول العمادیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

کتاب الوقف

صفحہ نمبر	تعداد و فتاویٰ	ابواب
۲۷	(۸۴)	وقف کے مسائل
۱۰۳	(۷۵)	وقف مسجد کا بیان
۱۵۰	(۲۷)	وقف قبرستان کا بیان
۱۸۶		کل میزان



Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وقف کے مسائل

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد میں لگائی جاسکتی ہے، اور نگرانی چندہ بنا کر مسجد کی رقم لی جاسکتی ہے؟ اور دوسری مسجد میں یا عوام کی فلاح و بہبودی پر خرچ کی جاسکتی ہے؟ جیسے حکومت مدھیہ پرودیش وقف بورڈ نام کا ادارہ بنا کر مسجدوں سے چندہ وصول کیا جاتا ہے، جن کا پتہ نہیں کہاں خرچ کرتے ہیں۔ ایسا بھی معلوم ہوا ہے کہ مسجدوں پر ہی خرچہ کرتے ہیں اور فلاحی کاموں میں بھی لگاتے ہیں، کیا سچ ہے معلوم نہیں۔ مگر ایسا کرنے پر شریعت کا کیا حکم ہے، ازراہ کرم فتویٰ سے آگاہ فرمائیے۔ مہربانی ہوگی۔

المستفتی عبداللطیف قریشی منڈی مدار فیکری رضا چوک جبل پور مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۸۹ء

الجواب

فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۳۷ میں ایسے مصارف کو ناجائز بتایا ہے۔ اگر واقف نے وقف میں ان کے لیے صراحت نہ کر دی ہو کہ وقف بورڈ کی فیس بھی اسی سے ادا کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۲-۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی قدم رسول نے کچھ زمین اپنی بیوی حجن کبرابی بی کے نام سے رجسٹری کر دی اور اپنی زندگی ہی میں موصوفہ کو قبضہ دخل دلا دیا۔ موصوفہ مذکورہ زمین کے علاوہ دیگر جائدادوں اور آراضیات کی مالک ہیں لا ولد ہونے کے باعث اپنی بہن کے لڑکے انوار الحق کو اپنی خدمات کے لیے منتخب کیا۔ موصوفہ کے مرنے کے بعد ان کے صاحبزادگان بدر عالم وغیرہ موصوفہ کی تادم حیات خدمات کرتے رہے۔ زمانہ دراز کے بعد موصوفہ نے اپنے شوہر کی خواہش کے مطابق صدقہ جاریہ کے لیے مذکورہ رجسٹری شدہ زمین بنام دارالعلوم سرکار آسی سکندر پور بلیا کو زبانی وقف کر دیا اور عدالتی چٹنگی کے پیش نظر ہوش و حواس و رضا مندی و ثبات عقل کے ساتھ سرکاری رسوم کی ادائے کی کی مجبوری کی وجہ سے رجسٹرار کو بلا کر وقف رجسٹری کے بجائے اس موقوفہ زمین کو بطور وصیت رجسٹرڈ کر دیا۔

اس واقعہ کے دس روز بعد انتقال ہو گیا، حسب تحریر اراکین دارالعلوم حذا نے تعارف کرانا چاہا اور ابھی سرکاری قانون کے لحاظ سے اندراج مدرسہ نہ ہو پایا تھا کہ خاندان کے چند مخالفین نے اپنی وراثت کا اندراج کرا لیا اور مخالفت پر تلے ہیں۔ (جن کے سرغنہ، آفتاب احمد ابن عبدالرحیم ابن حاجی قدم رسول ہیں جن کا نسب مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔) اور یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ یہ رجسٹرڈ بے ہوشی کی

حالت میں کرائی گئی ہے۔

یہ محض الزام تراشی ہے کیونکہ رجسٹری کی صحت پر متعدد لوگ گواہ ہیں۔ بالخصوص بدر عالم۔ انوار الحق، جو شب و روز موصوفہ کے خدمت گزار اور رجسٹری طذا کے حاشیہ کے گواہ ہیں اور موصوفہ کے سب سے بڑے سوتیلے پوتے مہتاب احمد ابن عبدالرحیم بھی اس کے گواہ ہیں، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) جن کبیر ابی بی مرحومہ کی اس موقوفہ جائداد وزمین کا شرعاً متولی اور مختار کون ہے؟
(۲) اس وقف کی مذمت اور مخالفت اور عدالتی چارہ جوئی کرنے والے ان کے ساتھ دینے والے پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(۳) تمام مسلمانوں پر اس موقوفہ جائداد کی حفاظت ضروری ہے یا نہیں؟
(۴) اور یہ زمین وقف نہ کی ہوتی تو موصوفہ کی جملہ جائداد کا نقشہ ذیل کے مطابق شرعاً کون وارث ہوتا۔ بینواتو جروا
مستفتی اراکین دارالعلوم سرکار آسی سکندر پور بلیا

الجواب

(۱) وقف اور وصیت دو علیحدہ علیحدہ تصرفات ہیں اور دونوں کے احکام الگ الگ ہیں، اس لیے حسب بیان سائل جب پہلے وہ اس جائداد کو وقف زبانی کر چکی ہے، تو اگر اس وقف کا ثبوت گواہان شرعی سے ہو تو بعد کو یہ وصیت کی کارروائی باطل اور وقف ثابت ہو گیا، اور جیسا کہ اس سے قبل اسی قسم کے ایک جواب کے سلسلے میں تحریر کر چکا ہوں کہ اس واقف کی منشا اگر وارثوں کو محروم کرنا ہو تو وقف کی صحت کے باوجود وقف اور اس کو اس کام پر تیار کرنے والے گنہگار ہوئے۔

وقف کی تولیت کا سب سے زیادہ حق دار واقف اور وہ نہ ہو تو اس کے خاندان میں جو اس کا اہل ہو وہ ہوتا ہے۔ یا جس کو مقرر کرے۔ حدیث شریف میں ہے: "لا ضرر ولا ضرار" (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۶۹/۶) اور فتاویٰ رضویہ میں ہے: جب وہ دوکان وقف ہو چکی تھی تو زید کو اس کی نسبت وصیت کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ تنویر الابصار میں ہے: "وما دام احداً يصلح للتولية من الاقارب لا يجعل المتولى من الاجانب"

(۲) وقف صحیح ہونے کی صورت میں مزاحمت کرنے والے مجرم اور خاطی اور مدد کرنے والے ما جو رو مستحق ثواب ہوں گے۔

(۳) اس کا جواب نمبر ۲ سے ظاہر ہے۔

(۴) آپ نے جو حاجی قدم رسول کا شجرہ پیش کیا اس کی ضرورت نہیں جبکہ اب جن کبیرا کی جائداد بٹوانی ہے۔ جن کبیرا کے ورثہ میں آپ نے یہ نہیں تحریر کیا کہ بالترتیب سب سے پہلے کون مرا اور اس کے بعد کون مرایہ تفصیل لکھے تو تقسیم ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

گرامی نامہ نظر نواز ہوا تو ضیحات مطلوبہ حسب ذیل ہیں۔ جامع مسجد کب سے قائم ہے، یہ موجدین کو معلوم نہیں۔ بلکہ جب سے مسجد کو جانتے ہیں مکتب کو بھی جانتے ہیں، حتیٰ کہ مسجد جب وہابیوں کے قبضہ میں تھی اس وقت بھی مکتب چل رہا تھا۔ مکتب کی ذمہ داری امام و موزن کی ہوتی تھی۔ اور اس خاص ذمہ داری کے عوض مزید تنخواہ مسجد سے ہی دی جاتی تھی۔ مسجد و مکتب کا انتظام و انصرام مسجد کی کمیٹی برداشت کرتی تھی۔ البتہ جب سے مکتب کو دارالعلوم کی شکل دی گئی، مسجد کی کمیٹی کے اراکین نے مدرسہ کو صحیح ڈھنگ سے چلانے کے لیے علیحدہ کمیٹی کی تشکیل کی۔ جس میں مسجد کی کمیٹی کے ارکان بھی ہیں۔ مسجد کو کس ڈھنگ سے چلایا جائے اس سلسلہ میں ۱۹۵۴ء میں مدرسہ چل رہا تھا اس وقت فیصلہ کے ساتھ ساتھ ڈسٹک جج نے مسجد کے نظم و نسق کے لیے قواعد و ضوابط منضبط کئے جس کی فوٹو کاپی ساتھ میں منسلک ہے۔ جس کے قاعدہ نمبر ۵، میں مدرسہ کو مسجد کے زیر اہتمام چلانے کا متولی کو اختیار دیا گیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد کی کمیٹی کی جانب ہی سے مدرسہ چلایا جائے۔

جہاں تک عرف مالابار کی بات ہے۔ تو کیرلہ میں شوافع قدیم زمانہ سے مسجد و مدرسہ ایک فنڈ سے چلاتے آرہے ہیں۔ اور ہمارے کرناٹک اسٹیٹ میں بھی صابحہ اور مسائیہ مکتب تقریباً تمام مسجدوں میں چلا آرہا ہے۔ کچھ جگہوں پر باقاعدہ امام کے علاوہ الگ سے مدرسین بھی رکھتے ہیں۔ جو ماہانہ تنخواہ لیتے ہیں۔ اور سارا خرچ مسجد ہی برداشت کرتی ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ کرناٹک کے بھی وہ مدارس جو مسجد کے تحت چل رہے ہیں اور اس میں امام کے علاوہ دیگر مدرسین بھی تعلیم دین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ایسے مدارس کا قیام بعد میں ہوا۔ پہلے صرف مسجد و مکتب رہے۔ پھر ضرورت پیش آنے پر مکتب کو ایسے مدارس میں تبدیل کیا گیا۔

بفضلہ تعالیٰ امید واثق ہے کہ آپ کو بھی حقیقت حال سے کچھ معلوم ہی ہوگا کیونکہ یہاں کے چند بزرگوں سے سننے میں آیا ہے کہ حضرت درویش بابا علیہ الرحمہ نے حیات میں آپ بھی اس سنی جامع مسجد میں ملت کی خدمت انجام دے چکے ہیں۔ حالات کے پیش نظر فتویٰ اگر جلد روانہ کر دیں تو عین

Click For More

نوازش ہوگی۔

(الف) ”ماقولکم و حکم اللہ تعالیٰ“ مسئلہ ذیل میں کہ سنی جامع مسجد شموکہ جو خالص اہل سنت و جماعت کی عبادت گاہ تھی مگر عوام اہل سنت کی عدم توجہی سے باطل پرستوں (دیوبندیوں) نے اس پر قبضہ جما لیا تھا۔ ایک عرصہ بعد جب اس علاقہ میں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ اور شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ منصور علی خاں صاحب کی تشریف آوری ہوئی۔ تو عوام اہل سنت میں ان کے بیان کی وجہ سے مذہبی جوش و خروش پیدا ہوا۔ چنانچہ غالباً ۱۹۷۳ء میں مسلمانان اہل سنت دوبارہ اپنے زور بازو سے سنی جامع مسجد پر قابض ہوئے۔ مگر قانونی طور پر اہل سنت کا باضابطہ قبضہ اور اہل باطل کا انخلا ۱۹۸۰ء میں عمل میں آیا لیکن تقریباً پچیس برس گذر جانے کے بعد بھی دیوبندیوں نے اپنی ٹھکست کو فراموش نہیں کیا ہے۔ اور کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔

انہیں حالات کو اپنی فراست مومنانہ سے حضرت خطیب مشرق نے ملاحظہ فرمایا اور شیوہ کے سنی مسلمانوں کو ایک دارالعلوم کے قیام کی ترغیب دی۔ بالآخر ۱۹۸۴ء میں سنی جامع مسجد پر قبضہ دائمی بنانے اور عوام اہل سنت کے اصلاح عقائد و تحفظ ناموس رسالت کے لیے سنی جامع مسجد کے مکتب کو جامعہ رضویہ شاہ علیم دیوان کے نام سے موسوم کر کے ایک دارالعلوم قائم کیا گیا۔ جو اپنے قیام سے آج تک سنی جامع مسجد مختلف مختلف عمارتوں میں چلتا رہا ہے۔

جس وقت دارالعلوم کا قیام عمل میں آیا مسجد و دارالعلوم خستہ حالی کے شکار تھے۔ اور ان کی آمدنی ان کے اخراجات کے لیے ناکافی تھی، اور ادارہ کے پاس مستقل آمدنی کا ذریعہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس وقت مسجد و دارالعلوم کے ارباب حل و عقد نے مسجد کے عقب میں خالی قطعہ زمین پر (جو مسجد کی ملکیت سمجھی جاتی رہی ہے مگر جس کے وقف پر سوائے ملکیت مسجد و دوسری دلیل موجود نہیں ہے) جامعہ سادات کا مہلیکس اس شرط کے ساتھ تعمیر کیا گیا کہ اس کی نصف آمدنی دارالعلوم پر خرچ ہوگی اور نصف مسجد پر۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کا مہلیکس کی تعمیر پر مسجد کی کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔ بلکہ مسجد و مدرسہ کے اراکین و ایڈوانس کی رقم سے کا مہلیکس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ حسب شرط اس کا مہلیکس کی آمدنی سے پانچ ہزار روپیہ ماہانہ دارالعلوم کے چند مدرسین کی تنخواہ کے نام پر دیا جاتا رہا ہے جو اس کی نصف آمدنی سے کم ہے۔

(ب) دارالعلوم ترقی کے مدارج طے کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی موجودہ عمارت ٹھگ و نا کافی ہو گئی تو اس کا مہلیکس پر دارالعلوم ہذا کی جدید درسا گاہی عمارت تعمیر کی جارہی ہے۔ جس کی پہلی منزل مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) دکن و مالابار کے علاقہ میں مساجد کے تعلق سے یہ عرف زمانہ قدیم سے جاری ہے کہ مساجد

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں مدارس قائم رہتے ہیں۔ (مدارس و مکاتب ہر دو شکل میں) اور اس طرح اس علاقہ کی مساجد عبادت گاہ کے ساتھ ساتھ تربیت گاہ بھی ہیں۔ گویا مساجد کے اوقاف متعلقہ کے مصارف میں مدارس بھی داخل ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جامعہ سادات کا مپلیکس کے نصف حصہ یا کم و بیش سے مسجد کے دارالعلوم جامعہ رضویہ شاہِ علیم دیوان کے مدرسین کی تنخواہ کا انتظام کیا جانا کیسا ہے؟
المستفتی: نور محمد سکرپٹری بڑی سنی جامع مسجد گاندھی بازار شموگہ

الجواب

موقوفہ جائداد کا اگر کوئی تحریری وقف نامہ ہو تو واقف نے اس میں جن مصارف کی تشریح کی ہو انہیں میں وقف کی آمدنی صرف کی جاسکتی ہے۔ دوسرے مصرف میں نہیں۔ متداول کتب فقہ میں اس کی وضاحت ہے: شرط الوقف کنص الشارع۔ واقف کی شرط حکم شرع کی طرح ہے۔ ڈسٹرکٹ جج کے منظور کردہ قواعد اس امر کی دلیل ہیں کہ واقف نے وقف کی کوئی تحریر نہیں لکھی اور اگر لکھی تھی تو اب وہ موجود نہیں ہے۔ ایسی صورت میں قدیم ایام سے جن مصارف میں وقف کی آمدنی صرف ہوتی رہی انہی میں خرچ کی جائے۔ ذخیرہ میں ہے:

إذا اشتبهت مصارف الوقف بنظر الی المعهود من حاله فیما سبق من الزمان فیبنی علی ذلك (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۰۵)

مصارف وقف مشتبه ہوں تو دیکھا جائے گا کہ گذشتہ زمانہ میں یہ آمدنی کن کن مصارف میں خرچ کی جاتی رہی ہے۔ انہیں مصارف میں اب بھی خرچ کی جائے گی۔

آپ کے توضیحی جوابات اور جج کی تحریر سے یہی پتہ چلتا ہے کہ دکن کے رواج کے موافق یہ جائداد مسجد و مدرسہ دونوں ہی کے لیے وقف کی گئی ہے۔ اس لیے اس وقف کی آمدنی سے مسجد و مدرسہ دونوں کے مصارف ادا کئے جائیں گے۔ مدرسہ ترقی کر کے دارالعلوم بن گیا تو یہ اور خوشی کی بات ہے۔ مسجد بھی بوسیدہ ہو جائے تو اس کو بھی آج کل کے حالات کے موافق شاندار اور مستحکم بنایا جاسکتا ہے۔ البتہ اس وقف کی آمدنی کسی دوسری مسجد و مدرسہ میں صرف نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۳/ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قوم تیلیان نے متفقہ طور پر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اور پوری قوم نے تعمیر مدرسہ کے لیے دل کھول کر چندہ بھی دیا۔ اور مدرسہ کی تعمیر بھی ہو گئی۔ تو کیا اس مدرسہ کو اسکول یا دھرم شالہ یا مسافر خانہ میں

تبدیل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ عند الشرح جو بھی حکم ہو قرآن و حدیث و فقہ کے جزئیات سے جواب عنایت فرمائیں۔
محمد اسماعیل تلی چورورا جستان

الجواب

دینی مدرسہ کو اسکول یا دھرم شالہ یا مسافر خانہ میں تبدیل کرنا حرام ہے۔ عالمگیری میں ہے: لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۱۳ ارزوالقعدہ ۱۳۲۲ھ

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک سرکاری اسکول کھلنے کی تجویز ہوئی جب تجویز پاس ہوئی تو گاؤں کے دو چار آدمی نے ملکر مدرسے میں جبراً اسکول کھول دیا جبکہ گاؤں کے اکثر و بیشتر لوگوں کا کہنا ہوا کہ اسکول مدرسے میں نہیں کھلے گا۔ اسی بات پر دونوں طرف سے بحث و مباحثہ شروع ہوا تو زید نے برجستہ علی الاعلان کہہ دیا کہ تم جو یہاں کھڑے ہو وہ میری دین ہے۔ اور یہ مسجد کی زمین بھی میری دین ہے۔ تم میرے سامنے کیا ہو۔ تم کو استنجا کرنے کی بھی جگہ نہیں ہے۔ بکرنے کا ٹھیک ہے میری استنجا کی بھی جگہ نہیں ہے تو کیا آپ یہ مسجد کی زمین دیکر احسان اور دعویٰ کر رہے ہیں۔ زید نے پھر کہا ہم کیا ہماری اولاد، نانی، پوتنا، سب دعویٰ کریں گے۔ واضح رہے کہ زید اور اس کے مددگار اس سے پہلے من مانی طور پر اپنے پیر کے نام مدرسے اور مسجد کی زمین بھی رجسٹری کروا دیئے ہیں۔ مسجد اور مدرسے کے بیچ عام راستہ بھندا مانگ رہے ہیں۔ مدرسہ اور مسجد میں ”مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ پڑھنا بند کروا دیئے ہیں اور اپنی بات نہ ماننے پر امام کو گالی بھی دیتے ہیں۔

زید اور بکر اور سارے لوگوں کے درمیان بحث ہونے کے بعد جمعہ کے دن امام نے کہا کہ زید پر توبہ لازم ہے، یا نہیں تو زید اور اس کے مددگار زمین کا معاوضہ لے لیں تاکہ گاؤں والے یہ احسان نہ سنتے رہیں، اور اگر زید اپنی بات واپس نہیں لیتا ہے اور اپنی ضد پر اڑا رہتا ہے تو مقبوضہ زمین پر نماز نہ ہوگی۔ زید کے لڑکے کا کہنا ہے کہ ہم اپنے باپ کو جھکنے نہیں دیں گے اور نہ توبہ کرنے دیں گے۔

اسی من مانی رجسٹری وغیرہ کی بنیاد پر ہمارے گاؤں کے چند افراد دوسری جگہ جمعہ کی نماز پڑھنے جاتے ہیں اور یہ تقریباً لگ بھگ دو تین سالوں سے ہمارے گاؤں میں چل رہا ہے، لیکن زید اور اس کے مددگار ان سب باتوں کا فیصلہ نہیں دیتے ہیں۔ اور نہ دینے پر آمادہ ہیں۔ اب ہم لوگوں نے بھی عاجز آکر مسجد کو چھوڑ کر مدرسے میں جمعہ کی نماز قائم کر لیا ہے۔

لہذا مفتی صاحب قبلہ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس صورت میں زید پر توبہ لازم ہے یا نہیں؟ اور تنازع فیہ زمین میں نماز کا کیا حکم ہے؟ اور امام صاحب کا کہنا غلط ہے یا صحیح؟ اور معاوضہ دینا درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد قمر الہدی رضوی ششی مقام چھونیاں پوسٹ بڑکا گاؤں ضلع ہزاری باغ جھارکھنڈ

الجواب

(۱) دینی تعلیم کے لیے جو مدرسہ بنایا گیا اس میں دنیاوی تعلیم کا اسکول کھولنا جائز نہیں۔ فقہ کی تمام

کتابوں میں ہے: "لا يجوز تغيير الوقف عن هيئته"

(۲) کسی زمین میں مسجد قائم ہونے کے بعد کسی کے نام اس کی رجسٹری کرنے کا مطلب اگر یہ ہو

کہ اسی کے ہاتھ بیچ دیا، یا اس کو پیر کے نام ہبہ کر دیا تو یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے: اذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تحليكه (اولین: ص ۶۲۰) اور بیع و ہبہ صحیح نہیں ہوگا۔

(۳) یوں ہی اس کو اپنی ملک بنانا بھی ناجائز و گناہ ہے اسی میں ہے: "اذا صح الوقف خرج

من ملك الواقف (اولین: ص ۶۱۸)"

(۴) یوں ہی اس کا لوگوں پر احسان جتنا ممنوع اور گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "لا

يدخل الجنة بخيل ولا منان" (اتحاف السادة المتقين: ۶/۳۲۳)

(۵) یوں ہی مسلمان کو گالی دینا بھی جرم و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "قتال المسلم

كفر وسبابه فسق" (سنن النسائی: ۷/۱۲۱)

پس اگر مسائل اپنے بیان میں سچا ہے تو زید پانچ خلاف شرع امور کا مرتکب و مجرم اور گناہ گار ہے

اس پر ضرور توبہ و استغفار لازم ہے اور جن لوگوں کو اذیت پہنچی ان سے معذرت کرنی چاہئے۔ اور اگر اس

قسم کی بیہودہ گوئی سے باز نہ آئے اور مسجد میں لوگوں کو اذیت پہنچائے تو وہ اس لائق ہے کہ اس کو مسجد میں

آنے سے روک دیا جائے۔ در مختار و شامی میں ہے: ويمنع منه كل مؤذ بلسانه۔ بشرطيكه فتنه و فساد کا

ڈرنہ ہو۔ اور فتنہ و فساد کا خوف ہو تو آپ لوگ ہی کسی دوسری جگہ اپنی جماعت قائم کر لیں۔ (فتاویٰ رضویہ

جلد ششم ص ۴۲۵) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی ششی العلوم گھوسی مؤ ۴/۲۲۳ الحجہ ۱۴۲۳ھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

تقریباً بارہ برس ہو گئے لوگوں نے زمین خرید کر مسجد بنائی، پھر اس کے بعد مسجد سے متصل شمال کی

جانب زمین خرید کر مدرسہ بھی بنایا اور مدرسہ کی بالائی منزل کی تعمیر بھی ہو چکی ہے۔ صورت یہ ہے کہ مسجد

کے سات کنگورے توڑ دیئے گئے ہیں اور مسجد کی دیوار پر مدرسہ کی دیوار بنائی گئی ہے اور اس میں چھوٹے کا روشن دان لگایا گیا ہے۔ اور چھت کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے، واضح ہو کہ دونوں کی بنیاد بھی الگ الگ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد کی دیوار میں اس قسم کا تصرف کرنا درست ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: حافظ فیض الرحمن بن حافظ وقاری محمد امین صاحب بھیرہ ولید پور موٹو ۸ نومبر ۲۰۰۲ء

الجواب

سوال کی عبارت سے ظاہر ہے کہ مسجد اور مدرسہ کی زمین علیحدہ علیحدہ، باری باری وقفہ سے خریدی گئی اور اس کی تعمیر بھی اسی طرح سے ہوئی، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں دو اوقاف ہیں گو دونوں کے بنانے والے ایک ہی گروہ کے لوگ ہیں۔ درمختار میں ہے:

واتحد الواقف والجهة جاز للحاکم ان یصرف من فاضل والوقف الاخر علیہ وان اختلف احدهما بان بنی رجلین مسجدین او رجل مسجدا و مدرسة ووقف علیہما لایجوز ذلك. (جلد سوم کتاب الوقف)

واقف اور وقف کی جہت ایک ہی ہو تو حاکم ایک وقف کی فاضل آمدنی دوسرے وقف پر صرف کر سکتا ہے۔ اور ان دونوں میں سے کسی بات میں اختلاف ہو بایں طور کہ دو آدمیوں نے دو مسجدیں بنوائیں اور دونوں پر اوقاف کئے یا ایک ہی آدمی نے مسجد اور مدرسہ بنایا تو ایک وقف کی فاضل آمدنی بھی دوسرے وقف کے مصارف میں خرچ نہیں ہو سکتی۔

اور صورت مسئلہ میں آمدنی کی بات تو الگ رہی، ایک وقف کا جز حصہ ہی دوسرے وقف کا جز بنا دیا گیا ہے، تو یہ کیسے جائز ہوگا؟ پھر زیادتی یہ کی گئی کہ مسجد کی امتیازی علامت کنگرہ توڑ کر اس پر دیوار بنا کر مدرسہ کی چھت ڈال دی گئی حالانکہ کتب فقہ میں تصریح ہے:

”لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته“ وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا جائز نہیں۔

پس جو کیا گیا ناجائز ہو اس کا تدارک لازم ہے، مسجد کی طرف کاروشندان بھی بند کریں اور اس کی دیوار بھی خالی کی جائے اور جب مسجد اور مدرسہ کی بنیادیں علیحدہ علیحدہ ہیں تو مدرسہ کی بنیاد پر دیوار قائم کر کے اس پر مدرسہ کی چھت قائم کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی موٹو ۲۶ رذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ

(۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید زمین کی پلاننگ کرتا ہے۔ عمر اور خالد نے زید سے گزارش کی کہ زید مدرسہ غوثیہ نور العلوم کے لیے تھوڑی زمین مناسب قیمت پر دیدے۔ زید نے کہا: میرا ارادہ پہلے ہی سے ہے کہ اپنی زمین سے آٹھ سو اسکوآرفٹ مسجد کے لیے وقف کرنے کا، اپنی ماں کے ایصال ثواب کی غرض سے۔ لہذا یہ زمین میں مدرسہ کے نام رجسٹری کر دیتا ہوں، لیکن اس پر تعمیر مسجد ہی ہوگی، چونکہ آٹھ سو اسکوآرفٹ آراضی ناکافی تھی اس لیے عمر خالد کی گزارش پر بلا قیمت زید؟ سات سو اسکوآرفٹ اور دینے کا وعدہ کیا تاکہ کل پندرہ سو اسکوآرفٹ ایک ساتھ ملکر ہو جائے آٹھ سو فٹ پر مسجد اور سات سو فٹ پر مدرسہ اور دونوں زمین اور عمارتیں متصل رہیں گی۔

مذکورہ صورت میں غیر رجسٹرڈ مفروضہ مدرسہ غوثیہ نور العلوم کے نام رجسٹری ہوئی، اس مفروضہ مدرسہ نور العلوم کمیٹی کا نائب صدر زید کو بنایا گیا۔ رجسٹری میں اس واقعہ کو تقریباً سات سال ہو گئے، اس درمیان اس پر کوئی تعمیر نہیں ہوئی، زمین جوں کی توں پڑی رہی۔ ابھی چند مہینوں قبل مدرسہ کمیٹی کے نائب صدر نے اس زمین کو ایک دوسرے شخص سے ڈیڑھ لاکھ میں فروخت کر کے دوسری جگہ اس رقم سے دوسرا مدرسہ بنام دارالعلوم رشیدیہ قائم کر دیا۔ اس سلسلہ میں مدرسہ غوثیہ نور العلوم کمیٹی کے نائب صدر یعنی زید اور سکریٹری کے علاوہ کسی فرد کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی، نہ اس سلسلے میں کسی سنی دارالافتا سے رابطہ قائم کیا گیا، حالانکہ دارالعلوم رشیدیہ کے قیام میں ایک سنی عالم شریک کار ہیں۔

اس پوری تفصیل کے بعد عرض یہ ہے کہ آیا صورت مذکورہ میں مدرسہ غوثیہ کے نام رجسٹری شدہ زمین برائے مسجد مدرسہ کی شرعی نوعیت کیا ہے؟ واقف زید جو مدرسہ غوثیہ کا نائب صدر بنایا گیا تھا اسے اپنی موقوفہ آراضی بیچنے کا شرعاً اختیار تھا؟ بائع و مشتری کے لیے کیا حکم ہے؟ مدرسہ و مسجد کی زمین کی مشترکہ رقم سے کسی دوسرے مدرسہ کا قیام جائز ہے یا نہیں؟ شریک کار عالم دین کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم جواب سے نوازیں۔ بینواتو جروا ۱۔ مستفتی: حنیف اللہ خان، صدر مدرسہ حنفیہ فیض العلوم چینٹ لکھنؤ

الجواب

اس میں شبہ نہیں کہ مجوزہ مسجد و مدرسہ کے لیے پیشگی جائداد وقف کرنا جائز ہے گو اس کی عمارت ابھی نہ بنی ہو بشرطیکہ اس کے لیے زمین تجویز کر لی ہو۔ فتح القدر میں ہے: وقف عقار علی مسجد و مدرسہ ہیثما مکانا لہنا کہا قبل ان ینى ما الصحیح الجواز۔ (فتح القدر جلد ۶ ص ۲۱۸)

مسجد مدرسہ کے لیے کوئی جگہ تجویز کر لی ہو عمارت سے قبل ہی اس کے لیے وقف جائز ہے اور یہ

بھی صحیح ہے کہ وقف صحیح ہو جانے کے بعد وقف کی جائداد وقف کی ملکیت نہیں رہ جاتی، اور وقف کسی دوسرے کو بھی اس کا مالک نہیں بنا سکتا، نہ بیع کر سکتا ہے۔ (در مختار بحوالہ بہار شریعت کتاب الوقف)
تو مذکورہ بالا جزئیات کے حکم کے بموجب مجوزہ مدرسہ غوثیہ اور مسجد کی موقوفہ زمین بیچنا گناہ اور معصیت ہے، اور زید اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچ کر ضرور خلاف شرع حرکت کا مرتکب ہوا، اور اس نا جائز حرکت کی اصلاح کا مندرجہ ذیل طریقہ کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اولاً: وہ زمین واپس لیکر اس پر مجوزہ وقف بحال کی جائے۔ ثانیاً: اس کی واپسی ناممکن ہو تو اس کی قیمت سے دوسری زمین خرید کر اس کو پہلے وقف کے قائم مقام کیا جائے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

الوقف مما یحتمل الانتقال من ارض الی ارض و یکون الثانی مقام الاول فان ارض الوقف اذا غضبها غاصب و جری ماء غلبه حتی صار بحرا یضمن قیمتها و یشتري بقیمتها ارضا اخرى فتكون ثانیة و قفا علی وجه الاول. (باب الوقف)

وقف ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور دوسری زمین پہلی کے قائم مقام ہوگی، اس لیے اگر وقف کی زمین کسی نے غصب کر لی اور وہ زمین دریا برد ہوگئی یعنی غاصب سے زمین کی واپسی ناممکن ہوگئی۔ تو غاصب سے اس زمین کی قیمت وصول کر کے اس سے دوسری زمین خریدی جائے تو یہ دوسرے کے قائم مقام ہوگی۔ اور اس میں بھی وہ تمام شرائط ملحوظ ہوں گی جو پہلی میں تھیں۔

پس صورت مسئولہ میں زید نے پہلی زمین (جو اس کی موقوفہ تھی) بیچ کر شریعت کے خلاف کیا۔ ایسی صورت میں چاہئے تو یہ تھا کہ بیع رد کر کے وہی زمین لیکر پہلا وقف بحال کرتے لیکن یہ شاید ممکن نہ ہو سکا، اس لیے زید نے اس کی قیمت سے دوسری زمین خرید کر اس پر مدرسہ قائم کیا، اگر اسی قسم کا مدرسہ قائم کیا جیسا کہ مدرسہ غوثیہ کا پروگرام تھا تب تو فی الجملہ تلافی مافات ہوگی، مدرسہ کی جگہ مدرسہ قائم ہو گیا گو نام بدل گیا۔

لیکن مسجد کی آٹھ سو اسکوآرفٹ زمین کی قیمت مدرسہ میں صرف کرنا کسی طرح جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ وقف کرتے وقت زید ہی نے شرط لگائی تھی کہ آٹھ سو اسکوآرفٹ پر مسجد قائم ہوگی، اس کو بدلنا نہ اب زید کے قابو میں ہے نہ کسی دوسرے کے، فقہ کی کتابوں میں ہے کہ

”شرط الواقف کنص الشرع ولا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته“

وقف کی شرط شارع کے حکم کی طرح ہے اور وقف کو اس کی ہیئت سے متغیر کرنا جائز نہیں، تو مسجد کی زمین بلا معاوضہ مدرسہ میں خرچ کرنا ضرور ناجائز ہوگا، زید اور اس کے مددگار اور مشیر ضرور مواخذہ میں

گرفتار ہوں گے۔ کمیٹی کے دیگر افراد بھی بے داغ نہیں ہیں، نہ انہوں نے اس زمین کے آباد کرنے میں اتنی تاخیر کی ہوتی نہ زید کو اس میں خرد برد کرنے کا موقعہ ملتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۳ محرم ۱۴۲۶ھ

(۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) پان کی ایسی جگہ ہے جہاں ہمہ وقت فرقہ وارانہ کشیدگی قائم رہتی ہے اور کبھی کبھی حالات خراب ہو سکتے ہیں، بلکہ ماضی قریب میں فرقہ وارانہ تصادم بھی ہو چکا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ مسلمانوں کا قبرستان ایسا ہے کہ یہ مین روڈ میں واقع ہے اور اس کی کافی دکانیں ہیں آمدنی کی اتنی افراط ہے کہ قبرستان کی ضروریات پوری کرنے کے بعد بھی کرائے کے رقوم فاضل بچتے ہیں۔

مقامی مسلمانوں کی اپنی مالی حالت اتنی اچھی نہیں ہے کہ اس پر فتن دور میں اپنی دفاعی قوت مضبوط کر سکیں۔ اغیار اسلام و مسلم قوم پر ظالمانہ کاروائی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے ظلم کا شکار بنا رہے ہیں۔ مقامی مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات آئی کہ جب قبرستان کی آمدنی کے رقوم وافر مقدار میں حاصل ہو رہے ہیں تو کیوں نہیں ہم قبرستان کی ضروریات کی تکمیل کے بعد باقی ماندہ رقوم کو قوم کی دفاعی قوت پر صرف کریں۔ مذکورہ بالا وجوہات کے پیش نظر دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مذکورہ رقوم جو قبرستان کی ضروریات کی تکمیل کے بعد بچتی ہیں، قومی تحفظ کے لیے ان کا استعمال کر سکتے ہیں؟ کیا مسلمانوں کی دفاعی قوت کو مضبوط کرنے کے لیے ان باقی ماندہ رقوم کو استعمال میں لاسکتے ہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہماری رہنمائی کریں۔

(۲) چونکہ ملک میں چہار جانب فرقہ وارانہ کشیدگی قائم ہے اور جا بجا فسادات ہو رہے ہیں، ایسے میں وہ قومی مسلمان (جنہیں حکومت ہند مسلمان جانتی اور مانتی ہے) جو درحقیقت قرآن و حدیث کی روشنی میں گمراہ۔ جن سے شریعت مطہرہ معاشرتی باقی کاٹ کا حکم دے رہی ہے۔ کیا سنی بریلوی مسلمان کی مسجد و قبرستان کی دکانیں انہیں کرایہ پر دی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ مدلل و مفصل تحریر کریں۔

استفتی: اراکین انجمن گلشن رضا (قبرستان کمیٹی)

بان کی، ضلع پلا مو، جمار کھنڈ بتاریخ ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ، مطابق ۲۷ اگست ۲۰۰۳ء

الجواب

سائل نے اپنی تحریر کے زور میں دو الگ الگ مسئلوں کو ایک میں جوڑ دیا ہے۔ ہمارے خیال میں آپ کے یہاں کا پہلا مسئلہ تو مسلمانوں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کا مسئلہ ہے جس کی ضمانت

Click For More

ہندوستان کے دستور میں بھی ہے اور حقوق انسانی کے منشور میں بھی ہے۔ یہ ایک بے داغ اور انسانی حق کا مسئلہ ہے۔ اور امان و حفظ جان و مال کی اصل ذمہ داری حکومت کی ہے۔ لیکن متعلقہ اہل کاران حکومت اس کا کتنا خیال رکھتے ہیں اور یہ اپنی ذمہ داری سے کس حد تک عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ یہ دنیا پر عیاں ہے۔ اور عیاں چہ بیان، البتہ مسلمان اس سلسلہ میں اپنا حصہ کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟ اس موضوع پر میں نے ایک مضمون میں تفصیل سے لکھا ہے جس کی نقل بھیج رہا ہوں۔

اس کو غور سے پڑھئے اور ہو سکے تو اس پر عمل کیجئے اور خبردار کسی غیر قانونی حرکت کا ارتکاب نہ کیجئے گا کہ اس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ قبرستان کی آراضی یا دوکان کی آمدنی کسی دوسرے قومی مصرف میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کا اصل جواب یہ ہے کہ ایک وقف کی فاضل آمدنی کسی دوسرے وقف کے مصرف میں صرف کرنا بھی حرام ہے۔ تو اور مصارف میں صرف کرنے کا کیا سوال؟ درمختار میں ہے:

ان اختلف احدهما بان رجلین بنی مسجدین اور رجل مسجد و مدرسة و وقف علیہما اوقافا لایجوز له ذلك۔

دو آدمیوں نے الگ الگ دو مسجدیں بنائیں یا ایک ہی آدمی نے مسجد اور مدرسہ علیحدہ علیحدہ بنایا تو ایک وقف کی فاضل آمدنی دوسرے وقف میں لگانا جائز نہیں ہے۔

ہاں بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے بیان کیا کہ مسلمانوں پر کوئی حادثہ آ پڑا ہو جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو مگر روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہو اور مسجد کے اوقاف کا روپیہ جمع ہو تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔ بد مذہبوں کے ساتھ موالات (دوستی) منع ہے لیکن بوقت حاجت معاملات کی ممانعت نہیں۔ آپ موچی سے جوتا سلاتے ہیں دوستی تو نہیں کرتے۔ اسی طرح بد مذہبوں سے میل جول، گھال میل، اور کھان پان، رکھے بغیر اگر معاملہ کے صحیح ہوں تو کرایہ دار رکھنا منع نہیں۔ اس کے لیے بھی اگر اپنے لوگ جو قابل بھروسہ ہوں ملیں تو ان سے ہی معاملہ کرنا اچھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو ۵ / محرم ۱۳۲۶ھ

(۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کے گاؤں کی مسجد منہدم ہوئی جس کی کچھ جمع شدہ رقم بھی ہے لیکن، اب اس کی تعمیر نو کی صورت میں ہندو اور مسلم کے درمیان اختلاف و فساد برپا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر نو کسی صورت سے ممکن نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ رقم کسی دوسری مسجد پر صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ حضور والا سے گزارش ہے کہ جواب جلد عنایت فرمائیں کیونکہ معاملہ کش مکش کے عالم میں ہے۔
المستفتی: محمد زین الدین رضوی بھاٹ گوری

الجواب

اگر واقعہ یہی ہو کہ منہدم مسجد کی تعمیر ناممکن نہ ہو تو وہ رقم کسی دوسری مسجد میں صرف کر دی جائے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۰۵) عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۱۸/ صفر ۱۴۲۶ھ

(۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ موضع حسین آباد مبارکپور میں آبادی کے درمیان ایک پرانی مسجد ہے۔ اب ضرورت کے پیش نظر مسجد کی توسیع کروانا ہے۔

مسجد کے متصل ایک زمین ہے جو سرکاری کاغذات میں امام باڑہ کے نام سے درج ہے اس کے صحن کے بیچ میں ایک تعزیہ رکھنے والا چوک بھی تھا پورے صحن کی زمین ہموار ہے۔ امام باڑہ مذکور کے کسی متولی وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ مذکورہ صحن ہر خوشی و غمی میں استعمال ہوتا ہے۔

توسیع مسجد کے سلسلہ میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حسب ضرورت صحن میں بڑھا کر مسجد کی توسیع کی جائے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صحن کو ایسے ہی حالت پر برقرار رکھا جائے کیونکہ یہ زمین مسجد کی نہیں، امام باڑہ کی ہے۔ اس بات کو لیکر یہاں اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں چند سوالوں کے جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ واضح ہو کہ قانونی طور سے وقف کی مستقل جائداد میں متولی کو کسی قسم کی تبدیلی کا اختیار قطعاً نہیں ہے، گو اس کا کوئی متولی نہیں ہے۔

(۱) مذکورہ صحن جو کہ امام باڑہ کے نام سے ہے، اس میں مسجد کی تعمیر یا توسیع شرعاً درست ہے یا نہیں؟
(۲) گرام سجا کی زمین جس کا گرام سجا کا ہر باشندہ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم حق دار ہے۔ ایسی زمین پر مسجد کی تعمیر یا توسیع ہو سکتی ہے؟

(۳) ایسا قبرستان جس میں مردوں کو دفن کیا جانا بند ہو چکا ہو اور قبروں کے نشانات مٹ چکے ہوں مگر لوگ جانتے ہوں کہ قبرستان ہے تو کیا اس میں مسجد کی تعمیر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟
المستفتی: رفیع الزماں

الجواب

وقف کی صحت کے لیے دو شرطیں ہیں: (۱) خود واقف کے نزدیک بھی وہ کام کار ثواب ہو اور دوسری یہ کہ وہ کام خود مذہب اسلام کی رو سے بھی کار ثواب ہو، اور امام باڑہ بنانا چاہے واقف کے

نزدیک کار ثواب ہو لیکن اسلام کے نزدیک سرتاپا گناہ کا کام ہے کہ موجودہ تعزیری داری اپنے موجودہ لوازم کے ساتھ ناجائز و حرام ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: امام باڑہ کا وقف نہیں ہو سکتا وہ جس نے بنایا اس کی ملکیت ہے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کی ملک ہے (فتاویٰ رضویہ ششم ص ۳۳۳) اور مسائل کے بیان سے واضح ہے کہ اب اس کا کوئی متولی یا داد خواہ یا وارث نہیں، تو اب وہ غیر آبادی پرتی ہے۔ کہ اس کو اصطلاح میں نزول کی زمین کہتے ہیں۔

یا جس کو مسائل نے گرام سجا کی زمین کہا ہے ایسی زمین کے لیے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے عادی الارض لله ولرسوله۔ نزول کی زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہوتی ہے۔ تو ایسی زمینوں کو اگر مسلمانان اہل سنت و جماعت مسجد میں شامل کریں تو مسجد ہو جائے گی کہ مسجد بنانا سچے مسلمانوں کا ہی حق ہے۔ ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنِ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [التوبة: ۱۸]

البتہ قبرستان میں اگر چہ دفن بند ہو گیا ہو اور قبر کے نشانات مٹ گئے ہوں تو اس کی زمین مسجد میں نہیں شامل کی جاسکتی وہ ہمیشہ مقبرہ ہی کے حکم میں رہے گا۔ عالمگیری جلد دوم ص ۴۷۱ پر ہے:

سئل عن المقبرة اندرست فی القرى ولم یبق فیہ اثر الموتی لا العظم ولا غیرہ هل یجوز زرعها واتغللها قال لان لها حکم المقبرة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

(۱) سید حسین اشرف سجادہ نشین نے بذریعہ وصیت کے اپنی جائداد اپنے ورثہ کو دی۔ منجملہ اس کی جائداد خانقاہ مرتضیٰ اشرف معروف پٹی شکر اللہ شاہ، وجیہ الدین اشرف کو بدیں مضمون وصیت دیا اور اپنا سجادہ نشین کیا۔ ”مضمون وصیت“

پثیات خانقاہ و پثیات مرتضیٰ اشرف جو بذریعہ ڈگری حق شفع حاصل ہوئی ہے، متعلق مصارف خانقاہ بنضہ سجادہ نشین عزیز مولوی حکیم الشاہ وجیہ الدین جنکی خلافت و سجادگی کا اعلان باخذ بیعت من مقرر نے۔ اور اب بذریعہ وصیت نامہ ہذا بہ عطائے خرقہ وغیرہ ان کو سجادہ نشین کرتا ہوں۔

مولوی شاہ وجیہ الدین اشرف سلمہ یوم العرس جدی و مرشدی غوث الاعظم سلطان مخدوم اشرف جہانگیر تہ پوشی و فاتحہ وغیرہ بحیثیت سجادہ نشین ادا کیا کریں۔ علماء و مشائخ و فقراء و مساکین و وارث و صادر کی خدمت حتی المقدور کیا کریں۔

(۱) اس میں دریافت طلب ہے کہ جو جائداد متذکرہ وصیت نامہ سے سید حسین اشرف صاحب

Click For More

نے شاہ وجیہ الدین صاحب کو کی، کیا ان کی ذاتی ملک مانی جائیگی؟

(۲) شرعا وقف نامہ زبانی ہونا چاہئے یا تحریری؟ اور زبانی وقف نامہ ہو تو اس کے کیا شرعی الفاظ

ہونے چاہئے؟

(۳) اگر کوئی شخص تاحیات خود منجملہ اپنی جائداد کے ایک جائداد کی کل توفیر امور خیر میں صرف کرتا

رہا، لیکن وقف کا اظہار زبانی یا تحریری نہیں کیا وہ جائداد محض امور خیر میں صرف کرنیکی وجہ سے شرعا وقف سمجھی

جائے گی؟ اور اس کے ورثہ بھی اس جائداد کی توفیر امور خیر میں صرف کرنے پر مجبور کئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) ایک پٹی موسومہ پٹی خانقاہ جو مشترکہ پٹی تھی جس میں سید حسین اشرف سجادہ نشین مابعد و

دیگر خاندانی لوگ حصہ دار و مالک تھے۔ جملہ حصہ داران و مالکان پٹی مذکورہ نے متفقہ طور پر سید حسین اشرف

سجادہ نشین کی سپردگی میں اس لیے دیا تھا کہ وہ اس پٹی کی توفیر سے بزمانہ عرس مخدوم صاحب جملہ حصہ

داران کے مہمانان و سجادہ نشین خود اپنے مہمان و مریدین و علماء و مشائخ و مساکین کو کھلا دیا کریں گے، اور

مخدوم صاحب کی فاتحہ بھی کرائیں گے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان مدت خراج میں کس مد کے خراج کو

شرعا امور خیر کہا جائے گا؟

(۵) پٹی مذکورہ جو مشترکہ تھی جس کو جملہ مالکان پٹی نے عرس میں خرچ کرنے کیلئے سید حسین

اشرف سجادہ نشین کی سپردگی میں دیا تھا۔ اس مشترکہ پٹی مذکورہ کو سید حسین اشرف سجادہ نشین تنہا بلا شمول دیگر

مالکان پٹی کے اپنے جائشیں کو بذریعہ وصیت منتقل کرنے کا شرعی حق رکھتے ہیں یا نہیں؟

(۶) بعد وفات سید حسین اشرف صاحب سجادہ نشین سید وجیہ الدین اشرف پٹی خانقاہ پر قابض

ہوئے۔ اور اس کی توفیر سے مثل سید حسین اشرف صاحب کے بموجب سوال۔ ۴ کے خرچ کرنے لگے،

عرصہ ہوا کہ چار نفر حصہ داران پٹی نے بقدر اپنے حصص کے سید وجیہ الدین اشرف صاحب سجادہ نشین کے

خلاف دعویٰ کیا کہ یہ پٹی وقف ہے، لیکن عدالت نے وقف نہیں مانا، اور دعویٰ داران کے حصص کے بقدر

ڈگری ہو گئی۔ اس کے بعد گیارہ نفر حصہ داران نے دوسرا دعویٰ اپنے حصص کا خلاف سجادہ نشین دائر کیا اس

میں بھی ڈگری ہو گئی اور وقف نہیں مانا گیا۔ بعدہ تیسرا دعویٰ منجانب مسلمانان خلاف سجادہ نشین دائر ہوا کہ

جائداد وقف ہے، دعویٰ خارج ہوا اور وقف نہیں مانا گیا۔ چوتھا دعویٰ اڑسٹھ نفر حصہ داران نے خلاف سید

وجیہ الدین اشرف سجادہ نشین دائر عدالت کیا۔ دوران مقدمہ سجادہ نشین صاحب کی وفات ہو گئی، متوفی

موصوف کے جملہ ورثہ شرعی یعنی پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں فریق مقدمہ کئے گئے، بیٹوں میں سید عبدالحی اشرف

صاحب بذریعہ وصیت سجادہ نشین تھے، فریقین میں اس طرح سے صلح ہو گئی کہ جزء دو حصہ جملہ ورثہ متوفی

Click For More

سجادہ نشین کے حق میں چھڑا لیا اور بقیہ جائداد حصہ داران کے حق میں ڈگری ہو گئی۔ اس کے بعد سات نفر حصہ داران نے اپنے حصص کا دعویٰ خلاف عبدالحی اشرف صاحب سجادہ نشین مع دیگر چار نفر برادران و دو نفر ہمشیرگان دائر عدالت کیا، اس مقدمہ میں اس طرح پر صلح ہوئی کہ جز جائداد بحق سید عبدالحی اشرف صاحب وغیرہ کے چھوڑ دی گئی۔ بقیہ جائداد دعویداروں کے حق میں ڈگری ہو گئی۔ والد شاہ فصیح الدین و والد شاہ فصاحت حسین و محمد یوسف نے دعویٰ نہیں کیا اور بقدر حصہ سید حسین اشرف و سید وجیہ الدین اشرف صاحبان باقی رہا۔ اب مشترکہ پٹی خانقاہ کے بعد نکل جانے جائداد دعویداروں کے دعویٰ پر جزاً جائداد جو پچتر ۷۵ حصہ داران کے بذریعہ صلح بحق و رثہ سید وجیہ الدین اشرف چھوڑا تھا اور تین نفر حصہ داران جنہوں نے دعویٰ نہیں کیا، اور جائداد بقدر حصہ سید حسین اشرف صاحب سجادہ نشین جس کو انہوں نے بذریعہ وصیت اپنے مقرر کردہ سجادہ نشین سید وجیہ الدین اشرف کو دیا تھا، اور سید وجیہ الدین اشرف سجادہ نشین مابعد کے باقی حصہ کی جائداد کی مشترکہ پٹی خانقاہ میں رہ گئی تھی جو شاہ وجیہ الدین صاحب کے پانچوں بیٹوں کے درمیان تقسیم ہو گئی تھی۔

اس میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعد نکل جانے جائداد کے جس قدر جائداد پٹی خانقاہ میں رہ گئی جس کو وجیہ الدین صاحب کے پانچوں بیٹوں نے بحصہ مساوی تقسیم کر لیا تھا اور اس پر قابض ہو گئے یہ جائداد شرعاً وقف ہوئی یا نہیں؟

(۷) جو جز، جائداد حصہ داران نے بذریعہ صلح نامہ بحق و رثہ سید وجیہ الدین صاحب چھوڑا تھا اور صلح نامہ میں بھی وقف نہیں کیا گیا تھا اور تین نفر حصہ داران نے دعویٰ نہیں کیا لیکن کوئی وقف نامہ نہیں تجویز کیا تھا اور نہ سید حسین اشرف صاحب نے بقدر اپنے حصہ کا کوئی وقف نامہ تحریر کیا تھا اور نہ وصیت خود نوشتہ میں وقف کیا، اور نہ سید وجیہ الدین اشرف صاحب نے کوئی وقف نامہ تحریر کیا اور نہ اپنے نوشتہ وصیت میں وقف کیا بوقت دعویٰ اور عذرات کے علاوہ ایک یہ بھی عذر کیا تھا کہ یہ پٹی خانقاہ وقف ہے۔ جس کو عدالت نے نہیں مانا، ایسی حالت میں کہ کوئی وقف نامہ مالکان کی جانب سے تحریر نہیں ہے محض جواب دعویٰ میں یہ عذر لینے سے کہ پٹی خانقاہ وقف ہے شرعاً وقف کی صف میں آتی ہے یا نہیں؟

(۸) سید وجیہ الدین اشرف سجادہ نشین کے پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ وہ صاحب جائداد تھے۔ علاوہ زائد جائداد کے سید حسین اشرف سجادہ نشین نے بذریعہ وصیت اپنا سجادہ کیا تھا اور جائداد بھی دی تھی اور مشترکہ پٹی خانقاہ بھی اسی وصیت کے ذریعہ سے دیا تھا، سید وجیہ الدین اشرف بذریعہ وصیت بدیں مضمون منجملہ اپنے لڑکوں کے حکیم سید عبدالحی اشرف کو جائداد متعلق خانقاہ بھی دیا تھا۔

مضمون وصیت میں اپنے بیٹے سید عبدالحئی اشرف کو جو بلحاظ مبلغ علم و فضل کے کافی قابلیت و استعداد سجادہ نشینی و تولیت رکھتے ہیں۔ ۲۲ محرم الحرم ۱۳۵۳ھ کو مطابق ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء مجمع عام میں حسب طریقہ خاندانی داخل سلسلہ کر دیا تھا اور حسب رواج و مراسم خاندانی سجادہ نشین و متولی درگاہ شریف کا مقرر کیا ہے۔

چنانچہ بذریعہ تحریر وصیت نامہ اب سید عبدالحئی کا تقرر کرتا ہوں۔ اب میرے بعد سید عبدالحئی اشرف درگاہ شریف کے سجادہ نشین و متولی ہونگے۔ اور خدمت و فرائض سجادہ نشینی و تولیت درگاہ مذکورہ جمع اختیارات و تصرفات جو بحیثیت سجادہ نشین و متولی خانقاہ و جائداد متعلقہ خانقاہ حاصل ہیں، ادا کریں گے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وصیت نامہ میں صرف جائداد متعلقہ خانقاہ درج ہے، جیسا کہ وصیت نامہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے۔ اور جائداد کی کوئی تفصیل بھی نہیں۔ منقولہ یا غیر منقولہ یا کس قسم کی جائداد ہے۔ نہ کوئی پتہ ہے کہ کیا ہے اور کہاں ہے۔ لیکن اس جائداد کی تفصیل یوں کی جاتی ہے کہ جو جائداد متعلقہ خانقاہ ہے وہ مشترکہ پٹی خانقاہ ہے۔ یہ وقف ہے لیکن کوئی وقف نامہ نہیں ہے۔ کیا یہ جائداد شرعاً وقف کی صف میں آتی ہے۔ اور اس جائداد کے متولی سید محمد عبدالحئی اشرف سجادہ نشین سمجھے جاسکتے ہیں۔

(۹) سید محمد عبدالحئی اشرف کا یہ قول ہے کہ اس مشترکہ پٹی خانقاہ کا مصرف امور خیر ہیں جو بزمانہ سید حسین اشرف ہوتا رہا۔ بعد انکی وفات کے سید وجیہ الدین اشرف اسی طریقہ سے صرف کرتے رہے ہیں، جو جائداد دعوی داران سے نکل گئی ہے اس کے بعد جو باقی رہی ہے وہ وقف ہے۔ اور وہ سب ان امور خیر کیلئے ملنا چاہئے۔ ورنہ ان کا مواخذہ ان کے ذمہ رہے گا۔ ان کے دیگر برادران کا کہنا ہے کہ یہ پٹی وقف نہیں ہے۔ کسی حصہ دار نے کبھی کوئی وقف نامہ تحریر نہیں کیا ہے۔ اس لیے واپسی کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا اور عدالت نے بھی کوئی وقف نہیں مانا ہے۔ نہ حصہ داران نے بھی کوئی وقف نامہ تحریر کیا ہے۔ صرف سید وجیہ الدین اشرف نے دعوی داران کے دعوے کے جواب میں وقف کا عذر کیا تھا اور جائداد دعوے سے نکل گئی۔ ایسی حالت میں جو جائداد رہ گئی تھی اور سید وجیہ الدین اشرف کے پانچوں لڑکوں میں حصہ مساوی تقسیم بھی ہو گئی۔ تو کیا یہ شرعاً وقف سمجھی جاسکتی ہے؟ اور اس کا مواخذہ سید محمد عبدالحئی اشرف سے ہوگا۔ یا کسی پر مواخذہ وقف کا نہ ہوگا۔ یا ان سب لوگوں پر جن جتنے قبضہ میں جائداد متعلقہ خانقاہ ہوگی مواخذہ ہوگا فقط۔

الجواب

سائل سے ہیات خانقاہ کے بارے میں تفصیل چاہی گئی لیکن اس نے اس سے انکار کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دانستہ اس پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ بہر حال اگر حقیقت وہی ہے جو سائل نے اس ضمن کے بارے میں اپنے سوال نمبر ۳۳ میں ذکر کیا ہے کہ پٹی مشترکہ تھی جس کے بہت سے مالک تھے۔

اور سب نے متفقہ طور پر اس کو سید حسین اشرف کی سپردگی میں دیا کہ اس پٹی کی آمدنی سے بزمانہ عرس مہمانان مریدین، علماء و مشائخ، فقراء و مساکین کو کھانا کھلا دیا کریں گے اور مخدوم صاحب کی فاتحہ بھی کریں گے تو مالکان کے اس لفظ سے یہ زمین وقف ہوگئی۔ عالمگیری میں ہے: "امار کنہ فال لفاظ الخاصة الدلالة عليه" (۲/۴۱۷) اور اسی کے تحت یہ جزیہ ہے "رجل قال فی مرضہ اشترى من غلة داری هذه کل شهر بعشر دراهم خبزا و فرقوا علی المساکین صارت الدار وقفا اور اسی سے یہ معلوم ہوا کہ صرف عمل سے وقف ثابت نہیں ہوتا۔ چاہے مصارف خیر میں زندگی بھر خرچ کرنا رہے کہ وقف کا رکن الفاظ مخصوصہ کا ادا کرنا ہے، صحت وقف کیلئے وقف نامہ کا تحریری ہونا ضروری نہیں نہ صحت وقف کیلئے کہیں بھی تحریر کی شرط لگائی گئی ہے۔ اور جب ایک بار یہ زمین وقف ہوگئی تو اس کے بعد جس قدر باٹ بکھیرا ہوا شرعاً بنا جائز تھا۔ اور وقف میں بیجا تصرف ہوا۔ اب صرف یہ بات رہ جاتی ہے کہ سید حسین اشرف صاحب سجادہ نشین کا سید وجیہ الدین اشرف کو اس کا متولی بنانا جائز ہے یا نہیں؟ تو فتح القدر میں ہے: "وللمتولی ان یفوض الی غیرہ عند موتہ (ج ۶/ص ۶۲۴)" وقف کا متولی اپنی وفات کے وقت کسی دوسرے کو متولی بنا سکتا ہے جس طرح وصی اپنی موت کے وقت کسی دوسرے کو اپنی طرح وصی مقرر کر سکتا ہے۔ شامی میں ہے "هذا اذا لم یکن الواقف شرط بعد المتولی المذکور الی ان قال لانه یصیر مشروطا ایضا" یہ حق متولی کو اس وقت ہوتا ہے کہ متولی کے بعد خود واقف نے کسی دوسرے کو متولی نہ مقرر کیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۷/ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید و بکر جائیداد موقوفہ کے متولی ہیں جو مشترکہ امورات موقوفہ کے بجالانے کے ذمہ دار ہیں۔ وقف مذکور سنی وقف بورڈ سے الحاق شدہ ہے۔ مواضع موقوفہ میں سیکڑوں بیگہ اراضیات سپرد خود کاشت تھی وقف نامہ میں جائیداد موقوفہ کے کسی جز کو نقصان پہنچانے یا کسی قسم کے انتقال کرنے کا کوئی اختیار کسی متولی کو نہیں ہے، جیسا کہ عبارت وقف نامہ ۸۔ ۹، سے ظاہر ہوتا ہے۔ دفعہ ۸۔ ۹، جائیداد جو ناقص ہے حاکم ضلع سے اطلاع کر کے اس کو فروخت کر دیں اور اس سے عمدہ جائیداد وقف کے واسطے خرید کریں، مجھے بہر حال اختیار ہوگا کہ جائیداد موقوفہ کی ترقی کروں مگر کسی حالت میں بھی مجھے یہ اختیار نہ ہوگا اور نہ میرے بعد کسی متولی یا منظم کو اختیار ہوگا کہ کسی قسم کی مضرت یا نقصان جائیداد موقوفہ کو پہنچا دے یا کسی قسم کا انتقال کرے۔ متولی بکر نے حاکم ضلع یا وقف بورڈ سے اجازت لیے بغیر سیکڑوں بیگہ اراضی اپنے لڑکوں کے نام

Click For More

معمولی سالانہ لگان پر کسی پٹہ وغیرہ نہیں بلکہ یونہی ایکٹ کے اس دفعہ کے تحت منتقل کر دیا ہے کہ جس کی رو سے لڑکے آراضیان موقوفہ کے کاشت کار دخل کار بن گئے ہیں یعنی بالفاظ دیگر وہ مالک کامل بن گئے ہیں۔ اب متولی بکر آراضیات موقوفہ کو اپنے لڑکوں سے بجز استعفیٰ (جس کا دینا انکی مرضی پر منحصر ہے) اور کسی طرح واپس نہیں لے سکتا علاوہ بریں وہ لڑکے متولی بکر ہی کے ساتھ رہتے ہیں، اور موقوفہ آراضی کا مکمل انتظام متولی مذکور کے حسب منشاء ہوتا ہے اور وہی اس سے کل فائدہ بھی اٹھاتا ہے، لڑکوں کا کوئی دخل انتظام میں نہیں ہے، متولی بکر اپنے اس فعل کو بموجب شرع اور بموجب وقف نامہ سمجھتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ وقف کی آراضی کو متولی اپنے لڑکوں کو کاشت کاری پر دے سکتا ہے اور شرع اس کی اجازت بھی دیتی ہے اور اس نے اس مسئلہ پر فتویٰ بھی لے رکھا ہے۔ متولی زید نے بھی بغیر حاکم ضلع وقف بورڈ کی اجازت کے سیکڑوں بیگہ آراضی بکر کی طرح غیروں کو کثیر نذرانہ لیکر منتقل کر دیا ہے اور اس رقم سے کوئی نئی جائیداد وقف کیلئے نہیں خریدا ہے۔ متولی زید اپنے اس فعل کو شرعی اعتبار سے جائز سمجھتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ چونکہ جائیداد موقوفہ کی حفاظت کرنے اور اس کو وسعت دینے میں اس کے والد یعنی سابق متولی کا لاکھوں روپیہ لگ چکا ہے اس لیے وہ وقف کی آراضیات کو نذرانہ پراٹھا کر اس رقم کو وصول کر رہا ہے۔

(۱) کیا متولی بکر کا متذکرہ بالا فعل بموجب شرع و بموجب وقف نامہ ہے؟

(۲) آراضیات موقوفہ کو کاشت پر دینے کے شرعی طریقے کیا ہیں؟

(۳) متولی اپنے حقیقی لڑکوں کو جو اسکے ساتھ رہتے ہیں کن شرعی شرائط اور طریقوں سے آراضی

موقوفہ کو کاشت پر دے سکتا ہے؟

(۴) متولی زید کا مذکورہ بالا فعل دلیل شرعی کے اعتبار سے جائز ہے یا ناجائز؟

(۵) متولی زید کا مذکورہ بالا فعل خلاف وقف نامہ ہے یا نہیں؟

المستفتی سید معروف حسین بستی ۱۰ اگست ۵۹

الجواب

شرع شریف نے وقف کی حفاظت اور حالت موقوفہ پر اس کی بقا کو ضروری قرار دیا ہے، اسی لیے اس وقف کی آمدنی کا سب سے پہلا مصرف خود اس وقف کی حفاظت اور تعمیر ہے۔ درمختار میں ہے: ”و یبدأ من غلته بعمارته (ج ۶/ ۴۳۸)“، اور شامی میں ہے: ”بان یصرف الی الموقوف علیہ حتی یقبی علی ما کان علیہ دون الزیادة وان لم یشرط ذالک کما فی النزاع (ج ۶/ ۴۳۸)“ (ملخصاً) وقف کی آمدنی سے سب سے پہلے وقف کی مرمت اور حفاظت کی جائے۔

Click For More

گی، یعنی جس حالت پر وہ جائیداد موقوف ہوئی تھی اسی حالت پر اس کو باقی رکھا جائے گا چاہے واقف نے وقف نامہ میں اس کی تصریح کی ہو یا نہ کی ہو، اور اگر کسی نے وقف کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا تو اس سے تاوان وصول کیا جائے گا۔ شامی میں ہے: "کون التعمیر من غلة الواقف اذا لم یکن الخراب بصنع احد ولذا قال فی اللوالحیة رجل اجر دار الوقف فجعل المستاجر رواقها مربوطا للدار وخرابها یضمن (ج ۶/ ۴۳۸)۔ وقف کی آمدنی سے جائیداد موقوفہ کی اصلاح و تعمیر اس وقت ہے جب کہ وہ خود ہی خراب ہوگئی ہو اور اگر کسی نے نقصان پہنچایا، مثلاً اگر کسی موقوفہ مکان کا کوئی حصہ کرایہ دار نے اپنے فعل سے خراب کر دیا تو اسے تاوان دینا ہوگا۔

پس صورت مسئلہ میں جب یہ خطرہ ہے کہ آراضی وقف کی ملکیت سے نکل کر کاشت کار کی ملکیت ہو جائے گی تو یہ فعل ناجائز و حرام ہوا جیسا کہ اوپر گزرا نیز در مختار میں ہے: "فلا یحوزلہ ابطالہ و لا یورث عنہ (ج ۶/ ۴۰۸)۔ عالمگیری میں ہے: "لا یملک بیعہ و لا یورث عنہ (ج ۲/ ۴۱۷) پس زید کا اس زمین کی ملکیت بدل دینا قطعاً ناجائز ہے، جب کہ اس نے معاوضہ میں کوئی زمین اس کے قائم مقام نہ کی، اور نذرانہ پر دینے کا یہ مطلب ہے کہ ملکیت تو وقف کی باقی رہے گی اور اس سے منافع مال گزاری حاصل ہوتا رہے گا تو یہ جائز ہے، لیکن متولی کو اس مقدار سے زائد (جو وقف نامہ میں مذکور ہے) لینا ناجائز و حرام ہے۔ رہ گیا زید کا یہ کہنا کہ میرے والد نے اس کی بقاء و حفاظت و توسیع پر لاکھوں روپیہ صرف کیا ہے تو اگر اس کا باقاعدہ شرعی ثبوت ہو کہ متولی سابق نے اس جائیداد کی درستگی کیلئے واقعی قرض لیا ہے تو وہ قرض جائیداد کو باقی رکھ کر آمدنی سے وصول کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ

(۱۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید و بکر جائیداد موقوفہ کے دو متولی ہیں جو مشترک جائیداد موقوفہ کے امور بجالانے کے ذمہ دار ہیں وقف مذکورہ سنی سنٹرل وقف بورڈ سے الحاق شدہ ہے۔ اور اس میں علاوہ دیگر جائیداد و مکانات بھی ہیں جن کی بابت وقف نامہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔

دفعہ ۶۔ مکان واقع پکہ بازار حسب چوحدی ذیل جب تک کہ میں زندہ ہوں اس میں رہوں گا اور جو کچھ روپیہ جو کہ بطور کرایہ مکان مذکورہ سے وصول ہو وہ غربائے پکہ بازار کو دیا جائے اور مرمت مکان اس کی منافع جائیداد موقوفہ سے ہوا کرے گی، اور مکان عالم پور چہ او جیار پر گنہ مگہر پورب تحصیل ظلیل آباد ضلع بستی جس کو میں اپنی اور دیگر حقداران کی زمین میں عوض دیکر بنوار ہا ہوں، اس میں تاحیات اپنے میں

خود ہوں گا اور عربی مدرسہ بھی رہے گا اور میرے بعد کل مکان میں عربی مدرسہ رہے گا اور طلبہ کے قیام کیلئے رہے گا، اس کو تیار کر ہا ہوں اور اگر میری زندگی وفات نہ کرے تو میرے بعد اس کو واسطے مدرسہ کے تیار کر لیا جائے۔ واقف نے اس مدرسہ عربیہ پر آمدنی موقوفہ ۱۴۰۰، حصہ خرچ کرنے کی ہدایت کی ہے جیسا کہ وقف نامہ کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

وقف ۵۔ اور چونکہ حصہ منافع جائیداد سے ایک عالم مقرر کیا جائے جو طلبہ عربی کو درس دے اور پیش امامی نماز کی کرے اور چند طلبہ عربی کو کھانا کپڑا دے۔ مکان واقع عالم پور قبضہ متولی بکر کے جس میں اس کا جاری کردہ ایک عربی مدرسہ معمولی حالت میں چل رہا ہے اور جس کے تمام اخراجات متولی برداشت کرتا ہے اور متولی زید اس عربی مدرسہ کے انتظام یا اخراجات میں کسی قسم کی شرکت نہیں کرتا ہے، بلکہ ایک متعین رقم شہر کے ایک عربی مدرسہ کو ماہانہ چندہ کی شکل میں دیتا ہے، مکان واقع شہر بستی جس سے جائیداد موقوفہ کی مبلغ انیس سو روپے سالانہ آمدنی ہو سکتی ہے، یہ قبضہ متولی زید کا ہے جس میں گیارہ سال سے بغیر کسی کرائے کے رہتا ہے، اور اب چند دنوں سے شہر کے مذکورہ بالا مدرسہ عربی کو جو مسلمانوں کے عام چندہ سے شہر کی جامع مسجد کے احاطہ اور مکان میں عرصہ دراز سے چل رہا ہے، بغیر کسی کرایہ کے مکان موقوفہ کے ایک جز میں اس طرح منتقل کر دیا ہے کہ اس میں طلبہ اور معلم صاحب مع اہل و عیال کے رہتے ہیں، علاوہ بریں متولی مذکور نے مکان موقوفہ احاطہ کو تبلیغی اجتماع کیلئے دے دیا ہے۔ متولی زید کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ امور ات بھی یعنی شہر کے عربی مدرسہ کو ایک متعین رقم کا ماہانہ چندہ دینا اور اس کو مکان موقوفہ میں مع طلبہ و معلم بغیر کسی کرائے کے منتقل کر دینا اور احاطہ مکان کو تبلیغی اجتماع کیلئے دے دینا اور اس دور کی سب سے اہم ضرورت ہونے کی وجہ سے بموجب منشاء واقف ہیں، اسلیے اس کا ثواب اور اجر واقف کو بھی ملے گا، اور نیز یہ کہ متولی کو اس قسم کا اختیار ترمیم بحیثیت متولی شرعی طور سے حاصل ہے۔

(۱) کیا متولی زید کا یہ فعل یعنی مدرسہ واقع عالم پور کے اخراجات میں کسی قسم کی شرکت نہ کرے جو وقف نامہ کی مد سے عین ضروری تھا۔ شہر کے عربی مدرسہ کو ایک متعین رقم کا چندہ دینا جب کہ وقف نامہ میں کسی ادارے یا مدرسے کو چندہ دینے کی کوئی ہدایت نہیں بموجب وقف نامہ یا بموجب منشاء واقف ہے

(۲) کیا متولی زید کا یہ فعل یعنی مکان موقوفہ کو کرایہ پر نہ اٹھا کر خود بغیر کرایہ اس میں عرصہ سے رہنا اور اس کے ایک جز میں شہر کے ایک ایسے عربی مدرسہ کو مع طلبہ و معلم منتقل کر دینا جو عوام کے پیسے سے ایک خاص جگہ چل رہا ہے، بموجب وقف نامہ یا بموجب منشاء واقف ہے۔

(۳) کیا متولی زید کا یہ فعل یعنی مکان موقوفہ کے احاطے کو تبلیغی جماعت کے اجتماع کیلئے دے

دینا شرعی طور سے جائز ہے؟

(۴) امورات مندرجہ بالا کرنے کا ثواب اور اجر واقف کو بھی ملے گا جب کہ متولی زید نے اپنی زبان سے مسلمانوں کے مجمع عام میں کبھی ان امورات کے منجانب وقف کرنے کا نہیں کہا، اور نہ کسی عدالت مجاز یا سنی وقف بورڈ سے اس کے کرنے کی ہی اجازت حاصل کی ہے، بلکہ لوگوں پر یہ ظاہر کیا کرتا ہے کہ وہ اپنی ملکیت اور اپنی دولت کو اس کار خیر پر خرچ کرتا ہے۔

(۵) کیا متولی زید کو ان امورات متذکرہ بالا کا اختیار ہے جن کا ذکر کسی وقف نامہ میں نہیں ہے اس کا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ فقط۔

سید معروف حسین بستی ۱۰ اگست ۱۹۵۹ء

الجواب

جائیداد موقوفہ کی آمدنی اصلاح جائیداد کے بعد انہیں مصارف میں صرف کی جائے گی جن کی تصریح واقف نے کی ہے۔ اگر کسی متولی یا منظم کار نے اس کے خلاف کیا تو ناجائز کیا، اگرچہ کسی نیک مقصد ہی میں صرف کرے۔ درمختار میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع (ج ۶/۸۰۸) اور اس کی یہاں تک تاکید ہے کہ قاضی کو بھی نیا وظیفہ جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: "لیس للقاضی ان یقرر وظیفۃ فی الوقف بنیر شرط الواقف ولا یحل للمقرر الا عذالا النظر علی الوقف باجر مثله (ج ۶/۱۰۵) " اسی درمختار میں ہے "اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف علیہ جاز للحاکم ان یصرف الفاضل من الواقف الا عر علیہ وان اختلف احدہما بان بنی رجلا ن مسجدان او رجل مسجد و مدرسة وقف علیہما اوقافا لایحوز لہ ذلک"

قاضی واقف کی شرط کے بغیر کوئی وظیفہ جاری نہیں کر سکتا ہے نہ جس کو دیا جائے اسے لینا جائز ہے ہاں اگر کسی نے کوئی کام کیا تو اجرت مثل کا حقدار ہوگا، یونہی اگر وقف کی جہت اور واقف دونوں متحد ہوں، اور کسی ایک موقوف علیہ کی ضروریات پوری نہ ہو سکتی ہوں تو دوسرے وقف سے اس پر خرچ کیا جاسکتا ہے اور ان دونوں باتوں میں سے کسی میں اختلاف ہو، مثلاً دو آدمیوں نے دو مسجدیں بنوائیں، یا ایک ہی آدمی نے مسجد و مدرسہ بنایا تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے پر صرف نہیں کی جاسکتی ہے، پس صورت مسئولہ میں واقف نے اخراجات کی جن مدوں کو متعین کر دیا ہے، ان کے خلاف وقف مذکور کی آمدنی صرف کرنا ناجائز اور جس کو دیا جائے اسے لینا ناجائز، شہر کا دوسرا مدرسہ جس کے لیے واقف نے کوئی رقم نہیں رکھی اس کو چھو دینا یا اس مدرسہ کو مکان موقوفہ میں قائم کرنا یا اس مکان میں تبلیغی جماعت کے اجتماعات کرانا ناجائز و منع

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے۔ نیز متولی نے خود اس مکان میں بے کرایہ رہ کر خیانت کا ثبوت دیا ہے، اس لیے اس کو تولیت سے علیحدہ کرنا واجب ہے۔ در مختار میں ہے: ”وینزع وجوبا ولو الواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون او عاجزا ظہر بہ فسق (ج ۶/۴۵۳)“، جو متولی قابل بھروسہ نہ ہو یا کار تولیت سے عاجز یا خائن ہو تو اسے معزول کر دینا واجب ہے اگرچہ خود واقف ہی کیوں نہ ایسا ہو۔ اور جو لوگ بے اجرت اس مکان میں رہتے ہیں ان پر اس کی اجرت واجب ہے۔ در مختار میں: ”ولو سکن او اسکنہ المتولی بلا اجرة کان علی الساکنین اجرة المثل (ج ۶/۴۸۲)“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۵ جمادی الآخر ۱۳۹۷ھ

(۱۶-۱۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) کیا زکوٰۃ و فطرہ کی رقم سے انگلش و ہندی تعلیم دینا جائز ہے؟

(۲) کیا کسی مذہبی اسکول میں جس میں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہائی اسکول کو کھولنا ٹھیک

ہے جبکہ اس ہائی اسکول کی وجہ سے دینی شعبہ ٹوٹ جانے کا خطرہ ہے۔

(۳) پھر اس انگلش تعلیم اور اس کی تہذیب سے شعبہ عربیہ کے طلبہ کے کیر کٹر اور اخلاق خراب ہو

رہے ہیں یا خراب ہونے کا خطرہ ہے۔

سوالات مذکورہ کے جوابات بالتفصیل تحریر فرمائیں اور جواب جلد دیں۔

المستفتی: خلیل احمد خاں دارالعلوم فضل رحمانیہ گوٹہ

الجواب

(۱) سب سے حتم سوال یہ ہے کہ ہندی و انگریزی یا کسی زبان کی ایسی تعلیم جس سے مذہب میں نقصان یا تباہی ہونے کا خطرہ ہو ایسی تعلیم ہی سرے سے ناجائز ہے اور اس میں کسی قسم کا پیسہ یعنی زکوٰۃ ہو یا غیر زکوٰۃ سب کا صرف کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اور اگر وہ تعلیم اس حد تک مضر نہ ہو تو جائز ہے۔

اور اس میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کون سی قسم کی رقم اس میں صرف ہو سکتی ہے؟ اور کونسی نہیں؟ زکوٰۃ کی رقم مدرسین کی تنخواہ یا مدرسہ کی تعمیر یا دیگر اسباب میں براہ راست صرف کرنا نہ دینی مدرسہ میں جائز ہے نہ دنیاوی میں کیونکہ زکوٰۃ و فطرہ شریعت کا وہ حق ہے جس کے مصارف کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہے۔ اور قرآن عظیم میں تشریح کے ساتھ بیان کیا، کسی کے ذمہ اس کا بیان نہیں کیا اس لیے کہ وہ صرف فقراء و مساکین کا حصہ ہے۔ عربی مدرسوں میں زکوٰۃ کی رقم اس لیے لی جاسکتی ہے کہ طلبہ کے خورد و نوش بلکہ دیگر ضروریات میں بھی وہ رقم صرف ہوتی ہے۔ اور دینی طلبہ اس کے جائز مصرف ہیں۔ در مختار میں ہے: ”فی

Click For More

سبیل اللہ وهو منقطع الغزاة وقیل الحاج وقیل طلبة علم "جب کہ انگریزی مدارس میں اس کی کوئی سبیل نہیں ہوتی۔ ہاں اگر کوئی محتاج جو زکوٰۃ کا اہل ہو وہ زکوٰۃ وصول کر کے اپنی طرف سے مدرسہ میں دیدے تو اس کو مدرسین کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ عربی مدارس میں یہ طریقہ بھی برتنا جاتا ہے، لیکن ٹھیک دیناوی تعلیم میں کوئی غریب اپنی ضرورت بالائے طاقت رکھ کر وہ رقم کیوں دینے لگا کہ اس کو کیا ثواب ملے گا، پھر دیناوی تعلیم کے مصارف تو فیس اور گورنمنٹ گرانٹ اور اس کے دوسرے تمام ذرائع سے حاصل ہو جاتے ہیں، جبکہ عربی دینی تعلیم کے لیے اس کی کوئی سبیل نہیں، پس اس حیلہ کو دیناوی تعلیم کے لیے استعمال کرنا کسی طرح مستحسن نہیں کہا جاسکتا۔

(۲-۳) جو وقف کسی ایک شرعی غرض کے لیے ہو اس کو کسی دوسرے مصرف میں صرف نہیں کیا جاسکتا تو واقف کو بھی یہ اجازت نہیں ہے کہ اس نے جو جائز مصرف کسی ایک وقف کے لیے متعین کیا ہے اب اس کو کسی دوسرے مصرف میں صرف کرے۔ تنویر الابصار میں ہے۔ "اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه جاز للحاکم ان بصرف من فاضل الوقف الاخر عليه وان اختلف بان بنی رجلا مسجدین اور جل مسجد او مدرسة علیها او قافا لا یجوز"

پس اگر اس مدرسہ کو اس کے واقفوں نے دینی تعلیم کے لیے قائم کیا تھا تو اب اس کو دیناوی تعلیم میں صرف نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ یہاں خرابی بھی بتائی جاتی ہے۔ کہ اس سے دینی شعبہ کے طلبہ کا اخلاق تباہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتادارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

پہلے کے زمین دار اپنی زمین زبانی ہی مسجد یا امام باڑہ کے لیے وقف کر دیتے تھے، ایسا وقف صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر صحیح نہ ہو تو اب ان کا مالک کون ہوگا۔

الجواب

وقف کی صحت کے لیے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ کارِ ثواب کے لیے ہو۔ در مختار میں ہے: "وشرطه ان یکون قرابة لذاته" پس اگر کسی نے زبانی ہی کہا کہ میری یہ زمین فلاں کارِ ثواب کے لیے وقف ہے۔ اور اس کو اپنی ملک سے علاحدہ کر دیا تو وقف صحیح ہوگا وقف نامہ لکھنا ضروری نہیں۔ در مختار میں ہے: "وکذا الا لفاظ النخاضة کا رضی صدقة ہو قوفة موبدة علی المساکین" اور امام باڑہ

چونکہ تخریب داری کے لیے وقف کرتے ہیں جو جانا تڑ ہے اس کا وقف صحیح نہیں۔ اس کے مالک واقفان ہیں اور وہ نہ ہوں تو ان کے وارثین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۶ صفر ۱۴۰۰ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک زمین مسجد قبرستان اور امام باڑہ کے لیے وقف کی گئی جس کے ایک حصہ میں امام باڑہ بنا ہوا ہے اور دوسرے حصہ میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ بقیہ زمین میں ہر طرف مردے دفن ہیں۔ اب مسجد کے وسیع کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ تو آیا زمین جس میں قبریں ہیں مسجد میں شامل کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور نماز جائز ہوگی یا نہیں۔
محمد یسین بھیروی ۸ دسمبر ۱۴۰۰ھ

الجواب

صورت مسئلہ میں جب کہ وہ زمین تین کاموں کے لیے وقف ہوئی۔ اور تعامل سے ہر ایک کے لیے زمین کا ایک حصہ معین ہو گیا۔ تو وہ جگہ جہاں قبرستان ہے، اور قبریں موجود ہیں، اس پر مکان یا مسجد بنانا جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے: "سئل هو ایضا من المقبرة فی القری اذا اندرست ولم یبق فیها اثر الموتی لا العظم ولا غیره هل یحوز رعاها واستغلا لها قال لا ولها حکم المقبرة" اس مقبرہ کا حکم یہ ہے کہ اس میں تصرف نہیں ہو سکتا جو بالکل بے نشان اور علامات قبرستان سے خالی ہو۔ پھر جہاں فی الحال قبریں موجود ہیں اس پر مکان بنانا اور مسجد کی تعمیر کرنا کس طرح جائز ہوگا۔ اور چونکہ مسجد بنانے کے بعد وہ زمین منصوبہ ہوگی۔ اس لیے اس پر نماز مکروہ ہوگی۔ اس مسئلہ کی زیادہ وضاحت اہلک الوہابین میں ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲ جمادی الآخر ۱۴۰۱ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۱-۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

دو بڑے مواضعات ماہ پورا اور کرہاں ایک دوسرے سے بہت کم فاصلہ پر آباد ہیں، اور ان مواضعات کے قرب وجوار میں چند مواضعات ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور ان مواضعات کے مسلمانان نماز عیدین موضع کرہاں میں ایک جماعت سے ادا کیا کرتے تھے اور قبل از نماز جو پیسے حاضرین سے وصول ہوئے تھے اس کے متعلق ماہ پورا اور کرہاں کے چند معزز حضرات نے یہ طے کیا تھا کہ یہ رقم جب

کبھی مسلمانوں پر مصیبت ناگہاں نازل ہو اس موقع پر صرف کیا جائے اور اس تحریک کو صیغہ راز میں رکھا اس لیے عوام مسلمان پر اس کا اظہار نہیں کیا گیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ خبر عام ہو جائے اور اس مہم کے لیے چندہ عیدین میں وصول ہوتا رہا اور کسی کے یہاں جمع کر دیا جاتا تھا، کچھ دنوں کے بعد موضع کرہان میں ہندوؤں نے قربانی میں مداخلت کیا تو معزز حضرات مذکورہ ماہ پورا اور کرہان نے اسی رقم سے کم و بیش چالیس روپیہ قانونی کارروائی میں صرف کیا۔

(۲) درمیان میں موضع کرہان میں امام کے متعلق چند اعتراضات ہوئے، بایں صورت موضع کرہان میں عیدین کی دو جماعت ہو گئی اور ماہ پور کے مسلمانوں نے بھی اپنی جماعت الگ کر لی، اس طرح سے کئی سال تک یہ جماعت منتشر رہی اور چندہ بدستور ایک ہی جگہ وصول ہونے لگا۔

(۳) کرہان کے کسی صاحب نے عیدین کے موقع پر جماعت کو مخاطب کر کے کہا کہ عیدین کی نماز کے لیے فرش کی کمی ہے، اگر آپ حضرات کی رائے ہو تو اسی رقم سے فرش بنوایا جائے۔ حاضرین مجلس نے اس صرفہ سے اتفاق کیا مگر فرش نہیں بنوایا گیا اور رقم بدستور جمع رہی۔

(۴) نماز عیدین ایک باغ کے اندر ہوتی ہے اور باغ کے ماہ پور اور کرہان کے ایک خانصاحب مالک تھے اور انہوں نے بزبان خود جامع مسجد میں کہا تھا کہ ہم نے باغ کا اپنا حصہ قیام عید گاہ کے لیے دے دیا اور یہ خبر عام ہو گئی، چنانچہ ماہ پور اور کرہان کے چند آدمیوں نے ایک سرسری بات چیت کی کہ اگر اسی جگہ عید گاہ بن جائے تو بہت بہتر ہے اور یہ رقم جو عیدین پر وصول ہوتی ہے اتفاق رائے سے اسی مد میں صرف کی جائے اور یہ مشورہ محدود چند آدمیوں پر مشتمل تھا بعدہ اس سلسلہ میں کوئی بات چیت اور نہ کوئی اعلان ہوا (۵) کچھ عرصہ کے بعد موضع کرہان کی زمین کا بندوبست شروع ہو گیا یعنی چک بندی ہونے لگی۔ مسلمانان موضع کرہان نے اے سی اور چک بندی سے مطالبہ کیا کہ ہم لوگوں کو زمین عید گاہ کے لیے بچے ہوئے رقبہ سے دیا جائے۔ اے سی اور چک بندی والے مسلمان تھے، انہوں نے کہا کہ تم لوگوں کا مطالبہ تو ٹھیک ہے مگر مجھے امید نہیں ہے کہ تم لوگ عید گاہ تعمیر کرا لو گے۔ مسلمانان موضع کرہان نے صاحب موصوف کو اطمینان دلایا کہ ہم لوگ انشاء اللہ ضرور تعمیر کرائیں گے۔ کرہان سے ایک صاحب ماہ پور آئے اور یہاں پر مبلغ اسی (۸۰) روپیہ جو عیدین وصولی تھی جس کو جماعت منتشر ہونے کے بعد اپنے یہاں جمع کیا تھا جس کا ذکر دفعہ ۲ میں ہے کیا اور اس رقم سے عید گاہ کے لیے ایٹا خرید لیا گیا۔ اسی طرح چک بندی افسر کو اطمینان دلا کر عید گاہ کے لیے زمین تعدادی رقبہ ۱۲۵ کڑی گاؤں کے پوربی حصہ میں دکن جانب لیا اور اس رقبہ کے علاوہ پورب جانب کچھ اور بڑھ کر بنیاد کھدوا کر عید گاہ میں کر لیا اور یہ زمین جو عید گاہ

Click For More

میں لیا ہے متاخر ہے یعنی دو فریق اس پر مقدمہ لڑ رہے ہیں اور عید گاہ کی بنیاد کا افتتاح ایک مولوی صاحب کے ذریعہ کیا گیا ہے اور وہ رقم جو عیدین پر وصول ہوئی تھی اسی مد میں صرف کر رہے ہیں۔

(۶) مسلمانان موضع ماہ پور کو یہاں قیام عید گاہ سے اتفاق تھا جو آبادی سے الگ اور درمیان میں ہے نیز کرہان کے زیادہ لوگ اس سے اتفاق کرتے ہیں مگر ادھر خان صاحب جنہوں نے اپنے باغ کی زمین عید گاہ کے لیے دینے سے انکار کر دیا اس حال میں ماہ پور والوں نے ایک دوسری زمین باغ ہی کے موقع کی پیش کیا اور کرہان کی اکثریت نے بھی منظور کیا مگر لوگوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا، اب مسلمانان ماہ پور نے ایک دوسری زمین ٹھیک کر کے وہیں نماز عید لٹھی ادا کی اور تعمیر عید گاہ کے لیے مبلغ گیارہ سو روپیہ چندہ کر لیا۔

(۷) اب موضع کرہان میں مسلمانوں کے درمیان دو پارٹی ہو گئی ہیں۔ ایک پارٹی کے لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ عیدین کے موقع پر جو چندہ وصول ہو رہا ہے وہ تعمیر عید گاہ کے لیے جائز ہے، اجازت کی چنداں ضرورت نہیں، ہم لوگوں نے چندہ بھی سمجھ کر دیا ہے۔ کرہان کی دوسری پارٹی اور جملہ مسلمانان ماہ پور کا یہ اعتراض ہے کہ عید گاہ کے لیے نہیں وصول ہوا ہے۔ کسی ناگہانی وقت کے لیے وصول کیا گیا ہے۔ وہ معزز حضرات موضع ماہ پور اور کرہان جو دفعہ میں مذکور ہیں ان میں سے چند حضرات اب بھی موجود ہیں جو چندہ کے وقت ناگہانی کے مہم کے لیے تصدیق کرتے ہیں دوسرا ثبوت اس چندہ کا مہم مذکور میں ہونے کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ قربانی کی مداخلت کے سلسلے میں کم و بیش مبلغ ۳۰ روپے صرف کیا گیا ہے جس کا ذکر دفعہ میں ہے جس کو پوری قوم جانتی ہے، اس لیے اس رقم کا تصرف بلا اجازت قوم کے تعمیر عید گاہ کے لیے جائز نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ زائد زمین جو عید گاہ میں لیا ہے بلا اجازت مالک کے جائز نہیں ہے جس کا ذکر دفعہ ۵ میں ہے۔

(۸) بایں صورت رقم مذکور کا تصرف بلا اجازت قوم کے تعمیر عید گاہ کے لیے از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز اور خان صاحب موصوف کا عید گاہ کے لیے زمین دے کر اور بعد میں انکار کرنا شرع کی رو سے کیا ہے؟
سائل ڈاکٹر محمد یسین خاں متوطن ماہ پور ڈاک خانہ کرہان ضلع اعظم گڑھ

الجواب

خان صاحب نے چونکہ مشترکہ باغ سے جو حصہ وقف کیا اور الگ کر کے مسجد کیلئے دیا نہیں۔ اس لیے وہ وقف صحیح نہیں ہوا۔ ہدایہ میں ہے: "وقف المشاع جائز الا فی المسجد والمقبرة فانہ لا یسم بالشروع (ج ۱/ ۶۱۸)" اس لیے اگر وہ کسی اور شخص کو دے کر باغ کا وہ حصہ عید گاہ کا

ہوا ہی نہ تھا ویسے کسی بات کو کہہ کر کے نہ کرنا برا ہے۔

(۲) زائد زمین جو مالکوں کی اجازت کے بغیر عید گاہ کے لیے لی گئی ہے ہرگز عید گاہ نہ ہوگی۔

منتظموں پر واجب ہے کہ اسے فوراً علیحدہ کریں یا متعلقہ افراد کو راضی کریں۔

(۳) چندہ عوام سے جس طرح وصول کیا گیا اس کا ظاہر یہی ہے کہ مسجد کے لیے وصول کیا گیا

چندہ میں سربر آوردہ حضرات کا اس کو ناگہانی حادثات کے لیے متعین کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا نہ ان لوگوں کا

اس رقم کو قومی امور میں صرف کرنا جواز کی وجہ بن سکتا ہے۔ عید گاہ میں بے شک وہ روپیہ صرف ہو سکتا ہے

لیکن ایک فریق کو کسی خاص مقام پر عید گاہ بنانے سے اختلاف ہے۔ تو ان کا چندہ ان کی مرضی کے بغیر دو

سری جگہ عید گاہ میں نہیں لگ سکتا۔ جن لوگوں سے اجازت لے لی ہو وہ اسی روپیہ جسے ماہ پور والوں سے ما

گن کر اس لیے لیا کہ اینٹ خرید کر اسی کو باور کرایا جائے تو ان کی اجازت تو اس زمین کے لیے ہوگی جو

چک بندی سے ملی اور وہ ۸۰/۱ اسی روپے ان لوگوں نے اس زمین کے لیے دے دیا لیکن اور لوگ اس سے

اختلاف رکھتے ہیں ان کا چندہ ان کی مرضی کے بغیر صرف نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عقی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

حاجی کلومرحوم نے اپنی جائیداد کا ایک وقف علی الاولاد تحریر کیا، اس میں واقف کی اولاد ہی کو حق

پہنچتا ہے یا واقف مرحوم کے اپنے چچا زاد بھائیوں کو بھی حق پہنچتا ہے، وقف نامہ حاضر ہے ملاحظہ فرمائیں

کہ یہ وقف علی الاولاد رہے گا یا وراثت میں رہے گا، بوقت انتقال مرحوم نے حسب ذیل وراثت چھوڑے

زوجہ (۱) لڑکیاں (۲) لڑکا چچا زاد بھائی نواسہ کی والدہ مسماة

الجواب

وقف نامہ کا وقف علی الاولاد ہونا صریح ہے، اس لیے وراثت قرار دینے کی کوئی صورت نہیں ہاں

دفعہ ۳ سے یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ وقف کے مصارف میں اولاد کے ساتھ ساتھ دیگر ورثہ بھی شریک ہیں، اس

دفعہ میں مطلقاً وارثان شرع کا ذکر آیا ہے

لیکن دفعہ نو میں واقف نے اس کی صاف تشریح کر دی ہے کہ وارثان شرعی سے مراد صرف میری

نسل کے وارثان شرعی کے درمیان ہے اس لیے صورت مسئلہ میں چچا زاد بھائی کچھ نہیں پائیں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

Click For More

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۰ رومی الحجہ ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مرکزی حکومت دہلی برائے ملک ہند ۱۹۵۱ء میں بورڈ نام کا ایک ادارہ موقوف شدہ جائداد کی دیکھ
بھال کے لیے قائم کیا گیا بورڈ نگرانی اوقاف کے تحت اوقاف کی کل آمدنیات میں سے مثلاً کرایہ مکانات،
دوکانات، عطیہ، صدقہ، فطرہ، خیرات، زکوٰۃ وغیرہ فی ہزار آمدنی میں مثلاً ساٹھ روپیہ چندہ عائد کر رہا ہے۔
لہذا مذکورہ بالا نگرانی وقف بورڈ کو از روئے شرع یہ رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) وقف بورڈ آمدنی صدقہ خیرات زکوٰۃ پر چندہ عائد کرتا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کیا
حکم دیتی ہے۔ آیا آمدنی صدقہ خیرات و زکوٰۃ میں سے وقف بورڈ کو چندہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بحوالہ
قرآن وحدیث جواب عنایت فرمائیں۔ عبدالستار ضلع رائے پور ایم، پی

الجواب

وقف بورڈ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وقف شدہ جائداد کی نگرانی کرے۔ اور اس کی آمدنی سے وہ
اپنا ٹیکس وصول کرتا ہے ہمارے یہاں یو پی میں خود وقف بورڈ موجود ہے۔ اور ہمارے ادارے اشرفیہ سے
اس طرح کا معاملہ کرتا ہے۔ معلوم نہیں کہ کس قاعدہ سے آپ کے وہاں عطیات اور زکوٰۃ وغیرہ کی آمدنی
سے یہ ٹیکس وصول لیا جاتا ہے۔ وقف کی جائداد سے یہ مصارف ادا کرنا شرعاً جائز ہوگا کہ ادارہ وقف کا
نگراں اور اس میں غلط خورد برد کے انسداد کے لیے بنایا گیا ہے تو یہ مصارف ان مصارف میں سے ہوئے
جو وقف کی بقا اور اس کے تحفظ کے مصارف ہیں۔ جن کے لیے عالمگیری میں ہے: "الذی یبدأ من
ارتفاع الوقف عمارتہ شرط الوقف ام لائم الی ما هو اقرب الی العمارۃ
للمصلحة (ج ۲/ ۴۳۰)" باقی رہا زکوٰۃ اور صدقات کا پیسہ اولاً وقف بورڈ کو اس کے پوری رقم کا ٹیکس
وصول نہ چاہئے اور خود وصول کرے تو متولیان اس آمدنی سے یہ رقم نہ دیں کرایہ مکانات وغیرہ رقم کی آمدنی
سے ادا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک قطعہ زمین جو محلہ میں واقع ہے۔ بیچ امام باڑے کے نام پر موجود ہے جو ۱۹۲۷ء میں جناب
حسین بھائی کی تولیت میں تھی اور جو مسجد کی ملکیت تسلیم کی گئی تھی جس زمین کی تعمیر کے لیے مسجد سے بطور

قرض حسنہ رقم لے کر دوکانیں تعمیر کی گئیں اور کچھ حصہ اس کا کھلا ہوا تھا جس کا حساب مسجد سے علیحدہ رکھا گیا تھا۔ موجودہ متولی جناب حسین بھائی کے بعد دوسرے متولی جناب عبدالقادر ابن حسین بھائی کے ہاتھ میں اس کا انتظام آیا اور تعمیر شدہ عمارت کی آمدنی سے تدریجاً مسجد کا قرض حسنہ ادا کیا اور بقیہ رقم محرم شریف و دیگر مواقع پر علیحدہ مسجد خرچ کی لی جاتی رہی۔ دوسرے متولی صاحب کے بعد تیسرے متولی صاحب عبد القدیر ابن عبدالقادر کے ہاتھ میں اس کا انتظام آیا ان کی تولیت میں پنچان محلہ میں سے میر صاحب نامی ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ قطعہ زمین وقف مسجد نہیں بلکہ ملکیت پنچان محلہ ہے۔ لہذا اس کا تصرف آمدنی پنچان محلہ کے ہاتھوں میں ہونا چاہئے، اس کا قطعی متولی مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ نوبت بائیں جا رسید کہ یہ مقدمہ زیر عدالت آیا حاکم صاحب نے مدعی سے دریافت کیا، گذشتہ متولی نے اس کو ملکیت مسجد قرار دیا۔ ہے اور تم ایسا کیوں کہتے ہو تو مدعی نے کہا کہ گذشتہ متولی نے سہو سے ایسا رو بروئے عدالت کیا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ قطعہ زمین ملکیت پنچان محلہ ہے جس پر اکثر اس کی تائید پر ہیں، لیکن بعض آج بھی اس کی ملکیت پنچان محلہ سے منکر ہیں، بلکہ وہ وقف مسجد کہتے ہیں اور ثبوت میں یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اس کو وقف مسجد کیا تھا، لہذا وقف مسجد ہی ہوگا۔ لیکن حکام نے مدعی کے قول کے مطابق فیصلہ صادر کیا کہ صورت مسئلہ میں آپ کا نیز علمائے ربانی کا کیا حکم ہے۔ آیا زمین مذکورہ از روئے شریعت ملکیت مسجد ہے یا ملکیت پنچان؟ اگر ملکیت مسجد ہے تو جو ملکیت مسجد کو غلط ثابت کر کے ملکیت پنچان ثابت کرتا ہے۔ عند الشرح ایسے شخص پر کیا شریعت کا حکم نافذ ہوتا ہے۔

المستفتی قاری محمد یوسف نعیمی کجوری مسجد احمد آباد

الجواب

سوال سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فریقین کے نزدیک وہ زمین موقوفہ ہے صرف انتظام کے بارے میں جھگڑا ہے کہ مسجد کا متولی اس کا منتظم رہے یا محلہ کے شیخ؟ ورنہ وہ ملک کسی کی نہیں، وقف مسجد چاہے مسجد کا ہو یا اور قسم کا بنوں کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ”عندہما حسبہا علی حکم۔“ اللہ تعالیٰ و صرف منفعتها علی من احب“ اب رہ گیا یہ سوال کہ اس کا منتظم کون ہے۔ مصارف یا ہوں تو اگر اس زمین کا کوئی باقاعدہ وقف نامہ ہو تو اس میں شرائط اور مصارف تحریر ہوں گے اور اس پر عمل کیا جاوے، ورنہ اس کے بارے میں گزشتہ زمانہ میں عام مسلمانوں کا جو عمل رہا ہے یعنی جو متولی ہوتے رہے ہیں اور جس جائز مصرف میں صرف کرتے ہیں وہی شرعاً مقبول دوسرے کو دخل کا حق نہیں۔ شامی میں ہے: ”ینظر الی العہود من حالہ فیما سبق من الزمان من قوامہ کیف

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کانوا یعلمون والی من یصرفونه تبنی علی ذلک "اگر مسجد کا متولی اس زمین کا ٹھیک انتظام کرتا ہے تو اس کو بلا وجہ معزول کرنا جائز نہیں۔ اسی میں ہے: "ولا یصح عزل صاحب وظیفۃ بلا جنحة (ج ۶/۴۵۵)" واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک مسجد ہے وہ بالکل چھوٹی ہے، اس میں وضو بنانے کے لیے جگہ نہیں ہے اور استنجا خانہ بنانے کی جگہ نہیں ہے، لوگ اپنے گھر سے وضو بنا کر آتے ہیں اور اگر کوئی مسافر آ جاتا ہے تو محلہ میں کسی کے گھر سے پانی مانگ کر وضو بناتا ہے، یہ سب پریشانی ہیں، اور اس مسجد سے بالکل متصل سامنے ایک مکتب ہے وہ بھی چھوٹا سا ہے، گاؤں کے مسلمانان چاہتے ہیں کہ اس مکتب کو مسجد میں شامل کر لیا جائے چونکہ گاؤں میں ایک اور مدرسہ ہے پڑھائی اسی میں ہوتی ہے اور یہ مکتب ایک عرصہ سے بند پڑا ہے، اس سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے، لہذا اس مکتب کو کن صورتوں میں مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے، لہذا آپ سے التماس ہے کہ حدیث و قرآن کی روشنی میں جواب عطا فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

نوٹ:- اس گاؤں میں تین مسجد ہیں دو مسجدوں میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اور اس مسجد میں صرف شیخ وقتہ نماز ادا کی جاتی ہے اس میں وضو بنانے اور استنجا کرنے کی دقت ہے۔

المستفتی، شاہ محمد ساکن گوپال پور ضلع گورکھپور (یوپی)

الجواب

مدرسہ جائداد موقوفہ ہے، اس کا اصل حکم تو یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل جائز نہیں ہے عالمگیری وغیرہ کتب فتاویٰ میں ہے: "لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته ولا یحول الدار بستانا الا لسخان حماماً" وقف کی ہیأت میں تبدیلی جائز نہیں کہ موقوفہ مکان کو باغ بنادیں یا دوکان کو حمام بنادیں۔ تو مسجد مدرسہ بدل کر کیسے بنائی جاسکتی ہے؟

ہاں اگر سائل اس بیان میں سچا ہے کہ مکتب بند پڑا ہے اور اس سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں اور مدرسہ بھی دوسرا مدرسہ کھل جانے کی وجہ سے اس سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچنے کی توقع نہ ہو تو گاؤں کے پویندار لوگ کسی ایسی زمین سے اس کا تبادلہ مسجد کے لیے کرا سکتے ہیں کہ اس تبادلہ میں مدرسہ کو کوئی فائدہ ہو، یعنی مسجد کی رقم ہو تو اسی سے زمین خرید کر مدرسہ کیلئے دے دیں اور مدرسہ کو مسجد میں شامل کر لیں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور چاہیے تو یہ کہ یہ زمین اس دوسرے مدرسہ کے متصل خریدیں تاکہ وقف کا منشاء پورا ہو۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۷۹)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ

(۲۸-۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) ایک چھوٹی سی پرانی مسجد جو کہ بہت پہلے کی بنی ہوئی ہے، ایک شخص نے اس مسجد کو بڑی بنانے کے لیے اس کے پیچھے کچھ زمین مسجد کے نام وقف کیا تھا، اب وہ زمین کم ہو رہی ہے، ایسی صورت میں اس زمین کو بیچ کر اور قدیم مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد کو منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) قبرستان کی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے۔ المستفتی، محمد نور الحسن رضوی بن گوان موکو (یوپی)

الجواب

(۱) کسی مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز ہے۔ بہار شریعت صفحہ ۷۳ میں ہے مسجد تنگ ہوگئی، ایک شخص کہتا ہے مسجد مجھے دیدو، اسے میں اپنے مکان میں شامل کر لوں، اور اس کے عوض میں وسیع اور بہتر زمین تمہیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلنا جائز نہیں۔

(۲) قبرستان کی زمین پر مسجد بنانا جائز نہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۳۴۷ پر ہے، وقف میں کوئی تصرف خلاف وقف جائز نہیں، مسجد ہو خواہ مدرسہ ہو، یا اور کچھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۱ ذوقعدہ ۱۳۱۶ھ

(۳۰-۳۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے مدرسہ میں زمین وقف کیا، اور کہا جب تک مدرسہ چلا زمین مدرسہ کی رہے گی اور بند ہونے یا نہ چلنے پر زمین ہماری، ایسی صورت میں وقف صحیح ہو یا نہیں؟ قوم کو تشویش ہے۔

(۲) حضور ﷺ کی کالی کالی کس کو ملی؟

(۳) ایک شخص بالکل جاہل، اگر کبھی نماز پڑھنے جاتا ہے تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟

(۴) انسان کی ترقی اور بلند درجات اس کی پرہیزگاری اور تقویٰ پر نہ کہ ذات اور برادری پر کہ برادری کی بنیاد پر کسی کو حقیر سمجھنا جائز ہے، ان سب برادریوں کا آغاز کیسے ہوا؟ آج کل ہندوستان میں جو لوگ اپنے کو انصاری کہتے ہیں ان کا لگاؤ انصار مدینہ سے کس قسم کا ہے۔

سائل عبدالمنان ضیائی مدرسہ اسماعیلیہ سنگھارہ ویشالی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

(۱) جیسا کہ سوال کی عبارت سے ظاہر ہے صورت مسئلہ میں وقف صحیح نہیں ہوا۔ شامی میں ہے ”لو قال علی ان لی اخراجہا من الوقف بطل“ اور قوم کی تشویش برحق ہے، لیکن وہ عمارت بھی واقف کی نہیں ہوئی، بنانے والوں کی ہوئی، اس لیے اگر اب سے اس کو درست کرنا لوگ چاہیں تو یہ چند صورتیں ہیں، مالک زمین از سر نو اس زمین کو مدرسہ پر وقف کر دے، یا اہل قصبہ اس کی زمین کی قیمت ادا کر دیں، یا اس زمین کو کرایہ پر لے لیں۔

(۲) احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے لباس مبارکہ میں سوتی اور اونی کتان یعنی اسی کے ریشہ کا کپڑا اور جب تک ریشم حرام نہ تھا اس کو پہننا ثابت ہے۔ سفید، سیاہ، سرخ دھاری دار، سبز دھاری دار، عبا، قبا، قمیص، زیر جامہ، تہبند، موزہ، چادر کا ذکر آتا ہے۔ کوئی منفرد اور خاص کملی مذکور نہیں۔

ممکن ہے احادیث میں جو آیا رسول اللہ ﷺ نے کبیل اوڑھا اور بھیڑ کی اون کا کبیل عموماً سیاہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ غار حرا سے واپس آئے تو فرمایا ”زملونی زملونی (فتح الباری: ۱/۲۲)“ مجھے چادریا کبیل اوڑھاؤ۔

اور اس موقع سے قرآن میں آیا ﴿يَا أَيُّهَا الْمِزْمَلُ﴾ اے جھرمٹ مارنے والے۔ اسی سے شعرائے کرام کو کالے کبیل کا مضمون مل گیا اور ان لوگوں نے طرح طرح سے اس کو اشعار میں باندھا۔

رہ گئی بات حضور ﷺ کی سیاہ اون کی کوئی ایسی چادریا کبیل جو آپ کے بعد کسی کو خاص طور ملا ہو محکو روایتوں میں اس کا ذکر نہیں ملا، آپ کے لباس مبارک کے سلسلے میں فی الوقت جو روایات ہماری نگاہ میں ہیں ہم ان کو لکھتے ہیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیں ایک پیوند دار قبا جو پیوند کی وجہ سے نمدے کی طرح ہو رہی تھی، اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند دکھایا کہ انہیں دونوں کپڑوں میں روح قبض ہوئی حضرت اسماء نے ہم کو ایک جبہ مبارکہ دکھایا یہ ایک عجمی لباس ہے جو سیاہ اون کا ہوتا ہے کہ یہ حضرت عائشہ کے پاس تھا اب محکو ملا اور حضور اس کو پہنتے تھے اسکو پانی میں بھگو کر پانی پیاروں کو شفا کے لیے پلاتے ہیں۔

حضرت شقران حضور کے غلام نے ایک سرخ چادر آپ کے دفن کے وقت قبر مبارک میں رکھی کہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کے بعد اسکو کون پہنے گا۔ الغرض کسی خاص کالی کملی کا ہمیں ذکر نہیں ملا۔

(۳) اگر اس کو ضرورت بھر قرآنی آیتیں صحیح یاد ہیں اور طہارت و نماز کے مسائل سے آگاہ ہے تو

اس کی نماز ہو جائے گی۔

(۴) بے شک اسلام میں فضیلت اور بزرگی کا دار و مدار تقویٰ پر ہے اور برادری کی بنیاد پر کسی کی

تذلیل و تحقیر اسلام کے خلاف ہے۔

بقیہ برادریوں کی ابتدا اور انتہا کی تاریخ نہ اس کا مسائل فقہ سے کوئی خاص تعلق، نہ اس کی

ضرورت اور سب کی تحقیق کے لیے ایک عمر کی ضرورت، پھر بھی مکمل تحقیق ہونے کی توقع معدوم۔

فقہ کی کتابوں میں نسب کے بارے میں البتہ یہ لکھا ہے ”ان العجم ضیعت انسابہم“

عجمیوں نے اپنا نسب ضائع کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۴ صفر المظفر ۱۳۱۱ھ

(۳۳-۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مسجد کی ملکیت ایک قطعہ میں دو دکانیں بنی ہوئی تھیں جو بالکل پوست ہو چکی ہیں، اب کرایہ

داران دونوں دکانوں کو کہہ رہے ہیں کہ دکان جب بنے گی تو دو وہی بنیں گی، لیکن متولی صاحب فرماتے

ہیں کہ تین دکانیں بنوائیں گے اور اس پر متولی صاحب مصر ہیں، متولی صاحب کی باتوں کو مد نظر رکھتے

ہوئے دونوں کرایہ دار اس بات پر اتفاق کئے ہوئے ہیں کہ دکان تو بنوائیں دو وہی لیکن تین دکانوں کے

برابر کرایہ ہم دونوں ہی دے دیں گے۔

(۲) کسی شخص نے متولی صاحب سے کہا کہ دکانیں کیوں نہیں بنوادیتے ہیں، اس پر متولی

صاحب نے جواب دیا مسجد کے پاس صرف تین ہزار روپے ہیں اگر دس ہزار روپے ہوتے تو دکانیں بن

جاتیں، اس پر اس شخص نے کہا کہ میں سات ہزار روپے دے رہا ہوں، اس کو آپ سمجھئے کہ مسجد کے لیے میں

نے دے دیا، لیکن جب دکانیں بنوائیں تو اس میں سے ایک مجھے دے دیں گے جو کہ میرا سات ہزار روپیہ

ہے وہ کرایہ میں نہیں کئے گا، اور نہ ہی اس کو واپس لوں گا، بلکہ چھت لگ جائے گی یا لگائیں تو اس وقت بھی

ایک ہزار روپیہ مزید دیدوں گا اور اس کو بھی میں نہیں لوں گا۔

اس مذکورہ شرط لگانی اور تاکید کرانی جائز ہے یا نہیں؟ اور روپے دیئے ہوئے کا کیا حکم ہے، اور اگر

پالیکا میں تین دوکان کو بڑھا کر بنوانے کی درخواست دی گئی تھی، لیکن مگر پالیکا سے منظوری نہیں دی گئی ہے،

زبانی کہہ دی گئی ہے کہ حد سابق پر بنوائیے۔ المستفتی: محمد سراج مبارکپور اعظم گڑھ ۱۰ نومبر ۱۹۸۳ء

الجواب

(۱) یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ بجائے دو کے تین دوکانیں بنوانے میں وقف کا زیادہ فائدہ ہے، اس لیے متولی کا یہ اقدام کہ بجائے دو کے تین دوکانیں بنوائی جائیں بالکل صحیح ہے۔ اور دوکانداروں کا اس پر اعتراض لغو اور مہمل ہے۔ دوکانداروں کو وقف کے انتظام میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔

دوکاندار کیا چیز ہیں، قاضی بھی متولی کے منشاء کے خلاف وقف میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔ شامی میں ہے ”لا یملک القاضی التصرف فی الوقف مع وجود ناظر ولو من قبلہ“ اسی میں ہے ”ویفتی بکل ما ہوا نفع للوقف“ دوکانداروں کا یہ کہنا کہ بجائے دو کے تین دوکانوں کا کرایہ ہم سے لے لیجئے گا یہ بھی کچھ نہیں۔ اولاً: اس کا قبول کرنا نہ کرنا متولی کے اوپر ہے، متولی چاہے قبول کرے چاہے قبول نہ کرے۔ ثانیاً: آج یہ کرایہ دار ہیں دو دوکانوں پر تین دوکانوں کا کرایہ دینے کو کہہ رہے ہیں، ہو سکتا ہے کل یہ نہ رہیں، دوسرے آئیں اور وہ اسپر راضی نہ ہوں۔

بہر حال دوکانوں کی تعمیر کے سلسلے میں دوکانداروں کا نہ شرعاً دخل دینے کا حق ہے اور نہ ان کی مداخلت کا کوئی اعتبار ہے، ثابت ہے کہ دو دوکان کی تین دوکانیں بنانے میں وقف کا زیادہ فائدہ ہے، اور متولی اس کو مناسب سمجھتا ہے تو وہ بجائے دو کے تین دوکانیں بنا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کسی مسلمان کے ساتھ بدگمانی حرام ہے، مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے۔ حدیث میں ہے کہ: ”حسن الظن حسن العبادۃ“ اچھا گمان اچھی عبادت ہے اور فرمایا گیا ”ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث“ بدگمانی سے بچو بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے، اس شخص نے مسجد کی خیر خواہی کے لیے اور تعاون کے لیے چندہ دیا اور وہ ضرور ثواب کا مستحق ہوگا، رہ گیا دوکان کا سوال؟ متولی یہ چاہتے ہیں کہ بجائے دو کے تین دوکانیں بنوائیں تو کوئی بھی اس کی خواہش کر سکتا ہے، اس شخص نے اگر خواہش کر دی تو کیا گناہ کر دیا؟ ہاں اگر یہ شخص یہ شرط کرتا کہ آپ مجھے دوکان ضرور دے دیں اس شرط پر آپ کو میں روپیہ دوں گا مگر آپ دوکان نہیں دیں گے تو روپیہ نہیں دوں گا تو ضرور حرام ہوتا، مگر کسی مسلمان کے فعل کو کھینچ تان کر ناجائز بنانا خود ناجائز ہے، اور ہر مسلمان کے فعل کو اچھے عمل پر حمل کرنا واجب اور ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۳۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک مسجد و درگاہ کا جانشین و متولی تھا، زید اس مسجد و درگاہ کا واحد با اختیار حسب دستور برحق

Click For More

بذریعہ تولیت نامہ باضابطہ منتخب کردہ تھا، اس کو اپنی جانب سے مناسب شخص کو اپنی جگہ اپنی حیات میں متولی جانشین مسجد اور سجادہ نشین و متولی درگاہ مقرر کرنے کے اختیارات حاصل تھے، کہ بموجب اپنے اختیارات کسی دیگر شخص کو بذریعہ تولیت نامہ منتقل کرے اور یہی دستور طریقہ عرصہ دراز سے چلا آ رہا ہے۔

لہذا زید متولی و جانشین مسجد اور سجادہ نشین و متولی درگاہ نے ہمر ۶۷ سال کہ ضعیف العمری میں کو لہے کی ہڈی کر یک ہو جانے کی وجہ سے مورخہ ۱۲-۳۱-۱۹۷۰ء کو اس مسجد و درگاہ کا اپنی جانب سے باضابطہ سجادہ نشین و متولی درگاہ اور جانشین و متولی مسجد مذکورہ مقرر کر دیا، زید کا منتخب و مقرر کردہ موجودہ متولی و جانشین مسجد اور سجادہ نشین و متولی درگاہ مذکور بموجب تولیت نامہ مورخہ مذکورہ۔ باضابطہ حسب دستور سابق قائم ہے، قدیمی وقف نامی زمانہ قدیم سے فساد میں برباد ہو گیا، اس لیے قدیمی وقف کا نام نامعلوم ہے، اس لیے قدیمی وقف کی نیت کا معلوم ہونا ناممکن ہے، یہی دستور اب تک چلا آ رہا ہے، تولیت نامے محفوظ ہیں، لیکن قدیمی وقف نامہ عرصہ قدیم سے ہی فساد میں برباد ہو چکا ہے، کیا زید کا منتخب و مقرر کردہ مسجد و درگاہ مذکورہ کا جانشین و متولی اور سجادہ نشین و متولی از روئے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مقرر کیا جاسکتا ہے؟
استفتی، عزیز الرحمن ۱۴، ارٹمن بلڈنگ بلبلی خانہ دہلی ۶

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئلہ میں زید کا مقرر کردہ جانشین و متولی و سجادہ نشین از روئے شرع صحیح و درست ہے۔ تنویر الابصار میں ہے ”اراد المتولی اقامة غیرہ فی حیاتہ ان کان التفویض عاماً صحیح والا لا“ اور اسی کے حاشیہ شامی میں ہے ”سئل شیخ الاسلام عن وقف المشهور اشتبہت مصارفہ وقد رما یصرف الی مستحقہ قال ینظر الی المعہود من حالہ فیما سبق من الزمان - فیینی علی ذلک ملخصاً“ (شامی راج ۳/۴۵۴) فتاویٰ خیریہ میں ہے ”اذ وجد شرط الواقف فلا سبیل الی منخالفة و اذا فقد عمل بالاستفاضة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(۳۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عمر گنج کی جامع مسجد میں ایک زمانے سے مسجد کے متولی صاحب لاؤڈ اسپیکر سے چندہ مانگتے ہیں، نیز ہر قسم کے اعلانات بھی کرتے ہیں اور اس کے عوض متولی صاحب کچھ روپیہ لیکر مسجد کے فنڈ میں جمع کر لیتے ہیں۔ متولی صاحب کہتے ہیں کہ بغیر میری اجازت کے امام صاحب کو مسجد میں اعلان کرنے کا حق نہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد میں اعلان کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور امام صاحب کو اعلان کرنے

کیلیے کن سے اجازت لینی ہوگی۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
والسلام المستفتی، محمد ناظم حسین اشرفی خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ فیض العلوم، بلایا پوپی۔ المورخہ ۹۱-۱۰-۲۲

الجواب

یہ مسئلہ کافی طویل الذیل ہے۔

سب سے پہلا امر تو یہ ہے کہ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے متولی خواہ امام یا کسی اور کو کوئی غلط اعلان اور خلاف شرع اطلاع دینے کی اجازت نہیں، نہ بلا معاوضہ نہ معاوضہ لیکر۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲] جائز اعلان میں بھی دیکھا جائیگا کہ وہ لاؤڈ اسپیکر صرف مسجد کی ضرورت کیلیے کسی نے دیا یا متولی نے پیسے سے خریدا؟ تب بھی ان مخصوص ضرورتوں کے علاوہ کسی قسم کا دوسرا یا کسی دوسرے کا اعلان معاوضہ لے کر بھی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے نہیں کیا جاسکتا، نہ متولی ایسا کر سکتا ہے نہ امام نہ کوئی اور کہ تمام کتب فقہ میں ہے ”شرط الوقف کنص الشارع (ج ۶/ ۵۰۸)“ ہاں کسی نے اسی غرض سے وقف کیا ہو کہ مسجد کی ضرورت بھی پوری ہو اور ضرورت مندوں کی حاجت بھی اس سے پوری کی جائے جیسے کچھ لوگ مسجد میں کتواں کھو دوادیتے یا ہینڈ پمپ لگا دیتے ہیں تو وہ صرف نمازیوں کے لیے نہیں بلکہ ہر پیا سا اس سے سیراب ہو سکتا ہے، تو دوسروں کے لیے جائز اعلان پر صرف مسجد کا بجلی کا معاوضہ لیا جاسکتا ہے، لاؤڈ اسپیکر کا معاوضہ نہیں لیا جاسکتا۔

اور متولی نے اس خیال سے خریدا ہو کہ مسجد کا بھی کام چلے گا اور کرایہ پر بھی جائے گا تو مسجد کی آمدنی سے ہو تو شرط یہ ہے کہ وقف سے متولی کو ایسے تصرف کی اجازت ہو یا اسی نام پر چندہ کر کے خریدا ہو تو کرایہ پر دوسرا اعلان بھی کیا جاسکتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ انتظام اسی کے ذمہ ہے، اس لیے اس کی اجازت مقدم ہوگی، لیکن ایسا نہیں ہے کہ بعورت کسی اور نے اعلان کر دیا جیسے متولی موجود نہیں، یا اس سے ملاقات نہ ہوئی تو امام نے کسی ضرورت مند کا اعلان معاوضہ لیکر کر دیا ہو تو وہ اعلان شرعاً ناجائز یا حرام ہوا، کہ متولی کی اجازت نہیں لی گئی، یا ہر اذان اور خطبہ کے وقت متولی کی اجازت لینا ضروری ہو، ایسے امور کے لیے عرفاً اجازت ہوتی ہے، اور متولی کو اس کے لیے ضد بھی نہیں کرنی چاہئے، ہاں دوسروں کے ایسے تصرف سے کوئی خرابی یا فساد پیدا ہو تو متولی ضرور ان کو روک سکتا ہے، لیکن ایسے فساد اور غلط استعمال کی خود متولی کو کب اجازت ہے؟ واللہ

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

رئالی اعلم

Click For More

(۳۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پندرہ سال قبل زید نے ایک پلاٹ مدرسہ و مسجد کے نام وقف کیا تھا جو کہ شہر کے اطراف کے اچھی خاصی آبادی میں ہے اس کے بعد زید اس دنیا سے وفات کر گیا۔ بعدہ شہر کے لوگوں نے ہر طرح کے صدقات مثلاً زکوٰۃ فطرہ چرم قربانی وغیرہ سے مکتب کی شکل میں ایک مدرسہ قائم کیا جس کی عمارت سے منزلہ ہے اوپر بچوں کی تعلیم ہوتی ہے اور نیچے کرایہ پر ہے۔ اس میں سوا نماز جمعہ کے بیچ وقتہ نماز بھی ہوتی رہی اور یہاں کے لوگ دور چل کر نماز جمعہ ادا کرتے رہے، لیکن گرمیوں کے دنوں میں کافی پریشانی و دشواری ہو رہی ہے کیا اب اسی صورت میں بیچ وقتہ نماز کے علاوہ نماز جمعہ قائم کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب مرحمت فرما کر شکر یہ کا موقعہ عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔ فقط والسلام

المستفتی، محمد اسلام الدین اشرفی انجمن مدرسہ اسلامیہ گاندھی نگر بھیلواڑہ راجستھان

الجواب

پہلی بات تو آپ کے سوال میں یہ قابل گرفت ہے کہ واقف نے زمین مسجد و مدرسہ کے لیے وقف کیا آپ لوگوں نے مدرسہ تو خیر قائم کر دیا مگر مسجد بنائی نہیں اور عمارت کو کرایہ پر اٹھا دیا یہ واقف کی منشاء کے خلاف ہوا جو ناجائز اور حرام ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ موقوفہ زمین میں اگر گنجائش تھی تو مسجد اور مدرسہ دونوں کی عمارتیں علیحدہ علیحدہ بنوائی جاتیں۔ اور اگر اتنی گنجائش نہ تھی تو پوری عمارت بنوا کے اوپر والی عمارت کو مدرسہ اور نیچے والی کو مسجد قرار دیتے، یا نیچے والی کو مدرسہ اور اوپر والی کو مسجد قرار دیتے، یہ نیچے کی عمارت کو کرایہ پر اٹھانا غلط ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔

اصل مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ بھیل واڑہ شہر ہے، اور شہر میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے، اگر آپ کے شہر میں کوئی بڑا سنی عالم ہے تو مصلیان ان کے وہاں درخواست دیں کہ ہمارے یہاں جمعہ قائم کرنے کی اجازت دی جائے وہ قیام جمعہ کی اجازت اور امام مقرر کر دیں اور اگر کوئی ایسا عالم نہ ہو تو محلہ کے صالح سنی مسلمان ہی مل کر اقامت جمعہ اور تعین امام کی بابت طے کر دیں اور جمعہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

(۳۹-۴۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مولوی ولی محمد صاحب مرحوم نے عبارات ذیل کے ساتھ اپنے مکانات مملوکہ و مسکونہ کو وقف کیا ہے، واقف کی عبارت حسب ذیل ہے۔ ہم مقررہ درستی جمع ہوش و حواس و ثبات عقل بلا جبر و اکراہ و بخوشی

Click For More

ورضا مندی اپنے مکانات مع متکلفات و حسن آسائش وغیرہ کو جس کی مالیت مبلغ آٹھ سو روپیہ ہے۔ واسطے دوام کے اپنے نفس اور اپنی اولاد موجودہ اور اولاد موجودہ کی اولاد و عیال پر نسلا بعد نسل جب تک نسل باقی رہے بعد بالاخر جامع مسجد متصل تھانہ گھوسی جس کے پیش امام ہم مقرر ہیں اسکے بعد غرباء و مساکین اور نیز مذہبی اور خیراتی کاموں پر حسب ترتیب و شرائط ذیل وقف کیا اور اپنی ملکیت سے خارج کر کے داخل ملکیت اللہ تعالیٰ کر دیا۔ ہم مقرر اور دیگر متولیان مابعد ہمیشہ اور ہر حالت میں پابند شرائط مفصلہ ذیل کے رہیں گے۔

(۱) ہم مقرر حیات بحیثیت متولی خود قابض و متصرف مکانات موقوفہ کے رہیں گے اور اس وقت متولیانہ قابض ہیں، بعد ہم مقرر کے مسماۃ بی بی شکورن زوجہ ہم مقرر حیات بحیثیت متولیہ قابض و متصرف مکانات موقوفہ کی رہیں گی۔

(۲) جب ہر دو متولیان مذکورہ بالا میں سے کوئی باقی و زندہ نہ رہے اس حالت میں محمد فاروق و محمد عرفان پسران ہم مقرر و مسماۃ عائشہ بی بی دختر ہم مقرر حیات بحیثیت متولیان یکجائی قابض و متصرف موقوفہ کے رہیں گے۔ اور بصورت نہ ہوئے کسی کے استحقاق تولیت کا بجائے ہر ایک کے اس کی اولاد مذکور جہاں تک سلسلہ مستمر چلا جائے یکجائی حاصل ہوئے رہے گا۔ اور قابض متصرف رہیں گے۔

(۳) جب کوئی اولاد ذکور نہ ہو تو اس کے قریب تر عصبہ بنفسہ کو مطابق حق شرع سنت و جماعت فرقہ حنفی کے حاصل ہوتا رہے گا۔ اور قابض و متصرف رہیں گے۔

(۴) جب کہ تمام سلسلہ مذکورہ بالا معدوم ہو جاویں اور کوئی باقی نہ رہے تو اس صورت میں ہم مقرر کے خاندان سے جو قریب تر رشتہ دار متولی آخر کار ہوگا۔ متولی مقرر ہوگا۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے ہوتا رہے گا۔ اور اس صورت میں کل منافع و کرایہ مکانات موقوفہ کا اخراجات جامع مسجد متصل تھانہ گھوسی لب سڑک پختہ سرکاری پر ہمیشہ صرف ہوتا رہے گا۔ یا مساکین و محتاجوں کے فائدے کے لیے صرف کیا جائے گا۔ میں بفضلہ تعالیٰ کسی کا مقروض نہیں ہوں۔ یہ مکانات موقوفہ پیدا کردہ میرے ہیں۔ اور میں بلا شریک غیر کے اس کا مالک و قابض ہوں، یہ وقف شرع اسلامی کے مطابق کرتا ہوں۔ جس کا نفاذ قانون وقف علی الاولاد ۶۔ ۱۹۱۳ کی رو سے ہے، اللہ تعالیٰ میرے اس نیک نیت وقف نامہ کو قبول فرما کر توفیق خیر عطا فرمائے۔ لہذا وقف نامہ علی الاولاد لکھ دیا۔ تاکہ وقت پر کام آئے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) وقف کے واقف کی درج ذیل اولادیں زندہ موجود تھیں۔

Click For More

اولاد ذکور۔ محمد صدیق۔ محمد فاروق۔ محمد عرفان۔ اولاد اناث۔ بی بی عائشہ۔ بی بی کلثوم۔ بی بی آمنہ۔ چونکہ واقف نے اولاد ذکور میں سے وقف نامہ کے اندر اپنی صرف دو اولاد یعنی محمد فاروق و محمد عرفان کا نام لیا ہے۔ اور اپنی تیسری اولاد یعنی محمد صدیق کا نام نہیں لیا ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں وقف نامہ کی شرائط کی رو سے محمد صدیق یا ان کی اولاد کو حق انتفاع و آسائش پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر پہنچتا ہے تو اس کی کیا شکل ہوگی۔

(۲) وقف نامہ کی دفعہ ۲ کی عبارت۔ ”بصورت نہ ہونے کسی پسر کے۔ نیز بجائے ہر ایک پسر کے“ اس سے واقف کا کیا منشاء ہے؟ آیا اس عبارت سے صرف محمد فاروق و محمد عرفان مراد ہیں یا محمد صدیق بھی؟ وضاحت فرمائیں۔

(۳) یہ مکانات موقوفہ قابل تقسیم ہیں یا نہیں۔ جواب مفصل و مدلل عنایت فرمائیں۔
المستفتی: اقبال احمد عفی عنہ مداپور چھاؤنی گھوسی

الجواب

(۱) واقف نے اپنی تحریر میں موقوف علیہم کی بھی تشریح کی ہے۔ اور متولیوں کا بھی بیان کیا۔ اس لیے واقف اور اس کی زوجہ کے انتقال کے بعد تولیت کا حق اجتماعی طور پر انہیں تینوں (محمد فاروق۔ محمد عرفان۔ عائشہ بی بی) کو حاصل ہوگا، بعد انتفاع کا حق تینوں لڑکوں تینوں لڑکیوں اور ان کی اولاد کو بھی رہے گا۔

عالمگیری میں ہے: ولو قال وقفت علی اولادی دخل فیہ الذکور والانثی والمعنی۔ (ج ۲/۴۳۳) واقف نے اولاد کا لفظ استعمال کیا تو مذکر مؤنث اور مختب سبھی قسم کی اولاد پر وقف ہو گیا۔ بعد سب کو انتفاع کا حق ہے۔

البتہ وقف نامہ میں اس قسم کی کوئی تشریح نہیں ہے کہ جائداد کرایہ پر دے کر اس کی آمدنی مستحقین پر صرف کی جائے۔ یا ان لوگوں کی صرف بود و باش کے لیے یہ جائداد وقف کی گئی ہے؟ اور ایسے اوقاف میں مصارف کی نوعیت مشتبہ ہو تو عام عمل در آمد پر محمول ہوگا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: فی الذخیرۃ بانہ اذا شتبت مصارف الوقف ینظر الی المعهود من حالہ فیما سبق من الزمان فیبنی علی ذلک۔

جہاں وقف کے مصارف کا پتہ نہ چلے تو گزشتہ عمل در آمد کے موافق عمل کیا جائے۔ پس اگر زمانہ ماضی میں وہ مکانات کرایہ پر دیکر اس کی آمدنی مستحقین میں بانٹ دی جاتی رہی ہو تو اب بھی ایسا ہی کیا

جائے گا۔ اور اس تیسرے بھائی اور اس کی اولاد بقیہ دو بہنیں اور ان کی اولاد کو بھی اس میں سے حصہ دیا جائے۔ اور اگر صرف رہنے کے کام آتے رہے ہوں تو محمد صدیق اور ان کی اولاد کو بھی رہنے دیا جائے۔

(۲) ہمارے علم میں اردو زبان میں کسی پسر اور ہر ایک پسر دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے کہ تحریر مذکور میں کسی پسر نکرہ تحت الٹھی ہونے کی وجہ سے کلیہ کا سوز ہے۔ اور ہر ایک پسر تو کلیہ کا سوز ہے ہی مگر یہ لفظ تولیت مالی میں سے۔ اس لیے انہیں دونوں لڑکوں سے تعلق ہوگا۔ اور ان کے بعد انہیں کی اولاد متولی ہوگی۔

صدیق اپنی زندگی میں خود متولی نہ تھا۔ تو اس کی اولاد کیا متولی ہوگی؟ ہاں انتفاع کا حق البتہ صدیق اور ان کے بعد ان کی اولاد کو برابر حاصل ہوگا۔ جیسا کہ پہلے سوال کا جواب گزرا۔

(۳) تنویر الابصار میں ہے:

فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یعار ولا یرهن ولا یقسم۔ (ج ۶/۴۲۱)

وقف جب مکمل ہو گیا تو نہ کوئی مالک ہوگا۔ نہ کسی کو مالک بنا سکے گا۔ نہ رہن رکھا جائے گا نہ اس کی تقسیم ہو سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

آج سے تقریباً پچاس برس قبل یہاں کی مسلم عوام کے کہنے پر ہم لوگوں نے ایک دینی درس گاہ قائم کرنا چاہی ایک قطعہ زمین زمیندار صاحب نے ازراہ ہمدردی و اشاعت دین و ملت حقیر رقم کے عوض بنام باری تعالیٰ بیعتنامہ رجسٹری کر دی۔ زمین کے عوض میں جو حقیر رقم زمیندار صاحب نے لی تھی تعمیر مدرسہ کے چندہ کے موقع پر اس کو مزید برآں اور بلا کر چندہ میں دے دیا۔ زمیندار صاحب نے زمین کی رجسٹری اس نیت سے کر دیا تاکہ بعد میں خاندان کے کسی فرد کو قانونی چارہ جوئی کی گنجائش نہ رہے۔

آراضی طجانے کے بعد یہاں کے عوام خواص و قرب و جوار کے لوگوں نے پوری دلچسپی و مستعدی کے ساتھ مدرسہ کی تعمیر جلد کر لی جو کہ اس دن کے لحاظ سے کافی اور جلا کام ہوا۔

مدرسہ کی باقاعدہ ایک کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ ناظم وغیرہ کا باقاعدہ انتخاب ہوا۔ مدرسہ کا سب کام ہونے لگا، کچھ دنوں بعد ناظم صاحب ضعیفی و دیگر مجبور یوں کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔ بعدہ اراکین نے کسی زید کو مدرسہ کا ناظم بنایا۔ مدرسہ کے حالات تعلیمی و دیگر امور جو کہ پہلے تھے اب صحیح نہیں رہے۔ یہاں کے عوام و خواص موجودہ ناظم صاحب کے قول و عمل سے سخت نالاں و ناخوش ہیں۔ مگر ناظم صاحب کو ان باتوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔ وہ اپنی حکمت عملی سے مدرسہ پر قابض و دخل ہیں۔ گمان غالب اس بات کا بھی ہوتا ہے کہ مدرسہ اور مدرسہ کی جائیداد خاندانی وراثت ہو جائے۔ اور عوام کا یہ حال ہے کہ ٹک ٹک ویدم دم نہ

کشیدم۔

موجودہ ناظم صاحب کی یہ وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے صحن مدرسہ میں دفن کیا جائے جب کہ ناظم کا خاندانی قبرستان موجود ہے۔ خاندان کے تمام افراد اسی میں دفن کئے جاتے ہیں۔ دریافت یہ ہے کہ کیا صحن مدرسہ میں دفن کرنا اور قبر بنانا شرعاً جائز ہے۔ اگر ایسا ممکن تو یکے بعد دیگرے بجائے مدرسہ کے گورستان نظر آئے گا۔ جو منشاء کے خلاف ہے۔ بیوا تو جروا

المستفتیان: محمد خلیل اعظمی بقلم خود عبدالرؤف قصبہ وڈا کخانہ جین پور ضلع اعظم گڑھ ۲۳ نومبر ۱۹۸۳ء

الجواب

جائداد موقوفہ جس مصرف کیلئے وقف ہو اس کے علاوہ میں صرف کرنا جائز و حرام ہے۔

تمام کتب فقہ میں ہے: "شرط الوقف کنص الشارع" (در مختار ج ۶/۵۰۸)

جو زمین مدرسہ کیلئے وقف کی گئی ہے اس میں کسی کی قبر بنانا شرعاً منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے یہاں رمضان المبارک کے پر سعید موقع پر سعادت و ایصال ثواب کے لیے کثیر تعداد میں لوگ قرآن شریف مدرسہ یا مسجد میں وقف کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس وقف شدہ قرآن شریف کو ہدیہ کر کے اس کے عوض مدرسہ کی اور دوسری کتاب حدیث تفسیر وغیرہ کی خریدی جاسکتی ہے کہ نہیں؟ صورت مسئلہ سے مطلع فرمائیں عین کرما ہوگا۔

المستفتی: ماسٹر محمد مطیع الرحمن جامعہ رزاقیہ کلیمہ رنجیت پور ضلع مرشد آباد ۸ شوال المکرم ۱۴۰۵ھ

الجواب

اگر وہ قرآن عظیم ضرورت سے زائد ہوں اور ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو دوسری مسجد اور مدرسوں میں بھیجے جاسکتے ہیں۔ اس شہر کی حاجت سے زائد ہوں تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں۔ انہیں ہدیہ کر کے دوسری کتابیں خریدنا یا قیمت مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔

در مختار میں ہے: وقف مصحفا علی اهل المسجد جاز ویقرأ فیہ ولا یکون محصورا

علی هذا المسجد۔ (ج ۶/۴۳۶) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) یہ کہ زید کچھ زمین کے متعلق یہ خیال کیا کہ اس زمین پر ہم مسجد اور مسافر خانہ تعمیر کرائیں گے،

چنانچہ اسی نام کی رسیدیں چھپوا کر (رسید برائے تعمیر مسجد و مسافر خانہ) کم از کم سات یا آٹھ سو رسید کٹنے کے بعد زید سے بکرنے کہا کہ دو سو گز کے فاصلہ پر ایک مسجد موجود ہے، وہی آباد نہیں ہوتی تو دوسری مسجد کیونکر بن سکتی ہے؟ عمر نے کہا اس کو مدرسہ کر دو اور مدرسہ قائم ہو گیا۔

(۲) خالد از روئے شرع یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس مذکورہ زمین پر مسجد بنائی جائے یا مسافر خانہ یا مدرسہ؟

(۳) اول ارادہ مسجد و مسافر خانہ کا تھا۔ اور چندہ دونوں ہی کے نام سے کیا گیا۔ رسید کی سرخی اوپر

مذکور ہو چکی ہے۔ ایسی حالت میں وہ پیسے کس ضرورت میں خرچ کئے جائیں گے۔

(۴) زمین چونکہ بہت ہی مختصر ہے۔ ۴۱ فٹ شمال و جنوب کی طولانی شرق و غرب کے درمیان ۷۱

فٹ زید کا یہ خیال ہے کہ پختی زمین پر کی عمارت مسافر خانہ ہو اور پھر یعنی سقف مسافر خانہ پر مسجد بنائی جائے۔

(۵) عامر کا کہنا یہ ہے کہ تملیک بعد الفوق جائز نہیں۔ لہذا زمین کی عمارت مسجد مانی جائے گی اور جب

زمین پر مسجد تعمیر ہوگی تو تحت اثری سے لیکر عرش اعظم تک مسجد ہی مسجد ہے۔ لہذا بعد کا وقف صحیح نہیں ہوگا۔

لہذا بعد ادب التجا ہے کہ از روئے شرع شریف حکم دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

زید کی زمین پر جن لوگوں نے مدرسہ کی عمارت قائم کی ہے اس عملہ کا کیا حکم ہوگا۔ وہ عملہ کس کام

لایا جاسکتا ہے۔ المستفتیان: باشندگان قصبہ سید پور غازی پور

الجواب

سوال کی عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ مسجد و مسافر خانہ بنانے کا صرف ارادہ ہی رہا۔ اس پر عمل در

آمد نہ ہوا۔ اور کسی زمین کو مسجد بنانے کا صرف ارادہ کر لینے سے مسجد نہیں ہوتی۔ مسجد ہونے کے لیے نماز کی

عام اجازت کے بعد مسلمانوں کا انہیں بجماعت نماز ادا کرنا۔ یا اس زمین کو اپنی ملک سے علیحدہ کر کے یہ

کہنا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا ہے ضروری ہے اور مسافر خانہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کے لیے متولی

قائم کر کے زمین اس کے حوالے کرے۔

در مختار میں ہے: "بزل ملکہ عن المسجد والمصلیٰ بالفعل وبقولہ جعلتہ مسجدا

عند الثانی وشرط محمد والامام الصلوٰۃ فیہ بجماعة" (ج ۶/۴۲۶)

اسی میں ہے: "لا یتم الوقف حتی یقبض لم یقل للمتولی لان تسلیم کل شیء بما یلیق

ففی المسجد بالافراز و فی غیرہ بنصب المتولی وبتسلیمہ ایاه" (ج ۶/۴۱۸)

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ اوپر ذکر ہوا۔

پس اب تک یہ ثابت ہوا کہ وہ زمین مسجد نہ ہوگی۔ اور سوال کی عبارت سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے

کہ وہ زمین اسی حال میں تھی کہ اس میں کچھ لوگوں کے مشورہ سے مدرسہ بن گیا۔ سوال میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ مدرسہ بننے میں زمین کے مالک کی اجازت شامل تھی یا نہیں؟ اگر مالک نے اس زمین کو مدرسہ قائم کرنے کے لیے دے دیا تب تو اب وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف ہو گئی۔ اور اب وہ اس کو دوبارہ کسی دوسرے کام کے لیے وقف نہیں کر سکتا کہ وقف شدہ چیز کا دوبارہ وقف نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ رضویہ

اب سوال صرف یہ رہ گیا کہ وہ چندہ جو مسجد کے نام پر جمع ہوا کیا ہو۔ تو اس کے لیے چندہ دینے والوں سے پوچھا جائے۔ وہ جس مصرف خیر میں صرف کرنے کی اجازت دیں اس میں خرچ کیا جائے۔ ورنہ چندہ دہندوں کو واپس کر دیا جائے۔ وہ نہ ہوں تو کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف ہو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو فقیروں کو دے دیا جائے۔

شامی میں ہے: فقیر مات و جمع من الناس الدراہم و کفنوہ و فضل شیء ان عرف صاحبہ یرد علیہ والا یصرف الی کفن فقیر اخر والا یتصدق۔

اور اگر وہ مدرسہ مالک زمین کی اجازت کے بغیر زبردستی یا بطور رعایت بنا لیا ہو۔ تو البتہ مالک زمین اس زمین کو جس مصرف میں چاہے خرچ کر سکتا ہے۔

مسجد اور مسافر خانہ بنانے کی جو ترکیب نیچے اوپر کی اس نے ذکر کی ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ مسجد کی زمین کو مسجد کے لیے ہی خالی ہونا ضروری ہے، ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ نیچے مسافر خانہ بنا دیں اور اس کی چھت پر نماز بھی پڑھتے رہیں، لیکن اوپر مسجد ہو اور نیچے کچھ اور، یا نیچے مسجد ہو اور کچھ اور، جائز نہیں۔

شامی میں ہے: ”شرط کونہ مسجدا ان یکون سفله و علوه مسجدا لینقطع حق العبد عنہ“ (ج ۶/ ۴۲۸) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۵ رذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ

(۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

پہلے کے ایک زمین دار صاحب نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور ساتھ ہی ایک کنواں بھی کھدوایا تاکہ مصلیٰ حضرات اس سے پانی نکال کر وضو بنائیں اور نماز پڑھیں، اس کنوئیں سے محلے کے لوگ بھی پانی بھرتے تھے رفتہ رفتہ وقت گذرتا گیا اور کنواں ٹوٹنے لگا، پانی بھی استعمال کے لائق نہیں رہا، اور مسجد کے مصلیان اپنے گھر سے وضو کر کے آتے تھے اور نماز پڑھتے تھے اس درمیان زمین دار کے لڑکے یا پوتے نے زمیندار کے انتقال کے بعد کنواں اور اس کے ارد گرد کی زمین زید کے ہاتھوں فروخت کر دی تو کیا ان کا فروخت کرنا اور زید کا خریدنا جائز ہے کہ نہیں؟ آگاہ فرمائیں۔

مسجد کے بعد راستہ ہے، اس راستے کے بعد کنواں ہے، اور تعمیر مسجد کے وقت یہ راستہ نہیں تھا،

بعد میں گاؤں کا راستہ ہو گیا ہے، اس راستے کے بعد زید کا مکان ہے اور صحن ہے، اس صحن میں ایک طرف کنواں ہے اور تین طرف زید کی زمین ہے، اگر کنواں کی زمین ناپ کر ایک طرف کر دی جائے تو زید کا صحن ایک طرف ہو جائے گا اور مسجد کا کنواں ایک طرف ہو جائے گا جس سے دونوں کو عمارت وغیرہ بنانے میں اچھا رہے گا اور مسجد کا ایک اچھا کمرہ تعمیر ہو سکتا ہے جس سے مسجد کا فائدہ ہوگا۔ اور کنواں کے بارے میں مصلیوں کی رائے ہے کہ جب ہینڈ پائپ وغیرہ نہیں رہتا تھا اس وقت کنواں کی ضرورت تھی، لیکن اب تو مسجد میں ہینڈ پائپ وغیرہ لگ گیا ہے، اس لیے کنواں کی ضرورت نہیں رہی، لہذا زید اس کنویں کو اپنا مکان وغیرہ بنا سکتا ہے، اس مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو اس سے آگاہ فرمائیں۔

المستفتی تعویل احمد عارفی محلہ بری پور محمد آباد گوہنہ مو

الجواب

کنوئیں کے ارد گرد کی زمین کی بیچ کے جائز و ناجائز ہونے کا دار و مدار اس پر ہے کہ زمیندار نے مسجد کے پاس ہی کچھ زمین بھی مسجد پر وقف کی تھی یا نہیں؟ وقف ہونے کا کاغذی یا شہادت عادلہ کے ذریعہ ثبوت ہو تو بیچ ناجائز ہوگی اور کسی قسم کا ثبوت نہ ہو، نہ مصلیوں کا کسی قسم کا قبضہ و عمل دخل اس زمین پر رہا ہو تو ظاہر یہی ہے کہ مالک نے وہ زمین وقف نہیں کی تھی، کنواں مسجد کے ساتھ اس کی ضرورت کے لیے بنوایا، اس لیے وہ وقف ہی قرار دیا جائے گا۔ اور اس کی بیچ ممنوع ہوگی۔

اس کے بعد سوال میں اس کنویں کے دوسری زمین سے تبادلہ کا حکم پوچھا گیا ہے تو وقف کا مسئلہ نہایت سخت اور آخرت کا سودا اور بے حد مشکل ہے، ہم صورت حال بیان کر دیتے ہیں، معطلی یہ خود فیصلہ کرے، ابواب فقہ میں ایک جگہ یہ لکھا ہے، وقف کو اس کی ہیأت سے بدلنا جائز نہیں، جیسے دوکان کو حمام یا حمام کو دوکان بنا دیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۹۵)

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۹۷ میں ہے: واقف نے وقف کرتے وقت بدلنے کی شرط ذکر نہ کی ہو تو یہ بدلنا ہرگز کسی حال میں جائز نہیں جب تک کہ اس سے انتفاع ممکن ہے، اگرچہ دوسری زمین کہ اس کے بدلہ میں ہے اس سے قیمت حیثیت اور منفعت میں بہت زائد ہو۔

”فانا امرنا بابقاء الوقف کماکان لا بزيادة“

کنواں یا اس کے ٹوٹنے کی صورت میں وہ زمین جہاں کنواں تھا اس سے مسجد کو کسی قسم کا فائدہ پہنچنا ممکن ہے یہ فیصلہ اس مسجد کے دیندار اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اس مسجد کے ذمہ دار مصلی کریں، ہمیں تو اس کاغذ سے فی الحال یہی نظر آ رہا ہے کہ اس تبادلہ میں زید کی ہی مصلحت ہے، کہ کنواں کی وہ زمین

زید کی خرید کردہ زمین کے بیچ میں پڑ رہی ہے، اس لیے وہ اپنی زمین اور کن ایک طرف کرنا چاہتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۲۶-۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) مسجد کی باہر والی لائٹ راہ گیروں کے لیے پوری رات جلا سکتے ہیں یا نہیں؟
 - (۲) مسجد میں نکاح ہوا۔ نکاح خوانی کی فیس حدود مسجد میں لینا کیسا ہے؟ و نیز لین دین کا پیسہ اگر کوئی مسجد میں بیٹھ کر دے تو لے سکتے ہیں یا نہیں؟
 - (۳) مسجد و مدرسہ کا امام اگر حج فرض کو جائے تو وہ امام حج کی تنخواہ پانے کا حق دار ہے یا نہیں؟
 - (۴) کوئی عالم بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے مدرسہ و مسجد سے دست بردار ہو جائے، مسجد و مدرسہ کی کمیٹی ان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا ماہنامہ وظیفہ مدرسہ کے فنڈ سے مقرر کرنے کا اختیار رکھتی ہے یا نہیں؟
- المستفتی محمد سعید اشرفی

الجواب

- (۱) وہاں کے عرف معبود پر عمل کیا جائے، جہاں شب بھر روشن رہتا ہے وہاں شب بھر رکنا چاہئے ورنہ نصف شب کے قریب تک۔ (فتاویٰ رضویہ ششم ص ۴۴۴)
- (۲) قرض، حقوق کا مطالبہ مسجد میں جائز ہے۔ یعنی جلد ۲ ص ۲۲۹۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۶۲۵ میں ہے۔

دنیوی بات کے لیے مسجد میں بیٹھنا حرام۔ اور نماز کے لیے مسجد میں جا کر دنیوی باتوں کا تذکرہ مکروہ ہے۔ مختلف کو مسجد میں مال تجارت کے ساتھ بیچ و شراء کی اجازت نہیں۔ بے سامان زبانی بیچ و شراء کر سکتا ہے مگر روزانہ اس کو معمول بنا لینا منع ہے۔

(۳) امام حج کی تنخواہ پانے کا حق دار نہیں۔

شامی میں ہے: اذا غاب المدرس عن المدرسة فان خرج مسيرة سفر ثم رجع ليس له طلب ماله مضي من معلومة بل يسقط كذا لو سافر لحج۔ (شامی جلد ۶ ص ۶۳۰)

مدرس مدرسہ سے مسافت سفر کی دوری پر چلا گیا۔ حج کے لیے ہی کیوں نہ گیا ہو۔ تو ایام غیر حاضری کی تنخواہ کا اسے حق نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۳۶۹)

(۴) اگر اس وقف کی آمدنی میں قدیم ایام سے ایسے مصارف ادا کرنے کا رواج ہو تو پنشن دی جاسکتی ہے، رواج نہ ہو تو نہیں دی جاسکتی، کمیٹی کے لوگ اس کام کے لیے نیا وقف کریں۔ یا مسلمانوں سے

Click For More

اسی کام کے لیے چندہ وصول کر کے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

در مختار میں ہے: لیس للقاضی ان یقرر وظیفۃ فی الوقف بغیر شرط الواقف۔

قاضی واقف کی تصریح کے خلاف کوئی نیا وظیفہ جاری نہیں کر سکتا۔ (در مختار سوم ص ۳۱۷) واللہ

تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۵/ صفر المظفر ۱۳۱۷ھ

(۵۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سنی تبلیغی جماعت کے نام کا فنڈ ہے جس کو تعلیم دین کے فروغ کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اور اس

میں حیلہ شرعی بھی اس نیت سے کیا جاتا ہے کہ اس کو تعلیم دین کے فروغ کے لیے خرچ کیا جائے۔

اس رقم کو ان مسلمانوں پر جو ناگہانی حادثہ میں مبتلا ہو گئے خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی محمد سلیم امجدی باسنی ضلع ناگوررا جستان

الجواب

اداروں میں آمدنی کے دو ذریعے ہوتے ہیں۔ موقوفہ جائداد ہو اس سے آمدنی ہوئی ہو، یا لوگ

عطیہ، چندہ دیں دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

چندہ چندہ دینے والوں کی ملک پر ہوتا ہے۔ وہ اسی مصرف میں صرف کیا جائے جس کے لیے

مانگا گیا ہے۔ جو فاضل ہو اگر کسی دوسرے مصرف میں خرچ کرنا ہو تو چندہ دینے والوں سے دوبارہ اجازت

لینی پڑے گی۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ ششم ص ۳۳۶-۳۶۸)

زکوٰۃ کی رقم جو حیلہ کر کے مد تعلیم میں خرچ کرنے کے لیے جمع ہوئی چندہ ہے۔ اگر ضرورت سے

فاضل ہو تو ناگہانی حادثات میں خرچ کرنے کے لیے چندہ دہندگان کی اجازت لینی ضروری ہے۔

اگر وقف کی جائداد سے وہ آمدنی ہو اور مصارف وقف میں ناگہانی حادثات کا بھی ذکر ہو تو وہ رقم

ان مصارف میں خرچ کی جاسکتی ہے۔ (بہار شریعت حصہ دہم ص ۵۹)

اور ناگہانی حادثات کا ذکر نہ ہو تو وہ رقم ایسے مصارف میں صرف نہیں ہو سکتی۔ البتہ بطور قرض لیکر

ان مصارف میں خرچ ہو سکتی ہے۔ پھر چندہ کر کے قرض ادا کیا جائے۔ (ایضاً ص ۷۷) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲/ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

(۵۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک مسجد ہے جس کو دو محلہ کے لوگ ملکر چلاتے ہیں، مسجد میں گیارہ سال قبل ایک مولوی صاحب

امام رکھے گئے۔ وہ محلہ کے مدرسہ میں پڑھاتے اور مسجد کے حجرے میں رہتے تھے۔ دو گھروں سے کھانا آتا

تھا، اس طرح ان کے قیام و طعام کا انتظام تھا۔

مسجد کے سامنے کھلی زمین تھی جس کو اس کے مالک نے مسجد پر وقف کر دیا تھا۔ لوگوں نے عوامی چندہ سے اس میں مدرسہ بنوایا جس میں غسل و طہارت پائخانہ کا باقاعدہ انتظام کیا۔ دیگر قومی ضروریات کے لیے الگ بڑا ہال بنایا۔

تعمیر مدرسہ کے بعد مولانا صاحب اپنے بال بچے گھر سے لے آئے۔ اور مدرسہ میں مقیم ہو گئے، ہال پر بھی قبضہ کر لیا۔ مسجد کی ٹینگی سے مدرسہ کا پائپ لگا کر پانی مولانا اپنے استعمال میں لاتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب کو مدرسہ کی عمارت کو ایسا مکان بنانا اور قومی ضرورت کے وقت کسی کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دینا۔ جائز ہے؟

الجواب

مسجد کے سامنے پڑی ہوئی زمین کو اللہ تعالیٰ کے جس بندے نے وقف کیا تو مسجد کے لیے وقف کیا یا مدرسہ بنانے کے لیے؟ یا جیسا کہ آپ نے بیان دیا کہ بارات ٹھہرانے کے لیے، اگر مسجد کے لیے وقف کیا۔ تو اس میں مدرسہ بنانا جائز نہیں۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۸۱ پر ہے: موقوف علیہ مسجد کو مدرسہ میں شامل کر لیا جائے یہ حرام ہے، ہاں وہ زمین مسجد سے کرایہ پر لے کر اس میں مدرسہ چلا سکتے ہیں۔ اور زمین مسجد پر وقف ہو تو اس میں بارات بھی معاوضہ لے کر ٹھہرا سکتے ہیں۔ اور معاوضہ مسجد کے لیے صرف ہو۔ اور وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف ہو تو اس میں مدرسہ بنانا جائز ہے۔ البتہ مدرسہ کا مکان بنانے والوں نے چونکہ اس میں بارات ٹھہرانے کی بات مکان بناتے وقت کی تھی تو وہ عمارت بارات وغیرہ کے لیے استعمال میں آسکتی ہے۔

البتہ زمین کا کرایہ وصول کیا جائے اور مدرسہ میں صرف ہو۔ المختصر واقف نے جس کام کے لیے وقف کیا زمین کو اسی مصرف میں صرف کرنا چاہئے۔ عام فقہ کی کتابوں میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع ولا يجوز تغیر الوقف عن ہیئته" رہ گیا امام صاحب کا مسئلہ تو جب مکان وغیرہ دینا مسجد کی طرف سے طے نہیں اور مدرسہ کی طرف سے بھی امام صاحب سے طے نہیں تو اس پر قبضہ کر کے اپنے بال بچوں کو رکھنا اور مسجد کے پائپ کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا یا مدرسہ میں اس سے پانی لینا ضرور منع ہوگا۔ جتنے دن انہوں نے مدرسہ یا مسجد کی چیزوں کو اپنے استعمال میں رکھا یا مدرسہ کی عمارت میں رہے، اس کا ان سے کرایہ وصول کیا جائے گا۔ اور انہیں بے دخل کر کے وقف کو اس کے جائز مصارف میں لگا با جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان، اعظمی، مدرس العلوم گویا، مؤ ۷ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

(۵۲-۵۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) فاسق کو مسجد کا متولی یا صدر سکرٹری بنانا اور اس کا بننا کیسا ہے؟۔

(۲) جو متولی ضروریات مسجد کی خبر گیری نہیں کرتا، باوصف درخواست اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا

اور اہل محلہ کی پشتدہی میں اپنی توہین سمجھتا ہے، ایسے شخص کو متولی رہنے پر شرعاً کیا حکم ہے۔

شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی محمد شفیق بریلی شریف ۱۲ اگست ۱۹۹۶ء

الجواب

(۱) درمختار میں ہے: وینزع وجوبا غیر مامون او عاجزا و ظہر بہ فسق۔ (ج ۶/۴۵۳)

متولی خائن یا عاجز ہو یا فاسق تو اس کو تولیت سے علیحدہ کرنا واجب ہے۔

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۹۵ میں ہے: شخص مذکور جب کہ تعمیر ضروریات مسجد کا مانع اور

مزاحم ہے تو بدخواہی مسجد کے سبب اس کا معزول کرنا واجب تھا۔ ص ۳۹۴ پر ہے شخص مذکور کو اگر متولی فرض

بھی کریں تو اور مسلمانان محلہ کی تعمیر میں اس کی کوئی اہانت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۵۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے محلہ میں ایک مسجد سے لگ کر اسی لائن میں چھ سات دوکان بھی نکالی گئی ہے، اور اس کا

کرایہ مسجد ہی کی مصرف میں خرچ کیا جاتا ہے، ساری دوکان مسلم ہی کو دی گئی ہے، ٹھیک اسی دکان کے اوپر

ایک منزلہ عمارت بھی بنائی گئی ہے، اس کے اوپری حصہ کا نقش و نگاری بالکل مسجد ہی کی طرح ہے، دیکھنے

میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی مسجد ہی ہے، جشن چراغاں وغیرہ پر اس کے اوپری حصہ کو سجایا جاتا ہے،

دوکان کا اوپری حصہ بالکل ہال نما ایک بڑا کمرہ ہے جو کہ خالی پڑا ہوا ہے، اس سے کچھ دن پہلے اس پر نماز

جمعہ پڑھائی جاتی تھی، اور اب نہیں پڑھائی جاتی ہے۔ جمعہ کے ساتھ ساتھ عیدین کی بھی نماز پڑھی جاتی

ہے، دوکان کے اوپر جو حصہ ہے اس کا راستہ الگ سے ہے اور اوپر جہاں نماز پڑھی جاتی ہے اس کا راستہ

مسجد کے اندر سے ہے۔ دوکان کے اوپر ایک ہال نما کمرہ تھا، اس پر سلیپ دیا گیا ہے اب جمعہ و عیدین کی

نماز اس کے اوپر ہوتی ہے تو اب اس دوکان کو کسی سودی بینک کے کاروبار میں کرایہ پر دیا جاسکتا ہے؟ اور

اس کا کرایہ مسجد کے مصرف میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ابو نصر خان آس بی بی جامع مسجد کلیان روڈ ضلع تھانہ مہاراشٹر

Click For More

الجواب

سوال کے الفاظ مبہم ہیں، اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ مسجد کی دوکانوں کی مذکورہ چھت مسجد میں شامل کی گئی یا نہیں؟ اگر مسجد میں شامل کی گئی ہو تو اس پر عمارت بنائے یا بلا عمارت بنائے کسی قسم کے کرایہ پر دینا جائز نہیں، فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۲۳۶ پر ایک ایسی مسجد کے بارے میں سوال ہوا جس کی دوکانوں کی چھت مسجد میں شامل تھی۔ تو مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، وہ چھت مسجد ہے، اسے مسجد سے توڑ کر دوکان میں ڈال دینا، ایک حرام اور اسے بالا خانہ حجرہ صحن و گذرگاہ بنانا دوسرا حرام، اور اسے کرایہ پر اٹھانا تیسرا حرام۔

ہاں اگر بہ تحقیق یہ ثابت ہو کہ یہ چھت کبھی مسجد نہیں رہی تو اس کو دوکان بنانا اور کرایہ پر دینا بالخصوص اس صورت میں کہ اس کا راستہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے، جائز ہوگا۔ لیکن کسی ایسے کاروبار کے لیے جو شرعاً حرام ہو، جیسے یہاں ایک ایسے بینک کو قائم کرنا جس کے سب مالک مسلمان ہیں اور بینک سودی کاروبار کریگا اور اس کا علی الاعلان ہونا پڑوسی مسلمانوں کے لیے ضرور باعث ضرر ہوگا، شرعاً منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۱۶۶) حدیث شریف میں ہے: "اتقوا مواضع التہم"۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی نئس العلوم گھوسی ضلع مسو ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۷۱ھ

(۵۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے قصبہ خیر آباد میں صدیوں پرانی مسجد ہے جو دور حاضر کی آبادی کے لحاظ سے جمعہ اور موسم سرما میں تراویح اور دیگر امور کے لیے ناکافی ہے جس کی وجہ سے مسجد کی توسیع ضروری ہے۔ اور مسجد کے آگے اور بائیں طرف برسوں پرانی کچھ قبر کے ہلکے ہلکے نشانات معلوم ہوتے ہیں نیز پورے قصبہ میں اور کوئی پرسکون جگہ نظر نہیں آتی جہاں مسجد تعمیر ہو۔ اور مسلمان وہاں اکٹھا ہو کر دینی اجتماع یا کسی دینی امر پر باسانی مشورہ کر سکیں، جبکہ مذکورہ بالا جگہ پر باسانی سہولت فراہم ہیں۔

لہذا گزارش ہے کہ بشکل مجبوری مسجد کی تعمیر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث اور علما کے اقوال کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔
المستفتی: انجمن کمیٹی خیر آباد اور اجستھان کوٹہ

الجواب

قبرستان کو مسجد بنانا جائز نہیں فقہ کی عام کتابوں میں ہے: لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته۔
عالمگیری میں ہے: المقبرة فی القری اذا اندرست ولم یبق فیہا آثار الموتی ولا

العظم ولا غیرہ هل یجوز زرعا واستغلالها قال لا ولها حکم المقبرة۔ (ج ۲/۵۰۷)

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مقبرہ سے قبر کے نشان مٹ جائیں، ہڈیاں بھی سرنگل کر مٹی ہو جائیں تو بھی اس کو کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں۔ اس جگہ کا حکم اب بھی مقبرہ کا ہے۔ ہاں وہاں اب اگر مردے دفن نہ ہوتے ہوں تو ایسی جگہوں پر جہاں قبر نہ ہو قد آدم ستون ڈال کر اس پر چھت ڈال دی جائے اور اس چھت کو مسجد میں شامل کر لیا جائے، تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوا ۲۱ھ رجب ۱۷۷ھ

(۵۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

اشرف علی اور افضل حسین نے پندرہ سال قبل اپنی ایک زمین وقف کی جس پر پوری قریشی برادری نے مل کر مدرسہ بنایا۔ جس میں بچوں کی تعلیم ہو رہی ہے اور برادری کے سبھی لوگ چندہ سے اخراجات پورے کر رہے ہیں۔ اشرف علی صاحب کا کہنا ہے کہ زمین ہم نے وقف کی ہے، اس لیے ادارے میں ہماری مرضی چلے گی۔ افضل حسین کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ عوامی ادارے سب کے رائے مشورے سے چلتے ہیں، اس میں کسی کی من مانی نہیں چلے گی۔ آپ اپنے حصہ کی زمین کی قیمت ہم سے لے لیں اور ایسا نہ کہیں۔

عبدالجید و افضل حسین قریشی تین سکیا آسام

الجواب

وقف کی جائداد کی ملکیت بندے سے اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اس پر وقف کا بھی کوئی مالکانہ اختیار نہیں رہتا، نہ اس کو کسی کے ہاتھ بیچا جاسکتا ہے، نہ دام لیا جاسکتا ہے۔ عالمگیری میں ہے:

هو حبس العين على حكم ملك الله تعالى على وجه تعود منفعة الى العباد و فيلزم ولا يباع ولا يوهب ولا يورث۔ (ج ۲/۴۱۶)

اس لیے اشرف علی صاحب یا اور کوئی اس وقف میں وقف کے شرائط کے خلاف من مانی چلانا چاہیں تو شرعاً غلط اور ناجائز ہوگا۔ پھر جب اس زمین پر پوری قریشی برادری نے مل کر تعمیر کی ہے تو وہ لوگ بھی اس وقف میں شریک ہو گئے۔ اور افضل حسین صاحب کی یہ بات صحیح ہے کہ اس قسم کے عوامی ادارے سب لوگوں کی رائے اور مشورے سے چلتے ہیں، اور سب کے لیے شرط یہی ہے کہ دیانت داری سے صحیح راستہ پر وقف کو چلایا جائے۔ ثامی میں ہے: نو ينزع وجوباً لو الواقف فغير بالاولى اذا كان خائفا۔ (ج ۶/۲۵۳) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوا ۱۲ شعبان ۱۷۷ھ

(۵۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید و عمر نے ایک عالم دین کی خیر خواہی میں اسے ملک بدر ہونے سے بچانے کے لیے ایک مکان

کرایہ پر لیا اور ساتھ ہی ایک جماعت کی بنیاد رکھی جس کا باقاعدہ ۲۵ اگست ۱۹۸۹ء کو اندراج کر دیا گیا۔ اس عالم دین کی رہائش اور تنخواہ اور دیگر ضروری انتظامات مکمل کرنے کے بعد نماز اور دین اسلام کی تعلیم کے لیے مستقل جگہ ڈھونڈی جانے لگی، خداوند کریم کا کرنا۔ ایک سال کے اندر ۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو ”ہود کاف“ پر ایک جگہ خریدی گئی جس کی قیمت بمعہ تمام اخراجات کے بہتر ہزار گاڑنی ۷۲۰۰۰۔ جس طرح پوری کی گئی تفصیل درج ذیل ہے ۳۰۰۰۰ گلڈرز اور اس کی خاندان سے جمع کی گئی۔ ۱۰۰۰۰ گلڈرز عمر اور ایک اس کے خاندان سے جمع کی گئی ۱۲۵۰۰۰ جماعت کے چندہ میں سے موجود تھے۔ ۲۵۰۰۰ قرض لیا گیا جس میں سے ۱۰۰۰۰ گلڈرز ابھی باقی ہے۔

جگہ ملنے پر باقاعدہ وہاں نماز پنجگانہ ادا کی جانے لگی اور ساتھ ہی ساتھ وہاں دین اسلام کا کام بھی شروع ہو گیا، یہاں تک کہ بعد میں جمعہ کی نماز کا بھی اہتمام ہونے لگا، مسلمان بھائیوں کی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے جماعت کے اراکین نے اسے باقاعدہ مسجد بنانے کا ارادہ کر لیا۔ جس کے لیے باقاعدہ حکومت وقت سے منظوری بھی لے لی گئی۔

مسجد اور جماعت ۱۹۰۹ء سے ۱۹۹۳ء تک نہایت حسن و خوبی سے چلتی رہی، تمام اراکین ہمیشہ باہمی صلاح و مشورہ سے کام کرتے رہے۔

اس عرصہ کے درمیان جماعت کے ایک فرد بکرنے جماعت کے پیسوں سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کر دیا اور مسجد کے نام سے کاروبار کرتے ہوئے حکومت کا ٹیکس بھی نہ دیا۔ زید و عمر کو اس بات کا علم اس وقت ہوا جب حکومت کی طرف سے مسجد کے نام مبلغ بیس ہزار گلڈرز کا بل آیا۔ اور ساتھ بل کے مقررہ وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں مسجد کو نیلام کر دینے کی دھمکی کا خط بھی۔ یہ خط عمر کو ملا جسے لے کر وہ زید کے پاس آیا، زید اور بکر کی اس ناجائز حرکت پر سخت ناراض ہوا بلکہ عمر نے بکر کو بہت سخت دست بھی کہا اگرچہ وہ ان کا رشتہ دار ہی تھا۔

جماعت اور مسجد کو بچانے کے لیے زید و عمر وکیل کے پاس بھی گئے اور بعد میں بکر نے وکیل کے پاس جا کر پیسے واپس کرنے کا وعدہ بھی کر لیا۔

اسی دوران میں سب باتوں سے تنگ آ کر یایوں کہتے کہ جان چھڑانے کے لیے وہ اپنا اسمٹھی نامہ بھی بھیج چکا تھا، اس پر ایک مینٹنگ کے درمیان اپنے وعدہ کا صاف انکار بھی کر دیا۔ اس پر عمر نے کہا کہ ہمیں بکر پر مقدمہ چلانا چاہئے دوسری طرف یہ ہوا کہ عمر کے بیٹے سکریری نے بکر خازن کے ساتھ مل کر زید و صدر و متولی کو جماعت اور مسجد سے بے دخل کا نوٹس بھی دے دیا۔

اس طرح مسجد اور جماعت کے صدر و متولی اور خزانچی اور سکریٹری میں اختلافات نے دوسری شکل اختیار کر لی، اس پر بھی زید نے ہر ممکن طریقہ سے بمشورہ علمائے دین اور ملک کی دوسری غیر متعلقہ سنی تنظیموں کی مدد سے اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی پوری کوشش کی، مگر دوسری جانب سے کوئی مثبت رد عمل نہیں ہوا۔ آخر زید نے تنگ آ کر حکومتی عدالت سے رجوع کیا جو تاہنوز جاری ہے۔ اس دوران ایک نئی بات کا انکشاف ہوا۔ وہ یہ کہ خازن اور سکریٹری نے موجودہ مسجد اور جماعت کی رکنیت سے علیحدگی اختیار کر کے ایک جماعت میں شمولیت اختیار کر لی، بلکہ ان کو اپنی جگہ رکھ دیا۔ اور جماعت اور مسجد کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے جماعت اور مسجد کا نام ہٹا کر اپنی جماعت کا نام دے دیا، یہی نہیں بلکہ زید کی صلاح جوئی کی ہر کوشش کو نئی جماعت کا قابض صدر ابلسی کوشش قرار دیتا ہے۔

علمائے اہل سنت و اہل دین مصطفیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض گزار ہے کہ قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں۔

☆ آیا زید اب بھی عند اللہ اور عند الشرع مسجد کا بانی اور متولی اور جماعت کا صدر ہے کہ نہیں؟

☆ اور اس طرح کسی صدر اور متولی کو برطرف کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

☆ کسی مسجد کے بانی اور متولی اور صدر کو اپنے کسی رکن کی بددیانتی پر ٹوکنے کے نتیجہ میں خود اسے

اپنے عہدہ سے برطرف کر دینا کیا جائز ہے؟

☆ سارے حالات جاننے کے بعد جو عمارت پر قبضہ جما کر اصل نام مٹا کر اپنا لکھ دینا کیا جائز ہے؟

☆ کیا اس مسجد کے بانی اور متولی اور صدر کی مثبت کوششوں کو شیطانی کوششیں قرار دینا جائز ہے؟

آپ حضرات کی طرف سے قرآن و سنت اور اسلامی قانون کے حوالہ سے حل کا اور فیصلہ کا محتاج

العارض محمد صدیق محمد عبدالواحد

ہے۔

الجواب

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۱۱ میں ہے۔ ”مفتی صورت سوال کا جواب دے گا، اسے اس سے

بحث نہیں کہ صورت واقع کیا ہے، اگر آپ کا بیان صحیح اور واقع کے مطابق ہے تو آپ کے سوالوں کا جواب

مندرجہ ذیل ہے۔

متولی تو ایک بڑا عہدہ دار ہے، کسی معمولی ملازم کو بھی بلا کسی شرعی عذر کے عہدہ سے الگ کرنے کا

کسی کو شرعاً حق نہیں۔ در مختار میں ہے: ”لا یصلح عزل صاحب وظیفۃ بلا جنحہ“ (ج ۶/ ۵۸۸)

شرعی تصور کے بغیر کسی عہدہ والے کو اس کے عہدہ سے الگ کرنے کا کسی کو شرعاً حق نہیں۔

Click For More

وہ شرعی اعذار جن کی وجہ سے آدمی تولیت کا حق دار نہیں رہ جاتا حسب ذیل ہیں۔
در مختار میں ہے: وینزاع و جو با غیر مامون او عاجز او ظہر بہ فسق۔ (ج ۶/۴۵۳)
وقف کی تولیت سے اس کو الگ کر دیا جائے گا جو خیانت کا رہو۔ عاجز اور کام کے لائق نہ ہو۔
یا فاسق معلن ہو۔

پھر اسلام میں ولی مقرر کرنے یا اس کو بعد شرعی معزول کرنے کا حق واقف کا ہے۔

در مختار میں ہے: "ولایة نصب القیم الی الواقف" (ج ۶/۴۹۶)

اور صورت مسئولہ میں واقفین میں خود زید عمران کے خاندان والے اور عام مسلمانوں کی جماعت ہے۔ تو جب تک ان کی اکثریت معقول عذر کی بنا پر کسی کو عہدہ سے برطرف نہ کرے۔ زید کو تولیت سے علیحدہ کرنے کی کوئی سبیل نہیں۔ نہ کہ چند خیانت کار اور ان کے مددگار جو اپنی خیانت کے بعد عہدہ سے خود برطرف ہو گئے، مسجد پر ان کا قبضہ ظلم و زیادتی ہے۔ اور ایسے غلط کار لوگوں کے تسلط سے مسجد کو آزاد کرانے والوں کی کوششوں کو شیطانی حرکت قرار دینا قابل سزا جرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲ محرم ۱۴۱۸ھ

(۵۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک سنی متقی عالم دین تھے۔ جو ایک گاؤں میں تدریس و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے تھے اور وہاں کے مکتب کو ترقی دیکر بہترین دارالعلوم بنا دیا، ان کی بے لوث مخلصانہ دینی خدمت اور ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو ان سے بے پناہ محبت ہو گئی۔ چک بندی کے موقع پر انہیں کی کاوشوں سے طلبہ کے کھیل کود کے نام پر ایک قطعہ آراضی بھی مدرسہ کو مل گئی۔ جب مولانا صاحب کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے لوگوں سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اگر گاؤں کے لوگ اجازت دیں تو مجھے اس زمین (چکبندی سے حاصل شدہ) میں دفن کیا جائے، ورنہ اسی گاؤں کے عام قبرستان میں دفن کر دیا جائے، اگر عوام یہاں قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ دیں تو میری نعش میرے وطن لے جا کر میرے آبائی قبرستان میں مجھے سپرد خاک کیا جائے۔

زید کے انتقال کے وقت پورے علاقے کے لوگوں نے بالاتفاق انہیں مدرسہ کی اس زمین میں دفن کیا۔ جنازہ و دفن میں ایک اندازہ کے مطابق علاقہ کے بارہ ہزار لوگ شامل تھے۔ سب کی یہی خواہش تھی کہ مولانا صاحب کو اسی زمین میں دفن کیا جائے، صرف ایک شخص نے یہ کہا تھا کہ مولانا صاحب کو مدرسہ کی زمین میں دفن نہ کیا جائے۔ مولانا صاحب کے انتقال کو ڈھائی سال کا عرصہ گزر گیا، ہر سال ان کا

عرس بھی ہوتا ہے اور علاقہ کے عوام نے ان کا مزار بھی تعمیر کر دیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ زمین جو مدرسہ کو چک بندی کے دوران حاصل ہوئی تھی اس میں مولانا صاحب کو دفن کرنا کیسا تھا، جائز تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اب کیا صورت ہوگی؟ بینوا تو جر و اکتسفتی: مرغوب الحسن جعفر آباد پوسٹ بڑھرا بھورا ضلع بلرام پور

الجواب

صورت مسئلہ میں جو زمین مولانا مرحوم نے طلبہ کے کھیل کود کے لیے مدرسہ کے نام سے کرائی وہ گورنمنٹ کاغذات میں تو ہمیشہ کے لیے مدرسہ سے متعلق ہوگئی، مگر شرعاً وقف نہیں ہوئی۔ عالمگیری جلد دوم ص ۳۵۳ میں ہے: و اما شرائطه فمنها ان یکون قربته فی ذاته و عند التصرف۔ وقف کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ کارِ ثواب کے لیے ہو اور کھیل کود کا رِثاب نہیں تو اس کے لیے دی ہوئی زمین بھی شریعت کے نزدیک موقوف نہیں، نہ اس میں وقف کے احکام جاری ہوں گے۔

پس گورنمنٹ نے اس زمین میں تصرف کا حق جن لوگوں کو دیا، جب سب نے مل کر اس زمین میں حضرت مولانا کو دفن کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید ہے کہ اس سلسلہ میں مولانا اور ان کے معتقدین کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا، نہ اس میں قبر بنانا تصرف بے جا ہوگا۔ چکبندی کے موقع پر عام طور سے گورنمنٹ ہر گاؤں میں اس انواع کے مصارف کے لیے کچھ زمین دیتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۴ رجب ۱۴۱۸ھ

(۵۹-۶۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک کافر نے اپنی زمین مسجد کے نام کر دیا اور وقف کرنے کے بعد مر گیا۔ اب مسلمان وہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ آیا کافر کی وقف کردہ زمین پر مسجد بنانا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو کیا کوئی شرعی حیلہ ہے یا پھر اس زمین کو کیا کیا جائے؟

(۲) عمر نے اپنی زمین مسجد کے نام وقف کر دیا، مگر مسجد کے نام لکھا نہیں جس میں آج تک نماز ہوتی رہی۔ اب جبکہ مسجد از سر نو تعمیر ہونے والی ہے تو عمر کا کہنا ہے کہ میں اپنی زمین کو مسجد کے نام اس وقت لکھوں گا جبکہ مسجد پر میرے خاندان میں سے کسی کا نام لکھا جائے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ وقف کرنے کے بعد عمر کو اس طرح کی کوئی شرط لگانے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ اکتسفتی: محمد محبوب عالم اشرفی بڑا گاؤں گھوسی

Click For More

الجواب

(۱) فتاویٰ رضویہ میں ہے: اگر وہ زمین کسی مسلمان کو ہبہ کر دی اور مسلمان نے اس میں مسجد بنوادی تو جائز ہے اور اس میں نماز مسجد میں نماز ہے اور اگر بے تملیک مسلم اپنی ہی ملک میں رکھ کر مسجد بنوادی تو مسجد نہ ہوئی۔ اس میں نماز پڑھنے میں مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔ مگر چونکہ اس کے اذن سے ہے تو نماز درست ہے۔ آپ کے سوال کی عبارت خوب واضح نہیں، اگر یہ مطلب ہے کہ اس نے اس طرح کہا کہ زمین لو اور مسجد بنا لو، تب تو اس میں مسجد بنا جاتا ہے اور اگر یہ کہا کہ میں نے اس زمین کو مسجد کیا تو زمین نہ وقف ہوئی نہ مسجد۔ لیکن چونکہ قانوناً اس پر مسلمان کا قبضہ ہے، اس لیے اگر وہاں مسجد بنا کر نماز پڑھیں نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر قانوناً حق مزاحمت نہ رہا ہو تو حقیقتہً بھی وہ مسجد ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ ششم ص ۴۰۱)

(۲) سنت نبویؐ کے بعد واقف کو کسی نئی شرط کے اضافہ کا حق نہیں۔ لایجوز لہ ان

يفعل الا ما شرط وقت العقد (اسعاف بحوالہ فتاویٰ رضویہ ششم ص ۳۴۲)

لیکن نیت خیر سے اگر واقف کا نام کسی ایسی جگہ لکھ دیا جائے کہ نماز پڑھتے وقت مصلیوں کی نگاہ اس پر نہ پڑے اور مقصد یہ ہو کہ بعد میں آنے والے لوگ بھی اس کے لیے دعائے خیر کریں تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۱۴ رجب ۱۴۱۸ھ

(۶۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے کو سنی صحیح العقیدہ ظاہر کرتا ہے جبکہ زید کی بیوی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتی ہے۔ زید نے اپنی لڑکی کی شادی شیعہ لڑکے سے کی جس میں سنی و شیعہ دونوں علمائے کرام کو دعوت دی لیکن نکاح خوانی کا کام سنی علماء سے نہ لے کر شیعہ علماء سے انجام دلایا۔

(۱) کیا یہ شادی شریعت مطہرہ کے نزدیک جائز ہے؟

(۲) کیا شریعت مطہرہ کے مطابق ایسے شخص کو جس نے ایسا فعل دانستہ کیا کسی دینی ادارے یا

مسجد وغیرہ کارکن بنایا جاسکتا ہے؟

(۳) اگر کسی نے ان باتوں کو جانتے ہوئے اس کو کسی دینی ادارے کا کارکن بنایا تو ایسے شخص کے

اوپر کیا حکم صادر ہوتا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد مشتاق احمد نوری رضوی مکان نمبر ۳۱/۳۶۱ پورہ بنارس

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الجواب

فتاویٰ رضویہ کتاب الفرائض ص ۴۱۴ پر ہے: ”بالجملہ رافضیوں تبراہیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار و مرتد ہیں۔ ان سے مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔“ مرد و عورت میں سے کوئی رافضی ہوسنی کے ساتھ اس کے نکاح کا یہی حکم ہے۔

پس بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئلہ میں زید پر ہلکا حکم شرعی علی الاعلان ارتکاب حرام اور فسق کا ہے۔ ایسے شخص کو کسی دینی ادارے کا رکن بنانا یا کوئی اعزاز کا درجہ دینا خود فسق ہے۔ عام کتب فقہ میں ہے: لانا امرنا بتحقیر ہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۱۵ رجب ۱۴۱۸ھ

(۶۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

﴿وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۴] اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کام سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

آیت کریمہ کو نظر رکھتے ہوئے اور حدیث پاک ”کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ“ (الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی: ۱/۴۷) کو دھیان دیتے ہوئے اپنا فرض یہی سمجھتا ہوں کہ علمائے دین و مفتیان شرع متین سے معلوم کر کے مسلمانوں کے گوش گزار کروں تاکہ میں زمرہ پیروان ”وما علینا الا البلاغ“ میں شمار کیا جاؤں ورنہ مجھ ہیچ مداں میں نہ علمی معلومات ہے نہ عقلی قوت نہ مالی پونجی ہے۔ خدا کا بھروسہ اور رسول کا وسیلہ بزرگان دین کی دعا کا سہارا ہے۔

مسجد کے فرش کا پتھر جس پر عرصہ دراز تک (تخمیناً پچاس سال تک) نماز پڑھی گئی ہے اس پتھر کو فرش سے علیحدہ کر کے مسجد کے باہر چبوترے پر فرش بنا لیا ہے۔ جس پر عام طور سے لوگ اٹھتے بیٹھتے ہیں، بچے کھیلتے ہیں، چھوٹے بچے پیشاب و پاخانہ بھی کر دیتے ہیں۔ نیز کتے بیٹھتے ہیں اور کتے غلاظت بھی کر دیتے ہیں۔ صورت حال میں اس پتھر کا فرش چبوترہ پر بنانا درست ہے یا نہیں؟ فرش بنانے سے کوئی گنہگاری عائد ہوگی یا نہیں؟

جو درست ہو تھلا کر لوگوں کو ہدایت پانے والا بنائیں اگر وہ پتھر کا فرش بنانا علاوہ مسجد کے درست

Click For More

نہیں ہے تو کیا چھت میں کام آسکتا ہے؟۔

(۲) مسجد کی چٹائیاں شادی بیاہ میں لے کر اس پر گوشت کٹوانا جس سے وہ خون میں تر ہو کر خراب ہو جاتی ہیں۔ پھر دھو کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ یا اس کے بدلے میں نئی چٹائیاں لوگ دے دیتے ہیں یہ درست ہے؟۔

(۳) مسجد کی چٹائیاں میت کے کفن و دفن کے واسطے لینا بعد کفنانے کے واپس دینا، یا دفن قبر میں رکھنا بعد میں نئی چٹائیاں مسجد میں رکھنا درست ہے۔ یہ سب طریقے غلط اور خلاف ادب ہیں، ان سے کوئی مواخذہ آخرت ہوگا یا نہیں؟۔ حق اور جائز عمل بتلا کر بندگان خدا کو ہدایت فرمائیں۔ فقط والسلام
المستفتی: حاجی محمود الحسن خادم قوم و ملت مقام سرانے سرجی بنارس
۱۰ ربیع الاول ۸۳ھ خادم قوم و ملت، جواب جلد عنایت کریں۔

الجواب

ادب کا تقاضہ تو یہی ہے کہ ان پتھروں کو ایسی جگہ لگایا جائے جہاں ان کی بے حرمتی نہ ہو۔ درمختار میں ہے: "حشیش المسجد و کناستہ لا یلقى فی موضع یخل للتعظیم" مسجد کا کوڑا بے ادبی کی جگہ نہ ڈالا جائے۔

تو جب کوڑا کرکٹ کا یہ حال ہے وہ پتھر تو بدرجہ اولیٰ اس کا مستحق، اس لیے حتی الامکان اس سے بچا جائے یا کوئی مجبوری ہو تو اور بات ہے۔ مسجد کی کوئی چیز اپنے استعمال میں لانا ناجائز۔ عالمگیری میں ہے "لا یحمل سراج المسجد الی بیتہ (ج ۲/ ۵۰۲)" اور اگر اس میں کچھ نقصان کیا تو اس کا تاوان دینا پڑے گا، اسی میں ہے "لو تلف به شیء یضمن" واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عنفی عنہ
الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۶۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کو ایک وقف کمیٹی کا صدر یہ جان کر بنایا کہ زید اس انتخاب کے آٹھ گھنٹہ بعد سفر حج پر روانہ ہو جائے گا، اور تین ماہ کے بعد زید سفر حج سے واپس آیا۔ اپنے اعزاء سے ملنے گیا۔ پھر وقف کمیٹی میں شرکت کرنے لگا۔ حال ہی میں زید کے خلاف ممبران کی طرف سے ایک عدم اعتماد تحریک آئی۔

عدم اعتماد کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس تحریر میں لکھا ہے کہ صدر صاحب اوقاف کے معاملہ میں دل چسپی نہیں رکھتے اور دلچسپی نہ رکھنے کی وجہ یہ بیان کی کہ چناؤ کے بعد وہ فوراً حج کو چلے گئے۔ اور چونکہ حج

Click For More

کو چلے گئے اس وجہ سے دلچسپی نہیں لی۔ لہذا ہمیں ان پر اعتماد نہیں ہے۔
دریافت طلب امر یہ ہے کہ عدم اعتماد کی جو وجہ بیان کی، عند الشرع ایسے شخص کے لیے کیا حکم
ہے۔ کیا اس میں عدم اعتماد پیش کرنے والوں نے حج روکنے کی سعی نہیں کی؟ شریعت کے حکم سے آگاہی کی
جائے۔ صدر کی عدم موجودگی میں نائب صدر نے کام کیا، اور جو کام صدر کرتا وہی کام نائب صدر نے کیا۔
فقط بنواؤ تو جروا

نوٹ: زید کا یہ پہلا حج فرض تھا۔
المستفتی: ازہر علی حاجی عبدالقیوم، عبدالرشید جو دھپور راجستھان

الجواب

اکبر الہ آبادی نے جب یہ شعر لکھا تھا:

رپٹ لکھوائی ہے یاروں نے یہ جا جا کے تھانے میں کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں
تو سبھی لوگ اس کو دل لگی سمجھتے رہے لیکن آپ کے اس سوال سے ہمارے پاس اس کا ایک حقیقی
مصدق آگیا۔ سبحان اللہ۔ وہ دن آگیا ہے کہ کلمہ گو کی زبان پر یہ اعتراض ہے، چونکہ آپ نے حج کیا اس لیے
صدارت کے اہل نہیں رہے، حالانکہ قوم کا کام بھی وہی کریگا جو خدا کے فرمان کی بجا آوری میں چوکس ہو۔
الغرض عدم اعتماد کی جو وجہ بیان کی گئی ہے شرعاً وجہ بن ہی نہیں سکتی، حالانکہ نائب صدر کی وجہ سے
کام میں کوئی رکاوٹ نہ ہوئی، ہم کو ان لوگوں پر عتاب الہی کا خوف ہے جن لوگوں نے حج کو صدر کی نااہلی
بتایا، ہمیں ڈر ہے کہ ان کا یہ فعل آگے چل کر کہیں لوگوں کو: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ
يُدْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا﴾ [البقرة: ۱۱۴] کے زمرہ میں نہ شامل کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳ جمادی الاخریٰ ۸۳ھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عینی عنہ
الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۶۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

کرامت علی خاں موضع کھکری مدرسہ عظیمیہ کے ناظم اعلیٰ قاری عبدالقوی صاحب کو اپنے گاؤں
میں اپنے خاندان والوں سے دو ایکڑ پچاس ڈسمل اور گاؤں کے مسلمانوں کے پانچ ایکڑ زمین قاری عبد
القوی صاحب کے نام رعیتی بند و بست کر دیا جس پر ایک بلڈنگ بن چکی ہے اور اس میں قریب دو سال
سے تعلیم دین ہو رہی ہے۔ کچھ بھائیوں نے ہم سے کہا کہ آپ نے رعیتی اس کے نام سے کیوں لکھ
دیا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد ان کے لڑکے اپنے ذاتی مصرف میں لے آویں۔

ہم لوگ کا زمین دینے کا مقصد یہ تھا کہ زمین کی خدمت ہو لہذا ناظم صاحب سے کہا جائے کہ

Click For More

آپ دو روپیہ آٹھ آنہ کے اسٹامپ پر ایک اگر یمنٹ لکھ دیں کہ یہ ہمیشہ مدرسہ کے استعمال میں رہے گا۔ اس سے نہ ہم اور نہ ہمارے ورثہ ذاتی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں، اس پر قاری صاحب ہمارے بھائیوں کو بہت سخت لفظ کہہ دیئے، اس پر میں ان لوگوں (اپنے بھائیوں) کو سمجھا کر لے آیا، ناظم صاحب بولے: میں اکیلے میں کرامت علی خاں سے باتیں کروں گا، میں تنہا ان کے پاس گیا اور کہا کہ قاری صاحب اسلام جھگڑے کو روکتا ہے، میں نے زمین آپ کو بے قیمت دی ہے اور دلویا ہے، اگر یمنٹ لکھ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اس پر قاری صاحب نے غصہ ہو کر کہا کہ آپ کیا ہیں، آپ کے اکابر سے ٹکر لینے آیا ہوں، میں دو چار لڑکوں کو قتل کر کے لوگوں کو اور آپ کے بھائیوں کو پھنسا دوں گا اور نوکری ختم کرادوں گا میں یوپی کا پٹھان ہوں۔ میں لمبی داڑھی کا اور لمبے کرتے والے کا اعتبار نہیں کرتا ہوں آپ کی نیکی بدی گئی۔

قاری صاحب نے محض اپنے اقتدار کو قائم رکھنے اور زمین کو بیچ کرانے اور ذاتی جاگیر بنانے کے لیے مسلمانوں میں دو پارٹی بنا کر لڑوا دیا ہے۔ اگر یمنٹ لکھانے کا مقصد یہ ہے کہ مدرسہ میں دی ہوئی زمین کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ دین پھیلے۔ کون شخص حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے؟ برائے کرام جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسؤلہ میں ظاہر یہی ہے کہ وہ زمین مدرسہ کے لیے ہی وقف کی گئی ہے۔ یہ غلطی ہوئی کہ ناظم اعلیٰ کے نام اس کی رجسٹری ہوئی، ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ناظم اعلیٰ پر ضروری ہے کہ بے جا جھگڑوں سے احتراز کریں اور کچھ لوگ اس قسم کی اطمینانی تحریر چاہتے ہیں تو ضرور لکھ دیں۔ قرآن عظیم میں ہے ﴿ان الله يامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها﴾ [النساء: ۵۸] واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ
الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۶۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنا مکان اس غرض سے وقف کیا کہ اس کے کرایہ کی رقم مسجد کے امداد و نذر و نیاز و دیگر کار خیر میں صرف کی جائے۔ لیکن کسی بنا پر مذکورہ ملکیت کو گورنمنٹ بمعاضہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ بصورت دیگر مکان کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنا پڑتا ہے۔ اور ان صورتوں میں موصولہ رقم سے دوسری ملکیت خریدنا ناممکن ہے۔ حکومت کے موجودہ قانون کے مطابق وقف کاروبار یا تو گورنمنٹ سیکویٹس میں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روکنا پڑے گا یا بینک میں امانت رکھنا ہوگا جس کا سود ملتا رہے گا۔
کیا ایسی صورت میں جبکہ موصولہ رقم سے کوئی ملکیت حاصل نہیں کی جاسکتی، وقف کی ملکیت کے فروخت کا روپیہ گورنمنٹ سیکورٹیز یا بینک میں جمع کر کے اس کے سود کا روپیہ مندرجہ بالا مقاصد پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا معاوضہ یا فروخت کی قیمت کو وقف کے مقاصد پر خرچ کرنا چاہئے؟ تا وقتیکہ وہ ختم ہو جائے۔ بینواتو جروا
احمد غلام محمد الدین

الجواب

موقوفہ جائداد کا شرعی حکم تمام حالات میں یہ ہے: ”و اذا صحح الوقف لم یجز بیعہ ولا تملیکہ“ نہ اس کو بیچا جاسکتا ہے نہ دوسرے کو دیا جاسکتا ہے۔ ہاں اگر وہ وقف ناقابل انتفاع ہو جائے تو قاضی اس کو بیچ کر اس کے بدلے میں دوسری زمین لے کر اس کے قائم مقام کر سکتا ہے۔

عالمگیری میں ہے: ”والمعتمد انہ یجوز للقاضی بشرط ان یخرج عن الانتفاع بالکلیۃ“ لیکن (بر تقدیر صدق مستفتی) صورت مسؤلہ میں جبکہ اس وقف کے جانے کا خطرہ ہے تو اگر ممکن ہو تو اس کو بیچ دیا جائے اور اس کی قیمت سے کوئی مستقل جائداد جہاں بھی ممکن ہو خرید لی جائے۔ اور یہ ناممکن ہو جیسا کہ سوال میں ذکر کیا تو پھر وہ رقم ہی ان مقاصد خیر میں خرچ کر دی جائے۔ ”فی السر لا یجوز استبدال العمر الا فی اربع اذا غصبه غاصب او جرى علیه الماء (ج ۶/ ۶۶۰) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳۰/شوال ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرزاق مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۶۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

الما بعد: بازار میں ایک مسجد لب سڑک ہے، اس میں استنجا خانہ ہے جس کا راستہ پہلے باہر تھا۔ قریب قریب آٹھ برس ہوا کہ باہر سے راستہ بند کر کے مسجد کے اندر سے راستہ کھول دیا گیا اور اب تک موجود ہے۔ جو راستہ بند کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ استعمال بیجا کرتے تھے مثلاً:

(۱) غیر مذہب کے لوگ استعمال کرتے تھے۔ (۲) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

(۳) قبلہ رخ بیٹھ کر پیشاب کرنا۔ (۴) بغیر پانی کے پیشاب کرنا۔

(۵) کبھی کبھی پامخانا کرنا۔

اس وجہ سے بہت گندہ رہتا تھا، اس وجہ سے باہر کا راستہ بند کر دیا گیا۔ اور اس کا راستہ اندر بنا دیا گیا وہ دیوار جو بند کی گئی اسکی جگہ کرایہ پر دے دی گئی جس کا کرایہ مبلغ چار روپیہ ماہ ملتا ہے۔ مگر اب اندر

Click For More

سے گھنٹے میں مسجد کے اندر استنجا خانہ کی بدبو آتی ہے۔ اب رائے ہے کہ اس کو اندر سے بند کر کے دوبارہ باہر کھول دیا جائے۔ اب یہ خیال ہے کہ اب یہ مبلغ ۲۸ روپیہ سال کا صحیح نقصان ہوگا۔

الجواب

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وقف کے منتظمین کو ایسے تصرف کا حق حاصل ہے وہ جس سے کہ وقف اور مسجد کو فائدہ پہنچے۔ شامی میں ہے: ”انما يحل للمتولى الاذن فيما يزيد الوقف به خيرا“ (۵۳۱/۶) آج سے آٹھ سال قبل مسجد کے استنجا خانہ کے دروازے کا رخ جو بدل گیا وہ متعدد وجوہ سے مسجد کے فائدہ کے حق میں معلوم ہوتا ہے۔

(۱) مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہو جب کہ مصلیوں کے حق میں کوئی دخل اندازی نہیں ہوئی۔ کہ مصلی ابھی اس میں اس طرح استنجا کرتے ہیں۔

(۲) مسجد کے اندر استنجا خانہ حسب بیان سائل محفوظ ہو گیا۔ جب کہ حکم یہ ہے کہ مسجد کی کوئی چیز خود مصلی بھی اپنی ذاتی فائدہ کے لیے بلکہ خود متولی بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ (بہار شریعت) عالمگیری میں ہے:

”متولى المسجد ليس له ان يحمل سراج المسجد الى بيته (ج ۲/۲۰۲)“

تو مسجد کا استنجا خانہ غیر نمازیوں بلکہ غیر مسلموں کو استعمال کرنا کیسے جائز ہوگا؟ اس کو آلودگیوں سے محفوظ کرنا ضروری ہوگا۔ پھر جب دروازہ بدلتے وقت مصلیوں کی رضامندی بھی حاصل ہو گئی تھی، جیسا کہ سوال میں ہے۔ اور خود سائل نے زبانی بتایا اسی پر آٹھ سال تک عمل درآمد رہا تو یہ بھی اس تبدیلی کے حق بجانب ہونے کی قوی دلیل ہے۔ شامی میں ہے: ”لاهل المحلة تحویل باب المسجد“ (۴۲۷/۶) پس اب آٹھ سال کے بعد خواہ مخواہ اس کو قدیم حالت پر بدلنا ضرور غیر مستحق اور ناپسندیدہ فعل

ہوگا۔ ایسا انتظام ضرور کر دیا جائے کہ مسجد میں بدبو نہ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۶۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص تھا جو اپنا مکان ایک مسجد پر وقف کرنا چاہتا تھا، مگر وقف کرنے میں کچھ قانونی دشواری تھی۔ لہذا اس مکان کو مسجد سے مبلغ چار سو روپیہ لے کر رجسٹرار صاحب کے سامنے بیع نامہ، مکان مسجد کو کر دیا۔ بعد کو پھر اس روپیہ کو مسجد کو واپس کر دیا۔ روپیہ واپس کرنے کے بعد انہوں نے ایک وصیت زبانی چار آدمیوں کے سامنے کی جو وصیت حسب ذیل ہے: جو اپنی بیوی کے لیے کہا تھا دیکھئے مکان تو ہم نے بیع

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نامہ کر دیا ہے، مگر جب تک ہماری مسماۃ اس مکان میں رہنا چاہیں تو رہنے دیجئے گا۔ اور اس سے مستفید ہونا چاہیں تو آپ لوگ مستفید ہونے دیجئے گا۔ تاکہ میرے مرنے کے بعد ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ لہذا ان کے مرنے کے بعد بیوی اس مکان میں رہا کرتی تھی۔ اور اس میں کرایہ دار بھی رکھتی تھی۔ کرایہ خود لے کر خرچ کرتی تھی۔ کبھی کبھی مسجد کو کچھ روپیہ بھیج دیتی تھی۔ کئی سال کے بعد مسماۃ نے متولی اور کچھ ممبران کو بلا کر کہا کہ مکان بڑا ہے، اس میں دو حصہ بنوادیا جائے تو مسجد کا فائدہ ہوگا۔ اور ایک حصہ میرے لیے بہت ہے اور کرایہ بھی زیادہ ملے گا۔ لہذا متولی مسجد نے اس کو دو حصہ بنوادیا ایک حصہ میں تو مسماۃ خود رہتی تھی اور دوسرا حصہ میں ایک کرایہ دار مبلغ سولہ روپے ماہوار پر رکھا گیا۔ کچھ روز تک مسجد کو وہ کرایہ ملتا رہا۔ پھر مسماۃ نے متولی صاحب کو بلا کر کہا کہ اب میں تکلیف میں ہوں لہذا کرایہ مجھ کو ملتا تو اچھا ہوتا۔ لہذا متولی صاحب اور تمام ممبران نے طے کیا کہ مسماۃ کو مبلغ دس روپیہ ماہوار کرایہ کی آمدنی سے دیا جائے اس پر مسماۃ بھی راضی ہو گئی اور ان کو برابر ہر ماہ مبلغ دس روپیہ ماہوار کرایہ کی آمدنی سے دیا جاتا رہا۔ اب قریب چھ سات ماہ ہوا کہ مسماۃ نے نکاح کر لیا۔ لہذا مسماۃ نے پھر خواہش ظاہر کیا کہ ہم کو پھر مکان میں رہنے کے لیے ملنا چاہئے، ایک درخواست مسماۃ نے متولی صاحب کو دی اس پر تحریر کیا ”میں مجبور ہوں رہنے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ لہذا مسجد کے مکان میں پھر رہنے کے لیے جگہ دی جائے“۔ لہذا انہوں نے ایک میٹنگ کی ممبروں کو جمع کیا درخواست میٹنگ میں رکھی جس پر ممبران نے غور کیا، کثرت سے رائے ہوئی کہ مسماۃ کو مکان رہنے کے لیے دیا جائے مگر متولی صاحب کی رائے ہوئی کہ مکان مسجد کا ہے اور متولی نے وصیت اپنی بیوی کے لیے کیا تھا اور جب انہوں نے دوسرا نکاح کر لیا۔ لہذا ہم لوگوں کو اپنی مرضی سے کوئی حق نہیں کہ مکان مسجد کا دے دیا جائے۔ جو متولی نے مسئلہ پوچھنے کے بارے میں لکھا ان پر عمل کیا جائے۔ لہذا علمائے دین اس مسئلہ پر کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ مسماۃ کو مسجد کا مکان خالی کرا کر دیا جائے اور مستفید ہونے کا حکم دے دیا جائے۔

المستفتی: متولی مسجد چوک بازار اعظم گڑھ

الجواب

عورت اگر اس مکان میں قیام پذیر رہی واقعی وصیت کے موافق اس کا حق اسی مکان کے متعلق تھا، لیکن اس نے خود مکان سے الگ ہو کر حق کھو دیا، کیونکہ وصیت یہی تھی کہ جب تک وہ رہنا چاہیں، جب وہ اس مکان سے نکل گئیں تو یہ وصیت ختم ہو گئی دوبارہ حق نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۶۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے شمالی سمت بالکل متصل چند مزارات ہیں، مسجد اتنی چھوٹی ہے کہ مصلیوں کو اکثر دو جماعت کرنی پڑتی ہے۔ مسجد کے دوسری سمت بھی جگہ ہے۔ لیکن جنوبی سمت کی جگہ بہت ہی کم ہے۔ اور مشرق کی طرف اضافہ میں راستہ پڑتا ہے، بھونڈا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں مزارات پر چھت بنا کر مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے کہ نہیں اور اس پر نماز درست ہوگی یا نہیں؟ جواب سے نواز جائے۔

المستفتی: کامل سسرانی

الجواب

اگر وہ جگہ واقعی قبرستان ہو تو ناجائز ہے کہ وقف کی تغیر شرعاً حرام ہے: "لا یجوز للنظر تغیر صفة الوقف" ہندیہ وغیرہ میں ہے: "لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته (فتاویٰ ہندیہ: ۲/۱۶۵)" ہاں اگر وہ زمین قبرستان نہ ہو تو اس کے ہر چہار جہات دیوار قائم کر کے اس پر چھت ڈال دی جائے کہ اب ایک مکان کی طرح ہو جائے اور اب اس پر نماز پڑھنی جائز ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ اعلم
عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳ رجب ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۶۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ

ہذا کے متعلق کہ مسجد کی وقف زمین میں بنام مدرسہ چندہ کر کے مدرسہ کی تعمیر جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو مدرسہ کے لیے کون سی صورت اختیار کرنی ہوگی قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔ فقط والسلام
المستفتی: محمد شعیب جامع مسجد بٹنی پور بلیا

الجواب

ایک وقف کی جائداد یا آمدنی کو دوسرے وقف میں صرف نہیں کیا جاسکتا۔

در مختار میں ہے: "وان اختلف احدہما بان بنی رجلین مسجدین او بنی رجل مسجداً

ومدرسة ووقف علیہما او قافلاً لا یجوز لہ ذالک"

جائز صورت یہ ہے کہ مدرسہ مسجد کی زمین پر بنایا جائے تو مسجد کو اس کا کرایہ ادا کیا جائے گا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۷۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے کچھ زمین عید گاہ کے لیے بارہ سال پہلے وقف کی تھی، اور چند سال وہیں نماز عید ادا کی

Click For More

گئی تھی۔ پھر عید گاہ کو اس زمین سے دوسرے حصہ میں لے جایا گیا، پھر وہیں نماز عید ادا کی گئی، پھر عید گاہ کے چاروں اطراف آبادی قائم کی گئی، اس کی وجہ سے زمین والوں کو کافی نقصان ہو رہا ہے، پھر زمین والوں نے دو چار آدمی کو کہہ کر عید گاہ کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا۔ تو یہاں وہاں عید گاہ کو منتقل کرنے سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز جائز ہوگی۔ آیا ایسی صورت میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ لیکن زمین عید گاہ کے نام سے نہیں ہے۔
المستفتی: بحیر الدین مقام بلایا ضلع مغربی بنگال

الجواب

وقف کی زمین کو بلا ضرورت شدیدہ شرعیہ بدلنا جائز نہیں۔

”الاستبدال بدون الشرط فلا یملکہ الا القاضی“ (در مختار: ج ۶/ ۳۵۸)

اور نماز عید کے لیے حکم ہے کہ آبادی سے باہر میدان میں پڑھی جائے تو وہ جہاں پڑھی جائے ہو جائے گی، کسی کی نجی زمین پر بھی اس کی اجازت سے پڑھی جائے تو جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو

(۷۳-۷۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

گزارش یہ ہے کہ شہر ٹیکم گڑھ میں مسلمانوں کی ایک تنظیم بنام انجمن اسلامیہ ہے جو شہر میں مسلمانوں کے معاملات کو ذمہ داری سے سلجھاتی ہے اور دیگر امور میں قوم کی خدمت کرتی ہے، اب کچھ امور میں اس تنظیم کے اراکین میں انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ مزید اختلافات نہ بڑھ سکیں اس لیے مندرجہ ذیل باتوں پر شریعت کے کیا احکامات ہیں؟ جاننے کیلئے آپ کو زحمت دے رہا ہوں، برائے کرم تفصیل سے جواب عنایت فرما کر ثواب کے مستحق ہوں۔

(۱) شہر کی جامع مسجد کی توسیع زید نے اپنے ذاتی پیسے سے کی اور زید کے بزرگوں نے عید گاہ بنوایا، اس لیے زید عید گاہ و شہر کی جامع مسجد کا متولی تھا، اپنی ضعیفی اور کمزوری کے سبب کام کرنے کیلئے سائل کو جو زید کا قریبی رشتہ دار بھی ہے عید گاہ و جامع مسجد کا متولی بنا دیا۔ زید کی حیات سے لے کر آج تک سائل متولی کے فرائض انجام دے رہا ہے، اب زید کا انتقال ہو چکا ہے، زید کے لڑکوں میں سے کسی نے بھی سائل کے متولی بنائے جانے پر آج تک کوئی اعتراض نہیں کیا، اب شہر کے کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ متولی کا چناؤ ہو تو کیا شرعی طور پر سائل متولی ہے یا نہیں؟ زید کا سائل کو نام زد کرنا کیسا تھا؟

(۲) شہر کی موجودہ مساجد میں زیادہ تر پیش امام ایسے لوگ ہیں جو کسی دینی مدرسے سے فارغ نہیں ہیں۔ چند حفاظ ہیں جو مدرسوں سے حفظ کر کے آئے ہیں اور یہاں امامت کرتے ہیں۔ لیکن ان میں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے کسی نے شیعہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک حافظ ہتھوڑا سے حفظ کر کے آئے اور یہاں امامت کر رہے ہیں۔ ان حالات میں سائل نے ایک مفتی صاحب کو باہر سے بلوا کر نماز عیدین پڑھوائی۔ چونکہ سائل عید گاہ و جامع مسجد کا متولی ہے اس لیے اس کی ذمہ داری ہے کہ نماز ایسا شخص پڑھائے جو بہتر ہے۔ سائل کے ایسا کرنے سے شہر کے پیش اماموں نے شور برپا کر دیا اور ان مفتی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرنے کے بجائے اپنے اپنے محلوں کی جامع مسجدوں میں نماز عید پڑھائی۔ اور اب سائل کے اس فعل کو برا کہہ رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کیا شہر کے پیش امام اس لائق نہیں تھے جو عید کی نماز پڑھا سکتے؟۔ ان حالات کی روشنی میں برائے کرم یہ آگاہ فرمائیں کہ سائل کا یہ فعل شریعت کی روشنی میں کیسا تھا؟۔ اور مخالفت کرنے والوں کا الگ الگ نماز پڑھنا اور اپنی توہین سمجھنا کیسا ہے؟۔

(۳) اوپر والے سوال (۲) پر انجمن کی میٹنگ میں جو جامع مسجد کے اندر ہو رہی تھی کچھ لوگ اعتراض کر رہے تھے کہ کچھ لوگوں نے سائل سے کہا کہ تم نے باہر سے مفتی صاحب کو بلوا کر عید کی نماز مختلف مسجدوں میں کروادی، اب امسال بھی کیا ایسا ہی کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں سائل نے کہا کہ میں نے تو یہ چاہا تھا کہ عید جیسی اہم نماز آپ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑھیں جو موجودہ پیش اماموں سے بہتر ہو اور ایسا کر کے میں نے شریعت کی خلاف ورزی نہیں کی۔ سائل کا جواب سن کر کچھ لوگوں نے کہا کہ شریعت کی بات نہ کرو، بلکہ اکثریت کی بات کرو کہ شہر کی اکثریت کیا چاہتی ہے ہم وہ ہی کام کریں۔ اب گزارش ہے کہ سائل شریعت کی رو سے عمل کرنا چاہتا ہے اور لوگ اکثریت کی رو سے۔ تو جو لوگ اکثریت کی بات کرنا چاہتے ہیں اور شریعت کو پس پشت کرنا چاہتے ہیں وہ کیسا ہے؟ اور جن جن لوگوں نے محض اس بناء پر اپنی اپنی نماز الگ الگ مساجد میں پڑھی کہ ان کی توہین ہوئی ہے کہ باہر سے ایک مفتی صاحب کو نماز عید پڑھانے کے لیے بلایا گیا یہ کیسا ہے؟۔ ان حضرات کا اپنے آپ کو ایک مفتی دین سے اچھا سمجھنا کیسا ہے؟ واضح فرمائیں کرم ہوگا۔ بینواتو جروا

المستفتی: اکرام احمد رضوی ٹیکم گڑھ

الجواب

(۱) صورت مسئلہ میں جب سائل مدت دراز سے کار تولیت انجام دے رہا ہے۔ تو بلا کسی شرعی وجہ کے اس کو معزول نہیں کیا جاسکتا۔

شامی میں ہے: "استفید من عدم صحة عزل الناظر بلا جنحة عدمها لصاحب وظيفه

فی وقف بغیر جنحة و عدم اهلیة" (ج ۶/۴۵۵)

کسی متولی کو بغیر قصور کے معزول نہیں کیا جاسکتا، اسی سے معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ بھی کسی وقف

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے وظیفہ خوار کو بغیر قصور اور نااہلی کے معزول نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) شہر کا جو پیش امام نماز عید کے لیے مقرر تھا۔ اگر اس میں کوئی قصور تھا جس سے اس کی امامت میں خلل آئے جیسے سائل نے لکھا ہے کہ کسی پیش امام نے شیعہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانے والا کم سے کم فاسق ہے جس کی امامت ناجائز ہے۔ یا کسی امام کے بارے میں لکھا کہ ان کی تعلیم ہتھوڑا سے ہوئی ہے جو عالی دیوبندیوں کا مدرسہ ہے، اگر یہ حافظ وہاں پڑھ کر انہیں کا ہم خیال ہو گیا ہو تو اس کی امامت باطل ہے۔ یا اس میں اور کوئی فسق یا گمراہی ہو یا قرآن غلط پڑھنے وغیرہ کا عیب ہو۔ تب تو متولی مذکور کا یہ فعل صحیح۔ اور معترضین کا اعتراض غلط ہے اور اگر مقررہ پیش امام میں ایسا کوئی قصور نہیں تھا، شرعاً ان کی امامت صحیح تھی تو متولی نے ان کو ہٹا کر غلطی کی اور مفتی صاحب نے نماز پڑھا کر کہ امام مقررہ کی اجازت کے بغیر دوسرے کا نماز پڑھانا امام راتب کی حق تلفی ہے۔ خاص کر اس صورت میں کہ مسلمانوں میں اتنا بڑا انتشار پیدا ہوا۔

(۳) باہری اور مقامی کی تفریق اور اسی بنیاد پر مقامی ائمہ کی توہین سب غیر اسلامی خیالات ہیں

اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰)

مسلمان کہیں کا ہو سب مسلمانوں کا بھائی ہے۔

اسلام میں بزرگی اور بڑائی کا مدار مقامی اور بیرونی پر نہیں۔

قرآن فرماتا ہے: ﴿إِن أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

تم میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "فضل العالم علی العابد کفضل علی امتی۔"

(طبری: ج ۸/۲۷۸)

عالم کی فضیلت جاہل عابد پر اس طرح سے ہے۔ جیسے میری فضیلت میری امتی پر۔

باہری مفتی صاحب کی آمد سے اس درجہ برافروختہ ہونا غیر اسلامی روش ہے۔ جن لوگوں نے یہ کہا

شریعت کی بات نہ کرو اکثریت کی بات کرو۔ وہ اپنی اس بات سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی

چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳۰/۳/۱۴۰۸ھ

(۷۸-۷۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک قریہ کی عید گاہ میں قرب و جوار کے پشت در پشت سے عیدین کی نماز نہایت ہی اتحاد

و اتفاق کے ساتھ ادا کرتے چلے آ رہے ہیں پھر کسی دنیاوی بغض و عناد کی بنا پر عیدین کی نماز نہ پڑھ کر

دوسری نئی عید گاہ بنواری ہے تھے جس کی مسافت قدیم عید گاہ سے ایک فرلانگ سے بھی کم ہے، جب کہ وہی پرانی عید گاہ لمبائی اور چوڑائی میں پورے علاقہ کے مسلمانوں کے لیے کافی ہے چنانچہ مرکزی دارالافتاء منظر اسلام وادارہ شرعیہ بہار پٹنہ سے فتویٰ آنے سے رجوع ہو گئے۔

مگر سوال امر یہ ہے کہ اس نئی عید گاہ کے بنوانے میں زید وغیرہ نے نہایت ہی جوش و خروش کے ساتھ چندہ بھی دیا، کسی نے روپے دیا اور کسی نے روپے کی تعداد فہرست میں تحریر کر دیا، کسی نے زمین وقف کر دیا اور اس وقف کردہ زمین پر نماز عید کا افتتاح بھی ہوا، بنیاد بھی رکھی گئی، لہذا سوال از روئے شرع یہ ہے کہ وقف کردہ زمین بعد عید گاہ کس مد میں استعمال کیا جائے گا؟ اور روپے جو کچھ دے چکے ہیں یا فہرست میں رقم کی تعداد لکھوا چکے ہیں وہ بری الذمہ ہونے کے یا کس مد میں خرچ کیا جائے گا؟ یا وہ سب کو واپس کر دیا جائے۔ اور وقف کردہ زمین کیا اپنے مصرف میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟

(۲) زید نام کا حافظ ہے اور مقامی ہے، واقعہ یہ ہے کہ نصف پارہ بھی یاد نہیں ہے۔ مسائل شرعیہ بھی کچھ نہیں جانتا، گذشتہ سال کا واقعہ یہ ہے کہ رمضان المبارک میں ختم تراویح کے سلسلے میں اجرت پر ایک حافظ بلانے کا پروگرام بنا جس کے لیے میٹنگ ہوئی اور حسب حیثیت چندہ میں لوگ شریک ہوئے، یعنی فہرست میں تحریر کروائے مگر واقعہ یہ ہے کہ بد قسمتی سے باہر سے حافظ کا انتظام نہ ہو سکا اور مذکورہ بالا زید نے سورہ تراویح پڑھایا اور زید ہی نے فہرست کے روپے وصول کیا یا کرایا۔ جبکہ کچھ لوگوں کو اعتراض تھا کہ روپے تو باہری حافظ کیلئے طے ہوا تھا۔ بہر کیف وصول ہوا اور زید اپنے قول کے مطابق یہ سارا پیسہ مسجد میں دیدوں گا۔ چنانچہ مسجد میں چند المونیم کالوٹا اور چٹائی وغیرہ رکھ دیا اور کچھ روپے اپنے مصرف میں خرچ کیا، سوال از روئے شرع یہ ہے کہ (الف) کیا اجرت پر حافظ قرآن ختم تراویح کے لیے لایا جاسکتا ہے؟ (ب) کیا سورہ تراویح کے لیے اجرت کے نام پر وصول کیا جاسکتا ہے؟ جب کہ زید متولی ہے۔

(ج) کیا مسجد کی ضروریات میں وہ پیسہ خرچ کیا جاسکتا ہے؟ (د) چنانچہ آج بھی وہ سامان ہے اور استعمال ہو رہا ہے کیا ان سب چیزوں سے ہر چیز لازم ہے۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے، لہذا موڈ بانہ گزارش ہے کہ جواب ہر جزئیات کی از روئے شرع تفصیل عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی،
المستفتی: فخر عالم رضوی، مقام وپوسٹ کھڑا بلیا

الجواب

(۱) دیہات میں عید گاہ کے لیے وقف صحیح نہیں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: گاؤں میں عیدین جائز نہیں تو وہاں عید گاہ وقف نہیں ہوگی۔ زمین مکمل

بانیان کی ہے انہیں اختیار ہے کہ اسمیں جو چاہیں کریں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۱۶)

(۲) چندہ بھی جو لوگوں نے دیا، انہیں لوگوں کی ملک ہے ان کا چندہ واپس کیا جائے یا ان کی اجازت سے کسی دوسرے کار خیر میں لگے، جن لوگوں نے چندہ دینے کا وعدہ کیا، انہیں چندہ دینا کوئی ضروری نہیں۔

(۳) امام کو تراویح کی اجرت طلب کرنا جائز نہیں، اگر لوگ از خود امام کی خدمت کریں تو کوئی حرج نہیں امام خواہ مقامی ہو یا بیرونی۔

(۴) جو چندہ امام کو دینے کے لیے ہوا، اسی مد میں صرف کیا جائے، امام اپنی طرف سے مسجد میں صرف کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر کسی مجبوری سے پیسہ اس مصرف میں صرف نہ ہوا جس کے لیے چندہ کیا گیا تھا وہ چندہ دینے والوں کی ملک ہے، اس کا حکم اوپر بتایا گیا۔

(۵) صحت امام کی بہت سے شرائط ہیں ان کو بہار شریعت و فتاویٰ رضویہ میں دیکھا جائے، ہاں جس صورت میں اس کو پیسہ لینا جائز نہ ہوگا، اگر پیسہ لے گا فاسق ہوگا، اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۷۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) کیا کوئی بھی ایسا شخص جو کافر مشرک کے کلب کا صدر ہو۔ داڑھی منڈاتا ہو، اپنی فوٹو بذریعہ اشتہار برائے شہرت نکلواتا ہو، کیا ایسا آدمی جامع مسجد کاسکرٹیٹی یا سرپرست ہو سکتا ہے؟ اہل ہے یا نہیں؟ گھر میں ٹی وی بھی رکھتا ہے۔

(۲) مذکورہ بالا شخص دینی سکرٹیٹی جس کے تابع اس مسجد کا صدر امام رہتا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

(۳) چرم قربانی کی رقوم بٹورتا ہو اور اس کا صحیح حساب و کتاب نہ دے، صحیح مصرف میں خرچ نہ کرتا ہو، بلکہ اس کا خود بے دریغ استعمال کرتا ہو ایسے شخص کو مذکورہ رقوم دینا یا حوالہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۴) ایسے دینی ادارے کا سکرٹیٹی جو بے نمازی ہو، بوقت جماعت مدرسہ ہذا کے حدود میں بستر لگا کر سویا ہوا ہو، قصد نماز ترک کرتا ہو، وہابی دیوبندی سے رابطہ قائم رکھتا ہو، کیا سکرٹیٹی کے عہدے

پر فائز یا قبضہ رکھنے کا اہل ہے؟ کیا حکم ہے؟ فقط والسلام

مستفتی معین الدین خاں مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۷ء

Click For More

الجواب

اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے، جب تک بنتی رہتی ہے تو آڑی کے ہر عیب کو بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور جب اختلاف ہوتا ہے تو ذرا ذرا سی بات پر فتوے پوچھے جاتے ہیں اور ہر طرح اس کو زک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کلمات کے لکھنے سے ہماری غرض خدانہ خواستہ یہ نہیں کہ سائل کی نیت بھی یہی ہے کہ دلوں کا بھید اللہ تعالیٰ جانتا ہے، منشاء مسلمانوں کی ایک عام حالت ذکر کر کے اس بات کی ترغیب دینا ہے کہ کام اخلاص اور نیک نیتی سے ہونا چاہئے، اب سوال کا جواب سنئے، بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے اس کا کسی دینی مدرسہ کا اور مسجد کا متولی اور سکرٹری بننا بڑی بات ہے وہ اس لائق بھی نہیں کہ مسلمان اسے ابتداءً سلام کریں۔

عالمگیری میں ہے: ایسے شخص کو سکرٹری بنانا گناہ، بنا دیا تو معزول کرنا ضروری۔

در مختار رد مختار میں: امام صاحب اگر اس کے ناجائز حکم کی پیروی کرتے ہیں یا اس کی ناجائز باتوں کی حمایت کرتے ہیں تو ان کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۸۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک مدرسہ کا ٹیچر ہے۔ مدرسہ کیلئے زمین خریدی گئی موجودہ عہدیدار اور ارکان نے محرر کے مشورے سے بیعتنامہ میں یوں لکھ دیا بحق مدرسہ فلاں موقع فلاں باہتمام فیجر زید مقام و پوسٹ فلاں نیز مدرسہ ہذا کے رجسٹریشن کیلئے سنی سنٹرل وقف بورڈ کے وقف لکھنؤ کے دفتر میں درخواست دے دی گئی ہے۔ کیا اس طرح کسی مدرسہ کا بیع نامہ لکھنا جائز ہے۔ کیا عہدیدار ان وارکان و میخبر عندا لشرع مجرم قرار پائیں گے۔

المستفتی اظہار الحق عنی عنہ مزیان مہو ۹ شوال ۱۴۲ھ

الجواب

اداروں کی زمین اسی طرح لکھی جاتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ زمین تو فلاں مدرسہ کی ہے، لیکن اس کے سلسلہ میں کوئی سوال و جواب یا مقدمہ ہوا تو جوابدہی فیجر کی ہوگی۔ اس طرح لکھنے سے فیجر مالک نہیں ہوتا۔ اس لیے اس بیع نامہ میں شرعا کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور اسکے کوئی مجرم قرار نہیں پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۵ رذوالقعدہ ۱۴۲ھ

(۸۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک قطعہ آراضی جس کا نمبر ۳۹ رقبہ آٹھ بسوہ ہے، خسرہ میں اس پورے نمبر میں مزار درج ہے

جواب بھی موجود ہے۔ مزار کے بجائے اسی جگہ اپنا مکان بنا لیا تھا۔ اس لیے کاغذات میں اس نمبر میں پرانی آبادی بھی لکھا گیا۔

۱۹۷۴ء کی چک بندی میں اسی نمبر سے متصل کمال الدین نامی ایک شخص کا چک الاٹ ہوا۔ ہر چند کہ کمال کے چک اور مزار کے نمبر کے بیچ میں چک روڈ اور سیکڑ روڈ ہے، لیکن آبادی کے حیلہ سے مزار کے نمبر میں اپنا مکان بنانا چاہا۔ چونکہ شروع سے آج تک وہ نمبر مزار سے ہی متعلق ہے۔ اور غیر آباد بھی رہا ہے۔ اس لیے ۱۹۸۵ء میں جب کمال الدین نے مکان بنانا چاہا تو پورے گاؤں نے اس کی مخالفت کی، تعمیر کو ادیا اور پردھان نے تحصیل میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ اور گاؤں والوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔

پردھان کی ڈگری ہوئی اور کمال الدین پر جرمانہ ہوا۔ کمال الدین نے اس کے خلاف درجہ بدرجہ کلکٹری، کمشنری، دیوانی ہر جگہ اپیل دائر کی مگر ہارتا ہی گیا۔ بلکہ منصف نے گاؤں والوں کو بھی بلا کر صلح کرادی اور صلح نامہ میں لکھ دیا کہ کوئی شخص بھی آئندہ اس زمین میں کسی شخص کے کام کے لیے تصرف نہیں کر سکتا۔ اس کا استعمال صرف مذہبی کام کے لیے ہوگا۔

اس صلح نامہ کی روشنی میں گاؤں والوں نے وہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ مگر اخراجات کی کمی سے تعمیر جاری نہ رہ سکی۔ ادھر کمال الدین چوری سے کسی ایس، ڈی، ایم سے اس زمین میں چار بسوہ اپنے نام کرا لیا، جب دوبارہ مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہوا۔ تو کمال الدین نے اسی بناوٹی کاغذ کی بنا پر اس کے خلاف اسٹے جاری کرادیا اور گاؤں والوں نے اس پر نگرانی کی کاروائی کر کے اسٹے توڑ دیا۔ اور تعمیر ہونے لگی، کمال الدین نے پھر اسکے خلاف کچھریوں میں دعویٰ اور مقدمہ قائم کیا اور سب جگہ سے ہارتا گیا۔ اب وہ الہ آباد سپریم کورٹ سے اسٹے لایا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسی صورت میں مسجد کمال الدین اور گاؤں والوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ المستفتی: خلیق اللہ خاں مقام مینہاں پوسٹ برآمدان آباد ضلع بلرا پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی وہ زمین شرعاً مسجد ہے۔ اس پر نماز پڑھی جائے اور تعمیر مکمل کی جائے کمال الدین کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ اور پوری آبادی کے لوگ اس کا اس وقت تک بائیکاٹ جاری رکھیں جب تک کہ انہیں یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ اب یہ مسجد کے خلاف شرارت نہیں کرے گا۔ یا یہ شرارت نہیں کر سکے گا۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا﴾ (البقرة: ۱۱۴)

اور اس آدمی سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے مسجد میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو روکا۔ اور اس کی بربادی کے لیے کوشش کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۷ رذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ

(۸۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مدرسہ کے نام پر زمین لی گئی ہے۔ جب کہ شروع ہی سے مدرسہ کے منصوبہ میں نسواں اسکول مائیسوری اسکول اور مسجد کی تعمیر داخل ہے۔ تو مدرسہ کے نام پر خریدی ہوئی زمین پر مسجد کی تعمیر ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مفصل جواب مرحمت فرمائیں نیز جواز کی کوئی صورت تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی محمد امیر اللہ عزیز ناظم جامعہ حنفیہ رحمت گنج گاندھی نگر شہر بستی

الجواب

آج کل عام دستور یہی ہے کہ اس قسم کے ادارے چندہ عوام سے قائم کئے جاتے ہیں۔ اور جو زمین عام چندہ سے خریدی گئی ہو۔ اس میں تمام چندہ دہندگان کی شرکت برابر ہوتی ہے۔ چندہ کی کمی بیشی کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۳ میں ہے:

اور جو حق واقف کو وقف پر ہوتا ہے۔ سب کو بوجہ کمال یکساں طور پر حاصل ہوتا ہے اس میں کمی و بیشی چندہ کا لحاظ نہ ہوگا۔ یہ حق متجزی نہیں اور حق غیر متجزی ہر شریک کو کا برابر حاصل ہوتا ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے: ”ما ثبت بجماعة فهو على سبيل الاشتراك بينهم“

اور ظاہر یہی ہے کہ مدرسہ کے نام پر جو زمین حاصل کی گئی ہے۔ اس کی خریداری بھی اسی طرح قوم کے مشترک چندہ سے ہوئی ہے۔ اگر صورت واقعہ یہی ہے۔ تو مذکورہ بالا جزیہ کے رو سے اس زمین کے سبھی مالک اور واقف ہوئے۔ اسی کتاب میں اوقاف کا ایک عام حکم یہ بھی ہے۔

”شرط الواقف كنص الشارع“ (در مختار: ج ۶/۸۰۸)

واقف نے جس کام کے لیے وقف کیا اسی کے لیے وقف ہوگا۔ کسی دوسرے کار خیر میں بھی وقف کی رقم یا آمدنی خرچ نہیں کی جاسکتی۔

اوقاف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے۔ اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاصہ شرعیہ کوئی تغیر و تبدل جائز نہیں۔ مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض ادا نہیں کیا جاسکتا۔ جو ادا کرے تاوان اس پر ہے مسجد کے مال سے نہیں لے سکتا۔

”لم یکن بیت المال معمورا فعلى المسلمین تکفینہ فان لم یقدر واسألوا الناس له“

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ثوبان فضل شی رد للمتصدق ان علم والا کفن به مثله والا تصدق به
ان عبارتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چندہ کی رقم سے خریدی ہوئی جائداد یا اس کی بچی ہوئی رقم
چندہ دینے والوں کی مرضی کے موافق ہی صرف ہوگی۔

پس صورت مسئلہ میں چندہ وصول کرتے وقت اگر چندہ دہندگان سے یہ بات بتادی گئی ہو کہ
ہمارا منصوبہ حسب ذیل چیزیں بنانے کا ہے۔ مثلاً مدرسہ و مسجد وغیرہ اور ایسے اداروں میں ہوتا بھی ہے
کہ عام طور سے چندہ سے قبل ہی یہ ساری تفصیلات عوام پر ظاہر کر دی جاتی ہیں، تب تو اس زمین میں مسجد
بھی ضرور تعمیر ہو سکتی ہے۔ کہ یہ چندہ دینے والوں کی مرضی کے عین موافق ہے۔ گورنمنٹ کے کاغذ میں
مدرسہ کے لیے لکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اور اگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ صرف مدرسہ بنانے کا ذکر کیا گیا۔ اور اسی نام سے چندہ ہوا۔ اور اسی نام
سے زمین خریدی گئی۔ تو اب اس زمین پر مسجد کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔

سوال میں اس منصوبہ کا تذکرہ ضرور ہے کہ مسجد بھی بنے گی۔ لیکن یہ منصوبہ صرف ذہن میں رہا ہو
یا چند منتظمین نے باہم مشورہ ہی کیا ہو۔ لیکن چندہ دینے والوں یا ان کے نمائندوں سے یہ بات نہ کہی گئی،
صرف مدرسہ کا ہی تذکرہ ہوا ہو۔ اور اسی کے لیے زمین خریدی گئی۔ تو اس پر مسجد تعمیر نہ ہو سکے گی۔

دوسری قابل غور بات یہ بھی ہے۔ نسواں اسکول اور مائیسری اسکول اسی قسم کا بنانا ہو جیسا آجکل
ہوتا ہے کہ اس میں دین و مذہب کے خلاف تعلیم ہوتی ہے۔ تو ان اسکولوں کے لیے بھی وقف صحیح نہ ہوگا۔
ہاں اسلامی حدود اور دین و مذہب اہل سنت کے موافق تعلیم ہو اور اس کے ساتھ ضروری دنیاوی علوم از قسم
حساب و کتاب جغرافیہ و جامیسٹری وغیرہ کی تعلیم ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اور بچیوں اور بچوں کی تربیت بھی
اسلامی اصول سے ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳ ربیع الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(۸۳) مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنے مکان اور کھیت کو مدرسہ پر وقف کر دیا اور کہا کہ مکان میں لڑکیوں کا اسکول چلائیں
اور کھیت کی آمدنی کی مدرسہ پر خرچ کریں، اراکین مدرسہ یہ چاہتے ہیں کہ دونوں زمینیں بیچ کر مدرسہ کے
تربیب زمین لے لیں، چونکہ وہ زمین مدرسہ سے دور ہے یا اس رقم سے مدرسہ کی تعمیر میں اضافہ کر لیں، جیسا
شرع مطہر کا حکم ہو جواب سے نوازیں۔

المستفتی اراکین مدرسہ علمیہ رضاء العلوم مسند فقہ چورتال نر جاضلع مؤ ۳ ستمبر ۱۹۹۹ء

Click For More

الجواب

وقف جائداد کا شرعی حکم یہ ہے کہ وقف کی زمین نہ بیچی جاسکتی ہے نہ کوئی اس کا وارث ہو سکتا ہے نہ اس کو کسی کو دیا جاسکتا ہے۔

”فیلزم فلا یباع ولا یوہب ولا یورث کذا فی الہدایۃ“ (عالمگیری (ج ۲/۴۱۶)

یہاں جب کہ واقف نے اس کا مصرف بھی بتا دیا ہے کہ اس سے بچیوں کا اسکول چلایا جائے۔

عام کتب فقہ میں ہے: ”شرط الواقف کنص الشارع“ (در مختار: ۶/۵۰۸)

ہاں وہ جائداد بالکل ناقابل استعمال ہو جائے۔ تو صالح سنی مسلمانوں کے مشورے سے اسے بیچ کر آس پاس میں کوئی ایسی زمین لیں۔ اور اس میں وہی بچیوں کا اسکول دینی تعلیم کا قائم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(۸۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہماری بستی رام ڈپیا میں ایک مدرسہ ہے (بنام مصباح العلوم و کیلیہ) صوبہ بہار کی ایک مشہور خانقاہ کے پیر طریقت کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ اور اب تک اس کے سکریٹری علماء ہی ہوتے رہے۔ آخری سکریٹری مولوی عیسیٰ صاحب کی بدت کار کرگی ختم ہوئی، تو ایک جاہل بد زبان اور جھگڑالو سرمایہ دار حبیب میاں نے الکشن میں کھڑے ہونے کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے منع کیا مگر وہ مانے نہیں۔ اور تاریخ پر وہ بھی اپنے حمایتیوں کے ساتھ آ موجود ہوئے۔

اب تک تو الکشن بہ اتفاق رائے ہوتا تھا۔ لیکن اب نا اتفاقی دیکھ کر حبیب میاں کے مخالفوں نے الکشن کا بائیکاٹ کیا۔ اور بس لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ جب یکطرفہ ان کے موافقین رہ گئے تو ان لوگوں نے حبیب میاں کو سکریٹری بنا دیا۔ پرانے سکریٹری مولوی عیسیٰ صاحب نے ان کو چارج نہیں دیا۔ کہ الکشن غیر قانونی ہے ان کو صرف ان کے ساتھیوں براتیوں نے چنا ہے۔

ادھر حبیب میاں کی اپنے ہی ساتھیوں سے مار پیٹ ہو گئی، اور نوبت مقدمہ بازی تک پہنچی۔ دوسری طرف پوری آبادی ان کی مخالف ہو گئی کہ یہ سکریٹری رہیں گے تو بستی میں یونہی فتنہ و فساد ہوتا رہے گا۔ اس دوران پرانے پیر صاحب کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کی جگہ حضرت مولانا خالد صاحب ان کے سجادہ نشین رہے، ہمارے مدرسہ کے سرپرست ہوئے۔ جب وہ دورے پر ہماری بستی میں آئے تو لوگوں نے درخواست کی کہ حبیب میاں سکریٹری رہیں گے تو بستی میں امن و امان نہیں رہے گا، اس لیے آپ یہاں کا فیصلہ فرمادیں۔

Click For More

حضرت خالد میاں صاحب اس جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتے تھے۔ مگر لوگوں کے شدید اصرار پر انہوں نے بستی کے لوگوں کو بلایا۔ اور فرمایا آپ لوگ مولوی عیسیٰ اور حبیب میاں کے علاوہ کسی دوسرے کو سکریٹری بنانے پر راضی ہوں تو میں اس معاملہ میں پڑوں، جب سب لوگوں نے منظور کیا تو آپ نے مولوی شکیل احمد صاحب کو سکریٹری مقرر کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے بہ اتفاق رائے اس کو منظور کیا صرف دو آدمیوں کو اختلاف تھا مگر بعد میں وہ بھی راضی ہو گئے۔

اس کے بعد سے مولانا شکیل احمد صاحب بڑی خوش اسلوبی سے مدرسہ چلا رہے ہیں۔ مگر حبیب میاں مسلسل پیر صاحب کے خلاف بدگوئی اور بدزبانی کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں حضرت خالد میاں اور حبیب میاں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ پیر حضرت خالد کا فیصلہ صحیح ہے یا غلط اور حبیب میاں سید عالم دین اور بزرگ کو برا کہہ کر کس سزا کے مستحق ہیں؟

المستفتی ڈاکٹر مرغوب احمد قادری مقام رام ڈیہا پوسٹ گوٹھا ضلع مشرقی چمپارن

الجواب

سائل نے اپنے بیان میں میں کئی مقامات پر جہاں کسی واضح حکم شرعی کی صورت نکل سکتی تھی اپنے بیان کو گول کر دیا ہے۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے:

”عن ابی موسیٰ الاشعری قال دخلت علی النبی ﷺ انا ورجلان من بنی عمی فقال احدهما یرسول اللہ امرنا علی بعض ما ولاک اللہ وقال الاخر مثل ذلك فقال انا واللہ لانولی علی هذا العمل احدا سألہ واحدا حرص۔“

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو چچیرے بھائی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، باری باری ان دونوں نے سرکار سے یہی بات عرض کی کہ ہمیں کوئی عہدہ عطا فرمائیں آپ نے قسم یاد فرما کر کہا ہم ایسے شخص کو مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ نہیں کرتے جو ہم سے اس عہدے کی درخواست کرے یا اس کو اس کی لالچ ہو، اس مقام پر سائل کو واضح کرنا چاہئے تھا کہ حبیب میاں سکریٹری کے عہدہ کے طالب ہوئے یا دوسروں نے انہیں اسکے لیے آمادہ کیا، مگر سائل صاحب نے اس مقام پر ایک مبہم بات تحریر کی کہ امیدوار کی حیثیت سے حبیب میاں سامنے آئے پتہ نہیں کہ خود آئے یا لائے گئے۔

انتخاب اور الیکشن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم حبیب میاں کو سکریٹری نہیں رکھیں گے اور انتخاب کی مجلس سے واک آؤٹ کر گئے۔ آج کل انتخاب کا یہ طریقہ رائج ہے

Click For More

اس میں اجلاس سے واک آؤٹ کمزور پارٹی کرتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حبیب میاں کی پارٹی زور دار تھی اور اس نے حبیب میاں کو سکریٹری جن لیا، سائل کو بھی اس کا اعتراف ہے آپ لکھتے ہیں کہ حبیب میاں کے جو معاون تھے ان لوگوں نے آپ میں حبیب میاں کو سکریٹری بنا دیا، مگر سائل صاحب یہاں بھی مسئلہ گول کر رہے ہیں کہ ابھی انتخاب مکمل نہیں ہوا تھا۔ بھلا اونٹنگ ہو جانے کے بعد بھی انتخاب مکمل نہ ہونے کا کیا مطلب؟

ایک جگہ حبیب میاں کی گندہ زبانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کیونکہ حبیب میاں کو اپنی زبان پر کنٹرول نہیں، کس کو وہ شخص کب بے بھرم کرے گا، کوئی ٹھیک نہیں سائل کی مراد لفظ بے بھرم سے بے عزت کرنا ہے اور کسی شخص کو بے عزت سچی بات کہہ کر بھی کیا جاتا ہے، سچی بات کہنا عیب نہیں اور جھوٹی بات کہہ کر بھی بے عزت کیا جاسکتا ہے یہ عیب ہے اور گالی گلوچ بک کر بھی یہ عیب ہے مگر ہمارے سائل صاحب کو جرأت نہیں کہ صاف صاف بات بیان کریں ایک گول بات کہہ کر جو عیب و ہنردونوں ہو سکتی ہے بات کو الجھا دیا، اس لیے ان تفصیلات سے قطع نظر کر کے صرف بنیادی سوال کا جواب دیتے ہیں، اگر سائل اپنے بیان میں واقعی سچا ہے کہ حبیب صاحب کی نظامت کو لے کر عوام میں فتنہ و فساد کا ظن غالب ہو گیا تھا اور ادارہ کے سرپرست پیر صاحب نے یہ سوچ کر کہ قرآن عظیم میں فتنہ کو قتل سے بھی سخت تر قرار دیا ہے۔

ارشاد الہی ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱]

اور دل میں کسی کی جنبہ داری کا خیال لائے بغیر محض دفع فتنہ کے لیے کسی تیسرے شخص کو سکریٹری مقرر کر دیا اور انہوں نے خوش اسلوبی سے ادارے کا کام بھی چلایا تو سرپرست کا یہ فعل شرعاً جائز اور درست ہے اور حبیب میاں کا اسکو اپنی حق تلفی سمجھنا غلط اور نادرست ہے۔ دینی اداروں کے عہدے کسی کا حق نہیں ہوتے، یہ عہدے ذمہ داروں کے ہاتھ میں قوم کی امانت ہوتے ہیں، اسی لیے تو قوم کچھ دنوں کے بعد اس امانت کو ان کے ہاتھ سے لے کر دوسرے کو دے دیتی ہے اور امانت میں خیانت کرنے والوں کو درمیان مدت میں ہی عہدے سے ہٹا دیا جاتا ہے اور جب حبیب صاحب کی نظامت سے قوم میں فتنہ و فساد کا ظن غالب ہو گیا تھا تو اس میں حق تلفی کا کیا سوال؟ یہ تو اصلاح ذات البین کی ایک صورت ہے، ایسی صورت میں حبیب صاحب کو سرپرست کی شکایت اور بد گوئی کرنی نا جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیبت کو قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے، اگر آج اسلام ہوتا تو اسے جرم کی سزا دیتا، ہندوستان میں یہ صورت ممکن نہیں، اس طرح جو لوگ کسی ایسے شخص کی امداد و عنایت کرتے ہیں وہ بھی مجرم و گنہگار ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "سباب المسلم فسوق وقتاله کفر (سنن النسائی: ۷/۱۲۲) مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے۔ اور یہاں یہ بقول سائل ایک عالم دین پیر طریقت اور مرد صالح کا معاملہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۱ھ

وقف مساجد کا بیان

(۳-۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (۱) زید نے ایک قطع زمین ایک مسجد اور ایک مدرسہ پر مشترکہ طور پر وقف کیا ہے اور وہ مشترکہ زمین ایک دوسری مسجد سے متصل ہے جس کا قبلہ درست نہیں ہے اور نماز کی صف ٹیڑھی لگتی ہے اور یہ مسجد مصلیوں پر تنگ پڑتی ہے، محلہ کے لوگ شہید کر کے دوبارہ تعمیر کر کے قبلہ صحیح کرنا چاہتے ہیں، محلے والے وقف کمیٹی گولہ بازار سے رجوع کئے کہ تین فٹ زمین چوڑائی میں اپنی دوسری مسجد کو دیدے کمیٹی دینے پر رضامند ہے، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ مسجد اور مدرسہ کی مشترکہ زمین کمیٹی دوسری مسجد پر دے سکتی ہے کہ نہیں؟ (۲) اور اگر دینی ہے تو باعوض یا بلاعوض؟

(۳) اور وہ پیسہ کسی مسجد پر لگے گا یا مدرسہ پر؟ من جانب اراکین کمیٹی گولہ بازار، ضلع گورکھپور۔
تنقیح۔ سوال میں یہ بات صاف نہیں کی گئی کہ جو زمین مسجد اور مدرسہ پر مشترکہ طور پر وقف کی گئی اس کی نوعیت کیا تھی؟ یعنی واقف نے اس پر مسجد اور مدرسہ بنانے کے لیے زمین وقف کی یا اس زمین کی آمدنی سے مسجد اور مدرسہ کے اخراجات پورے کئے جائیں۔

اگر مسجد اور مدرسہ بنانے کے لیے وہ زمین وقف کی ہے تو یہ وضاحت ہونی چاہئے کہ مسجد اور مدرسہ کی زمین کو وقف نامہ میں علاحدہ علاحدہ کیا ہے یا نہیں؟ اور اگر جائداد کی آمدنی سے مسجد اور مدرسہ کے اخراجات پورے کرنے کے لیے وقف کیا ہے تو دونوں کے مصارف علاحدہ علاحدہ بیان کئے ہیں یا نہیں؟ ان باتوں کی تشریح ہوگی تو جواب ملے گا۔
عبدالمنان اعظمی۔ ۱۸ شعبان ۱۴۰۶ھ

الجواب

(۲-۱) اگر مسجد مصلیوں پر تنگ ہوگئی ہے اور اس زمین کے دوسری مسجد میں شامل کرنے سے مدرسہ و مسجد کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہو تو بازار بھاؤ سے زمین خرید کر اس تنگ مسجد میں شامل کی جاسکتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ۔
(۳) وہ زمین جس نے مسجد و مدرسہ پر وقف کی ہے وہی اس قیمت کے حق دار ہوں گے، یا یہ کیا جائے کہ اس رقم سے دوسری جائداد خرید لی جائے اور واقف کی شرط کے موافق اس کی آمدنی مسجد و مدرسہ

پر خرچ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۴/ ذوالقعدہ ۱۴۰۶ھ

(۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مسجد کی زمین ہے جو مدت دراز سے مسجد کے نام پر چلی آرہی ہے اور حقیقت میں مسجد کی زمین ہے، اس کا ثبوت کہ کاغذ میں موجود ہے۔ اب جب کہ عبدالستار صاحب آج قریب دس سال سے مسجد کی زمین میں مکان وغیرہ بنوالیا ہے زبردستی کی بنا پر، جب کہ چکبندی کے کاغذات وغیرہ میں بھی مسجد ہی کی زمین لکھا ہے۔ مسجد کی زمین کے متعلق مسلم وقف بورڈ میں مقدمہ چلا، وہاں سے جج نے مسجد ہی کے حق میں فیصلہ دیا، مگر اس کے باوجود بھی عبدالستار صاحب نے اس فیصلے کو ٹھکرا دیا یعنی نہیں مانا۔ پھر مقدمہ عدالت دیوانی میں چل رہا ہے، یہ بھی بات ہے کہ اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ میری زمین ہے، صرف اپنے مفاد کے واسطے مقدمہ لڑ رہا ہے، اپنے آگے وہ کسی کی بات نہیں مان رہا ہے، ایسے شخص کے بارے میں علمائے دین و شرع متین کیا فیصلہ دے رہے ہیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا ثبوت مفصل اور مدلل دینے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ شریعت کے رو سے اس شخص کو کیا کہا جائے گا؟ اس شخص کے گھر میں اگر کسی کی میت وغیرہ ہو جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ میں شرکت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

منجانب: مبارکپور۔ رتن پورہ ضلع بلیا

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئلہ میں ایسے سرکش آدمی کا بائیکاٹ کیا ہونا چاہیے لیکن اس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روکا جاسکتا، اسی طرح نماز جنازہ بھی پڑھنی ضروری ہوگی، گنہگار سے گنہگار آدمی کی بھی نماز جنازہ ضرور پڑھی جائے گی، چند آدمیوں کا استثناء ضرور ہے لیکن، یہ ان میں سے نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۵/ ذوالقعدہ ۱۴۰۶ھ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک مسلمان کے پاس اس کی ایک گنجی زمین موجود ہے، اس زمین پر وہ مدرسہ اور مسجد تعمیر کرانا چاہتا ہے۔ اسی کے لیے وہ اس طرح رسید چھپوانا چاہتا ہے، رسید چندہ برائے تعمیر مدرسہ و مسجد۔ اور اس رسید سے جو رقم حاصل ہوگی، اس سے مسجد اور مدرسہ تعمیر کرانا چاہتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح سے مشترک رسید چھپوانا اور اس سے حاصل ہونے والی رقم سے مدرسہ اور مسجد کی تعمیر کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ جواب با صواب سے مطلع فرمائیں۔ بیوا تو جروا

مستفتی: علی حسین ساکن، گولہ بازار گورکھپور

الجواب

جو امر خیر علیحدہ کئے جاسکتے ہیں ان کو ایک ساتھ کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں، پس جب مسجد اور مدرسہ کے چندہ کے لیے علیحدہ علیحدہ رسید چھپوائی جاسکتی اور چندہ کیا جاسکتا ہے تو اسی کام کو یکجا کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ کتب فقہ میں ہزاروں ایسے اوقاف کا ذکر آتا ہے کہ ایک ہی جائداد مدرسہ اور مسجد اور مساکین سب پر وقف ہو سکتی ہے، یہاں بھی یہی صورت ہے کہ ایک رقم سے سارے مصارف ادا کر سکتے ہیں، ہاں چندہ وصول کرنے والے کو یہ احتیاط ضروری ہوگی کہ رسید میں تفصیل لکھے کہ چندہ زکوٰۃ و خیرات ہے یا عطیہ ہے؟ یا جو شخص صرف مسجد ہی کو دینا چاہے تو اس کی تشریح ہو، تاکہ ایسی رقم اور عطیہ مسجد میں صرف کیا جائے، زکوٰۃ مسجد میں نہیں لگ سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

(۹-۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) طلبہ مدرسہ کے کھیل کود کی زمین پر مسجد تعمیر کرنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۲) صاحب مسجد کی رضامندی کے بغیر مسجد شہید کر کے اس کی توسیع کی خاطر نئی مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟
- (۳) مسجد کے متصل ایک روضہ ہے اور روضہ کی زمین بھی جو روضہ کے نام وقف ہے کیا اس روضہ کی زمین کو مسجد کا فرش بنوانا اور اس فرش پر نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟
- (۴) مسجد کی زمین جو باؤٹری سے باہر ہے اور مدرسہ کی زمین جو وقف ہے مدرسہ کے لیے رکھا اب دونوں زمین کو عوامی راستہ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ بینواتو جروا المستفتی محمد حسن مستری محلہ جامع مسجد اداری ضلع منو

الجواب

(۱) آپ کا سوال بہت مبہم ہے طلبہ مدرسہ کے کھیل کود کی زمین ہونے کا کیا مطلب ہے، اگر یہ مطلب ہے کہ کسی مسلمان نے یہ زمین یوں وقف کی ہے کہ اس کو طلبہ کے کھیل کود کے لیے دیتا ہوں تو یہ وقف صحیح نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے: ”و شرطه ان یکون قربة فی ذاته“ (ج ۶/ ۱۰۷) اور کھیل کود کوئی کار ثواب نہیں، اس لیے یہ وقف صحیح نہیں ہوگا اور زمین واقف کی ہوگی۔ وہ اجازت دے تو ضرور مسجد بنائی جاسکے گی۔ ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ آج کل گورنمنٹ کھیل کود کے لیے مدرسوں کو نزدول کی زمین الاٹ کرتی ہے، اگر ایسی زمین ہو اور جن لوگوں کو وہ الاٹ ہوئی ہو، انہوں نے اس پر مسجد قائم کر لی تو وہ مسجد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کے لیے کوئی ایسی قانونی پابندی نہ ہو کہ اس زمین

کو یونہی کھلی رہنا ضروری ہے۔

(۲) صاحب مسجد سے معلوم نہیں سائل نے کیا مراد لیا، بانی مسجد یا متولی یا بانی کے ورثہ یا متولی کے ورثہ کی اجازت کے بغیر اہل محلہ تعمیر کریں تو جائز ہے۔

عالمگیری میں ہے: ”رجل بنی مسجدا ثم مات فاراد اهل المسجد ان ينقصوه او يزيد و افيه فلهم ذلك وليس و رثة الميت منعه“ (ج ۲/۴۹۹)

اور بانی بھی ضرورت ہو تو تعمیر کرائے وہ نہ کرا سکے تو اہل محلہ تو کرائیں بانی روک نہیں سکتا۔

(۳) ایک وقف یا زمین دوسرے وقف کے مصرف میں نہیں لی جاسکتی۔

فتاویٰ رضویہ میر ہے: قبرستان وقف میں کوئی تصرف خلاف وقف جائز نہیں، مدرسہ ہو خواہ مسجد

(۴) ضرورت کے وقت ایسی زمین میں آمد و رفت کی ممانعت نہیں، لیکن راستہ بنانے کا یہ

مطلب ہو کہ ضرورت کے وقت بھی مسجد یا مدرسہ اپنے مصرف میں نہ لاسکیں، یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

چار بھائیوں نے مکان کے لیے ایک زمین خرید لی، اسکے بعد ایک بھائی نے اور بھائیوں سے کہا

کہ یہاں ایک مسجد تعمیر کرادی جائے، اس پر دوسرے بھائیوں نے سکوت اختیار کیا اور کافی دنوں کے بعد

مسجد کی تعمیر دوسری جگہ ہوئی، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ خریدی ہوئی زمین پر اب مکان تعمیر کرایا

جاسکتا ہے کہ نہیں۔ بینواتو جروا

المستفتی عبدالحفیظ بکھی کریم الدین پور گھوسی ضلع مو

الجواب

ضرور تعمیر کیا جاسکتا ہے، کیونکہ صرف ایک شریک کے اتنی رائے ظاہر کر دینے سے کہ اس کو مسجد

بنادیا جائے وہ مسجد نہیں ہوتی، جب تک تمام شریکوں نے اس زمین کو اپنی ملک سے علیحدہ کر کے مسجد کیلئے

وقف نہ کر لیا ہے۔ کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لیے ہر چہار جانب سے اس کا حقوق عبد سے خالی ہونا

ضروری ہے۔ اگر یہاں تین بھائی اس میں شریک موجود ہیں، جنہوں نے اس زمین کو وقف نہیں کیا۔ بس

وہ زمین وقف نہیں ہوئی۔ اور بدستوران بھائیوں کی ملک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲۴ صفر المظفر ۱۰ھ

(۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عرب مسجد آباء میں تقریباً چالیس سال سے امامت کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے

میرا ریکارڈ بھی صحیح ہے۔ میری عمر بھی ستر سال کی ہو گئی۔ میں تو متولیان سے کہتا ہوں کہ اب مجھے آپ کو جو کچھ دینا ہو وہ دے دو، میں اب اپنے گھر رہنا چاہتا ہوں، وہیں آرام کروں گا اور بچے پڑھاؤں گا۔ متولیان کہتے ہیں کہ اگر شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ امام کو کچھ دے کر ریٹائر کر دیا جائے تو فتویٰ منگالو، ہم دینے کو تیار ہیں۔ تو کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس استفتاء کے بارے میں

حافظ زبیر امام عرب مسجد پتھر کنواں احمد آباد

الجواب

وقف نامہ میں اگر اس قسم کی کوئی مد تحریر ہو کہ ریٹائرمنٹ کے وقت امام مسجد کو بطور رخصت نامہ رقم دی جائے یا وہاں قدیم ایام سے اس کا رواج رہا ہو اور اماموں کی ہر طرح خدمت کر کے ان کو سبک دوش کیا جاتا ہو تو مسائل کو بھی وقف کی آمدنی سے وہ رقم دی جائے گی ورنہ نہیں۔ ہاں بطور احسان متولیان امام صاحب کی قدیم خدمت کا خیال کر کے اپنی طرف سے یا مصلیوں سے بھی چندہ کر کے امام صاحب کو دیں تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ اچھا کام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۲۷ رزی القعدہ ۱۴۲۱ھ

(۱۲-۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مسجد سے ملحق ایک وسیع وعریض آراضی مسجد کی ملک سمجھی جاتی ہے۔ جو اس کی مصلحت میں کام آتی ہے۔ مثلاً کرائے پر دینے کے لیے مکانات تعمیر کئے گئے ہیں اور ناریل کے درخت لگائے گئے ہیں، وغیرہ۔ تاکہ مسجد کی آمدنی ہو اور اس سے مسجد کا کاروبار چلے۔ کچھ دنوں پہلے بعض ذمہ دار مسلمانوں نے دینی علوم کو عام کرنے اور وہابیت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ایک دینی عربی دارالعلوم قائم کرنے کا ارادہ کیا، لیکن ان کے پاس کوئی مناسب جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی خالی اور غیر استعمالی جگہ کے بعض حصہ کو کرائے پر لے کر وہاں دینی ادارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ زید کہتا ہے کہ چونکہ مسجد کی آراضی کثیر ہے اس لیے اس میں جس طرح مکانات تعمیر کر کے کرایہ پر دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح دینی ادارہ تعمیر کرنے کے لیے ایک معاہدہ کے تحت کرائے پر مسجد کی آراضی دینا اور لینا جائز ہونا چاہئے تاکہ ایک طرف مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہو اور دوسری طرف علم دین کے فروغ میں مدد ملے۔ خیال رہے اس قرب وجوار میں کوئی بڑا دینی ادارہ نہیں جس سے لوگوں کی دینی ضرورت پوری ہو سکے۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ مصلحت کے تحت مسجد کی آراضی تعمیر مدرسہ کے لیے کرائے پر لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جواز کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا ایک ٹیوب ویل بھی ہے جس سے مدرسہ کی ضروریات کے علاوہ مسجد کے مصلیوں کو وضو کا پانی بھی دیا جاتا ہے اور بل چارج مدرسہ ادا کرتا ہے اس مصلحت سے (کہ مصلیوں کو وضو کا پانی ملتا رہے) مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا بورویل لگانا درست ہو گا یا نہیں؟ بینوا تو جو را
المستفتی: صدر و سکرٹری دارالکین سنی دارالعلوم محمدیہ کوئے باگل ٹڈ بدری منگلور

الجواب

(۱) مسجد کی ایسی زمین جو اس کی آمدنی کی غرض سے حاصل ہو، مدرسہ چلانے کے لیے اس کو کرایہ پر لے کر اس میں مدرسہ چلایا جاسکتا ہے، اس میں شرعا کوئی حرج نہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۲۲ میں ہے، وقف کے اجارہ میں متولیوں کو وقف کا فائدہ مد نظر ہونا چاہئے۔

(۲) مدرسہ کے ٹیوب ویل کی زمین اگر مسجد کی ہے تو اس کا کرایہ بھی مدرسہ والوں کو مسجد کو دینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کا رقبہ اسی کڑی ہے، لیکن فی الحال پوری زمین میں مسجد نہیں ہے۔ بلکہ آدمی سے زیادہ خالی ہے۔ اس خالی زمین سے اتر جانب ایک مدرسہ ہے۔ اب مدرسہ والے اس مسجد کی موقوفہ زمین پر مدرسہ بنانا چاہتے ہیں، جبکہ چکبندی میں بھی وہ زمین مسجد ہی درج ہے۔ آیا ان کا اس موقوفہ زمین پر مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ شرع کی روشنی میں جواب دیں۔ والسلام
المستفتی: نور العین پورہ بند ہول مو

الجواب

مسجد کی زمین پر مدرسہ نہیں بنایا جاسکتا۔ عام فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته (عالمگیری ج ۲/۵۱۶)۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مدرسہ والے اس زمین کو کرایہ پر لے لیں اور ماہ ب ماہ اس کا کرایہ مسجد کو ادا کرتے رہیں۔ اور اس زمین پر مدرسہ بنا کر دینی تعلیم دیں۔ فقط
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو ۳ محرم ۱۴۲۳ھ

(۱۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ایک لاؤڈ اسپیکر کا سیٹ مسجد مدرسہ اور مجالس خیر کے لیے مہتر کہ طور پر وقف کیا۔ مسجد میں پہلے سے لاؤڈ اسپیکر موجود تھا جو صرف مسجد میں مستعمل تھا۔ زید کے وقف کردہ لاؤڈ اسپیکر کے بعد یہ رائے ہو رہی ہے کہ مسجد کا پرانا لاؤڈ اسپیکر مدرسہ میں کر دیا جائے۔ اور نیا سیٹ مسجد میں کر دیا جائے۔ کیا از

روئے شرع ایسا کرنا جائز ہے؟ نیز نئے لاؤڈ اسپیکر کو وقتاً فوقتاً مدرسہ اور مجالس خیر کے لیے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی: جہاں گیر عالم رسول پورا سٹیٹ موٹو یکم مئی ۲۰۰۳ء

الجواب

سائل کے بیان سے ظاہر ہے کہ مسجد میں پہلے سے جو لاؤڈ اسپیکر موجود تھا وہ مسجد کے لیے خاص تھا۔ تو شرعاً اب اسے کسی دوسرے مدرسہ یا مسجد پر دیا نہیں کیا جاسکتا، تمام فقہ کی کتابوں میں یہ تصریح ہے: لا يجوز تغير الوقف من هيئته۔ (عالمگیری ج ۲/۵۱۶) اور زید نے جو سیٹ وقف کیا ہے وہ مسجد مدرسہ اور مجالس خیر کے لیے مشترک طور سے دیا ہے تو مسجد کا کام اس لاؤڈ اسپیکر سے بھی چلے گا۔ ایسی صورت میں آپ مسجد کا کام نئے لاؤڈ اسپیکر سے بھی چلائیے مگر پرانے لاؤڈ اسپیکر کو بھی مسجد کے لیے ہی محفوظ رکھئے۔ اور اگر رکھنے سے اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کو مناسب دام پر کسی کے ہاتھ بیچ دیجئے۔ اور اس کی قیمت کی رقم بینک میں محفوظ کر دیجئے۔ یا کسی امانت دار اور ایمان دار کے پاس رکھ دیجئے۔ اور جب کبھی ضرورت پڑے تو مسجد کے لیے لاؤڈ اسپیکر کی ہی مدد میں اسے صرف کیجئے۔ بہار شریعت حصہ دوم ص ۶۱ میں عالمگیری کے حوالہ سے ہے کہ پہلے کا بیچا ہوا سامان اگر یہ خیال ہو کہ آئندہ ضرورت کے وقت اسی وقف میں کام آسکتا ہے۔ جب تو اس کو محفوظ رکھا جائے ورنہ فروخت کر کے قیمت کو مرمت میں صرف کر دیں۔ اور اگر رکھ چھوڑنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے جب بھی فروخت کر ڈالیں اور قیمت کو محفوظ رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۶/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

(۱۶-۱۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی زمین پر اپنی رقم خرچ کر کے ایک مسجد تعمیر کی اور اس میں موذن و امام کی تقرری دے کر اذن عام کے ساتھ باجماعت نماز ادا ہوتی ہے۔ نیز بانی مسجد نے اس مسجد کو عام لوگوں کے حوالے کر دیا ہے اور ساتھ ساتھ مسجد فنڈ میں تقریباً ستر لاکھ روپے جمع کرا دیئے ہیں اور مسجد کی زمین کو مسجد کے نام پر حکومت کے گھر وقف کر دیا ہے، اب بانی مسجد کی دیکھ بھال کرنے اور امام و موذن رکھنے میں شریعت مطہرہ کی روشنی میں کچھ حق رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ بعض خاص لوگوں کا کہنا ہے یہ ہے کہ بانی مسجد کو مسجد بنانے کے بعد محلہ کے لوگوں کے حوالہ کر دینا ضروری ہے۔ اور محلہ کے لوگوں کے مقابل میں بانی مسجد کو کسی قسم کا حق نہیں ہیں۔ لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا عبارت پر حکم شرع کیا ہے؟ برائے مہربانی مدلل جواب عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

Click For More

(۲) مسجد کے وضو خانہ میں لوگ وضو کرتے ہیں اور وضو کا استعمال شدہ پانی نالہ سے ہوتے ہوئے شہر کے سیور لائن میں جا گرتا ہے، اس جگہ پر استعمال شدہ پانی گرانا یا وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔

(۳) بانی مسجد اس مسجد کا پریسیڈنٹ یا سیکریٹری ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) مسجد کا سب سے بڑا عہدہ تو شرعی تولیت ہے۔ اور اس کو وقف کے تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں جو پریسیڈنٹ یا سیکریٹری کے ہوتے ہیں۔ واقف بلاشبہ متولی ہو سکتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۸۹ میں ہے: (واقف) کو تولیت کا بھی اختیار ہے کہ وہ اپنی حیات تک چاہے اپنے نام رکھے یا اپنی اولاد کے نام اور بعد کو بھی جس طرح کی جائز شرطیں چاہے لگائے، سب کی پابندی اسی طرح ہوگی۔

اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ”بانی مسجد (واقف) کو لازم ہے کہ مسجد بنانے کے بعد محلہ کے لوگوں کے حوالے کر دے، بالکل غلط ہے۔ مسجد ہونے کے لیے کسی کے حوالہ کرنے اور خود علیحدہ ہونے کی ضرورت نہیں، صرف عام لوگوں کو ہمیشہ کے لیے اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دینا کافی ہے۔ عالمگیری میں ہے: ”رجل له ساحت امر قوما ان يصلوا فيها ابدًا صارت الساحة مسجدا“

ہاں مسجد کے انتظام کار کے لیے امانت و دیانت ضروری ہے اور شریعت اور واقف کی شرائط صحیحہ کے موافق عمل درآمد ضروری ہے۔ جو بھی اس کے خلاف کرے اس کو تولیت اور انتظام سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ در مختار میں ہے: وینزع وجوباً لوالواقف فغیرہ بالاولی غیر مامون او عاجز او ظہر بہ فسق“ (ج ۶/۴۵۳) جو امانت دار نہ ہو (خائن) عاجز و کمزور یا قاسق ہو اس کو انتظام سے علیحدہ کرنا واجب ہے، واقف ہو یا غیر واقف۔

(۲) وضو کے غسل کا پاک جگہ گرانا مستحبات وضو میں ہے۔ عالمگیری اول ص ۸ اور بہار شریعت میں اس پانی کو ناپاک جگہ گرانا مکروہ لکھا ہے۔ اس لیے مسجد کے اندر یہ اہتمام ہونا چاہئے کہ نالی استنجا کی نالی سے الگ ہو مگر مسجد کے باہر یہ اہتمام ممکن نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ طاقت کے باہر بندوں کو مکلف نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوٹی مو ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ

(۱۸-۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

شہر علی راجپور میں تقریباً دو سو سال پرانی مسجد جس کی تعمیر مسافر بابا نامی ایک بزرگ نے کی تھی، آس پاس کی زمین مسجد کی ملک تھی، شہر کے مسلمانوں نے خالی زمین پر دکان اور اوپر مسافر خانہ بنایا تاکہ

Click For More

اس کی آمدنی سے مسجد و مدرسہ کے اخراجات پورے کئے جائیں (جیسا کہ شہروں کا معمول ہے کہ مدرسہ مسجد ہی کے تحت چلتا ہے) اور کچھ مکان بھی مسجد و مدرسہ کے نام وقف ہیں جس کا کرایہ بھی دونوں پر صرف ہوتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ جو چیز مسجد و مدرسہ پر وقف کی گئی ہو یا ان کی ملکیت رہی ہو اس میں قوم یا مسجد دنیاوی تعلیم کے لیے اسکول یا اسلامی سینٹر قائم کر کے اس سے فیس وصول کرے اور وہ آمدنی دنیاوی تعلیم پر خرچ کیا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی یہ کہے کہ یہ قوم کی چیز ہے، قوم جو چاہے کرے یا مسجد مدرسہ کی مشترکہ وقف جائداد کو اسکول میں تبدیل کرنا چاہے تو یہ کیسا ہے؟ مال وقف کو تبدیل کرنے والوں پر کچھ وعیدیں ہیں یا نہیں؟ (۳) کیا عورتیں بغیر کسی عذر شرعی کے اسکول پڑھا سکتی ہیں؟ جبکہ غیر محرم سے بلا تکلف باتیں کرنا اور پردہ کا لحاظ پاس بھی نہیں؟

(۴) جو مدرسہ مسجد کے تحت چلتا ہے اس کو اسی نام سے یا دوسرے نام سے دینی تعلیم دینے کے لیے جو عمارت مسجد و مدرسہ کے نام مشترکہ وقف ہے اسے دارالعلوم میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ قیام کی جو صورت ہو بیان فرمائیں؟

(۵) جو کسی شرعی فتویٰ کو نہ مانے اپنی ضد پر اڑا رہے اور اس کے خلاف نازیبا باتیں بکے ایسے شخص کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

(۶) جو لوگ دینی تعلیم کی مخالفت کریں یا یوں کہیں کہ پڑھ کر کہاں جائیں گے جس سے علم نبوی ﷺ کی تحقیر ظاہر ہو تو ہوا ایسے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۷) جو رقم مسجد و مدرسہ کی وقف شدہ جائداد سے بطور کرایہ حاصل ہو، اس سے شہر کے دوسرے مدرسہ کو بطور امداد کچھ رقم کمیٹی دے سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی: محمد رفیق فروٹ والے

الجواب

(۱) جو وقف جس غرض کے لیے ہے اس کی آمدنی اگرچہ اس کے صرفہ سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۶۸)۔ ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں صرف نہیں کی جاسکتی تو دنیاوی تعلیم پر کیسے صرف ہو سکتی ہے۔ آپ کا وقف جب مسجد مدرسہ کے لیے وقف ہے تو اس کی آمدنی سے صرف مسجد کے مصارف اور دینی تعلیم کے مصارف ادا کر سکتے ہیں، کسی دوسرے مصرف میں نہیں صرف کر سکتے۔

(۲) جائداد وقف کو جو شخص قومی ملکیت بتائے وہ قانون اسلام سے جاہل ہے، وقف کے معنی یہی

ہیں کہ جائیداد کو اپنی ملک سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل کرے۔ اسی لیے اگر خود واقف اپنے اوقاف کے مصارف کو بدلنا چاہے تو بدل نہیں سکتا۔ صدیاں گزر جانے کے بعد آج کس کی مجال ہے کہ کسی دوسرے مصرف میں صرف کرے، اوقاف کے مصارف کو بدلنے والا خائن اور فاسق ہے: لا يجوز تغیر الوقف عن ہیئته۔

(۳) ایسی ملازمت ناجائز و حرام ہے جس میں عورت کے لیے بے پردگی کی شرط ہو۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۱۷۳ میں ہے: ایسی ملازمت جس میں خود ناجائز کام کرنا پڑے حرام ہے۔ (ملخصاً)

(۴) جہاں مسجد و مدرسہ کا وقف مشترک ہو وہاں دونوں کے مصارف اسی وقف سے ادا کئے جائیں، اگر مسلمان اپنے چندے اور امداد سے کسی ایک شعبہ کو ترقی دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

(۶/۵) ایسے لوگ سخت گمراہ اور بددین ہیں۔ عام مسلمان ان کا بایکاٹ کریں، قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸)

(۷) اس وقف کی رقم کسی دوسرے ادارے کو نہیں دی جاسکتی۔ درمختار میں ہے:

ان اتحدہ الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخر عليه۔ فہما حیثیذ کشی واحد وان اختلف احدہما بان بنی رجلا ن مسجدین اور رجل مسجدا و مدرسة ووقف علیہما اوقافا لا يجوز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

(۲۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی توسیع کے لیے زید سے زمین مانگی گئی جو مسجد سے متصل پچھم جانب تھی، زید نے کہا جتنی زمین کی مسجد کو ضرورت ہو لے لیں، میں خوشی سے دینے کے لیے تیار ہوں۔ حسب ضرورت زمین لے کر مسجد تعمیر ہوگئی، اس کے بعد زید نے باقی زمین بکر کو بیچ دی، لیکن بیچتے وقت ایک منڈے کی قیمت کم لی، لیکن بکر نے پوری زمین رجسٹری کرائی اور اب یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ مسجد میرے رقبے میں ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ بکر کا پوری زمین رجسٹری کرانا اور یہ دعویٰ کرنا کہ مسجد میرے رقبے میں ہے، کیسا ہے؟

استفتی: محمد سلامت اللہ، خالصپور، اداری مکوی پوٹی

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی اگر زید کی زمین کا جز حصہ زید کی اجازت اور اس کے حکم سے مسجد میں شامل ہو گیا، اور مسجد کی تعمیر بھی ہوگئی، تو زید کی زمین کا وہ حصہ مسجد ہو گیا۔ رجسٹری کرانے میں شامل رہا ہوتا بھی

Click For More

وہ بکر کا نہیں ہو سکتا کہ موقوفہ زمین کا یہ حکم ہے، تنویر الابصار میں ہے:

فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یجار ولا یرهن (ج ۶/۴۲۱)

جب وقف مکمل ہو گیا تو اس کا کوئی انسان مالک نہیں، نہ کوئی کسی اور کو اس کا مالک بنا سکے، نہ اسے

کرایہ پر دیا جاسکے، نہ اسے رہن رکھا جاسکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۲۱ محرم ۱۳۲۵ھ

(۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) متعلقہ مسجد کا پیش دروازہ صحن و چبوترہ حاشیہ چونکہ مسجد کی جملہ ضروریات کیلئے ہمیشہ سے ہے،

اس کی کوئی قیمت یا بدلہ قیمت دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تکیہ قبرستان کی زمین مسجد پر وقف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

نہ تو مسجد کا موقوفہ صحن و چبوترہ کسی کو قیمت پر یا بلا قیمت دیا جاسکتا ہے، نہ قبرستان کی زمین مسجد پر

وقف کی جاسکتی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے: ”و عند ہما هو حبسها علی ملک اللہ فلا یجوز لہ

ابطالہ ولا یورث عنہ (ج ۶/۴۰۸)۔ اور عالمگیری میں ہے: ”حتی لا یملک بیعہ ولا یورث

عنہ“ (ج ۲/۴۱۷) پس موقوفہ زمین جب واقف کی ملکیت سے نکل کر خدا کی ملکیت میں داخل ہو جاتی

ہے تو اس میں کسی قسم کا تصرف جس سے اس کے وقف ہونے کی نوعیت میں فرق پڑے نہ تو واقف وقف

کر سکتا ہے اور نہ کوئی دوسرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارک پور ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۰ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مسجد سے متصل مسجد کی زمین میں ایک مدرسہ تعمیر کیا جا رہا ہے جس سے وقتاً فوقتاً جیسے جمع و عیدین و

غیرہ میں مسجد کا کام لیا جائے گا باقی دنوں میں بچے مروجہ تعلیم پائیں گے۔ مسجد و مدرسہ کے درمیان دروازہ

بھی دیا جائے گا جسے کھول دینے سے مسجد و مدرسہ میں دوری نہیں باقی رہے گی، بلکہ ایک ہی رہے گا۔ تو

مدرسہ کی تعمیر میں مسجد فنڈ سے لگ سکتا ہے یا نہیں؟ سید ظفر الدین جامع مسجد جمہریہ اہلباؤ۔

الجواب

شریعت مطہرہ نے وقف کو باقی رکھنا ضروری قرار دیا ہے۔ عالمگیری میں ہے: ”سئل عن اهل

Click For More

المحلة باعوا وقف المسجد لا جل عمارة المسجد لا يجوز با مر القاضی و غیرہ کذا فی الذخيرة (ج ۲/۳۰۰)۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خود مسجد ہی کی اصلاح کی ضرورت کیوں نہ ہو جو آراضی مسجد پر وقف ہیں انہیں کسی کام کیلئے بھی بیچ نہیں سکتے، کیونکہ وقف کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ اصل شیء باقی رہے اور اس کا منافع مصارف میں صرف کیا جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جس مصرف کیلئے وقف کیا جائے اسی میں صرف کیا جائے دوسرے میں نہ ہو۔ عالمگیری میں ہے: "الفاضل من وقف المسجد هل یصرف الی الفقراء قیل لا یصرف وانه صحیح (ج ۲/۳۰۰)۔"

درمختار میں ہے: اتحد الواقف والجهة و قل مر سوم بعض الوقف جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیہ لانہما حیثہ کشیء واحد وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجدا و مدرسة و وقف علیہما او قافلا یجوز له ذلك (ج ۶/۴۳۱)

یہ حکم تو فاضل آمدنی کا ہے، پھر مسجد کی وقف شدہ زمین میں مدرسہ بنانا کس طرح جائز ہوگا؟ جبکہ اس کی آمدنی دوسرے مصرف میں صرف نہیں کر سکتے۔ عالمگیری میں ہے: "ارض وقف علی مسجد صارت بحال لا تزرع فجعلها رجل حوضا للعمامة لا یجوز للمسلمین الانتفاء بماء ذالك الحوض (ج ۲/۵۰۳)۔ پس صورت مسئلہ میں نہ تو مسجد کی زمین میں مدرسہ بنا سکتے ہیں اور نہ مسجد کا سرمایہ اس میں لگا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی ۲۶ رذوالحجہ ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عنی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کچھ زمین مسجد کے متعلق تھی اور اس میں کچھ زمین دوسرے کی بلا رضا مندی اور بلا اجازت اضافہ کر کے ایک دوکان تعمیر کر دی گئی، اب اس دوکان کا کرایہ مسجد پر لگانا جائز ہوگا یا نہیں؟۔

الجواب

جو دوکان دوسرے کا کچھ حصہ لے کر بنائی گئی، اس کا کرایہ مسجد میں لگانا جائز نہیں کہ وہ مال خبیث ہے اور منصوص بہ زمین کی آمدنی۔

شامی میں ہے: "قال ثاج الشريعة اما لو انفق فی ذالك ما لا خبیثا او ما لا سببه الخبیث و الطیب فیکره لان الله تعالی لا یقبل الا الطیب فیکره تلویث بیتہ بما لا یقبلہ۔ جب تک زمین والے کو راضی نہ کر لیا جائے، اس مال کا مسجد میں لگانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

عبدالمنان اعظمی مبارک پورا عظیم گڑھ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۹ھ

Click For More

(۲۹) مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید کے آبا و اجداد زمین دار تھے، جنہوں نے اپنے دروازہ پر نماز پنجگانہ کے لیے ایک جگہ معین کر لی تھی، جسے مسجد کہا کرتے تھے، گاؤں میں دوسری مسجد نہ ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ بھی لوگ وہیں ادا کرتے تھے، گاؤں میں جب دوسری مسجد بن گئی تو نماز جمعہ اسی دوسری مسجد میں ہونے لگی، مسجد اولیٰ میں سلسلہ نماز جمعہ ختم ہو گیا، البتہ زید اور زید کے گھر والے اس میں (مسجد اولیٰ) اب بھی نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں، زید یا زید کے خاندان کے دیگر موجودہ لوگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ آیا یہ زمین (جو نماز پنجگانہ کے لیے معین کردہ جگہ زید کو وراثت میں ملی ہے) مسجد کے نام زبانی وقف ہے؟ یا یونہی نماز پڑھنے کے لیے جگہ معین کر لی گئی تھی، چونکہ وقف کے لیے کوئی کاغذی ثبوت نہیں ہے، البتہ ۱۷۷۲ء کی آزادی کے بعد جو سروے (معائنہ) ہوا تھا، اس کے مطابق نقشہ میں مسجد درج ہے، دوران سروے بانی مسجد اولیٰ با حیات نہیں تھے، بلکہ اس وقت جو ظاہری صورت تھی، زمین پر بعینہ وہی صورت کاغذی نقشہ میں اتار دی گئی ہے، زید کے آبا و اجداد کی یہ زمین اس وقت زید کے حصہ اور قبضہ ہی میں ہے، وہ اپنی اولاد پر رہائشی مکان کے لیے موقع پر جملہ آراضی کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو یہ جائے تعیین صلوة (مسجد اول) نخل ہو رہی ہے اور اگر چھوڑ دی جائے تو رہائشی جگہ تنگ رہتی ہے، لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع یہ زمین مسجد قرار پائے گی یا نہیں؟

(۲) بصورت اثبات مسجد کو آنگن کے حصہ میں لے کر چبوترہ کی شکل بنا دینا جائز ہوگا؟ جب کہ مسجد کی حرمت بدستور اپنی جگہ باقی رہے۔

(۳) اگر یہ زمین شرعاً مسجد نہ ہو تو کیا زید کی اولاد کو یہ اجازت ہوگی کہ وہ اس زمین پر رہائشی مکان بنائے۔ امید کہ شرعی حکم سے مطلع فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں گے۔

المستفتی، محمد ذاکر حسین لطفی۔ خادم دارالعلوم سرکار آسی سکندر پور بلیا (یوپی)

الجواب

کسی مکان کے مسجد ہونے کے لیے وقف نامہ کا تحریری ثبوت ہی ضروری نہیں اس جگہ کا مسجد مشہور ہونا ہی کافی ہے بحر الرائق میں ہے ”بنی فی فناءہ فی الرستاق دو کانا لاجل الصلوة یصلون ایہ بجماعة فی کل وقت فله حکم المسجد“ گھر کے سامنے محن میں کوئی مکان نماز کے لیے بنایا اور اس میں کوئی پنجوقتہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے لگے تو مسجد ہوگی۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۰ میں ہے، تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ عام وقفوں کے ثبوت کو

صرف شہرت کافی ہے، پھر اس سے زیادہ شہرت اور کیا ہوگی کہ تمام مسلمان اسے مسجد جانتے ہیں، مسجد کہتے ہیں، اذانیں ہوتی ہیں، پنجگانہ جماعتیں ہوتی ہیں۔

الغرض ہمارے نزدیک سوال میں ذکر کی ہوئی مسجد مسجد ہی ہے، اس کو اپنے رہائشی مکان میں شامل کرنا جائز نہ ہوگا، اس کو اپنے احاطہ میں شامل کرنا کہ عام لوگوں کو نماز پڑھنے میں خلل ہو جائز نہ ہوگا، نہ اس کو موجودہ صورت سے بدلنے کی اجازت ہوگی، نہ اس کو مسجد البیت بنایا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

(۳۰-۳۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) کہ قصبہ سکندر پور شاہی جامع مسجد کے متصل پچھتم جانب پر ترقی قدیم و پورب جانب متصل پر ترقی قدیم جس کے مالکان ہندو زمینداراں ہیں، پچھتم جانب ۱۹۴۳ء کے بعد ہی سے ہندو فرقہ پرست جن سنگھیوں نے قبضہ جمالیہ اور ساکھا لگانے لگے، پورب جانب پر ترقی میں نماز جنازہ پڑھی جاتی رہی، چند برسوں کے بعد قصبہ کے ایک مسلم لیڈر بااثر بدرالدین انصاری کے نام سے پچھتم جانب والی زمین جس پر جن سنگھ والوں کا قبضہ تھا، اسی زمین کو زمیندار دہی پر سادرائے سے لکھوادی، غالباً پچیس برسوں تک بدرالدین صاحب کوشش میں لگے رہے کہ زمین پر قبضہ کر لوں مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے، بدرالدین صاحب کے لیے دو طرفہ رکاوٹ تھی، ایک فرقہ پرستوں کی، دوسرے زمینداروں کی۔

دہی پر سادرائے کے علاوہ زمیندار منگل رائے بھی زمین کے دعویدار ہیں، لہذا بدرالدین صاحب کو جب ہر طرح سے مایوسی ہو گئی تو مجبوراً اپنی لکھوائی ہوئی زمین جامع مسجد میں کاغذی وقف کر دیا، قانونی نہیں، مسجد کمیٹی کے لوگوں نے اس زمین پر نماز جنازہ پڑھوانا شروع کیا، مگر نماز جنازہ کے خلاف ہندو فرقہ پرستوں کی طرف سے دھمکی دی جاتی رہی، ہندو فرقہ پرستوں نے اس زمین کو دوسرے شراکت دار زمیندار منگل رائے سے لکھوا لیے ہیں اور کچھ کم ہی غالباً ۲ برسوں میں بدرالدین صاحب دہی رائے سے لکھوائے تھے، نماز جنازہ کے خلاف ہندوؤں کی دھمکی آخر رنگ لائی، سات آٹھ ماہ قبل کا واقعہ ہے، جب نماز جنازہ اس زمین پر شروع ہوئی تو ہندوؤں نے منظم طور سے حملہ کر دیا، لیکن بروقت پولس کی مداخلت نے بہت بڑے فساد کو روک لیا، کچھ دنوں کے بعد پھر ایک میت ہو گئی اور جنازہ اسی جگہ لایا گیا، حملہ کے دن ابھی نماز جمعہ ہی ادا کی جا رہی تھی کہ مسجد پر شہر پسندوں نے اینٹ پتھر پھینکنا شروع کر دیا، اس دن بھی بروقت حکام نے بڑی جستی سے کام لیا، فساد ہونے سے بچا لیا، فساد تو ہونا ہی تھا مگر مسلمانوں کی طرف سے بہت صبر و ضبط سے کام لیا گیا، اس معاملے کو لے کر قصبہ فساد کی زد میں تھا، لہذا پولس نے زمین کو ضبط کر کے

Click For More

مقدمہ قائم کیا، بعد مقدمہ کلکٹر سے لے کر داروغہ تک اس کوشش میں لگ گئے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو راضی کر کے معاملہ صلح صفائی کرادی جائے، اس کے لیے بہت سی تدابیر کی گئیں، مگر ناکام ہوئیں، آخر کار ڈپٹی کلکٹر نے فریقین کے درمیان خود ثالث بن کر اپنا فیصلہ پیش کیا جس کو فریقین نے مان لیا، مگر مسلمانوں میں آپسی نا اتفاقی پیدا ہوگئی، ایک فریق کا کہنا ہے کہ متنازعہ زمین کا مسجد میں وقف کرنا درست نہیں، لہذا متنازعہ زمین تقدس میں مسجد نہیں ہو سکتی، اس لیے یہاں شہادت و دیگر قربانی سے بہتر ہے کہ صلح کر لیا جائے دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ جب بدرالدین صاحب نے مسجد میں دے دیا تو یہ زمین تقدس میں مسجد ہو گئی، اب یہاں ہر قربانی ضروری ہے، لہذا یہ اختلاف شدت کر گیا، صلح کرنے والوں کے خلاف بغاوت کھڑی ہوگئی، سلام کلام سب کچھ لوگوں نے بند کر دیا، کافر تک کہنا شروع کیا، اسلام دشمن عناصر تک کہا گیا، مارنے قتل کرنے کی دھمکی دی گئی، آخر کار اپنے فیصلے کے مطابق ایس، ڈی، ایم نے فیصلہ سنانے کی تاریخ مقرر کر دی اور حکم دیا کہ تمام ملزمان حاضر ہوں، لہذا تاریخ پر سب لوگ گئے، ڈپٹی نے فیصلہ سنایا اور سب لوگوں سے دستخط کرایا اور یہ کہہ دیا کہ جو لوگ فیصلہ سے انکار کریں گے وہ جیل میں بھیج دئے جائیں گے، لہذا سب لوگوں نے دستخط کر دیا، فیصلہ یہ ہوا کہ پچھم جانب زمین میں غالباً ۳۔ بسوا ہے، اتنی میں سے، بسوا زمین مسجد کے نام رہے گی مسجد کی ضروریات کیلئے، نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، بقیہ ۲۔ بسوا زمین ہندوؤں کو دیدی گئی، اور کل زمین یعنی مسجد کے حصہ کی اور ہندوؤں کی سب پر ترقی رہے گی اس پر کوئی تعمیری کام نہ ہوگا، نہ نماز جنازہ پڑھنے کے لیے پورب والی زمین پر ترقی قدیم مسجد میں دی جاتی ہے علاوہ پورب والی زمین کے متصل ۲ بسوا قبرستان کے نام تھی جو ابھی مسلمان کے قبضہ میں تھی اس کو بھی مسجد میں لکھ دی جاتی ہے، اسی کے سبب اسی کے ساتھ ہمارے یہاں کے عید گاہ کا مسئلہ ہندو فرقہ پرستوں نے تعمیر کرنے سے روک دیا تھا، s.d.m نے اسی فیصلہ کے ساتھ عید گاہ کا بھی فیصلہ کر دیا، عید گاہ کی تعمیری کام عید گاہ کے حق میں ہوگا، لہذا تمام معاملات کا فیصلہ قانونی طور پر انجام دیا اور تمام معاملات پر عمل درآمد بھی ہو گیا، مگر ابھی آپس میں مسلمان ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہیں یہ بالکل درست ہے کہ بدرالدین صاحب نے مجبوراً زمین مسجد میں دے دیا اگر زمین ان کو مل گئی ہوتی تو مسجد میں نہ دیتے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اس زمین پر فتنہ فسادزبردست ہوگا اور دور حاضر میں زمین پر قبضہ ناممکن ہے چاہے جتنی بھی قربانی دی جائے، لہذا از روئے شرع اس طرح کی متنازعہ زمین جس پر فتنہ فساد یقینی ہے، جان بوجھکر مسجد میں لینا دینا کیسا ہے؟ اور یہ زمین مسجد ہوگی کہ نہیں؟ اور اس کے لیے جانی و مالی قربانی ضروری ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ صلح کرنے والوں میں شریک ہیں ان کو اسلام دشمن اور کافر کہنا کیسا ہے؟ اور یہ مصالحت غالب گمان

فتنہ فساد کے پیش نظر درست ہے کہ نہیں؟ بالانفصیل جواب تحریر فرمائیں۔

(۲) کہ قصبہ سکندر پور کی ایک مسجد کے متصل دکن جانب کچھ زمین ہے جس کے مالکان ہندو زمینداران ہیں، اس زمین کو مسلمان نے مسجد کی ملکیت بنا لیا ہے وہاں لمبا چوڑا چبوترہ بنا ہوا ہے، برسوں سے نماز جنازہ اسی چبوترہ پر پڑھی جاتی ہے، زمینداران کوئی اعتراض نہیں کرتے، مبادا اندیشہ ہے کہ کسی ہندو نے اس کو زمین داروں سے لکھوا لیا ہو، وہ زمین مسجد کی نہیں ہے، لیکن اس زمین کا مسجد سے لگاؤ ایسا ہے کہ اس زمین کو چھوڑنا مناسب نہ ہوگا، ابھی وہ زمین قبضہ میں ہے، ممکن ہے کہ کبھی بھی یہ قضیہ ابھر کر سامنے آجائے اور ہم مسلمانوں کو فتنہ فساد کا بھی سامنا کرنا پڑے، لہذا اس صورت میں ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ اور یہ زمین مسجد کی ملکیت ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ اور اس پر نماز و جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بالانفصیل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی، مختار احمد محلہ ڈاھا پوسٹ سکندر پور ضلع بلیا (یوپی)

الجواب

(۱) وقف کی صحت کے لیے وقف کو موقوفہ زمین کا مالک ہونا چاہئے۔ عالمگیری میں ہے: "واما شرائطه فمئھا الملك" اور صورت مسئلہ میں سائل کو یہ اقرار ہے کہ متنازعہ زمین کے بدرالدین صاحب تنہا مالک نہ تھے، انہوں نے صرف ایک زمیندار سے زمین لکھوائی تھی اور دوسرے زمیندار سے ہندو فرقہ پرستوں نے لکھوائی اور یہ صحیح ہے کہ مشاع کا وقف جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے: "والمتاخرون افتوا لقول ابی یوسف انه یجوز وهو المختار" اس لیے بدرالدین صاحب کا وقف تو صحیح ہو جائے گا اور ہر جائز قانونی طریقہ سے مسلمانوں پر اس کا حصول بھی ضروری ہوگا، لیکن اس زمین کو مسجد کا تقدس حاصل نہیں ہوگا۔ اسی عالمگیری میں ہے: "واتفقا علی عدم جعل المشاع مسجداً"

پھر وقف کی صحت کے باوجود اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ اس متنازعہ زمین کا جز حصہ وقف ہوگا جس کا تعین ۲۵ سال میں بھی بدرالدین صاحب نہ کر سکے اور حسب بیان سائل آئندہ بھی اس کا حصول بہت مشکل ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی باختیار حاکم مجاز اپنی قوت و اختیار سے کوئی فیصلہ مسلط کر دے اور بجز سب سے دستخط کر والیتا ہے تو اس صورت میں دستخط کرنے والوں کا شرعاً کوئی جرم نہیں اور اپنے مومن بھائیوں کو کافر کہنا بہت برا ہے، کہنے والوں پر کفر لوٹ آنے کا خطرہ ہے۔

(۲) جس طرح وقف کی زمین اللہ تعالیٰ کی ملک ہے اور اس پر ہندوؤں کے ہر قسم کے ناجائز قبضوں کو روکا اور تصرفات کو منع کیا جائے گا، اسی طرح کسی آدمی کی جائیداد پر غلط طور پر قبضہ کر کے اسے مسجد

کی ملک قرار دینا بھی ناجائز اور منع ہے۔ پس یا تو مالکان سے مسجد والے وہ زمین حاصل کر لیں یا اس سے اپنا تصرف ہٹالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی مئس العلوم گھوسی ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

(۳۲-۳۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے مسجد کے لیے زمین وقف کیا، وقف کرتے وقت گاؤں کے تمام مسلمان موجود تھے، موقوفہ زمین پر مسجد بنوانے کی بات چیت بھی ہوتی رہی، اسی میں کا ایک مسلمان ایک غیر مسلم کو ملا کر موقوفہ زمین کے کچھ حصہ پر قبضہ کر لیا، ایسی شکل میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، شرعاً اس آدمی کیساتھ کیا برتاؤ کیا جائے اور وہ کس سزا کا دنیا و آخرت میں مجرم ہوگا؟

(۲) زید کے گاؤں میں مسجد تھی اور ہے، لیکن مسجد گاؤں کے بالکل کنارے ہے، جہاں دو گھر درزی کے ہیں، باقی اور مسلمان کی آبادی وہاں سے عرصہ ہو اور دوسری جگہ چلی گئی، چند گھر جو اب بھی ہیں وہ مسجد کے مخالف کنارے پر آباد ہیں، پورے گاؤں کا راستہ طے کرنے پر وہ مسجد پہنچتے ہیں جس سے مسجد کو آباد کرنے میں دشواری ہوتی ہے، ہر وقت وہاں آنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ایسی شکل میں زید کے گاؤں کے مسلمان جو ایک محلہ میں ہیں، اپنے محلہ میں مسجد بنوانا چاہتے ہیں تو کیا پرانی مسجد کی جمع شدہ رقم اور اس کا سامان یعنی اینٹ فرش وغیرہ نئی مسجد میں لگو اسکے ہیں یا نہیں؟ لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد جب تک شہید نہ ہو جمعہ کی نماز اسی میں پڑھی جائے۔

المستفتی، اصغر علی موضع چقونہ پوسٹ چقونہ ضلع فیض آباد

الجواب

(۱) جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ظلماً دبائے گا قیامت کے دن اتنی زمین ساتوں طبق تک اس کے سر پر رکھ دی جائے گی، یہ تو عام زمین کا حکم ہے، وقف کی زمین کی اہمیت اس سے زیادہ ہے نہ کہ مسجد کی زمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا﴾ [البقرة: ۱۱۴] ﴿گاؤں کے تمام مسلمانوں پر بشرط استطاعت لازم ہے کہ وہ ہر جائز طریقہ سے زمین ظالموں کے قبضہ سے نکال کر مسجد کو دلائیں، وہ ظالم مسلمان نہ مانے تو تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔

(۲) گاؤں میں جو مسجد جس جگہ بن گئی قیامت تک وہ مسجد ہی رہے گی، اور گاؤں کے مسلمانوں

اس کی آبادی ضروری ہے، اس کا پیسہ اور سامان دوسری مسجد میں نہیں لگ سکتا ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی مئس العلوم گھوسی ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

Click For More

(۳۲-۳۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (۱) ایک مسجد کی اس سے متصل زمین تھی، جب مسجد کی تعمیر نو ہونے لگی تو مسجد بنوانے والوں نے اس زمین کو فروخت کر کے مسجد کی تعمیر میں لگا دیا، جب زید کو معلوم ہوا تو اس کا پورا پیسہ اپنی طرف سے خریدار کو لوٹا کر اس زمین کو مسجد کے لیے وقف کر دیا تاکہ مسجد کی زمین مسجد میں رہے، مگر کچھ دنوں کے بعد پھر مسجد کے ذمہ داروں نے اس زمین کو فروخت کر دیا اور اسکی رقم مسجد میں خرچ کر دی، اب اس زمین کا کیا حکم ہے؟ کیا خریدار اس کا مالک ہے، تعمیر نو کرانے والوں نے زمین کو دوبارہ فروخت کر کے جو رقم مسجد میں صرف کی اس کا کیا حکم ہے؟ یا اب اس کی اصلاح کی کیا صورت ہے جب کہ خریدار مسلمان ہے۔

(۲) مسجد کے تل کا پانی مسجد کے باہر گھر یا دوکان کی ضروریات کے لیے لے جانا کیسا ہے؟

(۳) مسجد کے اندر خاص نماز پڑھنے والے حصے میں جنازہ کی چار پائی رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی، انوار احمد جین پورا عظیم گڈھ

الجواب

(۱) مسجد سے متصل مسجد کی زمین کا مطلب اگر یہ کہ وہ زمین مسجد پر ہی وقف تھی تو اس کا بیچنا خریدنا سب ناجائز و حرام ہوا، خریدار پر لازم ہے کہ فوراً وہ زمین مسجد کو واپس کرے، عام فقہ کی کتابوں میں ہے ”الوقف لا یملک ولا یباع ولا یورث“ اور جن لوگوں نے مسجد میں زمین کی رقم خرچ کی وہ خریدار کو اس کا تاوان ادا کریں، مسجد سے نہیں وصول کر سکتے (فتاویٰ رضویہ)

(۲) مسجد کے کونوں میں بند پائپ ہو اس کے ذریعہ اپنے برتن میں پانی بھر کر لے جانے میں حرج نہیں، لیکن میونسپلٹی کے پائپ سے جو پانی مصلیوں کے وضو کے لیے فیس جمع کر کے خریدا گیا ہو اس کو لے جانا منع ہے، فتاویٰ رضویہ میں ہے وہ پانی مسجد میں وضو کیلئے رکھا گیا ہو اسے اپنے گھر لے جانا جائز نہیں۔

(۳) مصلیوں کو نماز کے لیے تنگی ہو تو منع ہے۔ یوں بھی نہ رکھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی جمادی الاول ۱۴۱۳ھ

(۳۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی ایک زمین جامع مسجد کو وقف کیا جو اسی کی پچھم جانب واقع ہے جو سرکاری کاغذات میں درج ہے، اسی میں عرصہ دراز سے نماز جنازہ بھی پڑھی جاتی تھی، اس چیز کو دیکھ کر بھاجپائی حکومت آ رہی، ایس، ایس کے لوگوں نے کھینے کا دعویٰ کر دیا، اسی دوران جمعہ کے دن ایک جنازہ آیا تو اس میں ہنگامہ کی

صورت پیدا ہوگئی، پھر دوبارہ دوسرا جنازہ دوسرے جمعہ کو آیا تو آر، ایس، ایس کے لوگوں نے نماز پڑھنے کے دوران ہی پتھراؤ کر دیا باوجود اس کے نماز جنازہ اسی میں ہوئی، اس ہنگامہ خیز ماحول کو دیکھ کر کچھ آر، ایس، ایس، سے تال میل۔ جوڑنے والے مسجد کمیٹی کے لوگوں نے اس موقوفہ زمین متنازعہ کے عوض ایک دوسری زمین جو خالد کے قبالہ کے ساتھ ہے، ان کی اجازت کے بغیر انہیں کی قبرستان پر ٹریکٹر چلوا کر مکمل ہموار کر دیا، حال یہ ہے کہ اس میں قبرستان والے بھی فاتحہ وغیرہ پڑھنے کے لیے نہیں جاسکتے ہیں، جب کہ ہائی کورٹ سے اسی قبرستان متعلق خالد کے حق میں ۱۹۱۴ء میں فیصلہ بھی ملا ہے کہ قبرستان پر کسی قسم کی مداخلت یا ضرر ناقابل برداشت ہے۔

دوسری زمین کی نوعیت یوں ہے کہ خالد نے اصلی زمیندار سے ۱۹۱۹ء میں باضابطہ رجسٹری کے ساتھ خرید لیا ہے جس کا رقبہ کافی کشادہ ہے، اس زمین کے دکن جانب انہیں کی قبرستان بھی واقع ہے اور زمین مسجد ہذا کے صحن اور سڑک کے پورب طرف واقع ہے، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) موقوفہ زمین کے عوض خالد کی قبالہ والی کو ان کی اجازت کے بغیر فرضی زمیندار سے حاصل کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) خالد کی قبرستان کے عوض خالد ہی کی قبالہ والی زمین کو ان کی اجازت کے بغیر مسجد کمیٹی کے لوگوں کا حاصل کرنا کہاں تک صحیح ہے؟ نیز اس میں نماز جنازہ پڑھنا کہاں تک درست ہے؟
(۳) خالد کی قبرستان کو فرضی زمیندار کے تال میل سے مسمار کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟
(۴) ایسی جگہ نماز جنازہ جہاں صف کے آگے اور اس کے بچ بہت سی قبریں نمایاں اور مسماری صورت میں ہیں شرعاً کیسا ہے؟

شریعت کی روشنی میں تفصیل جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں
المستفتی، شیخ عبدالعزیز محلہ ڈومن پورہ سکندر پور بلویا

تنقیح

غالباً اسی زمین کے قبضہ سے متعلق ہمارے پاس ایک سوال اور آیا تھا جس کا جواب بھی میں لکھ چکا ہوں، پہلے سوال اور اس سوال میں جواب سائل نے بھیجا ہے کافی تضاد ہے، مثلاً پہلے سوال میں پچھتم والی زمین کے بارے میں تحریر ہے کہ پرتی ہے اور اس کے زمیندار ہندو ہیں، بدرالدین انصاری نے ایک دفعہ دار سے دو سو سے کم زمین لکھوائی ہے، پچیس تیس برس لڑنے کے بعد جب اس پر قبضہ نہ کر سکے تو

مسجد پر وقف کر دیا۔

جب کہ اس سوال میں قضیہ کو وقف کرنے سے ہی شروع کیا ہے اور انداز تحریر یہ ہے کہ وہ زمین زید کی بے خرچہ تھی۔

(۱) پہلے سوال میں پورب طرف بھی پرتی زمین کا ذکر ہے، پچھلی والی زمین کے متصل قبرستان کے نام سے دو بسوہ زمین اور مان رہے ہیں جس کو اس طرح لکھا ہے کہ گویا قبرستان کی زمین پر کسی مسلمان نے قبضہ کر لیا تھا، مگر یہ بات گول کر گئے ہیں کہ قبرستان کی قبروں کو کھود کر قبروں پر نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے۔

(۲) جب کہ اس سوال میں پورب طرف بھی پرتی زمین ہونے کا کوئی تذکرہ نہیں، غالباً اسی کو خالد کی زمین از روئے قبالہ قرار دیا ہے۔

(۳) پہلے سوال میں یہ تصریح ہے کہ جو فیصلہ بھی ہو اس کو کلکٹر ضلع نے بجز نافذ کیا اور متعلقہ لوگوں سے دستخط کرایا، جب کہ اس سوال میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں، بلکہ یہ صراحت ہے کہ یہ کارستانی آر ایس، ایس، سے تال میل کر کے مسجد کمیٹی نے کی ہے۔

(۴) پہلے سوال میں یہ الزام ہے کہ صلح کرنے والوں کو اسلام کا دشمن اور کافر کہا گیا ہے، جبکہ اس سوال میں مسجد کمیٹی یا صلح کے حمایتوں پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرضی زمیندار کی مدد سے مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کیا گیا، ان دونوں سوالوں کے پڑھنے پر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اپنی مطلب برآری کے لیے فریقین نے واقعی صورت حال کو چھپایا ہے۔ ایسی صورت میں پہلے جواب کو بھی رد کرتا ہوں اور آپ کو کوئی جواب دینے سے معذور ہوں، آپ دونوں فریق متفق ہو کر کوئی سوال مرتب کریں، اور ہٹ چھوڑ کر اپنی اپنی زیادتیوں سے رجوع کر کے حق پر چلنے کے لیے آمادہ ہوں تو کوئی جھگڑا ایسا نہیں ہے جو آپس میں طے نہ کر سکیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۴ اشوال المکرم ۱۴۱۳ھ

(۳۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

حضرت ہمارے یہاں بستی کیمپور میں عام مسلمانوں کی ایک رجسٹرڈ کمیٹی ہے جس نام انجمن اصلاح المسلمین کمیٹی کیمپور رجسٹر نمبر ۱۰۵ ہے جس کا کام اردو اسکول چلانا مسجد کی حفاظت دیکھ بھال کرنا اور تمام دینی کاموں کے جلسے تعمیرات وغیرہ کرانا

یہاں سمیٹ فیکٹری ہے، زیادہ تر لوگ اس میں نوکری کرتے ہیں، اس فیکٹری کے علاقے میں دو مسجدیں ہیں، ایک پرانی مسجد کے نام سے جانی جاتی ہے جو عام مسلمانوں کی رقم سے زمین خرید کر دی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

طریقے سے سے تعمیر کی گئی ہے جس کی ایک الگ کمیٹی ہے، حضرت قریب بتیس سال پہلے فیکٹری کو اس زمین کی ضرورت پڑی جس علاقہ میں پرانی مسجد قائم ہے، کمپنی نے کچھ لوگوں کو بلا کر پرانی مسجد کا سودا کر کے اس مسجد کو بنانے کی رقم طے کر کے لکھا پڑھی عوض میں بتیس ہزار روپے لے لیے، کمپنی کے مالک مسلمان نہیں ہیں، کمپنی نے کچھ زمین اسکول مسجد کو آرٹرو غیرہ کی تعمیر کے لیے دی جو کمپنی کی ہی ہے، اس زمین کا اس طرح سودا ہے کہ زمین کا ایک روپیہ سالانہ ٹیکس دینا ہوگا اور زمین کل ایک برس کم سو برس کے لیے دی گئی ہے، ایسی زمین اور رقم سے تعمیر اسکول کو آرٹرو اور ایک مسجد نما عمارت قائم کی گئی ہے جسے نئی مسجد کے نام سے جانا جاتا ہے، حالانکہ پرانی مسجد کچھ مسلمانوں کے کوشش سے آج بھی قائم ہے کمپنی کی دی گئی رقم زمین پر قائم کی گئی مسجد اسکول ہی چلا رہی ہے، انجمن اصلاح المسلمین کمیٹی رجسٹرڈ نمبر ۰۵ جس کے اعلیٰ صدر ہیں جناب دلاور خاں صاحب جو اردو ہندی عربی انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں، اللہ کے فضل سے اسی سمنٹ فیکٹری میں انجینئر بھی ہیں، سعودی عرب میں رہ چکے ہیں، شاید حج بھی پورا ہو چکا ہے، صدر صاحب کو لکھوا کر وزبانی کہا گیا کہ آپ اس مسجد نما عمارت کو مفتیوں کے فتوے کے مطابق مسجد کروالیں، تب اس میں مسلمانوں کا چندہ کر کے رقم خرچ کریں، کیونکہ آپ نئی مسجد کے نام سے چندہ لیتے ہیں، لیکن وہ نہیں مانے اور کافی رقم مسلمانوں سے وصول کر کے لگا چکے ہیں اور بھی لگانے کی امید ہے اور نہ تو کمپنی سے کوئی معاہدہ کرتے ہیں کہ جو بھی رقم دی زمین دی ٹیکس کا معاہدہ اور زمین کا باؤنڈ وغیرہ کا مسئلہ حل کر کے مسجد نما عمارت کو مسجد قبول کروالیں، بلکہ جس شخص نے اوپر لکھی درخواست وزبانی اعتراض کیا دین کے مطابق لکھے گئے مفتیوں کے فتوے کے حوالے کے ساتھ تو صدر صاحب ان کے کچھ ساتھیوں کو بڑا ہی ناگوار گذرا، کیونکہ صدر صاحب اگر کمپنی سے کوئی نئی مسجد معاہدے کی بات کرتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ نوکری کوئی پھیر بدل یا خطرہ پیدا ہو تو اس اعتراض کے پیش کرنے والے کو صدر صاحب و ساتھیوں نے لکھ کر معافی منگوائی، اب حضور سے گزارش ہے کہ اوپر لکھے معاہدے رقم اور زمین پر مسجد تعمیر کروا سکتے ہیں؟ مسجد مانا جائے یا نہیں؟ اور مانا جائے تو اس کا طریق کیا ہے؟ اس نئی مسجد میں مسجد کے نام سے چندہ مسلمانوں سے لے کر لگانا کیسا ہے؟ جن لوگوں نے اعتراض پیش کرنے والے سے معافی منگوائی ان صدر صاحب اور ساتھیوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ صدر صاحب کو اوپر لکھی گئی دینی باتوں کو یا مفتی صاحب کے فتوے کو نہ ماننے پر کیا کرنا چاہئے، اس نئی مسجد میں پڑھی گئی نماز و امامت میں کیا فرق ہے؟ کیا کی و بی بی دین کی نظر میں ہوگی؟ پوری باتوں سے خلاصہ آگاہ کریں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی، حبیب احمد رضوی امریایار کیمپور ضلع جبلپور (ایم، پی) ۱۶ مئی ۱۹۹۳ء

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

صورت مسئلہ میں وہی پرانی مسجد ہے جو بھلا اللہ مسلمانوں کی کوشش سے اب تک باقی ہے، نئی زمین تو ۹۹ سال کے پٹہ پر ایک روپیہ کرایہ پر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے، اس لیے اس زمین پر مسجد قائم کرنا اور اس کے نام سے چندہ جمع کرنا جائز نہیں، ویسے مسلمان اگر اس کرایہ کی زمین پر نماز پڑھیں تو ان کی نمازیں صحیح ہیں، البتہ مسجد کا ثواب نہیں ملے گا، ایسی زمین پر مدرسہ بھی قائم کیا جاسکتا ہے تو اگر انجمن اصلاح المسلمین خاص مسجد کی تعمیر کیلئے لوگوں سے چندہ اکٹھا نہ کرتی ہو بلکہ مدرسہ اور دیگر دینی کاموں کیلئے اور ان مصارف میں صرف بھی کرتی ہو، چونکہ مسلمان وہاں نماز بھی پڑھتے ہیں، اس کا اہتمام بھی چندہ سے کرتے ہوں چندہ میں خرد برد یا خیانت ثابت نہ ہو تو کمیٹی اور اس کے صدر پر الزام نہیں ہاں کمیٹی میں خان صاحب جب صاحب رسوخ ہیں تو انہیں چاہئے کہ اپنے ثر رسوخ کو کام میں لا کر اس زمین کو جسے کمپنی نے مسجد و مدرسہ کے لیے دیا ہے، مستقلاً مسلمانوں کو دلا دیں، یہ ان کی آخرت کے لیے ایک بڑا کام ہوگا بر تقدیر صدق مستفتی کرایہ کی زمین پر مسجد بنانے کے لیے چندہ مانگنے پر کسی مسلمان کے اعتراض پر اس سے معافی منگوانا اس کے ساتھ ظلم ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۲ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

(۳۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص نے اپنی زمین مسجد اور مدرسہ کے لیے وقف کیا اور یہ نیت تھی کہ نیچے مدرسہ اور اوپر مسجد تعمیر ہوگی، یہ نیت اس لیے تھی کہ صرف مسجد کے نام پر تعمیری کام کی اجازت نہیں مل پاتی ہے، اور دشمنان اسلام مسجد کی تعمیر پر روک لگا دیتے ہیں، اس وقت مدرسہ کی مکمل تعمیر ہو چکی ہے، اور اب اوپر یعنی دوسری منزل پر مسجد کی تعمیر کرانی ہے، اس مسجد کی تعمیر درست ہوگی یا نہیں؟ مستفتی، عبدالرزاق گلشن مدینہ دیوبند

الجواب

صورت مسئلہ میں مدرسہ کی چھت پر مسجد کی تعمیر ہو سکتی ہے فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۹۰ میں ہے اگر عمارت مقبرہ قبل از وقت بنائی تو چھت کو اذان و نماز کے لیے وقف کر دے، ہو جائے گی

”لحصول التابید بوقفیة الاخری وان کانت موقوفہ علی جهة اخری علی ما هو الصحیح“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

(۴۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک گاؤں میں سوہالہ پرانی مسجد تھی جس میں پورے گاؤں کے آدمی بیچ وقت نماز ادا کرتے تھے،

کچھ دنوں کے بعد پورے گاؤں والوں نے ایک دوسری جگہ پکی مسجد بنوایا، اب پکی مسجد کے سامنے پرانی پکی مسجد ویران پڑی ہوئی ہے، گاؤں کے کچھ لوگ ویران شدہ مسجد پر کوڑا کرکٹ بھوس وغیرہ رکھتے ہیں اب گاؤں والوں کی یہ کیفیت دیکھ کر جس آدمی نے اپنی زمین کو مسجد کے لیے وقف کیا تھا، پھر لینا چاہ رہا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس زمین کو کس مصرف میں لایا جائے، آیا اس زمین کو کسی سے بیچ کر پکی مسجد میں لگا دیا جائے، یا اس کو دوسری مسجد بنایا جائے؟ یا اس زمین کو واپس کر دیا جائے؟ جو بھی اس کے اوپر حکم ہو قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی سید علی اکبر پور پڈرونہ ۳/۵/۱۹۹۵ء

الجواب

جو جگہ ایک بار مسجد ہوگئی قیامت کے لیے وہ مسجد ہے، چاہے وہ ویران ہو جائے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۹۲ میں ایسا ہی لکھ کر فرمایا ”هو الصحيح وبه يفتى“ یہی صحیح ہے، اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے، اس حالت میں اس کا آباد کرنا واجب اور اس میں آداب مسجد لازم اور اس میں زراعت وغیرہ سے اپنے تصرف میں لانا حرام ہے۔

تو گاؤں والوں پر لازم ہے کہ نئی مسجد جو بنی اس کو آباد کریں، ساتھ ہی اس ویران مسجد کی مرمت اور صفائی کر کے اس میں نماز بلکہ جماعت قائم کریں، بالخصوص وہ لوگ جو اس ویران مسجد کے آس پاس ہیں نماز پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۸ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

(۴۱-۴۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک دینی ادارے کے ذمہ داران نے عوامی چندہ سے ایک زمین خریدی، خریدتے وقت ہی انہوں نے یہ نیت کر لی کہ نیچے کے حصہ میں مدرسہ کی تعمیر ہوگی، اور اوپر کے حصہ میں مسجد بنائی جائے گی اور پھر مسجد کے اوپر بھی مدرسہ کی عمارت تعمیر کی جائے گی یعنی درمیانی منزل مسجد ہوگی ایسی مسجد کا شرعاً کیا حکم ہے؟ دلائل و حوالے کے ساتھ واضح فرمائیں۔

(۲) کسی مقام پر اذان و اقامت کے ساتھ نماز پنجگانہ کی جماعت قائم ہوتی ہے، ایسے جماعت خانے کو عرفاً مسجد کہا جائے تو شرعاً کیسا ہے؟

(۳) مسجد البیت کے کہا جاتا ہے؟ اس کا شرعی معنی اور مفہوم کیا ہے بحوالہ وضاحت فرمائیں۔

(۴) اگر مسجد البیت کہنا شرعاً درست ہے تو کسی دینی مدرسہ کے مقام نماز یا جماعت خانے کو

اس سے نسبت کرتے ہوئے مسجد مدرسہ فلاں یا مسجد دارالعلوم فلاں کہا جائے تو شرعاً کیسا ہے؟

(۵) اگر کوئی شخص حدیث ”جعلت الارض کلھا لنا مسجداً (التمهید لابن عبدالبر ۲۲۱/۵) مسجد کے لفظ مسجد اور اس کے معنی لغوی سے استدلال کرتے ہوئے جماعت خانہ کو مسجد کہے تو شرعاً کیسا ہے؟
المستفتی، ڈاکٹر عبدالوحید رضوی، ہیلتھ ریکیسن قبین روڈ آزاد نگر جمشید پور

الجواب

(۱) صورت مسئلہ میں مذکورہ بالا مسجد شرعاً مسجد ہی قرار دی جائے گی۔ شامی میں ہے: ”انہ بنی علی الارض ثم وقف البناء ان موقوفة علی ماعین البناء له جاز تبعاً اجماعاً وان لجهة اخرى متحلف فيه والصحيح الصحة“ ہندیہ میں ہے ”سالت محمد بن الحسن عن نہر قرية كثيرة الاهل لا يحصى اعدادهم وهو نہر قناة او نہر وادلهم خاصة واراد القوم ان يعمر وابعض هذا النهر وبينوا عليه مسجداً ولا يضر ذلك بالنهر ولا يتعرض لهم احد من اهل النهر قال محمد رحمة الله تعالى عليه يسعهم ان بينو ذلك المسجد للعامه اول محلہ (ج ۲۰/۴۸۹)“ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر موقوفہ زمین میں کوئی عمارت بنائی اور اس کو اسی غرض کے لیے وقف کر دیا، جس کے لیے زمین وقف تھی تو یہ وقف صحیح اور جائز ہے، جب کہ جس غرض کے لیے زمین وقف تھی عمارت بھی اسی غرض کے لیے وقف کیا ہو، جیسے مسجد کے لیے کسی نے زمین وقف کی، دوسرے نے اپنی طرف سے اس زمین پر مسجد بنائی اور وہ عمارت وقف کر دی اور جب وقف کی جہت میں اختلاف ہو کہ زمین کسی مقصد کے لیے وقف ہو اور عمارت کسی دوسرے مقصد کے لیے تو اس میں علما کا اختلاف ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ وقف بھی صحیح ہے، نیچے پبلک نہر بہ رہی ہے اور اوپر مسجد قائم ہو ایسا جائز ہے۔

اور صورت مسئلہ میں تو یہ وقف ہی مشترک طور سے مختلف کاموں کے لیے قائم ہوا ہے تو اس کے جواز میں شبہ نہیں ہونا چاہئے، ہاں مسجد کا راستہ ایسا ہو کہ بلا روک ٹوک مصلیٰ اس میں جاسکیں۔ شامی کتاب الصلاة: مطلب فی احکام المسجد جلد ۲/۳۷۲ میں ہے: ”فوق مسجد البيت ای موضع اعد للسنن والنوافل بان يتخذ له محراب ينظف ويطيب كما امر به رسول الله ﷺ فهذا مندوب لكل مسلم والمنحتر للفتوى انه مسجد في حق جواز الاقتداء وحل دعو له للجنب والحائض“ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد البیت حکم رسول کے موافق ہر گھر میں ہو سکتی ہے اور وہ ایسی جگہ ہے جس کو سنن و نوافل پڑھنے کے لیے علیحدہ کر دیا جائے، اس میں محراب قائم کر دی جائے اور اس کو پاک و صاف رکھا جائے، اقتداء کی صحت اور طیب و نظیف اور حصول ثواب کے سلسلہ میں اس کا حکم

Click For More

مسجد کا ہے اور باتوں میں نہیں یعنی اس میں حائض اور جنبی کا گذر ممنوع نہیں اور اس میں مالک کے انتقال کے بعد میراث بھی جاری ہوگی، ان باتوں میں وہ مسجد کے حکم میں نہیں۔

(۲) آپ نے جن مکانوں کا ذکر کیا ہے ان پر بھی مسجد البیت کا اطلاق صحیح ہے فتاویٰ رضویہ جلد سوم ۷۷۹ میں ہے اس جواز کو دستور ہے کہ اکثر لوگ احاطہ مکان میں ایک چار چھ ہاتھ کا مربع مکان دیوار یا ٹیٹی کا بنام اللہ گھریا مسجد بلحاظ پابندی نماز بناتے ہیں، یہ مکان ضرورۃ ادھر ادھر بنا بھی دیا جاتا ہے، غرض ایسی عرفی مسجدیں تھیں، اس میں لوگوں نے جمعہ جماعت تیار کر لی، اس کے جواب میں صاحب فتاویٰ فرماتے ہیں یہ مکانات مساجد البیوت کہلاتے ہیں۔

(۳، ۵) ایسے مکانات کو عام حالات میں مسجد کہنے میں حرج نہیں، لیکن جہاں کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہو تو اس کے ساتھ ایسا لفظ ملا دیا جائے جس سے غلط فہمی دور ہو جائے اور حقیقی مسجد سے اس کا امتیاز ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی یکم رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

(۳۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اذان کے علاوہ جنازہ قرآن خوانی یا کوئی چیز گم ہو جائے جیسے بھینس، گائے، بکری، مرغ، مرغی وغیرہ تو اس طرح مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اعلان کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں مدلل جواب سے نوازیں۔

المستفتی، زین العابدین مقام پوسٹ رسیا ضلع غازی پور وپی

الجواب

موقوفہ اشیاء میں اصل چیز واقف کی منشاء ہے۔ عام کتب فقہ میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع" اس حکم کی روشنی میں مسئلہ یہ ہوا کہ اگر لاؤڈ اسپیکر دینے والوں نے دیتے وقت رفاہ عام کے لیے بھی اجازت دے دی تو یہ دوسروں کے لیے اعلانات جائز ہوں گے

اور صرف مسجد کی ضروریات کے لیے ہی دیا ہو تو اعلان نا جائز ہوں گے اور اب تک جن جن لوگوں نے لاعلمی میں یا زبردستی ایسا اعلان کر لیا وہ بطور تاوان اس کی معقول اجرت مسجد کو ادا کریں، لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں گوزبان سے نہ کہی جائیں عرفاً ان کا لحاظ ہوتا ہے، جیسے آج کل عام طور سے مسجد کے کونوں میں لوگ تل لگا دیتے ہیں جس سے نمازی بے نمازی سب کام لیتے ہیں، بلکہ لوگ پانی نکال کر اپنے گھر بھی لیجاتے ہیں تو لوگ لگانے والے تل اور مشین لگاتے وقت زبان سے کچھ نہ کہیں مگر عرفاً اس کا مطلب یہی سمجھا جاتا ہے کہ سبھی کے فائدے کے لیے اس کو لگایا ہے تو اگر اس لاؤڈ اسپیکر کا بھی یہی حال ہو تو سب کے لیے جائز ہوگا ورنہ نہیں، اور خاص مسجد کی اذان اور خطبہ یا

Click For More

مسجد میں وعظ کے لیے لہی ہو تو پیسہ دیکر بھی اس کو دوسرے کام کے لیے استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

(۴۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید کا انتقال ہو گیا زید نے اپنا باغ ۱۸۰ ایکڑ مسجد کے اخراجات، مسجد کی ضروریات خرچہ، تنخواہ، مؤذن وغیرہ کے لیے اور اپنے حصہ کا مکان جو پختہ بنا ہوا ہے مسجد کے نام وقف کر دیا ہے، جو ابھی تک دو سال سے زائد ہو چکے ہیں وقف بورڈ میں نہیں پہنچا ہے۔ زید کی اہلیہ کے انتظام میں ہیں اور وہ بھی چراغ سحری ہیں یعنی اسی سال کی عمر کو پہنچ چکی ہیں۔ اس گاؤں میں صرف دو تین گمراہ مسلمانوں کے ہیں، باقی سب غیر مسلم سکھ کے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بڑی بی کے انتقال کے بعد کئی لڑکیاں ہیں، وراثت بڑی بی کے نام درج ہو چکی ہے، جب کوئی مسلمان رہنے والا نہیں، جب کوئی ہوگا ہی نہیں تو مسجد کی محافظت اور چراغ جتنی مؤذن کا سوال ہی نہیں رہتا، مسجد بند رہے گی، باغ کی آمدنی اور مکان کی قیمت کس چیز میں خرچ کی جاسکتی ہے؟ اس روپے کا کیا ہوگا؟ اگر شرعاً ایسی کوئی صورت ہو یہ آمدنی اور مکان کی اور مسجد میں لگانے کی اجازت ہو اور وقف کی قیمت دوسری مسجد کو تبدیل کر دیا جائے تو تحریر فرمایا جائے صورت عدم تبدیل میں یہ پیسہ اس کی آمدنی کس مصرف میں آئے گی،

استفتی، شاہد احمد داماد زید مرحوم پہلی بحیثیت محلہ بنتی چودھری

الجواب

اگر زید نے زبانی وقف کر دیا تو وقف صحیح ہو گیا، صحت وقف کے لیے تحریر اور گورنمنٹ کے کاغذ میں اندراج شرعاً ضروری نہیں، یہ ٹھیک ہے کہ اس کی حفاظت کے لیے سرکاری کاغذات میں اندراج کرا دینا چاہئے، جب تک وہاں مسلمان آباد ہیں، تب تک آمدنی مسجد کی آبادی اور مسجد کی حفاظت میں صرف کی جائے اور جب وہاں مسلمان نہ رہ جائیں اور مسجد کی آبادی ناممکن ہو جائے تو وہ آمدنی دوسری مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے، بلکہ مسجد کے ملبہ کے لیے چوراچکوں کا خطرہ ہو تو اس کو بھی دوسری ضرورت مند مسجد میں منتقل کیا جاسکتا ہے (فتاویٰ رضویہ میں ہے) اگر اس مسجد کے آباد کرنے رکھنے حفاظت کرنے کا کوئی طریقہ نہ ہو اور یوں چھوڑ دی جائے تو چورا اور مغلپ لوگ اس کا مال لے جائیں گے تو جائز ہے کہ اس کا اسباب وہاں سے اٹھا کر دوسری مسجد بنائیں اور یہ کام ہوشیار اور دیانت دار مسلمانوں کی نگرانی میں ہو۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۸ رجب ۱۹۹۲ء

واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۸-۵۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

- (۱) امام مسجد کے لیے مسجد کی بجلی سے ہیٹریا بجلی والی ٹکھی جلا نا جائز ہے یا نہیں؟ یا اس کا تاوان دینا ہوگا؟
- (۲) میلاد شریف پڑھنے والوں کا یومیہ معاوضہ فکس کر لینا کیسا ہے؟۔ مثلاً پچاس روپے وغیرہ۔
- (۳) روزہ کی حالت میں آنکھ میں پانی والی دوا ڈالنا روزہ کو فاسد کر دے گا یا نہیں؟
- (۴) مسجد کے متولی و صدر و ٹرسٹ کو مسجد یا مدرسہ کا سامان جو یومیہ کرایہ پر جاتا ہے اس میں دوسری مسجد یا مدرسہ کے لیے کرایہ پر دیا ہوا سامان کے کرایہ پر رعایت کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور اگر رعایت بھی ہے تو کہاں تک کتنے فی صد کی اجازت ہے؟ برائے کرم دلائل کے ساتھ تحریر فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔

المستفتی محمد سعید اشرفی امام مکہ مسجد اشرف نگر یاسنی ناگوررا جستان

الجواب

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۷۷ میں ہے۔ وقف میں شرائط واقف کا اتباع ضروری ہے۔ در مختار میں ہے: شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفهوم والدلالة و فی وجوب

العمل به۔ (ج ۶/۸۰۵)

اگر واقف نے ہی ان مواقع میں صرف کی اجازت دی ہے تو جو ان میں مصرف خیر ہو اس میں صرف کرنا جائز ہے۔ اور شرائط واقف معلوم نہ ہوں تو متولیوں کے عمل درآمد قدیم پر نظر ہوگی۔ پس اس جزئے کے پیش نظر اگر واقف نے خود ہی امام کے لیے کمرہ رہائش کے جملہ لوازمات کے ساتھ دینے کا تفصیلی ذکر کیا ہے یا عدم ذکر کی صورت میں اس وقف کے متولی امام کو ایسی آسانی دیتے آئے ہوں جیسا کہ آج کل شہروں کی مسجدوں میں اس قسم کی ساری سہولتیں فراہم ہوتی ہیں تو ہیٹریا یا ٹکھی وغیرہ کے لیے امام کو مسجد کی بجلی کا استعمال جائز ہوگا اور ایسا نہ ہو تو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ امام نے ملازمت طے کرتے وقت ان سہولتوں کی شرط لگائی ہو تو یہ سب آسائشیں جن کے بارے میں امام اور مسجد کے منتظمین کے درمیان بات طے ہوگئی ہو اس کا انتظام منتظمین کو کرنا ہوگا، وقف کے شرائط یا متولیوں کے عمل درآمد میں اس کی گنجائش ہو تو وقف کی آمدنی سے اور ان میں ذکر نہ ہو تو منتظمین اس کے لیے آمدنی کے لیے ذرائع پیدا کریں کہ ”المرأ ماخوذ باقرارہ“ جب منتظمین اس کے دینے کا اقرار کر چکے ہوں تو انہیں اس کو فراہم کرنا ہوگا اور اگر کہیں ایسا ہو کہ ائمہ ان آسانیوں کے بغیر کہتے نہ ہوں تو صالح مسلمانوں کے رائے مشورہ سے وقف کی آمدنی سے بھی اس کو دیا جاسکتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ ص ۶ ج ۲ ص ۳۷۲ پر بزاز یہ سے ہے:

Click For More

اذا كان الامام والمؤذن لا يستقر لقاة المرسوم لحاكم الدين ان يصرف اليه من فاضل وقف المصالح والعمارة باستصواب اهل الصلاح من اهل المحلة -
جب امام اور مؤذن معاوضہ کی قلت کی وجہ سے نکلتے نہ ہوں تو دیندار حاکم اہل محلہ کے دیندار نیک مسلمانوں سے مشورہ کر کے مصالح وقف یا تعمیر کی فاضل رقم سے ان سے ان کی ضرورت کے مطابق انہیں معاوضہ دے۔

(۲) اس مسئلہ میں کتب فقہ میں دونوں ہی قسم کے احکام ہیں۔

فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۱۳۹ میں ہے: ہاں وعظ کو کہ عمدہ طاعات و قربات سے ہے ذریعہ حطام دینا بنانے کی احادیث میں سخت وعیدیں آئیں۔

عالمگیری میں ہے: الواعظ اذا سئل الناس في المجلس لنفسه شيئا لا يحل له ذلك لانه اكتساب الدين بالعلم - یہ امر ان لوگوں پر صادق ہے جنہوں نے وعظ کو پیشہ اور دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ملخصاً آگے تحریر فرماتے ہیں بعض علماء نے وعظ کو بھی امور مستثناة میں داخل کیا، جن پر اس زمانہ میں اجرت لینا مشائخ متاخرین نے بحکم ضرورت جائز رکھا۔ زادبعضہم الاذان والاقامة والوعظ - تو اس قول کی بنا پر اجرت مقرر کرنا بھی جائز ہوگا بہتر یہی ہے کہ بھاؤ تاؤ سے بچا جائے۔

(۳) روزہ نہیں ٹوٹے گا دوا چاہے خشک ہو یا چاہے پانی والی ہو۔

ہدایہ میں ہے: ولو اکتحل لم يفطر لانه ليس بين العين والدماع منفذ والدمع يترشح كالعرق والداخل من المسام لا ينفى كما لو اغتسل بالماء البارد (ج ۱/ ۱۹۷)
سرمہ لگایا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ آنکھ اور دماغ کے بیچ کوئی راستہ نہیں۔ رہ گیا آنسو وہ کیسے نکلتا ہے؟ تو وہ مسام کے ذریعہ نکلتا ہے اور مسام کے ذریعہ کوئی چیز اندر جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے جیسے نہانے کے وقت ہر روئیں کی جڑ میں مسام ہے جس سے پانی جسم کے اندر سرایت کرتا ہے، مگر روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ روزہ توڑنے میں خشک یا سیال کو دخل نہیں۔ اصل لحاظ منفذ کا ہے کہ اس کے ذریعہ پہنچا تو روزہ ٹوٹے گا اور مسام کے ذریعہ پہنچے تو نہیں۔ فقط اور آنکھ میں مسام ہے منفذ نہیں۔

(۴) اوقاف کو اجر مثل کے ساتھ کرایہ پر دیا جائے یعنی اس حیثیت کے مکان کا جو کرایہ وہاں ہو یا اس حیثیت کے کھیت کا جو لگان ہو اس سے کم پر دینا جائز نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ در مختار ص ۹۴) یہی حکم سامان کا بھی ہوگا کہ مقررہ کرایہ سے کم پر نہیں دیا جاسکتا ہے، چاہے مسجد کو کرایہ پر دیا جائے یا کسی فرد کو۔
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک عورت مسلمان جب بیمار ہوئی تو ان ایام میں وہ عورت کسی بھائی کو بلا کر اپنے زیورات سے مسجد کے لیے دوزیور دے دیئے۔ اس بھائی نے سوال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ تم ہم سے مانگو ہم کہاں سے دیں گے۔ اس عورت نے کہا کہ ہم نہیں مانگیں گے۔ اور دینے کے وقت دو چار بھائی اور موجود تھے۔ اس وقت مشورہ ہوا کہ اس کو فروخت کر ڈالو فروخت کرنے کے لیے دوسرے بھائی کو دیا گیا۔ فروخت کرنے میں کچھ عرصہ ہو گیا، انہی ایام میں اس عورت نے زیور مانگ بھیجا جس نے زیور لیا تھا اس نے جواب دیا کہ ابھی آئیں گے تو جوتے سے بات کریں گے۔

ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا اور کہہ دینا کہ زیور فروخت ہو گیا اور فروخت نہیں ہوا تھا بلکہ حوالہ کیا تھا۔ عورت بولی اگر نہیں دیتے تو ہم روز محشر میں دامن گیر ہوں گے اور جانے کے بعد یہ پتہ چلا کہ دو گواہ کہتے ہیں کہ روز محشر کا سوال ہے۔ اور زیور لانے والا بھائی اپنے کان سے نہیں سنا۔ تو اس کی معرفت آپ حضرات کیا فرماتے ہیں اس کا تصور کیا ہے اور ہم لوگ ناواقف ہیں، جو بھی غلطی ہو معاف فرمائیے گا۔
ولی محمد چوڑی فروش موضع مچھورا پوسٹ دھنگھا ضلع بستی

الجواب

اگر کوئی جائیداد منقولہ مسجد کو دی جائے تو شرعاً اسے مسجد کے لیے ہبہ کہیں گے اور مسجد کے متولی و منتظم کا اس پر قبضہ ہو جانے کے بعد واہب وہ چیز واپس نہیں لے سکتا بشرطیکہ مسجد کو اس کی ضرورت ہو۔
عالمگیری باب الوقف میں ہے: "رجل اعطى درهما فى عمارة المسجد او نفقة المسجد او مصالح المسجد صح لانه ان كان لا يمكن تصحيحه وقفا يمكن تصحيحه تملیكا بالهبة للمسجد فاثبات الملك للمسجد على هذا الوجه صحيح" (ج ۲/ ۱۰۵) اگر کسی نے کچھ روپے مسجد کی عمارت یا اس کے مصارف یا دیگر مصالح مسجد میں دیئے تو صحیح ہے کہ اگر یہ وقف نہیں ہوگا تو بطور ہبہ اس پر مسجد کی ملکیت ثابت کرنا صحیح ہے۔ اور ہبہ جب بیت ثواب ہے تو لوٹایا نہیں جاسکتا۔

ہدایہ کتاب الہبہ میں ہے: "ولا رجوع فى الصدقة لان المقصود هو الثواب وقد حصل و كذا اذا لو تصدق على الغنى استحساناً لانه قد يقصد بالصدقة على الغنى الثواب وقد حصل و كذا اذا وهب لفقير لان المقصود هو الثواب وقد حصل"۔ (ج ۲/ ۲۷۷)

صدقہ دیکر اس کو لوٹایا نہیں جاسکتا کہ اس کا مقصد ثواب ہوتا ہے جو اس کو حاصل ہو چکا۔ یونہی جب کہ مالدار پر صدقہ کیا کہ اس کا مقصد بھی ثواب ہوتا ہے جو حاصل ہو چکا۔ اور اسی طرح اگر فقیر کو ہبہ کیا

تو چونکہ اس کا مقصد بھی ثواب ہی ہوتا ہے اس لیے اس سے بھی رجوع نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیت ثواب ہبہ بھی کیا جائے تو لوٹایا نہیں جاسکتا۔ پس صورت مسؤلہ میں زیور کی واپسی کا مطالبہ چونکہ غلط تھا اس لیے ناجائز تھا اور منتظمان مسجد نے واپس نہ دے کر کوئی قصور نہ کیا، نہ اس پر کوئی مواخذہ آخرت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۸ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۵۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ہندہ اپنی ایک افتادہ زمین بروز جمعہ بڑی مسجد کے دروازہ پر آ کر عام مسلمانوں کے نام بدرستی ہوش و حواس بلا اشتراک غیرے بحیثیت مالک وقف کرنے کے کچھ عرصہ کے بعد دنیا سے انتقال کر گئی۔ چنانچہ وہ زمین موقوفہ ایک عرصہ تک بیکار پڑی رہی جس سے مسجد مذکور کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا تھا۔ اس لیے اراکین مسجد نے اس خیال سے کہ ہر چہ چار جانب آبادی ہے ایسا نہ ہو کہ ناجائز قبضہ سے فائدہ اٹھالیں۔ جس کی وجہ سے عدالت کا دروازہ کھٹ کھٹانا پڑے اور مسجد کا پیسہ برباد ہو بیچ اور فروخت کر دینا طے کیا۔ جس پر واقعہ کا نواسہ دعوے دار ہوا کہ زمین میری ہے جس کی تصدیق حلقہ کے پٹواری نے کی کہ فی الحقیقت دعوے دار کا نام بصورت قابض درج رجسٹر ہے۔

چنانچہ دعویدار کو نصف قیمت دیکر زمین خالی کرائی گئی بعدہ فروخت کر دی گئی جس روپیہ سے مسجد کو وسیع کرنا طے ہوا، کیونکہ مسجد تنگ ہے نیز اندرون مسجد بصورت توسیع ایک قبر پڑے گی، اس پر تعمیر مسجد کی کیا صورت ہوگی۔ بیان فرمائیں اللہ جزائے خیر دے گا۔

المستفتی: سراج احمد سکر یٹری بڑی مسجد بازار پھیردا گوٹہ

(نوٹ): مدعی طاہر خاں جو حقیقت میں مسماۃ کا نواسہ ہے اس کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے؟ زمین افتادہ وقف مسجد شدہ بیچ و فروخت کی جاسکتی ہے؟ وقف نامہ ملاحظہ فرمائیں:

نقل وقف نامہ

میں کہ مسماۃ مشکورہ زوجہ مقصود خاں ساکن پھیردا پرانی بازار تحصیل بلرام پور ضلع گوٹہ کی ہوں۔ میں اپنی خوشی و راضی سے بدرستی ہوش و حواس کے اپنا گھر پھوس جس کی حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ نام بڑی مسجد پھیردا کے نام وقف کرتی ہوں۔ جس میں کسی کا حق نہیں۔ میں خود اس کی مالک و مختار ہوں، اگر کوئی حق دار یا وارث دعویٰ کرے تو قابل سماعت نہ سمجھا جائے۔ لہذا یہ چند کلمے بطور وقف نامہ جملہ

Click For More

مسلمان پچیز وا کے سامنے لکھ دیتی ہوں اور آج مورخہ ۲۸ جون ۱۹۵۷ء سے مکان ہذا سے اپنا قبضہ ہٹا کر ممبران مسجد کو قابض وار قرار دیتی ہوں۔ مسلمانان پچیز وا کے ممبران مسجد کو یہ اختیار دیتی ہوں کہ وہ جس طرح چاہیں مکان ہذا کو استعمال کریں یا فروخت کریں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ حدود دار بعد یہ ہے۔

اتر راستہ و مکان ترینی بقال، دکن مکان صاحبزادہ منہار دباری عین اللہ منہار، پورب سڑک پچتم مکان فتوحلوئی و بھگوتی۔ بقال نشانی انگوٹھا مسماۃ مذکورہ زوجہ مقصود خاں ساکن پچیز وا بازار گواہ محمد علی پچیز وا، گواہ محمد بشیر بقلم خود گواہ نشانی انگوٹھا، فتوحلوئی گواہ نشانی انگوٹھا عظیم اللہ حلوئی گواہ تبارک اللہ گواہ سید عزیز احمد بقلم خود گواہ نبی بخش بقلم خود، نشانی انگوٹھا بدھو مسلمانان پچیز وا گواہ نشانی انگوٹھا جو کھن بھوج پچیز وا۔ احقر: سراج احمد سکریٹری جامع مسجد پرانی بازار پچیز وا ضلع گوٹہ ۹ اگست ۱۹۶۲ء

الجواب

جب واقعہ نے مکان موقوفہ کے بیچنے کی اجازت متولیان مسجد کو دے دی ہے جیسا کہ وقف نامہ کی عبارت سے ظاہر ہے تو حسب مصلحت ضروری بیچ سکتے ہیں:

”شرط الواقف کنص الشارع (در مختار: ۶/۸۰۵)“ لیکن یہ جائز نہیں کہ وہ رقم تعمیر میں صرف کی جائے، بلکہ اس قیمت سے زمین کے قائم مقام کوئی دوسری جگہ خرید لی جائے جس کی آمدنی مسجد میں صرف کی جائے، کیونکہ جائیداد موقوفہ کو ختم نہیں کیا جاسکتا، اس کو کسی نوعیت سے باقی رکھ کر اس کی آمدنی ہی خرچ کی جاسکتی ہے۔ عالمگیری میں ہے: ”الوقف حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالیٰ علی وجہ تعود منفعتہ (ج ۲/۴۱۶)“ (ملخصاً) وقف کے معنی ہی یہ ہیں کہ شیء موقوفہ باقی رہے اور اس کا منافع صرف ہو۔ در مختار میں اور اس کی شرح شامی میں ہے: ”فیضمن القیمة و یشتري المتولی بها ارضا جدیداً“ رہ گیا اس زمین مذکورہ پر مسماۃ مذکورہ کے نواسے کے دعویٰ کا سوال۔ تو اگر وہ زمین فی الواقع مسماۃ مذکورہ کی ذاتی ملک تھی اور اس نے ناجائز طور پر پٹواری سے قبضہ لکھوا لیا تھا تو شرعاً اس زمین پر اس کا کوئی حق نہیں اور اس نے مسجد سے جو پیسہ وصول کیا ناجائز کیا۔ ہاں اگر وہ زمین مسماۃ مذکورہ کے شوہر کی تھی اور اس کے بعد مسماۃ مذکورہ اس پر قابض ہو گئی تھی تو اس زمین میں میراث جاری ہوگی۔ اور حسب قواعد شرع مسماۃ مذکورہ کا حصہ تو وقف ہو جائے گا۔ بقیہ حصہ وارثوں کو ملے گا نواسہ وارث ہو تو اسے بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ ۸ رجب ۸۲ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف خفر لہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

Click For More

(۵۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی تھوڑی زمین مسجد میں بخوشی عنایت کر دیا، مسجد میں ابھی تعمیر ہو رہی ہے، مکمل نہیں ہو پائی، زید کی زبان میں لکنت بھی ہے، گاؤں کے کچھ لوگ دھوکے سے بول کر عدالت لے گئے اور انکو ٹھے کو اس سے لگوا دیا، زید نے جب یہ دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ تو بتایا بھی نہیں، گھر آنے پر کچھ دن کے بعد معلوم ہوا تو زید بہت پریشان ہوا کہ میں اب کہاں رہوں گا، میرا مکان مسجد میں لکھوا لیا ہے، زید کے کوئی بچے یا بچی بھی نہیں۔ زید کہہ رہا ہے کی میں اپنا گھر نہیں دوں گا جو زمین میں نے مسجد میں دے دیا ہے وہ دے دی لیکن میں اپنا مکان نہیں دوں گا۔ جس وقت لکھوانے گئے تھے اس وقت زید کی ماں زندہ تھی، جب یہ پتہ چلا کہ گھر مسجد میں لکھوا لیا تو وہ بہت پریشان ہوئی لیکن بیماری کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکی، کچھ دن کے بعد زید کی ماں دنیا سے رخصت ہو گئی۔ رخصت ہو جانے کے بعد یہ معاملہ ابھارا گیا، زید کی ماں نے کچھ دن پہلے کہا تھا کہ یہ مکان جو میرے لڑکے کی پرورش کرے گا وہ اسے لے لے گا، اور زید بھی کہہ رہا ہے کہ میں اسی کو دوں گا جو میری پرورش کرے گا۔ لیکن کچھ لوگوں نے زبردستی زید کے مکان میں مدرسہ بنوا لیا ہے وہ بھی مدرسہ کی رقم نہیں۔ بلکہ مسجد کی رقم ہے۔ اور مسجد ابھی ادھوری پڑی ہے۔

اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں علمائے کرام؟ جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب

(۱) بلاشبہ اسلام میں مسجد یا مدرسہ کے لیے کسی کے مکان کو بھی نہ زبردستی لیا جاسکتا ہے نہ دھوکے

سے۔ حدیث شریف میں ہے: "الظلم ظلمات يوم القيامة" (فتح الباری ۱۰۰/۵)

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: "من غشنا فليس منا" (سنن الدارمی: ۲/۲۴۸)

لیکن سوال میں جو تفصیل درج ہے اس سے یہ ثابت کرنا مشکل ہے، کیونکہ رجسٹری آفس میں

دستخط کرتے وقت رجسٹرار پوچھتا ہے کہ یہ جائداد بیچ رہے ہو یا وقف کر رہے ہو یا ہبہ کر رہے ہو؟ وہ آدمی جو

کہے گا اسی کے مطابق رجسٹری ہوگی۔ اور سوال کی عبارت میں زید یہ لکھ رہا ہے کہ میں نے پوچھا تو بتایا

نہیں، عام حالات میں یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ الغرض یہ معاملہ کچھری یا عدالت میں تو نہیں

ہے کہ نیچا اونچا بول کر اپنے موافق فیصلہ کرا لیا جائے۔ مسجد اور مدرسہ کے ذمہ داروں کو یہ سوچنا چاہئے کہ

اگر واقعہ انہوں نے دھوکے یا زبردستی سے زید کے مکان پر ناجائز قبضہ کر کے مسجد و مدرسہ بنوا دیا تو اس سے

وہ زمین مسجد و مدرسہ نہ ہوگی۔ اور جتنے لوگ اس میں شریک ہوں گے سب عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے

ان سب پر لازم ہے کہ مکان زید پر واپس کریں۔

Click For More

حدیث شریف میں ہے: "من كانت له مظلمة لأحد أو لآخيه من عرضه أو شيء

فلتحلله منه اليوم" (قرطبی: ۹/۲۶۲)

یا وہ جس طریقہ سے راضی ہو اس کو راضی کریں۔ مثلاً وہ سوال میں لکھ رہا ہے جو میری پرورش کرے گا میں اس کو دوں گا تو کچھ لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لے کر اس کی کفالت کریں۔ اور مکان مسجد کے لیے لے لیں۔

(۲) مسجد کی زمین پر مسجد کی رقم سے مدرسہ بنانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالننان اعظمی، شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۵۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

ایک جامع مسجد کے سامنے کھلا صحن ہے، اس صحن کے بارے میں شہرت یہ ہے کہ جامع مسجد کا ہے، لیکن اس صحن میں کچھ لوگوں کے دروازے قدیم ایام سے کھلتے ہیں اور اس صحن سے مکان والوں کے علاوہ دیگر اشخاص کی بھی گزرگاہ ہے، ایسی صورت میں اس صحن کے بارے میں شریعت کا جو حکم ہو بیان فرمایا جائے۔
المستفتی اقبال احمد خیر آباد۔ سہیل احمد۔ محمد اشرف۔ محمد ادیس۔ محمد انصاری اتاری

الجواب

صورت مسئلہ میں وہ زمین بلاشبہ مسجد کی ہے۔

در مختار میں ہے: "تقبل فیہ الشہادۃ بالشہرۃ"

شہرت سے وقف ثابت ہو جائے گا۔

رہ گیا یہ سوال کہ قدیم ایام سے ہی اس زمین میں لوگوں کے دروازے کھلتے ہیں اور عام لوگ اس صحن سے ہو کر گزرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین اسی طرح وقف کی گئی کہ اس میں پڑوسیوں کو دروازہ کھولنے اور لوگوں کے گزرنے کا حق رہے، اس لیے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے کہ مسجد کی زمین میں لوگ آئیں جائیں۔

فتاویٰ خیر یہ میں ہے: "إذا اشتبهت مصارف الوقف بنظر الی العہود من حالہ فیما

سبق من الزمان فیبنی علی ذلک" مجہول اوقاف میں جس کے شرائط نہ معلوم ہوں قدیم عمل درآمد پر کار

وائی کی جائے گی۔ اور اس زمین پر پڑوس والوں یا مسجد والوں کسی کو بھی نئی تعمیر یا چبوترہ بنانا یا کوئی غیر شرعی

کام کرنا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ عامہ کتب میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالننان اعظمی دارالافتاء شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹ رذوالقعدہ ۱۴۰۸ھ

(۵۶-۵۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مقامی ایک مسجد کیلئے ایک شخص نے مکان تعمیر کیا تھا، وقفیہ مکان سے لگا ہوا ایک کھنڈر تھا جس کو بعد میں ایک اور مسلمان نے خرید لیا اور اس کھنڈر پر اپنا مکان تعمیر کیا۔ تعمیر کے دوران وقفیہ مکان کی ایک دیوار جو جانب کھنڈر تھی کو مسلمان نے اپنے مکان میں استعمال کر لیا۔ عام مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا تو اس مسلمان کا یہ کہنا ہے کہ وقفیہ مکان کی دیوار مشترک تھی جو میں نے استعمال کی تھی۔ عام مسلمانوں کا کہنا ہے کہ جب آپ نے کھنڈر خریدا تو دیوار مشترک کیسے ہو سکتی ہے؟ برائے کرم یہ مطلع فرمائیں کہ اس مسلمان کا وقفیہ مکان کی ایک دیوار کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور اس سے بچنے کی کیا شرعی صورت ہو سکتی ہے؟ جس مسلمان نے دیوار استعمال کی ہے وہ اور اس کے گھر و خاندان کے دیگر لوگ اسی مسجد کمیٹی کے رکن ہیں۔ جس کے لیے مکان وقف کیا گیا تھا۔

(۲) ایک مسجد دو منزلہ ہے پہلے نیچے کے حصے میں نماز پڑھی جاتی تھی، وہاں ممبر بھی موجود ہے، لائسنس کی بنیاد پر اس نیچے والے حصے کو بند کر دیا گیا اور اب نماز اوپر والے حصے میں ہو رہی ہے۔ نیچے والے حصے میں اب دوکانیں ہیں اور وہ جگہ جہاں ممبر ہے گودام کی شکل میں مسجد کمیٹی استعمال کر رہی ہے، ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے، تفصیل مطلع فرمائیں تاکہ نماز درست ہو سکے اور حرمت مسجد بھی قائم رہے

(۳) مسجد کا پیسہ مدرسہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر استعمال کر لیا گیا ہو تو کیسا ہے؟ ایسا کرنے والوں پر کیا شرعی گرفت ہے اور اس سے رجوع کرنے کی کیا شرعی صورت ہے؟

(۴) زید نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اب اس مسجد میں رضوی پیش امام نہیں رہ سکتا، ایسا کہنے پر کیا شرعی حکم۔

برائے کرم تمام سوالوں کے جوابات شمار اور جلد از جلد عنایت فرمائیں ممنون و مشکور ہوں گے اور ثواب کے مستحق ہوں۔ بیوا تو جروا

المستفتی اکرام احمد رضوی

الجواب

(۱) صورت مسئلہ میں وہ دیوار بلاشبہ مسجد کی ہے اور لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ کھنڈر خریدا ہے تو مکان موقوفہ کی دیوار میں تمہارا حق نہیں ہو سکتا۔ اور وہ سخت حرام اور گناہ کبیرہ کا مستحق ہوا، اس پر فوراً لازم ہے کہ اپنی تعمیر ہٹا کر وقف کی عمارت خالی کرے۔ اور اس سلسلے میں وقفی مکان کی دیوار کو جو نقصان پہنچا اس کو پورا کرے۔ در مختار میں ہے: "فان كل ضرر بناء بضمن بالقيمة ما علاء بناء الوقف فيومر باعادته كما كان" کسی نے کسی وقف میں نقصان پہنچایا تو اسے حکم دیا جائے گا کہ جیسا تھا ویسا ہی بنا کر

دو۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو مسجد کی کمیٹی سے علیحدہ کریں۔ اور عدالتی چارہ جوئی یا جس طرح ممکن ہو اس کا ظالمانہ قبضہ اس دیوار سے ہٹائیں۔

حدیث شریف میں ہے: "لیس لعرق ظالم حق" (طبری: ۱۷/۱۴، ۱۹۰۱)

(۲) مسجد ہو جانے کے بعد اس کا کوئی حصہ کسی دوسرے کام میں استعمال کرنا حرام حرام سخت حرام

ہے۔ اور یہاں تو پوری ایک مٹھی منزل ہی دوکان بنا ڈالی ہے۔

در مختار (کتاب الوقف ۶/۲۲۸) میں ہے: "اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء منع

فیجب ہدمہ ولو علی جدار المسجد، ولا يجوز اخذ الاجرة منه ولا ان يجعل شیئاً منه مشغلاً ولا سکنی (۶/۲۲۸)۔ ملخصاً

مسجد مکمل ہوگئی پھر اس پر مکان بنانا حرام ہے۔ مسجد کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ فوراً یہ حرام

کاروبار علیحدہ کریں اور مسجد کو نماز کے لیے خالی کریں۔

(۳) مسجد کا پیسہ مدرسہ میں یا مدرسہ کا پیسہ مسجد میں خرچ کرنا حرام ہے۔ جس نے ایسا کیا اپنے

پاس سے اس کا تاوان ادا کرے۔

در مختار (کتاب الوقف: مطلب فی نقل انقاض المسجد ۶/۴۳۱) میں ہے:

"ان اختلف احدهما بان بنی رجلا ن مسجلین اور رجل مسجدا و مدرسة لا يجوز له ذلك"

اگر دو وقف ہوں تو ایک کی آمدنی دوسرے پر خرچ نہیں کی جاسکتی۔ سبیل یہی ہے کہ خرچ کرنے

والا نختلم وہ پیسہ اپنی جیب سے ادا کرے۔ ورنہ اس کو فوراً تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے۔

(۴) یہ سوال مبہم ہے اس لیے جواب سے معذور ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۹ ذوقعدہ ۱۴۰۸ھ

(۶۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک زمانے تک ہندوستان میں رہا، اس کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ پاکستان چلا گیا

اور وہاں جا کر پاکستان کا باشندہ ہو گیا۔ گورنمنٹ نے اس کے مکان کو نیلام کر دیا، جسے ان کے رشتہ دار

بھائی بکر نے خرید لیا۔ کچھ سالوں کے بعد ان کے اہل و عیال پھر ہندوستان آئے اور وہ لوگ اس مکان میں

رہنے لگے۔ بکر نے جتنے پیسے دیکر مکان کو نیلام لیا تھا، زید نے اتنے پیسے دے دیا اور مکان بکر ہی کے نام

سے رہ گیا، رجسٹری نہیں ہوئی۔ پھر زید کے اہل و عیال پاکستان چلے گئے، کچھ سالوں کے بعد بکر نے کے

اس اور اپنے رشتہ داروں کے پاس خط لکھا تھا کہ مکان ہم کو دے دیا جائے اور جو اسکی قیمت ہوگی وہ ہم

دے دیں گے، لیکن زید نے خط لکھا کہ ہم نے اپنے مکان کو والد محترم کے نام سے مسجد بنوانے کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اب بکر کا خیال ہے کہ اس مکان کے بدلے میں اپنی زمین جو اسی کے بغل میں ہے اس مکان سے زیادہ زمین دے کر زید کے والد محترم کے نام سے مسجد بنوادوں۔ بکر کی رائے سے وہاں کے نمازی لوگ بھی متفق ہیں، اگر ایسا ہو جائے تو ہم لوگوں کو کوئی اعتراض نہیں۔ زید نے جو مکان مسجد کے لیے وقف کیا ہے اس میں ابھی نماز نہ پڑھی گئی ہے، لہذا از روئے شرع قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمایا جائے کرم ہوگا۔

نوٹ:۔ اس گاؤں میں دو مسجدیں اور بھی ہیں۔

المستفتی: محمد سیف اللہ خاں غازی پوری ولد ارنگرخان مقام صاحب گنج بہار ۲۵ ستمبر ۱۹۸۷ء

الجواب

بیع و شراء کیلئے رجسٹری ضروری نہیں۔ وہ تو زبان سے بھی ہو جاتی ہے۔

ہدایہ میں ہے: ”البيع ینعقد بالایجاب والقبول“ (ج ۲/۲)

جب زید نے بکر کو مکان کی قیمت ادا کر دی اور بکر نے مکان پر اس کو قبضہ کرادیا۔ تو اب بیع مکمل

ہونے میں کیا باقی رہا۔

اب جب زید نے یہ اطلاع دی کہ میں نے وہ مکان اپنے والد کے نام سے مسجد بنوانے کے لیے

وقف کر دیا ہے تو وہ مسجد ہو گئی اور اس کو کسی زمین سے بدل نہیں جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۲/ ذی القعدہ ۱۳۹۸ھ

(۶۱-۶۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) خالد نے مسجد کے لیے اپنی زمین وقف کی، لیکن غیر مسلموں کی مخالفت کی وجہ سے موقوفہ

زمین پر مسجد کی تعمیر رک گئی، کچھ دنوں بعد بکر کی وقف شدہ زمین پہ مسجد کی تعمیر ہوئی۔

(الف) اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ خالد کی وقف کی گئی زمین کا استعمال خالد خود اپنے

لیے کر سکتا ہے یا نہیں؟۔ اور اس زمین سے جو غلہ پیدا ہو اس کے استعمال کی نوعیت کیا ہوگی؟

(ب) موقوفہ زمین پہ مدرسہ یا خانقاہ بنوایا جاسکتا ہے؟

(ج) وقف شدہ زمین کا تبادلہ کسی دوسری زمین سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خواہ مدرسہ بنوانے کے لیے ہو؟

(۲) آج کل خاندانی منصوبہ بندی برتھ کنٹرول کی تشہیر سرکاری اور غیر سرکاری طور پر بہت ہی

شدت کے ساتھ کی جا رہی ہے اور اس فریب میں پھنس کر نہ جانے کتنے خاندان تباہ و برباد ہو چکے ہیں،

واضح رہے کہ اس سلسلے میں لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر عمل کرنا تندرستی اور

خوش حالی کی ضمانت ہے۔

(الف) لہذا شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ بتایا جائے کہ برتھ کنٹرون کے جو سائیکٹ ذرائع (مانع حمل دوائیاں نرودھ وغیرہ) کا استعمال کیسا ہے؟

(ب) عزل کا استعمال آج کل جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کی اجازت خاص وقت یا خاص شخص کے لیے تھی۔

(ج) کیا عزل اور نرودھ دونوں مساوی ہیں۔ مفصلہ جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی محمد صادق القادری مقام دھرم باری پوسٹ نبی گنج ضلع گوپال گنج

الجواب

(۱) سوال کی عبارت سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ خالد نے اس زمین کو مسجد قرار نہیں دیا تھا، بلکہ اس زمین کو مسجد کی تعمیر کے لیے وقف کیا تھا اور ایسی مجبوری پیدا ہو گئی کہ وہاں مسجد کی تعمیر نہ ہو سکی تو اس زمین کی پیداوار کو اپنے مصرف میں نہیں لاسکتا بلکہ کسی مسجد کی ہی تعمیر اور ضرورت میں صرف کرے گا اور اس پر مدرسہ یا خانقاہ نہیں بن سکتی نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے، البتہ بحالت مجبوری تبادلہ جائز ہے۔

(۲) آپریشن جائز نہیں، کھانے یا لگانے کی دوائیں یا نرودھ اور عزل مانع حمل مباح ہیں، وہ بھی اس عقیدے کے ساتھ نہیں۔ جو آج کل کے لادینی سائنسدانوں کا نظریہ ہے کہ ہم اس طرح سے قدرت کے کارخانہ میں تصرف کر سکتے اور اپنے حسب منشا نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس نظریہ سے کہ ہو گا وہی جو خدا چاہے گا۔ یہ علاج کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی، مئس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۳۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۶۳-۶۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

(۱) زید بحیثیت امام و معلم با تنخواہ کام کرتا ہے، کافی دنوں سے لوگ اس کو امانت دار سمجھتے ہوئے مسجد کی آمدنی مثلاً دھان، گیہوں، روپیہ پیسہ وغیرہ سب اس کے سپرد کر دیا ہے۔ اور وہ سارا غلہ بیچ کر کچھ کھا لیتا ہے اور کچھ مسجد میں لگا دیتا ہے اور کہنے پر کہتا ہے کہ ہماری تنخواہ پوری نہیں ہوگی تو میں اس سے وضع کر لوں گا۔ جس کو جو کرنا ہو کرے۔ تو زید جو مسجد کی رقم کھاتا ہے۔ اس طرح جائز ہے کہ نہیں؟ اور اسے امام ماننا کیسا ہے؟ اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) یہ ہے کہ مسجد کی چیز اپنے گھر مکان میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً اینٹ بالو وغیرہ۔

(۳) اور مسجد کی رقم کو گاؤں والے بیچ کر معلم کی تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور دیں تو دینے

والوں پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

(۴) اور مسجد کی مانگ سے کسی کی شادی بیاہ میں شرکاء دعوت کی اعلان کرنا یا اعلان کروانا جائز ہے یا نہیں؟
نیز نماز جنازہ یا میلاد شریف وغیرہ کسی کے یہاں ہو، ان کا اعلان کرنا آیا عندالشرع جائز
ہے کہ نہیں؟۔ المستفتی محمد سمیع اللہ نوری نیالی پوسٹ کسمہال ضلع نول پر اسی نیپال

الجواب

(۱) زید کو مسجد کا حساب عوام کو سمجھانا ضروری ہے۔ اگر وہ فی الحقیقت مسجد کا پیسہ بلا استحقاق
کھاتا ہے اور منع کرنے پر نہیں مانتا ہے تو وہ فاسق ہو۔ ایسے شخص کو امام بنانا گناہ اور بشرط استطاعت
امامت سے الگ کرنا واجب اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے۔ شامی میں ہے: "ومشی
فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم" (شامی ج ۲/۲۵۵)

(۲) مسجد کا سامان اپنے مصرف میں لانا حرام ہے۔

(۳) ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنا جائز ہے۔

(۴) اگر واقف نے وہ لاؤڈ اسپیکر اسی طرح مسجد پر وقف کیا ہو کہ مسجد کے کام آئے اور عام
مسلمانوں کی جائز تقاریب کا بھی اس سے اعلان ہو۔ یا متولی نے مسجد کی آمدنی سے اس غرض سے خریدا ہو
کہ مسجد کا بھی اس سے کام چلے اور دوسروں سے بھی معاوضہ لے کر اعلان کیا جائے تو اس طرح کرنا جائز
ہوگا۔ اور اگر صرف ضروریات مسجد کے لیے وقف ہو یا مسجد سے خریدا گیا ہو۔ تو اس پر دوسرا اعلان ناجائز
ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(۶۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کے والد کی قبر ان کی اپنی زمین میں ہے، وہ حافظ قرآن اور گاؤں کے امام بھی تھے۔ قبر سے
متصل زمین بکر کی ہے، اس زمین میں بکر نے پامخانہ بنا دیا ہے۔ اس پامخانہ کے دروازہ کی دوری قبر سے
تقریباً ایک میٹر سے بھی کم ہے۔ اور وہاں سے مسجد کے دروازے کی دوری تقریباً دس میٹر ہے۔ گاؤں کے
کچھ لوگوں نے بکر سے کہا کہ آپ کو قبر کا احترام کرنا چاہئے اور وہاں پر پامخانہ نہیں بنانا چاہئے، اس پر بکر کا
جواب یہ ہے کہ مسجد کے اندر اور قبرستان میں بھی پامخانہ رہتا ہے اور کہتا ہے اس کا سوال مجھ سے ہوگا آپ کو
کیا پڑی ہے میں نے تو پامخانہ اپنی زمین میں بنایا ہے دوسروں کو اعتراض کیوں ہے۔ سوال یہ ہے کہ بکر
نے جو یہ کام کیا ہے کیا وہ شرعاً درست ہے یا ناجائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو بکر پر شریعت کا کیا حکم نافذ
ہوتا ہے اور گاؤں والوں کو ان کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت
فرمائیں۔
المستفتی اشفاق احمد موضع انسر شریف ضلع مظفر پور بہار

الجواب

فتاویٰ رضویہ میں مبسوط امام سرخسی سے محرر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کیا۔

ان کف عما یوذی جارہ فهو احسن ولا یجب علیہ ذلک۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بکر اپنی زمین میں کوئی تعمیر کر رہا ہے تو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ وہاں تصرف نہ کرے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ مسجد کو بدبو سے بچانا چاہئے، اس لیے بکر پر لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرے جس سے بدبو قبرستان اور مسجد تک نہ پہنچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(۶۸-۷۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید مالک ہے پورے ملکیت کا، اب اس میں رہائش کے لیے پلاٹ بنا کر فروخت کر دیا ہے

اور اس میں ایک حصہ مسجد کے لیے جماعت کو دے دیا ہے، کیا اب اس جگہ میں مسجد بنانا ہی بہتر ہے، کیا مسجد کے علاوہ دوسرا بھی استعمال کر سکتے ہیں؟

(۲) زید اپنی زمین کا ایک حصہ صرف اس شرط پر دے رہا ہے کہ یہاں مسجد ہی بنانا چاہئے، لیکن

جماعت اس کو منظور نہیں کر رہی، پھر بھی وہ جگہ ایسی ہی ہے، کیا اس زمین کے حصہ میں جماعت مسجد کے علاوہ کسی استعمال میں لاسکتی ہے؟

(۳) بابر مسجد کے حفاظت کے ضمن میں لڑنا اور انتہا ہو کہ اس میں مرجانا کیا یہ شہیدوں میں شمار

ہوگا۔ المستفتی عبدالقادر خطیب مقام ہبلی

الجواب

(۲،۱) صورت مسئلہ میں وہ زمین مسجد ہوگئی، اب اس میں کوئی دوسری تعمیر جائز نہ ہوگی

فتاویٰ رضویہ میں عالمگیری کے حوالہ سے ہے۔

رجل له ساحة لابناء فيها امر قوما ان يصلوا فيها او امرهم بالصلاة مطلقا ونوی

الابد صارت الساحة مسجدا كذا في الذخيرة۔

کسی نے اپنی زمین لوگوں کو دے دی کی اس میں ہمیشہ نماز پڑھو تو وہ زمین مسجد ہوگئی۔

(۳) حدیث شریف میں ہے: من قتل دون ماله وعرضه فهو شهيد۔

اپنی عزت و آبرو اور مال کی حفاظت میں جو مارا گیا شہید ہے تو مسجد کی حفاظت کے لیے مقتول

کیوں نہ شہید ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۷۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک گاؤں کے متعدد محلے کے لوگوں نے گاؤں کی پرانی مسجد میں بیٹھ کر اسی مسجد کو پختہ بنانے کے لیے رقوم اکٹھا کئے، یا چندہ بولے، بعد میں ایک محلے کے لوگوں نے اختلاف کر کے اپنے محلے میں ایک دوسری مسجد کی بنیاد ڈال دی جس سے جماعت میں بھی پھوٹ کا اندیشہ ہو گیا، پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ مذکورہ رقوم جو پرانی مسجد کے لیے اکٹھا کی گئی دوسری مسجد میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: محمد الیاس بلاموی مقام گیا ڈسپہ پوسٹ ڈنوی ضلع گڑھواں (بہار)

۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء ۱۸ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

الجواب

ایک مسجد کی رقم دوسری مسجد کی تعمیر میں صرف نہیں کر سکتے، یہ چندہ کی اس رقم کا حکم ہے جو جمع کر کے متولی یا منتظم کے قبضہ میں دے دی، اور اگر متولی یا منتظم کو دیا نہیں تھا اور اس رقم کو چندہ دینے والوں نے اتفاق کر کے کسی دوسری مسجد میں لگایا تو ایسا کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظم شمس العلوم گھوسی مؤ، ۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

(۷۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جس کی پوری دیوار ٹیڑھی ہو رہی تھی اس کو سیدھا کرنے کے لیے مسجد کے سامنے صحن میں جسے لوگ مسجد کے صحن کے نام سے ہی پکارتے ہیں کھرنجا لگا ہوا تھا۔ اس کی کچھ اینٹ اکھاڑ کر دیوار سیدھی کر دی گئی ہے جس کو ٹاؤن ایریا کے عہدہ داران موقع پر جا کر دیکھ چکے ہیں۔ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، ایسی مسجد میں چندہ دینا کیسا ہے؟ اور نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

المستفتی مصلیان رحمانی مسجد

الجواب

اگر مصلیان مسجد اس بیان میں سچے ہیں کہ زمین کا جو حصہ مسجد کی دیوار سیدھی کرنے کے لیے مسجد میں شامل کیا گیا ہے۔ وہ مسجد کے متعلق صحن تھا۔ اور اہل محلہ کے مشورہ سے ایسا کیا گیا ہے تو وہ حصہ مسجد ہو گیا اور وہاں نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کا ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۴۰۵ میں ہے: جب کہ وہ زمین متعلق مسجد تھی اور جمیع اہل محلہ کی رائے سے مسجد میں کر دی گئی ہے تو اب وہ مسجد ہو گئی اور اس میں نماز کا وہی ثواب ہے جو مسجد میں ہے۔ اس مسجد کی تعمیر اور آبادی مسلمان کا ہی کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنِ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [التوبة: ۱۸]

واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مؤ، ۱۲۲۰ھ

(۷۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک گاؤں میں دو مسجد ہیں، ایک میں جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہے، جب کہ دوسری مسجد میں فقط پنجوقتہ۔ جس مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے واقف زمین مسجد کے وارثین اور اسی مسجد کے بانی کے وارثین کے مابین کسی بات پر اختلاف ہوا۔ بانی مسجد کے وارثین کی مانگ ہوئی کہ مسجد کے نام سے زمین رجسٹری کرو۔ جب کہ واقف زمین مسجد کے وارثین کا کہنا ہوا کہ ہمارے آباء و اجداد نے اس زمین کو وقف کر دیا تھا، میں بھی مسجد کے نام وقف کرتا ہوں، لیکن رجسٹری نہیں کروں گا، اس لیے یہ بانی مسجد کے وارثین اپنے پیروکار کو لے کر اسی گاؤں کی دوسری مسجد میں نئے سرے سے جمعہ قائم کر لیا ہے، اس طرح جمعہ قائم کرنا درست ہے کہ نہیں؟ جس کی وجہ سے گاؤں میں انتشار ہو گیا ہے، دونوں کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد ابراہیم وجیب الرحمن گرام پرانا ڈھیر واپوسٹ کالسر ضلع کٹیہار (بہار)

الجواب

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۹ پر ہے تحریر کی تو شرعا کوئی ضرورت نہیں، نہ اس پر وقف موقوف، اگر اس نے زبان سے کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو اللہ کے لیے وقف کر دیا تو وقف صحیح ہو گیا۔ اور اب اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے: "اشتراط كونه يكتب في صحته ويتقيد في السجلات فليس

لازم شرعا ومخالف موضوع الشرعي فان اللفظ بانفراده كاف في صحة ذلك شرعا"

وقف کی صحت کے لیے رجسٹری کرنے اور دفتر میں لکھنے کی شرط لگانا شرعا لازم نہیں۔ بلکہ یہ شرعی

قاعدے کے خلاف ہے۔ وقف کی صحت کے لیے شریعت میں صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے۔

پس صورت مسئلہ میں (اولا) جب زمین کے اصل مالکوں نے ساہا سال پہلے زمین مسجد کے

لیے وقف کر دی۔ اور اس پر مسجد بھی تعمیر ہو گئی۔ اور عرصہ دراز سے اس میں برابر نماز بھی ہو رہی ہے۔ اب

کسی کا زمین کے واقفوں کے وارثوں سے یہ اصرار کہ زمین کی رجسٹری مسجد کے نام کرو۔ شرعا بلا ضرورت

مطالبہ معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ نقصان کا بھی خطرہ ہے کہ ساہا سال سے اس جگہ مسجد ہونے کی جو عملی تاریخ بنی

ہے۔ وہ گورنمنٹ کے نزدیک بھی قانونی ثبوت ہے۔ آج اس زمین کی رجسٹری کرا کے اس ثبوت کے

Click For More

ضائع کرنے کے مرادف ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۲۶ پر ہے: اصل مسجد زمین ہے تو زمین کا واقف اصل واقف ہے اور جس نے اس میں عمارت بنا کر وقف کیا۔ وہ عمارت کا واقف ہے۔ اور تعمیر و بنا اگرچہ وقف ہے مگر اس کے لیے جز کا حکم ہے۔ تو وہ بھی وقف مسجد میں شریک ہے۔

ثانیاً: جب زمین پر مسجد کی عمارت بنانے والا وقفیت میں شامل ہے تو بانی کے وارث ہونے کی حیثیت سے ان پر بھی پر لازم ہے کہ کورٹ میں عمارت مسجد کی رجسٹری خود بھی کرتے۔ صرف مسجد کی زمین کے واقفین کے ورثا سے ہی ان کا مطالبہ کیوں ہے؟۔ بلکہ ہماری نگاہ میں تو مسئلہ زمین اور عمارت کی رجسٹری سے بہت آگے نکل گیا ہے۔ پورے گاؤں کے لوگوں کو مل جل کر گورنمنٹ میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ سرکاری نقشہ اور خسرہ میں اگر وہ جگہ مسجد نہ درج ہو تو اس کو مسجد درج کرا دیا جائے۔

اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ پورے گاؤں والے اس میں نماز پڑھیں اور اپنا قبضہ بحال رکھیں نہ کہ مسجد چھوڑ کے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ ورنہ موجودہ صورت حال میں تو امام صاحب اور ان کے قبضین مسجد کا بایکٹ کر کے اللہ تعالیٰ کے بھی مجرم ہو رہے ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ

فِي خَرَابِهَا﴾ (البقرة: ۱۱۴)

اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے روکا اور مسجد کو برباد کرنے کی کوشش کی۔

یہاں تک جو کہا گیا وہ امام صاحب و مصلیوں کے لیے تھا، اب ہم کو زمین کے واقفوں کے وارثوں سے بھی کچھ کہنا ہے۔ اگر آپ لوگ مسلمان ہیں اور اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کو مانتے ہیں۔ تو آپ کو بھی آپ کے آباء و اجداد کی قائم کردہ مسجد کی بقاء اور تحفظ اور آبادی کا اتنا ہی خیال ہو گا جتنا کسی سچے مسلمان کو ہونا چاہئے۔ آج زمانہ کی حالت جو ہے آپ اسے دیکھ رہے ہیں کہ پانچ پانچ چھ سو سال کی مسجد کو فرقہ پرست نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ جن کے لیے تاریخی اور قانونی سبھی قسم کے ثبوت موجود ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ کے یہاں ایسے حالات نہیں، پھر بھی اگر آپ کی مسجد کا اندراج سرکاری کاغذات میں نہیں تو آپ لوگ کوشش کر کے گورنمنٹ کے کاغذات میں مسجد کے نام سے اس کا اندراج کرا دیں، زمانہ ایک حال پہ نہیں رہتا۔ آپ میں سے کسی یا آپ کے بعد آنے والی نسل میں کسی کی نیت خراب ہوئی۔ اور کوئی غلط حرکت شروع کی۔ اس وقت کیا ہوگا۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے بہت سی مثالیں ہوں گی۔ کہ

آزادی ہند سے پہلے غیر مسلم زمینداروں نے مسلمانوں کو چھوٹ دے رکھی تھی۔ بڑے بڑے باغوں کو انہوں نے قبرستان بنا رکھا تھا۔ مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی کاغذی ثبوت نہیں تھا۔ تو اب ان تمام جگہوں پر کھیتیاں ہو رہی ہیں، مکان بھی بن رہے ہیں۔ خدا نہ کرے آپ کی مسجد کا یہ حال ہو تو آپ سے بھی خدا کے وہاں باز پرس ہوگی۔ کہ تم ایسا کر سکتے تھے کہ مسجد محفوظ ہو جائے تم نے کیوں نہیں کیا۔ اس وقت آپ کیا جواب دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۶/صفر ۱۴۲۰ھ

(۷۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے شہر میں المومن کو چنگ گائیڈریس سنٹر۔ کا قیام المومن ایجوکیشنل اینڈ ٹرسٹ کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ ٹرسٹ کے صدر سکریٹری اور اس سے منسلک حضرات نے بتایا ہے کہ مقامی طلبہ کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو افلاس اور گھر کی مالی حالت کمزور ہونے کے سبب پٹنہ و دیگر شہروں میں جا کر میڈیکل انجینئرنگ بی پی ایس سی امتحانات کو چنگ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی اور انہیں بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس حقیقت کے پیش نظر ادارہ نے اس علاقہ کے غریب مسلم طلبہ کی مفت کو چنگ کا اہتمام کیا ہے۔ غریب مسلم طلبہ کو صرف مفت کو چنگ ہی نہیں دی جائے گی بلکہ انہیں ڈیڑھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ ادارہ نے انہیں باتوں کا اعلان کرنے کے لیے جمعہ مسجدوں کا سہارا لیا اور مسجدوں میں اس کا اعلان بھی ہوا۔ مسجد میں اعلان کے بعد کچھ لوگوں نے اس اعلان پر اعتراض کیا اور کہا کہ اسکول کالج یا کسی کو چنگ سینٹر کا اعلان مسجد میں کرنا غلط ہے۔

مفتیان کرام بتائیں کہ قوم کے مفاد کے پیش نظر مذکورہ بالا اعلان ناجائز ہے؟ یا دیگر دنیاوی امور جو قوم سے متعلق ہوں ان کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب سے نواز کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی عبدالجید

الجواب

(۱) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ کی کتاب الخطر والاباحۃ میں

متعدد مقام پر تحریر فرمایا:

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دینی کو روکے مطلقاً حرام ہے۔ فارسی ہو ہندی ہو انگریزی ہو، ان باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں۔ جیسے وجود آسمان کا انکار۔ یا وجود شیاطین کا انکار۔ یا زمین کی گردش سے لیل و نہار کا ہونا۔ یا آسمانوں میں خرق و التیام محال ہونا۔ یا اعادہ معدوم ناممکن ہونا۔ وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ جدیدہ و قدیمہ میں ہیں ان کا پڑھنا حرام ہے کسی زبان میں ہو۔ نیز ایسی تعلیم جس

میں نچیر یوں اور دہریوں کی صحبت رہے ان کا اثر پڑے، دین کی گرہ سست ہو، یا کھل جائے۔ اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی، ہندسہ، جبر و مقابلہ و جغرافیہ و امثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا تو کوئی حرج رکھتا ہی نہیں۔ (ص ۱۵۹)

سائنس وغیرہ وہ فنون اور کتب پڑھنی جس میں انکار و جود آسمان اور گردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے۔ اور وہ نوکری جس میں خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اس کی نیت سے پڑھنا بھی حرام ہے، اور اگر جائز فنون جائز نوکری کے لیے پڑھے جائیں تو جائز ہیں۔ (ایضاً ص ۱۹۰)

کالج ہو یا مدرسہ اگرچہ کیسا ہی دینی کہلاتا ہو اعتبار تعلیم کا ہے۔ اگر اس میں دین اسلام یا مذہب اہل سنت یا شریعت مطہرہ کے خلاف تعلیم دی جاتی ہو تو اس کی امداد بھی حرام اور اس میں پڑھنا پڑھانا بھی حرام، علی گڑھ کالج ایک انگریزی تعلیم گاہ ہے جس میں حساب، ریاضی، ہندسہ، جبر و مقابلہ وغیرہ علوم جائز کے ساتھ سائنس جغرافیہ بھی پڑھائے جاتے ہیں کہ بعض کفریات پر مشتمل ہیں۔ جس طرح درس نظامی کے عام مدارس میں فلسفہ قدیم پڑھائے جاتے ہیں وہ بھی کفریات سے خالی نہیں۔ پھر اگر پڑھانے والے اس کا رد طلبہ کے ذہن نشین نہ کریں تو وہ سب عربی مدارس علی گڑھ کالج ہیں اور علی گڑھ کالج میں معلمین کفریات کا رد معلمین کے ذہن نشین کرادیں تو وہ بھی ایک مدرسہ نظامیہ کے رنگ پر ہے۔ (۲۹۶)

فتاویٰ رضویہ کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم دونوں قسم کے علوم پر مشتمل ہے۔ ایک وہ جو کفر و حرام ہے۔ تو اس کا پڑھنا اور اس کو تسلیم کرنا بھی کفر و حرام ہے۔ ہاں کوئی ایسا پڑھانے والا ہو کہ ایسے مسائل کی غلطی ظاہر کرے اور اس مسئلہ سے متعلق اسلامی نظریہ طلبہ کے ذہن نشین کرادے کہ وہ کفر و گمراہی سے بچیں تو ان کی تعلیم میں بھی حرج نہیں۔ اور ایک قسم ایسی ہے جو جائز و مباح ہے تو اس کی تعلیم و تعلم میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ اور بہر نوع یہ دو قسم کے علوم، علم دین کے دائرے میں نہیں آتے ہیں، علوم دنیا کے دائرے میں آتے ہیں، کیونکہ ان کی تعلیم کا مقصد دین و مذہب کی معلومات اور اعمال و عقائد کی تصحیح نہیں۔ بلکہ اس کی غرض نوکری کا حصول اور دنیاوی طلب ہے تو مسجد کے اندر اس کے متعلق کوئی بات کرنا دنیا کی بات۔ اور مسجد کے اندر دنیا کی بات کرنا ممنوع ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "یاتی علی الناس زمان یكون حدیثہم فی مساجدہم فی امر

دنیاہم فلا تجالسوہم فلیس للہ فیہم حاجۃ"

ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ اپنی مسجدوں میں دنیاوی معاملات کی بات کریں گے تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو، ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷)

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۶۵ میں ہے:

دنیاوی بات کے لیے مسجد میں جمع ہونا حرام۔ اور نماز کے لیے جا کر دنیوی تذکرہ مسجد میں مکروہ ہے۔ اس لیے معترض کی اتنی بات صحیح ہے کہ اس کے متعلق مسجدوں میں تذکرہ نہیں چاہئے تھا۔ اور اس امر پر مسلمان کی موت اور نماز جنازہ اور گم شدہ لوگوں کے لیے مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر سے اعلان سے اعتراض صحیح نہیں۔ یہ اعلان مسجد کے اندر سے نہیں ہوئے۔ عام طور سے لاؤڈ اسپیکر امام صاحب کے کمرہ میں ہوتا ہے۔ اس کے لیے علیحدہ حجرہ بنا رہتا ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر مسجد کے باہر لگا رہتا ہے۔ تو یہ مسجد کے اندر اعلان نہیں ہوا۔ مسجد کے باہر سے اعلان ہوا۔ مسجد کے اندر لاؤڈ اسپیکر رکھ کر تو اس پر اذان دینا بھی منع ہے۔ چہ جائیکہ کسی اور قسم کا اعلان کیا جائے۔ اگر کسی نے مسجد کے خاص اس حصہ سے جو نماز کے لیے بنایا گیا ہے۔ ایسا کیا تو غلط ہے۔ اعلان کے کرایہ کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے لاؤڈ اسپیکر صرف مسجد کی ضرورت کے لیے وقف کیا ہو کہ اس سے اذان دی جائے اس پر خطبہ پڑھا جائے۔ یا مذہبی وعظ و تقریر ہو۔ تو اس کو صرف انہیں متعینہ مصارف پر صرف کیا جاسکتا ہے۔ کوئی اور اعلان اور پروگرام اس پر نہیں ہو سکتا۔ کرایہ سے ہو یا بے کرایہ۔ اور اگر واقف نے مسجد کی ضروریات اور متعلقہ مسلمانوں کی دینی ضرورت دونوں غرض سے وقف کیا ہو تو دونوں بلا معاوضہ کیا جائے۔ اور اگر یہ کہا ہو کہ کرایہ پر بھی چلایا جائے تاکہ مسلمان کا فائدہ ہو اور مسجد کی ضرورت میں بھی استعمال کیا جائے۔ تو کرایہ بھی لیا جاسکتا ہے۔ البتہ اس صورت میں اس امر کا لحاظ ہونا چاہئے کہ کسی ایسے پروگرام میں استعمال نہ ہو جو شرعاً ناجائز و ممنوع ہو۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۵۵ میں ہے:

لیمپ فرش دری یونہی چٹائی بتی وغیرہ جو اپنی ذات میں قابل اجارہ ہیں۔ کرایہ پر دینے کے لیے وقف ہوں تو متولی دے سکتا ہے۔ اور جو مسجد پر اس کے استعمال کے لیے وقف ہوں۔ انہیں کرایہ پر لینا دینا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نوٹ:- اگر کو چنگ سنٹر کے نصاب یا طریقہ تعلیم کی اصلاح کر لی جائے جس کو فتاویٰ رضویہ کے حوالہ سے ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور غریب مسلمانوں کی مدد ان دنیاوی علوم کے سلسلہ میں کی جائے تاکہ ان پر رزق کی کشائش کے دروازے کھلیں تو یہ عمل بھی باعث اجر ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے: "انما الاعمال بالنیات" (مشکوٰۃ شریف: ۱۱) عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(۷۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک مسجد جو تقریباً دو سو سال قدیم ہے، اس کی طرز تعمیر ابتدا ہی سے سرکاری زمین سے تقریباً ۱۳۱ یا

Click For More

۱۴ فٹ بلندی پر پوری مسجد مع مصلی ٹھوس زمین پر واقع ہے۔ اس کے چہار جانب شروع سے چبوترہ قائم تھا جس پر بعد میں دوکانیں قائم کر دی گئیں۔ اب اس مسجد کی تعمیر جدید از سر نو بشمول چبوترہ کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے مصلی بھی چبوترہ پر آ گیا ہے۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ مصلی تقریباً نوانچ سرکاری زمین پر لٹکانا اور پول کرنا شرع محمدی کے مطابق درست ہے، کیا مسجد پر مصلیان کی نماز ادا ہو جائے گی۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ سے گزارش ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں کتاب وسنت کی روشنی میں جو صحیح مسئلہ ہو تحریر فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

المستفتی عبدالعظیم پاٹھڑے حویلی وارانسی

الجواب

سوال کی عبارت سے یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ اس از سر نو تعمیر میں بھی چبوترہ پر تعمیر شدہ دوکانوں کو دوکان ہی رکھا گیا ہے۔ البتہ مسجد کی چوکی دوکانوں کی چھت کے برابر کر کے دوکان کی چھت کو مسجد میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اور محراب کے پاس مسجد کی مغربی دیوار کو اس چھت سے بھی نوانچ آگے بڑھا لیا گیا ہے جس کی وجہ سے امام کا مصلی اپنی پرانی جگہ سے کھسک کر اور پچھتم طرف ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مسائل کی نظر میں دو خرابی ہو گئی ہے۔

(۱) مصلی ٹھوس زمین کے بجائے پول زمین پر ہو گیا ہے ۲۔ ۹ رانچ سرکاری زمین پر بنا جائز قبضہ کیا گیا ہے۔

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ امام یا اس کے ساتھ مصلیوں کا پول زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اس بات کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ ”من جعل مسجداً وتحتہ سرادب لو کان السرادب لمصالح المسجد حجاز۔ (ہدایہ بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۲۹۹)

مسجد بنائی اور مسجد کے نیچے ضروریات مسجد کے لیے تہ خانہ بنایا تو یہ جائز ہے، ہر شخص جان سکتا ہے کہ جب مسجد کے نیچے تہ خانہ ہے تو اس مسجد میں جو نماز پڑھائے گا پول زمین پر ہی نماز پڑھائے گا۔

(۲) فی نوادر هشام سئلت محمد بن الحسن عن نہر قریۃ کثیرۃ الاہل واراد قوم ان یعمروا بعض هذا النہر ویبنوا علیہ مسجداً ولا یتعرض لہم احد من اهل النہر قال محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ینو اذک المسجد للعامۃ او المحلۃ کذا فی المحيط۔ (عالمگیری بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۰۰)

امام محمد بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا ایک بڑے موضع میں ایک نہر بہ رہی ہے، ایک قوم نے چاہا کہ اس نہر پر ایک مسجد بنا دیں، اگر نہر کو ضرر نہ ہو اور نہروالے اجازت دیں تو نہر پر مسجد بنانا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جائز ہے، سبحان اللہ نیچے نہر بہ رہی ہے اور مسجد بنی ہوئی ہے۔ بتائیے اس مسجد میں نماز پڑھنے والے پول پر ہی تو کھڑے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں: یہیں سے ثابت ہو گیا کہ وہ چھت بھی مسجد ہو جائے گی، اس میں نماز پڑھنے والوں کو مسجد کا ثواب ملے گا۔

(۳) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا: ایک دو منزلہ مسجد ہے امام دوسری منزل کی چھت پر نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور نچلی منزل کو بھراؤ ڈال کر پاٹ دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- اگر بانی نے دوسری منزل ہی کو مسجد بنایا تو اس میں نماز جائز ہے۔ اور نچلی منزل کو بھراؤ ڈال کر پاٹ دینے کو بالکل ناجائز اور منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۳۹۹ و ۴۰۰) بتائیے نچلی منزل میں مٹی بھر کر ٹھوس کر دینا جائز ہے۔ اور دوسری منزل میں نماز پڑھنا جائز تو یہ پول جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہوا۔

(۴) ”لا یضر کون الحوانیت تحتہ لکونہا وقفا علیہا“

مسجد کے نیچے دوکان ہونا منع نہیں ہے کہ یہ دوکانیں مسجد پر وقف ہوتی ہیں۔ (رضویہ جلد ششم ص ۴۲۸) یہ آپ کے سوال کا صریح جواب ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو زمین سے آٹھ فٹ کی بلندی پر ۹ رانچ کا بار جائنکالنے سے زمین پر قبضہ نہیں مانا جاتا۔ دیہات قصبہ شہر آپ جہاں چاہیں دیکھ سکتے ہوں کہ سڑکوں بازاروں اور گلیوں میں عام طور سے لوگ بار بے نکالتے ہیں اور بعض جگہ تو یہ عالم ہے کہ آٹھ فٹ گلی ہے تو ادھر سے ساڑھے تین فٹ کا بار بے نکالتے ہیں اور ادھر سے ساڑھے تین فٹ کا بار بے نکالتے ہیں اور اس پاس کے لوگ بھی خاموش رہتے ہیں کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ ان کی بالادستی ہے، اس سے ہماری آمد و رفت میں کوئی زحمت نہیں ہوتی، یہی حرکت اگر وہ زمین پر کریں تو خون کی ندیاں بہہ جائیں۔ تو مسجد کو بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں سمجھنا چاہئے، یہ تو ایک معمولی بات تھی جس کا ہم نے ذکر کر دیا۔ اب شریعت کا حکم سنئے۔ ”ذکر فی المنتہیٰ عن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریق الواسع بنی فیہ اہل

المحلۃ مسجداً وذلك لا یضر بالطریق ومنع ہم فلا یاس ان ینوا“

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا راستہ بہت کشادہ ہے، اس میں محلہ والوں نے ایسی جگہ ایک مسجد بنائی جس سے راستے میں کوئی تنگی نہیں آئی اور ایک شخص روکتا ہے کہ یہاں یہ مسجد بنے تو بنانے والے بھرتائیں۔ ایک آدھ آدمی کے روکنے سے کوئی حرج نہیں پڑتا، قصداً اصل یہ ہے کہ ایسی زمین جس کو بعض

Click For More

لوگ سرکاری کہتے ہیں اور بعض لوگ نزول کی زمین کہتے ہیں گو حکومتیں اسمیں اپنا حکم چلاتی ہیں۔ مگر وہ کسی کی خاص ملک نہیں ہوتیں فقہا فرماتے ہیں۔

”ان عادی الارض لله ولرسوله“

ایسی زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہیں گورنمنٹ بھی رفاہ عام کے لیے زمین دیتی ہے تو کہیں کے عالوگ بھی متفق ہو کر کسی پبلک پرپز کے لیے اس کو منتخب کریں اور اس سے کسی کو حرج نہیں تو وہ جائز ہے اور یہاں تو اس قسم کا کوئی سوال ہی نہیں صرف ۹ رانچ کا کارنس اوپر نکلا ہے۔ ہاں اس کے لیے کوئی فتنہ پیدا ہو تو مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱]۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مؤ، ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

وقف قبرستان کا بیان

(۱) **مسئلہ:** فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

ضروری گزارش خدمت عالیہ میں یہ ہے کہ دو مسلمان آپس میں جھگڑا کر لیے ہیں، ایک آدمی اپنی جھونپڑی قبرستان سے ملے جلے ہوئے زمین میں بنا لیا ہے۔ مگر اس کی جھونپڑی قبرستان کی زمین سے الگ والی زمین میں ہے۔ مگر قبرستان کے سٹے ہوئے زمین میں ہے۔ قبرستان کے زمین کے سرکاری کاغذات کھاتہ نمبر سے الگ ہے، اس کی جھونپڑی قبرستان کی زمین میں نہیں ہے۔ مگر جہاں جھونپڑی بنا کر رہتا ہے۔ اس کی جھونپڑی کے پاس قبر کا پتہ بتایا جاتا ہے۔ کہ یہاں پر قبر تھی مگر دیکھنے میں قبرستان نہیں ہے۔ ایسی حالت میں وہ اپنی جھونپڑی میں رہ سکتا ہے۔ یا وہاں سے جھونپڑی اجاڑنا ہوگی۔ جس زمین میں جھونپڑی ہے اس زمین کا مالک جھونپڑی والا ہے۔ قبرستان کے کھاتہ نمبر سے الگ ہے۔

آس محمد کیراف محمد محرم علی اشرفی پوسٹ لال گنج ضلع بلیا

الجواب

سائل کے بیان سے یہ پتہ چلا کہ جس زمین پر جھونپڑی ہے سرکاری کاغذات میں اس کا نمبر قبرستان سے الگ ہے۔ اور اس زمین کا مالک جھونپڑی بنانے والا ہے۔ لیکن ملکیت کی نوعیت معلوم نہیں ہوئی۔ کہ جھونپڑی بنانے والے نے اصل مالکان سے اس کو خریدا ہے یا ایسا تو نہیں کہ اصل میں وہ قبرستان ہی کی زمین رہی ہو اور اس نے اس پر قبضہ کر کے کاغذات میں اندراج کر لیا ہو۔ اگر ایسا ہو تو اس زمین پر اس کا قبضہ قاصبانہ اور ناجائز ہوگا۔ اور اس زمین کا اپنے تصرف میں لانا حرام ہوگا۔ آج کل اکثر ایسا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہوتا ہے۔ کہ قبرستان کی زمین لوگ غلط طریقہ سے ہتھیالیتے ہیں۔ وقف کی زمین کا یہ حکم تمام کتب فقہ میں مصرح ہے۔ لایباع ولایورث ولایوہب۔

اور اگر حقیقت میں وہ زمین اسی کی ہو اور زبردستی لوگوں نے وہاں مردہ دفن کیا ہو یا غلطی سے ایسا ہو گیا ہو تو اس جھوٹی پڑی میں رہنا بلاشبہ جائز ہوگا۔

بہار شریعت میں ہے: مملوک زمین میں بغیر اجازت مالک کسی نے مردہ دفن کر دیا تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ مردہ نکلوادے یا زمین برابر کر کے کھیتی کرے۔ (خانہ) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

قبرستان کی زمین ہے۔ تو لوگوں کا خیال ہے کہ جہاں قبر نہیں ہے وہاں سے مدرسہ کی بنیاد ڈالی جائے اور پڑھائی شروع کی جائے تاکہ بچے علم دین سے آشنا ہوں۔ اس علاقہ میں کوئی دینی مدرسہ نہیں۔ مستفتی: غلام سرور قادری نعیمی مہو بنی خادم مدرسہ عربیہ ضیاء الاسلام تتر آون ڈیری ضلع دیوریا۔

الجواب

فتاویٰ رضویہ ششم ۲۹۹/آباد قبرستان کو پاٹ کر مسجد میں شامل کرنا حرام ہے تو مدرسہ بنانا بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ ہاں موقوفہ قبرستان میں کچھ زمین دفن سے رہ گئی اور کسی وجہ سے مزید مردوں کا دفن کرنا ممکن نہ رہا تو وہ باقی زمین واقف کی ملکیت میں لوٹ آئی۔ فتاویٰ رضویہ ششم ۲۴۰/تو ایسی زمین واقف ہو تو اس کی، اور نہ ہو تو اس کے ورثہ کی، اور وہ بھی نہ ہوں تو عام مسلمانوں کی رائے سے وہاں دینی مدرسہ کی تعمیر ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۹ شوال ۱۴۲۱ھ

(۳-۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک قبرستان ہے اس کے برابر میں مسجد بنی ہوئی ہے، اس کے چاروں طرف قبرستان ہے، مسجد میں نمازیوں کے لیے جگہ کم پڑتی ہے۔ کیا قبرستان میں نئی جیسے ایک منزل کو چھوڑ کر دوسری منزل پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اس جگہ کی قیمت ادا کرنی پڑے گی؟ صاف بیان فرمائیں، عین کرم ہوگا۔ (۲) مانگرو فون سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حدیث کی روشنی میں صاف صاف بیان فرمائیں، (۳) عورت کا مزارات پر جانا کیسا ہے؟ حدیث کی روشنی میں جواب بیان کیجئے اور کچھ لوگ اور جن وہاں جا کر سجدہ کرتی ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ بیان فرمائیں۔

(۴) اذان سے پہلے اور تکبیر کے پہلے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا۔ حدیث سے ثابت ہے

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یا نہیں؟ صاف صاف بیان فرمائیں۔

(۵) فاتحہ دیتے وقت جو کھانا کپڑا اور پان اور کوئی بھی چیز رکھ کر جو فاتحہ ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ صاف صاف بیان کیجئے۔

(۶) جو کافر مسلمان ہو تو اس کی سنت اتنی مسلمانی کروانا ضروری ہے یا نہیں؟ حدیث کی روشنی میں بیان کیجئے۔

(۷) ایک شخص بستی کے اندر مدرسہ قائم کر رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں صرف اس میں ناظرہ اور حفظ کی پڑھائی کراؤں گا چاہے وہ کسی بھی فرقہ و جماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کا مدرسہ قائم کرنے دیا جائے یا نہیں؟ اور بستی کے کچھ لوگ منع کرتے ہیں یعنی بند کرانا چاہتے ہیں، ان لوگوں کے بارے میں حدیث شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر قبرستان موقوفہ ہے۔ اور اس میں ابھی مردے دفن ہوتے ہیں تو اس میں کسی قسم کی دوسری تعمیر ناجائز ہے۔ عالمگیری میں ہے: لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته (ج ۲/ ۵۱۶)۔ وقف جس کام کے لیے ہوا سے بدل کر دوسرے کام کے لیے بنانا جائز نہیں۔ اور اگر کسی وجہ سے اس میں اب مردے دفن کرنا بند کر دیا گیا ہو۔ اور مسجد کو توسیع کے لیے ستون اسی جگہ قائم کئے جائیں جہاں کوئی قبر نہ ہو اور ستون اتنی بلندی تک لے جائیں کہ نیچے قبر و دفن و فاتحہ میں کوئی حرج نہ ہو تو ستون پر چھت ڈال کر مسجد کی توسیع کر سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۳۹۹)

(۲) لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدا میں علمائے اہل سنت و جماعت میں اختلاف ہے، اکثر کی رائے ہے کہ ناجائز ہے اور تھوڑی تعداد علماء کی اسے جائز کہتی ہے۔ اور یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ نماز کو فرض ہوئے لگ بھگ چودہ سو سال ہوئے اور لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد تقریباً سو سال پہلے کی ہوگی۔ تو لاؤڈ اسپیکر نہ نماز کا جز ہے نہ کوئی اس کی شرط۔ آج تک بلکہ آئندہ بھی لاؤڈ اسپیکر کے بغیر نمازیں ہوں گی۔ لاؤڈ اسپیکر نہ ہونے سے نماز کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کسی شرعی ضرورت سے نہیں۔ عوام صرف فیشن کی وجہ سے اس کی ضد کرتے ہیں تو اختلاف علماء سے بچنے کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ ہو تو بہت خوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) رسول اللہ ﷺ نے خاص طور سے عورتوں کو زیارت قبور سے منع فرمایا تھا۔ حدیث شریف ہے: لعن اللہ زورات القبور (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۳)

Click For More

اللہ تعالیٰ نے قبر کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ مگر دوسری حدیث مسلم شریف کی ہے:

كنت نهيتكم عن زيارة القبور فإلا ن زوروا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

میں تم کو زیارت قبر سے منع کرتا تھا لیکن اب زیارت کرو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ کچھ علما کا خیال ہے کہ پہلے مرد اور عورت دونوں کے لیے زیارت قبر منع

تھی مگر اب جبکہ اجازت خود رسول اللہ ﷺ نے دے دی تو دونوں کے لیے اجازت ہو گئی۔ مرد تو زیارت

کریں گے ہی عورتیں بھی زیارت کریں۔ بعض علما کا خیال ہے کہ اس حدیث سے مردوں کے لیے تو

اجازت ہے مگر عورتوں کے لیے اب بھی ممانعت ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کا یہی فتویٰ ہے۔ روضہ

رسول کے علاوہ کہیں کے لیے عورتوں کی حاضری منع ہے۔ تفصیل کے لیے ان کی کتاب ”جمل النور

لنهی النساء عن زیارة القبور“ ملاحظہ کریں۔ سجدہ مرد کرے یا عورت، سجدہ غیر خدا کے لیے حرام ہے،

خواہ تعظیسی ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم مطلقا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶] اے ایمان والو اللہ کے رسول پر درود و سلام

بھیجو۔ تو اگر کوئی شخص اذان سے پہلے اور اقامت سے پہلے درود و سلام پڑھتا ہے تو اس میں کوئی شرعی حرج

نہیں بلکہ تعمیل حکم ربانی ہے۔ دیکھئے درود شریف کا ترجمہ ہے۔ اے اللہ تو اپنے رسول پر سلام اور رحمت

بھیج۔ اذان پڑھنے کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے۔ اس کا ترجمہ بھی تقریباً ایسا ہی ہے۔ یا اللہ یہ مکمل پکار اور

قائم کی جانے والی نماز ہے تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے

وعدہ کیا ہے۔ پھر درود پڑھ کر نماز شروع کرنے میں کیا حرج ہے۔ اصل میں وہابیہ دیوبندیہ کو رسول اللہ

ﷺ سے چڑھ معلوم ہوتی ہے۔ کہ کیوں رسول اللہ ﷺ کا نام آیا؟ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دن حضور ﷺ

کے لیے روٹی بھجوائی۔ حضور ﷺ اپنے اسی ۸۰ صحابہ کے ساتھ ان کے گھر پہنچے اور فرمایا اے ام سلیم

تمہارے پاس جو ہو وہ لاؤ۔ انہوں نے روٹیاں حاضر کیں، آپ کے حکم سے ان روٹیوں کو بالکل چھوٹے

چھوٹے ٹکڑوں میں توڑ دیا گیا۔ ام سلیم نے ان ٹکڑوں پر زیتون کا تیل انڈیل دیا۔ (آج کے محاورے میں

حضور نے مالیدہ بنوایا) اس کے بعد حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”ثم قال فيه ماشاء الله ان يقول“ پھر اس

مالیدہ پر اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ نے پڑھا۔ دیکھئے مالیدہ سامنے رکھا ہے اور حضور اس پر کچھ پڑھ رہے

ہیں۔ معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھنا حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ آپ نے حوالہ مانگا تھا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس لیے یہ حدیث میں نے لکھ دی ورنہ فاتحہ اور ایصال ثواب کے لیے اس طرح کھانا سامنے رکھنا ضروری، نہ رکھنے کی ممانعت، کھانا غریبوں کو کھلا کر فاتحہ و فاتحہ کر کے کھانا کھلاؤ کھانا سامنے رکھو یا نہ رکھو ہر طرح ایصال ثواب جائز ہے۔ ہدایہ میں ہے: الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان يحمل ثواب اعماله لغيره صلوة كان او صوما او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة۔

(ہدایہ ص ۲۷۶)

حق یہی ہے کہ انسان اپنے تمام اعمال کا ثواب دوسروں کو پہنچا سکتا ہے، روزہ، نماز، حج، زکاۃ، تلاوت قرآن و اذکار وغیرہ (فتح القدر)

دیکھئے آپ نے جس طرح کھانا کپڑا پانی وغیرہ سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنے کا حوالہ ہم سے مانگا تھا تو ہم کو بھی حق ہے کہ اگر آپ اس کو منع کرتے ہیں تو آپ سے ہمارا سوال ہے کہ آپ وہ حدیث لکھ کر ہم کو دکھائیں جس میں اسی تفصیل سے ان سب چیزوں کے کرنے کی ممانعت ہے۔ حدیث کے الفاظ اور کس کتاب میں ہے حوالہ کے ساتھ لکھئے۔

(۶) ختنہ سنت ہے اور شعار اسلام ہے، مسلم اور غیر مسلم کی پہچان ہے۔ بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ختنہ اسی ۸۰ سال کی عمر میں خود کیا۔ بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا اگر خود ہی مسلمانی اپنے ہاتھ سے کر سکتا ہے تو کرے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری بحوالہ بہار شریعت حصہ ۱۶ ص ۱۷۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) آپ کے مدرسہ میں کس کس کو پڑھایا جائے گا یہ کوئی اہم بات نہیں۔ اگر آپ کے مدرسہ کے آداب و رسوم، قواعد و قانون کا پابند ہو اور مضر نہ ہو تو آپ اس کو اپنے یہاں پڑھا سکتے ہیں۔ کیا پڑھایا جائے گا یہ اہم ضرور ہے۔ مگر اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ کون پڑھائے گا۔ حضرت محمد بن سیرین سے روایت منقول ہے جو مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۳۷ پر ہے:

ان هذا العلم دین فانظروا عن تاخون دینکم۔

یہ علم دین ہے تو یہ دیکھ لیا کرو کہ کیسے آدمی سے دین سیکھ رہے ہو۔

بد مذہبوں سے تعلیم حاصل کرنے کو علمائے سخت حرام بتایا ہے۔ خدا نخواستہ مدرسہ قائم کرنے والا خود گمراہ اور پوشیدہ طور پر بد دین ہو تو اپنے مدرسہ میں آپ کے بچوں کو قرآن پڑھانے کے ساتھ اپنا مذہب اور عقیدہ بھی گھول کر پلا دے گا اور آپ کو پتہ نہیں چلے گا۔ اور آپ کے گھر میں گمراہی اپنا ڈیرا ڈال

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دے گی۔ اس لیے مدرسہ کے ذمہ داروں پر ضروری ہے کہ اس کے مدرسین میں کوئی غلط آدمی شامل نہ ہو جائے۔ سب خالص اور متصلب سنی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مٹس العلوم گھوسی مؤء یکم صفر ۱۴۲۴ھ

(۱۰-۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کانٹاٹولی قبرستان مسلم آبادی سے لگ بھگ آدھا کیلومیٹر دور ہزاری باغ روڈ کے کنارے واقع ہے۔ اس کے ایک طرف روڈ اور تین طرف غیر مسلم رہائشی مکانات، دکان، فکٹریاں ہونے کے باعث اس قبرستان کی زمین ان سمجھوں کے بنسبت نیچے ہو گئی ہے، یہاں برسات کے دنوں میں پانی جم جاتا ہے، اس کے علاوہ برسات گزر جانے کے بعد بھی ماہ دو ماہ تک اس کی حالت بے حد خستہ رہتی ہے۔ دو چار ہاتھ کھودنے سے ہی پانی کا چشمہ پھوٹ نکلتا ہے۔ ان دنوں یہاں جنازے دفن کرنا بالکل بند ہو جاتا ہے، اس حلقے کے لوگوں کو جنازہ دفن کرنے کے لیے دور دراز کے دوسرے قبرستان کا سہارا لینا پڑتا ہے جس سے کافی پریشانی اٹھانی پڑتی ہے، اس وجہ سے کمیٹی نے اس قبرستان میں مٹی بھرا کر خامیوں کو دور کرنے کا منصوبہ بنایا ہے، شریعت کی روشنی میں بتائیں کیا کرنا درست ہے؟

(۲) کانٹاٹولی قبرستان ہزاری باغ روڈ کے کنارے واقع ہے۔ اس کی زمین ہمارے اسلاف نے سرکار سے قبرستان کے لیے منظور کروائی تھی، یہاں مردے دفن کرنے کے باوجود بھی کافی وسعت ہے جس کا اندازہ نقشہ سے لگایا جاسکتا ہے جو اس پرچے کے ساتھ منسلک ہے۔ یہاں رات کے وقت عیاشی اور چوراچکوں کا اڈا بن جاتا ہے راگبیر کسی وقت بھی چہار دیواری پھاند کر پاخانہ، پیشاب کرتے رہتے ہیں اس کی بے حرمتی کی روک تھام دیکھ بھال اور حفاظت کے لیے کسی کو مقرر کرنا بے حد ضروری ہے۔ تاہم آمدنی نہیں کے برابر ہے، قبرستان کے ضروریات کے اشیاء بچے ہوئے تختے وغیرہ رکھنے کی غرض سے قبرستان کے دونوں جانب دکن میں پلاٹ نمبر ۹۲۳ کے بالکل کونے میں ایک دکان اور اتر جانب کے پلاٹ نمبر ۹۲۶ کے بالکل کونے میں دو دکان بنوا کر اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ از روئے شرع دکان و مکان بنانا جائز ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں کرم ہوگا۔

الجواب

(۱) ضرور ایسا کرنا جائز ہے۔ مقبرہ کے درختوں کے بارے میں عالمگیری میں ہے:

ان اراد القاضی ان یبیعها و صرف ثمنها فی عمارة المقبرة فله ذلك۔ (۵۰۸/۲)

(۲) عالمگیری میں ہے: ارض لاهل قرية جعلوها مقبرة واقروا فیها ثم ان واحدا من

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اهل القرية بنى فيها بناء لوضع اللبن وآلات القبر و اجلس فيها من يحفظ المتاع بغير رضا اهل القرية او رضا بعضهم بذلك قالوا ان كان فى المقبرة سعة بحيث لا يحتاج الى ذلك المكان فلا باس به۔
(عالم گیری جلد ثانی ص ۳۶۷)

کسی آبادی کے قبرستان کا ایسا حصہ جس میں مردے دفن نہ ہوتے ہوں۔ اہل قریہ کی اجازت کے بغیر یا بعض کی اجازت لے کر کوئی مکان بنا دیا جس میں قبروں کے لیے تختے اور آلات قبر رکھ دیا اور حفاظت کے لیے کسی کو مقرر کر دیا تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳ جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ

(۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

قبرستان کی سبزگھاں کسی کے ہاتھ اس طرح بیچ دینا کہ وہ خود چند دنوں میں تھوڑی کر کے سب چھیل لے جائیں اور یہ پیسہ قبرستان کی مرمت و حفاظت مثلاً حد بندی چہار دیواری وضو کے لیے لوٹا بالٹی وغیرہ میں خرچ کرنا دراصل حالیکہ اس کی سخت ضرورت اور گھاں بھی دھوپ سے چند ہی روز بعد خشک ہو کر بے کار ہو جائے گی جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا صورت جواز کی ہو سکتی ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب

بہتر تو یہ ہے کہ قبرستان کی گھاں بیچی نہ جائے اگر بضرورت بیچنا ہو تو خاص قبروں کے اوپر کی گھاں نہ بیچی جائے۔ خشک ہونے کے بعد البتہ الگ کر سکتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے: ”بکرہ قطع الحطب والحشیش من المقبرة فان كان يا بسالا باس به“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) سوڈے خاں مانگر پنھان ناسور پورنا گپور مسجد کے احاطے میں بہت پرانی قبریں تھیں، جو سوڈے خاں مرحوم کے ہی خاندان کے لوگ تھے۔ مسجد کے بانی اور متولی سوڈے خاں ہی تھے۔ انہیں توڑ کر حوض بنایا اور اس میں وضو کرنا کیسا ہے؟

(۲) سنٹرل اور برما شیل کے پٹرول پمپ کے سامنے ٹکیہ کہ زمین میں کچھ مزارات تھے انہیں توڑ پھوڑ کر موٹر گیریج اور دوکان کے لیے سڑک نکالی گئی، ان تمام ٹکیہ کی زمینوں اور قبروں کو پرومنٹ نے سب چھوڑ رکھا تھا۔ اس کے باوجود لوگوں نے ایسا کیا۔ ایسے مسلمانوں کو کیا کہا جائے جو جان بوجھ کر ایسا کرتے

ہیں۔ فقط محمد کریم اللہ مسجد سوٹڈے خان مانگری خوارہ گاندھی چوک کانپور۔

الجواب

مسلمانوں کی قبروں کو جو دوسرے کی مملو کہ زمین نہ ہو، کھودنا، ڈھانا، وہاں مکان بنانا یا حوض اور مسجد تیار کرنا ناجائز و حرام اور سخت گناہ کا کام ہے۔ ان مسائل کی تفصیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے رسالہ اہلاک الوہابین میں ملاحظہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

بعد ادب و نیاز کے عرض خدمت یہ ہے کہ ایک مسئلہ خادم کے موضع کے متعلق دریافت طلب ہے امید ہے کہ مطابق شرع متین جواب سے نوازیں گے تفصیل درج ذیل ہے۔

خادم (صوبے دار ولد جواہر) موضع کنور پارہ پوسٹ دھکوا بازار (سرولی) ضلع گورکھپور کا رہنے والا ہے اور اپنے گاؤں سبھا کے عام قبرستان ۳۵۷ رقبہ ۸۶ ڈسمل کاسنی وقف بورڈ اتر پردیش لکھنؤ رجسٹرڈ گورکھپور کا متولی ہے، مندرجہ قبرستان ۳۵۷/۱۹۳۸ء کے پہلے سے ہی عام قبرستان کے طور پر ہے، البتہ چکبندی والوں نے اسے بنجر درج کر دیا تھا، کیونکہ چکبندی کا وفد پردھان کے گھر میں تھا، چکبندی کے بعد ہم خادم نے مسلم وقف گورکھپور شعبہ سے قبرستان درج کرنے کی کارروائی کی شعبہ وقف نے سروے میں صحیح قبرستان مانا اور قبرستان کا اندراج بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کو ہو گیا اور اس کا گڈ بھی ریاستی حکومت نے ۱۹۸۲ء میں کر دیا، اب گرام سبھا کا موجودہ پردھان جو ذات کا یادو ہے اس نے چند مسلماناں موضع مذکورہ سے سازش کر کے جنوری ۱۹۹۰ء میں ایک درخواست پر گنہ ادھکاری کجی ضلع گورکھپور کی عدالت میں پیش کرتے ہوئے یہ مانا کی کہ ۲۵۷ جو سرکاری کاغذات میں عام قبرستان درج ہے، اس کا اندراج خارج کر کے جدید پرتی بنجر درج کرایا جائے اور اس درخواست میں فریق ثانی متولی کو نہ بنا کر چند مسلمانان مذکورہ موضع جن سے خادم کی ذاتی رنجش چلی آرہی تھی کو بنا دیا اور ان لوگوں کے اسمائے مندرجہ ذیل ہیں (۱) ظہیر ولد بندھو (۲) روزن ولد بہادر (۳) حنیف ولد غلام رسول (۴) عثمان ولد صاحب علی ان لوگوں نے عدالت مذکورہ میں حاضر ہو کر ہندو گرام پردھان کی تائید میں یہ بیان دے دیا کہ متذکرہ ۳۵۷ رقبہ ۸۶ ڈسمل عام قبرستان کے بجائے جدید پرتی بنجر درج کیا جائے اور ان کے بیانات پر عام قبرستان کا اندراج خارج ہو کر عام پرتی بنجر درج کاغذات سرکاری ہو گیا، روزن بہت ضعیف تھے، چل نہیں سکتے تھے، ان کی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جگہ پر ان کا لڑکا عبدالرزاق نے قبرستان سے خارج کرنے کی وکالت کی تھی، اس سے کئی سال قبل اس پر دھان ہندو کے باپ بھائی اس قبرستان میں دفن کچھ مردوں کی باقی ماندہ ہڈیوں کو نکلوا کر پھینکوا بھی چکا تھا، خادم ایک سرکاری ملازم ہے اور گھر سے دور رہتا ہے، اطلاع پاتے ہی عام قبرستان کی بحالی کیلئے مناسب کارروائی شروع کر دیا، قبرستان کی بحالی کے لیے پر دھان کا گھرانہ چھوڑ کر بہت سے ہندو مسلمان قرب و جوار کے ایک محضر نامہ پر درخواست کے ساتھ قبرستان کی بحالی کے لیے ہم متولی کو دیئے جسے میں نے عدالت میں داخل کر دیا، اس محضر نامہ اور قانچی کے خلاف پر دھان نے آٹھ مسلمانان موضع مذکورہ سے بیان حلف دلوایا کہ کبھی مردے نہیں گاڑے گئے ہیں، متولی صوبیدار کا قانچی درخواست خارج کر دیا جائے اور بنجر کھاتے میں رہنے دیا جائے، گرام باری گاڑے ہیں کافی مسلمان وہاں کے لوگوں میں کچھ منتخب لوگوں کو اکٹھا کر کے ان لوگوں کو سمجھایا بچھایا اور کہا کہ قبرستان کے بارے میں آپ لوگوں کا ایسا غلط کام نہیں کرنا چاہئے روزن کا لڑکا عبدالرزاق یہ کہ رہا کہ قبرستان خارج ہوگا ہم کو نہیں چاہئے، کچھ لوگ مان گئے، لیکن پر دھان کے بہکاوے میں آ کر روزن کے چہلم کے دن بتاریخ ۲۶-۹-۱۹۹۰ء کو عبدالرزاق کی نگرانی میں آٹھ مسلمانوں نے بیان حلفی دینے والوں میں شبراتی و حنیف اور غلام مجید کے بھائی باپ اور دادی کی میت دفنائی گئی تھی۔

مندرجہ بالا تفصیل کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور والا مندرجہ ذیل مسائل پر اپنی رائے کا اظہار فرمائیں۔

(۱) یہ کہ ظہور ولد بندھو مرحوم۔ حنیف ولد غلام رسول۔ شبراتی ولد بندھو۔ عثمان ولد صاحب علی۔ علاء الدین ولد سردار۔ شمس الدین ولد اکبر۔ غلام مجید ولد شبراتی۔ نیامت ولد ملا۔ غفار ولد فرید۔ عبدالرزاق ولد روزن جو دعویٰ اور بیان میں پیش نہیں ہے از روئے شرع متین اسلام سے خارج ہیں یا نہیں؟

(۲) یہ کہ ان لوگوں کے یہاں کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا شادی بیاہ کرنا ان کو مسجد میں آنے دینا ان کے ساتھ نماز ادا کرنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا، ان سے سلام و کلام کرنا اور ان کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟

نوٹ:- واضح ہو کہ مندرجہ بالا اشخاص کو سمجھانے بھانے کی کوشش کی گئی، لیکن وہ لوگ ہندو پر دھان کی تائید سے باز نہیں آئے ہیں اور اپنے ایسے اقدامات کو جائز سمجھتے ہیں اور توبہ وغیرہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

المستفتی، صوبے دار متولی

الجواب

یہ آراضی نمبر ۳۵۷ زمانہ قدیم سے گورنمنٹ کے کاغذات میں بھی قبرستان درج ہے جیسا کہ مسائل نے لکھا ہے کہ ۱۹۲۸ء کے پہلے سے یہ گورنمنٹی کاغذات میں قبرستان درج ہے اور اس میں مردے

Click For More

بھی پہلے یا اب دفن کئے گئے تو یہ قبرستان ہے۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو قبرستان باقی رکھنے کی پوری پوری جدوجہد کریں جو جگہ ایک بار قبرستان ہو گئی ہو قیامت تک کے لیے قبرستان ہے، اس کو کوئی باطل نہیں کر سکتا، اگر بالفرض جھوٹی گواہیوں اور جھوٹے بیانات پر اعتماد کر کے کوئی حاکم حتیٰ کہ سپریم کورٹ کا چیف جسٹس بھی یہ فیصلہ دے دے گا کہ یہ جگہ قبرستان نہیں کچھ اور ہے تو بھی وہ قبرستان ہی رہے گا جن مسلمانوں نے پردھان کے کہنے میں آکر جھوٹے بیانات کچھری میں دیئے وہ ایک نہیں کئی گناہ کے مرتکب ہوئے، جھوٹی گواہیاں دیں، جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے، مسلمانوں کے خلاف حق کو مٹانے کے لیے غیر مسلم کا ساتھ دیا، قبرستان کو باطل کرنے کی کوشش کی، آخر خدا نخواستہ یہ آراضی گورنمنٹ کے کاغذات میں بخر ہی درج رہی تو اس میں مدفون مردوں کے سینے پر ہل چلایا جائے گا، یا مکان بنے گا ہڈیاں نکال کے پھینکی جائیں گی، قبروں پر لوگ اٹھیں گے، بیٹھیں گے، سوئیں گے، چلیں گے، پھریں گے، یہ سب حرام و گناہ ہے، اور ان سب کا وبال جھوٹی گواہیاں دینے والوں پر ہوگا، اس لیے مسلمان ان تمام افراد کو برادری سے خارج کر دیں جنہوں نے جھوٹی گواہیاں دیکر ایک قبرستان کو باطل کرنے کی کوشش کی، ان سے میل جول سلام کلام بند کریں، شادی بیاہ کی کسی تقریب میں نہ ان کو بلائیں اور نہ ان کے یہاں شریک ہوں اور یہ بائیکاٹ اس وقت تک جاری رکھیں جب تک یہ لوگ ان جھوٹی گواہیوں سے توبہ نہ کر لیں، اور جن کچھریوں میں جھوٹا بیان دیا ہے وہاں اپنا یہ بیان داخل نہ کریں کہ ہم نے پہلے غلط بیان دیا تھا، فلاں کے دباؤ سے اور صحیح یہ ہے کہ آراضی قبرستان ہے، یہ لوگ ایک نہیں کئی دجواہ سے فاسق ہوئے اور جہنم کے مستحق، مگر اسلام سے خارج نہ ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی - ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

بر تقدیر صدق مستفتی جواب صحیح ہے استکلب، محمد شریف الحق ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

(۱۵-۲۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں

(۱) زید بن خالد بن بکر نے قبرستان میں درخت لگایا اور زید کے بیٹے عثمان وغیرہ پوتے فیاض وغیرہ سب لوگ موجود ہیں اور زید کے دادا بکر کے زمانے سے ہی پشت در پشت فیاض وغیرہ تک کا قبضہ درخت پر رہا ہے اور پھل و لکڑی وغیرہ اپنے استعمال میں لاتے رہے، اب زید کے والد خالد اور دادا بکر کا انتقال ہو چکا ہے پھر بھی زید و عثمان و فیاض وغیرہ قابض رہے، اب کمیٹی کے چند حضرات کا کہنا ہے کہ زید کے دادا بکر نے درختوں کو قبرستان پر وقف کیا تھا، جب کہ زید و عثمان و فیاض کے خاندان میں کسی کو نہیں معلوم کہ ہمارے دادا نے درختوں کو قبرستان پر وقف کیا ہے اور نہ تو کوئی لکھا پڑھی ہے اور نہ تو خاندان میں

کسی کو دادا نے بتلایا ہے اب بعد انتقال کمیٹی کے چند حضرات آج ان درختوں پر دعویٰ کرتے ہیں تو کیا چند لوگوں کی باتیں قابل اطمینان ہو سکتی ہیں، جب کہ درخت لگانے والا وقف سے انکار کرتا ہے، زید کی موجودگی میں زید کا دادا وارث ہو سکتا ہے اور وہ وقف کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جب زید نے اپنا قبرستان والا پیڑ کمیٹی کو دینے سے انکار کیا تو قوم کی سات تاریخ کو ایک منٹگ ہوئی اور کمیٹی نے ایک فتویٰ بھی منگایا تھا جس سے ثابت ہوا کہ پیڑ زید کا ہے اسے دیکھو پڑھ کر کمیٹی کے اکثر لوگوں نے کہا کہ زید اپنا پیڑ کاٹ لے، کمیٹی دوسرا پیڑ لگائے گی، بعد اجازت کچھ دنوں بعد زید نے اپنا ایک سوکھا ہوا پیڑ کاٹ لیا، اس کے بعد جمعہ کے دن جامع مسجد میں رضوان نے کھڑا ہو کر یہ کہا کہ زید نے قبرستان سے اپنا پیڑ کاٹ لیا تو جامع مسجد کی زمین میرے باپ نے وقف کی تھی اس کی لکھا پڑھی کچھ نہیں ہے، زید کے پیڑ کی طرح مسجد میری ہے میں تالا لگا سکتا ہوں، جب کہ مسجد ایک زمانہ سے تھی، پھر وہ شہید ہو کر دوسری مسجد گاؤں کے چندے سے نکلی بنی ہے، اب رضوان کا کہنا یہ ہے کہ مسجد میری ہے میں تالا لگا سکتا ہوں یہ کہنا کیسا ہے؟

(۳) زید کے بیٹے عثمان وغیرہ نے ایک مولینا سے مسئلہ پوچھا کہ قبرستان پر کسی نے درخت لگایا تو اس کا مالک کون ہوگا، مولانا نے جواب دیا کہ لگانے والا ہوگا، اس پر کمیٹی کے ایک دو آدمیوں نے مولانا کو لعن و طعن شکوہ و شکایت کرنا شروع کیا۔ مولینا نے اس پر فتویٰ رضویہ بہار شریعت سے کئی ایک مسئلہ دکھایا پھر بھی ماننے کو تیار نہیں ہوئے، مولانا نے کہا کہ کہیں سے فتویٰ منگایا جائے، اگر مجھ سے غلطی ہوگئی ہوگی تو میں توبہ کر لوں گا، ورنہ مفتی صاحب جو سزا دیں گے میں برداشت کروں گا، اس پر کمیٹی کے ہارون نے زوردار انداز میں کہا کہ کیا فتویٰ لے گا، میں فتویٰ نہیں مانوں گا، اور پیڑ کو روک کر رہوں گا، چاہے جو کچھ بھی ہو جائے اور ہارون کہتا ہے کہ انڈیا کا قانون ہے کہ قبرستان کا پیڑ کوئی نہیں کاٹ سکتا ہے، میں انڈیا کا قانون دیکھوں گا نہ کہ فتویٰ۔ ایسی صورت میں ہارون کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

(۴) ہمارے یہاں فطرہ کی رقم صدر سیکریٹری و کمیٹی کے لوگ کافی اور دیگر ہر امیر اور غریب وصول کر کے اور اپنے مسجد مکتب پر ہر قسم کی رقم رکھتے ہیں، لوگوں کے کہنے پر اس میں سے تھوڑے تھوڑے رقم کسی مدرسہ کو دیتے ہیں، باقی رقم صدر و سیکریٹری مصرف میں لاتے ہیں، جب کہ گاؤں کے لوگ حساب مانگتے مانگتے عاجز آچکے وہ لوگ حساب نہیں دیتے ہیں، گاؤں والوں نے کافی زور دیا تو من مانا حساب لکھ کر مسجد میں چسپاں کر دیا جو کسی کو سمجھ میں نہیں آتا اور کافی زحمت معلوم ہوتی ہے، عوام کے سامنے حساب بھی نہیں دیتے ہیں، ایسی صورت میں یہ لوگ صدر و سیکریٹری کے لائق ہیں یا نہیں؟ اور یہی لوگ نماز جمعہ وغیرہ

بھی کبھی کبھی پڑھا دیا کرتے ہیں ان کی اقتداء میں نماز کیسی ہے تحریر کریں۔
(۵) ایک مسجد زیر تعمیر ہے مسجد کا سامان کمیٹی کا ایک آدمی جب چاہتا ہے بلا اجازت کمیٹی اپنے
مصرف میں صرف کرتا ہے کمیٹی سے گاؤں والوں کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے مگر وہ مانتا نہیں، یہ کیسا
ہے؟ اور اس کو شریعت کیا کہتی ہے؟

(۶) کمیٹی کے دو تین آدمی جو کمیٹی کے خاص بھی ہیں انہیں لوگوں نے پورے عوام کو بھڑکار رکھا ہے
اور ہنگامہ برپا کر رکھا ہے، چاہتے ہیں اور پورے گاؤں میں زبردست فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے، ایسے فتنہ
و فساد پھیلانے والے کے متعلق قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟
استفتیٰ، محمد عبدالعزیز مقام بیہیاں ڈیہ پوسٹ درھاؤ ضلع موگیر

الجواب

(۱) قبرستان میں جو درخت کسی نے اپنے لیے لگایا اسی کا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس
کے وارث مالک ہوں گے، لیکن چونکہ قبرستان کی ترگھاس اور ہرے درخت کا کاٹنا منع ہے تو مالکان اسی
وقت اس درخت کو اپنے تصرف میں لاسکتے ہیں جب کہ وہ سوکھ جائے۔

(۲) مسجد کی زمین وقف ہونے کے بعد بندوں کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہو
جاتی ہے، اس پر واقف کا دعویٰ بھی نہیں رہتا تو اس کا لڑکا کیا دعویٰ کرے گا، لڑکے کا دعویٰ غلط و بے بنیاد
ہے وہ خاطمی اور گناہ گار ہے، اسے اپنی حرکت سے توبہ کرنی چاہئے۔

(۳) شرع کے فتویٰ کا انکار اور دنیاوی قانون کے مقابلہ فتویٰ شرعی نہ ماننے کی بات کفر ہے
متعلقہ شخص کو توبہ تجدد ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہئے۔

(۴) فطرہ کی رقم کے مستحق فقرا و مساکین ہیں، اس کو کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنا یا
مالداروں کا اپنے استعمال میں لانا ناجائز و حرام ہے، اگر منتظمین کمیٹی کا جرم ثابت ہو تو ان کو کمیٹی سے علیحدہ
کر دیا جائے، باقی صرف غبن معلوم ہونے سے کام نہیں چلے گا جس طرح منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ
پائی پائی کا حساب دیں اسی طرح جو غبن کا مدعی ہے اس کو ثابت کرے۔

(۵) بر تقدیر صدق مستفتی ایسے شخص کو کمیٹی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

(۶) قرآن عظیم میں فتنہ کو قتل سے بڑا گناہ کہا گیا ہے مگر آدمی کو خود اپنے عیوب پر بھی نگاہ رکھنی

چاہئے کہ کہیں ہم بھی تو اسی جرم میں مبتلا نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۸ صفر الطفر ۱۴۵ھ

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام درج ذیل مسئلہ میں کہ

ایک قبرستان جو کہ گنجان آبادی کے بیچ واقع ہے، اس کے تین طرف رہائشی مکان ہیں اور ایک جانب مسجد ہے۔ جس میں باقاعدہ بیچ وقتہ نماز ہوتی ہے، وضو اور استنجے کا پانی اور اطراف کے مکانات کے گندے پانی کا بہاؤ اس قبرستان میں ہے۔ قبرستان مذکور کے عین وسط سے ایک بہت ہی قدیم عام راستہ ہے اور اسی سے محرم کے زمانہ میں عوام کے تعزئے گزرتے ہیں، اسی راستہ کے اوپر سے برقی تار اور زیر زمین جل نلم کے پائپ ہیں، انہیں اسباب کے پیش نظر درمیان میں راستہ کی زمین پر مردوں کی تدفین نہیں ہوئی اور یہ امر تحقیقی ہے۔ اب گرام پنچایت اسی راستہ سے گندے پانی کی نکاسی کیلئے سیورلائن لے لے جانا چاہتی ہے تاکہ قبرستان پوری طرح گندے پانیوں سے محفوظ و مامون رہے۔

چونکہ دوسری کسی اور جانب سے سیورلائن لے جانا ناممکن ہے، لیکن جن لوگوں کے تصرف میں قبرستان ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے مکانات اسی قبرستان کی زمین پر واقع ہیں اور ان کے مکانات کے گندے پانی نکاسی کے لیے معقول جگہ نہ ہونے کی صورت میں اسی قبرستان میں بہتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے عدالت میں تالش کر دی ہے۔ اور عدالت کے روبرو قبرستان کے ساتھ ساتھ مسجد اور مسجد سے متصل کنویں کو جس کا پانی عام لوگوں کے ساتھ ساتھ مسجد کے مقتدی حضرات بھی استعمال کرتے ہیں۔

اپنی ملکیت بتاتے ہیں جب کہ حکومت کے نقشہ میں اس کا اندارج ہے اور جسے سنی وقف بورڈ نے بھی اسے سرکاری گزٹ (اٹرپرڈیش گورنمنٹ سے جاری شدہ اندراج کیا ہے۔ جو لوگ قبرستان کی زمین پر رہائش پذیر ہیں ان کی سکونت سے بہت پہلے مسجد کا قیام عمل میں آیا ہے۔

اوپر درج شدہ مسئلہ میں ذیل کے سوالوں کا جواب کتاب و سنن اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں مفصل و مدلل ارسال فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

(۱) ان دعویداروں پر کیا حد شرعی قائم ہوتی ہے۔ جو خانہ خدا کو اپنی نجی ملکیت میں شمار کرتے ہیں
(۲) اس مسجد میں صلوٰۃ و قیام کا کیا حکم ہے جن لوگوں نے اب تک اس مسجد میں نماز ادا کی اور کر رہے ہیں کیسا ہے؟

(۳) قبرستان اور مسجد پر ان لوگوں کے دعویٰ کی کیا حیثیت ہے؟ جب کہ وہ پہلے سے ہی سنی وقف بورڈ میں درج ہے۔

(۴) عام قبرستان کا احترام اور حرمت کے ذمہ کون سی باتیں آتی ہیں۔
(۵) قبرستان مذکور سے سیورلائن لے جانا کیسا ہے؟ جبکہ اس کا متبادل ممکن نہیں ہے، ان حالات

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے تحت ہم کس طریقہ سے گندے پانی کا نکاس کریں۔

(۶) کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ قبرستان میں رہائش اور سکونت کا کیا حکم شرعی ہے؟

ارسال کنندہ، خان ذولفقار احمد قادری رضوی ساکن رحیم پور وارانسی

الجواب

حقیقت یہ ہے کہ کسی وقف کو اس کی ہیأت سے بدلنا جائز نہیں عالمگیری میں ہے ”لا يجوز تغیر الوقف عن ہیئته“ تو جب سوال میں ذکر کی ہوئی زمین عہد قدیم سے قبرستان ہے تو اس میں اپنا مکان بنانا تو بڑی بات ہے کوئی دینی عمارت بھی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۳۲۷ میں فرماتے ہیں:

”اگر وہ تکیہ وقف ہے تو نہ اس میں اس فقیر کو اپنا مکان بنانے کی اجازت تھی نہ وہ مسجد بنانا جائز ہے نہ اس مکان کی زمین بنی جاسکتی ہے“ لان الوقف لا یوقف ولان الوقف لا یملك مقبرستان میں مکان بنانے والوں کے لیے یہی حکم ہوگا کہ وہ اپنی تعمیر اٹھالے جائیں اور قبرستان کی زمین خالی کریں ورنہ عذاب الہی میں سخت گرفتار ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے ”جو بالشت بھر زمین ناحق دبا لے گا قیامت کے دن اس حصہ زمین کے ساتوں طبق کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا“

اور عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ قانونی چارہ جوئی سے وہ زمین آزاد کرالیں اور چار جانب سے اس کی احاطہ بندی کر کے اسے غیروں کے دست برد اور بدرونالیوں کی گندگی سے محفوظ کر لیں اور ایسے سرکش لوگ کلمہ گو ہی ہوں تو انکا معاشرتی بائیکاٹ کریں تا آنکہ وہ اس ظلم سے باز آ کر قبرستان کی زمین واگذار کریں۔ مسجد کے بارے میں تحقیق یہ معلوم ہو کہ وہ بعد میں قبرستان کی زمین میں ہی بنائی گئی ہے تو وہ مسجد ہی نہیں جیسا اوپر کی عبارتوں سے ظاہر ہے اور اگر اس بارے میں کوئی تحقیق نہ ہو لوگ قدیم زمانے سے اس مسجد کو دیکھتے اور اس میں نماز پڑھتے رہے ہیں تو وہ مسجد ہی ہے اور اس کی آبادی، تعمیری حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور ان ظالموں کا دعویٰ اس مسجد پر بہر حال جائز نہ ہوگا اور عام مسلمانوں پر قبرستان کے ساتھ مسجد کی واگذاری بھی لازم و ضروری ہوگی۔

قبرستان میں نیاراستہ نکالنا حرام ہے۔ رد المحتار میں ہے: ”ان المرور فی سکتہ حناث فیہا حرام“ ہاں قدیم عہد سے راستہ قائم ہو تو اس میں تو جاسکتے ہیں، جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر اس پر بجلی کی لائن گزارنا یا پانی کے پائپ کی لائن لے جانا اور اب پائپخانہ کی لائن (سیور لائن) گزارنا سب وقف کی زمین میں بیجا تصرف ہے اور خلاف شرع ہے جو ہوا اور ایسا کام جو آئندہ ہو غلط

Click For More

ہوگا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۰۹ پر تحریر فرماتے ہیں: ”اگر قبرستان کے قریب مکان بنایا یا پیمانہ یا دھویوں کا غلیظ پانی کا بہاؤ یہ بھی سخت حرام ہے“ یہ کہنا کہ اب اس کے بہاؤ کی قبرستان کے درمیانی راستہ کے علاوہ کوئی اور جگہ نہیں عذر گناہ بدتر از گناہ ہے، خلاف شرع کوئی کام کرنا اور مجبوری کا عذر کرنا بھی عذر گناہ بدتر از گناہ ہے کہ ایک غلط کام کو دوسرے غلط کام کے لیے دلیل بنانا ہے، آخر لوگوں نے آپ اپنی گندی مہریوں کا رخ قبرستان کی طرف رکھا ہی کیوں؟ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید ایک نہات ہی غریب خستہ تن مفلوک الحال شخص ہے۔ جو مزدوری کر کے گذر بسر کرتا ہے۔ اچانک اس کی موت ہوگئی، بعد ازاں اس کو دفنانے کے وقت جماعت کے ناظم و صدر نے اسے روک دیا، بایں وجہ کہ یہ ہماری جماعت و کمیٹی کا آدمی نہیں ہے، اس نے کبھی قبرستان و مسجد میں چندہ وغیرہ نہیں دیا۔ لہذا اسے ہم لوگ دفنانے نہیں دیں گے، واقعتاً اسے دفنانے بھی نہیں دیا گیا، ہاں بشرطیکہ اگر اس کی جماعت سے بارہ سو یا پانچ سو روپے ادا کئے جائیں تو ہم لوگ دفنانے دیں گے۔ لہذا ان اشخاص کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی محمد رستم قادری منانی، محمد حشم سیدانی محمد عالم قادری

الجواب

مسلمانوں پر مسلمان مردے کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔

شامی میں ہے: وهو فرض کفایہ۔

اگر کوئی مسلمان مردہ بے دفن پڑا رہ گیا تو جتنے لوگوں کے علم میں یہ بات آئی اور انہوں نے اس کے دفن میں کوشش نہ کی تو سب گنہگار ہوئے۔ چہ جائیکہ مسلمان ہو کر ایک مسلمان کو دفن ہونے سے روکا جائے۔ عالمگیری میں ہے: لا فرق فی الانتفاع فی مثل هذه الاشياء بین الغنی والفقیر حتی جازالدفن فی المقبرة۔ ایضاً۔ (ج ۲/۵۰۵)

اوقاف عام میں امیر و غریب دونوں برابر ہیں، یہاں تک کہ مقبرہ عام میں سب کو دفن ہونے کا حق ہے درمختار اور شامی میں ہے:

”یندب دفنه فی جهة موته، ای فی مقبرة اهل مکان الذی مات فیہ“

مستحب یہ ہے کہ آدمی زندگی میں جس جگہ رہتا تھا۔ مرنے کے بعد وہیں کے مقبرہ میں دفن

کیا جائے۔ پس صورت مسئلہ میں ایک نادار و مفلس مسلمان کو ایسی جگہ سے روکنا جہاں دفن ہونے کا اس کو شرعاً حاصل تھا۔

اور واقف کی طرف سے فیس وصول کرنے کی کوئی قید نہ تھی۔ بلکہ موجودہ منتظمین نے وقتی طور سے ایک مطالبہ کیا تھا، جیسا کہ سوال کی عبارت ”اس نے کبھی قبرستان اور مسجد میں چندہ نہیں دیا ہے“ سے ظاہر ہے تو اندریں حالات ذمہ داروں کا یہ فعل سخت جرم و گناہ اور ایک نادار مسلمان مردے پر ظلم و زیادتی۔ جس پر توبہ و استغفار اور آئندہ اس پر پریز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک قصبہ میں دو مسجدیں ہیں، ایک جامع مسجد دوسری پھول مسجد موسوم بہ چھوٹی مسجد۔ جامع مسجد کی طرف سے مسلمان مردوں کو دفن کرنے کے لیے قبرستان ہے، مگر پھول مسجد کی طرف سے قبرستان نہیں ہے۔ کسی غیر قوم نے اپنی مالکی زمین کو حکومت ہند کو دے دیا، پھر وہی زمین حکومت نے بلا معاوضہ پھول مسجد کی طرف سے مسلمانوں کو قبرستان کے لیے دے دی۔ اب جامع مسجد کے لوگ اپنے قبرستان میں یہ کہہ کر کہ سرکار کی دی ہوئی زمین ہے، اس میں میرا حق ہے، مسلمان مردوں کو دفن کرتے ہیں، جامع مسجد کے لوگوں کو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ بہتر کیا ہے؟ بینوا تو جروا

المستفتی: ڈاکٹر ہمایوں بن یعقوب شیخ محلدار محلہ شیوگرڑھ کرناٹک

الجواب

حکم شرعی تو یہی ہے کہ قبرستان کا حکم عام ہے۔ واقف نے اسے خاص کسی محلہ والوں کے لیے ہی وقف کیوں نہ کیا ہو۔ اور سنی مسلمانوں کو کسی سنی قبرستان میں دفن کرنے سے روکنا جائز نہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۹ میں ہے: مقبرہ عام مسلمانوں کے لیے وقف ہوتا ہے اور ہر ایک مسلمان کو اس میں دفن ہونے کا حق ہے۔ عالمگیری میں ہے: لو بنی مسجدا لاهل محلة و قال جعلت هذا المسجد

لاهل هذه المحلة خاصة كان لغير اهل تلك المحلة ان یصلی فیہ۔ (ج ۲/ ۴۹۹)

بلکہ مقبرہ کا حکم تو مسجد سے بھی عام ہے۔ مقبرہ اہل سنت میں کسی سنی مسلمان کی بھی ممانعت نہیں ہو سکتی۔ تو جس طرح سے بڑی مسجد کے حلقہ والوں کو مقبرہ چھوٹی مسجد میں دفن ہونے کا حق حاصل ہے، اسی طرح چھوٹی مسجد کے حلقہ والوں کو بڑی مسجد کے حلقہ کے مقبرہ میں دفن ہونے کا شرعاً حاصل ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ ہم بڑی مسجد والے تو چھوٹی مسجد والوں کے مقبرہ میں دفن ہو سکتے ہیں اور وہ ہمارے

مقبرہ میں نہیں تو غلط اور خلاف شرع ہے۔

رہ گیا یہ سوال کہ کس کا کہاں دفن کرنا بہتر ہے۔ تو بہتر یہی ہے کہ جس کا جہاں قبرستان ہو وہ وہیں دفن کیا جائے۔ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۵۵ میں ہے: جس شہر یا گاؤں میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے؛ بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ اور مستحب تو یہ ہے کہ گھر والے کو اس کے عزیزوں کی قبروں کے آس پاس دفن کریں۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۱ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے سرہانے ایک بڑا پتھر رکھا اور فرمایا: بہا اعراف قبر اخی و ادفن الیہ من مات من اہلی۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ مردوں کو نیکیوں کے پڑوس میں دفن کیا جائے۔ یعنی جہاں اللہ کے نیک بندوں کی قبریں ہوں۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا کرے کہ ان بے مقصد جھگڑوں میں اپنی انرجی برباد نہ کریں۔ اس قبرستان والے دوسرے قبرستان میں کسی مجبوری سے دفن کریں تو کوئی بات نہیں۔ لیکن بلا مطلب اور بلا کسی مجبوری سے محض اس فاسد دلیل سے کہ گورنمنٹ نے زمین دیا ہے ایک غلط اور نامناسب بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موٹا ۱۲ شعبان ۱۷۱ھ

(۲۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) کیا قبرستان کے اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید نے ایک مسجد کی بنیاد ایک قبرستان پر کھودی اور بنیاد کھودنے کے دوران دو تین جگہوں پر ہڈیاں بھی پائی گئیں، اس بنیاد کی دیوار کو تقریباً قبرستان سے چار پانچ ہاتھ اونچا کر کے زید نے اور دیگر معاونین مسلمانوں نے اس پر سلاپ لگوائی اور قبر سے جو چار پانچ ہاتھ کے اونچائی پر سلاپ لگوائی گئی ہے، اس پر فی الحال تقریباً چار پانچ مہینوں بیچ وقتہ نمازیں بھی ادا کی جا رہی ہیں اور مردے اس میں دفن ہونا بند ہو گئے ہیں اور اس چار پانچ ہاتھ اونچائی پر سلاپ لگانے کے انتظام میں تقریباً قبرستان کے اندر سے کئی متعدد بنیادی دیواریں چلائی گئیں جن میں کافی پرانی قبریں کھودنی پڑیں اور اب اس اونچائی سلاپ کی اوپر سے مسجد کے نقشے کی دیوار از سر نو چلائی جا رہی ہے، یعنی وہ پہلا سلاپ جو لگا ہے مسجد کی فرش کی جگہ مانی گئی اور ہے بھی، اور اس سلاپ یعنی فرش سے چار پانچ ہاتھ نیچے قبریں موجود ہیں، خلاصہ کیا کوئی صورت ہے قبرستان کے اوپر مسجد بنانے کی اور اگر بن گئی تو اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے کہ نہیں؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں اور اس مسجد میں ابھی نماز جمعہ قائم نہیں کی گئی ہے۔ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی جبریل تنویر مددہ عربیہ اہل سنت حمایت الاسلام محلہ انول بازار گورکھ پور یوپی

الجواب

آپ نے قبرستان میں مسجد کی تعمیر کی جو تفصیل بتائی، وہ متعدد شرعی قباحتوں اور نا کرونیوی کا مجموعہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: نہی رسول اللہ ﷺ ان یخصص القبر وان یبنی علیہ بناءً ان یقعد علیہ۔ (تاریخ بغداد للخطیب: ج ۱۳/۲۱۳)

حضور ﷺ نے قبر کا بالائی حصہ پختہ کرنے اور قبر کے اوپر تعمیر کرنے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا اور ایک روایت میں ہے۔ ”ان توسطاً“ اور قبر کو روندنے سے منع فرمایا، ایک حدیث میں آپ نے فرمایا ﷺ کسر عظم الامیت ککسرہ حیا“ میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے اس کی زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر ان لوگوں کا اس مسجد کے متعلق بیان صحیح نکلے کہ جا بجا قبور برآمد ہوں تو وہ بے شک مسجد نہیں۔ فان الوقف لا یوقف اخری۔

اور یہ عمارت کہ حقیقہ مسجد نہیں ضرور منہدم کر دی جائے۔ (فتاویٰ رضویہ حصہ ششم ص ۴۴۱) ص ۴۹۳ میں اگر زمین مقبرہ کے لیے وقف ہو چکی تھی، اس کے بعد اس کے کسی حصہ کو مسجد کیا اگرچہ خود واقف نے تو وہ مسجد نہیں ہو سکتا، نہ آداب مسجد کا مستحق۔ اسی میں ص ۴۷۶ پر ہے مسلمانوں کی قبروں کا کھودو ڈالنا ہرگز جائز نہ تھا ص ۴۷۷ مسلمان میت کے ساتھ ایسا کرنا حرام سخت حرام ہے۔

اسی میں ص ۴۹۱ پر ہے اگر وہ قبرستان وقف ہے جیسے کہ عام مقابر ہوتے ہیں۔ تو زمین وقف میں اس کے خلاف تصرف کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

عالمگیری میں ہے: ”لا یجوز تغیر الوقف عن ہیئته“ (ج ۲/۵۰۸) اب آپ غور فرمائیں کہ زید نے کتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا اور ان لوگوں نے بھی جنہوں نے اس کا ساتھ دیا۔

(۱) ایک قبرستان کو اس کی ہیأت سے بدلا (۲) اور بقول آپ کے اتنے ایرے میں مردوں کا بن بند کیا (۳) مسلمانوں کی قبروں کو کھودا (۴) ان کو روندنا اور مزدوروں سے روندوا یا۔ (۵) اور جو جگہ مسجد نہیں ہو سکتی اس میں اپنا یا مسلمانوں کا روپیہ ناجائز صرف کیا (۶) مسلمان مردوں کی ہڈیاں توڑوائیں (۷) ان کو شدید ترین ایذا پہنچائی (۸) حضور ﷺ نے قبر کے اوپر تعمیر سے منع فرمایا۔ دیوبندیوں کے نزدیک سے مراد قبر کے اوپر قبہ یا گنبد ہے کہ وہ لوگ اس کی تعمیر سے منع کرتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک

Click For More

خاص قبر کے اوپر دیوار جسے صاحب قبر کی ایذا کی وجہ سے ناجائز و حرام بتایا ہے۔

زید نے اہل سنت کے لیے بھی کوئی عذر نہیں چھوڑا اور خاص قبر کے اوپر کھدائی اور چٹائی کر ڈالی

معاذ اللہ رب العلمین استغفر اللہ عن کل ذنب و اتوب الیہ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے علمی کی وجہ سے یا تو زید نے از خود دھوکہ کھایا، یا کسی نے اس کو دھوکا دیا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ حصہ ششم ص ۳۰۰ پر لکھا ہے کہ مسلمانوں کا قبرستان قدیم اگر قابل کار نہ رہا، یا اس سے استغنا ہو گیا جس کے سبب اب اس کام میں صرف نہیں ہو سکتا یا مسجد قدیم لب مقبرہ واقع ہے یہ بیرون حدود مقبرہ ستون قائم کرے اور پر کافی بلندی پر پاٹ کے چھت کو صحن سابق مسجد سے ملا کر مسجد کر دینا چاہتا ہے اس طرح کہ زمین مقبرہ نہ رکے نہ اس میں دفن موقی کرنے اور اس غرض سے آنے جانے کی راہ رکے نہ اس چھت کے ستون قبور مسلمین پر ہوں تو اس میں حرج نہیں، زید نے صرف حرج نہیں کا لفظ دیکھ لیا اور چھت کا لفظ دیکھ لیا اور بقیہ قیود کا خیال نہ کیا کہ ”اس مقبرہ میں اب دفن نہ ہو رہا ہو اور چھت بلندی پر ستونوں پر قائم ہو اور ستون قبروں سے علیحدہ زمین پر بنائے جائیں“ اور مقبرہ میں مسجد بنانے کی خواہش پوری کر لی۔

المختصر زید کا یہ کام خلاف شرع ہے وہ مسجد مسجد نہ ہوئی اس کو ڈھا دینا ہی بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۱۶ محرم ۱۴۱۸ھ

(۲۵-۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) ایک عام قبرستان ہے جس میں کچھ درخت ہیں۔ ان درختوں کو فروخت کر کے اس رقم کو مسجد

کی تعمیر یا دیگر کام میں لاسکتے ہیں کہ نہیں؟

(۲) تار شیلیفون، ٹیلیویژن وغیرہم سے رویت ہلال ثابت ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں کی اتباع

کر کے نماز عیدین یا روزے کی ادائیگی کی جائے تو از روئے شرع کیا حکم ہے۔ بیوا تو جروا

المستفتی مسلمانان بلکثری پوسٹ نوئی ہارٹ ضلع دمکا بہار

الجواب

(۱) درخت اگر کسی آدمی نے قبرستان میں لگائے ہیں تو وہی ان کا مالک ہے، یعنی جب سوکھ

جائیں تو وہ لے جائے اور اگر خورد و درخت ہیں تو قبرستان کے ہیں۔ جب تک ہرے ہوں کوئی نہیں کاٹ

سکتا کہ قبرستان کے ہرے درخت کا ٹانگہ ہے اور سوکھ جائیں تو انہیں بیچ کر قبرستان کی مرمت میں خرچ کیا

جائے دوسرے کاموں میں نہیں لگ سکتا۔ عالمگیری میں ہے: ”مقبرة علیہا اشجار عظیم ان علم

Click For More

غارمها كانت للغارس وان لم يعلم فالحكم في ذلك الى القاضي ان رأى يبيعها و صرف
ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك ملخصاً“ (۵۰۸/۲)

(۲) تار، ٹیلیفون، ٹیلیویشن رویت ہلال کے بارے میں غیر معتبر ہیں، جن لوگوں نے ان کی خبر
پر بھروسہ کر کے روزہ یا عید کی حرام و گناہ کیا۔ حدیث شریف میں ہے: ”صوموا الرویثه وافطروا الرویثه۔
(مسند امام احمد بن حنبل ج ۶/۴۰۹)۔“ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۹ شوال المکرم ۱۴۰۸ھ

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
مسلمانوں کی پوری آبادی کے لیے گورنمنٹ کی جانب سے برائے قبرستان کچھ زمین دی گئی ہے،
جس میں آبادی کے پورے مسلمان اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں، زید کی والدہ کا انتقال ہوا، پوری آبادی
کے مسلمانوں سے زید نے اپنی والدہ کی قبر پر شناخت کیلئے ایک چہاردیواری کھنچوانے کی اجازت چاہی
تمام لوگوں نے متفقہ طور پر اجازت بھی دے دی۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اپنی والدہ مرحومہ کی قبر کے ارد گرد چہاردیواری کروا سکتا ہے
یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔
المستفتی قطب الدین مدرسہ انوار العلوم گولہ بازار گورکھپور

الجواب

مذکورہ زمین پر قبضہ کر کے جب مسلمانوں نے اس کو قبرستان قرار دیا تو وہ زمین موقوفہ قبرستان
ہوگئی، شرع شریف میں عام مسلمانوں کی قبر پر کسی قسم کی تعمیر منع ہے۔

در مختار میں ہے: ”ولا یرفع علیہ بناء“

اسی کے حاشیہ شامی میں ہے: ”ای یحرم لو للزینة و یکره لولا حکام بعد الدفن“
اسی میں ہے: ”اما بناء علیہ فلم ارمن اختار جوازہ و فی شرح المنیة عن منیة المفتی
المختار انه لا یکره التطین و عن ابی حنیفة یکره ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبة او نحو
ذالك لماروی جابر نہی رسول اللہ ﷺ ان تحصص القبور وان یکتب علیہا وان یبنی
علیہا رواہ مسلم وغیرہ“

اسی میں ہے: ”وقبل لا یکره البناء اذا كان المیت من المشائخ والعلماء والسادات
لکن هذا فی غیر مقابر المسبلة“ (جلداول ص ۲۰۱)

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور چہار دیواری ضرور تعمیر ہے۔

در مختار میں ہے: "ویہال التراب علیہ وتکرہ الزیادۃ علیہ لانہ بمنزلۃ البناء" (۱ / ۶۰۰)
اور قبر پر تعمیر نہیں کی جائے گی، یعنی وہ تعمیر آرائش کے ارادہ سے ہو تو حرام ہے اور قبر کی مضبوطی ہو
تو مکروہ (تحریمی) ہے اور قبر پر تعمیر کا جائز ہونا میں نے کسی کو پسند کرتے نہیں دیکھا، شرح مدیہ میں مدیہ
المفتی سے مذکور ہے کہ قبر کو مٹی سے لپٹنا مکروہ نہیں اور امام ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ قبر پر گھریا قبہ وغیرہ بنانا
مکروہ (تحریمی) ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے قبر کو
پختہ کرنے اس پر کچھ لکھنے اور اس پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا، اس حدیث کو امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔
کچھ علماء نے فرمایا کہ میت جب علماء و مشائخ و سادات کی ہو تو اس پر تعمیر کرنے میں حرج نہیں،
علامہ شامی کہتے ہیں کہ قبی قبرستان میں علماء وغیرہ کے لیے بھی تعمیر جائز نہیں (کہ یہ وقف کو اس کے
مصرف سے پھیرنا ہے) در مختار ص ۶۰۰ میں ہے کہ قبر پر نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ نہ ڈالی جائے کہ یہ بھی تعمیر
کے حکم میں ہے۔

پس صورت مسئلہ میں زید کی والدہ کی قبر پر چہار دیواری کی تعمیر دو طرح سے ممنوع اور ناجائز
ہوئی اور زید کی والدہ عالمہ فاضلہ یا ولیہ نہ تھیں کہ علماء و مشائخ کے ساتھ والی رعایت میں شامل ہوں اور
قبرستان زید کا ذاتی نہیں قبی ہے اور اس میں کسی ممنوع تصرف کی اجازت دینے کا واقفین کو بھی اختیار نہیں
شناخت کے لیے حضور ﷺ سے صرف اتنا ثابت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی قبر کے سرہانے ایک بوجھل پتھر رکھ دیا اور فرمایا: "بہ اعلم قبر اخی و ادفن حوله من مات من
اہلی" اتنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

کتاب الاضحیہ

صفحہ نمبر

۱۷۳

۱۹۹

تعداد و فتاویٰ

(۵۵)

(۱۶)

۶۶

ابواب

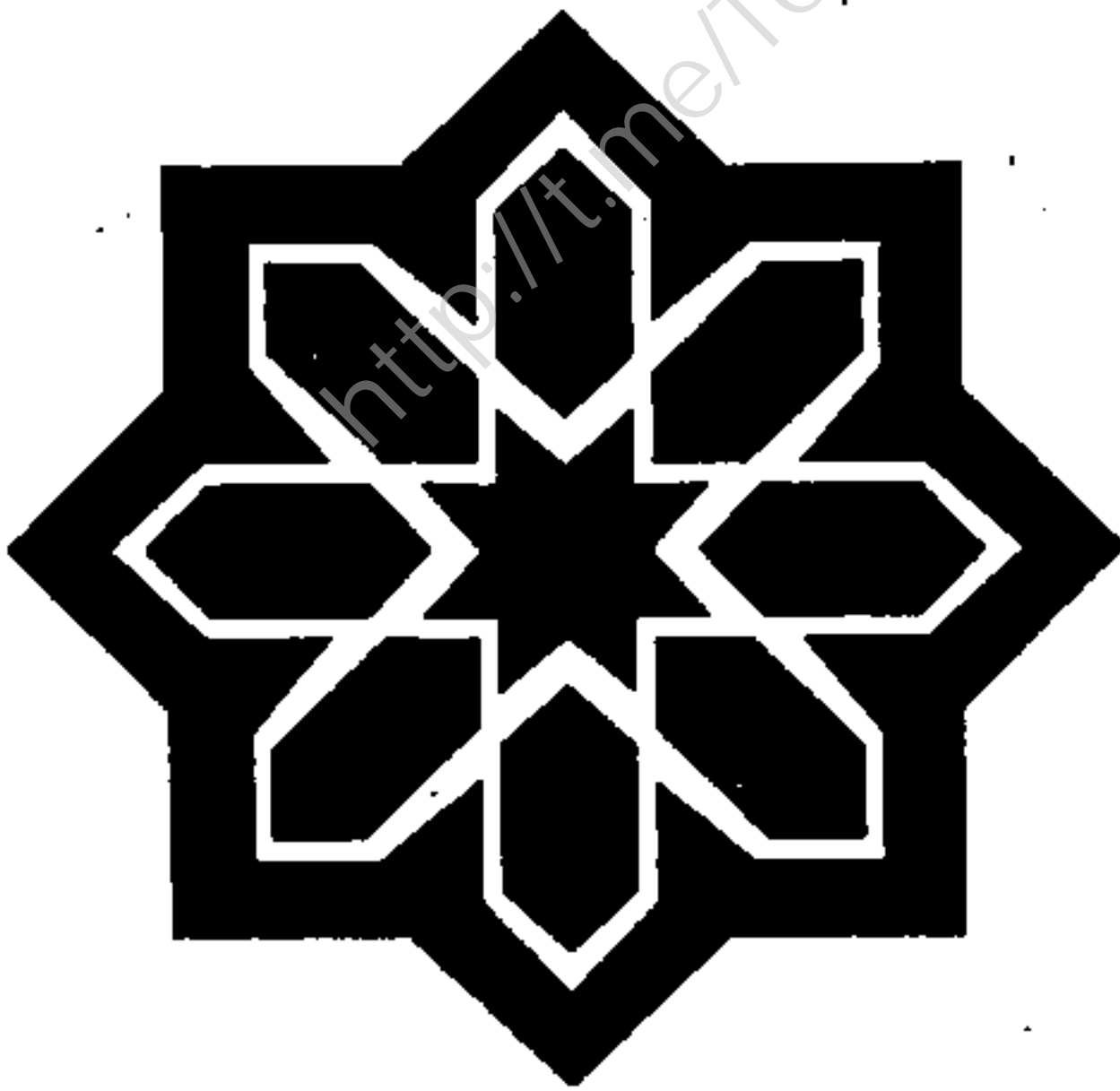
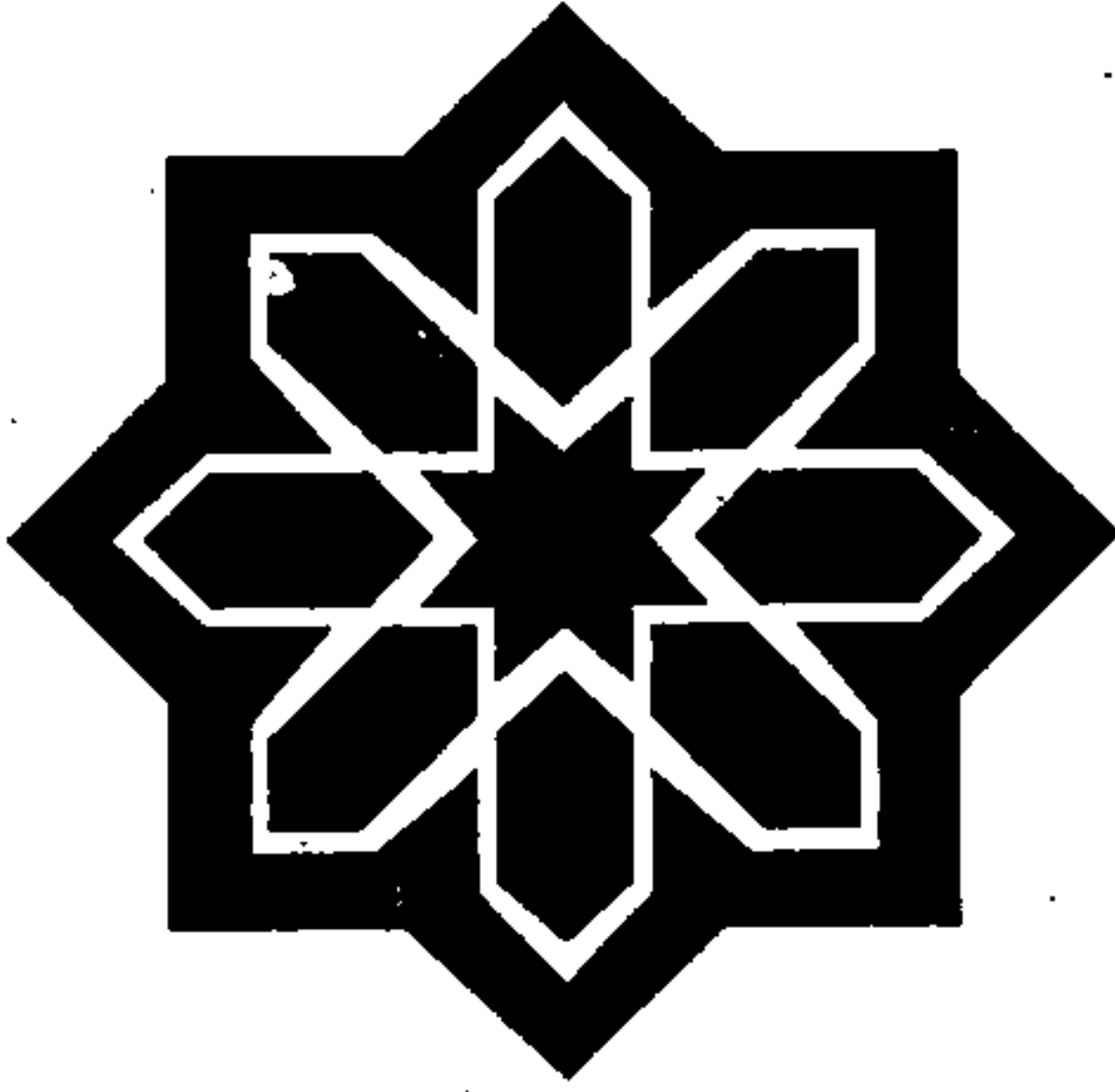
قربانی کا بیان

قربانی کے جانور کا بیان

کل میزان

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قربانی کا بیان

(۵-۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ خدمت مقدسہ میں مودبانہ گزارش یہ ہے کہ چند مسائل ہیں، آپ جواب مرحمت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

(۱) گھر کا مالک ہے اور اپنے نام سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ قربانی کر چکا ہو، اس کے بعد اپنے نام سے نہ کرا کر اپنے گھر کے کسی آدمی کے نام سے قربانی کرانا چاہتا ہے تو قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟
(۲) پھلی کھانا کب سے جائز ہوا اور کیسے ہوا، اس کو تفصیلات کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔
(۳) حضرت علی کے لڑکے محمد حنیف ہیں کہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیوبند سے عقد کئے تھے کہ نہیں؟ اور کئے تھے تو فاطمہ کی موجودگی میں کئے یا بعد میں؟ اس کا جواب آپ تفصیل سے فرمائیں گے۔

(۴) اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام سلام لے کر حضور ﷺ کے پاس آتے تھے تو حضور ﷺ کیا جواب دیتے تھے۔

(۵) منٹ اگر مسلمان ہے تو مرنے کے بعد جنازہ کے اندر کون سی دعا پڑھی جائے اور منٹ نابالغ ہے تو کون سی دعا پڑھی جائے۔

المستفتی عبدالغفور رضوی مدرسہ غوثیہ رضویہ بیجا پور پوسٹ سیکھو نیاں ضلع دیوبند

الجواب

(۱) قربانی تو جس کے نام سے کریں ہو جائے گی، لیکن مالک کے سر پر نہ کرنے کا گناہ لا داجائے گا، کیونکہ واجب اسی پر تھی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ نہ سوا مالک نصاب کے کسی اور پر واجب ہے۔ تو گھر کا مالک جس پر واجب تھی اس نے کیا نہیں اور جس پر واجب نہیں اس کے نام کر دیا تو اس کے سر سے بوجھ نہیں اترتا۔

(۲) قرآن و حدیث کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں شروع ہی سے پھلی حلال رہی

ہے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿وَمِنْ كُلِّ ثَمَرٍ مَّا كَلُوا لَحْمًا طَرِبَتْ﴾ (الفاطر: ۱۲)

بلکہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ میں بھی پھلی کو توشہ بنانے کا ذکر ہے، اس سے معلوم

Click For More

ہوا کہ ان کی شریعت میں بھی حلال تھی۔ اور حلال و حرام کا دار و مدار خدا و رسول کے حکم پر ہے۔

(۳) محمد ابن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں، آپ کی والدہ کا نام خولہ تھا، آپ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد شادی کی تھی اور دیونی والی بات بالکل جھوٹ ہے۔

(۴) یہ کہ رسول اللہ ﷺ اس کے جواب میں والسلام علی اللہ نہیں کہتے تھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں اس طرح کہنے کی ممانعت ہے۔ رہی یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ اس کے جواب میں کچھ کہتے تھے یا نہیں؟ اس کی تصریح احادیث میں نظر سے نہیں گزری۔

(۵) بالغوں کے لیے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ایک دعا ہے، وہی منٹ کے لیے کافی ہوگی اور بچوں والی دعا جس صیغے سے بھی پڑھے نماز ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) زید کا کہنا ہے کہ شوہر کے رہتے ہوئے عورت کے نام سے قربانی نہیں ہوگی، قربانی ایک ساتھ کرنا پڑے گی۔

(۲) عمر کا کہنا ہے قربانی شوہر کے نام سے ہو چکی ہے، آپ میری عورت کے نام سے قربانی کر دیجئے مگر حافظ صاحب جن کی داڑھی ایک انچ لمبی ہے وہ کہتے ہیں کہ بغیر دو قربانی کئے ہوئے قربانی عورت کے نام سے نہیں ہوگی۔
المستفتی فقیر فتح محمد بانس ڈہیہ

الجواب

زید قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کے خلاف افتراء کر رہا ہے کہیں یہ لکھا نہیں ہے کہ عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ اپنے ساتھ شوہر کے نام کی قربانی بھی کرے، عورت پر اگر قربانی واجب ہے تو واجب ادا ہوگی اور واجب نہ ہو تو مستحب ادا ہوگی اور ایک ہی قربانی کرنے سے ہو جائے گی۔ دو قربانی کرنا ضروری نہیں۔ ممکن ہے زید کو اس مسئلہ سے دھوکہ ہوا ہو کہ دیہاتوں میں عام طور سے گھر کا مالک شوہر ہوتا ہے۔ جس پر قربانی واجب ہوتی ہے۔ اور وہ بجائے اپنی طرف سے کرنے کے کہتا ہے پارسا ہمارے نام ہو چکی ہے اس سال عورت کے نام کرادیں، اس پر اس کو مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ تم مالک ہو تو عورت کے نام قربانی کرادینے سے تمہارا وجوب تمہارے سر سے اترے گا نہیں، اس لیے تم بھی اپنے نام کرو۔

واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی
۲۱/ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

(۷-۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک گائے میں چھ آدمی ایک ایک حصہ اور ساتویں حصہ میں دو آدمی مل کر اپنے والد یا کسی دوسرے آدمی کے نام سے قربانی دیتا ہے۔ ان دونوں آدمیوں کو ساتویں حصہ گوشت کو دو برابر برابر حصہ کرنا ہے کیونکہ دونوں آدمی نے برابر برابر روپیہ دیا ہے۔ جبکہ دونوں بھائی اور باپ الگ الگ ہیں۔ یہ ہمارے گاؤں میں عام رواج ہے کہ دو یا تین آدمی مل کر ایک حصہ قربانی دیتا ہے روپیہ بھی برابر اور گوشت بھی برابر کرتا ہے لیکن نام ایک ہی شخص کا دیتا ہے۔

- (۱) سبھی آدمی کی قربانی ہوئی یا نہیں؟
- (۲) بیٹا اپنے والد کی موجودگی میں قربانی دے سکتا ہے یا نہیں؟
- (۳) بیٹا صاحب نصاب ہے تو اپنے نام پر قربانی نہ دے کر والد کے نام پر قربانی دینا کیسا ہے؟ بینا تو جروا

المستفتی: محمد مشتاق چٹ پور ڈاکخانہ و تھانہ پلا کسی ضلع ارریہ (بہار)

الجواب

اس صورت میں جس کی طرف سے قربانی کی اس کی اجازت اور ضامنہ ضروری ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۶۵، میں ہے: قربانی اور صدقہ فطر عبادت ہے۔ اور عبادت میں نیت شرط ہے۔ تو بلا اجازت ناممکن۔ اور ص ۳۵۶، پر فرماتے ہیں: اللہ عزوجل کے نام گائے قربانی کرنے میں شریعت مطہرہ نے سات تک کی حد کر دی ہے۔ اور سات آدمی ایک گائے کی قیمت کا چندہ نہ کر سکیں تو یہ ممکن ہے کہ سو آدمیوں سے چندہ لیں اور وہ چندہ دہندہ فقط سات یا کم آدمیوں کو اس چندے کا مالک کر دیں۔ اور یہ لوگ گائے خرید کر اپنی طرف سے قربانی کریں۔ ان کو عین قربانی کا ثواب ملے گا۔ اور ان چندہ دینے والوں کو مدد قربانی کا۔

- (۱) اگر سائل کی مراد "سب" سے چھ حصہ دار اور باپ اور دونوں بھائی جنہوں نے حصہ خریدا تو ہم اوپر بتا چکے ہیں قربانی کے بڑے جانور میں صرف سات شریک ہو سکتے ہیں۔ تو ان دونوں کی طرف سے کیسے قربانی ہوگی؟ یہ دونوں تو قربانی میں اپنے باپ کے مددگار ہوئے۔ عین قربانی کا ثواب تو باپ اور ان چھ حصہ داروں کو ملے گا۔ اور ان کو تو اپنے باپ کی قربانی میں مدد کرنے کا ثواب ہوگا۔
- (۲) اگر لڑکے کے پاس اس کی ذاتی رقم باپ کی ملکیت سے الگ نصاب کے برابر ہے تو لڑکے پر الگ سے قربانی واجب ہے۔

(۳) اس صورت میں بیٹا واجب ترک کرنے کا گنہگار ہوا۔ باپ کے نام جو قربانی کی وہ باپ کی

طرف سے صحیح ہوئی۔ لیکن خود اپنے واجب کے ترک کا مجرم ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ضلع موٹہ ۲۱/ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ

(۱۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر قربانی میں شرکا میں سے کسی نابالغ کا نام آجائے تو کیا مطلق کسی کی قربانی نہیں ہوگی، مثلاً زید نے قربانی دیا اس نے اپنے نابالغ بچے کا نام اس فہرست میں دے دیا ان سب کی قربانی ہوگی یا نہیں؟

(۲) بکر جو عالم دین ہے بتایا کہ اگر نابالغ بچوں کا نام شرکا میں ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی انہوں نے حوالہ بہار شریعت کا دیا:

”مسئلہ: اپنی طرف سے اور بچوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اگر وہ نابالغ ہیں تو سب کی قربانیاں ناجائز ہیں اور بالغ ہیں اور سب لڑکوں نے کہہ دیا ہے تو سب کی طرف سے صحیح ہے، اور اگر انہوں نے کہا نہیں یا بعض نے کہا ہے تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ (بہار شریعت، پندرہواں حصہ صفحہ ۹۵)

(۳) اس سے قبل ایک اور مسئلہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے اور نابالغ کی طرف سے اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر کر دینا بہتر ہے۔ (بہار شریعت ص ۶۸۵)

ان دونوں مسئلہ کے درمیان تطبیق کی کیا صورت ہے، کیا واقعی نابالغ کے نام سے قربانی دینے سے سب کی قربانی نہیں ہوتی، اگر نہ ہوتی ہے تو ہمارے علماء اس مسئلہ کو علی الاعلان کیوں نہیں کہتے، عالی جناب میں گزارش ہے کہ مدلل و مستحکم مع الدلائل جواب مرحمت فرمائیں، کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد طاہر رضا شمس صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم سیلنگ کنی پاڑہ کیندراپارہ اڑیسہ

الجواب

آپ نے کسی غلط نسخے سے بہار شریعت کا یہ مسئلہ نقل کیا۔ ہمارے پاس رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں بریلی شریف کا چھپا ہوا نسخہ ہے جس میں وہ عبارت مندرجہ طریقہ سے تحریر ہے:

کسی نے اپنی طرف سے اور بچوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اگر وہ نابالغ ہیں تو سب کی قربانیاں جائز ہیں۔ بالغ ہیں اور سب لڑکوں نے کہہ دیا ہے تو سب کی طرف سے صحیح ہے۔ اور اگر انہوں نے کہا نہیں یا بعض نے نہیں کہا تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ (عالمگیری) بہار شریعت ۱۵/ ص ۱۲۲)

یہ مسئلہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عالمگیری سے نقل کیا ہے اس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے:

لوضعی بدنة عن نفسه و عرسه و اولاده لیس هذا فی ظاهر الروایة وقال الحسن

بن زیاد فی کتاب الاضحیة ان كان اولاده صغارا جازعنه وعنهم جميعا فی قول ابی

Click For More

حنیفہ و ابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ وان کانوا کبارا ان فعل یامرہم جاز عن الكل فی قول ابی حنیفہ و ابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ وان فعل بغير امرہم او بغير امر بعضهم لا تجوز غنہ ولا عنہم فی قولہم جمیعا لان نصیب من لم یامر صار لهما فصار الكل لهما۔
(عالمگیری جلد پنجم ص ۳۰۲)

مزید قادری کتب خانہ بریلی شریف اور فاروقیہ کتب خانہ دہلی میں بھی وہی تحریر ہے جو ہم نے رضوی کتب خانہ کے حوالے سے لکھا، ہو سکتا ہے کہ آپ نے فریڈ بکڈ پوڈ ہلی کا نسخہ دیکھا ہو بہر حال کسی نے بے علمی یا بے توجہی یا معاندانہ جائز کی جگہ ناجائز لکھ دیا، اور آپ نے پریشان ہو کر ہم کو لکھ دیا، آپ تو اپنے کو سٹسی لکھ رہے ہیں پہلے آپ کو مختلف نسخوں سے مقابلہ ہی کر لینا چاہئے تھا تو حقیقت حال معلوم ہو جاتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو ۳ رجم ۱۳۲۵ھ

(۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک فیکٹری (Factory) میں کام سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد جو رقم ریٹائرڈ ہونے کے معاوضہ کے بطور دی گئی تھی اس سے صاحب نصاب کی حیثیت رکھتا ہے اور اس آمدنی کے بنا پر وہ ہر سال قربانی دیتا آیا ہے، مگر ایک سال خود اپنے نام پر اور دوسرے سال اپنی اہل خانہ کے نام پر، پھر اگلے سال اپنے نام اور دوسرے سال اپنے اہل خانہ کے نام پر، اس طرح سے قربانی کا سلسلہ چل رہا تھا اور اس سال ۲۰۰۳ء کو قربانی کی باری زید کی اہل خانہ کے نام ہونی تھی کہ اچانک دارالعلوم قادریہ ڈاٹیل سے عید قربانی کی اپیل دستیاب ہوئی جس میں لکھا ہے: اگر کوئی مالک نصاب اپنی طرف سے قربانی کرنے کے بجائے دوسرے کی طرف سے کرے اور اپنے نام سے نہ کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

مذکورہ اپیل پیش خدمت ہے اس سبب زید کو اپنے ارادہ سے ہٹ کر خود اپنے نام سے قربانی کرنی پڑی۔ زید کا ایک لڑکا ہے جو معمولی نوکری پر ہے اور بغیر شادی شدہ ہے اور اپنے والدین کے سایہ میں رہتا ہے، اب سوال پیدا ہوا:

(۱) کیا زید اگلے سالوں میں (انشاء اللہ) اپنے اہل خانہ کے نام یا اپنے بیٹے کے نام قربانی دے سکتا ہے؟ یا اس کو ہر سال اپنے نام سے قربانی دے کر پھر اور ایک بکر اپنے اہل خانہ کے نام قربانی دینا ہوگا؟ اس پر شرعی حکم سے اطلاع دیں۔
مسئمتی: سید عبدالرحیم

الجواب

قربانی ہر مالک نصاب پر مستقلاً واجب ہے کہ وہ اپنی طرف سے کرے تو واجب کا بوجھ اترے

اور اپنی طرف سے نہ کرے یا اپنے بجائے دوسرے کی طرف سے کرے تو خود صاحب نصاب پر قربانی کا بوجھ لدار ہے گا۔ اور قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تو نے اپنی قربانی کیوں نہیں کی؟ ہدایہ (۴۲۷) میں ہے:

الاضحیٰ واجبة علی کل حر مسلم مقیم موسر فی یوم الاضحیٰ عن نفسه۔

قربانی واجب ہے ہر آزاد مسلمان مقیم مالدار (مالک نصاب) پر، بقرعید کے روز اپنی طرف سے جس طرح نماز ہر عاقل بالغ مسلمان پر مستقلاً فرض ہے کہ وہی پڑھے تو ادا ہوگی اور نہ پڑھے تو بوجھ اس پر لدار ہے گا۔ آپ نے اپنے مالک نصاب ہونے کا اقرار کیا ہے تو جب تک آپ کے پاس مال نصاب کے مقدار میں رہے گا مستقلاً آپ پر سال بسال قربانی واجب رہے گی، جو آپ کے اپنے نام سے قربانی کرنے سے ادا ہوگی۔

آپ کی بیگم اگر ان کے پاس مقدار نصاب ان کا ذاتی مال نہ ہو تو ان پر قربانی واجب نہیں، اور اگر نصاب بھر ذاتی مال ہو یا تو ان کے پاس ان کا نجی پیسہ جیسے میکہ سے تقریبات اور تہوار پر ہر عورت پاتی ہے۔ یا آپ نے ان کی ضروریات کے نام سے وقتاً فوقتاً رقم دی ہو جس میں سے انہوں نے پس اندازہ کر رکھا ہو۔ یا ان کے پاس میکہ کے زیورات ہوں وغیرہ تو جب سے ان کے پاس نصاب بھر رقم ہوئی اور جب تک باقی رہی برابر ان پر سال بسال علیحدہ سے قربانی واجب ہے۔ اور یہی حکم بالغ بچہ کا بھی ہے۔

تو جیسے ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر ہر وقت کی نماز علیحدہ فرض ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک وقت کی نماز صاحب پڑھیں اور دوسرے وقت کی نماز بیگم ادا کریں اور تیسرے وقت کی نماز صاحب جزا دے۔ اسی طرح قربانی بھی ہر مالک نصاب پر الگ الگ واجب ہے اور جب تک اس کے نام سے قربانی نہیں ہوگی ادا نہیں ہو سکتی، البتہ چونکہ قربانی مالی عبادت ہے، اس لیے یہ آسانی ہے کہ چاہے تو ہر مالک نصاب قربانی کا جانور اپنی خاص رقم سے خرید کر یا ان میں ایک شخص سب کی طرف سے پیسہ دیدے اور جن کی طرف سے یہ پیسہ دے رہا ہے ان کی اجازت ہو۔

خلاصہ یہ کہ گھر میں تین مالک نصاب ہوں تو سب کے نام ایک ایک بکری یا بڑے جانور میں تین حصہ ہونا ضروری ہے۔ اور آپ نے اپنا جو دستور بنایا ہے اس میں تو یہ خرابی ہے کہ جس سال آپ اپنی طرف سے قربانی کرتے ہیں اس سال تو آپ کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے اور جس سال اپنے بجائے اپنی بیوی کی طرف سے قربانی کرتے ہیں تو اگر بیوی صاحب نصاب ہو تو اس کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے لیکن آپ اپنی قربانی نہ کرنے کے مجرم ہیں۔ (اسی کو اس اشتہار میں گنہگار لکھا ہے) اور آپ کی عورت اگر مالک نصاب نہ ہو تو اس پر قربانی تھی ہی نہیں تو یہ قربانی اس کی طرف سے نفل ہوگی اور آپ ویل و خسارے میں گرفتار

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہوں گے کہ جو قربانی واجب تھی وہ ادا نہیں کیا اور جو واجب نہیں تھی اس کو کیا۔ خیال فرمائیے وہ آدمی کتنے کھانے میں ہے جو روزانہ ہر نماز کے وقت فرض چھوڑ کر صرف نفل پڑھے چلا جائے۔

ہماری اس تفصیل سے غالباً مسئلہ قربانی کی نوعیت آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔ آئندہ اگر گھر میں صرف آپ ہی مالک نصاب ہوں تو ہر سال اپنے ہی نام کی قربانی کریں دوسروں پر قربانی واجب ہی نہیں، آپ کی عورت اور آپ کا بیٹا تینوں مالک نصاب ہوں تو تین جانور یا بڑے جانور میں تین حصہ ہر سال تینوں کے نام ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۲ محرم ۱۴۲۵ھ

(۱۲-۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) قربانی کے لیے گائے خریدی اور خریداری کے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی مل گیا تو اس کو بھی گائے میں شریک کر لوں گا، اس کے بعد کچھ اور لوگ گائے میں شریک ہو گئے تو یہ درست ہے؟ اور اگر پوری گائے اپنی طرف سے کرنے کا ارادہ تھا تو اس میں کسی اور کو شریک کرنا بہتر نہیں؟ لیکن کسی کو شریک کر لیا تو یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ امیر ہے جس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں۔ امیر ہے تو شرکت صحیح اور قربانی درست اور غریب ہے تو درست نہیں۔

(بہشتی زیور حصہ سوم ص ۳۶/۳۷)

(۲) قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا، دوسرا خریدا، پھر پہلا بھی مل گیا، اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو اس پر ایک ہی قربانی واجب ہے اور غریب کو یہ اتفاق ہوا تو اس پر دونوں قربانیاں واجب ہو گئیں۔ (ایضاً) (۳) ہندہ مطلقہ ہے جس کی ایک لڑکی بھی ہے۔ زید چاہتا ہے کہ ہندہ سے خود نکاح کرے اور لڑکی سے اپنے لڑکے کا نکاح کرے ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ فقط۔

اکبر علی خاں موضع سیدی پوسٹ ہر پور تیوزی ضلع گورکھپور ۲۶ جون ۱۹۵۹ء

الجواب

(۱) قربانی کے دونوں مسئلے صحیح ہیں۔ پہلا عالمگیری میں ہے۔ اور دوسرا در مختار میں ہے۔

(۲) صورت مسئلہ میں دونوں نکاح درست ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَأَجَلٌ لَّكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ (النساء: ۲۴)

(۳) محرمات کے علاوہ سے نکاح جائز ہے اور سوال میں درج کی ہوئی عورتیں نکاح کرنے

الوں کی محرم نہیں، اس لیے یہ نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی ۲۷ محرم ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۱۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید قوم بدیہ میں سے ہے، وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ صوم و صلوة کا پابند بھی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ جب وہ قرأت کرتا ہے تو اس کی قرأت عجب طرح کی ہوا کرتی ہے۔

﴿فَاذْكُرُونِي اذْكُرْتُمْ﴾ (البقرة: ۱۵۲) کو فاذ کرنی اذکر کم پڑھتا ہے کیا اس کے ساتھ قربانی میں شریک رہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) یا اسکی قرأت بالکل صحیح ہوتی ہے جس طرح عام سنی قرأت کرتے ہیں، اسی طرح وہ بھی قرأت کرتا ہے مگر یہ قوم بدیہ سے ہے، اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد نور الدین مقام پیاز گاؤں پوسٹ سنگنا بھینا ضلع مغربی دیناچ پور بنگال

الجواب

بنگال کے سرحدی علاقہ میں جو بدیا قوم رہتی ہے اس کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ سخت قسم کے غیر مقلد ہوتے ہیں۔ اور غیر مقلدین میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی گمراہی حد کفر کو پہنچی ہوتی ہے، اگر یہ بدیا بھی اس حد تک گمراہ ہوں تو ان کے ساتھ قربانی کرنے میں کسی کی قربانی نہ ہوگی

عالمگیری میں ہے: ولو كان احد الشركاء ذميا كتابيا او غير كتابي وهو يريد اللحم او يريد القرية في دينه لم يحز ثهم عتدنا لان الكافر لا يتحقق منه القرية۔ (ج ۵/ ۴۶۳)

اور در مختار میں ہے: لان الاراقه لا يتجزأ۔

قربانی کے شریکوں میں سے ایک کافر ہو وہ گوشت کی خاطر شریک ہوایا اپنے طور پر عبادت کی نیت سے کسی کی قربانی جائز نہ ہوگی کہ کافر اہل ثواب اور اہل قربتہ میں سے نہیں ہے۔ اور در مختار میں ہے: قربانی میں عبادت خون بہانا ہے۔ اور اس میں حصہ بخرہ نہیں تو کافر کی ناجائز تو سب کی ناجائز۔ اور گمراہی حد کفر کو نہ پہنچی تب بھی ان کو شریک نہ بنانے میں ہی احتیاط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۱۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے لڑکے کا عقیقہ کرایا، اس میں دونوں خصی ہی پر عقیقہ کرایا، دوسرا کہتا ہے کہ ہر لڑکے کے عقیقہ پر ایک نر اور ایک مادہ پر یعنی ایک بکری اور ایک بکر پر عقیقہ درست ہے، مگر زید نے نروں پر ہی عقیقہ کرایا اور زید نے یہ کہا کہ عقیقہ کا گوشت ماں باپ نانانا کی کو نہ کھانا چاہئے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ خصی بدھیوں پر قربانی درست نہیں کیونکہ اس کے دونوں کپورے نکال دئے

جاتے ہیں اس لیے بوک (اٹڈو) پر قربانی ہونی چاہئے خصی (بدھیا) پر نہیں۔
(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ زید کہتا ہے حضور پر نور سرکارِ دو عالم ﷺ کی معراج ہوئی، آپ جس وقت ام ہانی کے گھر آرام فرماتے تھے آپ چھت پھاڑ کر عرش معلیٰ پر گئے، دروازے سے نہیں، اس لیے زنجیر ہلنے کی کوئی ضرورت نہیں، زنجیر کا ہلنا غلط ہے اور خداوند کریم سے نوے (۹۰) باتیں ہوئیں جس میں سے کل ساٹھ باتوں کو ظاہر کیا اور تیس کو نہیں بلکہ چھپا لیا۔
اس لیے آپ سے پر خلوص گزارش ہے کہ مذکورہ بالا مسئلوں کو حوالے کے ساتھ ساتھ تحریر فرمائیں
میں کرم ہوگا۔
المستفتی، شکیل احمد انصاری

الجواب

زید نے سب مسئلے غلط بتائے اور جہالت کی باتیں کیں۔ بہار شریعت میں ہے لڑکے کے عقیدے میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیدے میں ایک بکری یعنی لڑکے میں نر اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے اور لڑکے میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں۔
اسی میں ہے عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیدہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا دادی مانا جاتا ہے کھائیں غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔
بہار شریعت میں ہے: خصی یعنی جس کے خبیے نکال لیے گئے ہوں یا محبوب جس کے خبیے اور عضو متاثر کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز۔
بلکہ حدیث شریف میں ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے خصی کی قربانی کی۔
حدیث شریف میں جبریل امین کے بارے میں تو ہے کہ جب وہ رسول اللہ کو لینے کے لیے آئے دروازہ سے نہیں آئے گھر کی چھت پھاڑ کر آئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس پھٹی ہوئی چھت کی راہ سے آسمان پر گئے یہ کسی روایت میں نہیں۔ یہ صرف زید کی انکل بچو ہے۔
ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقات میں اور شیخ محدث دہلوی نے لمعات میں لکھا ہے:
کہ روایتوں میں اس موقع پر کئی الفاظ آئے ہیں، کسی میں ہے میں حطیم میں سو رہا تھا اور بعض میں ہے کہ میں بیت اللہ کے پاس تھا۔ اور بعض میں ہے کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور میں مکہ میں تھا اور بعض میں ہے کہ آپ کی شعب ابی طالب سے معراج ہوئی اور بعض میں ہے کہ ام ہانی کے گھر سے، ان سب روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ سب جگہیں قریب ہی ہیں، آپ ام ہانی کے گھر تھے۔ گھر کی چھت کھلی اور اس پر فرشتہ اترا۔ پھر وہ مجھے گھر سے بیت اللہ شریف میں لے آیا۔ دیکھئے صاف تحریر ہے کہ گھر میں سے کعبہ

Click For More

شریف کے پاس لائے تو چھت پھاڑ کر کعبہ شریف کے پاس تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی۔ زید کسی روایت میں یہ دکھانہیں سکتا کہ حضور چھت پھاڑ کر عرش معلیٰ پر گئے۔ آج لوگ دین اور مذہب سے دور ہو گئے ہیں بے پڑھے لکھے دینی معاملات میں دخل دینے لگے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی مئس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۷/۷ ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ

(۱۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

قربانی واجب ہے یا سنت؟ اگر واجب ہے تو اس کے وجوب پر کیا دلیل ہے؟ برائے مہربانی

ارشاد فرمائیے۔
حافظ محمود صاحب

الجواب

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک واجب ہے۔ اس کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں:

”من وجد سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا (سنن الدار قطنی ۴/۲۷۷)“ اس حدیث کو ابن ماجہ و ابن ابی شیبہ وغیر ہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا۔ اس حدیث میں وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر وعید ہے اور یہ واجب کی شان ہے۔ آئندہ کی روایت ہے: ”اقام رسول اللہ ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحى“ اور کسی فعل پر سرکار کی مواظبت بغیر ترک کے وجوب کی دلیل ہے۔ یونہی حضور ﷺ کی حدیث ہے: ”ضحوا فانها سنة ايكم ابراهيم“ اس حدیث میں ضحو امر کا صیغہ ہے۔ امر وجوب کے لیے ہے، اسی سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحب استطاعت پر قربانی کو واجب کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

(۱۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے عید الاضحیٰ پر قربانی کرنی چاہی اور ساتھ ہی ساتھ چھ حصہ دار مل گئے۔ اور زید نے دس روپے پہلے دے دیے تاکہ بھینس آج کے بعد جو حصہ سب لوگوں کے لیے ہوگا اس اعتبار سے سب لوگوں پر برابر روپیہ تقسیم ہو جائے گا۔ مگر سب حصہ داروں نے مخالفت کے بنا پر زید سے کہا کہ آپ قرض دار ہیں آپ اگر شامل رہیں گے تو سب لوگوں کی قربانی ناجائز ہو جائے گی۔ اسی بنا پر لوگوں نے زید کا حصہ واپس کر دیا اور یہ بات بھی ضرور ہے کہ زید نے کسی سے قرض لیا ہے۔ مگر زید کے پاس قرض سے زیادہ سونا یا چاندی اور بھی چیزیں موجود ہیں جو قرض سے زیادہ ہیں۔ اور یہ قرض زید نے اپنی وقتی ضرورت کے

ت کسی سے لیا تھا۔ اور زید نے جو پیسہ یا روپیہ قربانی کرنے کے لیے دیا تھا وہ روپیہ قرض کا نہ تھا بلکہ زید کا ہمارو پیہ تھا۔ اب اس صورت میں تمام حصہ داروں کی قربانی جائز ہوگی یا نہیں؟ اور زید کو نکالنے کے بعد میں حصہ داروں میں سے ایک نے زید کا حصہ لے لیا ہے۔ تو ان لوگوں کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ اس طرح زید کی کافی بے عزتی ہے جس کا کافی غم ہے۔ اور اب اگر زید قربانی کرنا چاہے تو زید کے لیے قربانی جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا

المستفتی: ابوالحسن محلہ کٹرہ

الجواب

لوگوں نے جو یہ مسئلہ بتایا کہ قرض دار قربانی نہیں کر سکتا اور وہ جن لوگوں کے ساتھ شریک ہوا ہے سب کی قربانی ناجائز ہوگی محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ ان لوگوں نے اپنی حرکت اور اپنے طرز عمل سے جو تکلیف زید کو پہنچائی تو بہ کرنی چاہئے اور زید سے معافی مانگنی چاہئے۔ ہاں زید کو نکالنے کے بعد بقیہ حصہ داروں نے جو جانور خرید اس کی قربانی جائز ہوگی اس طرح اگر زید بھی قربانی کرنا چاہے تو اس کی قربانی جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۷۸۵

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کے بالغ و نابالغ بھائی بہن سبھی ہیں اور مختلف ذرائع سے یعنی تجارت و ملازمت سے سبھی کمائی کر کے جو کچھ آمدنی ہوتی ہے زید کے پاس جمع کرتے ہیں تاکہ وہ خانہ داری انجام کریں۔ جیسا کہ ہندوستان میں اکثر جگہوں پر طریقہ ہے کہ پورے کنبے کا مالک کسی ایک کو بنا دیا جاتا ہے اور آمد و خرچ سب کے مشترک رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر زید قربانی کے دنوں میں صاحب نصاب ہو جائے تو قربانی صرف زید کی طرف سے دی جائے یا فردا فردا سب پر واجب ہے۔ فقط والسلام محمد عباس

الجواب

صورت مسئلہ میں وہ مال سب کا مشترک ہے اگر اتنا ہو کہ سب کے حصہ میں اتنا اتنا آئے کہ ہاں اس دن نصاب کے مالک ہو جائیں تو سب بالعموم پر قربانی واجب ہوگی۔ اگر اتنا حصہ نہیں جو نصاب پہنچے تو کسی پر قربانی واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۰-۲۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) خصی کی اوجھڑی کھانا حرام ہے یا نہیں؟

(۲) زید مالک نصاب ہے خصی کی قربانی ہمیشہ کرتا ہے۔ اگر اس خصی کو دوسرے کے نام قربانی

کرے اور اپنے نام نہ کرے تو جس کے نام قربانی کرے گا تو ہوگی یا نہیں؟ بینواتو جروا

المستفتی: سید اشفاق حسین موضع مجھورا ڈاک خانہ ہر پور ضلع گورکھ پور

الجواب

(۱) قربانی دوسرے کے نام ہو جائے گی لیکن نصاب کا مالک جس پر قربانی واجب تھی اگر اس نے

اپنے نام کی قربانی نہ کی تو اس کا وجوب اس کے اوپر رہ جائے گا۔

(۲) خصی کی اوجھڑی مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۲۲-۲۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں۔

سوال نمبر ۱۔ زید کے والد ایک عام مسلمان تھے، زید نے اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے

نام قربانی کی تو کیا اس قربانی کے گوشت کو ہر خاص و عام مسلمان کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۲۔ زید نے ہندہ کے ساتھ زنا کیا اور حمل بھی ہو گیا۔ اور حمل ہی کی حالت میں زید نے

ہندہ سے نکاح کر لیا۔ لہذا اس بچے کو شرع کے حکم سے کیا سمجھیں گے۔

سوال نمبر ۳۔ زید اور اس کی بیوی خاص ایک کمرے میں رات گزارتے اور اس کے والد والدہ

ہمیشہ ایک دوسرے خاص کمرے میں رات گزارتے۔ اتفاقاً ایک رات زید کے کمرے میں اس کی ماں

گئی۔ اور اس کے والد کے کمرے میں زید کی بیوی، اب زید نے اپنی والدہ کے ساتھ ہمبستری کی اور اور

اکے والد نے بہو سیدونوں کو حمل ہو گیا۔ دونوں کو بچہ پیدا ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی ماں سے جو بچہ

پیدا ہوا اس کی صورت زید سے مل رہی ہے۔ اور زید کی بیوی سے جو بچہ پیدا ہوا اس کی صورت اس کے والد

سے مل رہی ہے، ایسی حالت میں شریعت کی رو سے بچہ کو کیا کہیں گے۔

سوال نمبر ۴۔ ہندہ کی وفات کے بعد زید نے اپنی ساس ہندہ کی والدہ سے زنا کیا تو کیا اپنی بیوی

کے مال متروکہ سے حصہ وراثت لے سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی صلاح الدین ابن محمد افضل کریم الدین پور گھوسی

الجواب

(۱) میت کی طرف سے جو قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی وہی حکم ہے کہ خود کھائے اور دوست احباب کو دے۔ یہ ضروری نہیں کہ سارا گوشت فقیروں ہی کو دے۔ کیونکہ گوشت اس کی ملک ہے یہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور اگر میت نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے قربانی کر دینا۔ تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔

شامی میں ہے: "من ضحی عن الميت کما یصنع فی اضحیة نفسه من التصدق والاکل والاجر للمیت والملک للذابح قال الصدر والمختار انه ان یأمر المیت لایاکل منها والا یاکل۔ (ج ۹/۳۹۵)"

(۲) شریعت میں ثبوت نسب کا مدار نطفے ہی پر نہیں بلکہ اس کے لیے زوجیت اور رشتہ نکاح بھی ضروری ہے۔ ہدایہ میں ہے: "اذا تزوج الرجل امرأة فحانت بولد لاقل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه۔ وان جاءت به لستة اشهر فصاعداً یثبت نسبه" جس نے کسی عورت سے شادی کی تو شادی کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت نہیں ہے۔ اور چھ مہینے یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو بچہ ثابت النسب ہے۔ یہی حکم صورت مسئلہ میں بھی ہے۔

(۳) نسب کے ثبوت کا مدار مشابہت پر بھی نہیں۔ ورنہ خود زید کے لیے بھی کسی باپ کو تلاش کرنا پڑے گا۔ کیونکہ سوال کی عبارت سے ظاہر ہے کہ وہ خود اپنے باپ کے مشابہ نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "عن عائشة ان عبد بن زمعة وسعد بن وقاص اختصما الی النبی ﷺ فی ابن امة زمعة فقال سعد یارسول اللہ اوصانی اخی اذا قدمت ان انظر ابن امة زمعة فاقبضه فانه ابنی وقال عبد بن زمعة اخی وابن امة التی ولد علی فراش ابی فرائی النبی ﷺ شبها بیناً بعتبة۔ فقال هو لك یاعبد بن زمعة الولد للفراش وللعاهر حجر"

عبد بن زمعة اور سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے پاس مقدمہ لائے۔ حضرت نے کہا یا رسول اللہ میرے بھائی عتبہ بن وقاص نے مجھے یہ وصیت کی کہ جب تم مکہ پہنچو تو زمعہ کی بچی کے بچے پر قبضہ کر لیتا۔ وہ میرے نطفے سے ہے۔ اور عبد بن زمعة نے کہا یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی باندی کے بطن سے ہے جو اس کے تصرف میں تھیں۔ حضور ﷺ نے جب اس بچے کو دیکھا تو وہ بالکل عتبہ بن وقاص کے مشابہ تھا۔ آپ نے فرمایا اے عبد بن زمعة یہ بچہ تمہارا بھائی ہے۔ بچہ

اسی مرد کا ہے جس کی بیوی ہو اور زانی کے لیے پتھر ہے۔

دیکھئے حضور ﷺ نے کس طرح عتبہ کے عین مشابہ ہونے کے باوجود معہ ہی کا لڑکا قرار دیا۔ پس یہاں بھی یہ لڑکے انہیں مردوں کے قرار دیئے جائیں گے۔ جن کی وہ بیویاں ہیں۔ البتہ ان کی اس حرکت ناشائستہ کی انہیں یہ سزا ملے گی کہ ان دونوں باپ بیٹے کی بیویاں ایک دوسرے پر تو پہلے ہی سے حرام تھیں۔ اب عورت خود اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔

ان دونوں کو لازم ہے کہ فوراً ان کو چھوڑیں اور اپنے سے علیحدہ کر دیں یہ سوال کسی امر واقعہ سے متعلق ہے تو سوا اس کے ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ اور اگر فرضی ہے تو کسی گندے ذہن کی پیداوار ہے۔

(۳) ظاہر یہی ہے کہ زید کی اس ناپاک حرکت سے اس کی وراثت پر کچھ اثر نہیں پڑے گا کہ وہ

بیوی کی موت کے بعد ثابت ہو چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے قربانی کی منت مانی تو اس قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے کہ نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی مشہود احمد اعظمی دارالعلوم ندائے حق اشرفیہ بڑھل سنج ضلع گورکھپور

الجواب

چونکہ یہ منت شرعی نہیں اس لیے اس کو خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

شامی میں ہے: "من ضحی عن الميت یصنع کما یصنع فی اضحیة نفسہ (ج ۹/۳۹۵)۔"

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

واللہ تعالیٰ اعلم

(۲۷-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) حضور کی حدیث ہے کہ جب استنجاء کرنے جاؤ تو یہ دعا پڑھو۔

"اللهم انی اعوذ بک من النخبث والنخبائث"

بذات خود حضور اس کو پڑھتے تھے، جب رسول اکرم معصوم ہیں اور آپ پر شیطان قدرت نہیں

پاسکتا تو پھر حضور کیوں پناہ چاہتے تھے۔

(۲) قربانی واجب ہونے پر اعلیٰ حضرت فتاویٰ افریقہ میں لکھتے ہیں کہ ضروریات اصلہ کے

علاوہ جو چھپن روپے کا مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے۔
عالمگیری میں ہے کہ دو سو درہم کا جو مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ دو سو درہم کتنا ہو اگر چھپن
سے بڑھ جائے تو تطبیق کی کیا صورت ہے۔

(۳) قرآن میں ہے کہ: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳)
اور مسلم کتاب العلم میں ہے کہ: ”کلامی لاینسخ کلام اللہ“
اس کے حاشیہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا کلام اللہ کے کلام کو نسخ نہیں کرے گا۔
محدثین کے نزدیک اس سے مراد وہ ہے کہ جو حضور اپنے مرضی سے کلام کرتے ہوں، تطبیق دے کر واضح
کریں۔

(۴) اور یہ شعر ”میان عاشق و معشوق رمزیت
کراما کا تبیں راہم خبر نیست
غلط ہے یا صحیح؟ جلد از جلد جواب سے نوازیں تاکہ مضطرب دل کو سکون قلبی حاصل ہو۔
آپ کا خاکپار فیح احمد منانی مدرسہ علمیہ انوار العلوم سرکاہی شریف پوسٹ قابل پور مظفر پور

الجواب

(۱) امام عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سوال کا جواب اپنی شرح میں دیا ہے جو شاید درس بخاری
کے وقت بیان کیا جا چکا ہے۔ ”ان الاستعاذۃ من النبی علیہ الصلاۃ والسلام اظہار للعبودیۃ
وتعلیمہم للامۃ والافہو علیہ السلام محفوظ من الجن والانس“۔ (عینی۔ ج ۲ ص ۲۷۲)
(۲) آپ اس بحث کو فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۴۴۱ میں دیکھ لیجئے۔ ۲ درم ہمارے زمانہ کے
تولہ سے جو ۱۲ ماشے کا ہوتا ہے ساڑھے باون تولہ ہے اور اس روپیہ سے جو اعلیٰ حضرت کے زمانے میں
راج تھا جس کا وزن سوا گیارہ ماشہ ہوتا تھا۔ ۵۶ روپے بھرے تو اعلیٰ حضرت نے جو چھپن بھر لکھا ہے تو قیمت
کے اعتبار سے نہیں بلکہ وزن کے اعتبار سے، قیمت اس کی کم ہو یا زیادہ، آج کل چاندی کے دام بہت بڑھ گئے
ہیں تو ۵۶ روپے بھر چاندی کی قیمت ہزاروں روپے ہوگی اور راج روپیوں سے وہی مقدار نصاب ہوگی۔
(۳) حنفیوں کے نزدیک حدیث شریف سے کتاب اللہ کا نسخ جائز ہے۔

نور الانوار میں ہے: ”والنسخ بالکتاب والسنة متفقا ومختلفا خلافا للشافعی“۔
ص ۲۱۰۔ وحسامی ص ۸۹ جیسا کہ آیت ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ کا مقتضا ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے۔ ”احادیثنا ینسخ بعضہ بعضا کنسخ القرآن“
ترجمہ: ہماری حدیث بعض بعض کو منسوخ کر دیتی ہے۔ قرآن کے نسخ کی طرح رہ گیا اس حدیث

Click For More

کا جواب جو صاحب مرقات نے ابن حجر کا قول نقل کیا ہے۔

”والاصح انه يجوز نسخ كل بالآخر ولا يرد عليه مافی الحديث لتوقف ذلك على صحته وحسنه“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابن حجر کو اس حدیث کے قابل قبول ہونے میں کلام ہے، ایک تاویل یہ بھی کی ہے: ”ویمکن تاویلہ بحملہ علی انه لا ینسخ للفظ ای تلاوتہ“

مطلب یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ بھی منزل من اللہ ہیں اور حدیث شریف کے الفاظ منزل من اللہ نہیں ہیں۔ تو حدیث شریف سے قرآن کی تلاوت منسوخ نہیں ہو سکتی اور آیت مبارک میں رسول اللہ کے الفاظ کو وحی نہیں فرمایا گیا ہے مفہوم اور مطلب کو وحی فرمایا گیا ہے، کیونکہ وحی متلو اور غیر متلو میں یہی بنیادی فرق ہے۔ کہ اول کے الفاظ و معانی دونوں منزل من اللہ ہیں اور ثانی کے صرف معانی تو ہوں۔ الا وحی یوحی ﴿﴾ میں احادیث کے الفاظ کو بھی وحی قرار دینا ظاہر کے خلاف ہے اور ظاہر کے خلاف کو آیت کا معنی بتانا غلط ہے، پس اس تقریر کی روشنی میں حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث کے ذریعہ قرآنی الفاظ کو منسوخ نہیں مانا جاسکتا تو فی الجملہ آیت اور حدیث دونوں کے معنی درست ہو گئے۔

شیخ محقق نے دو باتیں اور کہی ہیں:

(۱) حدیث ”کلامی لا ینسخ کلام اللہ“ خود منسوخ ہے اور اس کی ناسخ دوسری حدیث ہے جس پر ہم نے لائن کھینچ دی اور مطلب بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ حدیث رسول حدیث کی طرح قرآن کو بھی منسوخ کرتی ہے۔

(۲) آپ نے یہ مسئلہ پڑھا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو اس پر باقی نہیں رکھتا، بلکہ اس کی تعلیم اور تعبیر فرمادیتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے شہد اپنے اوپر حرام فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری۔ ﴿لَیْمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ (التحریم: ۱) حدیث میں ایسے ہی کلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ کلام اللہ کو منسوخ نہیں کرے گا، کیونکہ اس کا نسخ تو خود قرآن میں اترنے والا ہے۔ اور جس کلام رسول کو وحی قرار دیا گیا ہے وہ اس کے علاوہ ہے تو آیت و حدیث کا محمل الگ الگ ہو گیا اور کوئی تعارض نہیں رہا اور یہ امر بالکل ظاہر ہے، کیونکہ احادیث کو آیت میں جو وحی کہا گیا ہے تو اس میں منسوخ حدیثیں قطعاً داخل نہیں۔

(۳) شعر کے صحیح معنی بنائے جاسکتے ہیں اور غلط بھی، صحیح تو اس طرح کہ محبوب و محبت سے خاص رسول اللہ ﷺ اور ان کا چاہنے والا، اللہ تعالیٰ مراد لیا جائے تو بلاشبہ اللہ نے اپنے حبیب کو ایسے علوم کی بھی خبر دی جس کو کراما کاتبین تو کیا جبرئیل و میکائیل کو بھی خبر نہیں، حالانکہ جبرئیل وحی لانے والے ہیں، اسی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

طرح محبوب و محبت کو عام ہی رکھا جائے اور رمز سے مراد وہ معاملات لیے جائیں جن کا تعلق نفس کی لذت سے ہے تو کراما کا تبین یہ تو جائیں گے کہ ان دونوں نے یہ کام کیا لیکن ان باتوں سے جو ان کو نفسانی لذت حاصل ہوئی اس سے کس طرح آگاہ ہوں گے کہ وہ نفسانی لذتوں کے ادراک سے پاک ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان سے پاک اور مبرا فرمایا ہے۔

اور اگر عام بات مراد لی جائے اور عاشق و معشوق سے عام چاہنے والے اور مطلب یہ کہ دو چاہنے والے اشارے اشارے میں ایسی باتیں کہہ جائیں جس سے کراما کا تبین بے خبر ہوں تو یہ غلط اور ناجائز ہے، عوام عام طور سے یہی آخری معنی مراد لیتے ہیں، اس لیے اس شعر سے احتراز ہی کیا جائے۔
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳۱/۷/۱۹۸۸ء

(۳۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید بریلوی مکتب فکر کا آدمی ہے اور عمر کا تعلق مسلک دیوبند سے ہے، دونوں ایک جانور میں مشترک قربانی کرنا چاہتے ہیں، کیا دونوں کی قربانی ایک ساتھ ادا ہوگی یا نہیں؟ جب کہ زید کہتا ہے کہ میری قربانی عمر کے ساتھ نہیں ہوگی کیونکہ وہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھتا ہے۔

نیز عمر کی شادی ایک بریلوی مکتب فکر کے یہاں ہوئی ہے تو زید کے مذکورہ قول کے مطابق میری قربانی عمر کے ساتھ نہیں ہو سکتی تو عمر کے نکاح کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔
المستفتی ابو سعید اعظمی نوادہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب

قربانی کے جانور میں دیوبندی شریک ہو تو سنی کی قربانی نہیں ہوگی، دیوبندیوں پر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اسی طرح سنی کی شادی بھی دیوبندی سے نہیں ہو سکتی مرد ہو یا عورت۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۷/۲ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ

(۳۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید نے بکرے کی قربانی کرائی اور اپنی پسند کا گوشت جن ٹکڑوں کا پسند کیا نکال لیا، بعد میں بچے گوشت کی بوٹیاں تیار کرا کر اس کے دو حصے کئے غریبوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ اور جو پسندیدہ گوشت تھا گھر میں استعمال کیا۔ کیا ایسی حالت میں زید کی قربانی درست ہے۔ شکیل احمد انصاری، شہاب پور بارہ بنکی

الجواب

قربانی کے گوشت کا رشتہ داروں احباب اور فقیروں میں تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ بہتر اور مستحب

ہے۔ اگر کل گوشت زید خود ہی رکھ لیتا۔ گھر میں ہی استعمال کر لیتا۔ تو بھی اس کی قربانی صحیح ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ بات غیر مناسب ہوگی۔ کہ گوشت کا عمدہ حصہ اپنے لیے رکھ لیا۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ (ال عمران: ۹۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

(۳۳-۳۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) چھ آدمیوں نے مل کر ایک گائے خریدی، قیمت میں سب کے سب برابر کے شریک ہیں، ایک

حصہ کو سب نے مل کر پیارے آقا ﷺ کے نام سے کیا، زید کہتا ہے کہ کسی کی جانب سے قربانی نہیں ہوئی۔

(۲) زید چار بھائی ہیں۔ جس میں ایک نابالغ ہے اور چاروں نے اپنی ماں کو اپنے رقم کا مالک

بنایا، اب چاروں کے روپیہ کے جانور خرید کر اپنے نام سے قربانی دے رہی ہے، کیا جائز ہے؟ قرآن

وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔
المستفتی انعام الحق

الجواب

(۱) ایک جانور کی صرف سات آدمیوں کے نام سے قربانی کی جاسکتی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: اگر سات آدمی مل کر ایک گائے کی قیمت نہ ادا کر سکیں تو یہ ممکن ہے کہ وہ سو

آدمیوں سے چندہ کریں اور سب مل کر ساتوں آدمیوں کو چندہ کا مالک کر دیں اور وہ لوگ اپنی طرف سے

قربانی کر دیں، ساتوں کے نام قربانی ہوگئی، بقیہ لوگوں کو قربانی میں مدد کا ثواب ملے گا ظاہر ہے۔

اس صورت میں ایک حصہ میں آدمیوں کا پیسہ لگا ہے، چھ آدمیوں نے مل کر ایک حصہ کی رقم ادا کی

اور قربانی اس کی حضور کے نام سے کر دی تو قربانی ضرور ہوئی زید نے اپنی انکل سے غلط مسئلہ بتایا ہے۔

(۲) نابالغ اپنا پیسہ نہ خود کسی کو دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی دے سکتا ہے۔

در مختار کتاب الہبہ میں ہے: "لا یجوز ان یهب شیئاً من مال طفله" (ج ۸/ ۴۳۴)

باپ اپنے نابالغ لڑکے کا مال کسی کو ہبہ نہیں کر سکتا۔

مقود الدرر یہ میں ہے: "لو طلق الصبی زوجته او وہب مالہ لم یجز"

بچہ نے اپنی عورت کو طلاق دی یا اپنا مال کسی کو دیا تو یہ جائز نہ ہوا۔

ایسی صورت میں جب ماں کو رقم دینے والوں میں نابالغ تھا، ماں اس رقم کی مالک نہیں ہوئی تو

اس رقم سے جانور خرید کر قربانی کیسے کر سکتی ہے؟ قربانی جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۵/ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

Click For More

(۳۵) **مسئلہ** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حضرت بات یہ ہے کہ آج کل فتنہ وہابی دیوبندی ہے جس میں پہلے کچھ لوگ اہل سنت تھے جس کے وہاں رشتہ داری پہلے سے تھی اب وہ لوگ وہابی ہو گئے ہیں، جب کہ مذہب اسلام انہیں کافر کہتا ہے اور شریعت کافرمان ہے کہ قربانی کا گوشت کافر کو نہیں دینا چاہئے اور وہابی دیوبندی کا ذبیحہ کھانا حرام ہے تو اب ہم لوگ ان رشتہ داروں کو قربانی کا گوشت کیسے دیں اور ان کے وہاں کا گوشت کیسے کھایا جائے؟ اس میں شریعت کا کیا فرمان ہے؟

المستفتی منور علی

الجواب

صورت مسئلہ میں شریعت کا یہی حکم ہے کہ نہ ان کو اپنی قربانی کا گوشت دیں نہ ان کا ذبح کیا ہو کسی قسم کا ذبیحہ آپ لیں اور کھائیں بلکہ آہستہ آہستہ دوسرے تعلقات بھی ختم کریں۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم" (مشکل الاثار: ۴/ ۲۰۴) ان کو اپنے سے دور رکھو اور ان سے اپنے کو بچاؤ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۳۶-۳۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ (۱) کہ زید جو اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے اور کہتا ہے کہ قربانی کا گوشت ہندوستان کے کافروں کو دینا منع نہیں ہے اگر منع ہے تو ہم کو صرف قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے نوازیں۔ نیز قربانی کا چمڑا مسجد کے کاموں میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) عیدین کی نماز میں ۶ تکبیریں جو زائد ہیں کس حدیث سے ثابت ہیں۔ اور اگر امام ان تکبیروں سے تجاوز کرے تو مقتدیوں کو کتنی تکبیروں تک اس کی اقتداء درست ہے؟ حدیث شریف کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد معین الدین قادری مقام برہرام پور گھور کھپور

الجواب

(۱) قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُواكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [الممتحنة: ۹]

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کافروں (کے ساتھ بروصلہ کرنے) سے تم کو روکتا ہے جو تم سے قتال کرتے ہیں۔ قربانی کا گوشت بروصلہ کے طور پر ہی دیا جاسکتا ہے جس کو قرآن عظیم محاربین کے ساتھ منع

فرماتا ہے۔ اور یہاں کے غیر مسلموں کا محاربہ اہل اسلام سے اس زمانہ میں الم نشرح ہے۔ ایک حدیث میں صاف طور سے حضور ﷺ مشرکین کو قربانی کا گوشت دینے سے منع فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے امام بیہقی اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں۔ فرمایا کہ مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔

(۲) صرف کر سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

فکلوا وادخروا واتجروا۔ (مسند احمد: ۵/۷۵، ۷۶)

قربانی میں سے کھاؤ اٹھا رکھو اور ثواب کے کام میں خرچ کرو۔

(۳) عن ابی موسیٰ الاشعری کیف کان رسول اللہ ﷺ یكبر فی الاضحی والفطر

فقال ابو موسیٰ اربعا تکبیرة علی الجنائز۔ رواہ ابو داؤد وسکت علیہ وسکونہ تحسین منہ وکذلک رواہ عبد الرزاق عن ابن مسعود۔

حضرت ابو موسیٰ کی حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ہر رکعت میں زائد تکبیریں تین تھیں۔ اور یہ کہ پہلی رکعت میں تکبیر اولیٰ سے مل کر چار ہوئیں اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع سے مل کر چار ہوئیں، امام اگر تین تکبیر سے زائد کرے تو مقتدی کو اس کا ساتھ دینا چاہئے (رد المحتار) اسی طرح امام اگر چھ ہی تکبیر کرے اور مقتدی زائد کا قائل ہو تو امام کی پیروی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۲۰/۱/۵۵ھ

چرم قربانی کا بیان

(۳۹-۴۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ہم مسلمانان نصو پور کی تقریباً ساٹھ گھر کی آبادی ہے جس میں امیر و غریب دونوں قسم کے لوگ مقیم ہیں، ایک چھوٹا سا مدرسہ چلا رہے ہیں جس میں تین مدرس کام کرتے ہیں، بہت کوشش کیا گیا ماہانہ چندہ لوگوں پر عائد کر کے چلایا جائے لیکن ایک دو ماہ تک کا چندہ بمشکل لوگ دیتے ہیں اس کے بعد ایک مدرس کی بھی تنخواہ نہیں اکٹھا ہو پاتی اور نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ مدرسہ بند ہو جاتا تھا، حالانکہ کچھ ارد گرد کے بھی بچے پڑھنے آتے ہیں جیسے موضع ڈھولنا، نگہراں، بھات کول تک و فرید پور تک کے، اب آیا اس صورت میں ہم لوگ اپنا فطرہ زکوٰۃ چرم قربانی سے اپنے مدرسے کو چلا سکتے ہیں یا نہیں؟ اب اس صورت میں اگر اپنا فطرہ زکوٰۃ نہ لگائیں تو قوی امید ہے کہ یہ چھوٹا سا مدرسہ بند ہو جائے گا، دوسرے یہ رقم وصول کے بعد کچھ غریب

مسکین کو بھی دے دیا جاتا ہے، باقی اپنے مدرسے پر خرچ کیا جاتا ہے، اب اس صورت میں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرے یہ کہ ایک آدمی ہمارے یہاں ایسا بھی ہے کہ اس کا جب کوئی ذاتی جھگڑا ہوتا ہے یا اس کے مزاج کے خلاف کسی سے کوئی بات ہوتی ہے تو پہلے وہ شخص مسجد و مدرسہ کا چندہ چنگی بند کر دیتا ہے اور دوسروں کو بھی ورغلا تا ہے کہ مسجد و مدرسہ کا چندہ و چنگی بند کرو۔ اب ایسے شخص کے لیے قرآن و حدیث کا کیا حکم ہے؟ نیز جو اس کے ورغلانے میں آکر اس کی موافقت میں وہ بھی بند کر دے اس کا کیا حشر ہوگا۔
بیواتو جزو افتقار و السلام مع الاحترام۔
مسلمانان نصو پور

الجواب

(۱) قربانی کی کھال کا صدقہ نقلی ہے، اس کو مدرسہ و مسجد کی تعمیر وغیرہ امور خیر میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کا مصرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خود بیان فرمایا ہے:
﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ [التوبة: ۶۰]
اسی لیے ان صدقات واجبہ میں غریبوں کو ان کا مالک بنانا ضروری ہے۔ ہاں اگر کوئی مسکین جو زکوٰۃ کا مستحق ہو۔ ان صدقات کو وصول کر کے مسجد و مدرسہ کی تعمیر اور مدرسین کی تنخواہ کے لیے دیدے تو اس میں بھی صرف ہو سکتا ہے۔

عالمگیری میں ہے: ”و كذلك من عليه الزكوة لو اراد صرفها في بناء المسجد او الفطرة لا يجوز فان اراد الحيلة فالحيلة يتصدق به المتولى على الفقراء ثم الفقراء يدفعونه على المتولى“

(۲) فساد پھیلانے کو اللہ تعالیٰ نے قتل سے زیادہ سخت فرمایا ہے:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرة: ۱۹۱)

تو جو لوگوں میں فساد پھیلانے اور لوگوں کو امر خیر سے روکے بلاشبہ سخت گنہگار ہے اور مجرم ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۲/۱۲/۲۰۱۷

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

قربانی کی کھال عرصہ دراز سے دینی مدرسہ میں دیا جاتا رہا، لیکن اس سال مفتی جلال الدین کی تصنیف کردہ کتاب انوار شریعت میں لکھا ہوا پایا اس کی وجہ سے کچھ لوگوں نے اعلان کر دیا کہ قربانی کی

Click For More

کھال مسجد میں دیا جائے اور کچھ لوگ مسجد میں امسال دیئے ہیں اور لوگوں میں اس کی وجہ سے انتشار ہے، نیز مسجد کی حالت اچھی طرح ٹھیک ہے، تعمیر مسجد کے لیے اچھی رقم گاؤں سے نکل سکتی ہے اور مدرسہ میں بیرونی طلبہ اچھی تعداد میں رہتے ہیں ایسی صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے بالتفصیل قلم بند فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی ملا ثابت علی قادری، مقام سسوا بازار پوسٹ ہٹوا ضلع بہتلی

الجواب

مفتی جلال الدین صاحب امجدی زید مجدہم نے کتاب انوار شریعت میں یہ ہرگز نہیں لکھا ہوگا کہ مدرسہ میں نہ دی جائے، مسجد ہی میں دی جائے، انہوں نے یہ مسئلہ تحریر کیا ہوگا کہ قربانی کی کھال مال زکوٰۃ کی طرح نہیں کہ مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں صرف نہ کیا جاسکے، اس کو مسجد کی تعمیر میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے، اسی طرح یہ مدرسہ میں، مدرسین کی تنخواہ، کتابوں کی خریداری تعمیر اور دیگر ضروریات میں صرف کیا جاسکتا ہے۔ اس مسئلہ کو بہانہ بنا کر کوئی آدمی چرم قربانی مسجد میں دے تو اس کے لیے کیا کہا جاسکتا ہے مسجد کو چندہ کی ضرورت نہ ہو اور مدرسہ ضرورت مند تو اسی کو دینا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۷ رذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

(۴۲-۴۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک گاؤں کے کچھ لوگوں نے مل کر چرم قربانی کے فنڈ سے ایک کمیٹی قائم کی ہے، اس فنڈ میں چرم قربانی کے مد میں ہر سال تقریباً چھ ہزار سے سات ہزار روپے جمع ہوتے ہیں، اس طرح اس فنڈ میں ایک اچھی خاصی رقم جمع ہو گئی ہے، اس رقم سے قربانی کرنے والے اور نہیں کرنے والے یعنی امیر و غریب حضرات شادی بیاہ کے موقع پر ایک مخصوص رقم کمیٹی کے متفقہ فیصلہ کے مطابق بطور قرض لیتے ہیں اور علاج و معالجہ کے لیے بھی ناگہانی حالات میں قرض لیتے ہیں اور وقت معینہ پر قرض کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے، اس رقم کو شریعت کی رو سے قرض دینا کیسا ہے؟

(۲) ضلع بانکا (بہار) کے شہر گنج بلاک میں چوٹیا بلاری جوگنی، رحمت گڑھ، مسلمانوں کی آبادی ہے جن کے چاروں طرف غیر مسلموں کی آبادی ہے۔ ان میں چوٹیا کی آبادی سب سے زیادہ ہے، اور اکثر فسادات کے موقع پر اطراف و اکناف کی چھوٹی آبادی کے لوگ اپنے آبائی جگہوں کو چھوڑ کر اپنی حفاظت کے لیے یہیں آباد ہوتے ہیں، اس گاؤں کی ماہانہ آمدنی بھی تقریباً دو ڈھائی لاکھ روپے سے اوپر ہے اور یہاں کی آبادی کسانوں پر مشتمل ہے جن کے پاس اپنی زمین ہیں اور حسب لیاقت یہاں کے لوگ اپنی ضرورت کے مطابق پکا مکان بنا رہے ہیں، ان سب وجوہات کے بنا پر چرم قربانی کی رقم سے

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سامان دفع خریدنا کیسا ہے؟ اور جو خریدنا چاہتا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟
(۳) چرم قربانی کا استعمال تعمیر مسجد، شاہراہ، پل وغیرہ اور عوامی جگہوں پر، پانی وغیرہ کے لیے

ٹیوب ویل لگانا کیسا ہے؟

ان تینوں سوالوں کے جواب مدلل اور تفصیلی دینے کی زحمت گوارا کریں، اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔
بینواتوجروا فقیر: عمر احمد اشرفی مقام، ڈاکخانہ چوٹیاں، وایا سمہونج رحمت گڑھ بانکا (بہار)

الجواب

شادی میں عورت کو شوہر کی طرف سے جو زیور ملتے ہیں، ہندوستان کا عام عرف یہی ہے کہ عورت ان زیوروں کو پہن سکتی ہے، اپنے استعمال میں لاسکتی ہے، مگر وہ ان کی مالک نہیں ہوتی اس لیے جب میاں بیوی میں باہم جدائی اور طلاق کی نوبت آئے تو عورت کو وہ سارے زیورات شوہر کو واپس کرنے پڑتے ہیں، اور اسی طرح عورت کو اسی شادی میں باپ کی طرف سے جو ساز و سامان اور مال و اسباب ملتا ہے لڑکی اس کی مالک ہوتی ہے خود باپ بھی لڑکی سے اس کو واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا۔

شریعت میں پہلے طور پر دینے کو اباحت کہتے ہیں، اور دوسرے طریقہ کو تملیک کہا جاتا ہے، زکوٰۃ وطرہ ایسے صدقات واجبہ ہیں جن کو فقیر کو بطور تملیک دینا ضروری ہوتا ہے، اباحت کافی نہیں۔ اور چرم قربانی ایسے صدقات میں سے ہیں جن میں تملیک ضروری نہیں، اباحت کے طور پر کسی کو دے دیا تب بھی اس کی ادا صحیح ہو جاتی۔

اباحت اور تملیک کے اختلاف کی وجہ سے مختلف صدقات کے احکام میں بھی بڑا فرق ہو جاتا ہے مثلاً زکوٰۃ کی رقم سے آپ نے کھانا تیار کیا، تو چونکہ یہ زکوٰۃ کا کھانا ہے، اس لیے اگر اسے مالدار کو کھلایا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی، قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمَوْلَىٰ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ [التوبة: ۶۰] زکوٰۃ کے مستحق فقراء مساکین وغیرہ محتاجوں کی سات قسمیں ہیں: مالدار اس کا حق دار نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم نے زکوٰۃ کے اس کھانے کی صرف فقیروں مسکینوں وغیرہ کو اجازت دی کہ تم یہاں بیٹھ کر جتنا کھا سکتے ہو کھا لو مگر اس میں سے ایک لقمہ بھی اٹھا کے ساتھ نہیں لے جاسکتے، ہم نے اس کھانے کا تم کو مالک نہیں بنایا ہے۔ تمہارے لیے صرف مباح کیا ہے۔ تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگرچہ آپ نے ساری دیگ اس طرح کھلا دی ہو کہ زکوٰۃ کا دوسرا خصوصی حکم یہ ہے کہ فقیر کو اس کا مالک بنا دیا جائے، چاہے کھائے یا کسی اور کو کھلائے، یا اس کھانے کو کسی کے ہاتھ بیچ دے۔

یہ حکم بھی قرآن عظیم کی اسی آیت سے ثابت ہوا کہ فرمایا گیا: للفقراء، عربی زبان میں حرف لام تملیک کا معنی دیتا ہے، کہا جاتا ہے: المال لزيد، اس مال کا مالک زید ہے۔ تو "الصدقات للفقراء" کا معنی بھی یہی ہوگا کہ زکوٰۃ کے مالک فقرا ہیں، اس لیے زکوٰۃ کی ادائے گی کے لیے تملیک ضروری ہے۔

اور جہاں تملیک نہیں خواہ یوں کہ اس مصرف میں مالک ہونے کی صلاحیت ہی نہیں یا یہ کہ مصرف میں مالک بننے کی صلاحیت تو ہے مگر دینے والے نے بطور تملیک نہیں دیا بلکہ بطور اباحت دیا، دونوں صورتوں میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، عالمگیری میں ہے:

لا يجوز ان يبني بالزكوة المسجد وكذا القنابير والسقايات واصلاح الكرى
والانهار والطرق وكل ما لا يملك (عالمگیری اول ص ۸۸)

زکوٰۃ کی رقم سے مسجد کی تعمیر، پل، اور سبیل کی تیاری، راستوں کی درستگی، اور نہروں کی تیاری جائز نہیں، یہی حکم تمام مصارف کا ہے جس میں تملیک ممکن نہیں۔

لیکن قربانی کی کھال اور اس کی قیمت ایسے صدقات میں سے ہے جو ہر کار خیر میں صرف ہو سکتی ہے اگرچہ اس میں تملیک نہ پائی جاتی ہو جیسے کہ تعمیر مسجد، پل، سبیل، کفن، دفن، اور رفاہ عامہ کے معاملات ابوداؤد شریف میں حضرت بیٹہ ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں قربانی کے بارے میں حضور نے فرمایا: کھاؤ، محفوظ کر کے دوسرے وقت کے لیے رکھو، اور اس کے بدلے اجر و ثواب کماؤ۔ حدیث شریف کا پہلا اور دوسرا ٹکڑا تو گوشت سے متعلق ہے اور تیسرا ٹکڑا کھال اور اس کی قیمت کے بارے میں، اور حدیث میں چونکہ مطلق کار خیر کا ذکر ہے تو اس رقم سے سبھی قسم کے مصارف خیر میں خرچ کرنا جائز ہوگا، مزید تفصیل کے لیے امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "الضافیۃ الموجیۃ" ملاحظہ کیا جائے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی آپ نے نمبر ۲ اور نمبر ۳ میں جن امور خیر کا ذکر کیا ہے وہ ضرور حرم قربانی سے ادا ہو سکتے ہیں، البتہ اس رقم سے ضرورت مندوں کو قرض دینے کے لیے اس رقم سے فنڈ جمع کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ قرض ادھار کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ آپ نے اس رقم کا ضرورت مند کو نہ مالک بنایا نہ اس رقم کو اس کے لیے مباح کیا بلکہ وہ رقم آپ اس سے واپس لیں گے جبکہ حکم رسول یہ ہے کہ وہ رقم کار ثواب میں خرچ کیا جائے۔

اس کام کے لیے تو آپ کو اسی نام سے ایک علیحدہ فنڈ قائم کرنا چاہئے اور فنڈ میں جس کا پیسہ لیں اس کو بتادیں کہ ہم اس رقم سے یہ کام کرنا چاہتے ہیں بشرطیکہ آپ اس لین دین کو صرف بطور قرض حسنہ ادا

کریں، قرضدار سے چندہ یا اخراجات وغیرہ کے نام کچھ زائد رقم نہ وصول کریں۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۳۰ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

(۲۵-۲۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) تکبیرات تشریق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، واللہ

الحمد پڑھنا ایام تشریق میں فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟

(۲) نیز یہ بھی واضح کریں کہ دیہات میں جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں ہے، ان تسبیحات کا

بولنا ضروری ہے یا ممنوع۔

(۳) ساتھ یہ بھی تحریر کریں کہ عورتوں کیلئے ان تسبیحات کا کیا حکم ہے؟

(۴) اور جماعت کی نماز کے بعد ہی پڑھنا چاہئے یا تنہا پڑھنے والوں کو بھی پڑھنا چاہئے، اگر

پست آواز سے پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ المستفتی، محمد شائق موضع رسول پور ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

الجواب

(۱) نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک شہر میں ہر نماز فرض پنج گانہ کے بعد جو جماعت

مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ایک بار بلند آواز سے تکبیر تشریق کہنا واجب ہے، وہ بھی فرض نماز کا سلام پھیرنے کے فوراً بعد اور تین بار افضل۔

(۲) تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا اس نے اس کی اقتداء کی اگرچہ عورت یا

مسافر یا گاؤں کے رہنے والے ہوں۔ اور اگر یہ لوگ کسی مقیم شہری کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

(۳) اس کا جواب دوسرے نمبر میں گذرا۔

(۴) اس کا جواب پہلے نمبر میں گذرا۔ ان تاریخوں میں عوام اگر بازاروں میں بلند آواز سے تکبیر

کہیں تو انکو روکا نہ جائے گا یہ تمام مسائل در مختار جلد اول صفحہ ۵۶۳، ۳۶۳ اور بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۶۳، ۱۶۵ پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۸ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

(۳۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

بکری کی قربانی کی گئی، اس کے شکم سے دو چھوٹے چھوٹے بچے نکلے، یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ گائے کا بھن

ہے، ایسی صورت میں قربانی ہوئی یا نہیں؟ اور ایسی بکری کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی، نور الہدی شمس العلوم گھوسی

الجواب

صورت مسئلہ میں قربانی ہوگئی اور ایسی قربانی کے گوشت کھانے میں شرعاً قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی
(۵۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
کہ قربانی کے جانور کو کتے نے کاٹ لیا، معلوم ہونے کے باوجود جانور کے مالک نے اس
قربانی کر دی اور لوگوں کو اس کا گوشت کھلا دیا، قربانی ہوئی یا نہیں؟ اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں
المستفتی، نور احمدی شمس العلوم گھوسی

الجواب

اگر ایسے جانور کا گوشت نقصان دہ ہو تو قربانی منع اور اس کا گوشت کھانا مہلک منع ہے، ورنہ نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ
(۵۱-۵۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق کہ
(۱) قربانی کے گوشت کے متعلق اکابرین علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ
مشرکین کو نہ دیا جائے اور سختی سے منع فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے، مگر نوعیت بدل کر یہ دریافت کرنا ہے کہ قربانی
گوشت پکا کر اپنے یہاں کفار و مشرکین کو کھلا سکتے ہیں، دونوں صورتوں میں از روئے شرع تو ضیح فرمائیں۔
(۲) کیا عورتوں کو مسجد میں جانا مطلقاً حرام قطعی ہے، یا از روئے شرع مباح فعل کے لیے جاسکتا
ہیں، دونوں صورتوں میں از روئے شرع تو ضیح فرمائیں؟
(۳) زید تارک صوم و صلوة ہے، نیز اللہ و رسول سے غافل مگر حلال روزی ذرائع سے حاصل کر
ہے تو کیا ناجائز ہے، کیا حلال کام میں نہیں دے سکتا، ہر سوال میں جتنے شوق ہو سکتے ہیں حدیث نص قطعی
روشنی میں تو ضیح فرمائی۔ عین نوازش ہوگی۔

حضور کا خیر اندیش، المستفتی: محمد فخر عالم رضوی کھر سرائلع بلیا (یوپی)

الجواب

(۱) قربانی کے کچے اور پکے دونوں ہی قسم کے گوشت کا ایک ہی حکم ہے کہ یہاں کے غیر مسلموں
کو نہیں کھلا سکتے۔
(۲) عورتوں کو مسجد میں جانا حرام قطعی نہیں، حضور ﷺ کے زمانے میں عورتیں باقاعدہ نماز میں
ضرر ہوتی تھیں بعد میں جیسے جیسے زمانہ خراب ہوتا گیا عورتوں کو مسجد کی حاضری سے منع کیا گیا اور جس

Click For More

حمت کی حاضری منع ہوئی تو دوسرے کسی مباح کام کے لیے جانا بھی ایسا ہی ہو گیا، مسئلہ کی پوری تفصیل حضرت کے رسالہ مروج النجاء میں دیکھی جائے۔

(۳) فاسق آدمی اگر حلال ذریعہ آمدنی سے پیسہ کمائے تو ضرور وہ حلال کام میں لگ سکتا ہے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۱/صفر/المنظر ۱۲ھ

۵۵-۵۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان دو استفتاء کے بارے میں کہ

(۱) قربانی کی کھال فروخت کر کے پیسہ تعمیر مسجد یا مدرسہ یا مدرس کی تنخواہ میں لگائی جاسکتی ہے یا نہیں؟
(۲) امام صاحب نماز عصر پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آ کر جماعت میں شامل ہو گیا، اس کو یہ علوم نہیں تھا کہ کتنی رکعتیں ہو چکی ہیں، جب امام صاحب نے ایک طرف سلام پھیر کے سجدہ سہو کیا تو کیا شخص بھی سجدہ سہو کرے گا، کیونکہ اس نے سب کے ساتھ سلام نہیں پھیرا تھا، اس لیے کہ اس کو باقی تین پوری کرنی تھیں مہربانی فرما کر قرآن سنت کی روشنی میں جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں۔
المستفتی، حاجی رحمت اللہ انصاری گکوہی ضلع شاہ جہانپور

الجواب

(۱) قربانی کی کھال اگر اس حیثیت سے بیچی ہو کہ اس کی رقم اپنے صرفہ میں لائیں گے تو اس کو فقیر دینا واجب ہے، کسی دوسرے مصرف میں خرچ نہیں کر سکتے ”من باع جلد الاضحیہ فلا اضحیہ له“ اگر اس نیت سے بیچی ہو کہ اسے تعمیر مسجد یا مدرسہ یا کسی مصرف خیر میں صرف کریں گے یا کھال ہی ان مصرف خیر کے لیے دے دی تو جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ”اواوا دخر وواتجروا (مسند احمد: ۷۵، ۷۶)“ کھاؤ جمع کرو اور کار ثواب میں صرف کرو۔

(۲) مسبوق کو امام کے ساتھ ایک طرف سلام پھیرے بغیر سجدہ سہو کرنا واجب ہے، اگر نہ کیا تو اپنی نماز پوری کرے اس وقت ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کر کے پھر دونوں سلام پھیرے (در بحوالہ بہار شریعت)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۳ جنادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

قربانی کے جانور کا بیان

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اگر کوئی مسلمان قربانی کے نام پر قصاب خانہ میں بھیج کر قربانی کے لیے قریب دو سال سے ایک کھا ہوا اور جب قربانی کا دن قریب آ گیا ہو اور وہ مسلمان گاؤں کے کچھ ہندوؤں کے کہنے اور دباؤ پر کہ

تم کو پڑوا قربانی کرنے نہیں دیا جائے گا۔ تم اس پڑوے کا مناسب دام لے کر ہم لوگوں کو دے دو ہم لوگ اسے اپنی کالی ماں کے نام پر کان کاٹ کر گاؤں میں چھوڑ دیں گے اور وہ مسلمان گاؤں کے دوسرے مسلمانوں کو بتائے بغیر جبکہ اس گاؤں میں سیکڑوں مسلمانوں کی آبادی ہے وہ پڑوا ہندوؤں کے حوالے کر دے اور اس کا جو مناسب دام لگا ہو اس میں سے بھی اپنی خوشی سے کچھ روپیہ ہندوؤں کو دے اور ہندوؤں کو پڑوے کو اپنی کالی ماں کے نام پر کان کاٹ کر گاؤں میں چھوڑ دیں اور اس کے بعد گاؤں کے مسلمان کو جانکاری ہونے پر اس مسلمان سے پوچھیں اور وہ جواب دے کہ ہماری چیز تھی جو چاہیں کریں۔ تو ایسی صورت میں شرع متین کا حکم اس شخص پر کیا عائد ہوتا ہے۔ مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ جلد از جلد جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ فقط۔

محمد سلیم موضع آٹھری پوسٹ ساگر یالی بلیا

الجواب

جس شخص کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اگر وہ غریب ہو تو اس کے لیے اسی جانور کی قربانی ضروری تھی۔ اس کو بیچ کر اس نے سخت گناہ کیا اس پر ضروری ہے کہ وہ پورا پیسہ خدا کی راہ میں خیرات کرے اور اپنی حرکت سے توبہ کرے۔ عالمگیری میں ہے: "واما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری معین للاضحیة" (ج ۵/ ۴۴۳)

اور اگر مالدار بھی ہو اور قربانی کی نیت سے خریدے تو اس کو بیچنا اچھا نہیں۔ اور کسی ایسے آدمی کے ہاتھ بیچنا جو اس کو بتوں پر چڑھائے یہ تو ناجائز اور حرام ہے۔ در مختار میں ہے:

"بخلاف بیع سلاح من اهل الفتنة لان المعصية تقوم بعينه"

اس شخص پر توبہ اور استغفار ضروری ہے۔ اور اگر وہ اس چڑھاوے سے راضی ہو اور اس کو اچھا سمجھتا ہو تب تو حکم بہت سخت ہو گا اس کو تجدید ایمان کرنا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ۔ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۲-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) سیدی و سندی حضور مفتی صاحب دام ظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد خیر و خوبی عرض یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے مکان کے باہر ایک ایسی جگہ جہاں سے لوگوں کی آمد و رفت بھی رہتی ہے۔ ارٹھنک کا تار گاڑ رکھا تھا، بارش کی کثرت سے مکان کے قریب کا تالاب بڑھ کر گھر کے قریب آ گیا، راستہ بھی پانی سے بھر گیا، لہذا ارٹھنک کا تار بھی پانی کے اندر ہو گیا، اچانک اس ارٹھنک کے تار میں کرنٹ اتر آیا بد قسمتی سے ایک صاحب نے قربانی کے لیے ایک ڈھائی ہزار کی بمینس

زید کی تھی، عین اسی وقت جب کہ ارٹھنک والے تار میں کرنٹ اتر آیا تھا پہنچ گئی اس تار میں پھنس کر مر گئی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جس مالک مکان نے ارٹھنک کا تار اپنے گھر سے باہر گاڑا تھا اس سے بطور ضمانت بھینس کی قیمت وصول کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ شرعاً جو حکم ہو مدلل بحوالہ فرمادیں۔

(۲) زید نے قربانی کے لیے ڈھائی ہزار کا ایک جانور خریدا، بکر نے اس جانور کو ہلاک کر ڈالا، بستی کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بکر زید کو بطور ضمانت دو ہزار روپے دیدے، بکر نے بطور ضمانت دو ہزار روپے دے دیئے، زید نے بکر کے دیئے ہوئے روپیوں میں سے صرف پندرہ سو (۱۵۰۰) روپے کا ایک جانور خریدا اور اپنی طرف سے نیز گھر کے دوسرے افراد کی طرف سے جو مالک نصاب نہ تھے قربانی کی، پھر باقی ماندہ پانچ سو روپیوں میں مزید کچھ اور روپے لگا کر چند چھوٹے جانور خریدے، مگر اپنی طرف سے قربانی نہ کی بلکہ اپنے شیوخ وغیرہ کی طرف سے کی تو معلوم یہ کرنا ہے کہ زید نے بطور ضمانت جو روپے بکر سے وصول کئے تھے سب روپیوں کا جانور نہ خریدا بلکہ پندرہ سو کا ایک جانور خریدا اور اس کی قربانی اپنی طرف سے نہ کی، پانچ سو روپے سے قربانی کے لیے ایک جانور خریدا تو مگر قربانی اپنی طرف سے نہ کی تو آیا زید پر پانچ سو روپے کا تصدق واجب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں اور نہیں تو کیوں؟ جو بھی حکم فرمائیں مدلل فرمائیں۔ جواب آج ہی کل میں تحریر فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔ مدرسین سلام عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام

المستفتی خلیق احمد ۲ ستمبر ۱۹۸۵۔ جامعہ غوثیہ بھڑیہ بنارس یوپی

الجواب

(۱) عالمگیری میں ہے: ”من حفر بئرا علی قارعة الطريق فالقی فیہ رجل حجرا فوق البیرو فی البیر رجل اصابه الحجر الذی القاہ فی البیر فمات ان الدیة علی الحافر“ جس سے معلوم ہوا کہ عام راستہ پر کوئی ہلاکت چیز بنانے سے تاوان بنانے والے پر آتا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ ارٹھنک جو شخص مذکور نے لگائی تھی وہ مہلک تھی اور اس میں ہر دم کرنٹ رہتا ہے لہذا کرنٹ حاصل کرنے کے لیے ہی وہ ارٹھنک لگائی جاتی ہے۔ پس اس ارٹھنک سے ہلاک ہونے والی بھینس کی قیمت تاوان میں وصول کرنا صحیح ہے، بلکہ عالمگیری میں تو یہ ہے کہ آدمی اپنی ہی ملک میں کوئی غیر مولیٰ تصرف کرے جو پڑوس کے نقصان کا باعث بنے تو اس سے بھی تاوان وصول کیا جائے گا۔

”رجل او قد فی تنورہ ناراً فالقی فیہ من الحطب مالا یحتملہ التنور فاحترقت بیئہ

عدت النار الی دار جاره فاحترقتہا یضمن صاحب التنور“

تو مسئلہ مذکور میں تو بدرجہ اولیٰ بھینس کا تاوان ارٹھنک والے سے وصول کیا جاسکتا ہے۔

Click For More

(۱) چاہئے تو یہ یہی تھا کہ دوسرا جانور دو ہزار کا خریدتے لیکن اگر کم کا خریدتا تو پانچ سو کا صدقہ کرنا چاہئے تھا اگر یہ نہیں کیا اور دوسرا جانور قربانی کیا اگرچہ دوسرے کے نام تو یہ قربانی صدقہ کے قائم مقام ہوگئی اگر اس میں سے پانچ سو روپے کا گوشت فقیروں کو تقسیم کر دیا ہو۔

شامی میں ہے: ”وان ضحی بالثانیة و قیمتها اقل تصدق بالزائد“
یعنی اور اگر کھوجانے کے بعد دوسری قربانی کی اور اس کی قیمت پہلی والی سے کم ہے تو جس قدر کم ہے اتنی ہی رقم صدقہ کر دے۔

عالمگیری میں ہے: ”اشتری شاة لیضحی بها فلم یفعل حتی مضت ایام النحر تصدق بها حیة ولا یجوز الاکل منها فان باعها تصدق بثمانها فان ذبحها وتصدق بلحمها جاز“ (ج ۵/۴۵۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے والدین زندہ ہیں، مگر گھر کی ساری ذمہ داری زید کے ہاتھ میں ہے اور زید قربانی کرنا چاہتا ہے تو کس کے نام سے کروائے، آیا اپنے نام سے یا والد کے نام سے۔ تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔ فقط والسلام

محمد عثمان غنی بڑھل گنج گورکھپور

الجواب

قربانی جو بھی کرے ہو جائے گی، مالدار ہے تو واجب ہوگی اور نصاب سے کم کا مالک ہے تو نفل ادا ہوگی۔ عالمگیری میں ہے: التطوع فاضحیة المسافر و الفقیر الذی لا یوجد منه النذر بالتضحیة (ج ۵/۴۴۳)

صورت مسئلہ میں گھر کی ذمہ داری لڑکے پر ہونے کا مطلب اگر یہ ہے کہ سارا کاروبار وہی کرتا ہے مگر مالک دراصل باپ ہی ہے، اس کو صرف لین دین بیچ کھوج کا اختیار ہوتا ہے تب تو قربانی لڑکے پر واجب نہ ہوگی، والد پر ہی واجب ہوگی۔ اور لڑکے کو ذمہ دار بنا دینے کا یہ مطلب ہے کہ باپ نے اسی کو سب کچھ ہیہ کر دیا اور اس پر قبضہ دے دیا ہو، باپ کے مرنے کے بعد دوسرے بھائیوں کو کوئی حق نہ ملے گا، یہ مالک ہو گیا اور قربانی اس پر واجب ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی بکری کو ایک بھیڑیے نے زخمی کر ڈالا اور اتنا نقصان پہنچایا کہ اس کے گلے سے خون کا ظہور بھی ہو گیا نیز گلے میں سراخ بھی ہو گیا تو اب وہ بکری اپنی حالت اصلہ پر آگئی ہے، یعنی بالکل درست ہوگئی ہے تو کیا زید کے لیے اسی بکری کی قربانی جائز ہے؟ فقط والسلام

المستفتی: العبد محمد ظہیر الدین قادری مقام سکھا بازار گریڈی بہار

الجواب

قربانی کے جانور کو قربانی کے وقت عیوب سے پاک ہونا چاہئے، سوال میں جس بکری کا ذکر کیا گیا ہے اس کی قربانی جائز ہے۔ در مختار اور شامی میں ہے: "لو كانت معيبة وقت الشراء ثم زال اجزات (ج ۹/۳۹۴)۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲/ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی بکری سولہ یا سترہ ذی الحجہ کو بچہ دی یعنی امسال بقرعید کے ایک ہفتہ بعد، تو کیا اس بچے کی قربانی آئندہ سال کی جا سکتی ہے؟ جبکہ ایک سال میں ایک ہفتہ کم ہو رہا ہے آئندہ بقرعید تک، جواب مفصل تحریر کریں۔

المستفتی: محمد جبریل تنویری پورب محلہ قصبہ انول پوسٹ قصبہ انول گورکھ پور

الجواب

ایک ہفتہ کی کمی تو زیادہ ہے بکری کی عمر میں سال بھر میں ایک دن کی بھی کمی ہو تو قربانی جائز نہ ہوگی۔ عالمگیری میں ہے: حتی لو ضحی باقل من ذلك شبا لا يجوز (ج ۵/۴۵۳)۔ مذکورہ مقدار سے کچھ بھی کم ہو تو قربانی جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مو

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ (۱) زید نے قربانی کے دنوں میں خسی کو قربانی کیا۔ زید نے اپنے غیر مسلم ملنے والوں کو قربانی کا گوشت دیا یہ فعل زید کا کہاں تک درست ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو مدلل ثبوت حدیث کی روشنی میں پیش فرمایا جائے۔

(۲) یہ کہ قربانی کی اونچھڑی (یعنی بچونی) کھانا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس حد تک

مانعت ہے، اس کا بھی مدلل ثبوت حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

نوٹ۔ چونکہ فی زمانہ عام طور پر قربانی کی بچونی بہت شوق سے کھاٹے ہیں۔ اگر اس کے خلاف

کوئی سخت حدیث ہے تو ہمارے علمائے اب تک کوئی قدم کیوں نہ اٹھایا۔ بیوا تو جر و

الجواب

خصی کی قربانی جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے: "ویندخل فی کل جنس نوعه و الذکر والاثنی
منه والخصی والفحل (ج ۵/۵۴۳) الخ" غیر مسلم ملنے والوں کو قربانی کا گوشت دینا جائز ہے۔
در مختار میں ہے: "اما الحربی ولو مستا منافع جميع الصلقات لا يجوز له اتفاقا" اوچھڑی
کھانا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۲/صفر ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے منت مانی اور ایک خصی ہے جسے منت سے پالا کہ اس سال سرور کائنات ﷺ کے
نام قربانی کروں گا، لیکن عید الاضحیٰ کے موقع پر دوسری جگہ چلا گیا۔ اور کچھ ایسے امور میں مشغول ہو گیا کہ ایام
نحر گزر گئے اور اس وقت قربانی نہ کر سکا۔

(۲) یہ کہ اب زید کا ارادہ ہے کہ اس بکرے کو آئندہ قربانی کے لیے چھوڑ دیں اور عید الاضحیٰ کے
موقع پر یہ منت پوری کریں۔

(۳) زید اہل نصاب اور مالدار غنی ہے کہ یہ دوسرا بکر خرید سکتا ہے۔ ایسی صورت میں زید بکرے
کو صدقہ کر دے یا آئندہ سال قربانی کے لیے رکھ چھوڑے؟ مسئلہ سے آگاہ فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں
فقط والسلام
سائل: محمد امین جان منصوری قصبہ اتر ضلع بلیا

الجواب

صورت مسؤلہ میں اس بکرے کو صدقہ کر دینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۲/ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عقی عنہ

(۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

قربانی کے سلسلہ میں خصی جانور کا جواز کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر فقہ کی کسی معتبر
کتاب میں اس کی تصریح ہو تو حوالہ مع عبارت مطلوب ہے۔ نیز خصی ہونا جانوروں کے حیوب میں داخل

السائل: عبدالقوی پوری صوفی مبارک پور

ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) خصی کی قربانی جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ عالمگیری میں ہے:

”اما جنسه فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة الغنم او الابل او البقر و يدخل في كل جنس نوعه الذکر والانثی منه الخصی و الفحل لا نطلاق اسم الجنس علی ذلك (ج ۵/۴۵۳)“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۳ صفر ۱۴۲۲ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عثمی عنہ

(۱۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید نے ایک جانور عقیقہ کی نیت سے خریدا، دیکھنے میں دو سال کا معلوم ہوتا ہے مگر اتنا نہیں ہے،
احادیث مجربہ صادقہ علیہ السلام میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ فدا حسین انصاری محلہ حیدرآباد مبارک پور

الجواب

عقیقہ کے جانور کی عمر میں وہی شرائط ملحوظ ہیں جو قربانی کے جانور کے لیے ہیں۔ شامی میں ہے:
”وهی شاة تصلح الاضحیة“ اور قربانی کے جانور کے لیے حدیث شریف میں یہ حکم ہے:
”ضحوا بالبنات ولا تضحوا بالجدعان مسبعاً ہی انثی من الغنم عند اهل الفقه
السی تمت له سنة“ پس جب شریعت میں عمر کا اعتبار ہے۔ تو عمر پوری ہونا چاہیے، دیکھنے میں دو سال کا
معلوم ہونے کا اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عثمی عنہ

(۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک جانور مثلاً بیل یا گائے، بھینس یا بھینسا ہے۔ اس میں ایک یا دو نام یا چار نام یا پانچ نام یا چھ
نام قربانی کے لوگ کرواتے ہیں اور اس میں ایک یا دو نام عقیقہ کرواتے ہیں، کیا درست ہے؟ بچی کے نام
ایک بکری و بکرا کا عقیقہ ہوتا ہے، بڑے جانور کے لیے کیا حکم ہے؟ مثلاً بیل یا گائے میں کتنے آدمیوں کے
نام عقیقہ درست ہے۔
حسن رضا موضع سرجن پور

الجواب

بھینس وغیرہ بڑے جانوروں میں قربانی کے ساتھ عقیقہ بھی ہو سکتا ہے۔ لڑکی کے لیے ایک حصہ اور لڑکے کے لیے دو حصہ رکھنا چاہئے۔ پورے بڑے جانور میں تین لڑکوں اور ایک لڑکی کا عقیقہ ہو سکے گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۷۷/۷ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۷۷

(۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک اونٹ کی قربانی میں کتنے اشخاص شریک ہو سکتے ہیں۔ قرآن کی آیت اور حدیث نبوی کی روشنی میں مسئلہ مذکور کو مدلل طور پر واضح فرمائیں، کرم ہوگا۔ کیونکہ ہمارے اطراف میں مسئلہ مذکور پر بہت نا اتفاقی پھیلی ہوئی ہے اور بہت سے مولوی صاحبان کا کہنا ہے کہ قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں، کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟ واضح کریں۔
عبدالکریم غفرلہ

الجواب

اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے:

”عن جابر ان النبی ﷺ قال البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة رواه مسلم“

اور اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ ابتدائے اسلام میں اونٹ دس کی طرف سے ہوتا تھا، لیکن جمہور اہل اسلام کے نزدیک یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اب وہی حکم ہے جو حدیث شریف میں صاف صاف مذکور ہے جو مولوی صاحب اس کے خلاف بتاتے ہیں خواہ مخواہ جھگڑا پیدا کرتے ہیں ان کی بات نہ مانی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۷۷/۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۷۷

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کہتا ہے کہ خصی یعنی بدھیہ کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ قربانی کا جانور بغیر عیب دار ہونا چاہئے اور اس میں کتنا بڑا عیب ہے کہ اس کے جسم کا ایک حصہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ یہ بدھیہ کی کرانے والا سخت گنہگار ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت اس کے اولاد بڑھانے کی پیدا کی تھی تو اس کو انسان کیوں ختم کرتا ہے۔ لہذا اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ تحریر فرما کر منکھور فرمائیں کہ خصی کرانا جائز ہے

یا ناجائز تو ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا

الجواب

آدمی کو خصی کرنا حرام ہے کہ اس میں ضرور ضرر ہے۔ گھوڑے خصی کرانے میں اختلاف ہے۔
بقیہ جانوروں میں خصی کرانے میں فائدہ ہو مثلاً گوشت عمدہ ہو جائیگا، کوئی جرم نہیں ہوگا۔ عالمگیری میں ہے:
خصاء بنی آدم حرام باتفاق واما خصاء الفرس فقد ذکر شمس الائمة الحلوانی
فی شرحہ انہ لا بأس بہ عندا صحابنا و ذکر شیخ الاسلام فی شرحہ انہ حرام واما فی
غیرہ من البہائم فلا بأس بہ اذا کان فیہ منفعة و اذا لم یکن فیہ منفعة او دفع ضرر فہو
حرام۔ خصی بکرے کی قربانی چاہئے۔ اگر بوک بکرا ایسا ہے کہ اس کا گوشت بدبودار ہو گیا تو کیا حرام
ہے۔ در مختار میں ہے: "بالجماع و النخصی او الثولاء" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۹ رذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۶-۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایسی بکری یا ایسا بکرا جو دیکھنے میں ایک سال کے اوپر معلوم ہوتا ہو لیکن پورے ایک سال کا نہ
ہو بلکہ ایک مہینہ یا دس پندرہ دن یا صرف دو ایک دن سال میں کم ہوں تو ایسے بکرے یا بکری کی قربانی
درست ہے؟۔

یونہی اگر کوئی بچہ تیرہویں ذی الحجہ کے دن پیدا ہوا ہو تو کیا اسے دسویں یا گیارہویں ذی الحجہ کو
قربانی کیا جاسکتا ہے؟۔

(۲) مسجد کی چار دیواری کے اوپر گھاس پوس کا گٹھر رکھنا۔ یا بچھونا وغیرہ پھیلا دینا۔ اپنے ذاتی
مکان کے چھپر کی اردنی کو مسجد کے اندر گرانا۔ مسجد کی دیوار کے قریب جانور باندھنا جس سے پیشاب
کرنے پر جمیں دیوار پر پڑنا اور جانور کے قریب میں بندھے ہونے سے اٹل کا اپنے جسم کو دیوار سے
رگڑنا یہ ساری چیزیں از روئے شرع کیا ہیں؟ نیز کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟۔

(۳) زید کے پاس لاڈلا ڈاڈا سپیکر وغیرہ ہے جس کو وہ غیر مسلموں کی درخواست پر رامن بھاگوت
یا بھجن وغیرہ میں استعمال کرنا چاہتا ہے یا کسی شخص نے خواہ مسلم ہو۔ یا غیر مسلم بوقت ضرورت بیٹری ٹی وی
چلانے کے لیے طلب کرتا ہے اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو روپے ہوں گے ہم دیں گے اور بیٹری چارج
کرانے کے پیسے دے دیں گے تو آیا زید کو لاڈلا ڈاڈا سپیکر وغیرہ رامن بھاگوت وغیرہ میں استعمال کرنے او

Click For More

ریٹریٹی وی چلانے کے لیے دینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ اگر وہ دیتا ہے اور اس سے ملے ہوئے پیسوں کو لیتا ہے تو زید کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟۔ بینواتو جروا

المستفتی نور محمد نوری کہمارہ سیتاپوری ۱۵ شوال المکرم بروز چہار شنبہ ۱۴۱۹ھ

الجواب

(۱) ایک سال سے کم بکری کے بچے کی قربانی جائز نہیں، چاہے ایک دن کی ہی کمی ہو۔

قاضی خاں میں ہے: ”والشیء من المعز والغنم ماتمت له سنة و طعن فی الثانية“
تو سال میں ایک دن بھی کم ہو تو اس کا دوسرا سال شروع نہیں تو اس کی قربانی جائز نہیں، البتہ
مینڈھے دنبہ کا چھ مہینہ کا بچہ جو دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

(۲) حجرہ مسجد پر اپنی دیوار بنانا حرام۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۰۱

مسجد کی دیوار پر اپنی عمارت کے لیے کڑی ڈالنا حرام، (۱۱) بلا استحقاق مسجد کی دیوار سے ملا کر
پرنا لہ گرانہ حرام (۱۱) مسجد کو بدبو اور نجاست سے بچانا فرض ہے۔ (۱۱ ص ۳۸۱) ان دونوں مسئلوں سے
مسجد کے قریب جانور باندھنے کے مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے۔ اگر وہ زمین جانور کے مالک کی ہے تو اس کو
اپنی زمین میں تصرف کا حق تو ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان ہے۔ تو اس پر خود لازم ہے کہ ایسے تصرفات سے
بچے جس سے مسجد میں بدبو یا نجاست جائے۔

فصیل (چہار دیواری) بعض باتوں میں مسجد کے حکم میں ہے کہ متکف بلا ضرورت اس پر جاسکتا
ہے۔ اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں (۱۱ ص ۴۷۳) تو گھاس کا گٹھا
مستقل طور پر رکھنا ہو جس سے استحقاق کی صورت پیدا ہو اسی طرح گندے بستروں کو اس پر سوکنے کے
لیے ڈالنا ضرور منع ہوگا۔ ہاں کبھی کبھی ایسا ہو کہ گھاس کا بوجھ اس پر رکھ دیا یا کپڑا دھو کر اس پر ڈال دیا تو یہ لائق
چشم پوشی ہے۔ اپنی اوتی کا پانی مسجد میں گرانا حرام ہے۔

(۳) مشرکانہ پوجا پاٹ ہی نہیں کسی بھی ناجائز کام کے لیے مثلاً گانا بجانا اور لہو و لعب کے لیے
لاؤڈ اسپیکر یا بیٹری وغیرہ دینا ناجائز و ممنوع ہے کہ یہ ناجائز پر امداد و اعانت ہے۔ خواہ مفت دیں یا کرایا
و معاوضہ لیں۔ ارشاد الہی ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]
اور اس کے معاوضہ میں ملے ہوئے پیسے حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۵ رذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کتاب الاشریہ

صفحہ نمبر

۲۱۱

تعداد فتاویٰ

(۲)

۲

ابواب

تاثری کا اور شراب کا بیان

کل میزان

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

كَثِيرًا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تاڑی اور شراب کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ تاڑی کی تاڑی فی نفسہ حرام ہے یا نہیں؟ کیوں کہ وہ ایک پیڑ کا رس ہے۔ اور مسلمان کے لیے اس کا پینا اور اس کو بیچ کر روپیہ لینا درست ہے یا نہیں؟ اور تاڑی کا پھل کھانا کیسا ہے؟ اور تاڑی اتارنے والا پیڑ کے مالک کو اس تاڑی اتارنے کے بدلے میں کچھ روپیہ دیتا ہے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمان کے لیے وہ روپیہ لینا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر کوئی مسلمان اس روپیہ کو لیتا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔ فقط والسلام
المستفتی: حبیب احمد خادم مدرسہ علمیہ رضاء العلوم مسند و فتوٰی رتال نرجا ضلع موٹو یوپی ۱۹/۱۹ اپریل ۲۰۰۳ء

الجواب

تاڑی کا رس ہو یا کھجور کا یا سیندھی کا۔ جب اس میں نشہ پیدا ہو گیا تو اس کا پینا خود حرام اور دوسروں کو پلانا بھی حرام۔ حدیث شریف میں ہے: کل مسکر حرام (المعجم الصغیر للطبرانی ج ۱/۱۹۸)۔ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ اس کا پینا، خریدنا، اس کے درخت کو ٹھیکہ پر دینا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: نہی النبی ﷺ عن بیع الخمر فی المسجد۔ حضور ﷺ نے مسجد شریف میں اعلان فرمایا کہ نشہ پیدا کرنے والی چیز کو پینا خریدنا سب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی موٹو ۱۶/صفر المنظر ۱۴۲۳ھ

(۲-۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زیدانیوں کی تجارت کرتا ہے اسکے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ معاش نہیں تو کیا اس کے گھر کا کھانا کھایا جاسکتا ہے اور اگر وہ کوئی محفل خیر یعنی میلاد پاک وغیرہ کرائے تو اس کے یہاں میلاد پڑھنے کے لیے جانا چاہئے یا نہیں؟ اور اس رقم سے جو شیرینی وغیرہ تقسیم کرے اس کا لینا اور کھانا کسی طرح کا ہدیہ وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تاڑی شراب بھانگ چرس گانجا یا اس قسم کی چیزیں پینے والے کے یہاں کھانے اور اسکے یہاں کسی طرح کا ہدیہ لینے اور کھانے کا کیا حکم ہے؟ نیز اس قسم کی رقم یعنی مصرف میں لائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) حالت روزہ میں انجکشن لینے کا کیا حکم ہے۔ اگر کوئی بحالت صوم انجکشن لے تو اس کا روزہ

باقی رہے گا یا قاسد ہو جائے گا، اگر روزہ قاسد ہو جائے گا تو کیوں؟ اور فساد کی صورت میں روزہ کا کفارہ

بھی لازم ہے یا صرف قضا؟ با تفصیل جواب عنایت کریں کہ روزہ کی حالت میں قطعی طور پر انجکشن لینا منع ہے یا کوئی صورت جواز کی ہے؟ بینواتو جروا مولا سبحان اللہ جامع مسجد بٹنی پور ضلع بلیا۔

الجواب

شراب کی تجارت مسلمانوں کو قطعاً حرام۔ حدیث شریف میں ہے: "لعن اللہ فی الخمر عشرًا شاربہا و بائعہا الخ (ترمذی: ۱۲۹۵)" "اس لیے اس کی بیچ سے جو آمدنی ہوگی یقیناً حرام ہوگی۔ اسکے علاوہ ایون، بھانگ، چرس وغیرہ جو خارجی طور پر دواؤں میں بھی استعمال ہوتے ہیں ان کی تجارت ایسے لوگوں کے ساتھ جو نشہ کرتے ہوں ناجائز ہے۔ اور اسکی آمدنی ناجائز۔ لیکن ایسے لوگوں سے جو دواؤں میں خارجی علاج کے طور پر استعمال کرتے ہوں جائز ہے۔ درمختار میں ہے: "والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع" جس شخص کا کل مال یا اکثر حصہ حرام ہو اس کے یہاں دعوت کھانا یا اس کا ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے ورنہ جائز۔ عالمگیری میں ہے: "اھدی الی رجل شیئا او اضافہ ان کان غالب مالہ من الحلال فلا بأس الا ان یعلم بانہ حرام فان کان الغالب ہو حرام ینبغی ان لا یقبل الھدیۃ ولا یاکل الطعام الا ان یخبرہ بانہ حلال" حرام مال کا حکم یہ ہے کہ تلاش کر کے اس کے اصلی مالک کو لوٹا دے اور وہ نہ ملے تو صدقہ کر دے۔ دیگر مصارف خیر میں اسے صرف کرنا اور امید ثواب رکھنا گناہ ہے۔

(۳) جو دوا انجکشن کے ذریعے جسم میں داخل کی جاتی ہے اگر جو ف شکم یا دماغ میں پہنچ جاتی ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ احتیاط یہی ہے کہ روزہ میں اس سے بچا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ ۱۷ ارشوال ۸۰ھ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک مسجد کے اندر پنجوقتہ اذان ہوتی ہے۔ اس کے احاطہ کے اندر دو عدد تاڑ کے درخت ہیں۔ اس مسجد کی آمدنی کا ذریعہ اور کچھ نہیں۔ تاڑ بیچ دیا جائے تو سالانہ چالیس روپیہ آمدنی بڑھ سکتی ہے۔ کیا وہ آمدنی مسجد پر صرف کی جاسکتی ہے؟ حفیظ اللہ محلہ جہاز گھاٹ بہرہل بازار ضلع دیوریا۔

الجواب

غالباً سائل کا مطلب تاڑ فروخت کرنے سے اس کی تاڑی بچنا ہے۔ جیسا کہ چالیس روپیہ سالانہ آمدنی کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہی ہے کہ جس طرح سے تاڑ بکتی ہے اسی طرح سے بیچی جائے گی

تویہ ناجائز و حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "لعن اللہ فی الخمر عشرًا شاربها و ساقیها و بائعها و مبتاعها" (ترمذی: ۱۲۹۵) "الح۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی جس میں ایک بیچنے والا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حکیم صاحب جو مولانا بھی ہیں ان کی تشخیص ہے کہ اگر میں تاڑی کا بطور دوا کی مقدار میں استعمال کروں تو اس مرض سے نجات پاسکتا ہوں۔ یہی جس سے سخت پریشان ہوں۔

الجواب

نشہ والی تاڑی حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "کل مسکر خمر (سنن ابوداؤد:

۳۶۷۹) اس کا استعمال دوا میں بھی حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے "لن يجعل الله الشفاء فی

حرام" واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى
رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ
وَعَلَىٰ اٰلِهِ الطَّيْبِ
وَسَلِّمْ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کتاب الدعوی والقضاء

صفحہ نمبر	تعداد و فتاویٰ	ابواب
۲۱۶	(۸)	دعویٰ کا بیان
۲۲۹	(۸)	قضا اور فیصلوں کا بیان
	۱۶	کل میزان

دعویٰ کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک مکان کا جھگڑا چچا بھتیجوں میں تھا، اسی مکان کے جھگڑے کے سلسلہ میں پنچایت بلائی گئی۔ اس پنچایت کے بیچ عبدالحق نے کہا، اگر محمد شریف قرآن شریف اٹھالے گا تو میں محمد شریف کو بازار کے مکان میں آدھا حصہ دے دوں گا۔ عبدالحق کے مطابق محمد شریف نے غسل کرنے کے بعد مسجد کے اندر جا کر قرآن پاک اٹھالیا اور کہا کہ بازار کے مکان میں میرا آدھا حصہ ہے۔ اسی پر پنچوں نے اپنا فیصلہ قسم پر دے دیا۔ لیکن کچھ دنوں بعد قسم توڑ کر عبدالحق نے محمد شریف کو حصہ نہیں دیا۔ پنچوں کے نام اس طرح ہیں۔

(۱) حاجی لعل محمد (۲) محمد شریف (۳) محمد ہاشم (۴) احسان الحق (۵) محمد مصطفیٰ (۶) نور الحق (۷) عبدالحق (۸) محمد حنیف (۹) عبدالکریم، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع دیں۔

المستفتی محمد شریف مقام وپوسٹ وجیرا گھوگڈھ ضلع جبلپور (ایم پی)

الجواب

صورت مسئلہ میں محمد شریف کو گواہ پیش کرنا چاہئے تھا اور اگر وہ گواہ پیش نہ کرتا تو عبدالحق سے قسم کھلانا چاہئے تھا، اگر وہ قسم کھالیتا محمد شریف کو کچھ نہ ملتا اور اگر قسم کھانے کا انکار کرتا تو محمد شریف کو اس کے دعویٰ کے موافق دلایا جاتا۔ محمد شریف کی قسم پر جو فیصلہ ہوا غلط ہوا۔

حدیث شریف میں ہے: البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (فتح الباری: ۲۸۲/۵)

اور اگر عبدالحق نے بے ایمانی کی ہے تو اس کو ہمارے اس فیصلہ پر خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ ابھی سب سے بڑا فیصلہ ہونا باقی ہے۔ اس دن ظالم کے لیے بڑا دردناک عذاب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

الحاج قاضی سید اعظم علی صاحب صوفی قادری ساکن مکان نمبر۔ ۲۳۷۔ ۱۔ ۲۱، عقب بانکورٹ گھانسی بازار حیدرآباد آندھر پردیش (۵۰۰۰۰۲) نے مجھے نوٹس ذریعہ وکیل دی، جس کی بنیاد اس ادعا پر رکھی گئی کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم کی دو کتب موسوم بہ ”سر الاسرار“ اور ”کنز المعارف“ کے ترجمے کے مسودے میں نے اس وعدے کے ساتھ ان سے حاصل کئے کہ وہ من و عن طبع کئے جائیں گے، برائے مقلدین و پیرو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے استفادہ کے لیے

(یہ بیان سراسر غلط اور بہتان اول ہے کیونکہ ایسا کوئی تحریری یا زبانی معاہدہ نہیں جسے وہ بطور ثبوت پیش کر سکیں) انہوں نے یہ اظہار کیا کہ میں نے ترجمے میں چند تبدیلیاں اور محذوفات بغیر ان کی آگہی اور مرضی کے کر دیا۔ گو پہلی اشاعت مارچ ۱۹۸۹ء (مکتوبات غوث الاعظم) میں، میں نے ان کا نام سرورق پر بحیثیت مترجم طبع کیا، اور ان کا مقدمہ بھی، لیکن بعد کی اشاعت میں میں نے ان کا نام حذف کر دیا اور ان کے مقدمے کو جناب سید محمود صاحب کے مقدمے سے بدل دیا

(ملاحظہ ہونوٹس کا فقرہ نمبر ۲ جس کا اردو ترجمہ لکھا گیا ہے)

وضاحت (۱) صاحبزادہ خواجہ میر واصل علی خاں صاحب نقشبندی و قادری عرف حسن پاشا (ایم۔ اے) لکچرار نے بعنوان ”مکتوبات غوث الاعظم“ (سرورق) اور اندرونی سرورق پر اردو ترجمہ کا نام ”جواہر الاسرار“ اور مترجم قاضی الحاج سید شاہ اعظم علی صاحب صوفی قادری کے نام اور مقدمے کے ساتھ مارچ ۱۹۸۹ء میں طبع کروایا (ملاحظہ ہو اشاعت اول کا سرورق اور اندرونی سرورق و نیز صفحات تین تا چھ) جس سے موصوف کا ادعا کہ میں نے طبع کروایا باطل ہو جاتا ہے کیونکہ پیش کردہ یعنی (پرنٹر، پبلیشر و ناشر) حسن پاشا صاحب ہیں، میں نہیں۔

(۲) کتاب یعنی مکتوبات غوث اعظم (اشاعت مارچ ۱۹۸۹ء) ناشر جناب حسن پاشا صاحب کے گھر سے اجراء ہوئی۔ رسم اجراء کے وقت قاضی صاحب شریک نہیں تھے۔ جب ناشر (حسن پاشا صاحب) نے مکتوبات غوث اعظم قاضی صاحب کے حوالے کیا تو موصوف نے ان سے حاصل کر لیا دوسرے دن مجھے ایک تحریر لکھی گئی (جس کی کاپی منسلک ہے) اظہار کیا گیا کہ مطبوعہ کتاب میں اغلاط بلکہ فاش غلطیاں ہیں، اس کا اجراء روک دیا جائے ورنہ موصوف کی بدنامی ہوگی، اغلاط نامہ شامل کرنے کے بعد کتاب جاری کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ موصوف نے طویل اغلاط نامہ تیار کیا، تسلسل مضمون تحریر خدا میں قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ ان کا لکھا ہوا مقدمہ بنام ”عرض مترجم“ برائے کتاب ”سراسر از پر حسن پاشا صاحب سخت ناراض ہوئے۔ حتی کہ چائے کی پیش کش کو قبول نہ کرتے ہوئے چلے گئے۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے، چند دنوں سے قاضی صاحب کا مقدمہ ”عرض مترجم“ ابوالفضل سید محمود قادری صاحب دیگر اصحاب بشمول میرے اعتراض کا مرکز بنا ہوا تھا، حسن پاشا صاحب کی ناراضگی قاضی صاحب کو چراغ پا کر دی اور طنز یہ انداز اختیار کرتے ہوئے ”عرض مترجم“ کو ”سراسر از“ میں شامل نہ کرنے کی خواہش کی گئی اور خواہش کا لحاظ الحاج ابوالفضل سید محمود قادری صاحب جو ناشر پبلیشر، پرنٹر و پیش کنندہ ”سراسر از“ نے کیا

مکتوبات غوث اعظم (مطبوعہ) تمام کتب کو تلف کرتے ہوئے، ناشر اول جناب حسن پاشا نے مالی نقصان برداشت کیا اور قاضی صاحب کو بدنامی سے بچا کر ان پر احسان کیا نہ صرف اتنا بلکہ مجذبہ تبلیغ علم معارف اسلامیہ ٹرسٹ سے خواہش کی کہ وہ تصحیح شدہ مکتوبات کو طبع کر کے منظر عام پر لائے۔ چنانچہ ابو الفضل سید محمود قادری موظف سشن جج، وبانی صدر معارف اسلامیہ ٹرسٹ نے از سر نو پوری کتاب (مکتوبات) طبع کروادئے۔ بحیثیت مترجم کے بانی ٹرسٹ نے اپنے مقدمہ میں نہ صرف ان کے نام کا اظہار کیا بلکہ شکریہ بھی ادا کیا، (ملاحظہ ہوا اشاعت منجانب ٹرسٹ کا ص ۵/سطر ۱۳ تا ۱۹) (جواہر الاسرار) کا نام میرا تجویز کردہ تھا۔ (ملاحظہ اشاعت مارچ ۱۹۸۹ء مقدمہ منجانب قاضی صاحب ص ۶/سطر ۳ تا ۵) ٹرسٹ نے مکتوبات کا نام ”کنز المعارف“ خود تجویز کیا جس کا ذکر اشاعت ثانی کے ص ۳/سطر ۸، میں موجود ہے۔ اگر اعتراض پیدا ہو سکتا تھا تو یہ حق مجھے حاصل تھا، کیونکہ میرا تجویز کردہ نام ملحوظ نہیں رکھا گیا، لیکن ”جواہر الاسرار“ کے نام سے دوبارہ اشاعت پر قاضی صاحب کا اصرار قابل توجہ ہے۔

”سر الاسرار“ کا ترجمہ ٹرسٹ کی خواہش پر قاضی صاحب نے کیا اور قاضی صاحب کی ہی ایما پر ان کا مقدمہ ”عرض مترجم“ شامل کتاب نہیں کیا گیا۔ یہ سارا فعل ٹرسٹ کا ہے کیونکہ پرنٹر، پبلیشر، ناشر بلکہ مختار حقیقی سب کچھ ٹرسٹ ہی ہے۔ میرا حصہ صرف خدمت کی حد تک تھا۔ مختار نہیں تھا، صرف ایک ہی جملہ ”تمام معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میں ذمہ دار ہوں“ کہہ کر بری الذمہ ہو سکتا تھا، لیکن علم کا خدمتگار ہونے کی حیثیت سے میں تمام تفصیلات سے واقف تھا، اس لیے اخلاقی فرض سمجھتے ہوئے، حقائق کا اظہار کر رہا ہوں۔

القصہ مختصر نوٹس کے صفحہ ۶ کی سطر ۸ تا ۱۳ میں قاضی صاحب نے جو ادعا کیا ہے کہ میں بازار سے دو نوں کتب یعنی ”سر الاسرار“ و ”کنز المعارف“ (جس کا قانونی و شرعی مالک ٹرسٹ ہے) اٹھا لوں اور دوبارہ۔

ص ۱۱ ”سر الاسرار“ کو مع قاضی صاحب کے مقدمے یعنی ”عرض مترجم“ اور سرورق پر بحیثیت مترجم کے ان کا نام طبع کرواؤں۔

ص ۱۱ ”کنز المعارف“ کا نام بدل کر جواہر الاسرار کے نام کے ساتھ قاضی صاحب کا مقدمہ اور سرورق پر بحیثیت مترجم ان کا نام طبع کرواؤں۔

اگر ایسا کرنے میں میں ناکام رہوں تو وہ میرے خلاف فوجداری مقدمہ اور ۵۰ ہزار کا دعویٰ دائر کریں گے، نوٹس کے اسی صفحہ پر ایک خاندانی عالم دین کا یہ قول بھی درج ہے کہ میں نے ان کے ساتھ دھوکا اور فریب کیا، نیز موصوف کیلئے دماغی تکلیف اور رسوائی کا باعث بنا۔

نوٹس کے متن کی روشنی میں اور مطبوعہ تینوں کتب کی موجودگی میں قاضی صاحب کی تحریر برائے عدم شمولیت مقدمہ کے ثبوت میں علمائے دین متین سے سوال کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں شرع شریف کی گرفت میں کون آتا ہے۔ اور اس کی سزا کیا ہے۔ ”افتوا جزا کم اللہ خیر الجزاء؟“

(نوٹ) عجلت جواب کا متمنی ہوں کیونکہ میں نے بھی قانونی مشورہ کیا ہے۔ اور ماہرین قانون نے مشورہ دیا ہے کہ مطبوعہ کتب اور قلمی تحریر کی روشنی میں قاضی صاحب کی دروغ گوئی اور ذوق خود نمائی کو عدالت فوجداری میں ثابت کیا جائے گا۔ اور ازاں بعد مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی دائر کیا جائے گا۔ کیونکہ اصل فریق ٹرسٹ ہے۔ یہ فقیر نہیں۔

اس عاجز بندے کے پیش نظر یہی ہے کہ حضور سیدنا غوث اعظم کے پوشیدہ علوم (۸۱-۲) صدیوں بعد اس فقیر کے ہاتھوں منظر عام پر آ کر پہلی مرتبہ اہل ہند کے مسلمانوں کو متعارف کرانے کا شرف ملا، انہی ہاتھوں سے یہ کتب حکومتی عدالت میں پیش کر کے حرمت کتب کو مجروح ہونے سے روک رکھوں بایں وجہ میں علمائے دین متین سے رجوع کر رہا ہوں کہ عجلت ممکنہ اندرون ۱۵/ یوم قانونی نوٹس کے پیش نظر اس مسئلہ کی یکسوئی ہو جائے۔ اور بات عدالت تک جانے نہ پائے۔

المستفتی میر بہادر علی اقبال حسابی۔ ۱۵/۱۰/۱۹۸۹ھ

فوٹو کاپی نوٹس بزبان انگریزی اجراء کردہ مورخہ۔ ۱۲/۶/۱۹۸۹ھ مطبوعہ تین کتب اور فوٹو کاپی قلمی تحریر مورخہ۔ ۲۳/۳/۱۹۸۹ھ تحریر کردہ قاضی صاحب منسلک ہیں۔

پتہ: میر بہادر علی اقبال حسابی۔ مکان نمبر ۳۲۵-۳۲۷/۱۷ یاقوت پورہ حیدرآباد (اے۔ پی۔)

جناب میر بہادر علی اقبال حسابی صاحب زید جبہ

سلام مسنون: مزاج گرامی مکتوبات کی رسم اجراء کی تقریب آپ سب کو مبارک، آپ حضرات کی اپنی سہولتوں کے پیش نظر تعین کردہ غیر متوقع تاریخ و تعین کا علم مد نکل سے میری واپسی کے بعد یعنی تقریب کے وقت سے چند گھنٹہ پہلے ہوا۔ اس کے مطابق میری سرکاری مصروفیت میں تبدیلی بالکل ناممکن تھی، اس لیے میں شرکت کے موقع میں نہیں تھا جس کا مجھے افسوس ہے۔ رات میں گھر واپس ہوا تو جناب حسن پاشاہ صاحب اس کے فوراً بعد آئے تھے۔ مکتوبات کے نسخہ جات دے گئے ہیں۔ موصوف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ”سر الاسرار“ کے لکھے گئے میرے مقدمہ پر بہت ناراض تھے۔ چنانچہ چائے کی میری پیش کش کو قبول کرتے ہوئے وہ فوراً چلے گئے۔ مکتوبات کے اندر ایک نظر طائر ڈالا تو ایسا لگا کہ معترضین کو مذاق لانے کے لیے ہم نے ایک بہترین موقع فراہم کیا ہے۔

Click For More

غالباً مکتوبات کی کتابت کے بعد اس کی پروف ریڈنگ یا توبالکل نہیں ہوئی یا اگر ہوئی تو نہایت بے اعتنائی اور غیر ذمے داری سے، ابتدائی ۴/۵ صفحہ میں ۶۰/۷۰ سے زائد اغلاط پائے گئے، اس جرح سائی کا نشانہ کوئی اور تو نہیں صرف اور صرف میں ہی ہوں گا۔ نہ جانے پوری کتاب میں اور کتنی غلطیاں ہوں گی، لہذا ایک فی الوقت علاج یہ ہے کہ آپ حسن پاشاہ سے مل کر اس کی تقسیم کو فوراً رکوادیتے اور اس کا اغلاط نامہ ایک یا دو ورق پر آسکتا ہے۔ اولین فرصت میں طبع کر کے اس کو کتاب کے ساتھ منسلک کرنے کے بعد ہی کتاب کی تقسیم عمل میں آئے، اس کے لیے ہمارا مسودہ درکار ہے۔ تاکہ مطابقت قرات و سماعت کی جاسکے، سرالاسرار کا مقدمہ اگر آپ پریس کے حوالے نہیں فرمائیں تو روک لیجئے وہ بھی نہ دیتے، آپ ہی کی تقریظ کافی ہے۔ عرض مترجم کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں، میری تحریر کو مسخ کرنے اور دنیا بھر کی شاعری کرنے سے اس کا عدم شمول ہی مناسب ہے، اگر آپ کو وقت مل سکتا ہے تو دفتر جاتے جاتے آپ زحمت فرمائیں تاکہ دس بجے سے قبل میرے بجواڑے دورے پر روانگی سے قبل یہ سب ہو جاسکے۔

دستخط ۱۳/۸۹

سید عبدالقدوس۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ

بخدمت جناب میر بہادر علی اقبال حسابی مکان نمبر ۱۷/۳۲۵۔ یافوت پورہ حیدرآباد

جناب میرا موکل جناب قاضی سید اعظم علی صوفی صاحب جو جھانسی بازار حیدرآباد میں رہتے ہیں

ان کی طرف سے میں آپ کو مندرجہ ذیل باتیں بتا رہا ہوں۔

(۱) آپ میرے موکل کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے، ہمارے موکل سے کچھ سمجھنے بوجھنے کے لیے آیا جایا کرتے تھے، میرا موکل بہت ہی مشہور ہے اور انہوں نے بہت ہی مذہبی کتابوں کا ترجمہ کیا ہے، انہوں نے بہت سی صوفی صاحب کی کتابوں کو جو مکتوبات غوث اعظم کہلاتے ہیں ان کا ترجمہ کیا ہے جو فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا اور اس کا نام نور الانوار سے مشہور ہے۔

(۲) آپ نے ہمارے موکل سے دونوں کتابوں کا ترجمہ کیا ہوا یعنی دوسری کا پی لیا یہ وعدہ

کرتے ہوئے کہ میں اسے حضرت غوث اعظم کے ماننے والوں میں پھیلاؤں گا اور اسی مذہب کا خیال

کرتے ہوئے میرے موکل نے آپ کو یہ کتابیں دے دیں اور آپ نے اس کتاب کے ترجمے میں اپنی

طرف سے بہت کچھ تبدیل کر کے چھپوا دیا، اس طرح اس کی پہلی چھپوائی مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوئی، آپ نے

میرے موکل کا نام کتاب کے اوپری صفحہ پر لکھا اور ترجمہ میں بھی انہیں کا نام رکھا، مگر اس کے بعد دوسری

چھپائی میں کتاب کا نام ہی بدل دیا، جواہر الاسرار کنز المعارف کر دیا۔ اور اس ترجمہ میں جو میرے موکل کا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نام تھا، اس کو نکال کر جناب محمود قادری صاحب کر دیا۔

(۳) میرے مؤکل ایک خبر میرے پاس یہ لائے کہ سرالاسرار کے ترجمہ میں کچھ تبدیلی کر دیا جو کہ میرے مؤکل کے رائے کے بغیر ہے اور یہ ان سے بات بتائی نہیں گئی، اور اس کتاب میں میرے مؤکل کا نام چھاپا نہیں گیا، میرے مؤکل کے نام کی جگہ وہاں پر سید محمود قادری چھاپ دیا، آپ کا نام وہاں ترجمہ کرنے والے کی حیثیت سے نہیں ہونا چاہئے تھا، اور آپ نے ٹائٹل اس کا نور الانوار نہیں چھاپا میرے مؤکل ہی کا نام نہیں دیا۔ جنہوں نے اس کا ترجمہ کیا تھا۔

(۴) اس کے ساتھ ساتھ کتابوں میں جو ترجمے حاصل ہیں وہ میرے مؤکل کے ذریعہ ہے اور صرف انہوں نے ہی ترجمہ کیا ہے۔ اور وہی اس کے حق دار ہیں جو کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ نے میرے مؤکل کو بیوقوف بنایا ہے۔ ٹھگا ہے۔ اور عوام کو بھی بیوقوف بنایا ہے اور آپ کی اس طرح کی حرکت آپ کی دماغی الجھن ہے۔ میرے مؤکل آپ سے اس طرح کی امید نہیں رکھتے تھے، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کتاب پر میرے مؤکل کا نام اس حیثیت سے دیں کہ انہوں نے ہی ترجمہ کیا ہے لکھ دیں۔ کنز المعارف اور نور الانوار میں اگر ایسا آپ نہیں کریں گے تو میرے مؤکل صاحب اس ظلم کے متعلق روپیہ ۵۰ ہزار آپ کے خلاف زبردست کارروائی کریں گے جو اس پر خرچ آئے گا اس کے ذمہ دار آپ ہی ہوں گے یعنی آپ ہی کو دینا ہوگا۔

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی اور بعد ملاحظہ کاغذات متعلقہ، نوٹس دہندہ کے بیان میں تضاد ظاہر ہے۔ "مکتوبات غوث اعظم" کے مقدمہ میں صوفی صاحب ناشر و طابع حسن پاشا کو بتائیں، اور نوٹس میں مسئولیت اقبال حسابی صاحب کے سر ڈالتے ہیں جبکہ کتاب کی دوبارہ اشاعت معارف اسلامیہ ٹرسٹ نے کی ہے۔

(۲) مذکورہ بالا اشاعت میں یہ بھی تصریح ہے کہ اردو ترجمہ کا نام "جواہر الاسرار" اقبال حسابی صاحب کا تجویز کردہ ہے اور کنز المعارف نام معارف اسلامیہ ٹرسٹ نے رکھا ہے۔ وہ بھی صوفی صاحب کے ترجمہ کا نہیں، اصل مکتوبات محبوب سبحانی کا، اس لیے نام بدلنے کی بات بھی کچھ بر محل نہیں معلوم ہوتی۔

(۳) اصل واقعہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ معارف اسلامیہ والوں نے دوسرے ایڈیشن میں اندرونی ٹائٹل پر ترجمہ کا نام "جواہر الاسرار" اور مترجم کا نام نہیں رکھا جو پہلی اشاعت میں تھا، لیکن اسے کنز المعارف شائع کرنے والوں کی بد نیتی پر محمول کرنا درست نہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے مقدمہ میں صاف

Click For More

اور صریح طور پر یہ اظہار کیا کہ یہ ترجمہ الحاج قاضی سید اعظم علی صاحب صوفی کا ہے۔

الغرض اس تبادلہ کے مسئلہ میں بھی (اگر اسے تبادلہ کہا جائے) مسئولیت سائل کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ اور جس نے بھی یہ کیا یہ فعل اتنا بڑا جرم نہیں بنتا کہ اس کو حضرت صوفی قادری صاحب پر ظلم قرار دیا جاسکے، کیونکہ اشاعت و طباعت میں دونوں ہی طریقے رائج ہیں۔ سرورق پر مترجم کا نام اور ترجمہ کا تشخص مذکور ہو اور کبھی یہ نہ کر کے کتاب کے اندر کہیں یہ تشریح کر دی جاتی ہے کہ ترجمہ فلاں صاحب کا ہے اہل ٹرسٹ نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔

(۴) جہاں تک پہلے ایڈیشن میں تغیر و تبدل کا معاملہ ہے اس پر حضرت مترجم کے فرمان کے موافق عمل درآمد ہوا، اور اس کتاب کی اشاعت روک دی گئی۔ اور دوسرے ایڈیشن میں معارف اسلامیہ ٹرسٹ والوں نے بھی طباعت کرائی، غلطیوں کا اعتراف کر کے اس کا مداوا کر دیا۔

مقدمات میں تو رد و بدل خود مصنفین کرتے رہتے ہیں، حسن پاشا نے مقدمہ بھی حضرت صوفی قادری صاحب سے لکھوا دیا، معارف اسلامیہ نے اپنے رائٹر سے دوسرے ایڈیشن کے لیے دوسرا مقدمہ لکھوا دیا اس سے حضرت صوفی صاحب کی ذات بابرکات پر ہمارے نزدیک کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۵) سرالاسرار کے سلسلہ میں بھی یہی معاملہ ہوا کہ سرورق پر مترجم اور ترجمہ کا نام درج نہیں، لیکن جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا، انہوں نے یہاں کچھ چھپایا نہیں، اس کے مقدمہ نویس سید محمود قادری تحریر کرتے ہیں ”مولانا الحاج قاضی سید اعظم علی صاحب صوفی قادری کو ترجمہ کی زحمت دی گئی اور انہوں نے دیگر مصروفیات کے باوجود باحسن وجوہ ازراہ عقیدت و حصول سعادت کام کی تکمیل کر دی، سرالاسرار ص ۷۷ الغرض ہمارے نزدیک اولاً تو یہ ظلم کا مقدمہ نہیں بنتا اور اگر بالفرض کچھ زیادتی ہے بھی تو اس کا جرمانہ وصول کرنا، جیسا کہ پچاس ہزار وصول کرنے کی دھمکی دی گئی ہے شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ تنویر الابصار میں ہے: ”لا یؤخذ المال فی المذہب“ حنفی مذہب میں تعزیر بالمال جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کچھ سال پہلے علاقہ نصررا جستان میں بالغ لڑکی کا نکاح جبراً پڑھا دیا گیا۔ لڑکی انکار کرتی رہی علاقہ کے بیچ لوگوں نے لڑکی کے باپ کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ نکاح کی اجازت دے دے، یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ لڑکی نابالغ ہے۔ لیکن باپ اس بات کا انکار کرتے ہوئے خودکشی کے لیے دوڑ پڑا، تب چند لوگوں نے اسے پکڑ کر خودکشی سے محفوظ کیا۔ ادھر بیچ لوگوں نے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ نکاح

Click For More

پڑھاؤ تو اس نے کہا، بغیر ایجاب و قبول اور بغیر وکیل و گواہ کے میں نکاح کیسے پڑھاؤں، تب ایک ملا کو ڈرا دھمکا کر تیار کیا اس نے بغیر ایجاب و قبول کے صرف خطبہ پڑھا پس اعلان ہوا کہ نکاح ہو گیا۔

کچھ مدت گذر جانے کے بعد اسی لڑکی کا نکاح لڑکی کے والدین اور لڑکی کی اجازت سے دوسرے آدمی سے پڑھا دیا گیا۔ نکاح ہوتے ہی علاقہ کے چند شریر لوگوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کہ نکاح پر نکاح ہو احرام کام ہوا۔ پھر تصفیہ کے لیے علاقہ کے بیچ لوگ اور علمائے کرام اور علاقہ کے مفتی صاحب اور عوام الناس ایک جگہ جمع ہوئے، تمام لوگوں کی حاضری میں مفتی صاحب نے فریقین کے بیانات لیے کافی بحث اور مباحثہ کے بعد اور کافی تحقیق کے بعد نکاح اول کو باطل اور نکاح ثانی کو صحیح اور درست قرار دیا۔ لیکن نکاح اول جس لڑکی کے سے ہوا تھا۔ اس کے رشتہ داروں کو یہ فیصلہ اپنی پسند کے خلاف نظر آیا۔ بجائے فیصلہ کو ماننے کے مخالفت پر اتر آئے اور کچھ مفاد پرست علماء کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ علمائے کرام کے مذکورہ فیصلہ کا انکار کرتے ہوئے نکاح اول کو صحیح اور درست ثابت کرنے کی جدوجہد میں لگ گئے۔ من گھڑت سوالات بنا کر فتویٰ منگا کر لوگوں کو اس بات پر راضی کرتے رہے کہ پہلا نکاح درست تھا۔ دوسرا نکاح ہوا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جب لڑکی والوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ تو ان لوگوں نے اپنی طرف سے لڑکی والوں سے قطع تعلق کا حکم جاری کر دیا۔

اب اگر کوئی عالم دین یا کوئی بزرگ یا کوئی شیخ طریقت یا کوئی دوسرا آدمی لڑکی والوں کے پاس گیا ان سے ملا تو وہ بھی اس حکم میں آ گیا۔ یعنی اس سے بھی قطع تعلق اور ان سے ملنے والے دینی اداروں کے بانی یا مہتمم ہیں۔ تو پورے علاقہ میں لوگوں کو قسمیں دے دے کر روکا جا رہا ہے۔ کہ کوئی انہیں چندہ نہ دے کیونکہ ادارے کے تمام اراکین سے قطع تعلق کا حکم ہے۔ ایک فریق نے اس بات کو اپنی اتانیت کا سوال بنا دیا ہے۔ اور مسلمانوں میں زبردست انتشار پیدا کر دیا ہے۔

اب جواب طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نکاح اول درست ہو یا نکاح ثانی اور جو افراد مسلمانوں کے درمیان اپنی بات رکھنے کے لیے عداوت و انتشار پیدا کر رہے ہیں اور مفتی شرع کے فیصلہ کو تسلیم نہ کر کے چند جہلا کے اشارے پر انتشار بین المسلمین کر رہے ہیں۔ ایسے افراد کے لیے اور جن لوگوں نے جبراً نکاح پڑھا یا ان کے لیے شرع محمود کیا حکم نافذ کرتی ہے۔ بینوا تو جروا

سائل: محمد ہاشم خان جو دھ پوری دارالعلوم فیض اکبری لونی شریف کچھ گجرات

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں پہلا نکاح ہوا ہی نہیں۔ شرح وقایہ جلد ثانی میں ہے:

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

”وہو ینعقد بالایجاب والقبول (ص: ۱۰)“ نکاح کے لیے ایجاب و قبول ضروری ہے۔ اور یہاں صرف خطبہ پڑھایا گیا تو شرعاً وہ ہرگز نکاح نہ ہوا۔

اور دوسرا نکاح جو والد کی مرضی اور لڑکی کی اجازت سے ہوا ضرور صحیح ہوا۔ غلط بیانی سے علماء سے اس کے خلاف فتویٰ حاصل کرنا ظلم اور گناہ ہے۔ اور جن علماء نے حقیقت جانتے ہوئے غلط فتویٰ دیا تو اس ظلم و گناہ میں ان کے شریک ہوئے، اور جن لوگوں نے بھی جان بوجھ کر ان کا بائیکاٹ کیا وہ سب ظلم و زیادتی کے مرتکب ہوئے۔ اور بے توبہ مرے تو عذاب الہی کے مرتکب ہوئے۔ قرآن شریف میں ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

توبہ صادقہ یہ ہے کہ جن کا بائیکاٹ کیا سب لوگ ان سے معافی مانگیں اور بائیکاٹ ختم کریں۔

حدیث شریف میں ہے: ”من كانت له مظلمة لآخيه من عرضة او شئ فليتحلله منه اليوم قبل ان لا يكون دينار لا درهم (قرطبی: ۹/۲۶۲، ۱۵۰، ۲۵۵/۳۳۸)“ جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی پر ظلم کیا تو وہ اس سے آج ہی چھٹکارا کرے، کیونکہ قیامت کے دن نہ درہم کام آئیں گے نہ اشرفی۔

اور آج جو لوگ ان مظلوموں کی مدد کرنے والوں کے خلاف فتنہ و فساد پھیلاتے ہیں۔ وہ خدا کے عذاب سے ڈریں وہ فرماتا ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱] فتنہ و فساد قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مو ۳ رجمادی الاول ۱۴۲۲ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

لڑکی زبیدہ عمر تیس سال نے اپنے سگے چچا پچپن سال پر الزام لگایا کہ اس نے اس کو غلط نظر سے دیکھا اور اس کے ساتھ زنا کرنے کی کوشش کی۔ اور جب چچا زبیدہ سے اس بات کی تفتیش کی گئی تو اس نے سراسر انکار کیا۔ اور مسجد میں جا کر کئی لوگوں کے سامنے قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ میرے اوپر جو الزام لگایا گیا ہے وہ غلط ہے۔ پھر جب دوبارہ لڑکی زبیدہ سے اس معاملے کے بارے میں بات کی گئی تو اس نے بھی مسجد میں جا کر چھ سات نمازیوں کے سامنے رو رو کر قسم کھائی کہ اگر میں نے چچا پر غلط الزام لگایا ہے تو میرے بچوں کی موت ہو جائے۔ مذکورہ معاملہ کو دیکھتے ہوئے معاشرہ دو حصوں میں بٹ گیا اور لڑکے کا معاشرتی طور پر بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ اور اس بائیکاٹ کی مدت تقریباً دو سال ہو گئی ہے۔ تو کیا لڑکے کا سماجی طور پر بائیکاٹ درست ہے؟ علمائے کرام قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیکر عند اللہ

ماجور ہوں۔

المستفتی: شہاب الدین خان نیازی گلشن نگر سیواسنگھ کیڈی کپاؤنڈ گاندھی نگر کاندی ولی ویسٹ ممبئی ۶۷

الجواب

صورت مسئلہ میں شریعت کا حکم یہ تھا کہ زبیدہ سے گواہ طلب کئے جاتے جنہوں نے زبیدہ کو چھیڑتے ہوئے اس کے چچا کو دیکھا ہو۔ اگر وہ گواہ نہ پیش کر سکتی تو چچا سے قسم کھلائی جاتی۔ حدیث شریف میں ہے: البینة علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (فتح الباری: ۵/۲۸۲)

گواہ پیش کرنا مدعی کا کام ہے اور وہ گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعی علیہ سے قسم کھلائی جائے۔ اگر مدعا علیہ انکار کرتا ہے تو اسے سزا دی جائے۔ اور یہاں مدعی کو بھی قسم کھلا کر مدعی علیہ پر سزا لاگو کر دی گئی، یہ غلط اور خلاف شرع ہے۔ سزا کا فیصلہ کرنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کو زبیدہ کے چچا سے معافی مانگنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے کہ انہوں نے جرم کے ثبوت کے بغیر اس کو دو سال تک اذیت میں رکھا۔ سب لوگ فوراً اس کا بائیکاٹ ختم کریں اور اس سے کسی قسم کا مالی جرمانہ وصول نہ کریں۔ درمختار میں ہے: التعزیر بالمال لا یؤخذ۔ مالی جرمانہ جائز نہیں۔ جب احکام شرع میں جاہل لوگ قاضی اور منصف بنائے جائیں تو یہی ہوگا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

اذالم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جهالا فستلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ جب علماء ربانی نہ رہیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور ان سے پوچھیں گے تو وہ غلط فتویٰ دیں گے، خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

جو بات فیصلہ کرنے سے پہلے پوچھنے کی تھی کہ شریعت کا مسئلہ پوچھ کر معاملہ کا فیصلہ کرتے۔ اب دو سال سزا دے لینے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی۔

الحاصل بصورت موجودہ چچا اور اس کی بیٹی زبیدہ ان دونوں میں کوئی ایک ضرور جھوٹا اور جھوٹی قسم کھانے والا ہے۔ اس لیے دونوں کو خدا کے خوف اور حشر کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے اور جس نے جھوٹی قسم کھائی ہو تو اللہ سے توبہ بھی کرے اور دوسرے سے معافی بھی مانگے۔ اور ایسا نہ کریں گے تو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۶/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید و عمر و ساتھ میں لکڑی کا کاروبار کرتے ہیں۔ انھوں نے سوا پانچ سو روپے میں کچھ لکڑی موہن خریدار کے ہاتھ فروخت کیا۔ اور اس نے مختلف تاریخوں میں مبلغ ایک سو پانچ روپے بدست زید شریک دارنمبر ایک کے ذریعہ کئی مرتبہ میں ادا کیا۔ اس کے پاس اب مبلغ تین سو دس روپے باقی ہیں۔ جس کے لیے اس نے وعدہ کیا کہ آپ لوگ اٹھارہ ۱۸ تاریخ بروز جمعرات میرے مکان پر آکر لے جائیے۔

حسب وعدہ شریک دارنمبر ایک زید جب موہن مقروض خریدار کے یہاں روپیہ لینے گیا تو اس نے کہا ہم نے سترہ تاریخ بروز بدھ شریک نمبر دو عمر و کو دے دیا ہے۔ زید عمر و سے ملا اور واقعہ بیان کیا، عمر و نے روپیہ پانے سے انکار کیا اور دونوں مل کر موہن مقروض کے گھر گئے۔ پوچھنے پر اس نے ایک گواہ بنا کر پیش کیا، جس نے بیان کیا کہ موہن مقروض کہہ رہا تھا کہ مبلغ تین سو روپے مجھے ٹھیکیدار کو دینا ہے۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ دیا ہے یا نہیں؟ دوسری مرتبہ پوچھنے پر اس نے بیان کیا کہ انہوں نے دیا ہے۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ کس کو دیا ہے؟ ابھی وہ شریک دارنمبر ایک کی تصدیق نہیں کرتا کہ روپیہ ان کو دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ عمر و کو خوب جانتا ہے۔ شریک دارنمبر دو عمر و کا کہنا ہے کہ جس تاریخ کو آپ روپیہ لینے کو کہہ رہے تھے اس تاریخ میں یہاں موجود تھا۔ اس تاریخ کو آٹھ بجے دن سے چار بجے شام تک۔ جب کہ موہن نے روپیہ دینے کا وقت کبھی گیارہ بجے دن کبھی ایک بجے دن بتلایا ہے۔ موہن مقروض کہتا ہے میں ثبوت نہیں چاہتا ہوں لیکن اگر حلف اٹھالیں کہ مجھے روپے نہیں دیئے گئے ہیں تو میں آپ کو روپے دے دوں گا۔ ایسی صورت میں جبکہ شریک دارنمبر دو کو یقین ہے کہ مجھے روپیہ نہیں دیا گیا ہے۔ اور جو ثبوت موہن پیش کرتا ہے وہ اکیلا ہے۔ اور شریک دارنمبر دو کی پہچان بھی نہیں کرتا ہے۔ بیان میں اختلاف ہے تو اس کی گواہی کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں شریک دارنمبر دو کا حلف لینا جائز ہے یا نہیں؟ صاف بیان فرمائیں کہ عمل کس پر کیا جائے۔ طرفین سے حلف لینے کی تاریخ ۱۳ اکتوبر کو مقرر ہے۔ لہذا اس کے اندر جواب سے مشرف فرمائیں۔ بینوا تو جروا

شیخ عبداللہ برانچ پوسٹ۔ ماسٹر میاں بازار گونڈہ

الجواب

صورت مسئلہ میں جبکہ موہن اس امر کا دعویٰ دار ہے کہ اس نے روپیہ ادا کر دیا۔ اور شریک ۲ دو اس سے انکار کر رہا ہے تو موہن پر ضروری تھا کہ گواہ پیش کرے لیکن وہ گواہ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور جو گواہی دے رہا ہے وہ شرعاً گواہ نہیں کہ ﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ [النساء: ۱۴۱] پھر اس کی گواہی میں سخت اختلاف ہے اس لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ آپ کا شریک نمبر دو قسم کھائے۔ حدیث شریف میں ہے: "البينة على المدعى واليمين على من انكر" (فتح الباری: ۵/۸۲۸۲) مدعی پر گواہ پیش کرنا ہے ورنہ مدعی علیہ قسم کھائے۔

چونکہ حلف ایک سچ بات کے لیے اٹھا رہا ہے اس لیے کوئی گناہ بھی نہ ہوگا۔ قرآن عظیم میں بلا ضرورت قسم کھانے کی ممانعت آئی ہے۔ ضرورت کے وقت قسم کھانے کا خود حکم فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور
(۸-۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ
(۱) زید نے چرم دو ماہ کے قرض (ادھار) پر بایں شرط کہ بکر کو اپنا ضامن دے گا۔ خالد سے خریدا
مگر زید بکر کو ضامن نہ پیش کر سکا، خالد نے بخوف طوالت دوسرا ضامن بکر کے بدلے طلب کیا، زید نے عمر کو
ضامن پیش کیا کاغذ کی خانہ پری جو دو ضامنوں کے ساتھ قانوناً مشروط ہے خالد نے اپنے اسٹاف میں سے
فرضی ضامن مقرر کر کے کہ زید پر صرف خوف و دباؤ رہے گا تم سے کوئی علاقہ نہیں فیضان رضا کا نام کاغذ میں
درج کر کے بغیر تحریر سنائے اور بغیر دکھائے اعتماد کی بنا پر فیضان رضا سے بجائے ضامن کے جو کہ حقیقت میں
ضامن نہ تھا زید کا شریک ساتھی قرار دے کر اور ساتھی لکھکر انگوٹھا لگوا لیا اور تنہا اسی سے ڈگری وصول کرنے کی
اور کرانے کی کوشش کی گئی، فیضان رضا کی عزت پر حملہ کیا گیا، ایسی صورت میں از روئے شرع اس پیسے کی
ادا گیری زید و عمر پر لازم ہوگی یا فیضان رضا پر بھی واجب ہوگی؟ جب کہ فیضان رضا بحلف اطمینان دلا رہا ہے
کہ میں نہ پانٹنہ ضامن ہوں۔ تو خالد کے بارے میں جس نے مجھے ضامن بنا دیا ہے اور کذب سے کام
لے رہا ہے بلکہ صرف ضامن ہی نہیں بلکہ شریک کیا گیا ہے اس کی یہ دونوں باتیں لغو گوئی پر مبنی ہیں، اس کے
بارے میں اور کذب کے بارے میں شریعت محمدیہ کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

(۲) زید نے ایک جیوشی (جو کہ مسلمان کہلاتا ہے) سے مقدمہ کے بارے میں پیشینگوئی
دریافت کی کہ مدعی عبدالرزاق کامیاب ہوگا اور حالات آئندہ کیسے رہیں گے؟ اسے فن جیوش کے حساب
سے بیان فرمائیں اور وہ تحریر کسی نابکار نے فیضان رضا کی طرف منسوب کر دیا کہ سائل فیضان رضا ہے
جب کہ وہ لاعلم ہے، کیا یہ پیشین گوئی کرانا دریافت کرنا جب کہ اس پر یقین بھی نہ ہو شریعت محمدیہ کا کیا حکم
ہے؟ اور تہمت لگانے والے کا کیا حکم ہے؟ جب کہ بہت سے مسلمان حضرات علم الاعداد علم جفر علم رمل علم
نجوم سے حسابات لگا کر پیشینگوئی کرتے ہیں اور اس پر اذعان یقین نہیں رکھتے، جیسا کہ شمع شبستان رضا
مجموعہ اعمال رضا کہ اس کے آخر میں علم جفر کے اوراق شامل ہیں موجود ہیں، اور دیگر کتب ہیں ان کے
مصنفین کے بارے میں کیا حکم ہے؟ یا ہمارے امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبل وصال جو تاریخ وصال بیان کی حضور تفصیل سے بیان فرمائیں۔

(۳) زید وہابی دیوبندی بد عقیدوں سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی نشست و برخاست ہے اور اس
کے تعاون حاصل کرتا اور کرتا ہے اور وہابی لڑکوں کا نکاح کلمہ طیبہ کا بہانہ لے کر کہ میں پہلے مسلمان کر لیتا
ہوں، پڑھاتا ہے جب کہ لڑکا پہلے سے ہی بد عقیدہ ہے اور اسی پر بعد عقد نکاح بھی گامزن ہے کیا یہ تعلق

رکھنا اور وہابی کو کلمہ پڑھا کر نکاح پڑھانا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیا کفر ہے؟ اور بعد تو یہ تجدید نکاح لازم ہے؟ جیسا کہ حکم ہو تفصیل سے بیان فرمائیں۔ جب کہ یہ فعل زید کا بالقصد ہے سہوا نہیں۔ بینوا تو جروا۔
المستفتی ضمیر احمد اشرفی

الجواب

صورت مسئلہ میں فیضان رضا کو ضمانت کا اقرار ہے البتہ وہ یہ کہتا ہے کہ خالد نے یہ اطمینان دلایا تھا کہ تمہارا نام فرضی ڈال رہا ہوں، یعنی تم ضامن نہیں، اسی طرح اس کو شریک ہونے سے بھی انکار ہے پہلی بات کو اگر گواہوں سے ثابت کر دے گا تو خالد کے دعویٰ سے بری ہوگا ورنہ نہیں۔

عالمگیری میں ہے: ”رجل ادعی علی آخر الف درہم بسبب الكفالة عن فلان لو ادعی الكفیل برأۃ المدعی صح کذا فی الخلاصہ۔“

جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت، یہ قرآن عظیم کا فیصلہ ہے، فریقین میں سے جو اس کا مرتکب ہو حکم شریعت اس پر لاگو ہوگا اور فیضان کی شرکت گواہوں سے ثابت ہوگی، صرف تحریر شرعاً کافی نہیں اور گواہ پیش کرنے کی صورت میں فیضان رضا پر ضمانت کا بوجھ ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے: ”البینة علی المدعی والیمن علی من انکر“ (فتح الباری: ۵/۲۸۲) (۲) علم شعبہ علم نجوم کی وہ شاخ ہے جس کا تعلق پیشگوئی سے ہو مجرد کہانت اور علم رمل سب کو درمختار میں حرام بتایا ہے اور علم جفر کا تعلق بزرگان دین کے مکاشفات سے ہے، ان حرام علوم کے نتائج پر اگر اعتبار ہو اس کو تو علماء نے کفر لکھا ہے اور اعتبار کے بغیر بھی ان سے پوچھ گچھ کرنے کو مکروہ گمراہی لکھا ہے لغات میں ہے: ”امامین خبر المنجمون ویحکمون بالاحکام من جریان الحوادث ان کانت والسودة والنخومة ویقیدها باحکامها فی کل جریة وسکنة فان اعتدد تأیوها وفاعلیتها حقیقة فهو کفر بلاشبہة والا فبدعة وضلال مخالف بطریق السین من علماء الدین۔ اور حدیث شریف میں ہے: ”من اتی عرافا فسئلہ عن شیء لم تقبل له صلوة اربعین لیلة“

(شرح السنة: ۱۲/۱۲۸) امام نووی نے کہا: ”والعرف من جملة انواع الکھان“

بزرگان دین کا کشف من جانب اللہ ہوتا ہے پھر بھی وہ دلیل شرعی نہیں ہے، اسکو کاہنوں کے ساتھ شمار کرنا برا ہے اور جب فیضان رضا کا جوشی کے پاس جانے اور سوال کرنے سے انکار ہے تو اس کو کیا فکر پڑی ہے کہ اس جوشی کی قباحت کے خلاف اعلیٰ حضرت کے کشف سے معارضہ قائم کرتا ہے؟ غلط

بہتان کسی پر لگانا شرعاً حرام ہے۔

Click For More

حدیث شریف میں ہے: "ولاتاتوا ابیہتان تفترونہ بین یدیکم۔ (مجمع الزوائد للہبمی

ج ۳۷/۶)

(۳) بر تقدیر صدق مستفتی زید کی یہ تاویل غلط ہے، کیونکہ کافر کے مسلمان کرنے کے لیے تو علماء نے یہ قرار دیا ہے کہ جس غلط بات کا وہ قائل تھا اس سے برات کرے۔
شامی میں بدائع کے حوالہ سے ہے:

"لواتی بالشہادتین یحکم بالاسلام حتی یبرأ عن دین الذی ہو علیہ"
پس زید نے جو نکاح پڑھایا اس میں ایک فعل کا مرتکب ہوا جس سے اس کو توبہ کرنی چاہئے۔
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

قضا اور فیصلوں کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ علماء کے متعلق جو عوام کے سامنے اپنا فیصلہ کچھ اور سناتے ہیں اور تحریری شکل میں اپنے فیصلے کے مضمون کو بدل ڈالتے ہیں جس سے ملت میں آپسی نفاق بڑھ جاتا ہے اور بھائی بھائی سے پھڑکھڑ کر دو خیموں میں بٹ جاتے ہیں، اسی طرح کے فتویٰ سے متعلق ایک کاپی اور ایک خط کا مضمون پھر آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں جو اشتیاق عالم صاحب خانقاہ شہبازیہ اور مفتی شاہجہاں صاحب بھاگلپوری نے صادر فرمایا ہے۔ امید ہے کہ آپ قرآن اور سنت کی روشنی میں صحیح جواب سے مطلع فرمائیں گے۔ فقط والسلام
المستفتی خاکپائے محمود الحسین اشرفی بلوک نمبر ۶ ڈی ۱۱ پوسٹ فرا کہ بڑج ضلع مرشد آباد
مکرمی مفتی صاحب وعلیکم السلام یاد فرمائی کا شکر یہ۔

مجھ فقیر اور مفتی شاہجہاں صاحب کے متعلق جو سوال آپ تک پہنچا ہے اس کے تعلق سے صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ قاری عباس کسی صورت میں بھی سنی صحیح العقیدہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ بہرہ پیا ہے جو سنیوں کے درمیان انتشار بھیلانے کے لیے در آیا ہے، ہمارے تعلق سے جو باتیں پیش کی گئی ہیں وہ منی بر تہمت کے سوا کچھ نہیں ہم لوگوں نے تحقیق و تفتیش ضرور کی تھی مگر اپنے فیصلے کو محفوظ رکھا اور تین حاصل ہونے کے بعد فیصلہ نافذ کیا گیا، خط کافی تاخیر سے آیا۔ حیدرآباد بنگلور کے سفر سے واپسی پر جواب حاضر کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ بعافیت ہوں گے۔ فقط والسلام

خلوص کار اشتیاق خانقاہ شہبازیہ بھاگل پور مورخہ ۷/۶/۱۹۹۶ء

Click For More

الجواب

آپ لوگوں کا سوال عرصہ ہوا آیا تھا۔ ہر چند کے مفتی کی ذمہ داری واقعات کی تحقیق نہیں ہوتی وہ سوال کا جواب دیتا ہے۔ سوال کے جھوٹے سچے ہونے سے اس کو بحث نہیں ہوتی، اس لیے فتویٰ کے شروع میں عام طور سے لکھ دیا جاتا ہے بر تقدیر صدق مستفتی۔

لیکن آپ لوگوں کا سوال دو ایسے آدمیوں کی ذات سے متعلق تھا جو اہل سنت کے اداروں سے منسلک ہیں اور ان کے ساتھ بھی عوام اہل سنت کا ایک طبقہ ہے، اس لیے خیال ہوا کہ بے تحقیق جواب لکھنے میں کہیں ہمارا جواب اہل سنت میں تفریق کا باعث نہ بنے، یہ سوچ کر ہم نے دونوں صاحبوں کو خط لکھا، مفتی شاہجہاں صاحب کا تو اب تک کوئی جواب نہیں آیا، مولانا اشتیاق عالم صاحب نے البتہ جواب بھیجا، ان کو آپ حضرات کے الزام سے یکسر انکار ہے جس کی فوٹو اسٹیٹ اس خط کی پشت پر ہے۔

ایسی صورت میں یہ سوال دارالافتاء سے نکل کر دارالقضاء کے حدود میں داخل ہو گیا، آپ کے اطراف میں اگر کوئی سنی دیندار عالم ایسا ہو جو طرفین کے بیانات لے کر گواہوں کی تحقیق کر کے شریعت کے موافق فیصلہ کر سکے تو آپ وہیں اپنا معاملہ پیش کریں اور فیصلہ کرائیں۔ امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اذا خلی الزمان من السلطان فالعلماء ورثة الاحکام فقط والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۴ ربیع الجانی ۱۴۱۷ھ

(۲-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مسجد، مدرسہ، یا کسی دینی معاملے میں کسی کافر کو ثالث مان کر یا بتا کر اس کو اپنا حکم (فیصلہ کرنے والا) ماننا کیسا ہے؟ اور جن لوگوں نے کافر کو اپنا حکم مانا اور اس کے فیصلہ کی تائید کی اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۲) کسی غیر عالم کو مسجد میں لوگوں کو وعظ و نصیحت قرآن و حدیث کی روشنی میں کرنا کیسا ہے؟

(۳) زید، بکر کو زانی، غنڈا اور خائن کہتا تھا، مگر پھر اپنے فائدے کے لیے زید نے بکر کو اپنا سرپرست تسلیم کر لیا، اور بکر کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرتا ہے (جبکہ بکر ایسا نہیں تھا) تو زید کے لیے کیا حکم ہے؟

برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی اور ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

ولشاہد احمد اعظمی

الجواب

(۱) ایسے مسائل میں مبہم سوال کا جواب نہیں دیا جاسکتا، اس خاص مسئلہ کی تفصیل ضروری تھی تاکہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دیکھا جاتا کہ اس کا تعلق کس حد تک دین سے ہے، پھر اس غیر مسلم کی تفصیل کرنی تھی کہ کیونکہ آج کل ہاں جمہورنی حکومت ہے، محکمہ تعلیم یا اوقاف میں غیر مسلم افسر ہوں تو قہری حکومت ہے، ہم مانیں یا نہ مانیں، گورنمنٹ نے جس کو حکم مقرر کیا، یا اسے زبردستی متعلقہ امور کا اختیار ہوگا۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۷۷ پر ایک ایسے ہی شخص کا جواب دیتے ہوئے (جس نے انگریزی کچھریوں میں مقدمہ فیصلہ کرانے کو کفر کہا تھا؟ فرماتے ہیں:

جو مدعی حق پر ہیں۔ وہ غیر مسلموں کو حکم نہیں بناتے، بلکہ اپنا حق کہ جو بے زور حکومت نہیں مل سکتا نکوانا چاہتے ہیں، اور ص ۱۲۷، ۱۲۸ پر فرماتے ہیں: باختیار خود کسی ہندو یا رافضی یا وہابی یا قادیانی کو مدرسہ دینیہ اسلامیہ پر افسر مقرر کیا گیا ہو شریعت مطہرہ نے اسلامی کام پر باختیار خود اس طرح کا افسر مقرر کرنا ہی کب جائز رکھا ہے؟

الغرض پہلودار مسائل میں بے تفصیل و تحقیق مبہم الفاظ میں سوال کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔ (۳) آپ کا یہ سوال بھی سابقہ سوال کی طرح ہی ہے، آپ کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ فلاں نے مسجد میں یہ وعظ کیا اور یہ مسئلہ بیان کیا صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو ایسا مسئلہ بیان کرنے والے پر کیا حکم ہے؟ تو جواب آسان تھا موجودہ صورت میں تو اس سوال کا جواب یہ ہے:

سند کوئی چیز نہیں، بہترے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہیں لی ہے ان کی ناکردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی۔ علم ہونا چاہئے اور علم فتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا۔ جب تک کہ مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہر درس و تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ اور تحقیق مسائل کا مشغل انکا وظیفہ تھا، پیر نے دیکھا کہ وہ مسائل کہیں آج کل کے صد ہا فارغ التحصیل بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا افضل تھے۔ پس اگر شخص مذکور فی السؤال بذات خود خواہ بقیض صحبت علمائے کاملین علم کافی رکھتا ہے جو ان کرتا ہے غالباً صحیح ہوتا ہے اس کے خطا سے اس کی صواب زیادہ ہے۔ تو حرج نہیں اور اگر دونوں وجوہ علم سے عاری ہے، صرف بطور خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن کا مطلب بتانے کی کرات کرتا ہے تو یہ سخت اشد کبیرہ ہے، نہ اس کے فتویٰ پر عمل جائز نہ اس کے بیان قرآن و حدیث سننے کی کرات۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص: ۲۳۱)

یہ پوری عبارت جو کوڈ کے درمیان ہے آپ کے سوال کا جواب ہے، یہ اعلیٰ حضرت نے لکھا

(۳) بر تقدیر صدق مستفتی زید کو بکر سے معافی مانگنی چاہئے اور اس کے خلاف جو بہتان تراشی کی اس سے توبہ کرنی چاہئے اور جائز بات ہر آدمی کو ہر آدمی کی ماننی چاہئے۔ اس میں بکر کی کوئی تخصیص نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

زید اپنے دادا کو اللہ میاں کہتا ہے اور ان تمام اکابر و اصاغر علماء و مفتیان کرام اور حضور مفتی اعظم ہند علیہم رحمۃ الموعود جنہوں نے اللہ میاں بندے کو کہنا ناجائز و حرام لکھا ان سب فتاویٰ کو غلط کہتا ہے اور اس کے پیر صاحب کی خانقاہ میں یہ شعر تقریباً انیس سال سے لاؤڈ اسپیکر پر پڑھا جاتا ہے۔
کوئی بدعت سمجھے یا کفر اے شیخ حرم۔ ہم تو یونہی اللہ میاں کہتے جائیں گے۔

اس شعر سے ان تمام علمائے کرام و مفتیان عظام کے فتاویٰ کارو کیا جاتا ہے اور زید بھی اس شعر کو اور اس عمل کو پسند کرتا ہے، اسی بناء پر ایک مولینا صاحب نے زید سے ترک تعلق اور زید کے ساتھ مجالس میں شرکت سے پرہیز اور اجتناب کیا مولینا صاحب مذکور کے اس پرہیز اور اجتناب کو جو زید مذکور سے تھا ایک مفتی صاحب سے بکر نے معلوم کیا تو مفتی صاحب مذکور نے فتویٰ دیا کہ مولینا صاحب مذکور کا عمل درست ہے نیز یہ کہ زید کے ساتھ لینت اور نرمی تقریباً انیس سال سے اہل علم کی جانب سے باامید اصلاح و ہدایت بھی ہوتی رہی، اس کے باوجود زید بجائے توبہ و رجوع و قبول حق اپنے اس عمل و قول میں سختی اختیار کرتا رہا، اب سوال جواب طلب یہ ہے کہ مفتی صاحب مذکور کا فتوئے مذکور صحیح ہے یا غلط؟۔ بینوا تو جروا استفتاء مرسل ہے جلد جواب سے نوازیں اور جواب پیرنگ ہی بھیج دیں۔

المستفتی محمد اختر رضا خاں غفرلہ

الجواب

صورت مسئلہ میں مولانا کا یہ عمل درست ہے اور مفتی صاحب کی تصدیق و تائید بھی موافق شرع ہے۔
قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِنَّمَا يُنْسِبَنَّ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۴ صفر ۱۹۸۷ھ

(۶-۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) چند طرح کی حاجتیں ایک معاملے میں لے کر ضرورت کے برابر ہیں یا نہیں؟

(۲) موجودہ دور کے مفتیان کرام ضرورت شرعیہ کا تعین کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی محمد عابد حسین تنہی ۱۱۵ اکوٹن اسٹریٹ کلکتہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

(۱) آپ نے سوال گول مول کیا ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں فرماتے ہیں، گول مول سوال کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔ آج کل کسی دارالافتاء کے بارے میں یہ اجمالی حکم کیسے دیا جاسکتا ہے کہ ہم سب کی تغلیظ کریں گے۔ یا تصحیح کریں گے، سرکارِ نبی شریف کے استفتاء میں البتہ خاص فتوے کی نشاندہی کی تھی اس کے لیے البتہ ہم نے لکھ دیا تھا کہ اس مسئلہ میں ہم اعلیٰ حضرت کے فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ اور یہی فتوے دیتے ہیں، اہل مبارکپور کے فتوے کی تصدیق ہم نہیں کر سکتے۔

(۲) مراتب پانچ ہیں۔ ضرورت۔ حاجت۔ منفعت۔ زینت۔ فضول، اور جو چیز ضروری ہو فرض ہے اور جو حاجت ہو واجب اور سنت موکدہ ہے۔ منفعت اور زینت والی چیزیں سنت غیر موکدہ و مستحب ہیں فضول مکروہ تزیہی ہے۔ یہ تو ایجاب کا پہلو ہوا اور سلب کی صورت میں ضرورت سے حرام حلال ہو جاتا ہے، جیسے مضطر کو مردار کھانا حلال اور حاجت ہو تو مکروہ تحریمی حلال، بلکہ فرض میں تاخیر اور سہولت ہو جاتی ہے، جیسے مریض کو روزہ میں تخفیف اور منفعت وزینت کے لیے نہ حرام حلال ہو نہ مکروہ جائز، ہاں سنن زوائد یا مستحبات و آداب ترک کر سکتے ہیں اور فضول کے لیے کچھ نہیں، نہ حرام نہ حلال، نہ کسی حلال کی کراہت، ان مراتب پنج گانہ کا لحاظ بھی پانچ ہی امور کے لیے ہے۔ دین، عقل، نسب، نفس، مال، یہ بنیادی باتیں ہوتیں، اب ہم اصول کے سلسلے میں بھی کچھ عرض کرتے ہیں، ضرورت کی تعریف یہ ہے کہ: "بلوغه حدا ان لم یناول الممنوع لہلک شیء من امور الخمسة التي ذکرناہ سابقا من الدین والعقل وغیرہ"

اور قارب الہلاک ضرورت کا حکم یہ ہے۔

"هذا یبیح تناول الحرام"۔ (حموی شرح اشباہ ص ۱۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کی توضیح فرماتے ہیں۔ کہ وہ تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابل اباحت یا متحمل رخصت ہوں۔ مباح یا مرخص ہو جاتے ہیں، نہ مثل زنا و ناحق قتل مسلم کہ کسی شدید ضرورت کے لیے مرخص نہیں ہو سکتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر ص ۱۹۹)

جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضرورت کا حکم بھی کلی نہیں، بلکہ کچھ حرام و گناہ اس حکم سے بھی مستثنیٰ ہیں کہ وہ کسی ضرورت سے حلال نہیں ہوتے۔ ہمارے خیال سے یہ استثناء اس قاعدہ کلیہ کے تحت ہے۔

"إذا ابتلیتم ببلیتین فاختراروا ادونہما"

اور زنا اور قتل نفس مسلم جان کے خوف سے نہ ادون نہ مساوی بلکہ اعلیٰ ہیں اس لیے ان کی حرمت کا

حکم کسی ضرورت کے تحت حلال نہ ہوگا۔

حاجت کی تعریف یہ کی گئی۔

”کالجائع لو لم یوجد ما یاکله لم یهلك غیر انه یكون فی جهد و مشقة“

اس کا حکم یہ ہے: ”هذا لا یبیح الحرام و یبیح الفطر فی الصوم“

اس سے معلوم ہوا کہ حاجت سے حرام حلال نہ ہوگا، ہاں وہ فرائض جن میں مشقت کی وجہ سے رخصت ہو وہ حاجت کی وجہ سے معاف یا مرخص ہو جاتے ہیں، ابتدا کلام میں ہم نے ضرورت اور حاجت کی جو تفصیلات ذکر کیں، ان سے ظاہر ہے کہ حاجت سے مکروہ تحریمی حلال ہو جاتا ہے، یہاں حاجت کے حکم کے بیان سے یہ قرینہ معلوم ہوا کہ حرام حلال تو نہیں ہوتا لیکن فرائض میں تخفیف ہو جاتی ہے اور ہمارے خیال میں یہ اس لیے کہ قاعدہ اصولیہ درء المفسد اولیٰ من جلب المنفعة تو روزہ سے ایک فائدہ اخروی ہے اور روزہ میں مثلاً مرض کی مشقت ایک مفسدہ جسمی ہے۔

الاشباہ والنظائر میں حاجت کے باب میں ایک استثناء اور بھی ہے:

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت او خاصة۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کبھی حاجت کے لیے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے، مگر اس قاعدے کے ضمن میں علامہ نجم نے کل آٹھ مثالیں دی ہیں جن میں سے صرف ایک آخری مثال کہ محتاج کو سودی قرض لینا جائز ہے یہ ایسی مثال ہے کہ بحاجت حرام قطعی حلال ہوا، بقیہ یہ باب واضح نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حاجت ضرورت کے قائم مقام ہوتی ہے۔ یہ قاعدہ تو بتایا لیکن اس کے حدود اور

شرائط کیا ہیں؟ ان پر کچھ روشنی نہیں ڈالی؟

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ چند حاجتیں کیا، ایک حاجت ہی ضرورت کے قائم مقام ہو سکتی ہے لیکن اس کے حدود اور شرائط کی تعیین ضروری ہے۔ اور علمائے راہین کلام علماء میں غور کریں تو تعیین بھی ممکن ہے، لیکن یہ کام بے حد مشکل، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے پاسپورٹ کی غرض سے تصویر کی ضرورت کی بعض صورتوں کی تعیین کی ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں: ”فان اصبت فمن ربی

وله الحمد وان اخطات فمنی ومن الشيطان۔ واللہ تعالیٰ علم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

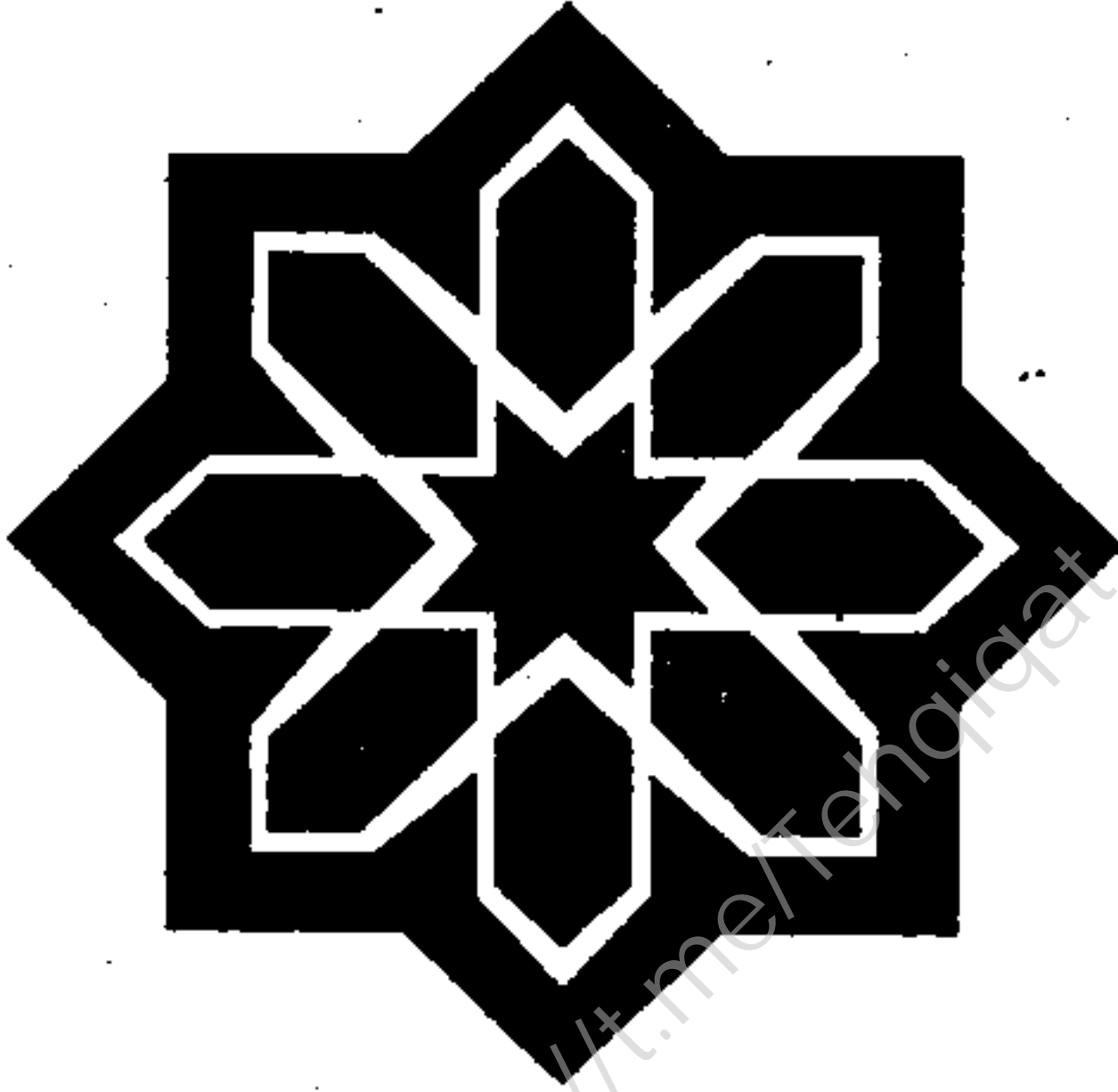
کتاب المحظر والاباحۃ

صفحہ نمبر	تعداد فتاویٰ	ابواب
۲۳۷	(۱۷۲)	جائز اور ناجائز چیزوں کا بیان
۳۸۴	(۴۰)	کسب کا بیان
۴۲۴	(۲۲)	پردہ کا بیان
۴۳۷	(۴)	تعلیم نسواں کا بیان
۴۵۹	(۲۹)	فسق و فجور کا بیان
۴۸۴	(۴۱)	سلام و کلام کا بیان
۵۲۷	(۳)	سجدہ تعظیسی کا بیان
۵۳۶	(۱)	نام رکھنے کا بیان
۵۴۸	(۸)	حقوق والدین و اولاد کا بیان
۵۵۵	(۱)	صلہ رحمی کا بیان
۵۶۹	(۴)	شعر و شاعری کا بیان
۵۸۰	(۴)	سماع اور قوالی کا بیان
۳۳۲	(۷۵)	مباح چیزوں کا بیان
۴۰۵	(۲۸)	کھانے اور پینے کا بیان
۴۴۰	(۴۴)	تصویر کا بیان
۴۸۰	(۲)	خواب کا بیان
۵۱۸	(۱۱)	سلام و مصافحہ کا بیان
۵۳۳	(۵)	انگوٹھے چومنے کا بیان

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۵۳۶	(۴)	تبرکات کا بیان
۵۴۵	(۱۸)	حقوق عباد کا بیان
۵۵۸	(۱۳)	تہمت کا بیان
۵۷۷	(۷)	لہو و لعب کا بیان



Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جائز اور ناجائز چیزوں کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شب معراج حضور ﷺ جس براق سے تشریف لے گئے تھے۔ اس کا قد اور صورت و شکل کیسی تھی، چہرہ اگر انسان کا تھا تو مرد کا تھا یا عورت کا، اور اس کی تفصیل کس کتاب میں ملے گی۔ ایک صاحب مجھ سے یہاں بار بار دریافت کر رہے ہیں، میں نے کہہ دیا ہے کہ میں حضرت کے پاس لکھ کر معلوم کرتا ہوں اس کے بعد تمہیں بتاؤں گا۔ گذشتہ جنورن سے میں یہاں بگان کی بڑی مسجد میں پیش امام ہوں، یہاں پہلے مولوی امین الدین صاحب تھے، جو اب ذرا جلد ہی عنایت فرمائیں۔ کرم ہوگا۔ فقط
اقبال احمد ساکن رشید حال مقیم ہوڑہ

الجواب

ایک بات تو آپ قطعی طور پر جان لیں کہ یہ صورت جو براق النبی کے نام سے بناتے ہیں قطعی غلط اور بے بنیاد ہے، کیونکہ براق کو صرف رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور حضور کے عہد مبارک میں اس کی کوئی تصویر ہی نہیں کہ تصویر بنانا حرام ہے تو آج کل جو یہ لوگ بناتے ہیں جھوٹ ہی ہوتی ہے۔ اب کتابوں میں جو کچھ ملا ہے وہ پڑھئے۔

(۱) عن ابن مسعود البراق ہی دابة التي كانت تحمل عليها الانبياء تضع حافرھا منتهی طرفھا۔ (ابن ہشام: ج ۲/ص ۳)

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ ایسا جانور تھا کہ اس پر انبیاء سوار ہوتے تھے۔ جہاں تک نگاہ جاتی ہے وہاں قدم رکھتا تھا۔

(۲) عن ابن عباس دابة البيض بين البغل والحمار في فخذيه جناحان يحرك بها رجله يضع قدمه منتهی طرفھا۔

براق گدھے اور خچر کے بیچ میں ایک سفید جانور تھا جس کی رانوں میں پر تھے جس سے پاؤں کو حرکت دیتا، جہاں نظر پڑتی وہاں قدم رکھتا تھا۔

(۳) عن ابن مسعود اذا اتى على جبل ارتفعت يدها واذا هبط ارتفعت رجلاه۔
پہاڑ پر چڑھتا تو اگلے دونوں پاؤں چھوٹے ہوتے اور اترتا تو پچھلے۔

(۴) عن ابن عباس بسند ضعيف لها حد ان كعقد الانسان وعرف كالفرس وقوائم

كالابل والاطلاف والذنب كالبقرة۔

Click For More

ضعیف روایت میں ہے کہ چہرہ انسان کا سا اور گردن کے بال گھوڑے جیسے پاؤں اونٹ جیسے کمر اور دم گائے جیسی۔ ا

(۵) عن ابی سعید کان الذی امسک برکابہ جبرئیل و بزمام البراق اسرافیل۔

براق کی رکاب جبرئیل تھامے تھے اور گام اسرافیل۔

(۶) وعن انس اتی بالبراق مسرجا وملجما۔

آخری چاروں روایتیں فتح الباری جلد ۷ ص ۲۰۶ میں ہیں، یہاں سے معلوم ہوا کہ براق کا رخسار آدمی جیسا تھا اور روایتوں میں ہر جگہ براق کو مونث کے صیغہ سے بیان کیا گیا۔ جس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جانور مادہ ہی تھا۔ وہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) تعزیہ و چوک کی تعظیم اور اس کا احترام کرنا کیسا ہے؟ (۲) چوک کے پاس علم اور شدے نصب کرنے کے بعد یا چوک پر تعزیہ اور شیرنی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا اور دلانا کیسا ہے؟ (۳) صورت مذکورہ میں فاتحہ دینے اور دلانے والے کے متعلق عندالشرع کیا حکم ہے؟ (۴) تعزیہ و چوک کی تعظیم و احترام نہ کرنے والوں کو یزیدی اور کافر کہنا کیسا ہے؟ (۵) تعزیہ کا گشت جس میں ڈھول تاشے اور جھانجھنیں بجیں اور نوحہ خوانی ہو ساتھ ساتھ مرد و عورت کا میل بھی ہو اس جلوس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ اس میں شریک ہونے والے اور اسے جائز جاننے والے کی امامت میں کراہت ہے یا نہیں؟ (۶) تعزیہ بنانا عندالشرع کیسا ہے؟

المستفتی عبدالحق عظمت نگر اعظم گڑھ ۱۰ جولائی ۱۹۸۶ء

بینواتوجروا

الجواب

آپ نے سوال میں جن چیزوں کا ذکر کیا ہے مروجہ تعزیہ داری میں آتی ہیں۔ جن میں کچھ امور عبث اور بے فائدہ ہیں۔ کچھ کی صاف ممانعت ہے۔ اور بیشتر میں تشبہ بالروافض ہے یہ سب امور ناجائز و حرام ہیں۔ ان کا علی الاطلاق کرنے والا فاسق معین اور ان امور کے بارے میں کچھ غلط عقیدہ رکھتا ہو مثلاً انہیں قرض یا ضروری قرار دے تو گمراہ بھی ہے۔

جو شخص مروجہ تعزیہ داری سے پرہیز کرے اس کو یزیدی اور کافر کہنے والے گمراہ اور خود بد عقیدہ ہیں، انہیں توبہ کرنی چاہئے اور شخص مذکور سے معافی مانگنی چاہئے۔ ہاں اپنے گھر میں (چوک پر گئے بغیر) اماہن کریمین کے نام کی فاتحہ کرنی۔ سبیل لگانی۔ سچے شہادت ناموں سے ان کے ذکر کی مجلس قائم کرنی بلاشبہ باعث اجر و ثواب ہے۔ مسئلہ کی زیادہ تفصیل مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ

Click For More

تجزیہ داری میں دیکھی جائے۔
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۳-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوال نمبر (۱) عرض یہ ہے کہ حجام برادری کی عورتیں بے پردہ ادھر ادھر دوڑتی رہتی ہیں۔ دوسروں کے گھروں میں جاتی ہیں اور ایک پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں جس کو روکنے کے متعلق فتویٰ کی ضرورت ہے، زحمت کریں میں آپ کا بڑا مشکور ہوں گا اور قوم پر احسان عظیم ہوگا۔ حجام نائی کی عورتیں جو پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں دولہا کے تیل بکوا لگوانا اور غیر محرم کا پیٹ ماش کرنا۔ اور غیر کے گھر میں بے پردہ جانا، ہنسی مذاق اور طرح طرح کی پھوہر گفتگو عورتوں اور مردوں سے کرنا جائز ہے نا جائز؟ ان کی کمائی حلال یا حرام؟ سوال نمبر (۲) جو عورتیں یہ پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں ان کے اور ان کے خاوند کے اور (جو اپنی عورت کو بے پردہ بھیجتے ہیں) اس کا کتنا بڑا عذاب ہوگا۔ فقط
آپ کا خادم ماسٹر سعید احمد اسلامک چلڈرن اکیڈمی نیپال گنچ نیپال۔

الجواب

ان عورتوں کا اجنبی مردوں کا پاؤں داہنا، ان کی مالش کرنا اپٹن لگانا، نا جائز و حرام ہے۔ اور اس کا معاوضہ اور مزدوری بھی نا جائز اور ممنوع ہے۔

ہدایہ میں ہے: لا یجوز الاستیجار علی الغناء والنوح و کذا سائر الملامی لانه استیجار علی المعصیة والمعصیة لا تستحق بالعقد۔ (ج ۲/ ۲۸۷)
گناہ کی اجرت حرام ہے۔

(۲) ایسے شوہر جو اپنی عورتوں کو اجنبی مردوں کے ساتھ ایسی حرکت کرنے سے راضی ہوں شریعت میں ان کو توٹوٹ کہا جاتا ہے۔ یہ بھی سخت گنہگار اور فاسق ہیں، ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنی عورتوں کو ایسا پیشہ کرنے سے منع کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک ریڈی پیشہ ور داخل اسلام ہو کر تائب ہوگئی۔ اب اس کی جائداد منقولہ غیر منقولہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مذکورہ مسلمان عورت اپنی مالیت کو مدارس، مساجد نیز دیگر امور میں صرف کرنا چاہتی ہے اس کا کیا طریقہ ہے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ ابتدائے اسلام میں جو کفار مشرف باسلام ہوئے ان کی مالیت حالت کفر کی کس مصرف میں خرچ ہوئی بصورت دیگر وہ مال کیا ہوئے۔

المستفتی حافظ نور محمد تنستی پوریدانی بازار ضلع گوٹہ

Click For More

الجواب

اس کی پوری کمائی حرام کی ہی تھی تو اصل تو یہ ہے کہ گناہ کی زندگی سے باز آنے کے ساتھ وہ رقم بھی اس کے مالکوں کو واپس کرے۔ اگر اس کے مالک نہ ملیں تو فقیروں کو توبہ کی نیت سے دے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: لانه لم يندم على الماضي ولا ترك الاتي ولم يمح الباقي فلم يواخذ شيء من اركان توبته۔

عالمگیری میں ہے: من تصدق على فقير شيئا من مال الحرام ويرجو الثواب يكفر۔ اور اگر وہ کمائی ایام کفر کی ہو تو اس کی اس کمائی سے اسلام کوئی تعرض نہیں کرتا کہ: الاسلام يهدم ما كان قبله، واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل صورت میں کہ ایک ایسی عورت ہے جس سے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اگر تم زندگی چاہتی ہو تو تمہیں بچہ جننا روکنا ہوگا، کیونکہ وہ ہمیشہ عجیب مرض مبتلا رہتی ہے اور بچہ کو بند کرنے کے لیے آپریشن کرانا ہوگا، ڈاکٹر بار بار یہی اصرار کرتا ہے کہ آپریشن کرایا جائے ورنہ جونہی بچہ پیدا ہوا کہ زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا، صورت مسئلہ میں شریعت کیا حکم دیتی ہے، مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں گے کرم ہوگا۔ فقط

المستفتی محمد رفیق عالم قادری مقام دپوسٹ ڈبری ۸ شوال ۱۴۰۶ھ ضلع گریڈی بہار

الجواب

جان بچانے کے لیے شریعت حمل سے نجات حاصل کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ شامی میں ہے: وجاز لسعذر كالمرضعة اذا ظهر بها حبل والقطع لبنها وتحاف هلاك الولد قالوا يباح لها ان تعالج في استئزال الدم مادام الحمل مضغة او علقه ولم يعلق له عضو وجاز لانه ليس بأدمى وفيه صيانة الآدمى۔

دودھ پلانے والی کو حمل ظاہر ہو اور دودھ خشک ہو جائے اور دودھ پینے والے بچہ کی جان کو خوف ہو تو عورت کے لیے یہ جائز ہے کہ علاج کے ذریعہ حمل کو ساقط کرالے جب تک کہ حمل گوشت یا لوتھڑے کی شکل میں ہو اور اس کے اعضاء نہ بنے ہوں کیونکہ وہ حمل ابھی آدمی نہیں ہے اور ادھر آدمی کی جان خطرہ میں ہے جس کا بچانا ضروری ہے۔

اسی میں ہے: "ان لها سدقم الرحم كما تفعله النساء"

اگر کسی عذر کی وجہ سے عورت علق سے بچنے کے لیے رحم کا منہ بند کرنے کو جائز ہے۔ صورت

Click For More

مسئلہ میں بھی اگر اس بات کا ظن غالب ہو کہ استقرار حمل کی صورت میں اس کی جان کو خطرہ قوی ہے اور آج کل استقرار حمل سے بچنے کے لیے آپریشن کے علاوہ دوسرے ذرائع بھی ایجاد ہو گئے ہیں تو انہیں طریقوں کو کام لایا جائے، اس کے بعد بھی کام نہ چلے اور بغیر کسی ضرر شدید کے اسقاط ہو سکتا ہے تو جان بچانے کے لیے اعضاء بننے سے قبل حمل کو ساقط بھی کر سکتی ہے۔ الغرض آپریشن کی اجازت بالکل مجبوری اور آخری درجہ میں دی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ

(۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حضرات اس مسئلہ پر کہ زید نے کہا خداوند قدوس نے امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدا کیا تھا قتل کروانے کے لیے؟ کیا ایسا کہنا چاہئے؟
محبوب اشرف روڈ وزیر گھوسی

الجواب

اگر اس بات کا یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی اور عظمت و کبریائی بیان کرنا ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ صاحب عناصر الشہادتین اسی مضمون کو اس طرح ادا کرتے ہیں۔
تعالیٰ اللہ کیا کیا قدرتیں اپنی دکھاتا ہے ☆ کہ پتکے نور کے بنوا کے مٹی میں ملاتا ہے
کبھی حسین کو کاندھے پر حضرت کے چڑھاتا ہے ☆ کبھی سران کا نیزے پر چڑھتا اور در پھراتا ہے
اور اگر اس جملہ کا مطلب خدا پر اعتراض کرنا ہو کہ کیا غلط کام کیا معاذ اللہ۔ تو یہ کلمہ کفر ہوگا۔ اور کہنے والے پر تجدد یا ایمان تجدید کا حرج تو بہ ضروری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۱ صفر ۱۴۰۷ھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں جب کہ زید اپنی بیوی عائشہ کو حزار پر لے جانے کے لیے بھند ہے اور بیوی جانے سے انکار کرتی ہے، اس کشمکش کی وجہ سے رشتہ قطع ہو جانے کا اندیشہ ہے، عائشہ کہتی ہے کہ قبرستان یا حزار پر عورتوں کا جانا درست نہیں ہے اور عائشہ کی کہوتی ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری لازم ہے، برائے کرم کتاب وسنت کے حوالے سے جواب سے مطلع فرمائیں کہ ایسی حالت میں کون حق پر ہے کون ناحق پر ہے؟
نصر الدین کازی ساٹھ گھوسی اعظم گڑھ

الجواب

بے شک عورتوں کی قبر پر حاضری نا جائز و حرام ہے اور حدیث شریف میں ہے:

Click For More

لا طاعة لمخلوق في معصية الله -

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرماں برداری نہیں۔

لیکن عورت کو رشتہ منقطع ہونے کا خطرہ ہے تو وہاں تک جائے، خاص قبر کے پاس نہ جائے جیسے کچھوچھ شریف عرس میں عورتوں کو قبر پر جانے نہیں دیا جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۳/ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

(۹-۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی حسن بخاری ثم اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ سلطان التارکین شیخ صوفی حمید الدین ناگوری کی خانقاہ شریف کی جمیع رسومات جو عین شرع شریف کے مطابق ہیں۔

(۲) اگر زید اپنی جانب سے نئی نئی رسمیں ایجاد کرے۔ جو شرع شریف کے عین خلاف ہیں۔

(۳) (۱) نیز بقول عوام و خواص زید نے نسبتی کر رکھی ہے۔ (ب) زید نے کسی پیر کامل کی بیعت و خلافت بھی حاصل نہیں کی ہے (ت) ایسے شخص کے لیے کسی شخص کو بیعت کرنا۔ امامت کرنا، سجادگی پر فائز ہونا وغیرہ؟ حکم شرع شریف کے نزدیک۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

”العبد المذنب طالب دعا“ سجادہ نشین پیر حکیم محمد صابر چشتی فاروقی نظامی ناگور شریف

الجواب

(۱-۲) آپ نے ان نئی رسموں کی تفصیل نہیں لکھی کہ فیصلہ کیا جاتا کہ ان کی شرعی حقیقت کیا ہے۔ بر تقدیر صدق مستفتی وہ خلاف شرع ہیں تو بدعت سیدہ اور گناہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: من احدث فی امرنا مالیس منه فهو رد۔

(۳) (الف) اس سوال میں بھی بقول عوام لکھ کر شبہ ڈال دیا ہے۔ بس بندی حرام اور اس کا علی الاعلان کرانے والا فاسق معلن۔ (ب) مرید ہونا شرعاً ضروری نہیں۔ یہ ایک مستحب اور نیک کام ہے۔ (ت) فاسق اور جس کا سلسلہ متصل نہ ہو۔ پیر بنانے کے لائق نہیں۔ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے سجادہ نشین ہونے کیلئے کسی پیر کامل سے ارادت اور اس کا خلیفہ مجاز ہونا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۰/شوال المکرم ۱۴۰۷ھ

(۱۲) مسئلہ: ضروری گزارش خدمت عالیہ میں ہے کہ

ایک شخص مرد چوڑی فروش گاؤں اور قصبہ میں گھوم گھوم کر عورتوں کے ہاتھ میں چوڑی پہناتا ہے

اور یہی اس کا پیشہ ہے جس سے اپنے بال بچوں کا خرچ چلاتا ہے کیا وہ شخص دوسری عورتوں کے ہاتھ میں چوڑی پہنا سکتا ہے یا نہیں مذہب اسلام کی طرف سے جائز ہے یا نہیں۔
المستفتی فاطمہ بیگم

الجواب

غیر محرم عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں چوڑی پہنانا حرام اور جو شخص اس طرح روزی کمائے اس کی کمائی حرام ہے مسلمانوں کو اس سے اجتر از لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالافتاء دارالعلوم شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۱۳-۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مندرجہ مسائل کے کتب فقہیہ کی روشنی میں اطمینان بخش جوابات عنایت فرمائیں رب قدیر اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کے طفیل آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ تادیر برائے خدمت دین و سنیت قائم رکھے۔ والسلام
محمد علی قاضی فاضل اشرفیہ

(۱) زید عمرو، بکرائمہ مساجد نے متعدد بار اپنی زبان سے تنظیم باغی علمائے اہل سنت قائم کرنے کا اظہار کیا ہے از روئے شرع اس طرح کے کلمات بولنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مذکورہ اشخاص جنہوں نے ایسے جملے دہرائے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۲) زید عمرو بکرائمہ مساجد ایسی محفلوں میں نکاح پڑھاتے ہیں اور شرکت کرتے ہیں جن میں باوجود منع کرنے کے تصویر کشی کی جاتی ہے اور بعض اوقات محفل نکاح کی ویڈیو فلم بھی بنائی جاتی ہے تو ایسی محفلوں میں نکاح پڑھانا یا شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز مذکورہ اشخاص کبھی بغرض ضرورت و نیوی مثلاً امتحان گاڑی کالائسنس وغیرہ اور کبھی بغیر ضرورت یاری دوستی میں تصویر کشی کراتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص کو مسجد کا امام بنانا یا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے اشخاص کا حکم کیا ہے؟

(۳) کیا اپنی بھابھی، خالہ زاد بہن، پھوپھی زاد بہن، اور چچا زاد بہن سے بے پردہ بات چیت کرنا اور ان سے ملنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر ایسا شخص جو مذکورہ بالا غیر محرمت سے بے پردہ ملتا ہو یا بات چیت کرنا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ اسکے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

(۴) زید امام مسجد ہے اور علم دین کا جاننے والا ہے باوجود اس کے رمضان میں معاوضہ کے عوض نماز تراویح کے لیے حفاظ کا مساجد میں تقرر کرتا ہے اس کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو پھر ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

(۵) جو شخص یہ کہتا ہے کہ مولویوں سے مجھے نفرت ہے یا اس قسم کے توہین آمیز کلمات علماء و حفاظ

کے متعلق دہراتا رہتا ہے ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز اسے مسجد کا امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

(۶) زید عمرو بکرائمہ مساجد فساد معظنین کو سلام کرتے ہیں اور ان کا احترام و اکرام کرتے ہیں مذکورہ بالا اشخاص کا کیا حکم ہے؟۔ امید کہ حضور جو ابابکاملہ مطہرہ سے نوازیں گے عین کرم ہوگا

الجواب

(۱) بغاوت کے لفظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ائمہ مساجد خود بھی علماء اہل سنت سے ہیں تو ان کا یہ ارادہ بغاوت علماء اہل سنت کے کسی خاص طبقہ کے خلاف اور کسی ایسے امر کے سلسلہ میں ہے جو واقعی شرعاً قابل گرفت ہے جب تو ان کو اس سے اختلاف کرنا ہی چاہیے خواہ منظم طریقہ پر ہو یا غیر منظم طریقہ پر پس اس کا اظہار جرم نہ ہوگا۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [آل عمران: ۱۱۰]

اور اگر عام اور تمام علمائے اہل سنت کے خلاف انہوں نے یہ ارادہ ظاہر کیا اور صرف اسی حد تک ان کا یہ اظہار رہا تو گو علماء اہل سنت کی بغاوت سخت گناہ بلکہ بعض حالات میں کفر بھی ہو سکتی ہے لیکن شرع کا مسئلہ معلوم و معروف ہے کہ صرف نیت و ارادہ پر مواخذہ نہیں۔

حموی میں ہے: "الفعل لا يتم بمجرد النية"

تو جب تک ان کا یہ ارادہ، ارادہ کی منزل میں ہے ان پر فسق یا کفر کا حکم نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس قسم کی بات پر ان کی سخت سرزنش ہونی چاہئے۔

(۲) جس مجلس کے لیے پہلے سے ہی معلوم ہو کہ وہاں ضرور تصویر کشی ہوگی وہاں جانا ناجائز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸)

یونہی تصویر کھینچنا کھنچوانا بلا ضرورت حرام ہے ہی، اور جن ضرورتوں کا ذکر سوال میں ہے وہ بھی شرعی ضروریات نہیں ہیں تو ایسے لوگوں کا امام بنانا گناہ اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

(۳) یہ عورتیں محارم میں سے نہیں ہیں، اس لیے ان مردوں کے سامنے یہ عورتیں صرف چہرہ اور ہتھیلی کھول سکتی ہیں اور بقدر ضرورت بات بھی ہو سکتی ہے اس سے زائد حرام و ناجائز اور مرتکبین فاسق۔

اور بھادج کے بارے میں تو حدیث شریف میں آیا ہے: "الحموات موت" و پور موت ہے۔

(۲۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنے لڑکے بکر سے تگ آ کر غصہ میں یہ کہا کہ تم میری اولاد نہیں ہو بلکہ تم حرامی ہو، اور کافر ہو، زید کے اس جملہ پر عندا لشرع کیا حکم عائد ہوگا۔ بینواتو جروا
المستفتی: عبدالمعید کریم الدین پور گھوسی

الجواب

سوال سے ظاہر ہے کہ زید نے یہ الفاظ غصہ میں کہے تھے۔ غصہ کی حالت میں ان الفاظ کے حقیقی
معنی مراد نہیں ہوئے بلکہ گالی دینا مقصد ہوتا ہے۔ زید کو اس فحش کلامی سے باز رہنا چاہئے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ﴾
(الحجرات: ۱۱) کسی کو برے الفاظ سے نہ پکارو یہ فسق کا کام ہے۔

گالی گلو ج مسلمان کا کام نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ”ولا فاحشا ولا متفحشا“
اور لڑکے کو چاہئے کہ اس کے جواب میں باپ کو کچھ نہ کہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمْ أَوْفٍ وَلَا تَنْهَرُهُمْ وَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (الاسراء: ۱۷)
نہ انہیں اف کہو نہ جھڑکو، بچپن میں اس نے ان پر کتنی دفعہ پیشاب پینچا نہ کیا ہوگا۔ انہوں نے تیرے

اس کا برا نہیں مانا تو اب یہ ان کی اس بات کا کیوں برامانے، والدین کے حقوق بہت عظیم ہیں۔ واللہ تعالیٰ
اعلم عبدالمناں اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۲۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

کسی امتی کا خیر البشر نام رکھنا عندا لشرع جائز ہے یا نہیں۔ مع دلائل و براہین کے بیان فرمایا جائے۔ بینواتو
جروا المستفتی محمد خورشید اشرفی سنبھل مراد آباد جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

الجواب

اگرچہ صحیح یہ ہے کہ اس قسم کے اسماء میں اس لفظ کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے، پھر بھی حدیث
شریف میں ایسے نام رکھنے کی ممانعت آئی ہے جن سے اپنے نفس کی بڑائی و بزرگی ثابت ہو۔

حدیث شریف میں ہے: ”لاتزکو انفسکم“ (الدر المنثور: ۶/۱۲۸)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے برہ کا نام بدل کر زینب رکھا اور وہی بات ارشاد

فرمائی کہ: ”فلاتزکو انفسکم اللہ اعلم باہل البر منکم“ (الدر المنثور: ۶/۱۲۸)

خیر البشر میں تو اس سے بہت زیادہ تعالیٰ ہے کہ یہ حضور ﷺ کا لقب ہے، اس لیے اس نام کو بدل

رغلام خیر البشر کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۱ رجب ۱۹۸۹ء

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ بکر جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ وہ دیوبندی ہے عرصہ دراز سے مدرسہ اہل سنت سلیم کی امداد زیادہ سے زیادہ کرتا رہا ہے، یہ عید قربان پر جانور مدرسہ کے مدرسین کے حوالہ کر دیتا ہے کہ ذبح کر کے گوشت اپنے استعمال میں لائیں، مدرسین اور طلبہ نے گوشت استعمال بھی کیا، رمضان المبارک میں مدرسہ مذکور میں طلبہ اور مدرسین اور کمرہی کے ائمہ مساجد کی خدمت میں بطور ہدیہ دودھ پیش کرتا رہتا ہے اور یہ لوگ استعمال کرتے رہتے ہیں۔

اب زید نے جو عالم کہلاتا ہے فتویٰ دیا ہے کہ جن امام لوگوں نے اس کا دودھ استعمال کیا ہے ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ مشرکین بد مذہبوں یعنی دیوبندی شیعہ غیر مقلد کی طرف سے ہدیہ ہوتو اس کا لینا کیسا ہے؟ ہدیہ قبول کرنے والے پر کون سا شرعی حکم عائد ہوتا ہے؟ جن لوگوں نے اس کے ہدیہ لئے ہوئے جانور کا گوشت کھایا ان کیلئے کیا حکم ہے؟ جانور بھی اس نے ہدیہ ہی کیا تھا۔ بینوا تو جروا

استفتی حافظ محمد ولی اللہ

الجواب

شریعت میں گمراہوں اور بد مذہبوں سے پرہیز کا حکم آیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولایفتنونکم"

اور حکم ہوا: "لاتواکلوہم ولا تشاربوہم" (تذکرۃ الموضوعات: ۱۰۹۵)

ان کو اپنے سے دور رکھو، اپنے کو ان سے دور رکھو، ان سے کھانے پینے کا تعلق نہ رکھو، کہیں وہ تم کو برا نہ کر دیں، کہیں وہ فتنہ میں نہ ڈالیں۔ جن حضرات نے غفلت یا شرم حضور میں ایسا کام کیا اگر اپنے سے خدا کے دربار میں معذرت کریں۔ اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کریں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" (التبر

سب: ۷/۴) گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ ہو جاتا ہے۔ مشرکین کا معاملہ علیحدہ ہے، احتیاط ان سے

بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موہن

۱۸/ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

Click For More

(۲۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

تعزیرہ داری مسلک اہل سنت میں جائز ہے کہ نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تعزیرہ داری کرنا ماتم و نوحہ خوانی کرنا مسلک اہل سنت میں جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت صاحب نے مرثیہ خوانی و نوحہ و سینہ کو بی کرنا تعزیرہ کی طرف بنظر تعظیم یا تحقیر ناجائز ہے۔ بلکہ حرام ہے اور صدر الشریعہ نے بھی تعزیرہ داری کو ناجائز لکھا ہے۔ آیا زید کا قول صحیح ہے یا ناجائز و بہتان ہے؟ حقیقت سے مع حوالہ کتب آگاہ فرمائیں بکر کہتا ہے چاہے جو کچھ بھی ہو یہ ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ ہم بھی کریں گے۔ واضح فرمایا جائے کہ تعزیرہ داری جائز ہے یا نہیں؟ بکر کا قول کیسا ہے؟ اس کے اوپر کیا حکم ہے۔

الجواب

مروجہ تعزیرہ داری ناجائز ہے۔ البتہ ان ایام میں ذکر شہادت کی مجلس قائم کرنا، شہدائے کربلا کے نام ایصال ثواب کرنا۔ ان کے نام کی سبیل لگانا مستحسن اور باعث ثواب ہے اس کے علاوہ ماتم مرثیہ تعزیرہ اور اس کا گشت سب ناجائز و غلط ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ تعزیرہ داری اور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے: باپ دادا کی ان رسموں پر عمل کرنا چاہے جو شرع کے موافق ہیں۔ ان رسموں کی پابندی ناجائز اور غلط ہے جو خلاف شرع ہوں۔ ہاں اتنی احتیاط ضروری ہے کہ شرع کا مسئلہ کسی سنی مستند ادارے سے حاصل کیا جائے۔ دیوبندی اور غیر مقلد حضرات گمراہ فرقوں کے مولوی صاحبان جھوٹ موٹ ہر بات کو ناجائز و حرام بلکہ شرک و بدعت تک کہہ دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۱۹ صفر المظفر ۱۰ھ

(۲۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

زید بطور تضحیک ہمیشہ بکر کو جاہل کہتا ہے، اس کا حافظ قرآن کی شان میں جہالت کا جملہ استعمال کرنا کیسا ہے؟ نیز جاہل کی تعریف بتائی جائے کہ جاہل کس کو کہا جاسکتا ہے؟ اور اس کے ساتھ مذاق اڑانے والے پر بجانب شرع کیا حکم صادر ہوگا۔ بحوالہ قرآن و کتب کبیر حل فرمائیں۔ المستفتی محمد عبداللہ پلاموں

الجواب

کسی مسلمان کو برے نام اور لقب سے یاد کرنا ناجائز ہے۔ وہ بھی جب ایذا اور چڑھانے کی نیت سے ہو۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَلَا تَلْبِسُوا بِالْأَلْقَابِ بِسْمِ الْإِسْمِ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ﴾ (الحجرات: ۱) حکومت اسلامیہ ہوتی تو ایسے شخص کو سزا دی جاتی۔ اس پر لازم ہے کہ حافظ صاحب مذکور سے

Click For More

معافی مانگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲۹ صفر ۱۰۱۰ھ

(۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جس کو خداوند قدوس معاف کرنے سے بے بس و مجبور ہے۔ اور زید و بکر میں تکرار ہوئی بکر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجبور و بے بس نہیں ہے بکر نے زید سے توبہ کرنے کو کہا، لیکن زید نے نہیں کیا، بلکہ بار بار یہی کہہ رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار نہیں ہے۔ بکر نے کہا آپ نے یہ قلم کہا۔ زید نے کہا میں اس کی دلیل قرآن و حدیث سے پیش کروں گا۔ بکر نے دلیل طلب کی لیکن زید دلیل پیش کرنے سے قاصر رہا۔ اس نے ایک واقعہ بیان کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور اوریہ کا کہ داؤد علیہ السلام اوریہ کی بیوی پر عاشق ہو گئے اور اوریہ کو جہاد کے لیے بھیجا۔ تاکہ وہ شہید ہو جائیں تو میں اوریہ کی بیوی سے شادی کر سکوں اور وہ جنگ میں شہید ہو گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریہ کی بیوی سے شادی کر لی بعدہ دو فرشتے آپس میں جھگڑتے داؤد علیہ السلام کے پاس آئے، ایک کے پاس ۹۹ ربھیٹریں تھیں اور دوسرے کے پاس ایک، ۹۹ والا کہہ رہا تھا کہ تمہارے پاس ایک ہے تم ہمیں وہ دے دو تاکہ میرے پاس سو ہو جائیں۔ اور ایک والا کہہ رہا تھا کہ میں نہ دوں گا کیونکہ میرے پاس تو ایک ہے۔ اسی سے میں گذر بسر کرتا ہوں۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے پاس ۹۹ ربھیٹریں ہیں اور اس کے پاس ایک ہے، وہ اسی میں گذر بسر کرے، ننانوے والے فرشتے نے جواب دیا کہ آپ کیا فیصلہ کریں گے، آپ نے تو خود اوریہ کا حق مارا ہے کہ آپ کے پاس ننانوے بیویاں تھیں، آپ نے اوریہ کو شہید کروا کے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا، داؤد علیہ السلام اپنی غلطی پر تادم ہوئے اور بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ داؤد علیہ السلام سے کہو کہ اس سے معافی مانگے داؤد علیہ السلام اس کی قبر پر گئے اور کہا کہ اے اوریہ میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ اور یانے کہا کس چیز کی معافی؟ آپ نے فرمایا! میں نے تمہاری بیوی سے نکاح کر لیا۔ تو اس نے کہا کہ میرے بعد کوئی نہ کوئی اس سے نکاح کرتا ہی میں نے معاف کیا۔ خداوند قدوس نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ اس طرح سے نہیں دل کی خواہش ظاہر کر کے مانگو، جب داؤد علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی، تو اس نے کہا کہ میں قیامت تک نہیں معاف کروں گا۔ زید کا کہنا ہے کہ جب تک اوریہ معاف نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کر سکتا۔ بے بس و مجبور ہے۔ زید نے کہا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں ایک خوبصورت باغ تیار کرے گا جس کو دیکھ کر وہ ہماری باتیں بھول جائے گا، اور داؤد علیہ السلام کو معاف کر دے گا، بکر نے کہا کہ اللہ کو بے بس و مجبور نہ کہو زید نے کہا کہ اگر وہ مجبور نہیں ہے تو نبی آخر الزماں کے بعد دوسرا پیغمبر بھیج دے۔ جواب سے مطلع

Click For More

فرمائیں۔

دستخط گواہان: علاء الدین شجاع،
نشان انگوٹھا جان محمد حیات نگر
ظہیر احمد گوہر پور
نشان انگوٹھا محمد عثمان مجال

الجواب

سوال میں جو بے سرو پا قصہ بیان کیا گیا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سلسلے میں ایک روایت ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے قصہ میں وہ باتیں روایت کرے جس کو قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ۱۶۰ روڑے ماروں گا۔ پیغمبر پر جھوٹ باندھنے کی یہی سزا ہے۔ پھر اس بے سرو پا قصہ کی بنیاد پر ایک عقیدہ گڑھنا کہاں کی ایمان داری ہے؟

قرآن عظیم میں تو اس موقع پر فرمایا گیا: ﴿وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ . فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ﴾ [ص: ۲۴، ۲۵] حضرت داؤد علیہ السلام سجدے میں گر پڑے اور توبہ کی، ہم نے ان کی وہ زلت معاف کر دی۔ اور یہ مفتری کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں کر سکتا۔ معاذ اللہ رب العلمین

تفسیر خزائن العرفان اردو کی معتبر تفسیر ہے اس میں دو روایتیں بیان کی ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کو شادی کا پیغام دیا جس کو دوسرے نے بھی پیغام دیا تھا، دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت نے اپنے ایک مصاحب سے درخواست کی تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو میں اس سے شادی کر لوں۔ یہ اس زمانہ میں رواج تھا۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی شریعت میں یہ جائز بھی تھا، اس لیے اس حالت میں حضرت داؤد علیہ السلام پر کوئی جرم بنتا ہی نہیں۔

اس پر سوال ہوا کہ پھر آپ نے یہ کس چیز سے لیا۔ اور اللہ پاک نے بخشا، فرماتے ہیں یہ بات شرعاً نہ تو ناجائز ہے اور نہ اس زمانہ کی رسم و عادت کے خلاف، لیکن شان انبیاء بہت ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے اس لیے یہ ان کے منصب عالی کے لائق نہ تھا، گویا یہ وہ بات تھی جس کو شاعر نے کہا: جن کے رعبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

اب زید کا حکم سنئے اس قسم کی بات گمراہ فرقوں میں سے معتزلہ نے کہی۔ مثلاً وہ کہتے ہیں: جس مسلمان نے اسلام کے تمام احکام پر عمل کیا اللہ تعالیٰ خواہی نہ خواہی اس کو جنت میں ہی بھیجے گا، لیکن ان کی جرأت یہ بھی نہ ہوئی کہ اس کو وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی مجبوری کہیں، اس کو وہ اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف سے تعبیر کرتے ہیں۔ زید جو اس درجہ سرکش و متکبر ہے سبھانے کے بعد بھی اپنی حرکت سے باز نہیں آتا اور

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ تعالیٰ کی شان میں توہین آمیز الفاظ بولتا ہے اور اگر یہی سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری طرح مجبور ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کو عیب لگانا ہے اور کفر ہے، مسلمان ایسے شخص کا بائیکاٹ کریں۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ

الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸)

کچھ موجود واجب ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات۔ بعض موجود ممکن ہیں، جیسے ہم اور آپ۔ بعض باتیں محال ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا شریک۔ نبی آخر الزماں کے بعد دوسرے نبی کا وجود۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تعلق صرف ممکنات سے ہے، واجب اور محال اس کی قدرت کے احاطہ سے باہر ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کوئی نقصان تصور یا مجبوری نہیں، اگر اس کے خلاف ہوتا تب البتہ تصور اور عیب ہوتا۔ جیسے اللہ کی قدرت کا مطلب یہ ہو کہ وہ اپنے کو ماردے، اپنا جیسا پیدا کر دے، خاتم النبیین کے بعد دوسرا نبی بھیجے، جیسا کہ سورج کی روشنی ساری دنیا میں اجالا پھیلاتی ہے۔ تہہ خانہ والے کہیں کہ اس نے ہمارا تہہ خانہ روشن نہیں کیا تو اس کا کیا کمال۔ تو کیا یہ کہنے سے سورج کی روشنی ناقص اور عیب دار ہو جائے گی؟ اس کا کام تو روشن کرنا ہے اب یہ تہہ خانہ کا نصیب ہے کہ اس سے فیض نہ اٹھاسکا تو تصور اس محال کا ہے کہ اللہ کی قدرت کا اس کے ساتھ تعلق قائم نہ ہوگا یہ اس لائق یہی نہیں کہ اس سے فیض اٹھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی عنہ شمس العلوم گھوسی ضلع موسیٰ راج الاول ۱۰ھ

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کہتا ہے کہ روشنائی ناپاک ہے اور بکر کہتا ہے کہ اگر روشنائی ناپاک ہوتی تو اس سے کیسے قرآن لکھا جاتا اور دیگر کتابیں بھی لکھی جاتی ہیں جبکہ ناپاک چیز سے قرآن لکھنا اور دین کی دوسری کتابیں کیسے لکھی جاتی ہیں حرام چیز سے؟ بکر کہتا ہے کہ ناپاک نہیں، زید کا قول صحیح ہے یا بکر کا؟

المستفتی نور الاسلام گھوسی متو

الجواب

جس روشنائی میں اسپریت ڈالی جاتی ہے وہ ضرور ناپاک ہے، اگر یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ یہ روشنائی ایسی ہے تو اس سے قرآن شریف لکھنا ضرور گناہ ہوگا اور جس کے تمام اجزاء پاک ہوں وہ پاک ہوگی، یہ ایک بے کاری بحث ہے، ناپاک روشنائی سے اگر کوئی قرآن لکھ دے تو وہ پاک نہ ہو جائے گی، بلکہ اس سے قرآن شریف لکھنا ہی گناہ ہوگا تو اس کو سند بنانا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۱۳ رجب الاول ۱۴۱۰ھ

Click For More

(۲۸-۳۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید جاہل ہے۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند نہیں اور واڑھی بھی حد شرع نہیں۔ مگر بکر عارضی امام ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ عمر و کی موجودگی میں بکر بھی عمر و کی اقتداء میں نماز ادا کرتا ہے، زید بکر کو ڈراتا ہے کہ آپ عمر و کی اقتداء میں نماز نہ پڑھیں چونکہ زید کو عمر و سے ذاتی بغض و عناد ہے، جیسا کہ ظاہر ہے، مگر بکر کو ڈرانے پر بھی عمر و کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے۔ ظاہر ہے جو لوگ نہیں پڑھتے ہیں اس کا سبب بغض و عناد ہے، زید واڑھی کے متعلق ایک فتویٰ علمائے کرام اہل سنت و الجماعت کے دربار سے منگوا یا اور قرب و جوار کے ایک مولانا کے ذریعہ عوام کو سنوایا، اور پھر یہاں بنفسہ خود جمعہ کی نماز پڑھا کر سنایا، چند لوگوں نے اعتراض کیا، کہ آپ کو از روئے شرع فتویٰ پڑھکر سنانے کا ادھیکار نہیں ہے۔

زیادہ لوگوں نے اسی اعتراض پر اتفاق کیا، بلکہ جمعہ کی نماز وہی عارضی امام پڑھایا۔ ظاہر ہے کہ زید کا قول و فعل تضاد بظاہر مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ اور خود گرفت میں آتا ہے۔ مگر ایسا ہو رہا ہے کیا از روئے شرع زید کو ایسے فتویٰ سنانے کا حق ہے؟ اور اس جسارت سے اسے کیا کہا جائے۔ بغض میں ایسا اندھا پن ہے۔ لہذا حضور سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ شدت کے ساتھ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) عمر و عرصہ دراز سے عیدین کی نماز پنج وقتی نماز اور جمعہ وغیرہ کی نماز پڑھا کرتا تھا، جبکہ کوئی مستقل امام نہیں ہوتا تھا مگر زید کو عمر و سے ذاتی بغض و عناد کی بنیاد پر گزشتہ سال ۸۸ء میں سازش کر کے عید کی نماز پڑھانے کے لیے باہر سے دوسرے امام کو لایا، عین موقع پر جبکہ عمر و حسب سابق تقریر کر رہا تھا بعد نماز پڑھا تا، جو نبی نماز کی نوبت آئی کہ زید نے کہا کہ یہ پڑھائیں گے اچانک یہ معاملہ ظاہر ہوا جو سازش کے طور پر تھا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ تاننے لگے، چنانچہ کافی زور و شور کے بعد عمر ہی نے نماز پڑھائی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس علاقے کا دار و خاندان چارج مسلمان عید کی نماز میں شریک تھے۔ لہذا ان کی وجہ سے چند ہندو پولس والے بھی ڈیوٹی پر تعینات تھے۔ چنانچہ ان کی معرفت سے معاملہ رفع و دفع ہو گیا۔ ورنہ فساد یقینی تھا۔

دو روز کے بعد پھر جمعہ کی نماز میں خلفشار مچایا، بالآخر عمر وہی نے جمعہ پڑھایا اور زید لغویات بک کر مسجد سے باہر چلا گیا، اور جمعہ کی نماز نہیں پڑھی، مگر عید کی نماز دو روز پہلے بکر کی اقتداء میں پڑھایا، اور زید کی خصوصیت یہ ہے کہ صوم و صلوٰۃ ادا نہیں کرتا، جبکہ اس کا مکان مسجد سے قریب ہے، اور یہی نہیں بلکہ اسی سال رمضان المبارک میں برسر ظاہر تاڑی استعمال کیا۔ خدا نخواستہ عمر و کے عرض کے خلاف سازش کے طو

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ر پر عید کی نماز ہوتی تو کیا نماز ادا نہیں ہوتی، لہذا زید اور جو سازش میں شریک ہوں ان کے اوپر شریعت کیا احکام نافذ کرتی ہے؟ شدت کے ساتھ ازروئے شرع جواب عنایت فرمائیں!

(۳) ایک گاؤں میں مکتب اور مسجد متصل ہے۔ عرصہ سے یہاں امام زید وغیرہ جو رکھے جاتے ہیں وہ مکتب میں بچوں کی تعلیم اور مسجد میں پنجوقتہ نما، جمعہ وغیرہ کی امامت کرتے ہیں، مگر واقعہ یہ ہے کہ امامت کے معاملے میں نا اہل رہتے ہیں۔ ازروئے شرع، چنانچہ یہاں ایک مذہبی مبلغ میں دوران گفتگو میں عمرو نے کہہ دیا کہ یہاں جتنے لوگ رکھے جاتے ہیں سب کاٹھ کے الو ہیں امامت کے معاملے میں، چونکہ عمرو عالم دین ہے اس جملہ پر کچھ لوگ خفا ہو گئے، اور تنقید بھی کئے مگر فوراً بیٹھک ختم ہو گئی مگر عمرو اپنے موقف پر قائم ہے اور کہہ دیا کہ میں اس کی پوری توضیح کر سکتا ہوں، لہذا ازروئے شرع عمرو کے لیے کوئی مواخذہ ہو تو عنایت فرمائیں۔

(۴) زید جاہل ہے اور عمرو عالم دین ہے، عمرو جمعہ کی نماز میں دوران تقریر کہا کہ کچھ لوگ اس مسجد کو باری مسجد بنانا چاہتے ہیں چونکہ یہاں نفسانی عناد عرصہ دراز سے ہے چنانچہ زید اسی بنا پر عمرو کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے گریز کرتا ہے جبکہ عمرو اس کی توضیح کے لیے ہمہ وقت تیار ہے، لہذا اگر کوئی شرعی قباحت عمرو کے لیے ہو تو عنایت فرمائیں۔ اور زید کے لیے کیا حکم ہے؟

(۵) یہاں جمعہ کی نماز کا وقت ایک بجے اذان خطبہ ہوتی ہے مگر بارہا ایسا ہوا کہ تقریری پروگرام میں کچھ تاخیر ہو گئی، چنانچہ کبھی ایک بیس کبھی ایک پچیس کبھی ڈیڑھ بج جاتا ہے، چنانچہ فی الحال جمعہ کی نماز ٹھیک ڈیڑھ بجے ختم ہو گئی مگر زید اسی جماعت میں تھا، ظہر کی نماز پڑھی چونکہ زید جو نبی جمعہ کی نماز شروع کیا اسی کے درمیان فوراً خطبہ شروع ہوا، اور نماز ختم ہو گئی۔ لہذا زید کے اوپر کیا شریعت احکام نافذ کرتی ہے؟ اور ایسا فعل کیسا ہے؟ کیا زید کی اقتدا میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

(۶) زید وغیرہ کو عمرو سے ذاتی بغض و عناد کی بناء پر نماز جماعت سے پرہیز کرتے ہیں، جبکہ جماعت میں چند منٹ باقی ہے یا اذان ہو رہی ہے تو کچھ لوگ چلے جاتے ہیں یا جماعت کے بعد پڑھتے ہیں، بلکہ جماعت ہو رہی ہے اور الگ پڑھتے ہیں، جبکہ وہی زید وغیرہ پہلے دیری تک جماعت کا انتظار کرتے تھے، اور جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے مگر فی الحال احتراز کرتے ہیں، لہذا زید وغیرہ کے اوپر شریعت کیا احکام نافذ کرتی ہے؟

(۷) زید جاہل ہے داڑھی حد شرع نہیں ہے اور عمرو عالم ہے اس کی داڑھی بھی حد شرعی نہیں ہے ان دونوں کی امامت میں کس کو فوقیت دی جائے گی، چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ سب لوگ زید کی اقتدا میں نماز

Click For More

پڑھتے ہیں جبکہ کچھ جاہل ایسے بھی ہیں جن کی داڑھی حد شرع ہے وہ بھی پڑھتے ہیں۔ مگر چند لوگ عمرو کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ مستقلاً صوم صلوٰۃ کے پابند نہیں ہیں، لہذا ان لوگوں کے اوپر شریعت کیا احکام نافذ کرتی ہے؟

(۸) زید جاہل ہے اور داڑھی حد شرع ہے اور مسائل شرعیہ کچھ نہیں جانتا) اور عمرو عالم دین ہے مگر داڑھی حد شرع نہیں ہے اور امامت میں کس کو فوقیت دی جائے گی۔؟

(۹) کیا مستورات اپنی جماعت قائم کر کے جمعہ و عیدین، پنجوٹی نماز تراویح باسورۃ تراویح پڑھ سکتے ہیں۔؟

(۱۰) زید مقامی ہے زید کی اقتدائیں سارے لوگ جمعہ پنجوٹی وغیرہ نماز ادا کرتے ہیں، مگر عمرو وغیرہ سے خورد و نوش یا میلاد وغیرہ کے پروگرام میں شرکت سے پرہیز کرتے ہیں۔ لہذا از روئے شرع عمرو وغیرہ کے اوپر شریعت کیا احکام نافذ کرتی ہے؟ لہذا حضور سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ سوال کے جزئیات کی توضیح نص قطعی اور حدیث و فقہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔ عین نوازش و کرم ہوگا۔ فقط والسلام حضور کا خیر اندیش، استفتیٰ نیاز احمد مقام و پوسٹ کھر سرا، بلیا، یوپی

الجواب

(۱) ایک مشیت سے کم داڑھی رکھنا یا بالکل منڈوا دینا حرام ہے۔ در مختار میں ہے: ”السنة فيه القبضة و يحرم قطعها (شامی: ج ۹/ ۴۹۸)“ اور حرام کا ارتکاب کرنے والا عالم ہو یا جاہل، قاسق معطن ہے جس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور ایسے کو امام بنانا گناہ ہے۔ اسی میں ہے: ”و مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم“ (در مختار: ۲/ ۲۵۵) پس صورت مسئلہ میں زید، عمرو، بکر کسی کی امامت جائز نہیں، اور اسلام میں کسی بھی نیک سچی بات کے بتانے کا کسی کا اجارہ نہیں کہ فلاں ہی بتائے، عالم و جاہل جو بھی جانے بتا سکتا ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف﴾ (آل عمران: ۱۱) زید خود اس پر عمل نہیں کرتا، اس کا وبال اس پر ہوگا، زید کا عمرو کی امامت سے انکار کرنا اگر شرعی بنیاد پر تھا تب تو وہی لوگ مجرم ہوئے جنہوں نے زید و سنی عمرو سے نماز پڑھائی اور اگر ازراہ شرارت اور فساد انگیزی تھا تو اس کا یہ فعل بھی ناجائز و حرام تھا اور اس کے فسق میں اور اضافہ ہو گیا، اگر زید اپنے گناہوں سے توبہ کے بغیر دنیا سے گیا تو سخت عذاب الہی میں گرفتار ہوگا۔

(۳) کاٹھ کا لوا ایک سخت جملہ ہے، عمرو کو نرمی سے کہنا چاہئے تھا کہ وہ لوگ امامت کے اہل نہیں ہیں، اگر اس جملہ سے متعلقہ اماموں کی دل شکنی ہوتی ہو تو عمرو کا ان سے معذرت کر لینا کافی ہے۔ حدیث

Click For More

شریف میں ہے: ”من كانت له مظلمة لاخيه فليتحللها منه اليوم“ (قرطبی: ۹/۲۶۲)
(۴) اگر عمر و میں کوئی ایسی خرابی نہ ہو جس سے اس کی امامت میں خلل پڑتا ہو تو صرف اتنی سی بات پر اس کی امامت سے انکار کرنا شرعاً ناجائز ہے، مگر عمر و کو بھی وعظ و ہدایت میں دل آزار بات بولنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [النحل: ۱۲۵]

(۵-۶) ان دونوں سوالوں کا جواب۔ جواب نمبر ۴ کے ابتدائی حصہ سے ہوا وہ لوگ ترک جمعہ و جماعت کے مجرم ہوئے، امام صاحب کو وعظ لمبا نہیں کہنا چاہئے۔!
(۷) اس کا جواب نمبر اول سے ظاہر۔

(۸) اگر امامت کے تمام شرائط جاہل میں پائے جاتے ہیں تو داڑھی والے جاہل کے ہوتے ہوئے داڑھی کم رکھنے والے عالم کو امامت کا ہرگز حق نہیں، بلکہ ان کی امامت تو مطلقاً ناجائز ہے، جیسا کہ سوال کے جواب سے ظاہر ہوا۔

(۹) تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ جمعہ و عیدین کی حاضری ان کے لیے ضروری نہیں ہے۔
(۱۰) دشمنی و عناد یہ ایک علیحدہ گناہ ہے۔ اس میں جو فریق زیادتی پر ہوگا وہ عند اللہ و عند الشرع مجرم ہوگا۔ رہ گیا دعوت میلاد میں شریک ہونا تو یہ کوئی امر و جوہی نہیں ہے کہ اس کے ترک پر شرعی حد لگا ہو۔
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(۳۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ
(۱) جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کا ہمزاد بھی پیدا فرماتا ہے آیا اس کی وفات کے بعد وہ ہمزاد قید کر دیا جاتا ہے یا آزاد رہتا ہے؟

(۲) مومن اور کافر دونوں کے ہمزاد پیدا کئے ہیں تو ہمزاد کے قید اور آزاد کے بارے میں ان دونوں کا ایک ہی حکم ہے یا الگ الگ؟ مفصل اور حوالے کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔ فقط والسلام
المستفتی محمد طیب علی رضوی گورکھپوری موضع چھپیا بازار ضلع گورکھپور (یوپی)

الجواب

مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ میں مسلم کے حوالہ سے ایک حدیث ہے: ”ما منکم من احد الا وقلو کل به قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکة“ اس کی شرح مرقاۃ میں ہے: ”قرینہ من الملائکة یا مرہ بالخیر واسمہ الملمہم وقرینہ من الشیاطین یا مرہ بالشر اسمہ وسواس“ ہر آدمی کے دو ساتھی بنائے گئے، ایک جن سے، ایک فرشتہ سے، فرشتہ اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اس کا نام ملئم ہے اور

شیطان بری باتوں کا حکم کرتا ہے اور اس کا نام وسواس ہے۔

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کی تفسیر میں ہے: ”در بعض روایت آمدہ است کہ زائیدہ نہ می شود آدمی را فرزندے مگر آن کہ زائیدہ میشود از جن مانند آن دوے را ہمزادی گویند“ (جلد اول ص ۸۷) آدمی کے بچہ پیدا ہوتے ہی اسی کی طرح ایک جن پیدا ہوتا ہے جس کو اس آدمی کا ہمزاد کہتے ہیں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے: ”اسمہ الوسواس وهو ولد یولد لا بلیس حین یولد بنی آدم“ (جلد اول ص ۱۱۶)

اس کو وسواس کہتے ہیں اور وہ ابلیس سے اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی بنی آدم پیدا ہوتا ہے۔ ان تشریحات سے یہ امر واضح ہوا کہ ہمزاد کی حقیقت ہے اور شیطان کی نسل سے ہے اور جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو شیطان کے یہاں اس کا ہمزاد پیدا ہوتا ہے اور یہ بات مسلمان و کافر سب کے ساتھ ہے۔ باقی آدمی کے مرنے کے بعد اس کے ہمزاد کا کیا ہوتا ہے، قید ہوتا ہے یا آزاد رہتا ہے، یا مر جاتا ہے؟ اس کی تفصیل کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گذری اور یہ بات قیاس سے بتانے کی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۳/ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(۳۹-۴۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) اولیاء کرام و شہداء عظام کے مزارات شریفہ پر پیش کی ہوئی چادریں غرباء مساکین اور مدرسہ کے نادار طلبہ کو برائے استعمال دی جاسکتی ہے کہ نہیں، جیسے کرتا یا پا جامہ شلوار، قمیص بنوا کر پہن سکتے ہیں کہ نہیں، مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ دیگر مسلمانان باعث تبرک بستر و لحاف کی شکل میں استعمال کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۲) زید کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں کہتے ہیں جبکہ صحابہ کے علاوہ کسی فوت قطب سالک مجذوب ولی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کہہ سکتے۔ از روئے شرع کھیل و پہل جو اب سے نوازیں عین مہربانی ہوگی۔

خاکسار: محمد محبوب احمد صراف نگران، کمیٹی درگاہ حضرت بابا مبارک خاں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متصل نارمل اسکول گورکھپور وقف نمبر ۱۵۱

الجواب

(۱) حرف یہی ہے کہ مزارات کی چادروں کو مجاور اور متولی ہی لیتے ہیں اور دینے والوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ چادریں قبر پر ہی پڑی رہیں تو اس کے وہی لوگ مالک ہو گئے جو مزارات کے مجا

وراورنگراں ہیں اور وہ ان کو جس مصرف میں چاہیں صرف کر سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ)

(۲) اللہ تعالیٰ آدمی کو جہالت سے بچائے۔ زید کا یہ قول کہ صحابہ کے علاوہ کسی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں کہہ سکتے۔ اسی جہالت کی پیداوار ہے، قرآن عظیم میں ہے: ﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ﴾ [البینة: ۸] اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ سب ان لوگوں کے لیے ہے جو خدا سے ڈریں۔ در مختار جلد پنجم ص ۲۸۹ میں ہے: ”وہست حسب الترضی للصحابة والترحم للتابعین من بعدہم من العلماء والعباد و سائر الاختیار و کذا یجوز عکسہ، وہو الترحم للصحابة والترضی للتابعین من بعدہم“ مستحب یہ ہے کہ صحابہ کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین اور ان کے بعد علماء عابدوں اور صالحین کے لیے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں اور اس کا الثابھی جائز ہے کہ صحابہ کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بعد والوں کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یاد کریں۔

معلوم ہوا کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے شرعاً کوئی ممانعت نہیں کہ غیر صحابہ کو نہیں کہا جائے۔ غیر صحابہ کو جس طرح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہنا جائز ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کہنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو۔ ۱۸ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(۳۱-۳۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک عالم دین کا تنہائی میں غیر محرم بے پردہ عورت کے یہاں ساتھ بیٹھنا اور مذاق و ہنسی کی منزلیں طے کرنا اور چائے نوشی کرنا، وہ بے پردہ عورت شادی شدہ ہے اور تین چار بچوں کی ماں بھی ہے، وہ عالم دین شریعت کے خلاف واڑھی کٹواتا ہے اور وقتاً فوقتاً امامت بھی کرتا ہے تو علمائے دین و مفتیان کرام ایسے عالم کی امامت کے بارے میں اور اس کی تقریر کے بارے کیا حکم ہے۔ اس کے بارے میں؟

(۲) عالم دین نے بکر کو اپنے دارالعلوم کے چندہ کے واسطے پرولیس بھیجا اور بکر نے تین ہزار روپیہ کی رقم وصول کی بچوں کے نام پر اور لا کر عالم دین کو دیا، عالم دین نے اس رقم کو اپنے ذاتی کاموں میں خرچ کر لیا تو بچوں، یتیموں اور مسکینوں کا حق مارنے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ جبکہ بکر جاہل ہے اور اسلامی حقوق کا پابند شخص ہے، بکر نے اپنی ذاتی کمائی کو مدرسہ مسجد میں صرف کیا ہے۔ جواب عطا ہو؟

(۳) بکر نے عالم کو ہندہ کے ساتھ دارالعلوم کے دفتر میں زنا کرنے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اور دیکھنے والا ثابت کرنے کو کلام پاک اٹھانے کو تیار ہے اور بکر نے اس کو لوگوں سے کہا، لیکن اس کی بات کو جھٹلا دیا۔ جس کی بنا پر بکر نے اپنی داڑھی منڈا دی اور پیداری سے دور ہو گیا، کیونکہ وہ جاہل ہے یہ وہ

Click For More

جاہل ہے جس کا ذکر سوال نمبر (۲) میں آیا ہے اور یہ عالم دارالعلوم کا ناظم اعلیٰ ہے۔

(۳) ایک عالم دین کے پاس بکر عالم صاحب سے فاتحہ کرنے کے لیے درخواست کرتا ہے، حضور میرے گھر پر چل کر فاتحہ بائیسویں ۲۲ شریف کی دے دیجئے گا، عالم صاحب بکر سے کہتے ہیں کہ میں فاتحہ دینے کا نذرانہ لوں گا، یہ بات عالم صاحب کی سنکر واپس ہو گیا، عالم دین و مفتیان کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ ان چاروں سوالات کے جوابات عنایت ہوں۔ مہربانی ہوگی۔ فقط محمد ہاشم

الجواب

(۱) سوال میں جس کا ذکر ہے اگر سائل سچا ہے تو ایسا شخص فاسق معین اور مرتکب کبیرہ ہے۔ نہ اس کی امامت جائز ہے نہ اس کا وعظ کرنا جائز ہے۔ شامی میں ہے: ”مشی فی شرح للعنبة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم (در مختار: ۲/۲۵۵)“ اور حدیث شریف میں ہے: ”ان هذا العلم دین فانظروا عن تاخذون دینکم (مشکوٰۃ: ۳۷)“

(۲) بے شک وہ عالم دین جو طلبہ کا حق مار کر کھا جائے اس کا ہرگز اہل نہیں ہے کہ اس کو ادارہ اسلامیہ کا ناظم بنایا جائے۔

(۳) زنا کا ثبوت شرعاً چار گواہوں سے ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُخَاصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (النور: ۴) ”اگر اکیلے ہونے کی وجہ سے بکر کی گواہی نہ سنی گئی تو اس پر بکر کو وہ اقدام نہیں کرنا چاہئے، داڑھی حد شرع سے کم رکھنا یا منڈانا شرعاً حرام ہے۔ در مختار میں ہے: ”السنة فيه القبضنة ويحرم قطعها“ (شامی ج ۹/۴۹۸) بکر بھی اپنی اس حرکت کی وجہ سے فاسق ہو گیا۔

(۴) ایصال ثواب ایک کار خیر ہے اس پر اجرت طلب کرنا جائز ہے۔ عالم صاحب نے ایصال

ثواب کا نذرانہ مانگ کرنا جائز کام کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی منو، ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(۴۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

الحاج بدرالدین بھائی کا نکاح رشیدہ شیخ کے ساتھ ہوا جن سے کوئی اولاد نہیں۔ بعدہ ایک لڑکی گود لیے جس کا نام نفیسہ ہے۔ جو رشیدہ کے ساتھ رہتی ہے جن کا نکاح ہو چکا ہے۔ شوہر بھی ساتھ میں رہتے ہیں۔ دوسرا نکاح صغرا جی کے ساتھ ہوا جن سے دو بچیاں ہیں جن کا نکاح باقی ہے۔ جو دونوں بچیاں ٹیسٹ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ٹیوب پچیاں ہیں۔ بدرالدین بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم کی کچھ جائداد ماہم میں ہے۔ جس پر رشیدہ اور نفیسہ کا قبضہ ہے۔ اور کچھ جائداد مالونی میں ہے جس پر صفراجی اور ان کی بچیوں کا قبضہ ہے۔ مرحوم پر لگ بھگ چھ لاکھ کے قریب قرضہ ہے۔ جواب طلب امر یہ ہے کہ شریعت کے مطابق مرحوم کی دونوں بیویوں کو اور بچیوں کو کتنا ملے گا۔ ٹیسٹ ٹیوب بچیوں کو کیا ملے گا۔

پتہ بانور پلاٹ نمبر ۲/۱۲ گیت نمبر ۶ مالونی کالونیا ملاڈ ویسٹ ممبئی ۹۵ دارالعلوم بندہ نواز نورانی مسجد

الجواب

اسلام میں گود لینے یا کسی کو منہ بولا بیٹا بنانے کی کوئی سنت نہیں۔ سورہ احزاب شریف پارہ پندرہ میں ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَ كُمْ أَبْنَاءَ كُمْ ذَلِكَ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ. ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ (الاحزاب: ۴)

(اللہ تعالیٰ) نے تمہارے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔ یہ تو تمہارے منہ کی بات ہے۔

فتاویٰ رضویہ نهم مطبوعہ بریلی ص ۲۰۲، پر حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”شوہر کا بھتیجا یا اپنا تہننی شرعا وارث نہیں“۔ اس لیے صورت مسئلہ میں الحاج بدرالدین کی میراث میں مسماۃ نفیسہ کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ البتہ ان کی دونوں بیبیاں اور ان کی دونوں ٹسٹ ٹیوب پچیاں جو صفراجی بی بی کے بطن سے ہیں وارث ہوں گی۔

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ حصہ ششم ص ۶۶۶، اور ۶۷۷، میں حدیث صحیح: الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ لکھ کر فرماتے ہیں (یعنی صحیح حدیث شریف میں ہے کہ بچہ شوہر کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے) عورت کو صرف گھر سے نکال دینے سے زید کے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لڑکی زید کی ہی قرار پائے گی، اگرچہ ایام آوارگی میں یہ عورت کبھی زید کے پاس نہ آئی۔ (ص ۶۶۶) نیز فرماتے ہیں بحکم حدیث صحیح متواتر وہ لڑکا شرعا اسی بدایونی کا قرار پائے گا۔ جب تک کہ لعان کے ذریعہ اس کو اپنی اولاد ہونے سے انکار نہ کر دیا ہو۔ سوال کی عبارت سے یہی ظاہر ہے کہ الحاج بدر الدین صاحب زندگی بھر ان کو اپنی لڑکیاں ہی سمجھتے رہے۔

پس صورت مسئلہ میں الحاج بدرالدین کے ترکہ سے اولاد ان کا قرضہ ادا کیا جائے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء: ۱۲] ادا کیگی قرض کے بعد اگر کچھ ترکہ بچے تو اس کا آٹھواں حصہ دونوں عورتوں کو ملے گا۔ اور بقیہ پورا جو کچھ بچے کل دونوں ٹسٹ ٹیوب بچیوں کو دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منوہ ۱۰ شوال ۱۴۲۱ھ

Click For More

(۳۶-۵۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کسی عالم اور مفتی یا عام مسلمان کو مندرجہ ذیل امور کرنا کیسا ہے؟

(۱) دوسرے وہابی مولوی کی عورت کو دھرم بیٹی بنا کر اس سے پیر دیوانا اور دیگر خدمتیں لینا غیر محرم عورتوں سے ہنسی مذاق کرنا؟

(۲) مصنوعی قبر بنانا اور اس کے ساتھ بزرگوں کے مزارات کا سا سلوک کرنا مثلاً چادر، فاتحہ، زیارت، کرنا کرنا؟

(۳) مختلف دعوات کی کئی کئی انگوٹھیاں پہننا؟

(۴) نمبر ایک اور دو افعال کے متصف متولی کی تعظیم کرنا اور اس کی مسجد میں امامت کرنا؟

(۵) کسی عالم و مفتی کا سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی دینی کانفرنس کے مدعو علما کو خط لکھ کر روک دینا؟

(۶) وہابی مفتی سے پارا نہ کھانا پینا اور ان کے یہاں آنا جانا؟

(۷) برات میں بینڈ بجالے کر جانا اور زبردستی فرمائش کر کے جہیز میں موٹر سائیکل وغیرہ لینا؟

(۸) کمیشن پر مدرسہ کا چندہ وصول کرنا؟

(۹) پیر کی عورت کا اپنے بالغ بیٹے کے ساتھ مریدوں کے یہاں دورہ کرنا ان کو اور ادو وظائف

بتانا، ان کے لیے دعا کرنا، اور مریدوں کا ان سے درخواست دعا کرنا؟

(۱۰) داڑھی منڈے سیدزادے کی تعظیم و توقیر کرنا۔

المستفتی: محمد فیاض کوثر القادری الرضوی خادم مدرسہ المدینۃ العلوم چورورا جستان ۱۲/۱۲/۲۰۰۳ء

الجواب

(۱) غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا حرام ہے، چاہے وہ عورت مسلمان ہو یا وہابی یا ہندو۔ فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف ثانی ص ۷۷ میں ہے: لاجہیہ کے ساتھ خلوت حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: لا یخلون رجل بامرأة (مشکوٰۃ: ۱۳/۲۵)۔ ترجمہ: کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے۔ و فی الاشباہ: وتحرم الخلوة بالاجنبیة و یکرہ الکلام معہا۔

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام اور اس سے بات چیت مکروہ۔ اور غیر محرم عورتوں کو جس قرآن ستر واجب ہے اور جوان عورت کو اس زمانہ میں حجاب لازم، چاہے اسکو دھرم بیٹی بنائے جانے اور کچھ۔

نیز اسی کتاب میں ص ۱۶۹ پر ہے:

اجنبی جوان عورت کو جوان مرد کے ہاتھ پیر چھونا جائز نہیں اگرچہ پیر ہو۔ بات چیت کا حکم اوپر

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ذکور ہوا، اس سے ہنسی مذاق کا حکم بھی ظاہر ہے کہ نحس اور جھوٹا اور تکلیف دہ مذاق تو مردوں کے ساتھ بھی جائز نہیں تو عورتوں کے ساتھ کب روا ہوگا۔ ان امور کو علی الاعلان کرنے والا قاسق معطن، اس کے پیچھے نماز ناجائز، اور اس کو کوئی باعزت عہدہ دینا منع۔ شامی میں ہے:

و مشی فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم (ج ۲/۲۵۵)
فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۱۵ میں ہے: فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے۔ اس سے ۱۲ سطر نیچے ہے، قبر بلا مقبور کی زیارت کی طرف بلانا اور اس کے ساتھ وہ اعمال کرنا گناہ ہے۔

مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو (بہا شریعت حصہ سولہ ص ۵۲ بحوالہ در مختار) فتاویٰ رضویہ دہم اول ص ۵ پر شامی کے حوالہ سے ہے: التخنم بالحديد والصفرة والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء. و فیہا عن غایة البیان التخنم بالذهب والحديد والصفرة حرام للرجال۔

لوہا پتیل جتہ اور رائگ کی انگوٹھیاں مرد عورت دونوں کے لیے حرام ہیں۔ اور غایۃ بیان میں ہے کہ سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے حرام ہے۔

(۳) نمبر (۲) اور نمبر (۳) کا علی الاعلان کرنے والا قاسق معطن ہے۔ جس کا حکم نمبر (۱) سے معلوم ہو چکا ہے۔ البتہ ایسی مسجد میں امامت کرنا جائز ہے۔

(۵) سنیوں کے دینی تبلیغی جلسوں میں رختہ ڈالنا مسلم یا غیر مسلم جو بھی رختہ ڈالے فتنہ ہے۔ اور قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرة: ۱۹۱) فتنہ پیدا کرنا قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(۶) وہابی، دیوبندی عالم و مفتی یا جاہل سے میل جول رکھنا، ان کے ساتھ خاندان، رسم و رواج، اردو سنتی کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ایہا کم و ایہا کم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ اپنے مکان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور رکھو وہ کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ ضرورت معاملات بیع و شرا یا اجارہ منع نہیں، حتی الامکان معاملات میں بھی ان سے پرہیز بہتر ہے۔

(۷) بینڈ بجا جا، لہو و لعب میں داخل ہے۔ حدیث شریف میں ہے: کل لہو لہا بہ المؤمن لعل الامن ثلث (الدر المثور: ۳/۱۹۳)، چٹنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے باطل ہیں مگر تیر چلانا، لڑنے کو ادب دینا اور اپنی بیوی کے ساتھ ملاصبت کرنا۔ اس کا برات میں لے جانا حرام، بلکہ ایسی

بارت میں شامل ہونا بھی ناجائز ہے۔ جہیز کے لیے جبر و اکراہ ناجائز اور وہ تو عورت کی ملک ہے شوہر یا سسرال والوں کا اس میں حصہ نہیں۔

(۸) جتنا چندہ وصول کیا کل رقم لا کر مدرسہ کے خزانے میں داخل کر دے اور مدرسہ والے اپنی طرف سے اس کو رقم بطور انعام دیں تو حرج نہیں۔ البتہ وصول کرنے والے کو نصف سے زائد دینا نہیں چاہئے۔

(۹) یہ تو صحیح ہے کہ کسی ضرورت شرعیہ پر عورت اپنے محرم کیساتھ مدت سفر سے زائد بھی سفر کر سکتی ہے اور یہ بھی صحیح کہ کوئی اگر اس سے کوئی دعا پوچھے تو اس کو دعا بتا سکتی ہے اور دعا کرنے کی درخواست کرے تو اللہ کے دربار میں اس کے لیے درخواست بھی کر سکتی ہے۔ لیکن جو صورت آپ نے لکھی ہے اس سے مروجہ عام پیر صاحبان کے دورے کی شکل ظاہر ہوتی ہے کہ آج کل عموماً پیر صاحبان سال چھ مہینے کے بعد اپنے مریدین کے حلقے میں دورہ کرتے ہیں، کبھی بلائے اور کبھی بن بلائے اور مریدوں پر خواہی نخواہی بوجھ بنتے ہیں۔ ایسے دورے مرد پیروں کو بھی نہ کرنا چاہئے۔ ”فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم کتاب الحظر والاباحہ“ میں فرماتے ہیں:

پیر ہو کر سوال کرنا سخت معیوب ہے اور بلا دعوت مرید کے یہاں جانے میں کوئی حرج نہیں، مگر اس کو حرج میں ڈال دینا ضرور حرج ہے۔ یونہی اس کے یہاں میلاد پڑھنا یا وعظ کہنا سب برکت ہے۔ مگر بیٹھا وغیرہ کی تکلیف دینا جب کے اس کی خود خواہش نہ ہو نہیں چاہئے۔

تو ایسا دورہ جو خلاف طبیعت بار ڈالنے والا ہو پیرانی صاحبہ کو کب جائز ہوگا۔ اور صرف دعا کرنے یا دعا بتانے کے لیے سفر عورت کے لیے ضرورت شرعی بھی نہ ہوگا کہ باجماع اہل طریقت عورت نہ پیر بن سکتی ہے۔ نہ سلسلہ طریقت کی داعیہ، اس کے لیے یہی کافی ہے کہ کسی اللہ والے کی مرید ہو جائے اور عبادت و ریاضت کرے، امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب میزان الشریحہ الکبریٰ میں فرماتے ہیں: ”قد اجمع اهل الكشف على اشتراط الذکورة في كل داع الى الله ولم يبلغنا ان احدا من النساء السلف الصالح تصدرت لتربية المریدین ابدا لنقص النساء في الدرجة وان ورد الكمال في بعضهن كمریم بنت عمران وآسية امرأة فرعون وذلك كمال بالنسبة الى التقوى لا بالنسبة للحکم بين الناس وتسليکهم في مقامات ولاية وغاية امر المرأة عابدة زاهدة كرابعة العدوية۔ رہ گئی پیرانی صاحبہ کی امداد و اعانت تو یہ تو بذر یحہ ڈاک یا خود پیر صاحب کے یہاں جا کر بھی ہو سکتی ہے۔“

(۱۰) یہ صحیح ہے کہ سادات کی تعظیم صرف ان کے تقویٰ اور بزرگی کی وجہ سے نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبی تعلق کی بنا پر بھی ہوتی ہے، وہ فاسق ہوں تب بھی ان کی تعظیم کرنا چاہئے۔ لیکن اس

کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ نہایت نرمی اور ادب سے ان سے گزارش کی جائے کہ واڑھی آپ کے نانا کی سنت ہے اور اس کا منڈوانا حرام ہے۔ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹو ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ

(۵۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جن کتابوں میں جانداروں کی تصویریں موجود ہوں مثلاً القراءۃ الراشیدہ وغیرہ اسلامی درسگاہوں میں خصوصاً جہاں قرآن و حدیث کے درس ہوتے ہیں وہاں مذکورہ کتابوں کا پڑھانا اور نصاب میں داخل کرنا کیسا ہے۔

الجواب

نمایاں تصویریں منع ہیں، اس میں کتاب القراءۃ الراشیدہ بھی داخل ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انا لا ندخل بیتا فیہا کلب او تصاویر۔" اگر چہ بگاڑ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۸۲ھ،

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۵۷-۵۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اسلام کا دشمن مردہ باؤ رسول کا دشمن مردہ باؤ غوث کا دشمن مردہ باؤ خواجہ کا دشمن مردہ باؤ اعلیٰ حضرت کا دشمن مردہ باؤ شیرپشہ سنت کا دشمن مردہ باؤ نام نہاد جماعت اسلامی مردہ باؤ وہابی پارٹی مردہ باؤ دیوبندی پارٹی مردہ باؤ کے نعرے لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) سیدنا شیرپشہ سنت، مظہر اعلیٰ حضرت، شیخ ملت، مجاہد اعظم ابوالفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلب فی الدین کو شرعاً برا کہنے جاننے اور ماننے والا کیسا ہے؟ اور اعلیٰ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کا سلب فی الدین کیسا ہے؟

(۳) ایسے نعرے سے اگر طاغوتی طاقتیں خائف اور اہل سنت والجماعت غالب ہوں، اس کے بعد مجمع عام میں اپنے کو خالص و مخلص کٹر سنی رضوی کہلانے والا کوئی پراثر اور بارسوخ مسلمان نعرہ لگانے کے لئے پراعتراض کرے جس سے وہابیہ کوشہ ملنے کا اندیشہ ہو ایسی صورت میں معترض پر شرعاً کیا حکم ہے؟

عبدالحمید انصاری خادم مدرسہ انوار القرآن بلراپور

الجواب

(۱) فی نفسہ جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، لیکن جہاں یہ شبہ ہو کہ وہ لوگ پلٹ کر ہمارے بزرگوں کو

ایسا ہی کہنے لگیں گے یا فتنہ و فساد کا ڈر ہو تو اس سے بچا جائے ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱] اور قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام: ۱۰۸)

(۳۲۲) بلاشبہ ہر مسلمان کو دین میں ایسا ہی تصلب رکھنا چاہئے۔ ہاں اس تصلب کے طریقہ اظہار میں اختلاف کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ اس لیے ایک دوسرے پر اعتراض نامحمود ہے، ہر ایک اپنی نیت میں مخلص ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرل

(۶۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ کیونسٹ پارٹی کو ووٹ دینے سے مسلمان لاندہب ہو جائے گا۔ بکر کہتا ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ کیونسٹ پارٹی کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ ان کا مذہب ایک خاص اصول ہے، جس کی لڑائی آئینی ہوتی ہے اور پارٹیوں کے اصول کے مقابل ہوتی ہے۔ جیسے مقابل کی پارٹیاں کانگریس ہے یا جاشوسلسٹ یا سوتنر پارٹی۔ زید کہتا ہے کہ کیونسٹ کے اصول لاندہب ہیں، بکر کہتا ہے کہ اصول کانگریس ہو یا انگریز کا ہو یا جن سنگھ کا یا اور کسی پارٹی کا سب لاندہب ہیں۔ عمر کہتا ہے کہ ووٹ دینا ضروری ہے کیونکہ ووٹ کے ذریعے حکومت بنتی ہے۔ اس لیے کسی نہ کسی پارٹی کو نمائندہ چننا ہے۔ ایسی صورت میں بکر کیونسٹ پارٹی کو ووٹ دے سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی لکھئے کہ ان پارٹیوں میں سے کس کو ووٹ دینے سے مسلمان لاندہب نہیں ہوں گے۔

المستفتی غلام محمد انصاری بھیرہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء

الجواب

آپ نے کئی سوال ایک ساتھ کر ڈالے ہیں۔ پہلے اسکو الگ الگ سنئے، پھر جواب ملاحظہ فرمائیے (۱) ووٹ دینا کیا شرعا ضروری ہے؟ آیا جائز بھی ہے یا نہیں؟ (۲) کیونسٹ اور دوسری سیاسی پارٹیوں کی شرعی پوزیشن کیا ہے۔

الجواب۔ موجودہ حکومت کے ذریعہ دنیوی حکومت وجود میں آتی ہے۔ جس کا قیام نہ ہم پر واجب نہ فرض نہ سنت۔ بلکہ اگر کچھ ہے تو اس کے خلاف ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: "ان الحکم الا للہ" پھر جب شرعا اس حکومت کا قیام ضروری نہیں تو اسکے قیام کے لیے ووٹ دینا کس طرح ضروری ہوگا۔ اور کس شخص کو ووٹ دینے کا مطلب اسے اپنا نمائندہ بنانا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ بااعتبار ہو کہ حق یا ناحق جو کرے۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسکی ذمے داری ایک طرح ہووٹ دینے والے پر بھی عائد ہوگی۔ پس اگر کنڈیڈیٹ دیندار نیک مزاج حق پرست ہو جس کے بارے میں گمان غالب ہو کہ اسمبلی میں پہنچ کر دین و دنیا دونوں کے لیے مفید ہوگا۔ تو اسکو ووٹ دینا جائز ہوگا۔ اور اگر امیدوار اس کے برخلاف ظالم جفا جو ناحق شناس ہو تو اسکو ووٹ دینا حرام اور حرام کی اعانت ہوگی۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲) ”ووٹروں کا حال جیسا آج کل ہے کسی بھی جماعت کو ووٹ دینے والا صرف ووٹ دینے سے لاندہب نہیں ہوگا جب تک کہ کسی لاندہب پارٹی کے غلط اصولوں پر بھی اعتقاد نہ رکھے۔ ہم نے تمام پارٹیوں کے دستور اور فلسفے پڑھے نہیں۔ کہ ہم تفصیل سے واضح کر سکیں کہ کس پارٹی کا کون سا اصول مذہب کے متصادم ہے اور کون سی پارٹی کا نہیں۔ ہاں عام معلومات کی بنا پر اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ روس چین وغیرہ میں کمیونسٹوں کی پالسی مذہب دشمنی کی ہے اور ہندوستان کے کمیونسٹوں کی بھی اپنے سابق الذکر قائدین سے متاثر ہونا ضروری ہے اس لیے بنسبت دوسری پارٹیوں کے کمیونسٹ پارٹی زیادہ مذہب دشمن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ
الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ۔ ۲۳ محرم ۱۳۸۳ھ

(۶۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مولوی صاحب نے ایک کتاب دکھائی جس میں محض ترجمہ تھا، کلام مجید کا یعنی عربی عبارت کہیں بھی نہ تھی، بلکہ انجیل کے ترجمے وغیرہ کے مانند ایک گورنر کے وکیل نے مختلف تراجم قرآن سے لے کر لکھا ہے، اس پر مولوی صاحب نے مجھے فرمایا کہ جناب والا کو لکھوں کہ اس مترجم پر تکفیر کا فتویٰ جناب والا لگائیں۔ میں نے عرض کیا کہ تکفیر کا فتویٰ لگانا (تو کسی مسلمان پر تا وقتیکہ کوئی امر صریح نہ پایا جائے) مناسب نہیں، ہاں اس مذموم سے روکنا ضرور ہے تو جناب والا سے گزارش ہے اس امر کے متعلق تمہارا ارشاد اور تحریر فرمائیں۔ نصوص صریحہ شرعیہ سے اہل باطل کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔ چاہے وہ اہل اسلام ہو یا اہل کتاب، اور وہ امور ذمینی ہوں یا دنیاوی۔ حدیث شریف میں ہے: ”من تشبه بقوم منهم“ (نصب الراية ۴/ ۳۴۷) جو جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں شمار ہوگا۔

دوسری حدیث میں مسلمانوں کو ان کی بے راہ روی سے ڈراتے ہوئے فرمایا: ”لترکبن مسنن کما کان قبلکم“ (مسند احمد: ۵/ ۲۱۸) ”البتہ تم ضرور ضرور گذشتہ قوموں کی قدم بقدم پیروی کرو“ مسلمان حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ غیر اقوام کے ساتھ مشابہت اور ان کے عقائد و رسوم کی اتباع اور ان کی ساخت ممنوع اور گناہ ہے۔

Click For More

الجواب

اپنی مذہبی کتابوں کو نازل شدہ زبان کے علاوہ دوسری زبانوں میں علیحدہ شائع کرنا گذشتہ اہل کتاب کا طریقہ تھا اور نوبت اس جگہ پہنچی تھی کہ خود کتاب کے ماننے والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اصل کتاب کس زبان میں نازل ہوئی تھی۔ سب کے سب اصل متن سے معراج الوقت زبانوں کے ترجموں سے ہی کام چلاتے تھے۔ چنانچہ عینی جلد اول ص ۵۲ پر ہے: "قال التیمی الکلام العبرانی الذی انزل به جمیع الکتاب کالتورات والانجیل ونحوهما۔ وقال الکرمانی ان الانجیل عبرانی قلت لیس کذالك بل التوراة عبرانی والانجیل سریانی"

علامہ تمیمی فرماتے ہیں کہ عبرانی زبان میں ہی توراہ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔ اور کرمانی کہتے ہیں انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی۔

اور جب انگریز قوم نے مسیحی مذہب قبول کیا تو انگریزی میں انجیل پڑھنا شروع کیا اور جب ہندوستانیوں کو عیسائی بنانا ہوا تو اردو انجیل دی۔ اور آج یہ حال ہے کہ قسم قسم کی انجیلین پھیل گئیں ہیں کہ فیصلہ ہی مشکل ہے کہ کلام الہی کیا تھا؟ اور اتنا تو آپ نے بھی اپنے سوال میں تحریر کیا ہے۔ آپ کو جو اردو ترجمہ دکھایا گیا وہ اسلامی طریقہ پر حامل متن نہیں تھا۔ بلکہ عیسائیوں کے انجیلی ترجمہ کے مانند تھا۔ الغرض قرآن عظیم کا معرئی اردو ترجمہ شائع کرنا۔ اہل کتاب کی تقلید، ان کی اتباع، اور ان کے ساتھ مشابہت ہے، اور مشابہت اور پیروی حسب فرمان رسول ممنوع اور منکر ہے۔

پس صورت مسئلہ میں پہلی خرابی تو یہ ہے کہ ایسا کرنا فرمان رسول کے خلاف ہے اور دوسری خرابی یہ ہے کہ خدا نخواستہ اگر یہ طریقہ مروج ہو گیا تو توریت وانجیل کی مثل خطرہ ہے کہ اصل قرآن مجید ہی ضائع نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۶۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

صفر کے آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ بہت سی جگہ لوگ بڑے اہتمام سے وضو کرتے ہیں۔ پرانے برتنوں کو توڑتے ہیں اور نئے برتنوں میں عمدہ کھانا پکاتے ہیں اور روح اقدس ﷺ کو نیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اسی دن حضور ﷺ کو صحت حاصل ہوئی تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے غسل صحت فرمایا اور صحابہ کرام کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے۔ بعض دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ آخری بدھ کو حضور اقدس ﷺ کو مرض وصال شروع ہوا تھا، اس دن مدینہ کے یہودیوں نے خوشی منائی تھی، کچھ کیا ہے؟ مطلع کریں۔

المستفتی ممتاز احد۔ محمد آبادی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

آخری چہار شنبہ کے نام پر مسلمانوں نے جو رسمیں ایجاد کر لی ہیں۔ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حدیث شریف سے اس کے خلاف ثابت ہے ارشاد نبوی ہے: لا ہلۃ ولا صفر (مشکوٰۃ حلیث ۲۴۵۷۷)“
الو کے بول اور صفر کوئی چیز نہیں، ہاں روایتوں سے ثابت یہ ہے کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تھا۔ واللہ
تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی مبارکپورا عظیم گڑھ ۲۳ صفر ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۶۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ڈرامہ کرنا کیسا ہے؟ اور ڈرامہ لکھنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو کیسے ڈرامے ہوں؟ اور ناجائز ہے تو
کیوں؟ اس کے کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟
المستفتی: حاجی ابوالکلام

الجواب

ڈرامہ اگر شرعی معائب سے پاک اور عبرت و بصیرت کا حامل ہو تو اس کے لکھنے اور پڑھنے میں
حرج نہیں جس طرح مثنوی شریف میں بیٹھار قصے عبرت و بصیرت کے لیے درج ہیں۔ ڈرامہ کرنا ناجائز
حرام، کیونکہ جو ڈرامے آج کل مروج ہیں ان میں ناچ، ٹش گانے، عورتوں کی شہوانیت انگیز نمائش، مزامیر
سارے ہی خرافات ہوتے ہیں۔ انہیں سے ہر ایک از روئے شرع ناجائز و حرام ہے: ”کل لہو لہابہ
المومن حرام الامن ثلثۃ ملاعبۃ اہلہ وتادیبہ لفرسہ ومناصلۃ لقوسہ (النور
المنثور: ۱۹۳/۳)“ مسلمانوں کا لہو و لعب حرام ہے سوائے تین باتوں کے۔ بیویوں سے خوش فعلیاں، گھو
ڑے کی سواری اور تیر بازی۔ شامی میں ہے: ”ولا طلاق شامل نفس الفعل والسماعۃ کالر
قبض والسخریہ والتصفیق وضرب الاوطار“ اور حدیث شریف میں جو ممانعت ہے وہ ایسے افعال
کرنے اور ان کے سننے دونوں کو شامل ہے پس ناچ، مذاق، تال پیٹنا اور ستار وغیرہ بجانا بھی ناجائز اور
اسکودیکہ کر لطف اندوز ہونا بھی ناجائز۔ قرآن عظیم میں عورتوں کو حکم ہے: ﴿وَلَا یُؤَدِّیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا
لِیَعُوْلَتِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱) اپنی آرائش کی جگہوں کو کسی کو مت دکھاؤ ہاں شوہروں وغیرہ کا استثناء ہے۔
اور مردوں کو حکم ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا اَفْرُوْجَهُمْ﴾ (النور: ۳۰)
مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اس لیے اس مجموعی خرافات کے جواز کی کوئی صورت نہیں اگر با
الغرض کوئی ڈرامہ ایسا ہو جس میں منہیات شرعیہ بالکل نہ ہوں جس کے پلاٹ اور مکالمے سبھی اخلاقی اور
صلاتی ہوں، صرف مرد ہی جس کے اداکار ہوں اور بقیہ مناسباتی از قسم ناچ باجہ اختلاط مرد و زن وغیرہ بھی نہ ہو

Click For More

تب بھی لہو و لعب ہونے کی ایسی چھاپ اس پر لگی ہوئی ہے کہ شرعاً اس کے جواز کا حکم نہیں دیا جاسکتا کہ ٹھیکر کی بنا ہی لہو و لعب کیلئے ہے جس طرح گراموفون سے قرآن کی آیات بجانا منع ہے کہ اسکی بنا ہی لہو کے لیے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ ۱۳ شوال ۱۴۰۸ھ

(۶۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید اپنے گھر ہی تھا، اس کے مرنے کے بعد چہارم ہوتا ہے اس میں کھانا پکتا ہے اور وہ کھانا اس نیت سے پکتا ہے فقیر کھائیں گے اور ثواب ملے گا، مردے کے اس کھانے میں اگر خاندان والے کھائیں تو کیا یہ درست ہے؟ اور اگر کھاتا ہے تو کھانے میں کراہیت معلوم ہوتی ہے کھانے کو طبیعت نہیں کہتی ہے۔
بیناوتو جروا۔ مناخاں موضع چلبوا پوسٹ بھٹ ضلع گورکھپور

الجواب

عام مردوں کی فاتحہ کا کھانا گھر والے یا عزیز واقارب نہ کھائیں۔ صرف فقیر و غریب ہی کھائیں۔ ہاں اگر کوئی قرعی محتاج ہو تو اس کے کھانے میں حرج نہیں کہ وہ تو اس کا حق ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ، ۲ ذی الحجہ، ۱۴۰۸ھ

(۶۵-۸۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) مصیبت یا تکلیف کے وقت کسی ولی یا پیر سے مدد مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) بیروں کی منت مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب ماننا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) جنازہ کے آگے پیچھے باواز میلاد پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) میت کو قبرستان لیجاتے وقت میلاد شریف پڑھنا کیسا ہے؟

(۶) مرد کے لیے کفن ساڑھے بارہ گز ہوتا ہے۔ یا اس سے زائد؟

(۷) قبر پختہ بنانا اور اس پر پھول چڑھانا۔ اور پیر اولیاء کی قبر پر عرس قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۸) زیارت قبور کا کیا حکم ہے؟ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے حکم بتائیں؟

(۹) تعزیہ داری، اسکی منت، تعزیوں سے مراد ماگنی۔ عورتوں اور مردوں کے لیے ماتم کا کیا حکم ہے؟

کئی مجلس میلاد شریف اور قیام و سلام کا کیا حکم ہے؟

- (۱۱) عید گاہ ہوتے ہوئے آبادی کے اندر مسجدوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟
(۱۲) ذفن میت کے وقت قبر میں عہد نامہ اور مٹی پر قل پڑھنا۔ قبر میں رکھنا کیسا ہے؟
(۱۳) وعظ اور مولود خوانی کے لیے فیس مقرر کرنا معاوضہ لینا کیسا ہے؟
(۱۴) میت پر شال اور اوڑھنی وغیرہ ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۵) ایصال ثواب کے لیے تیجہ، دسواں، بیسواں کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۶) گیارہویں، بارہویں کی منت اور اس کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۷) مذکورہ بالا اہتمام امور کو ناجائز کہنے والے مولوی کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
حاجی محمد عثمان متولی مدینہ مسجد جیت پور کا ٹھیکہ دار

الجواب

(۱) جائز ہے۔

- (۳) چونکہ آجکل لوگ بالعموم جنازہ کی ہمراہی میں بھی دنیا کی باتوں میں مصروف رہتے ہیں اس کے بجائے اللہ اور رسول کا ذکر کرنا ٹھیک ہے کہ لوگ اسی بہانے غلط بکواس سے بچے رہیں گے۔
(۶) مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔ (۱) چوڑی اتنی لمبی کے میت کے قد پر پوری آئے۔ اور دونوں طرف کچھ زیادہ ہو جو باندھنے میں کام آئے۔ چادر اتنی کہ دونوں طرف سے اکٹھے لپیٹا جاسکے
(۲) چادر (ازار) میت کے قد کے برابر۔ (۳) کفنی میت کی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک۔ ان تینوں میں جتنا گز کپڑا لگے لگانا چاہیے اس سے زیادہ کفن دینا مولوی ہو یا جاہل سب کے لیے منع اور ناجائز ہے۔ عورتوں کے لیے پانچ کپڑے سنت ہیں۔ اوڑھنی اور سینہ بند اور تین کپڑے وہی ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا۔ مزید دو کپڑوں میں جتنا زائد لگے عورتوں کے کفن میں اس کا بھی اضافہ کیا جائے۔
(۷-۸) قبر ہر چہار جانب سے پختہ ہو یہ مکروہ ہے، اور کنارے کنارے حاشیہ پختہ ہو۔ اور بیچ میں کچی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ قبروں پر پھول ڈالنا۔ مزار کی زیارت بالخصوص اولیائے کرام کی اور ان کا عرس کرنا جائز ہے۔ البتہ زیارت قبر اور رسوم اعراس دونوں میں شرعی منہیات سے بچنا چاہئے۔ عورتوں کو قبر کی زیارت نہ کرنا چاہیے۔

(۹) یہ سب امور ناجائز ہیں۔

(۱۰) میلاد و قیام نہ صرف جائز بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

(۱۱) جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ معذوروں کے سوال گاہ عید گاہ میں ہی پڑھیں۔

Click For More

(۱۲) عہد نامہ رکھنا جائز ہے۔ مٹی میں احتیاط اولیٰ ہے۔

(۱۳) میلاد کا معاوضہ ناجائز ہے۔ وعظ کا معاوضہ لے سکتے ہیں۔ بہتر اس میں بھی بجی ہے کہ خالصاً وجہ اللہ کیا جائے، بے طلب مل جائے تو لینے میں حرج نہیں۔

(۱۴) جنازہ پر شمال اور اوڑھنی پر وہ پوشی اور اکرام مومن کی نیت سے ہو تو جائز ہے۔

(۱۵) جائز ہے مگر کھانا غریبوں کو کھلانا چاہئے، امیروں یا رشتہ داروں کو اس موقع پر دعوت نہ دی جائے۔

(۱۶) علمائے دیوبند کا یہ طریقہ ہے کہ کچھ ناجائز چیزوں کا سہارہ لے کر (جو بد قسمتی سے عوام میں

راج ہو گئی ہیں) بہت سی مباح بلکہ مستحب و مستحسن بلکہ مسنون امور کا انکار کرتے اور ان کے ناجائز و حرام بلکہ شرک و بدعت کا فتویٰ دیتے ہیں، اور اصلاح امت کے نام پر فساد بین المسلمین برپا رکھتے ہیں۔

(۱۷) ہم بالیقین تو نہیں کہہ سکتے۔ مگر سوال میں جن مولوی صاحب کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیوبندی یا

وہابی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ بطور خود ان کے عقائد کا پتہ چلائیں اور اساطین علمائے دیوبند کے بارے

میں ان سے سوال کیجئے۔ اور ان کے عقائد کفریہ انہیں بتائیے۔ اگر وہ بھی انہیں کے ہم خیال ثابت ہوں۔

تو ان کو ضرور امامت سے علیحدہ کر دیجئے، بلکہ ان سے بالکل پرہیز کیجئے۔ حدیث شریف میں ہے: ”ایاکم

وایاہم لا یضلونکم و لا یفتنونکم“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ۔ الجواب صحیح عبدالرؤف غفر

(۸۲-۸۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک زانی شخص ہے، اس لیے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق تحریری دیا جس میں امام

مسجد اور جماعت شریک تھی۔ زید تین ہفتے بعد آ کر کہنے لگا کہ طلاق غلط ہوئی، میں نے ایک رشتہ دار کے

کہنے سے طلاق دی تھی۔ ورنہ میری مرضی نہیں تھی، اس پر ناگپور کے مفتی صاحب اور چند علماء بلائے گئے،

انہوں نے طلاق نامہ دیکھا اور گواہوں کا بیان سن لیا، پھر فیصلہ دیا کہ طلاق ہو گئی، اب کوئی صورت بغیر طلالہ

نہیں۔ حاضرین میں ہی امام بھی موجود تھے۔ اس کے دو روز بعد زید نے طلاق شدہ لڑکی کے بھائی اور

ماں کو نہ جانے کیا سمجھا کر لڑکی کو لے کر چل دیا، وہاں اسکے کسی رشتہ دار نے یہ حقیقت معلوم ہوتے ہوئے

بھی اس کا نکاح زید کے ساتھ پڑھا دیا۔ تین یوم بعد بکرنے جو حافظ قرآن ہے امام مسجد ہے عقاید بھی صحیح

ہیں، طلاق کا پورا معاملہ معلوم ہوتے ہوئے بھی اپنی لڑکی کی شادی کی تقریب میں زید کو بدعو کیا، اس لوگوں

نے کہا، زید یہاں کیسے آیا بکر سے پوچھا گیا تو کہا میں نے اسے دعوت دی ہے، کہا گیا اسے شریک نہ کرو تو

اس نے جواب دیا کہ اگر اسے نکال دیں تو وہ مجھ پر عزت کا دعویٰ کریں گے تو میرا کیا حال ہوگا، اس

تقریب میں بہت سے لوگ زانی بھی شرابی جواری بھی سود خور بھی ہوں گے، اب کس کس کو نکال لو گے، تقریب میں چند علماء بھی شریک تھے، ان سے پوچھا گیا، کہا ہم زید کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں، ہمیں شریک ہونے والوں کو نہ دیکھنا چاہیے، بلکہ صاحب خانہ کی طرف دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسا آدمی ہے؟ جب کہ وہ متقی پرہیزگار ہے تو شرکت کرنا چاہئے جان بوجھ کر زید کو مدعو نہیں کرنا چاہیے تھا، علماء اور چند لوگ شریک ہوئے اور کچھ لوگ شریک نہیں ہوئے۔

(۱)۔ گزارش ہے کہ کیا یہ علماء کا قول ٹھیک ہے اگر ٹھیک نہیں تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

(۲)۔ بکر کا زید کو سب میں دعوت دے کر بلوانا شرعا کیسا ہے؟

(۳)۔ جس شخص نے طلاق کی حقیقت معلوم ہوتے ہوئے بھی نکاح پڑھا دیا اور گواہوں اور

وکیل اور لڑکی کے بھائی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ شرعا جواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی
عبدالسلام عطر فروش ناگپور۔

الجواب

(۲-۱) علمائے زانی کو دعوت میں شریک کرنے کی جو مذمت کی ٹھیک فرمایا۔ اور جب صاحب

خانہ نے اس کو دعوت میں شریک کر لیا تو دوسرے مسلمانوں کو اس میں شریک نہ ہونا چاہئے اس تقریب سے شرعی تعزیر بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے، اس لیے ایسی دعوت میں شرکت شرع کے خلاف ہے۔ ارشاد الہی

ہے: ﴿وَمَا يُنْسِبَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸)

(۳) ایسا نکاح پڑھانے والے گواہ اور اسمیں مدد دینے والے اور شرکت کرنے والے گنہگار

ہوئے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالتَّوَانِ﴾

[المائدہ: ۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی ۲۹ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ
الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۸۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) بیوی کے ساتھ جموٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) کن کن مواقع میں جموٹ بولا جاسکتا ہے

الجواب

جموٹ بولنا حرام قطعی ہے اور جموٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿لَعْنَةُ اللَّهِ

عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ [آل عمران: ۶۱] ہاں (الف) اپنا حق حاصل کرنے کیلئے (ب) دو مسلمانوں میں

صلح کرانے کے لیے (ج) عالم جہاد میں دشمن کے مقابلہ میں (د) بیوی کو راضی کرنے کے لیے ایسی پہلو دا

ربات کہنی کہ جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ اور، جائز ہے۔ وہ بھی اس وقت کہ اس پہلو دار بات کے سوا وہ جائز مقصد حاصل کرنے کے لیے اور کوئی ذریعہ نہ ہو۔ ترمذی شریف میں ہے: "عن اسماء بنت یزید قالت کان رسول اللہ ﷺ لا یحل الکذب الا فی ثلاث یحدث الرجل امرأته لیرتضیا و الکذب فی الحرب و الکذب لیصح بین الناس۔ مبسوط باب الخلیل جلد سوم میں ہے: "والذی یروی ان رسول اللہ ﷺ رخص فی الکذب تاویلہ فی استعمال معاریض الرجال الکلام فان صریح الکذب لا یحل هنا کما لا یحل فی غیرہ۔ رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ کے بارے میں جو روایت ہے اس کا مطلب تو یہ ہے اور تعریض ہے، کیونکہ صریح جھوٹ تو بالکل جائز ہی نہیں۔ شامی میں ہے: "والظابطة ان کل محمود یمکن التوصل الیه بالصّدق و الکذب جمیعا فالکذب فیہ حرام وان امکن التوصل الیه بالکذب وجودہ فمباح ان یریح تحصیل ذلک المقصود و واجب ان وجب کما لورای معصوما اختفی من الظالم یرید قتله او ایذائه۔ ٹیک مقصد جھوٹ اور سچ دونوں سے حاصل ہو سکتا ہے تو جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اور صرف جھوٹ بولنے سے حصول ممکن ہو تو مقصد کی اہمیت کے پیش نظر اس کا حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

عبدالمنان اعظمی ۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۸۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

داڑھی منڈانا کیسا ہے؟ اور کتر وانا کیسا ہے؟ اور آجکل جو لوگ صرف تھوڑی سی داڑھی رکھتے ہیں جیسے فرنج کٹ کہا جاتا ہے، ان کا یہ فعل کیسا ہے؟ ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ المستفتی عبداللہ کانپوری

الجواب

داڑھی کا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ در مختار میں ہے: "السنة فیہ القبضۃ و یحرم علی الرجل قطع لحیتہ (شامی ج ۹/۴۹۸)۔ ایسا شخص فاسق معلن ہے، اس کی تعظیم و توقیر ناجائز اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ شامی میں ہے: "واما الفاسق فقد عللوا الکراهة تقدیمہ بانہ لا یهتم لا مردینہ و بان فی تقدیمہ لامامة تعظیمہ و قد امرنا باہا نثم فهو کالمبتدع تکرہ اما متہ بکل حال بل مشی فی المنیۃ علی ان کراهة تقدیمہ کراهة تحریم (ج ۲/۲۵۵)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔"

عبدالمنان اعظمی ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۸۷-۸۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
(۱) عین والی گھڑی پہننا کیسا ہے، عین والی گھڑی پہن کر نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتی ہے تو
جو نماز لاعلمی میں ادا کی جا چکی ہے ان کیلئے کیا حکم ہے؟ بالتصریح قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔
(۲) بالغ لڑکی کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے لڑکی کے باپ نے نشہ کی حالت میں ایک شخص
سے نکاح پڑھا دیا اور لڑکی کو لڑکا قطعاً پسند نہیں ہے۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح بغیر اس کی
اجازت و رضامندی کے ہوایا نہیں؟ صاف جواب تحریر فرمائیں۔

(۳) نیز دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعض اخبار رسائل میں دیکھا گیا ہے کہ انجکشن سے روزہ
نہیں ٹوٹتا ہے، لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، لہذا بتایا جائے کہ اپنے علماء کے مسلک میں کیا حکم ہے؟ فقط
سائل مسعود احمد موضع سنگا چوری پوسٹ بدھ بگر ضلع مظفر پور

الجواب

(۱) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گھڑی کے استعمال کو ناجائز بتایا ہے
اور اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے جس کو لوٹانا ہوگا۔ شامی میں ہے: ”کل صلوة ادبت
مع الکراهة تجب اعادتها“۔ (درمختار: ۲/۱۳۰)
(۲) صورت مسئلہ میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اگر لڑکی نے اطلاع پاتے ہی انکار کر دیا ہو تو۔ در
مکار میں ہے: ”لا تجبر البالغة علی النکاح فان استاذنھا او زوجھا و لیھا و اخبرھا
رسولہ او فضولی عدل فسکت فهو اذن“۔

(۳) انجکشن کی دوا اگر جو ف دماغ یا جو ف شکم میں پہنچتی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ واللہ
تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۱/محرم ۱۴۲۵ھ
الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۹۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
کہ وہ مدارس عربیہ جنکا الحاق الہ آباد بورڈ سے ہے اور باقاعدہ مدرسین کو گورنمنٹ سے تنخواہیں
ملتی ہیں، لیکن مدرسہ کاریکارڈ کل یا بعض فرضی بنانا ہوتا ہے، کہیں مدرسین کی تعداد کہیں طلبہ کی تعداد اور ان
کی حاضریاں حتیٰ کہ داخلہ خارجہ بھی تقریباً سب فرضی ہوتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تمام
جزئیں از روئے شرع جائز ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو زید کے اس قول کا کیا جواب ہوگا ”کہ یہ سب جھوٹ اور
تدبیر ہے“ اور اس طرح تو حربی کافر کا مال بھی لینا جائز نہیں؟ چہ جائیکہ ایسی حکومت جو مسلم و کافر حربی دونوں

کے درمیان مشترک ہے، لہذا تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں، تاکہ زید کو مطمئن کیا جاسکے، ورنہ بصورت دیگر خود اطمینان حاصل ہو، بینوا تو جروا۔

المستفتی، محمد ضمیر۔ بریلی شریف

الجواب

حکومت سے مدارس کو جو امداد ملتی ہے اس کے قواعد ناممکن العمل نہیں ہیں، بہت سے مدارس قواعد و ضوابط کی پابندی کر کے واقعی اندراجات اور حقیقی کارروائی کے موافق ایڈ حاصل کرتے ہیں (زید کا اگر یہ خیال ہے کہ فرضی ریکارڈ بنائے بغیر ایڈ کا حصول ممکن نہیں تو یہ غلط ہے) ایسے مدارس کا حکومت سے امداد وصول کرنا جائز ہے، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب اپنے فتاویٰ جلد ہشتم صفحہ ۱۸۴ میں لکھتے ہیں ”اصل یہ ہے کہ بیت المال خواہ اسلامی ہو یا اسلامی نہ ہو جب انتظامات شرعیہ کا اجماع نہ کرے تو اہل استحقاق مثلاً طلبہ علم دین و علمائے دین کہ اپنا وقت خدمات دینیہ مثلاً درس و تدریس، وعظ و افتاء و تصنیف میں صرف کر رہے ہوں اگرچہ لکھو کھا روپیہ کے مالک اغنیاء کثیر المال ہوں جو کچھ اس میں سے برضائے سلطنت بے غدر و فتنہ وار تکاب جرائم پائیں ان کے لیے جائز ہے۔ اور آج کل جیسا کہ ہر محکمہ میں ہو گیا ہے بغیر پیسہ لیے کوئی کام نہیں کرتے، ایسی صورت میں اپنا حق حاصل کرنے کے لیے رشوت بھی دے سکتے ہیں اس کا گناہ لینے والے پر ہوگا۔ ہاں جو مدرسین یا مدارس پیسہ وصول کرنے کے لیے غلط خانہ پری کرتے ہیں یا روپیہ وصول کرنے کے لیے فرضی تقرریاں کرتے اور اس کے لیے رشوت دیتے ہیں تو انکا یہ لینا دینا دونوں ناجائز ہے، کہ جو دیا واقعی حق وصول کرنے کے لیے نہیں، فرضی حق بنا کر اور جو لیا اس میں غدر و فتنہ اور چٹنگ بازی کیا یہ ضرور ناجائز و حرام ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا عبارت بے غدر و فتنہ وار تکاب جرائم کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۰ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

(۹۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل میں کہ

- (۱) ایک لڑکی تقریباً آٹھ سال کی ہے اس کو تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مردوں کے مجمع میں ممبر رسول پر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) لڑکی کس عمر سے بالغ ہوتی ہے اور لڑکی کو کس عمر سے پردہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے اور نماز کی؟ (۴) قریب بلوغ لڑکی کو دیکھنا اور اس کی آواز سننا مجمع عام میں نعت و تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ غیر عالم کو تقریر کرنا کیسا ہے؟ اور عالم کون ہے؟ جو شخص یہ کہے کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۱ سال کی لڑکی سے تقریر و نعت سنی ہے، لہذا گیارہ سال کی لڑکی تقریر

و نعت پڑھ سکتی ہے؟ اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ یہ حضرت پرالزام ہے یا نہیں؟ دلائل کے ساتھ جواب دیں
المستفتی، محمد احمد محلہ فیل پبلی، بمبیت

الجواب

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ نے نو سال کی لڑکی کو مشہوۃ لکھا ہے اور عالمگیری میں ہے "والتی بلغت حد الشهوة کالبالغ" تو شہوت کے ساتھ ایسی لڑکی کو دیکھنا اور اس کی بات سننا ضرور حرام ہوگا اور شہوت نہ ہو مگر یہ گمان ہو کہ جب اس کو دیکھوں گا یا بات سنوں گا تو شہوت ہو جائے گی، اس کے لیے بھی حرمت کا حکم ہے۔

عالمگیری جلد ۵/۳۲۹ میں ہے: "اذا غلب علی ظنہ انہ یشتہی فہو حرام" آج کل حالت ایسی ہے کہ پانچ سال کی بچیوں سے بھی لوگ منہ کالا کرتے ہیں اور آسودہ حال گھرانوں کی بچیاں ۷-۸ سال میں بھی ہاتھ پاؤں نکال لیتی ہیں تو کچھ ہونے کا انتظار نہ کیا جائے، بلکہ پہلے ہی سے احتیاط برتی جائے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے بارے میں اگرچہ یہ روایت بھی قابل بھروسہ نہیں معلوم ہوتی کہ انہوں نے گیارہ سال کی اجنبی لڑکی کو دیکھا اور اس سے نظم سنی ہو، میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ دو عورتیں بے برقعہ تعویذ لینے کے لیے آئیں، آپ نے فوراً نگاہیں نیچی کر لیں اور پندرہ منٹ تک سر جھکا کر ان پر سرزنش کرتے رہے، اب کوئی اس کو سند پکڑے کہ مفتی اعظم نے بے پردہ غیر محرم کو تعویذ لکھ کر دیا اور ان کو دیکھا اور ان کی بات سنی تو بڑی کم نصیبی کی بات ہوگی ان کی جناب بہت عالی تھی، ان کی جناب میں ایسی بدگمانی بری بات ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بیان کرنے والے نے حضور مفتی اعظم ہند پر الزام قائم کیا، اس لیے کہ عالمگیری میں ہے "و کذا لک اذا کان شیعاً یامن علی نفسه وعلیہا فلا یاس بان یصافحہا وان کان لا یامن علی نفسه علیہا فلیحتب" ایسا بڑھا جو قابل شہوت نہ رہ گیا ہو اور اسے اطمینان ہو کہ شہوت نہ ہوگی تو ایسی صورت میں اجنبی عورت سے مصافحہ میں حرج نہیں۔ تاہم شنیدین چہ رسید اگر مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ایسی مامون ہستی نہ مانا جائے تو کون ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، اشوال المکرم ۱۳۱۳ھ

(۹۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کہ زید شرع کے دائرے میں رہ کر برائے خدمت خلق نیک نیتی کے ساتھ آیات قرآن کے ذریعہ تعویذ کیا کرتا ہے، آیا وہ کافل مؤمن سے یا نہیں؟ اور امامت کر سکتا ہے کہ نہیں؟ اگر کوئی اعتراض

Click For More

کرے کہ زید کی امامت درست نہیں تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ معترض کے نزدیک زید قابل ملامت
وقابل اعتراض ہے دعاء تعویذ کی وجہ سے ہے، اگر یہ عیب ہے تو بے شک وہ قابل ملامت ہے اور اگر یہ
عیب نہیں ہے پھر عیب نکالنے والے کیلئے کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں
نوزش ہوگی
المستفتی، محمد وکیل احمد متولی جامع مسجد گھوسی (منو)

الجواب

سفلی اعمال کے ذریعہ جو تعویذ تیار کیئے جاتے ہیں وہ ناجائز وحرام بلکہ کفر بھی ہو سکتے ہیں اور
آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ سے جو تعویذ تیار کئے جاتے ہیں وہ جائز بلکہ باعث اجر وثواب بھی ہو سکتے ہیں
جب کہ اغراض صحیحہ شرعیہ کے ماتحت لکھے گئے ہوں اور ایسے تعویذ لکھنے والے کی امامت میں ایسے تعویذ کی
وجہ سے کوئی خلل نہیں۔ ایسے امام کو ملامت کرنے والا خود قابل ملامت ہے، ہاں آیات واحادیث ماثورہ
کا ہی تعویذ کیوں نہ ہو کسی ناجائز اور غیر شرعی مقصد کیلئے لکھا جائے تو مقصد کی کراہت و حرمت کے لحاظ سے
اس کے بھی ناجائز وحرام ہونے کا حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ

(۹۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

مسلمان مرنے کے بعد کیا بھوت ہو سکتا ہے؟ زید پر کچھ اثر ہے، ادھر ادھر کی باتیں بولتا ہے جب
اس کے کان میں آیت الکرسی وغیرہ پڑھ کر تیل ڈالا گیا تو اس نے فلاں مسلمان مرحوم کا نام لیا تو اس وقت
شدہ مسلمان کو کیا بولا جائے گا جو مسلمان کسی مرحوم مسلمان کو اس قسم کی حرکت دیکھ کر بھوت کہ دے اس کا کیا
حکم ہے؟
المستفتی، محمد کبیر الدین جامع مسجد ساؤل پور ضلع چورورا جستان

الجواب

مسلمان کی روح انتقال کے بعد جہاں چاہے جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ کتاب الشیئ ص ۶۳)

اور کافروں کی روح مقید ہے، صالحین کی روح کو دنیا میں لوگوں کی مدد کرنے کی بھی قدرت

(کتاب مذکور صفحہ ۱۰۴)

ہے۔

لیکن گذرے ہوئے آدمیوں کی روح بھوت بن کر دنیا میں آئے اور کسی کو اذیت دے یہ مراسم
اصول اسلام کے خلاف ہے، شیطان جو انسانوں پر سوار ہو کر انہیں اذیت دیتے ہیں وہی یہ باتیں بھوت
موٹ اڑا دیتے ہیں کہ میں فلاں ہوں اور فلاں وجہ سے سوار ہوں وغیرہ وغیرہ، یہ سب خرافات ہے اس

کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان مردوں کو برائی سے یاد کرنا ممنوع ہے، اس جھوٹ کہنے والے کو توبہ کرنی چاہئے۔ وهو تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۸ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

(۹۳-۹۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں

(۱) پوسٹ مارٹم جائز ہے یا نہیں؟ اور پوسٹ مارٹم کرنا کرانا مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) قربانی گاؤں پر پابندی مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۳) ہندوستانی مسلمانوں پر اسلامی معاملہ و تعزیرات کے قاضی مقرر کرنا لازم ہے کہ نہیں؟

اثبات و نفی ہر صورت میں جواب مع دلائل ہوں اور اگر اس سلسلہ میں حکومت مداخلت کرے تو

مسلمانوں پر کہاں تک کوشش کرنا لازم ہے۔ بینوا تو جروا۔

المستفتی، احمد انصاری کھروی ساکن ولید پور اعظم گڑھ ۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

الجواب

(۱) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زندگی اور موت ہر حال میں محترم بنایا ارشاد الہی

ہے ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ [الاسراء: ۷] ہم نے انسانوں کو محترم و مکرم بنایا، اسی لیے اسلام نے زندگی میں بھی اس کی تعظیم و توقیر ضروری قرار دی اور موت کے بعد بھی اس کی عزت حرمت کو باقی رکھا۔

حدیث شریف میں ہے: کسر عظم الميت ککسر عظم الحی (رواء الغلیل للابانی ۲/۱۳) (موطاء) اذی المومن فی مماتہ کا ذاہ فی حیاتہ (مصنف ابن ابی شیبہ) مردہ کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے، مومن کو اس کی موت کی حالت میں اذیت دینا اس کی زندگی میں اذیت دینے کی طرح ہے۔

ہاں اس کی ذات سے کسی دوسرے آدمی کا حق متعلق ہو یا اپنی کسی غلط حرکت سے آدمی خود ہی اپنے وجود کو لائق تعزیر و تحقیر بنالے تو اور بات ہے، ان مسائل کی تفصیل کتاب الحدود والقصاص اور کتاب الجنائز میں دیکھی جاسکتی ہے۔

موت کے بعد آدمی کے جسم کی چیز پھاڑ بھی اس کی تحقیر و تذلیل اور لاش کی بے حرمتی ہے، اس لیے شریعت نے عام حالات میں اس کی اجازت نہیں دی، جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ظاہر ہے، ہاں بعض ناگزیر ضرورتوں میں اس کی اجازت ہے۔ بحر الرائق جلد ہشتم صفحہ ۵۰۲ میں ہے: "امرأة حامل ماتت فاضطربت الولد فی بطنها فان کان اکبر رأیہ أنه حی فی بطنہ یشق بطنها لان ذلك

سبب فی احیاء نفس محترمة یتروک بہ تعظیم المیت - وعن محمد رجل ابتلع درة او دنانیر لا ینحرف مات المبتلع ولم یتروک مالاً فعليه القيمة ولا یشق بطنه لانہ لا یحوز ابطلال حرمة الذات لاجل الاموال ونقل الحجر جانی شق البطن للحال لان حق الآدمی مقدم علی حق المیت (مختصاً) تو معلوم ہوا کہ بعض ناگزیر ضرورتوں میں مردہ کے جسم کو بقدر ضرورت پھاڑا جاسکتا ہے۔

لیکن پوسٹ مارٹم کسی ایسی ضرورت کے لیے نہیں ہوتا، ہم نے ڈاکٹروں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ آجکل تمام محکموں کی طرح اس محکمہ میں بھی دھاندلیاں ہو رہی ہیں، اس کے پیش نظر تو یہ ایک بے سود عمل ہے، ہاں اگر دیانت داری سے پوسٹ مارٹم کیا جائے تو اس سے موت کے سبب اور اس کے وقوع کے وقت پر روشنی پڑسکتی ہے جس سے کبھی بھی مجرم کے پکڑنے یا مظلوم کو چھڑانے اور حاکم کے فیصلہ میں اصابت اور سہولت کا امکان ہے، مگر یہ فوائد پوسٹ مارٹم کے لیے لازم نہیں ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ پوسٹ مارٹم کسی ضرورت شرعیہ کے لیے نہیں ہوتا۔ (یعنی جسے شریعت ضرورت تسلیم کرتی ہو) اور جن فوائد کے لیے کیا جاتا ہے نہ وہ اتنے اہم ہیں، نہ پوسٹ مارٹم سے ان کا حصول یقینی ہے تو اس کے لیے انسان کی تحقیر و تذلیل شرعاً جائز نہ ہوگی اور ہر حال میں اس کا قانوناً لازم کرنا ضرور مداخلت فی الدین ہے، (۲) اسی طرح قربانی گاؤ بھی بلاشبہ اسلامی شعائر میں سے ہے، تو قانوناً اس کی ممانعت بھی

مداخلت فی الدین ہوگی۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَابْتَئِدْ جَعَلْنَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [الحج: ۳۶] تفسیر قادری میں اس کا ترجمہ کیا: اونٹ اور گائے جو قربانی کے لیے ہانک کر لے جائے جاتے ہیں کر دیا ہم نے انہیں یعنی ان کے ذبح کو دین الہی کی نشانی۔

ایسے امور میں علماء نے سلامت روی کے ساتھ قانونی چارہ جوئی کو آخری حد تک ہونے کا حکم دیا ہے، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”ابانۃ المتواری“ میں فرماتے ہیں: حدود و سلامت روی کے اندر رہ کر گورنمنٹ پر اس امر کا خلاف قوانین اسلام ہونا ظاہر کریں اور گورنمنٹ کے مستمر قانون کہ مذہبی دست اندازی نہ کریں گے کو یاد دلا کر بے ضرر و اضرار فائدہ پائیں۔

مگر اس کے لیے فتنہ پردازی اور امن عام میں خلل اندازی اور عام مسلمانوں کو بلا اور تذلیل کے لیے پیش کرنے کی اجازت نہیں، حضرت مولینا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”ہاں اتنا امر واضح اور روشن ہے کہ فتنہ پروری امن عام میں خلل اندازی اور مسلمانوں کو بلا اور اسلام کو توہین کے لیے پیش کرنا نہ تو شرعاً جائز نہ عقلاً ٹھیک ہے۔ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ []۔ ﴿وَلَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ

إِلَى التَّهْلُكَةِ ﴿[البقرة: ۱۹۵] اور جہاں گورنمنٹ نے جبراً کوئی قانون خلاف اسلام بنا دیا ہو تو ہم شرعاً معذور ہوں گے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ”مسلمانان ہند کو جہاد کا حکم ہرگز نہیں، قانون جن امور کو روکتا ہے ان کو نہ کرنے میں ہم کو عذر ہے (رضویہ ششم صفحہ ۸۷-۹۸) بلاشبہ مسلمانوں پر قاضی ہی نہیں، امیر عام اور سلطان اسلام کا قیام بھی واجب ہے۔ والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بنفسه احكامهم واقامة حدودهم الخ (کتاب مذکور صفحہ ۱۰۳)

مگر اس کے لیے سیاسی غلبہ ضروری ہے جس کو سیاسی غلبہ نہیں وہ معذور ہے، ان پر اقامت امام ضروری نہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں مگر یہ تکلف بقدر استطاعت اور ہر فرض بقدر قدرت ہے، ناقدریات پر مسلمان کو ابھارنا اور جو نہ ہو سکے اور ضرورے اسے فرض شہرانا شریعت پر افتراء اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے۔ قال الله تعالى ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة: ۲۸۶] (فتاویٰ رضویہ ششم صفحہ ۳)

صفحہ ۲۱ پر آپ فرماتے ہیں:- ائمہ نے تصریح فرمائی کہ عدم سلطان کے وقت مسلمانوں پر ایسا والی تلاش کرنا واجب مگر ہر واجب بقدر قدرت ہوتا ہے اور ہر فرض بقدر استطاعت، یہاں مسلمان ایسا والی مقرر کرنے پر ہرگز قادر نہیں۔

یہی حال تعزیرات کا ہے بہت ساری مسلم حکومتوں میں بھی تعزیرات عرصہ سے معطل ہیں۔ تو ہندوستان میں اکیلا قاضی جس کے پاس نہ شوکت نہ حشمت نہ حکومت کیسے حدود و تعزیران پر نافذ کر سکتا ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اسلامی حکومت ہوتی تو زانی سزا پاتا، اب اس قدر ہو سکتا ہے کہ مسلمان اسے برادری سے خارج کر دیں اور میل جول چھوڑ دیں، معاملات کے لیے انہیں بلاشبہ قاضی مقرر کرنا چاہئے اور مسلمان یہ طے کریں تو علمائے بلد والی احکام و قاضی اسلام ہیں۔ امام عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اذا خلا الزمان من السلطان فالعلماء و لایة الاحکام“ اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

عدم سلطان کی حالت میں مسلمانوں پر اپنے امور دینیہ میں متدین معتمد علمائے اہل سنت کی رجوع کرنا اور بھی لازم ہو جاتا ہے کہ بعض خاص دینی احکام جنہیں ولایة وقضاة اٹھائے ہوئے ہیں ان میں بھی تا حد ممکن انہیں کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۳ رجب المرجب ۱۶ھ

(۹۸-۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مندرجہ ذیل سوالات کے بارے میں کہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱) زید کا کہنا ہے کہ ہر وقت منہ سے اچھی بات نکالنی ٹھیک ہے۔ بکرنے کہا کہ کہنا اور بات ہے

اور کرنا اور بات ہے۔

(۲) زید نے کہا کہ اچھی چیز کا دیکھنا کام آئے گا، بکرنے کہا دیکھنا اور بات ادا کرنا اور بات ہے۔

(۳) زید نے داڑھی رکھانے کے بارے میں زور دیا۔ بکرنے کہا ہم تمہاری داڑھی دیکھ رہے

ہیں۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ بات کا نکالنا اور دیکھنا کام آئے گا یا نہیں؟

المستفتی، محمد رفیق طرف بابو بندر پور کھیڑہ سنبھل

الجواب

(۱) زید اور بکر دونوں کی باتیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں۔ بلاشبہ بری بات

اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ قرآن عظیم میں ہے ﴿لَا يُنَجِّبُ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ﴾

(النساء: ۱۴۸) اللہ تعالیٰ کو بری بات کا اظہار ناپسند ہے۔

اور فرماتا ہے ﴿إِلَيْهِ يَضَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ﴾ (الفاطر: ۱۰) اللہ تعالیٰ پاک باتوں کو قبول

کرتا ہے۔ تو بلاشبہ اچھی بات کا بولنا انسان کے کام آئے گا۔

جن چیزوں کا دیکھنا جائز ہے ان کا دیکھنا بھی باعث اجر و ثواب ہے۔ جیسے ایک آدمی نے درود

شریف پڑھا کسی کے حق میں دعائے خیر کی سچی گواہی دی۔ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا۔ یہ سارے

امور بولنے میں داخل ہیں اور باعث اجر و ثواب ہیں۔ یا جیسے احادیث کریمہ میں ہے ”کعبہ شریف کو دیکھنا

عبادت ہے، عالم کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے، اور اپنے بھائی سے خوشروئی سے ملنا صدقہ ہے۔“ تو یہ وہ

دیکھنا ہے جو کام آئے گا۔

زید کی پہلی بات (منہ سے اچھی بات نکالنا ٹھیک ہے) بول چال میں ایسے موقع پر بولی جاتی ہے

جب کوئی بد زبان اول قول بک رہا ہو تو اس کو منع کرنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ اچھی بات بولنا چاہئے۔ کہ

ارشاد الہی ہے ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق: ۱۸) ہر بات پر نگراں مقرر ہے

، بولتے وقت لکھ لیتے ہیں۔ اور برای ہو تو عذاب ہوگا اور اچھی ہو تو ثواب ملے گا تو اگر زید نے کسی ایسے موقع

پر یہ بات کہی بالکل درست ہے۔ اور بکرنے اس کے جواب میں جو عمل کی بات چھیڑ دی یہ بے موقع اور غلط

ہوئی۔ یہاں عمل کا تو کوئی ذکر ہی نہ تھا موقع تو ایک بد کلام کو روکنے اور منع کرنے کا تھا۔

اور اگر زید خالی گفتار کا غازی ہو، اور عمل خیر سے جی چراتا ہو۔ اس پر کسی نے اس کو ٹوکا۔ تو اس

نے سخن سازی شروع کی کہ منہ سے ہر وقت اچھی بات نکالنا ٹھیک ہے یعنی میرا اچھی بات کرنا ہی کافی ہے۔

Click For More

عمل خیر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تو اب زید کا یہ جملہ بے عمل اور جاہلانہ ہے۔ بلاشبہ خالی باتوں سے ہی کام نہیں چلے گا عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اب بکر کا قول بر محل ہے۔

(۲) اسی طرح دیکھنے اور کرنے میں بھی مختلف پہلو نکلتے ہیں۔

(۳) ڈاڑھی کو حد شرع کے اندر رکھنا ضروری ہے۔ اور اس سے کم کرنا یا منڈانا حرام ہے۔ در مختار

پنجم صفحہ ۲۶۱ میں ہے ”السنة فيه القبضة ويحرم على الرجل قطعه“ اور اس کا مذاق اڑانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ششم صفحہ ۱۸۲)

تو ڈاڑھی کی تلقین پر بکر کا یہ کہنا کہ ہم تمہاری ڈاڑھی دیکھ رہے ہیں، اگر ڈاڑھی کے انکار کے طور پر ہے تو کفر ہے جس کا حکم توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح ہے۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ زید نے دیکھنے کو باعث ثواب کہا ہے تو ہم زید کی ڈاڑھی دیکھ لیا کرتے ہیں ہم کو ثواب ملے گا، ہمیں ڈاڑھی رکھنے کی ضرورت نہیں؟ توبہ جہالت اور بکواس ہے۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ پرانی عورت کو بری نظر سے دیکھنا حرام ہے۔ سینما، کھیل تماشے دیکھنا ناجائز و گناہ ہے۔ اور کعبہ شریف، عالم، اور قرآن شریف کا دیکھنا کار ثواب تو زید کی اس بات کا مطلب (کہ اچھی چیز کا دیکھنا کام آئیگا) کون یہ سمجھے گا کہ کسی آدمی کی ڈاڑھی دیکھنے سے بھی کام چل جائے گا۔ ڈاڑھی رکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ کٹ جتی اور شریعت پر جرأت ہے۔

المختصر رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی کٹ جتی اور قیل وقال اور کثرت سوال سے منع کیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: ”نہی النبی ﷺ عن كثرة سوال وقيل وقال (او کما قال)۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۳ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

(۹۹-۱۰۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے ساٹھ کے متعلق کہا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ زید نے بھی ایسے ہی نقل کر دیا اور فتاویٰ رضویہ کا حوالہ دیا، فتاویٰ رضویہ ششم میں قرآن مجید کی آیت ساٹھ سے متعلق صفحہ ۳۲۸ پر تحریر ہے ﴿ما جعل اللہ من بحیرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام﴾ [المائدة: ۱۰۳] فتاویٰ رضویہ میں تحریر موجود ہے، جیسی تحریر ہے ویسی ہی زید نے تحریر کر دیا اس پر بکر نے کہا کہ قرآن شریف میں وصیلہ (ص) سے ہے آپ نے (ص) کے بجائے (س) لکھا، اس لیے قرآن شریف قرآن لازم آتی ہے، اس پر زید نے جواب دیا کہ یہ ذمہ داری حضرت مفتی عبد المنان صاحب قبلہ کا ہے اور آپ کی جانب سے توجیہ یہ ہے کہ وصیلہ کا معنی ذریعہ تقرب ہے اور وصیلہ کا معنی وہ بکری جو سات

دفعہ بچہ جنے اور ساتواں بچہ مذکور نہ ہو تو اس کو مرد کھائے، زید نے یہ خیال کر کے کہ جیسے وسیلہ کے معنی تقرب ہے اور وسیلہ کہ اگر چہ سات بار بکری بچہ جنے کفار سے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اس کو بھی ذریعہ تقرب سمجھ ہی کر اس مناسبت سے زید نے کہا کہ ہو سکتا ہے مفتی صاحب قبلہ فتاویٰ رضویہ کی اس آیت کو کاتب نے جیسی تحریر کیا تھا چھوڑ دیئے ہوں اور مفتی صاحب قبلہ فتاویٰ رضویہ ششم کے ابتدائیہ میں صفحہ ۴۲ پر خود لکھتے ہیں۔

کہ گذشتہ جلدوں کی طرح اس جلد میں بھی بہت سی جگہ الفاظ کی عبارت اندازہ سے درست کی گئی ہے اور جہاں کوئی حوالہ کی عبارت تھی اصل کتاب سے مقابلہ کر کے اس کی تصحیح کی گئی، جہاں کتابت کی غلطی معلوم ہوئی اسے بھی درست کیا گیا چند جگہیں ایسی بھی ہیں کہ وہاں ہم کوئی فیصلہ نہ کر پائے، سارے مواقع پر حاشیہ میں صورت حال کی تشریح کر دی گئی، زید نے کہا مفتی صاحب قبلہ جب خود قنطر از ہیں کہ میں نے اصل کتاب کا مقابلہ کر کے اس کی تصحیح کی، جہاں کتابت کی غلطی معلوم ہوئی اسے بھی درست کیا اور چند جگہیں ایسی بھی ہیں کہ فیصلہ نہ کر پائے، زید نے کہا جب مفتی صاحب قبلہ فتاویٰ رضویہ ششم کا اصل سے مقابلہ کر چکے اور کتاب کی غلطی درست کر چکے تو میں ان سے زیادہ قابل نہیں ہوں، میں کیسے بدل سکتا ہوں کہ میری گرفت ہو، اس کے ذمہ دار مفتی صاحب قبلہ ہیں، اس پر بکرنے زید سے کہا کہ آپ کی توجیہ سے قرآن کی تحریف لازم آتی ہے، آپ نے قصداً (ص) کو (س) لکھا ہے، اس لیے آپ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے، لہذا توبہ فرض اور احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح کر لیں، لہذا زید نے توبہ واستغفار کر لیا ایسی صورت میں حقیقت حالت سے روشناس کیا جائے اور زید بکر کے درمیانی اختلافات کو دفع کیا جائے نیز زید کی مذکورہ توجیہ پر شرع مطہرہ کا زید پر اگر وہ حکم عائد ہو جائے تو حضرت کی ابتدائیہ عبارت کا کیا مطلب ہوگا۔

(۲) حالت نماز میں امام اگر (ص) کے بجائے (س) پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی، عبدالرحیم قادری، جمہریادھنباہ

الجواب

(۱) آپ نے آیت مبارکہ ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَخِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾ [المائدة: ۱۰۳] کے لیے فتاویٰ رضویہ جلد ششم کا حوالہ دیا، مگر ہم کو وہ آٹھویں جلد میں ملی اور بلاشبہ یہاں آیت کی تحریر میں کاتب سے غلطی ہو گئی ہے اور تصحیح کے وقت ہم اس غلطی کو پکڑ نہ سکے، یہ ہماری کوتاہی ہے، ایسے موقعہ پر آدمی کو نہ اپنی بات پالنا چاہئے نہ اس کی تاویل کرنی چاہئے، آپ کو صاف

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صاف اقرار کرنا چاہئے کہ کتابت کی غلطی پر مفتی صاحب کسی طرح متنبہ نہ ہو سکے، اللہ تعالیٰ معاف کرے۔ میں نے کتاب کی تصحیح کے بارے میں جو کچھ لکھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب اس کتاب میں غلطی ناممکن ہے کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مطلب یہ ہے کہ میں نے تصحیح میں پوری پوری کوشش کی ہے رہ گیا بکر صاحب کا اس کو تحریف قرار دینا تو یہ بھی سراسر غلط و بے جا ہے، تحریف کے لیے جان بوجھ کر الفاظ قرآن بدلنا اور تنبیہ کے بعد اس پر اڑے رہنا ضروری ہے اور بکر صاحب کا اس کو کفر قرار دینا زیادتی ہے زید آیت کو تو (ص) سے ہی مانتا ہے البتہ میری کوتاہی کی اپنی سمجھ کے موافق توجیہ کرتا ہے، پھر اس کو تحریف قرار دینا اور اس بنیاد پر کفر کا فتویٰ دینا غلط ہے اور زید کا توبہ واستغفار کرنا، ایک مسلمان کی شان ہے، میں بھی اپنی اس غفلت پر توبہ کرتا ہوں، آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو جائے گی، اور آپ کو گواہ بنانا ہوں اور آپ کے ساتھ بکر صاحب سے گزارش ہے کہ آپ فتاویٰ رضویہ کو غور سے پڑھیں اور جو غلطی نظر آئے مجھے مطلع کریں، میں شکریہ کے ساتھ قبول کروں گا۔

(۲) قرآنی آیت میں نماز کے اندر قصداً کسی لفظ کے بدلنے کا حکم تو بتا دیا گیا ہے کہ سخت گناہ یا کفر ہے، نماز ہونے کی ابابت یہ ہے کہ بھول کر ایسا پڑھا تو یہ دیکھا جائے گا کہ معنی فاسد ہوئے کہ نہیں معنی فاسد ہو تو نماز فاسد ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۳ جمادی الاخرہ ۱۶ھ

(۱۰۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کیا یہ کہنا کفر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت دیتے تو زید سے بہتر ہوتا۔

المستفتی محبوب اشرف

الجواب

بلاشبہ اگر زید کے بجائے سیدنا امام حسین خلیفہ ہوتے تو یہ اس کے حق دار تھے اور مذکورہ بالا قول اپنے ظاہر کے اعتبار سے کفر نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۱۰۲-۱۰۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ (۱) اگر شوہر و بیوی دونوں جوان ہوں اور شوہر کے بال سفید ہو گئے ہوں اور بیوی کسی تقریب میں اپنے شوہر کے ساتھ جانے میں اپنی بے عزتی محسوس کرتی ہو، ایسی حالت میں شوہر کو اپنے بال کالا کرنے یا مہندی یا خضاب کا استعمال کیسا ہے۔

(۲) کہیں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جمعہ کی نماز میں بعد جمعہ دعا مانگنے سے پہلے کچھ لوگ رومال

Click For More

لے کر صف کے بیچ گھوم گھوم کر مسجد کے لیے پیسہ وصول کرتے ہیں۔ اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟
(۳) عید بقر عید کے موقع پر عید گاہ میں بھاڑے کے ترپال لا کر بچھانا۔ اور اس پر نماز پڑھنا۔
جب کہ بظاہر نجاست نہ لگی ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی محمد نصیر کراف کیولا استورس نیوش مارکیٹ ہوٹل مدراس لائن

الجواب

(۱) سیاہ خضاب لگانا منع ہے، مہندی کا خضاب لگانا جائز ہے۔ جوان اور بوڑھے کی کوئی قید نہیں۔
(۲) جن نمازوں کے بعد سنت ہے، ان کے بعد جلد دعا مانگنے کا حکم ہے۔ لیکن مسجد کی ضرورت کی وجہ سے اگر کچھ تاخیر ہو تو شرعاً جرم نہیں۔

(۳) پورے فرش کے ناپاک ہونے کا علم و یقین ہو تو کسی کی نماز نہیں ہوئی۔ اور کوئی خاص حصہ ناپاک ہو تو اس پر پڑھنے والوں کی نماز نہ ہوگی۔ اور بالیقین معلوم نہ ہو تو نماز پڑھنے میں جرم نہیں۔ مشتبہ فرش نماز کے لیے لایا ہی نہ جائے اور شبہ ہو تو نمازی اس پر اپنا رومال بچھالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۳ محرم الحرم ۱۴۱۷ھ

(۱۰۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
وفات یافتہ بزرگوں کا کسی زندہ پر سوار ہونا اور اس سے خلاف شرع حرکات کرانا۔ اور دعا
ترکیبوں کے ذریعہ علاج کرنا صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی رفیق احمد کریم نگر کچی سرانے تاج گنج آگرہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۶ء

الجواب

وفات یافتہ بزرگان دین اور اولیائے صالحین کا کسی آدمی پر سوار ہونا اور اس سے طرح طرح کی
ناشائستہ حرکات کرانا شرعاً صحیح نہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خبیث جن اس طرح انسانوں کو قابو میں لے کر کے
ان پر تصرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم فلاں بزرگ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود عورت ہی ایسا سوانگ
رچاتی ہو۔ مسلمانوں کو نہ ان کی باتوں کا اعتبار کرنا چاہئے نہ اس پر عمل کرنا چاہئے۔

بلاؤں سے بچنے کے لیے نماز کی پابندی کرنی چاہئے اور حدیث شریف میں جو دعائیں آئی ہیں انہیں
پڑھنا چاہئے، رات میں سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ کر سینہ پر دم کریں، ہر رات سورۃ ملک شریف پڑھیں اور ہر روز
بعد نماز مغرب سورہ بقرہ شریف اتنی آواز سے پڑھی جائے کہ آواز پورے گھر میں پہنچ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ وہم
نصف آخر ص ۲۰۸) واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۵ ربیع الاول شریف ۱۴۱۷ھ

Click For More

(۱۰۶) **مسئلہ: الف** (الف) زید پہلے سے ہی یہ بات کہتا تھا کہ کبھی کبھی فتویٰ کچھ اور ہوتا ہے مگر حقیقت کچھ اور ہوتی ہے، لہذا شرعا تو کوئی بزرگ کسی مرد و عورت پر آ نہیں سکتے، مگر دیکھا گیا ہے کہ آتے ہیں، کیونکہ روح کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ وہ کہاں جاسکتی ہے۔ اور کہاں نہیں جاسکتی ہے، قرآن میں اس بارے میں کوئی ذکر نہیں، لہذا بزرگان دین کی ارواح کسی بھی مرد و عورت پر آ سکتی ہیں اور اس مرد و عورت کی زبان سے بات کر سکتی ہیں، اس بارے میں کیا ارشاد ہے زید کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ کیا آپ کے فتویٰ کی مذکورہ عبارت سے زید کے قول کی توثیق و تصدیق ہوتی ہے یا نہیں؟۔

نیز کیا آپ کے فتویٰ کی مذکورہ عبارت کا یہ مطلب ہے کہ وفات یافتہ بزرگان دین اور اولیائے صالحین کا کسی آدمی پر آ کر سوار ہونا شرعاً صحیح نہیں مگر سوار ہو سکتے ہیں۔

(ب) کیا کسی عورت پر نیک و دیندار مومن جن آ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر آ سکتا ہے تو کیا اس جن کی تعظیم و تکریم کرنا اور اس کو بزرگان دین کی سی حیثیت و اہمیت دینا اور اس کو اپنی فریاد سنانا اور اس سے کچھ بات پوچھنا درست ہے یا نہیں؟ بکر کہتا ہے کہ جنات ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور انسان اشرف المخلوقات ہیں مگر جن اشرف المخلوق نہیں، لہذا مومن جن کو بزرگان دین کی سی حیثیت و اہمیت دینا درست نہیں۔ اور کسی کو شفا دینا جنات کے اختیار میں نہیں اور جنات کو علم غیب نہیں، لہذا اس سے کچھ غیب کی بات پوچھنا جائز نہیں، اس بارے میں کیا ارشاد ہے بکر کا کہنا درست یا نہیں؟۔

(ج) مسان۔ آسیب، بلیات یہ کیا ہیں اس بارے میں کچھ تحریر فرمائیں؟۔

(د) ایک عورت پر نہ معلوم کوئی سوار ہوتا ہے، مگر وہ اپنے کو بزرگ کہتا ہے مگر بکر کہتا ہے کہ بزرگ نہیں بلکہ کوئی خبیث ہے، اس پر بکر میں اور اس عورت میں روزانہ جھگڑا ہوتا ہے اور جب جھگڑا ہوتا ہے تو اس عورت کی حالت بگڑنے لگتی ہے۔ اور وہ جھومنے لگتی ہے اور جنون سا سوار ہونے لگتا ہے اور اس کے اوپر جو سوار ہوتا ہے وہ سوار ہو جاتا ہے اور بکر سے کہتا ہے کہ میں تجھے برباد کر دوں گا اب اس کے بارے میں کچھ فرمائیں کہ اس عورت سے اور اس کے اوپر سوار ہونے والے سے کس طرح بچنا جائے اور بکر کو کیا کرنا چاہئے۔

(س) عوام میں مشہور ہے کہ فلاں مرد یا عورت پر آٹھ تھے بدایوں شریف میں چار کو پھانسی دی

گئی یا جلایا گیا۔ اس بارے میں کیا ارشاد ہے کیا روحوں کو پھانسی دی جاسکتی ہے ان کو جلایا جاسکتا ہے

یا نہیں؟ مستفتی آپ کا عقیدہ تمند و نیاز مند محمد ظفر آگرہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۶ء

الجواب

(الف) اسلام میں کسی انسان کے بزرگ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس نے اپنی زندگی میں حقوق اللہ و حقوق العباد اور حق نفس شریعت کی روشنی میں پوری طرح ادا کئے۔ جو شخص زندگی میں ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گا وہ بزرگ نہیں۔ چہ جائے کہ کسی دوسرے پر زیادتی یا بے جا تصرف کرے۔ تو جو دنیاوی زندگی میں کسی پر زیادتی کا مرتکب نہ ہو وہ مرنے کے بعد برزخی زندگی میں کسی پر کیسے زیادتی کرے۔ کسی پر سوار ہونا اور اس کی ذات میں تصرف کرنا یا کسی کو تباہ و برباد کرنے کی دھمکی دینا۔ کسی بزرگ کی روح کی حرکت نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہماری عبارت سے ”مگر سوار ہو سکتے ہیں“ کا پھر علیحدہ رکھے پھر اس سلسلے میں زید کے خیالات جو ظاہر کئے گئے گمراہانہ اور خلاف اسلام ہیں۔

(ب) جو جن نیک اور دیندار ہونگے وہ عورت پر سوار ہو ہی نہیں سکتے۔ کہ یہ حرکت نیکی کے منافی ہے۔ جو جن ایسا کرے گا وہ فاسق و فاجر اور گنہگار ہوگا۔

جن خواہ نیک ہو خواہ بد، ان سے دوستی یا تعلق یا اعمال کے ذریعہ ان کی تسخیر منع ہے، مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ اور دیگر کتابوں میں تصریح فرمائی ہے کہ کم سے کم ضرر جو جن کی صحبت سے آدمی میں ہوتا ہے یہ ہے کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے۔ تو راہ سلامت اس سے مجانت اور دوری میں ہی ہے۔ جن کو اپنی فریاد سنانا اس سے غیب کی بات پوچھنا جائز نہیں۔

(ج) ہم نے آپ کے پوچھے ہوئے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس قسم کے کچھ دوسرے الفاظ کے معانی بھی فرہنگ آصفیہ اور دوسری معروف لغات سے لکھ دے ہیں۔ جن میں سے کچھ تو ہندوانہ معتقدات کی پیداوار ہیں۔ جو اوروں میں بھی رائج ہیں۔ جیسے بھوت کے بارے میں یہ خیال ہندو مذہب کے موافق ہے کہ جسم چھوڑ نیکے بعد جو روح بھٹکتی پھرتی ہے وہ بھوت ہے، اسلامی عقیدہ کے موافق تو کافر کی روح مرنے کے بعد مقید ہوتی ہے اور اہل اسلام کی روح اپنے اعمال کے موافق درجات عالیہ میں مقیم ہوتی ہے، البتہ اس کو آنے جانے کی آزادی ہوتی ہے، مگر وہ کسی پر سوار نہیں ہوتی۔ منجھ میں بھوت کے لیے ہی کہا ہے کہ ایسا حیوان جس کا وجود نہیں، یعنی بالکل خیالی بات ہے۔ یہی حال مسان کا ہے اور دیگر الفاظ کا تعلق جنوں کے ساتھ ہے کہ ان میں سرکشوں کافروں کو شیطان خبیث آسیب پری وغیرہ کہا جاتا ہے۔

(د) اس سوال کا جواب ہم پہلی تحریر میں دے چکے ہیں کہ عورت کا مکر بھی ہو سکتا ہے اور خلل و ماغ بیماری بھی ہو سکتی ہے۔ اور جنوں کا خلل بھی ممکن ہے۔ اس کا علاج دعا و اور تدبیر ہے نہ کہ روزانہ کا بحث و مباحثہ اور جھگڑا، کیونکہ جھگڑے والا اگر عورت کا غیر محرم ہو تو ڈر ہے کہ وہ بد نظر یا بد نیتی کا مجرم نہ ہو جائے۔

Click For More

اور محرم ہوتب بھی اس موضوع پر بتلا سے بحث و مباحثہ بے کار ہے۔

(س) صورت مسئلہ میں یہ ضروری نہیں کہ جو کچھ عوام میں مشہور ہو وہ صحیح ہی ہو۔ اگر سوار ہونے والے جن ہوں تو وہ بھی تو فانی ہی ہیں، ان کو کیوں پھانسی نہیں ہو سکتی اور کیوں جلایا نہیں جاسکتا۔

آسیب ☆ جن، بھوت، پری، پریت۔ (فرہنگ آصفیہ جلد اول ص ۱۷۹)

بھوت ☆ وہ بدروح جو جسم چھوڑنے کے بعد دنیا میں بھٹکتی پھرے۔

پریت ☆ خبیث، شیطان۔ (جلد اول ص ۲۵۱)

بلا ☆ ڈائن، چڑیل، سایہ جن و پری، آسیب، ڈکنی، بھتنی۔

چڑیل ☆ بھتنی، پھلیاتی، مادہ غول۔ ڈائن۔

پری ☆ ایک قسم کی جناتیاں جو نہایت خوبصورت خیال کجاتی ہیں پروالی ہوتی ہیں۔

پھلیاتی ☆ چڑیل بھتنی مسان ☆ ستیلا دیوی سات بہنوں میں سے ایک، شیاطین و خباث۔

الغول ☆ جمع اغوال، وغیلان۔ الداحیہ و حیوان لا وجود لہ، بلا۔ وہ حیوان جن کا وجود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(۱۰۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک عالم دین اور مفتی ہونے کے باوجود اس نے اپنی تقریر میں دیوبندیوں کے بارے میں

کہا کہ انکا عقیدہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کا خیال نماز میں آجائے تو گدھے بیل سور کے خیال میں ڈوب

جانے سے بدرجہا بدتر ہے، ان کی ایسی نماز پہ پیشاب کر دینا چاہئے، پھر جب زید سے پوچھا گیا کہ آپ

نے نماز کے بارے میں ایسا جملہ کیوں استعمال کیا تو زید نے جواب میں پھر وہی جواب دیا ان کی ایسی نماز

پہ کروڑوں بار پیشاب کرنا ہوں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے دیوبندیوں و ہابیوں کی نماز پر

پیشاب کرنے کے لیے کہا تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ شخص لائق ملامت ہے یا نہیں؟۔

المستفتی رئیس احمد بھانگل دھواہرہ ضلع مؤ

الجواب

نماز ہو یا کوئی عبادت جب اس میں کوئی ایسا امر کیا جائے جو شریعت کے نزدیک ممنوع اور ناجائز

ہو اور اس کی وجہ سے وہ عمل بے کار و برباد ہو جائے تو ایسے عمل سے نفرت دلانے کے لیے احادیث کریمہ

میں اس کو حقیر اور قابل نفرت چیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

سوال چونکہ نماز کا ہے، اس لیے ہم اس سلسلہ کی مثال احادیث کریمہ سے پیش کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ سورج کا انتظار کرتا ہے اور جب وہ ڈوبنے کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو یہ اٹھکر (مرغ کی طرح) چار چوٹ مار لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب التجلیل فی الصلوٰۃ)

حضور نے ایسی نماز کو جسے مکروہ وقت میں تعدیل ارکان کے بغیر پڑھا گیا منافق کی نماز کہا اور اس کو پرندہ کے جلد جلد دانہ چگنے سے تشبیہ دی۔

تعدیل ارکان کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے تمام افعال کو اطمینان اور سکون سے ادا کیا جائے، یہ بعض ائمہ کے نزدیک فرض ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہ ہوگی، ائمہ احناف کے نزدیک واجب ہے تو اس کے ترک پر نماز کا اعادہ کا حکم ہے۔

تو ایسی نماز سے نفرت دلانے کے لیے حضور نے مرغ کے ٹھونگ مارنے سے تشبیہ دی۔ مطلب یہ کہ ایسی نماز نہ پڑھی جائے، دوسری حدیث میں حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا تم لوگ نماز میں بے قرار گھوڑے کی دم کی طرح ہاتھ جھاڑتے رہتے ہو، نماز سکون سے پڑھو، دیکھئے یہاں نماز میں بار بار ہاتھ اٹھانے کو گھوڑوں کے دم جھاڑنے سے تشبیہ دی، ظاہر ہے کہ گھوڑے کا یہ فعل پسندیدہ نہیں ہے، اس طرح نماز میں ہاتھ جھاڑنے کو حضور نے منع فرمایا۔

ایک حدیث میں سجدہ کی حال میں کہنی زمین پر بچھانے کو لومڑی کے ہاتھ بچھانے سے تشبیہ دی، ایک اور حدیث میں شہد کی حالت میں سرین زمین پر رکھکر دونوں گھٹنے کھڑے کر کے زمین پر دونوں ہاتھ ٹکینے کو کتے کے بیٹھنے سے تشبیہ دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جیسی عبادت میں ممنوع چیزوں سے نفرت دلانے کے لیے اس کو ناپسندیدہ اور حقیر چیزوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، لیکن اس کے لیے شائستہ الفاظ زبان سے ادا کرنا چاہئے فحش الفاظ منہ سے نہیں نکالنا چاہئے۔

ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مقدس وادی میں فحش گفتاری اور بدزبانی کے موجد یا مروج مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے نماز میں حضور ﷺ کا خیال دل میں لانے کو گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بدتر بتایا تو اب نماز کی دو قسم ہوگئی، ایک گائے اور گدھے کے خیال والی نماز جس کو اسماعیل صاحب نے صرف بدتر بتایا اور دوسری رسول اللہ ﷺ کے خیال والی نماز جو بقول اسماعیل دہلوی پہلی قسم کی نماز سے بدتر ہے۔

حالانکہ اس نماز کے بارے میں اعلام اسلام میں سے چار جلیل القدر علمائے کرام حجۃ الاسلام امام

غزالی، صاحب در مختار علاء الدین ہسکتی، صاحب رد المحتار، علامہ محمد بن عابدین شامی، حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

تشہد میں حضور ﷺ پر سلام پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کو مخاطب کرنا، انہیں اپنے دل میں حاضر کر کے کہنا السلام علیک اس لیے کہ حضور تمہاری ذات میں حاضر ہیں۔

تو ایک ایسی نماز کو جس کے بجالانے کا حکم علمائے امت کی تحریروں اور کتب فقہ کی تصریح میں ہو جس کو وہ غایت درجہ حضور قلب کی نماز اور عبادت مقبولہ قرار دیں، تنہا مولوی اسماعیل دہلوی اس کو بدترین دوسو سے والی نماز قرار دیں اور گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب کر پڑھی جانے والی نماز سے بھی بدتر کہیں، ان علمائے کرام کے مقابلہ میں مولوی اسماعیل دہلوی کس شمار و قطار میں ہیں کہ ان کے اختلاف کی کوئی شرعی حیثیت ہو اور علمائے اسلام کے اچھا کہنے کے باوجود مولوی اسماعیل کے بری کہنے سے وہ بری ہو تو ایسی مبارک و مسعود نماز کو گائے گدھے والی نماز سے بدتر کہنا، مولوی اسماعیل کی گندہ ذہنی اور نحس کلامی ہے تو اگر اس کے جواب میں گائے گدھے والی نماز کو جسے مولوی اسماعیل بھی بری ہی کہتے ہیں (یعنی یہ نماز متفقہ طور پر دو فریق کے نزدیک بری ہے) کسی سنی مقرر نے پیشاب کے لائق کہہ دیا تو کیا غلط کہا۔

فرہنگ آصفیہ جلد اول ص ۵۸۳ میں ہے:

پیشاب کرنا (۱) موتنا (۲) حقیقت نہ سمجھنا، خاطر میں نہ لانا، پہلے معنی حقیقی ہیں اور دوسرے معنی مجازی قاعدہ یہ ہے کہ معنی حقیقی نہ بن سکیں تو معنی مجازی مراد لیے جائیں، نماز پر موتنا حقیقتاً ناممکن ہے کہ پیشاب جگہ پر یا ظرف میں ہوتا ہے اور نماز تو چند مخصوص افعال کا نام ہے پر جو مادہ اور جسم نہیں رکھتے پیشاب ہو ہی نہیں سکتا تو لامحالہ اس لفظ کے جو مقرر نے کہا یہ معنی ہونگے میں ایسی نماز کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا اس کو خاطر میں نہیں لاتا تو ایسی نماز کو جسے دونوں فریق برا سمجھتے ہیں بے حقیقت کہنا کیا برا ہے؟ ہاں اتنی بات ہے کہ جس بات کو ایک شائستہ انداز میں کہہ سکتے ہیں اس کے ادا کرنے کا یہ طریقہ نحس اور الفاظ بازاری ہیں، کسی عالم کی شان کے لائق نہیں، لڑائی جھگڑے کے وقت ایسی زبان بازاری لوگ جاہل اور گنوار بولتے ہیں۔

لیکن اس کے لیے فتویٰ پوچھنے کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ آج کل عام طور سے کسی کے خلاف فتویٰ پوچھنے کا مطلب اس کی کوتاہی کی تشہیر اور اس کی غیبت و خردہ گیری ہوتی ہے جس کے لیے مولانا امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

(عالم) نے بلاوجہ محض اس سے کج خلقی کی تو ضرور اس کا الزام اس عالم پر ہے مگر اسے (عوام کو)

Click For More

اس پر خطا گیری اور اعتراض حرام ہے، اس لیے اولاً آپ کو ان کے خلاف فتویٰ نہیں پوچھنا چاہئے تھا اور اب کہ پوچھ لیا اور جواب بھی مل گیا تو گزارش یہ ہے کہ اس کو آپ اسی مقرر کے پاس بھیج دیئے، اس کی کوئی تشہیر نہ کیجئے کہ مقصد اصلاح ہے، نہ کہ کسی کی تحقیر و تذلیل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۸ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

(۱۰۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی بیوی سماہ خالدہ نے کونین میں کود کر خودکشی کر لی اور جب گھر والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کو کونین سے نکال کر غسل و کفن نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ بعض مخالفین نے تھانہ میں کیس درج کرایا کہ اس کو پھانسی دیکر مارا گیا ہے۔ تھانہ دار نے اس کی لاش کو قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا اور اس لاش کو دوبارہ دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ لہذا آپ سے معلوم کرنا ہے کہ از روئے شرع لاش کو قبر سے نکال کر پوسٹ مارٹم کے لیے بھیجنا اور اس کے بعد دوسری جگہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ واضح دلائل کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: سید محمد اشرف حسین مقام چھوٹی تکیہ پوسٹ چین پور ضلع بھبھوا کی مور بہار

الجواب

حدیث شریف میں ہے: کسر عظم الميت ککسرہ حیاء۔ (قرطبی: ۲۲۹/۱، ۲۲۹/۲) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کا چیر پھاڑ ظلم اور حرام ہے۔ چونکہ یہ کام حکومت کے ذمہ داروں نے کیا تھا، اس لیے اس کا الزام دوسروں پر نہیں، البتہ جو لوگ اس کے لیے جدوجہد کرنے والے اور اس پر راضی ہونے والے ہیں ان پر ضرور الزام ہے، اگر یوں بھی قبر کھل جائے اور میت ظاہر ہو جائے تو اس کو مٹی ڈال کر دفن کرنا مسلمانوں پر ضروری ہے۔ اور دوسری جگہ دفن کرنے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوے ارجمادی الاولیٰ ۱۷ھ

(۱۰۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کی لڑکی آسیب زدہ تھی، اسے کسی شخص نے کسی اوجھا کے بارے میں مشورہ دے دیا۔ زید بلا کر لایا سوکھا کام کرنے لگا۔ جب تک زید کا والد بازار سے آ گیا اور اس نے زید کو پھٹکارا اور برا بھلا کہا۔ اتنے میں محلے کے لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور سب نے اس فعل کو برا کہا۔ زید کے والد نے اہل محلہ کو اکٹھا کر کے اپنے لڑکے کے اس برے فعل سے ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شریعت کا جو حکم ہوا ہے پورا کرنے کے لیے تیار ہوں، لہذا اس صورت میں زید کے لیے کیا حکم نافذ ہوتا ہے مطلع کیا جائے؟

المستفتی: محمد کلیم انصاری قصبہ زودر پور ضلع دیوریا

Click For More

الجواب

اوجھا کے پاس جانا اور اس کی باتوں پر اعتبار کرنا سخت گناہ اور گمراہی ہے، بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے من اتى كاهنا فقد كفر بما انزل على محمد۔ (التاریخ الكبير: ۱۷/۳) اس لیے زید پر اپنے اس گناہ سے توبہ واستغفار ضروری ہے اور آئندہ کے لیے یہ عہد کرنا ضروری ہے کہ میں اب کبھی ایسا نہیں کروں گا اور اگر اس نے بھی کوئی ایسا منتر پڑھا ہو جس میں دیوتاؤں کی فریاد ہو یا زید ان کی پوجا پاٹ میں شریک ہو تو یہ کفر ہوا، ایسی صورت میں اس کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲۳ محرم ۱۴۱۸ھ

(۱۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے ایک مکان بنوانا چاہا، مگر زید کے مکان کے پاس ایک برم استھان ہے۔ جو زید کے مکان بنوانے میں کچی لار ہاتھا، زید نے کچھ لوگوں سے مشورہ لے کر برم استھان کے چاروں طرف اینٹ سے گھراؤ کرادیا اور اپنا مکان بنوالیا، مگر بکر کا کہنا ہے کہ ایک مسلمان کو برم استھان بنوانا قطعاً غلط ہے۔ اور زید کا کہنا ہے کہ ہم نے ہندوں سے جھگڑا بچانے کے لیے مصلحتاً کیا ہے مگر بکر اور جملہ مسلمانوں نے زید کا بائیکاٹ کر دیا۔ دو چار مسلمانوں نے جب زید کا ساتھ دیا تو ان لوگوں کا بھی بائیکاٹ کر دیا۔ صورت مسئلہ میں زید کے لیے کیا حکم ہے؟ اور زید کا ساتھ دینے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟ نیز بکر کا کہنا یا بائیکاٹ کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد قیام الدین بکھیرا پور ضلع گورکھپور یوپی

الجواب

مشرکوں کے عبادت خانوں کی تعمیر و مرمت اور حفاظت و خدمت اگرچہ کسی مصلحت کی وجہ سے ہو اور بتوں کی عبادت یا کار خیر سمجھ کر نہ ہو تب بھی گناہ ہے۔

پس صورت مسئلہ میں زید پر توبہ واستغفار ضروری اور یہ عہد کرنا بھی ضروری ہے کہ آئندہ میں ایسا گناہ نہیں کروں گا اگر زید عام مسلمانوں کے سامنے توبہ واستغفار اللہ تعالیٰ سے کرے تو بائیکاٹ بند کر دینا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب له (الترغیب: ۷/۴)۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موہن پور ریح الثانی ۱۴۱۸ھ

(۱۱۱-۱۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) شریعت میں کہیں ایسا بھی ہے کہ اپنی زندگی بچانے کے واسطے حرام کھاپی کر (خنزیر کا گوشت،

شراب) اپنے کو بچا سکتے ہیں اور اسلام میں رہنے کا دعویٰ بھی کر سکتے ہیں؟

(۲) ماجد اور ساجد کے درمیان بہت ہی زبردست جھگڑا ہوا، صرف مصافحہ کرتے وقت ماجد نے انگوٹھا دبانے کے لیے کہا، لیکن ساجد نے انگوٹھا دبانے سے انکار کرتے ہوئے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں اسکو نہیں مانتا ہوں۔ اس پر ماجد اتلا ل پیلا ہوئے کہ مت پوچھئے، اور بدکلامی کرنا شروع کر دیئے، جہاں تک آیا الٹا سیدھا بک گئے۔ یہاں تک کہ ساجد کو مردود وغیرہ بھی بنانا شروع کر دیئے اور ساجد کو خاموش ہونا پڑا۔ اگر ساجد ان کے ہر بات کا جواب دیتے ہوتے تو کہیں ایسا بھی تھا کہ ساجد کو موت کے گھاٹ اترنا پڑ جاتا۔ تو یہ انگوٹھا دبانے کا قرآن وحدیث میں ہے؟ یا عالموں کے نزدیک بہتر ہے؟

سوال یہ بھی ہے کہ مردود ساجد ہے یا ماجد؟ مذہب اسلام میں الٹا سیدھا بکنا بد الفاظ کہنا کیسا ہے؟ انگوٹھے کا دبانے کا مصافحہ میں سنت موکدہ ہے یا غیر موکدہ؟ اس میں سزا ماجد کو ملنا چاہئے یا ساجد کو؟ یا اس کا کوئی اور راستہ ہے۔

ابوالکلام آزاد سورج پور ضلع منو

الجواب

(۱) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائے۔ دینی تعلیم اور اسلامی معلومات سے کوسوں دور اور اپنی جہالت میں مست مگن، یہ مسئلہ قرآن شریف کے دوسرے پارے اکیسویں رکوع میں ان الفاظ میں مذکور ہے: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [البقرة: ۱۷۳]

اس نے (اللہ تعالیٰ نے) یہی تم پر حرام کئے ہیں، مردار، اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو (یعنی بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح نہ کیا گیا ہو بلکہ اللہ کے بجائے کسی دوسرے کا نام لیا گیا ہو) تو جو مجبور ہو اور نہ خواہش سے نہ ضرورت سے زیادہ کھائے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔

شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

قرآن شریف کی اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر مردار و خون اور سور کا گوشت اور ایسے جانور کا گوشت جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو جیسے ہندو اپنے دیوی دیوتا کا نام لے کر جھٹکا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان چیزوں کو حرام کیا۔ لیکن کوئی مسلمان اگر ایسی جگہ میں مجبور پھنس گیا جہاں کھانے کوئی حلال چیز نہیں مل رہی ہو اور بھوک سے اس کی جان نکل رہی ہو تو ایسی حالت میں وہ حرام کھانے یا پینے کی چیز دلی رغبت سے نہیں صرف جان بچانے کی خاطر اتنی تھوڑی مقدار میں کہ جان بچ جائے کھالے تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو پکڑے گا نہیں، معاف کر دے گا۔

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

تو یہ مسئلہ مجبوری کی حالت کا ہے جیسے آدمی بیمار ہے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ ایسی حالت میں حکم ہے کہ روزہ چھوڑ دو جب اچھے ہو جاؤ گے تو یہ روزہ رکھ لینا تو یہ حکم بھی بیماروں اور مجبوروں کا ہے، تندرستوں کا نہیں۔ اسی طرح حرام کھانے پینے کا مسئلہ بھی مجبور پھنس جانے اور جان بچانے کا ہے عام حالات میں یہ حکم نہیں۔ (۲) اسی طرح مصافحہ کے مسئلہ میں بھی جہالت طرفین کے آڑے آئی اور اس نے ان دونوں صاحبوں کو اس منزل پر پہنچا دیا کہ حدیث شریف میں مصافحہ جس کو طرفین کے درمیان محبت پیدا کرنے اور یحییٰ بن یساف کا ذکر اور فتنہ و فساد کا ذکر یحییٰ بن یساف۔

ساجد کو اگر انگوٹھا دبانے کے بارے میں معلوم نہ تھا تو اس نے اس کا انکار کیسے کر دیا۔ زیادہ سے زیادہ اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا کہ بھائی مجھے تو نہیں معلوم کہ اس طرح بھی مصافحہ کیا جاتا ہے۔ اور اگر ساجد نے اپنی حد سے آگے بڑھ کر، میں نہیں مانتا کہہ دیا تو ماجد کو بھی تو نہیں معلوم کہ مصافحہ کی یہ مخصوص صورت جس ہے یا واجب یا سنت یا غیر موکدہ یا غیر موکدہ۔ تو اس کے منکر کو مردود تک کیسے کہہ دیا؟

اگر اسلامی حکومت ہوتی اور مقدمہ قاضی اسلام کے سامنے پیش ہوتا تو وہ ساجد کو تو تنبیہ کرتا اور سے اپنے قول سے رجوع کراتا اور ماجد سے معافی منگواتا اور وہ معافی مانگنے پر تیار نہ ہوتا تو ساجد سے کہتا کہ تم وہی الفاظ جو ماجد نے تمہیں کہے ماجد کو کہہ کر بدل لے لو یا ماجد کی کوئی مناسب تعزیر کرتا، مگر آج کل کسی اسلامی حکم کو نافذ کرنے کی طاقت مسلمانوں میں نہیں، ہمارا مشورہ یہ ہے کہ دونوں آپس میں صلح پائی کر لیں، ورنہ ابھی تو معاملہ زبان تک ہے آگے لاشی اور ڈنڈے تک نوبت پہنچے گی جس کے متعلق آن شریف میں ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱] فتنہ و فساد قتل سے بھی برا ہے۔

ہمیں نہایت افسوس ہے کہ یہ دونوں صاحبان اسی علاقہ کے عالم اہل سنت علامہ جلیل حضرت صدر الشریعہ بدرالطریقہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور زمانہ تصنیف ”بہار شریعت“ سے بھی بے خبر ہیں۔ ذیل ہم اس کے سولہویں حصے سے مصافحہ کی تفصیلات نقل کرتے ہیں:

”مصافحہ سنت ہے۔ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف وغیرہ میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کا دست مبارک ان کے ہاتھوں کے درمیان میں تھا یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھ کے بیچ میں ہوا اور دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہانے بیان کیا اور اس کی نسبت وہ کہتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے سے اور بائیں بائیں سے ملائے اور انگوٹھے لائے کہ انگوٹھے میں ایک دگ ہے جس کو پکڑنے سے محبت ہوتی ہے۔ (ج ۱۶: ص ۸۴)

Click For More

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ مصافحہ نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ سنت ہے۔ سنت موکدہ یا غیر موکدہ کی تفصیل صدر الشریعہ نے نہیں لکھی، اتنا ظاہر ہے کہ مصافحہ کا تعلق آداب و اخلاق اور معاملات سے ہے، عبادات سے نہیں، اسی سے یہ بھی پتہ چلا کہ مصافحہ کے دونوں ہی طریقے ہیں ایک وہ جس پر عام طور سے اس علاقہ میں عمل ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ اس سے ذرا مختلف جس میں انگوٹھا دبانے کا ذکر ہے۔ دونوں ہی طریقے جائز اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس لیے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہے کہ میں اس طریقے کو نہیں مانتا، عمل چاہے جس طریقے پر کرے مگر دوسرے طریقے کا انکار نہیں کر سکتا۔

اور اسی سے یہ بھی پتہ چلا کہ جب دونوں ہی طریقہ جائز ہیں تو کسی ایک ہی طریقے پر اصرار کرنا اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر آگ بگولہ ہو جانا اور اول فول بکنا بھی غلط اور ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع سوگم ریج الٹانی ۱۲۱۸ھ

(۱۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے بکر کے لڑکے کی شادی ایک جگہ طے کی، یہ شادی بکر کو پسند نہیں آئی۔ جس کی وجہ سے اس نے انکار کر دیا۔ اب زید کا کام ہے کہ جس جگہ بکر اپنے لڑکے کی شادی طے کر رہا ہے تو زید وہاں پہنچ کر اس رشتہ کو توڑ دے رہا ہے۔ ادھر ادھر کی باتیں کر کے بکر اس معاملہ سے بہت پریشان ہے، کئی جگہ بکر نے شادی طے کی مگر ہر جگہ وہ کاٹ رہا ہے۔ حالانکہ لڑکی والے اور لڑکے والے رشتہ پر خوش رہتے ہیں، منگنی بھی ہو جاتی ہے۔ عنقریب شادی کے یہ رشتہ توڑ دیتا ہے۔ اب زید کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ اس کا یہ رشتہ توڑنا کیسا ہے؟ انوار الحق مقام پورہ بندھول پوسٹ مدھوینی ضلع سوگم پوپی

الجواب

میاں بیوی میں تفریق ڈالنے کو حدیث شریف میں شیطانی کام قرار دیا گیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے: ثم یجشی احدہم لبقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ و بین امرأته قال فیدنیہ منہ فیقول نعم انت۔

میاں بیوی میں تفریق کر دینے والے شیطان کو ابلیس اپنے گلے لگا لیتا ہے کہ تو نے کارنامہ کیا کہ طے شدہ رشتہ کو توڑ دیا، میاں بیوی کے درمیان فساد ڈالا ہے۔

تو اس کا حکم بھی وہی ہوگا کہ یہ شیطانی کام ہے۔ یہ فساد بین المسلمین ہے۔ اس کے لیے حدیث شریف میں ہے: الفساد ذات البین ہی الحالقة۔ (احزاب السادة المتقين: ۶/۲۶۷) دو آدمیوں کے

Click For More

بیچ فساد ڈالنا نیکیوں کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ (البقرة: ۱۹۱)۔ فتنہ قتل سے بھی برا ہے۔
الخضریہ کام گناہ کا ہے اس سے آدمی حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور عذاب الہی کا مستحق ہوتا ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹوے رجمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ

(۱۱۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے والد اور ہمارے سر دوٹوں خلیفے بھائی تھے۔ ہماری شادی ہوئی اور ہمارے چار
لڑکے دو لڑکیاں ہیں۔ ہماری بیوی سے برابر ان بن رہتی ہے۔ اس کو برابر ڈراتے رہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ
تم کو ہم طلاق دے دیں اس کا جواب وہ دیتی تھی کہ ہم کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہم نواسے پر ہیں ہم کو جو کچھ
اپنے باپ کی جائداد سے ملا وہ بھی ہم نے اپنے سسرال میں خرچ کر دیا۔ اب ہم نے اس کو یعنی اپنی بیوی کو
تین طلاقیں دے دیا ہے اور ہم دوسری جگہ رہ رہے ہیں۔ ہمارے دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی شادی
ہونے والی ہے۔ اب ہم کو آپ مسئلہ کے حساب سے یہ بتائیں کہ ہم اس مکان میں جا سکتے ہیں اور وہاں
کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ لوگوں نے کہا کہ جا کر مسئلہ سمجھ کر آؤ اس لیے آپ کے یہاں آئے ہیں۔

رحیم خان، راج براج، بہتری نیپال

الجواب

صورت مسئلہ میں آپ اپنے بچوں کی شادی میں ضرور شریک ہو سکتے ہیں اور کھانا کھا سکتے۔
یہ البتہ اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ مطلقہ عورت سے ملاقات بات نہ کریں۔ لڑکا اور لڑکی ضرور آپ
تکے ہیں، مگر مطلقہ عورت اب اجنبی ہو گئی ہے، اس لیے وہاں جا کر آپ اجنبیوں کی طرح ہی رہ سکتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹوے ۱۸ رجمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

(۱۱۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مولانا صاحب نے دوران تقریر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ یوں ذکر کیا
کہ ”جناب موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک فاحشہ عورت آئی اور اپنے گناہ کی مغفرت کرانے کی
درخواست کی، جناب موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر جلال میں آجاتے ہیں اور اسے اپنی بارگاہ سے نکال دیتے
یہ وہ عورت مایوس ہو کر چلی جاتی ہے۔ بعد ازاں خداوند قدوس نے حضرت جبریل امین کو یہ پیغام دے
کر بھیجا۔ اے موسیٰ! تو نے اس فاحشہ کو اپنی بارگاہ سے نکال دیا، کیا تجھے معلوم نہیں جو باجماعت نماز چھوڑ
تا ہے گویا کہ اپنی ماں سے وہ ستر بار زنا کرتا ہے۔“

Click For More

لہذا حضور والا سے گزارش ہے کہ مذکورہ واقعہ کا حقیقت سے کوئی تعلق ہے کہ نہیں؟ اور اس کا تذکرہ کسی کتاب میں ہوا ہے یا نہیں؟ اور عدم ذکر کی صورت میں موصوف گرامی پر کون سا حکم شرعی شریف نافذ ہوتا ہے؟ مفصل و مدلل جواب تحریر فرمائیں، کرم ہوگا۔
المستفتی: محمد نور العین قصبہ سلیم پور دیوبند یا یوپی

الجواب

اللہ رحم فرمائے۔ مولوی صاحبان بے جانے بوجھے اور بے سوچے سمجھے تقریر کر دیتے ہیں اور عوام سن لیتے ہیں، پھر اس مولوی سے نہیں پوچھتے آپ نے کہاں سے بیان فرمایا؟ اور مفتی کو پریشان کرتے ہیں کہ مکمل مدلل جواب دیجئے۔ سوال کا پرچہ لانے والے صاحب نے بتایا کہ اردو کی کسی کتاب میں اسی واقعہ سے ملتا جلتا ایک واقعہ ہے۔ کسی نے بتایا کہ اس کتاب کا نام 'بہار اسلام' ہے۔ پاکستان کی تبلیغی جماعت (دعوت اسلامی) کے امیر مولانا الیاس قادری ہیں جو ایک سنی عالم ہیں، کتاب کے صفحہ ۶۰ پر یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ اور فاحشہ عورت کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے زنا کیا اور بچہ ہوا جس کو اس نے مار ڈالا اور یہ مذکورہ عورت اپنے اس گناہ سے توبہ کی اجازت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چاہی، آپ نے اس عورت کو اپنی مجلس سے ڈانٹ کر بھگا دیا۔ اس پر بارگاہ رب العالمین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ ہوئی کہ تم نے ایک توبہ چاہنے والی عورت کو کیوں نکال دیا؟ زنا کار سے برا تو قصدا نماز چھوڑنیوالا ہے۔

خیال ہوا کہ آپ کے مولانا صاحب نے یہ روایت بہار اسلام سے ہی بیان کی ہے۔ بیان میں انہوں نے دو باتوں میں سے کسی ایک پر بد احتیاطی یا بھول چوک کی، اس کی وجہ سے فرق پڑ گیا۔ روایت میں مطلقاً نماز چھوڑنے کا ذکر ہے اور مولوی صاحب نے باجماعت نماز چھوڑنے کی بات کہی۔ لیکن یہ کوئی زیادہ اہم بات نہیں جب مطلقاً قصدا نماز چھوڑنا زنا سے برا ہے تو باجماعت نماز چھوڑنا اور زیادہ برا ہوگا۔ دوسری بات البتہ قابل غور ہے کہ اس روایت میں ماں کے ساتھ بہتر بار زنا کرنے کا ذکر نہیں پھر خیال ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم میں ایسی دس حدیثوں کا حوالہ دیا ہے جس میں تصریح ہے کہ سود کا ایک درہم کھانا ستر گنا ہوں کے برابر ہے جس میں سب سے چھوٹا گناہ ماں سے زنا کے برابر ہے۔ تو خیال ہوا کہ آپ کے مولوی صاحب نے بد احتیاطی یا بھول سے اس سود والی حدیث کو نماز والی حدیث سے جوڑ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مولوی الیاس صاحب نے اپنی کتاب میں حوالہ میں 'مکافئۃ القلوب' اور 'زواجر' کا نام دیا تھا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

زواج برنی الوقت یہاں نہیں ملی اور مکافقہ القلوب میں واقعہ تو بعینہ ویسا ہی لکھا ہے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کر کے نہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے کہ ایک زنا کار اور زنا سے پیدا ہونے والے بچہ کو قتل کرنے والی عورت نے حضرت ابو ہریرہ سے توبہ کی درخواست کی تو آپ نے اس کو بھگا دیا۔ حضور ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا تم نے برا کیا۔

(مکافقہ القلوب ص ۷۶)

المختصر حضرت علمائے کرام کو احتیاط چاہئے۔ روایت میں اپنی طرف سے کچھ ملانا نہیں چاہئے۔ اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کون سی روایت کہاں بیان کرنے کی ہے اور کون سی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کلموا الناس علی قدر عقولہم۔ اور عام مسلمانوں کو بھی فوراً مشتعل نہیں ہونا چاہئے، ترک نماز کا گناہ زنا سے زیادہ ہونے کی تو روایت ہے ہی۔ ایک درہم سود کھانے کا گناہ ستر بار ماں کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے یہ بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔ فقہ کی تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ قصد اجتماع چھوڑنے والا فاسق ہے۔ ہم لوگ غفلت میں نماز ہی نہیں پڑھتے تو ترک اجتماع کا گناہ سنگر گھبراتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منوہار جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ

(۱۱۶-۱۱۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

- (۱) مسجد میں اگر کوئی شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے تو با آواز بلند کلام مجید پڑھنا کیسا ہے؟
- (۲) صحیح حدیث کتنی ہیں؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟ فقہ اور تقریر کی کتابیں میں بھی تحریر کریں جو مسلمانوں کے نزدیک مستند ہوں۔

(۳) وہ مسلمان جو نماز پڑھ رہا ہو اور رمضان شریف کے روزے بھی رکھتا ہو اور نصاب پر پہنچ کر زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور حج کا فریضہ بھی ادا کرتا ہو، ایسے مسلمان کو کافر اور بے دین کہنا کہاں تک درست ہے۔ امید ہے کہ پہلی فرصت میں جواب سے نوازیں گے۔

دعا کا طالب: غلام محمد مدنی

الجواب

- (۱) منع ہے۔
- (۲) حدیث کی چند کتابوں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ کتابوں میں صحیح حدیثیں نہیں۔ ہاں ان میں اکثر حدیثیں صحیح ہیں اور معمول بہا ہیں، ان کے علاوہ اور حدیثوں کی کتابوں میں بھی صحیح حدیثیں ہیں۔ اور خود ان کتابوں میں

بھی ضعیف اور غیر معمول بہا حدیثیں ہیں۔
(۳) وہ مسلمان ان فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہے تو کافر

کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۷/ محرم ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۱۹-۱۲۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہر حکم کی پوری عربی عبارت معہ اعراب بحوالہ کتب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ جواب کے لیے

پیرنگ لفافہ ارسال خدمت ہے۔ فقط والسلام

(۱) زاع معروف یعنی کالا کوا کا کھانا حلال ہی نہیں بلکہ ثواب بھی ہے اور کس ذبیحہ کی انتہوی

پانچوٹی، بٹ چستہ اور چڑ بو دھا بھی کھانا حلال ہے، لیکن ان چھ چیزوں کا حلال ہونا کن کن آیات کریمہ یا

احادیث مقدسہ اقوال ائمہ سے ثابت ہے۔ اور کن کن بزرگان دین نے کب کب استعمال کیا ہے؟ تاکہ

ہم بھی ثواب حاصل کریں۔

(۲) منافق کی صحیح تعریف اور پہچان کیا ہے اور اس حدیث کی پوری عبارت عربی معہ اعراب و

حوالہ کتب کیا ہے؟ جس میں حضور ﷺ نے اس مسلمان کو منافق ہونے کا حکم دیا ہے جس میں علامات نفاق

پائی جاویں۔ لیکن وہ مسلمان نائب رسول یعنی عالم دین ہے۔ تو اسے اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا۔

(۳) نائب رسول ہم ایک سند یافتہ عالم کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی بھی دارالعلوم سے فارغ ہوا ہو اور

حتی الامکان اس کی خدمت اور عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے ایک حدیث سنی جس کی عبارت معہ حوالہ

کتاب کے لیے جناب والا سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں امید ہے کہ محروم نہ کیا جائے۔

حدیث شریف میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی بھی عالم دین کی

کوئی ادنیٰ خدمت بھی کی ہوگی حتیٰ کہ انہیں ایک لوٹا پانی یا ایک نیا پیسہ بھی دیا ہوگا یا صرف ان کی جوتی بھی

سیدھی کر دی ہوگی۔ پھر اگر قیامت کے دن اس شخص کو اس کے گناہوں کے پاداش میں حکم ہو جائے گا تو وہ

فخص عالم صاحب سے عرض کرے گا کہ اے حضرت کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں ہیں کہ میں نے فلاں

مقام پر آپ کی فلاں خدمت کی تھی۔ تو وہ عالم صاحب فرمائیں گے ہاں ہاں میں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو نے

میری یہ خدمت کی تھی۔ اور پھر اس شخص کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور اگر اس شخص کو دوزخ میں ڈال دیا

جائے گا تو بھی عالم صاحب اسے دوزخ سے نکلوا کر جنت دلوائیں گے۔

Click For More

علماء کے لیے آئی ہے۔ علماء کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں، لیکن اس مضمون کی کوئی حدیث ہم نے نہیں پڑھی ہے جو آپ نے اس نمبر کے ضمن میں تحریر کی ہے۔

(۳) اس حدیث کو بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے:

”قال قال رسول الله ﷺ اما يخشى الذي يرفع راس قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار“ جو رکوع سے سر اٹھانے میں امام سے سبقت کرے وہ اس بات سے نہیں خوف کھاتا کہ اللہ پاک اس کے سر کو مسخ کر کے گدھے کی طرح بنا دے۔

جو لوگ شفاعت کے اہل ہیں وہ صغائر و کبار سبھی کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس لیے ان جرموں کی بھی شفاعت کریں گے جن کا ذکر کیا گیا۔ لیکن اگر کسی کو یہ جرأت ہو کہ میری تو شفاعت ہو جائے گی میں خوب جرم کروں تو ایسے سرکش کو شاید شفاعت کا کوئی حصہ نہ ملے کہ یہ گناہ پر اصرار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲ رجب ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کے یہاں قربانی کی نیت سے ایک پڑوا تھا، اس میں عیب پیدا ہو گیا۔ اس پالتو جانور کو زید

نے فروخت کر دیا اور اس رقم سے قربانی کے لیے دوسرا جانور خرید لیا ہے۔ فروخت شدہ جانور کی رقم سے کچھ

روپیہ بچ گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ زید اس رقم کو اپنے معارف میں لاسکتا ہے یا صدقہ دینا واجب ہے؟

جواب سے ممنون فرمائیں۔
العبد جمیل احمد رضوی جین پور اعظم گڑھ

الجواب

اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۷ رذوالحجہ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۲۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ

مسٹر محمد علی جناح کی بنائی ہوئی پارٹی بنام مسلم لیگ ہمارے شہر کڑپہ میں دوبارہ ایجاد ہوئی ہے۔

اراکین مسلم لیگ سب کو ممبر بنا رہے ہیں۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلم لیگ کے مقاصد کیا ہیں؟

اصول کیا ہیں عقیدے کیا ہیں؟ مسٹر محمد علی جناح کیا مذہب رکھتے تھے۔ از رزوائے شریعت ممبر بن سکتے ہیں یا

نہیں؟ بینوا تو جروا
استغثتی: ابو برکات کلیم غلام محی الدین سی حنفی قادری چشتی

الجواب

ہم کو اس نئی مسلم لیگ کے اصول و ضابطہ کی اطلاع نہیں۔ لیکن یہ اصولی باتیں جان لی جائیں کہ مسلمان ہر عالم میں اور ہر جگہ مسلمان ہی ہے۔ لہذا کبھی بھی ایسی حرکت کرنے کی اجازت نہیں جو خلاف اسلام ہو، اگر اس نئی مسلم لیگ کی ممبری کے بعد بھی کسی خلاف اسلام امر کی تسلیم یا خلاف شرع فعل کا ارتکاب لازم آئے تو یہ شرکت ناجائز اور منع ہوگی۔ جناح اور ان کی مسلم لیگ میں تو بے شمار باتیں خلاف اسلام تھیں۔ اس لیے علمائے اسلام نے اس کی شرکت سے مسلمانوں کو منع کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۸ جمادی الاولیٰ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۲۵-۱۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) شادی بیاہ کے موقع پر گانا اور ڈھول وغیرہ بجانا درست ہے یا نہیں؟

ترمذی شریف کتاب النکاح کی ایک حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر گانا بجانا جائز ہے۔ نیز ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ایک رشتہ دار عورت کا نکاح کر کے اس کو رخصت کیا تو حضور نے فرمایا کہ عائشہ تم لوگوں کے پاس گیت نہیں تھا؟ کیونکہ انصار کو گیت پسند ہے۔ اس سے بھی جواز کی صورت نکلتی ہے اور فی زمانہ اس سے منع کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟

(۲) آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنا میلاد شریف آج کل کے مروجہ طریقوں پر کیا یا نہیں؟ یا خلفائے راشدین یا آپ کے اہل بیت نے یا کسی صحابی نے کبھی میلاد شریف کا کوئی جلسہ کیا یا نہیں؟ اگر کیا تو کس ماہ و تاریخ میں کیا؟ یا صحابہ کرام کے بعد تمام اہل سنت کے امام مثلاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یا ان کے شاگرد نے کبھی میلاد شریف خود کیا یا نہیں؟ ان تمام لوگوں نے قیام و سلام کے ساتھ کیا یا نہیں؟

(۳) نیاز و فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مردے کے نام پر محلہ اور رشتہ داروں کو کھانا کھلانا کیسا ہے؟

(۴) تعزیہ بنانا اور اس کی تجارت کرنا نیز اسی روز لاشی کھیلنا اور کھچڑا و مالیدہ بنانا گھروں میں

چراغاں کرنا کیسا ہے؟

(۵) قبروں کو پختہ بنانا نیز اس پر چادر چڑھانا، مرغاذخ کرنا، دیگ چڑھانا، شرعی چڑھانا اور

اگر بتیاں جلانا کیسا ہے؟

برائے کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل و مدلل سوالات کا جواب دیکر شکر یہ کا موقع دیں۔
مستفتی: محمد نظام الدین چھپاری مقام وپوسٹ جگدیش پور بہار

الجواب

(۱) حدیث میں دف اور صوت سے مراد اعلان نکاح ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی ہی دوسری حدیث میں اس کی تفسیر موجود ہے: ”اعلنوا هذا النکاح واجعلوه فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف.“ (حلیۃ الاولیاء: ۳/۲۶۵)

اور گانا بے مزامیر ہو اور مزامیر خلاف شرع نہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آج کل بارات کے ساتھ کچھ لوگ محبت اور حمایت کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ یا محفل نکاح میں سہرا سنایا جاتا ہے اور یہی اس حدیث کا مطلب ہے جو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کیوں کہ اس میں یہ بھی ہے تم نے اس کے ساتھ کسی کو بھیجا جو کہتا ہوا جائے:

”اتیناکم اتیناکم فحیانا و حیاکم ولولا الحنطة السمراء لم تثنی عذارکم

آج کل کے گانے اور باجے کو حدیث کریمہ سے جائز ثابت کرنا زیادتی ہے۔

(۲) آپ کے اس سوال نے کئی دوسرے سوال پیدا کئے، کیا حضور ﷺ نے مروجہ طریقہ پر سبقا و سبقا درس بخاری دیا۔ اور اسی طرح دور کرا کر سند عطا فرمائی، اور دستار بندی فرمائی، اور اس کا جلسہ کیا کسی صحابی نے ایسا کیا، اور اگر کیا تو کس ماہ کس سال میں اور کس تاریخ میں؟ پھر کیا مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔

پھر تبلیغ کے نام پر یہ مروجہ چلنا پھرنا، وہ بھی تبلیغی نمبروں کے ساتھ خود حضور ﷺ نے کیا، امام ابو حنیفہ نے کیا تاریخ و ماہ و سال بتاؤ۔ پس جو جواب ان امور کے بارے میں دیا جائے وہی میلاد شریف کے بارے میں بھی سمجھ لینا چاہئے۔

اصل یہ ہے کہ اس قسم کے لایعنی سوال ان بے نصیب حضرات کا حصہ ہیں جو ان امور خیر کو تو منع کرتے ہیں اور خود اسی قسم کے سینکڑوں کام مذہب اور ثواب کے نام پر کرتے ہیں اور ان کے لیے لوگوں سے رقمیں وصول کرتے ہیں۔ ورنہ کسی فعل کے جواز کا دار و مدار اس بات پر نہیں کہ فلاں نے یہ کام کیا کہ نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس امر کی دلیل کتاب و سنت میں ملتی ہے یا وہ مخالف سنت نہ ہو تو جائز ہے۔ خواہ کوئی ایجاد کرے۔

حدیث شریف میں ہے: ”من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل

بہا“ اور اسی میں ہے: ”من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد“

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اگر اسی حیثیت سے دیکھا جائے تو بلاشبہ قرآن اور حدیث کے بے شمار دلائل اس ذکر خیر کی تائید میں موجود ہیں۔ اور تفصیلات سے قطع نظر ذکر ولادت یقیناً حضور ﷺ سے ثابت ہے۔
خصائص کبریٰ میں ہے: ”خرج نور اضواء فیہ قصور بصری“ باقی تفصیل انوار ساطعہ در بیان میلاد و فاتحہ میں ملاحظہ کریں۔

(۳) نیاز و فاتحہ ضرور جائز ہے کہ یہ ایصالِ ثواب ہے جو شرعاً محمود و مستحسن ہے۔ ہدایہ میں ہے:
”ان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صدقة او صوما او غيرها عند اهل السنة والجماعة“

بزرگوں کی فاتحہ کا کھانا سب کھا سکتے ہیں، عام مردوں کی فاتحہ غریبوں کو کھلانے میں زیادہ ثواب ہے۔
(۴) مروجہ تعزیہ داری جس میں مختلف قسم کی رسمیں بناتے اور ان کا گشت کرتے ہیں، ڈھول، ناشہ بجاتے ہیں، سینہ کو بلی کرتے ہیں، یہ سب حرام و ناجائز ہیں۔ اور ایسے تعزیہ کی تجارت بھی منع ہے، یہ سب افعال عبث ہیں اور تشبہ بہ روافض میں داخل ہیں اور کچھ امور سوگ کے ضمن میں آتے ہیں جن کی احادیث میں ممانعت آئی ہے۔

بقیہ روضہ سید الشہداء کی صحیح نقل بنا کر تبرکاً گھر میں رکھنا مالیدہ شربت یا اور کوئی کھانا بنا کر نیاز شہداء کربلا کے نام کی فاتحہ دینا، ان کے نام کی سبیل لگانا، ان کے ذکر کی مجلس قائم کرنے کے لیے یہ آیت کافی ہے۔ ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ﴾ (ابراہیم: ۵)
اور حادثہ کربلا بلاشبہ ایامِ الہی میں ہے۔ یہاں یہ بات خوب محفوظ رہے کہ علمائے دیوبند تعزیہ داری کی بیچ رسموں کے ساتھ جائز و مستحب افعال کو بھی حرام و بدعت بتاتے ہیں، مثلاً ان کے نزدیک سبیل کا شربت اور نیاز کا مالیدہ حرام ہے، مگر ہولی اور دیوالی کی پوری مٹھائی حلال ہے اور یہ بات عداوت اہل سنت کا مظہر ہے۔ لاشی کھیلنا مروجہ تعزیہ کے گشت کے ساتھ نہیں چاہئے ویسے کوئی حرج نہیں کہ خود مسجد نبوی میں اہل حبشہ نے ایسا مظاہرہ کیا، حضور نے مشاہدہ کیا، اظہار مسرت کے موقع پر چراغاں میں بھی حرج نہیں ہے۔

(۵) قبروں کو پختہ نہیں کرنا چاہئے، لیکن ان کو کھودا، یا ڈھایا بھی نہ جائے، اس پر چادر ڈالنا جائز ہے جبکہ بزرگوں کی قبریں ہوں اور نیت یہ ہو کہ اس سے نظر عوام میں ان کی وقعت ہوگی۔ شامی میں ہے:

”فتی فتویٰ الحجۃ تکرہ الستور علی القبور لکن نحن نقول الآن اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة حتی لا تحقروا صاحب القبر و تجلب الخشوع و الادب للعاملین

الزائرین محمود جائز لان الاعمال بالنیات۔“

مرغ اور دیگ وغیرہ فاتحہ کے لیے ہے، جس کا بیان جواب نمبر ۳، میں گذرا اور اگر بتی خوشبو ہے اس کے روشن کرنے میں کوئی حرج نہیں، قبر کے تعویذ پر نہ رکھی جائے، ہم نے اشارے دیئے ہیں تفصیل انور اساطعہ وغیرہ کتابوں میں دیکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۲۰۱۱ ریح الاول ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۲۰۱۱

(۱۳۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

آپ حضرات کی خدمت میں یہ کارڈ ارسال کرتا ہوں بہت ضروری مسئلہ ہے۔ بہت جلد قرآن و حدیث کے حوالے اور ساتھ ساتھ دیوبندیوں اور وہابیوں کی کتابوں کے ساتھ ہو۔ اور سنی کتاب کا حوالہ الگ ہو۔ مسئلہ یہ ہے کہ محرم اور دسویں تاریخ کو ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ چوک پر تعزیہ رکھا ہو اور چوک پر کھچڑا ہو فاتحہ کرنا ناجائز بلکہ فاتحہ بھی کرنا حرام قطعی ہے۔ جیسے انہوں نے کہا ہے ویسا ہی تحریر کرتا ہوں اس کا جواب جلد آنا چاہئے۔ تعزیہ رکھنا اور چوک پر کھچڑا اور مالیدہ فاتحہ کرنا جائز ہے کہ ناجائز؟ صاف صاف تحریر کے ساتھ مہر کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔ جوابی کارڈ کے ساتھ آنا چاہئے۔

الجواب

قرآن و حدیث کارڈ پر نہیں لکھی جاتی۔ شہدائے کربلا کی نیاز مالیدہ کھچڑا وغیرہ پر فاتحہ گھر میں دیں، تعزیہ یا چوک کے پاس نہ جائیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ”فاتحہ درود جائزے باید خوانند کہ طاہر باشد از نجاست حقیقی و حکمی“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۲۰۱۱ ریح الاول ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۲۰۱۱

(۱۳۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مسجد کا امام بھی ہے۔ کاروبار کے لیے چوڑی کی ایک دوکان کھولی ہے، اس پر مقتدی حضرات میں چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کیوں کہ اس دوکان پر خود زید بیٹھتا ہے اور مسلم غیر مسلم مستورات چوڑی پہننے کے لیے آتی ہیں۔ تو خود ہی زید چوڑی پہناتا ہے۔ از روئے شرع کیا ایک عالم دین اور امام کو اس قسم کی حرکت کرنا یعنی مسلم اور غیر مسلم عورتوں کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اور مل کر چوڑی پہنانا جائز ہے؟۔ برائے کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب

مرحمت فرمایا جائے اور ایک عظیم فتنہ کا سدباب فرمائیں، کرم ہو۔
المستفتی: عبدالنعیم، عبدالستار صاحب بڑے گھر والے سید حفیظ صوفی

الجواب

مرد کا چوڑی پہنانے کے لیے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا اور ان کو چھونا جائز نہیں، نص قرآنی ہے:
﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ (النور: ۳۰) اس لیے امام صاحب جب تک اس حرکت
سے باز نہ آئیں، توبہ نہیں کریں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ شامی میں ہے:

”مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم“ (شامی: ۲/۲۵۵)
واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دادالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۷۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۳۲-۱۳۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) خداوند قدوس کے لیے لفظ میاں، یا اللہ فرماتے ہیں، کہنا کیسا ہے؟ مثلاً اللہ میاں فرماتے

ہیں۔ لہذا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔

(۲) زید اپنی دوران تقریر میں یہ کہہ گیا کہ عید قربانی فرض ہے بکرنے بعد اختتام و اعظ زید سے

سوال کیا کہ قربانی فرض ہے یا واجب؟ تو زید نے کہا کہ قربانی واجب ہے۔ اس کے بعد بکر کا کہنا ہے کہ زید

لاؤ ڈاؤ اسٹیکر کے سامنے معافی کا طالب ہو۔ عرض یہ ہے کہ کیا اس جملے سے زید پر لوگوں کے سامنے معافی

مانگنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) زید کہتا ہے کہ حضور کو علم غیب نہیں تھا اگر ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ کے ہار کھوجانے کی

اطلاع آپ فوراً ہی دیتے۔ اور دوسرے یہ کہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور کو علم غیب نہیں،

اس سے ثابت ہے آیت کریمہ: ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا

أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِن آتَبِعْ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ (الانعام: ۵۰)

(۴) ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۱۳)

حضور کے لیے فرمایا گیا ہے، کیا اس میں قیامت کا علم داخل ہے یا نہیں؟ اور ماں کے پیٹ میں

کیا ہے بچہ یا بچی اس کا علم بھی اس ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ﴾ میں داخل ہے؟

(۵) زید بعد اختتام تقریر یہ شعر پڑھتا ہے:

مرا کام نقطہ پر نچانا تھا پیغام کا

آپ مانیں نہ مانیں آپ خود مختار ہیں

Click For More

اس شعر کے متعلق بکر کا کہنا ہے کہ اس شعر کا پڑھنا زید کے لیے مناسب نہیں ہے، اس لیے کہ عالم کا کام پیغام پہنچانے کے ساتھ عمل کروانا بھی ہے۔ لہذا حضور سے یہ عرض ہے کہ عالم کے لیے پیغام پہنچانا فرض ہے یا عمل بھی کرانا۔

(۶) جمعہ میں خطبے کے وقت عصا لے کر خطبہ دینا کیسا ہے؟ حضور اکرم نے عصا لیا تھا یا نہیں؟ حضور نے عصا لیا تھا تو بحالت تندرستی میں لیا تھا یا ضعیفی کی حالت میں۔ حضور کی خدمت میں یہ چند باتیں عرض ہیں۔ لہذا حضور سے خادمانہ عرض ہے کہ جواب جہاں تک ہو جلد سے جلد عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔ مولانا محمد بن حسن رضوی یہاں سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ ان کی جگہ میں کام انجام دے رہا ہوں، دعا فرمائیں۔

نوٹ۔ میں سید محمد حسینی مجددی اشرفی فاضل اشرفیہ راجپوری کا بھائی ہوں، جواب کے لیے جوابی لفاظی موجود ہے۔

الجواب

اللہ تعالیٰ کے لیے میاں لفظ نہیں بولنا چاہئے کہ اس لفظ کے ایسے معانی بھی آتے ہیں جن کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز نہیں۔

(۲) غلطی سے اگر کوئی لفظ منہ سے نکل گیا تو اس پر کسی سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ”رفع عن امتی الخطاء والنسيان“ (فتح الباری: ۱/۴۳۹) ہاں اس مسئلہ کی تصحیح ضروری ہے کہ یہ بات یوں نہیں ہونا چاہئے اور صورت مسؤلہ میں تو یہ کوئی ایسی بڑی غلطی نہیں ہے واجب، بول کر شریعت میں فرض مراد لیتے ہیں اور واجب عملاً فرض کے حکم میں ہوتا ہے۔

(۳/۳) بعض آیتوں میں حضور ﷺ سے غیب کی نفی ہے جیسے آیت ﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ﴾ اور بعض آیتوں میں اس کا ارشاد ہے جیسے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا. إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ﴾ (الجن: ۲۶) یا آیت ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ﴾ (النساء: ۱۱۳)

اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ جن آیتوں میں نفی ہے ان سے مراد یہ ہے کہ ذاتی، علم غیب سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ اور جن آیتوں میں ثبوت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عطائی اور خدا کے بتانے سے حضور اور دیگر انبیاء کو بھی علم غیب ہے۔ اور پیغمبر ﷺ سے مطلقاً غیب کا انکار علماء نے کفر تحریر فرمایا ہے، اس مسئلہ کی پوری بحث کتاب ”الکلمۃ الغلیبا“ میں دیکھی جائے۔

(۵) بلاشبہ ہر عالم بلکہ ہر نبی کا کام پیغام سنانا ہے اس پر عمل کرانا ضروری نہیں۔ زید شعر پڑھنے میں حق بجانب ہے۔ اگرچہ شعر کو توڑ مروڑ کر کے خراب کر دیا۔ صحیح شعر اس طرح ہے:

مائیں نہ مائیں آپ کو یہ اختیار ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

(۶) خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینے کو درست لکھا ہے اور بعض نے مکروہ لکھا، بغیر عصا خطبہ

پڑھا تو حرج نہیں بلکہ فتاویٰ رضویہ میں اسی کو اولیٰ لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۱ ذوالحجہ ۸۹ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۳۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک دوا بنانا چاہتا ہے جس میں بہت سی دواؤں کے ساتھ خنزیر کی چربی شامل ہوتی ہے

دریافت طلب امر یہ ہے کہ دوا مذکورہ کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس کو لگا کر بغیر غسل کئے ہوئے

نماز پڑھ سکتے ہیں کہ نہیں؟
محمد عثمان پورہ صوفی

الجواب

سور کے تمام اجزاء نجس العین ہیں، اس کا خارجی داخلی کسی طرح بھی استعمال ناجائز و حرام ہے

چاہے دوا ہی کیوں نہ ہو اس کا استعمال حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۳ محرم ۹۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۳۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید اپنے عزیز دار کے یہاں سے ایک طلاق شدہ عورت اپنے نکاح کرنے کے لیے لایا زید

کے گاؤں میں ایک مولوی صاحب بچوں کو دینی تعلیم دیتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں۔ زید نے مولوی

صاحب سے نکاح پڑھانے کے لیے کہا تو مولوی صاحب نے کہا کہ صحیح ثبوت لاؤ کہ عورت کے مطلقہ

ہونے میں شبہ نہیں۔ زید نہ مانا دوسرے آدمی سے نکاح پڑھا کر عورت کو پردیس لے کر چلا گیا۔ مولوی

صاحب اور گاؤں والوں نے زید کے گھر والوں کے ساتھ میل جول کھانا پینا ترک کر دیا، زید کا بھائی فوراً

اپنے عزیز دار کے یہاں گیا اور عورت کے طلاق کا صحیح تحریری ثبوت لا کر مولوی صاحب کو دیا، مولوی

صاحب نے بروز جمعہ مسجد میں اعلان کیا کہ زید کا نکاح درست ہے مگر اس کے بعد پھر مولوی صاحب اور

گاؤں والوں نے زید اور اس کے گھر والوں کے ساتھ کھانا پینا میل جول ترک کر دیا ہے۔ تو کیا زید اور اس

Click For More

کے بھائی نکاح درست ہو جانے کے بعد بھی شرعی مجرم ہیں؟

(۲) زید کا نکاح درست ہو جانے کے بعد زید کا بھائی اور سب ساتھی مولوی صاحب اور گاؤں والوں کے ساتھ توبہ بھی کیا۔ کیا نکاح درست ہو جانے کے بعد توبہ ضروری تھا؟ اگر ضروری تھا تو اس کے بعد بھی زید اور اس کے بھائی سزا کے مستحق ہیں؟

(۳) زید اور اس کے سب ساتھیوں نے توبہ کیا مگر اب مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تین آدمی کی توبہ قبول نہیں ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا میل جول رکھنے والے گنہگار ہیں۔ مولوی صاحب کی اس بات سے گاؤں کے سنیوں میں دو پارٹی ہو گئی ہے، مولوی صاحب اکثریت کے ساتھ ہیں۔

لہذا ایسی باتیں کہہ کر اقلیت کو دبانا چاہئے اور روزہ نماز حج و زکوٰۃ توبہ وغیرہ بارگاہ الہی میں قبول ہونے نہ ہونے کا پتہ کیا مجھ جیسے گنہگار انسانوں کو بھی معلوم ہو جاتا ہے؟ تو مولوی صاحب کا کہنا سچ ہے کہ ثبوت سچ ہے اگر جھوٹ ہے تو فتنہ انگیزوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۴) گناہ کبیرہ و صغیرہ کرنے والے کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور کھانا پینا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص ایسے آدمی کے یہاں میلاد پڑھنے سے روکے یا منع کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

شمشیر علی صدیقی ابوالحسن فیاض خاں پوسٹ مقام بچھریا گوٹہ

الجواب

اگر سائل کا سوال سچا ہے تو جب تک اس نے طلاق نامہ کا تحریری ثبوت نہیں پیش کیا تھا اس وقت اگر مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے قطع تعلق کیا تھا تو وہ لوگ معذور تھے، لیکن ثبوت پیش کرنے کے بعد اور جامع مسجد میں نکاح درست ہونے کا اعلان کرنے کے بعد زید اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میل جول ترک کرنا اس نکاح کی بنیاد پر سخت ظلم و زیادتی ہے۔

مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو اپنے اس فعل سے توبہ کرنا چاہئے اور زید وغیرہ سے معافی مانگنی چاہئے اور مقاطعہ فوراً ختم کرنا چاہئے اور جب زید اس کے ساتھیوں نے نکاح کر کے کوئی جرم نہیں کیا تو ان پر توبہ کیسی؟ ویسے اگر ان لوگوں نے توبہ کیا تو انسان بھول چوک کا پتلا ہے۔ وہ خدا کے حضور توبہ استغفار کر کے ہی پناہ چاہے۔ جو شخص علی الاعلان گناہ کبیرہ کرے اگر اس سے پرہیز کیا جائے تو شرعاً محمود ہے۔ تا آنکہ وہ اپنے جرم سے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۳۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی بیوی ہندہ آسیب کی بیماری میں مبتلا ہوئی، حالت آسیب میں کچھ باتیں ایسی بکلیں جو صحیح ثابت ہوئیں۔ ترتیب وار تعویذ کرنے سے مریضہ اچھی ہو گئی، پھر آٹھ دنوں کے بعد دوسرے مرض میں مبتلا ہوئی۔ جس کا کئی ڈاکٹروں سے علاج کرانے پر کچھ افاقہ نظر نہ آیا۔ بعدہ ایک فحشی جی نے ماجرا سنا تو بتایا کہ یہ سحر ہے۔ آپ اپنے کنویں میں دیکھئے کوئی چیز اس میں گری ہوئی ہے۔ دیکھ بھال کرنے پر ایک چھوٹی سے بوٹی کپڑے میں بند کی ہوئی سوئی اور سر کے بال بیٹ کے ٹکڑے جڑی وغیرہ نکلی، نکلنے کے بعد مریضہ صحت پا گئی۔ کچھ دنوں کے بعد پھر مریضہ پر دورہ پڑ گیا جس میں کہنے لگے کہ فلاں شخص نے یہ ساری چیزیں جو اوپر بیان کیا، کنوئیں میں ہندہ کو تباہ و پریشان کرنے کے خیال سے ڈلوایا تھا۔ تو اب حضور والا سے عرض ہے کہ مریضہ اب اپنی حالت میں جو بھی بکو اس بکی ہیں ان کی بات کہاں تک مانی جائے از روئے شرع کیا حکم وارد ہوتا ہے، المستفتی: محمد احسان الحق رضوی موضع بانسیاڑی بازار، پوسٹ وانسی بازار پورنیہ بہار

الجواب

اصطلاح شرع میں اس کو جنون کہتے ہیں۔ شامی میں تلوح ۲/۲۲۶ سے ہے:

”الجنون اختلال القوة المميزة بين الصور الحسنة والقبیحة المدركة للعواقب بان لا تظهر آثارها و تتعطل افعالها اما لنقصان جیل علیه دماغه فی اصل الخلقة اما لخروج المزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او انه اما لابتلاء الشيطان والقاء خیالات فاسدة علیه“ اسی لیے ان باتوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳۰ رذوالقعدہ ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۳۱-۱۳۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح تمام صحابہ کرام کو کہا جاتا ہے اور علیہ السلام نہیں کہا جاتا ہے، اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے اور علیہ السلام نہ کہا جائے، اہل سنت کا کیا طریقہ ہے،؟ نیز کہنے والے کہتے ہیں کہ خلفائے راشدین افضل الامت ہیں، پر ان کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام کا استعمال نہیں اور خاص کر حضرت حسین کے ساتھ استعمال میں کیا مصلحت ہے؟

(۲) کیا کربلا کی لڑائی کفر و اسلام کی لڑائی نہ تھی؟

المستفتی: عبدالرحیم صاحب ٹیلر ماسٹر موضع ڈاکخانہ پلایا ضلع اعظم گڑھ

Click For More

الجواب

(۱) علیہ السلام کا لفظ غیر نبی پر بولا جائے یا نہ بولا جائے، تصریحات علماء میں دونوں ہی رخ کی تائید ملتی ہے۔ قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں: ”کذلك یجب تخصیص النبی ﷺ و سائر الانبیاء بالصلاة والسلام“ (شرح شفا للقاری ۱۳۷/۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صلاة و سلام صرف انبیاء کے ساتھ خاص ہے۔ دوسروں کے لیے اس کا استعمال ممنوع ہے۔ لیکن ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں امام مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: ”وفی الخلاصة“ ان فی الاجناس عن ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یصلی علی غیر الانبیاء و الملائکة و من صلی علی غیرہما لا علی وجہ التبعية فہی غالی من الشیعة التي نسّمیہا الروافض انتہی مفہومہ ان حکم السلام لیس كذلك و لعل وجہہ ان السلام تحية اهل السلام لا فرق بین السلام علیہ و علیہ السلام“ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۰)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ غیر انبیاء کو علیہ السلام کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ پس جن لوگوں کے نزدیک علیہ السلام کا اطلاق غیر نبی کے لیے منع ہے تو حضرات حسنین کریمین، شیخین طہیین سبھی کے لیے منع ہوگا، جن کے نزدیک سلام کی خصوصیت نہیں وہ سب کے لیے جائز قرار دیں گے، یہ سوال کہ حضرات حسنین کو ہی کیوں کہا جاتا ہے شیخین وغیرہ اور صحابہ کرام کو کیوں نہیں، بے معنی ہے۔ آخر آپ کو کس نے روکا ہے آپ حضرات صحابہ کو علیہ السلام نہ کہیں، ہمیں تو سوال سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ منشاء صحابہ کو علیہ السلام کہلانا نہیں۔ ائمہ اہل بیت سے اس کو روکنا ہے۔ ”لا لحب علی بل لبغض معاویة“۔

ایسا سوچنا ٹھیک نہیں آخر کرم اللہ وجہہ الکریم میں تو کوئی خصوصیت نہیں۔ پھر حضرت علی کے ساتھ کیوں بولا جاتا ہے۔ یہاں تک ہم نے جو کہا نفس مسئلہ سے بحث تھی خاص کرائمہ اہل بیت کے لیے ان الفاظ کے اطلاق پر کچھ رد و کد نہیں تھی۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے:

”لکن علیہ السلام شعار اهل البدع“ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۰)

علامہ شامی فرماتے ہیں: ”والظاهر عن العلة فی منع السلام ما قالہ النووی فی علة منع الصلوة ان ذلك شعار اهل البدع ولان ذلك مخصوص فی لسان السلف بالانبياء علیہم الصلاة والسلام كما ان قولنا عز وجل مخصوص باللہ تعالیٰ فلا یقال محمد عز وجل وان کان عزیزاً جلیلاً“ (شامی خامس ص ۴۹۶)

یہ عبارتیں ممانعت کو راجح کر رہی ہیں، لیکن شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو اس کے شعار روافض

Click For More

ہونے میں کلام ہے، انہوں نے خود تحفہ اثنا عشریہ میں جگہ جگہ اہل بیت کو علیہ السلام لکھا ہے، اس پر کسی نے خود ان سے اس باب میں استفسار کیا وہ جواب ارشاد فرماتے ہیں سلام کا لفظ غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں، اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ میں علی الخصوص ابوداؤد اور صحیح بخاری میں حضرت علی اور حضرات حسنین اور فاطمہ اور حضرت خدیجہ اور حضرت عباس کے ذکر کے بعد لفظ علیہ السلام ہے۔ اصول الشاشی میں ابوحنیفہ کے لیے یہ لکھا ہے:

”والسلام علی ابی حنیفہ و احبابہ“ (فتاویٰ عزیز یہ جلد اول ص ۱۶۵)

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں معلوم یہ ہوتا ہے کہ حکم یہی ہے کہ غیر نبی کو خواہ وہ اہل سنت ہی کیوں نہ ہوں علیہ السلام نہ کہا جائے۔ شامی میں ہے:

”اما السلام فنقل اللقانی فی شرح جواهر التوحید عن الامام الجوینی انه فی معنی

الصلاة يستعمل فی غائب و لا غیر الانبیاء فلا یقال علیہ السلام“

لیکن یہ حکم اتنا سخت نہیں کہ اگر کسی سنی نے تہہ روافض کے خیال سے نہیں نہ اس خیال سے کہ معاذ اللہ اہل بیت میں کچھ شائبہ نبوت ہے، بلکہ اس خیال سے کہ یہ محبوب کے محبوب گو خلفاء راشدین سے افضل نہیں۔ پھر بھی قرابت رسول کا خیال کر کے، خود خلفائے راشدین عمر فاروق نے ان کو دوسروں پر ترجیح دی، ان کو علیہ السلام کہہ دیا تو اتنا بڑا جرم ہو جائے کہ اس پر شرعی فرد جرم عائد کی جائے۔ کیونکہ خود اس کے اطلاق کے حکم میں اختلاف ہے، امام نووی نے مکروہ تزیہی بتایا ہے، شرح اشباہ میں مکروہ تحریمی بتایا ہے، اور خود ہمارے علماء احناف مثلاً شامی اور ملا علی قاری کے اشاروں سے خلاف اولی معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے اس قسم کے مسائل میں کسی قسم کی ہنگامہ آرائی بے سود بلکہ باعث فتنہ ہے جس سے رافضیوں یا خارجیوں کو تو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے، اہل سنت و جماعت کو نہیں۔

(۲) یہ لڑائی کفر و اسلام کی نہ تھی، حق و باطل کی تھی کہ امام عالی مقام حق پر تھے اور یزید باطل پر۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۳ جماد الاول ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۳۳-۱۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید امام عالی مقام امام حسین کے ساتھ علیہ السلام کہتا ہے، لیکن عمر اسے منع کرتا ہے، زید کہتا

ہے کہ علمائے اہل سنت اور اہل باب فتویٰ تو صلاۃ پر پابندی لگاتے ہیں کہ غیر انبیاء کو اصالتاً صلاۃ نہیں بھیج

کتے، علیہ السلام پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے۔ کتب فقہ شامی و عالمگیری وغیرہ نیز حضرات حسنین کو علیہ

السلام کہنے کے بہت سے دلائل ہیں۔ چنانچہ آیت قرآنی ﴿سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یٰسین﴾ [الصافات: ۱۲۰] کی دوسری قرأت امام نافع مدنی اور ابن عامر سے ﴿سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یٰسین﴾ ہے جس کی تفسیر میں مفسر ابن کثیر یعنی آل محمد لکھتے ہیں اور تفسیر ابن عباس میں ایسا ہی ہے چونکہ حضرات حسنین آل محمد ﷺ ہیں۔ لہذا ان کے ساتھ علیہ السلام کہنا قرآن سے ثابت ہے۔

(۲) مفسر امام رازی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی وغیرہ نے اپنی تفسیروں میں حضرات حسنین کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہے، امام ابو بکر رازی جو فقہ حنفی میں صاحب ہدایہ سے بھی بلند پایہ ہیں، انہوں نے احکام القرآن میں جا بجا حضرت علی کو علیہ السلام لکھا ہے۔

(۳) امام بخاری جو بالاتفاق امام الحدیث ہیں انہوں نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری شریف میں متعدد جگہیں حضرت فاطمہ کے ساتھ علیہا السلام لکھا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری فتح الباری جلد ایک ص ۵۶/۵۱۶ (ج ۲) ص ۵۷۲/۶۱۰ (ج ۷) ص ۵۳/۱۱۲/۲۳۶/۳۲۵/۳۵۵/۳۵۷۔

(۴) امام بخاری نے الادب المفرد و مطبوعہ دارالاشاعت مولوی مسافر خانہ بندر روڈ کراچی میں لکھا "عن عدی بن ثابت قال سمعت رسول اللہ ﷺ والحسن صلوة اللہ علیہ علی عاتقہ و هو یقول اللہم انی احبہ فاحبہ"

(۵) امام ابو داؤد اپنی کتاب سنن ابی داؤد شریف میں لکھتے ہیں مر حسین بن علی علیہ السلام سنن ابی داؤد مطبوعہ قادری جلد اول ص ۹۳/۹۴

(۶) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی شرح ترجم ابواب بخاری میں لکھتے ہیں "من قتل الحسن علیہ السلام" دیکھو شرح تراجم ابواب بخاری ص ۳۲، ہمراہ صحیح بخاری مطبوعہ رشیدیہ کتب خانہ دہلی۔

ان کے علاوہ اس کثرت سے علمائے اہل سنت نے حضرات حسنین کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہے جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ علمائے دور حاضر کے محققین نے بھی ان حضرات کو علیہ السلام لکھا۔ مثلاً مولانا شبلی نعمانی سیرۃ النبی میں، سید سلیمان ندوی خطبات مدراس میں، مولانا ابوالکلام آزاد شہید اعظم میں مولانا عبدالسلام ندوی اسوۃ صحابہ میں، ڈاکٹر میر ولی الدین وغیرہ وغیرہ، مذکورہ بالا دلائل کے ہوتے ہوئے عمر کا علیہ السلام کہنے سے روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث و فقہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔ بیوا تو جردا المستفتی: اکرام سراجی تحتن پورا بنارس

الجواب

میں نے علیہ السلام سے متعلق ایک مفصل فتویٰ لکھا ہے وہ ساتھ بھیج رہا ہوں، آپ نے علیہ

السلام غیر نبی کے لیے جائز ہونے کی تائید میں جو نکتے تحریر کئے ہیں، ان پر حسب ذیل وضاحت:
(۱) شامی میں اس امر کی تصریح ہے کہ علیہ السلام غیر نبی کو نہیں کہہ سکتے ہیں:

”الظاهر عن العلة في منع السلام ما قال النووي في علة منع الصلوة ان ذلك شعار
اهل البدع ولان ذلك مخصوص في لسان السلف بالانبياء عليهم الصلوة والسلام“

(جلد ۵ ص ۷۰)

(۲) ارباب فتویٰ کی تصریح ہوتے ہوئے ہم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ براہ راست قرآن سے ان کی
تصریحات کے خلاف استدلال کریں۔ شامی میں ہے:

”قد استقرای الاصوليون على ان المفتی هو المجتهد فاما غیر المجتهد فمن
اقوال المجتهدین فلیس بمفت والواجب علیه اذا سئل ان یذکر قول المجتهدین“
(جلد اول ص ۴۹ -)

دوسری جگہ درمختار میں فرماتے ہیں: ”امانا نحن فعلینا اتباع ما خرجوا کما لو اتوا فی
حیاتهم“۔ اور آپ لوگ خود ہی آگاہ ہوں گے کہ مقلد کا منصب براہ راست آیت قرآنی سے استدلال
نہیں ہے۔ پھر اگر اس سے قطع نظر آیت سے استدلال کیا بھی تو اس کی قرأت اور اس سے متعلق تفسیر کی
اسنادی حیثیت اور اس کی ترجیح دیگر تفاسیر سے بھی ثابت کرنے میں لوہے لگ جائیں گے، اور اگر کسی طرح
اس منزل سے بھی آپ عہدہ برآ ہو لیں تو زیادہ سے زیادہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آل محمد پر سلام فرمایا
لیکن اب تک یہی متفق نہیں ہے کہ آل کا اطلاق کس کس پر ہوتا ہے۔ ملا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں
”وعلى آل محمد قبل المراد بهم اتباعه الى يوم القيامة و قبل مسئله و قبل آل بيته
ای اقاربه و ازواجه و ذریته و قبل الاتباع و الرهط و العشيرة ای محبيهم و قبل اهله الذين
حرمت عليهم الصلوة و فی الروایة عن الانس مثل النبی ﷺ من آل قال کل تقی و یجعی
على مذهب الحسن الظاهر انه حسن البصری ان المراد بال محمد محمد نفسه“

(شفاء ثانی ص ۱۴۷)

اب بیٹھ کر آل محمد کی تحقیق کرتے ہیں یا تو پھر سبھی کو علیہ السلام کہتے، یعنی خود اپنے کو بھی، یا آخری
تعریف کی بنیاد پر آل محمد نفسہ مان کر کسی کو نہ کہتے اور اگر آپ نے آل کی تحقیق میں بھی مقصد برابری کر لی تو
مخالف کو پھر اس پر یہ کہنے کا موقع ہے کہ جس طرح صلاۃ غیر انبیاء کے علاوہ اور کسی کو نہیں کہی جاسکتی مگر خود
حضور نے ”اللهم صل علی آل ابی اوفی“ فرمایا اسی طرح سلام بھی خود خدا اور رسول جس پر چاہیں

ہونے میں کلام ہے، انہوں نے خود تحفہ اثنا عشریہ میں جگہ جگہ اہل بیت کو علیہ السلام لکھا ہے، اس پر کسی نے خود ان سے اس باب میں استفسار کیا وہ جواب ارشاد فرماتے ہیں سلام کا لفظ غیر انبیاء کی شان میں کہہ سکتے ہیں، اس کی سند یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب قدیمہ میں علی الخصوص ابوداؤد اور صحیح بخاری میں حضرت علی اور حضرات حسنین اور فاطمہ اور حضرت خدیجہ اور حضرت عباس کے ذکر کے بعد لفظ علیہ السلام ہے۔ اصول الشاشی میں ابوحنیفہ کے لیے یہ لکھا ہے:

”والسلام علی ابی حنیفہ و احبابہ“ (فتاویٰ عزیز یہ جلد اول ص ۱۶۵)

ان تمام تفصیلات کی روشنی میں معلوم یہ ہوتا ہے کہ حکم یہی ہے کہ غیر نبی کو خواہ وہ اہل سنت ہی کیوں نہ ہوں علیہ السلام نہ کہا جائے۔ شامی میں ہے:

”اما السلام فنقل اللقانی فی شرح جواهر التوحید عن الامام الجوینی انه فی معنی

الصلاة يستعمل فی غائب ولا غیر الانبیاء فلا یقال علیہ السلام“

لیکن یہ حکم اتنا سخت نہیں کہ اگر کسی سنی نے تہبہ روافض کے خیال سے نہیں نہ اس خیال سے کہ معاذ اللہ اہل بیت میں کچھ شائبہ نبوت ہے، بلکہ اس خیال سے کہ یہ محبوب کے محبوب گو خلفاء راشدین سے افضل نہیں۔ پھر بھی قرابت رسول کا خیال کر کے، خود خلفائے راشدین عمر فاروق نے ان کو دوسروں پر ترجیح دی، ان کو علیہ السلام کہہ دیا تو اتنا بڑا جرم ہو جائے کہ اس پر شرعی فرد جرم عائد کی جائے۔ کیونکہ خود اس کے اطلاق کے حکم میں اختلاف ہے، امام نووی نے مکروہ تنزیہی بتایا ہے، شرح اشباہ میں مکروہ تحریمی بتایا ہے، اور خود ہمارے علماء احناف مثلاً شامی اور ملا علی قاری کے اشاروں سے خلاف اولی معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے اس قسم کے مسائل میں کسی قسم کی ہنگامہ آرائی بے سود بلکہ باعث فتنہ ہے جس سے رافضیوں یا خارجیوں کو تو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے، اہل سنت و جماعت کو نہیں۔

(۲) یہ لڑائی کفر و اسلام کی نہ تھی، حق و باطل کی تھی کہ امام عالی مقام حق پر تھے اور یزید باطل پر۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۳ جماد الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۳۳-۱۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید امام عالی مقام امام حسین کے ساتھ علیہ السلام کہتا ہے، لیکن عمر اسے منع کرتا ہے، زید کہتا

ہے کہ علمائے اہل سنت اور ارباب فتویٰ تو صلاۃ پر پابندی لگاتے ہیں کہ غیر انبیاء کو اصالتاً صلاۃ نہیں بھیج

سکتے، علیہ السلام پر کوئی پابندی نہیں لگائی ہے۔ کتب فقہ شامی و عالمگیری وغیرہ نیز حضرات حسنین کو علیہ

Click For More

بھیجیں، مگر ہم کو جب ممانعت کا حکم ہے ہم ایسا کیوں کریں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: ”الصلاة حقة فله ان یصلی علی غیر ابتداء اما الغیر فلا“ یا پھر صلاۃ کو بھی سب کے لیے عام کیجئے کہ قرآن عظیم میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ [الاحزاب: ۴۳]

(۳) علماء کا ان بزرگوں کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا بلکہ ان کی کتابوں میں یہ ہونا اس بات کی قطعی دلیل نہیں، اور اگر انہوں نے ایسا کیا بھی ہو تو حکم منصوص کے بعد اس کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ جبکہ ایسا کرنا خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے، پھر ایک جواب وہ بھی ہے جو شیخ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۴۰۵ میں ہے:

”اختلاف آوردہ اند کہ آیا جائز است صلاۃ و سلام بر غیر انبیاء بالاستقلال یا نے و مختار جمہور آنت کہ مخصوص است بانبیاء و شارک نیست باایشاں جز ایشاں بلکہ ذکر کردہ شود بہ مغفرت و رضوان نقل کردہ است یہتی کہ آں خلاف اولیٰ است و بعض گفته اند حرام است یا مکروہ بکراہت تنزیہی و معارف و معتمدین بر اہل بیت رسول از ذریت و ازواج مطہرات و در کتب قدیمہ از مشائخ اہل سنت و جماعت کتابت آں یافتہ شود و در متاخرین کتابت آں متروک است۔“

بقیہ دور حاضر میں جن لوگوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان میں بعض کو ہم علماء کی صف میں بھی شمار نہیں کر سکتے چہ جائیکہ محققین دور حاضر شمار کریں اور ان کی سند تو دور کی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۸ جماد الاولیٰ ۱۴۰۰ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۳۶-۱۳۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

- (۱) مرد کو سونا استعمال کرنا کیسا ہے؟۔
 - (۲) مرد سونے کی چین کو کلائی کے اوپر کپڑا باندھ کر استعمال کر سکتے ہیں؟
 - (۳) مرد شیروانی کے اوپر سونے کا پھول یا سونے کا لکھا ہوا کلمہ شریف ٹانگ کر استعمال کر سکتا ہے؟
 - (۴) مرد سونے کا دانت کسی بیماری کی وجہ سے منہ میں لگوائے تو درست ہوگا؟
- برائے کرم ہر سوال کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں معہ حوالہ کتب ورج کریں۔

الجواب

(۱) حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے: ”لا یجوز للرجال التحلی بالذهب“۔

(۳،۲) حدیث شریف میں ہے: ”احل الذهب و الحریر للاناث من امتی و حرام علی

ذکورھا“ (نصب الراية: ۴/۲۴)

لہذا حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے: ”لان التحريم لما ثبت في حق الذکور و حرم اللبس و حرم الالباس“ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ سب پہننے میں داخل ہے۔ ہاں بٹن جو لباس میں لگا ہوا ہو اس کی اجازت ہے۔ جبکہ بلا زنجیر ہو۔

(۳) بلا ضرورت ہے، اس لیے ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۰ رجب ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۵۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میں خیریت سے رہ کر آپ بزرگ حضرات کی خیریت خدا کے فضل سے ہمیشہ نیک چاہتا ہوں۔ گذارش یہ ہے کہ مدرسہ سراج العلوم مہراج گنج کا سند یافتہ ہوں، حفظ کیا اور حضور کے دست مبارک کے فیض سے ابھی تک کامیاب ہوں۔ اور میں حافظ عبدالشکور صاحب ابھی جو بہرائچ شریف چھوٹی تکیہ میں ہیں انہیں کا اپنا بھائی حقیقی ہوں، خیر میں یہاں انٹر گنج مدرسہ ضلع بلاسپور میں کام کر رہا ہوں مگر یہاں امارت شرعیہ سنی حنفی ہیں یا نہیں؟ کون مذہب ہیں آگاہ فرمائیں۔

(۲) سوال بڑے پیر حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی کے نام ایک شخص کچھ روپے نکالتا ہے۔ اور

وہ روپیہ مدرسہ کے مصرف میں آسکتے ہیں کہ نہیں؟ یا اور کسی مصرف میں آسکتا ہے یا نہیں؟۔ جواب دیں۔

میلاد اکبر کتاب کا نام میلاد مصطفیٰ میں ہے۔ یا ہر کتاب میلاد کی کتاب میں دیکھا گیا ہے کہ یہ

روایت ہے کہ ہجوم میں ایک آواز آوے گی کہ اے محشر یوں اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو، جائے ادب

ہے۔ ہمارے محبوب کی بیٹی فاطمہ ادھر تشریف لاتی ہیں، حالانکہ عورتوں سے عورت کا کوئی پردہ نہیں، مگر

مصلحت یہ ہے کہ اس طرح سے آئینگی حوریں بھی دیکھنے کی متحمل ہوں گی۔

اب سنئے کس طرح سے آواز آئے گی اللہ اکبر اللہ اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرتہ

زہر آلودہ ایک کاندھے پر ڈالے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرتہ خون آلودہ دوسرے

کاندھے پر رکھے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) سوال خالین پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟ یہ تینوں سوالوں کا جواب بہت جلد دینے کی

کوشش کریں کرم ہوگا۔ غلطی کو معاف کریں۔

(۴) گھڑی کی چین باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) خطبہ کے اندر اردو تقریر کرے ایسا کرنا کیسا ہے؟ جمعہ میں خطبہ کے وقت مسجد میں اذان دینا کیسا ہے؟

(۶) لوگ کہتے ہیں کہ گائے یا بھینس کی قربانی نہ دینا چاہئے، کیونکہ گورنمنٹ کے قانون کے

خلاف ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

آپ کا ناچیز حافظ شوکت مدرسہ تعلیم الاسلام مقام وپوسٹ انٹرنج بلا سپور بہار

الجواب

(۱) امارت شرعیہ بہار بد عقیدہ لوگوں کا اڈہ ہے، مسلمانوں کو ان لوگوں سے بچنا چاہئے۔

(۲) اس قسم کی روایت عربی کی ایک کتاب ”نور العین فی الحسین“ میں ملی جس کے مصنف مولانا

امام اسحاق اسفرائی ہیں مگر اس میں سند اور سلسلہ و روایت نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس کے بارے میں تحقیق

نہ کر سکے کہ یہ روایت کیسی ہے؟ ویسے اس مضمون میں کوئی شرعی قباحت نہیں معلوم ہوتی۔

(۳) جس نے بالقصد ظا پڑھا، اس کی نماز نہیں ہوئی۔

(۴) گھڑی کی چین جب کسی دھات کی ہو تو اس کو پہننا منع ہے اور اس کو پہنکر نماز مکروہ ہوگی۔

(۵) جمعہ کے خطبہ کے اندر اردو یا فارسی وغیرہ عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان کا استعمال سنت

متوارشہ کے خلاف ہے؟

(۶) گورنمنٹ با اختیار ہے اور ہم کو اس سے مقاومت کی طاقت نہیں، ایسی صورت میں گائے

ذبح کر کے اپنی بربادی کے علاوہ اور کیا حاصل، اس لیے مجبوری کی صورت میں سوائے رک جانے کے

اور کیا چارہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۴ رمضان ۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۵۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

شوہر و بیوی میں جھگڑا ہوا۔ بیوی نے شوہر سے کہا کہ مسلمان ہو تو میرے پاس مت آنا۔ تو اس پر

شوہر نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہوں گا تو تمہارے پاس نہیں آؤں گا اور نہ تمہارے ہاتھ کا چھوا ہوا پانی

پیوں گا۔

اس کے بعد اپنی بیوی سے کلام وغیرہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن محلہ والوں کے کہنے اور سمجھانے پر اس

نے اپنی بیوی کے ہاتھ کا دیا ہوا پانی ایک مرتبہ پی لیا۔ مگر پھر اس کے دل کو اطمینان نہیں ہوا اور کہتا ہے کہ

Click For More

جب تک شریعت کا حکم معلوم نہیں ہو جائے گا، اس وقت تک میں رکارہوں گا۔ لہذا شریعت کا کیا حکم ہے؟
بینواتوجروا
المستفتی: منشی خاں کرہاں اعظم گڑھ

الجواب

زید نے بہت سخت کلمہ اپنی زبان سے ادا کیا۔ اس کو توبہ کرنا چاہئے، اپنی بیوی کا دیا ہوا کھاپی
سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۵۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مجذوب کی پہچان کیا ہے؟ ایک فقیر جو پہلے مجذوب تھے، بعد میں سالک ہوئے۔ جن کو ہم
لوگ جانتے ہیں اور ان کی فقیری کے ہم قائل ہیں اور ان سے فرید وہ آج کل بالکل پاگل کی شکل میں ہیں
اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اور پاخانہ کو مل کر پانی میں ڈالتے ہے۔ تندرستی ایک پہلوان جیسی ہے۔ بتلائیں
کہ فقیر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینواتوجروا
المستفتی: ڈاکٹر مجیب اللہ بارہاہ ضل غازی پور

الجواب

جس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا۔ ہم دین داروں کا سالم مسلک یہ ہے کہ اللہ والوں کے
بارے میں سکوت کریں، کہہ ہو سکتا ہے کہ نر اپا گل ہو اور ہو سکتا ہے کہ صوفیہ فرقہ ملاستی سے تعلق رکھتا ہو۔ ہم
کو کسی ایسی علامت کا علم نہیں جس سے ہم فیصلہ کریں کہ وہ کون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۶ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۵۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کو مسجد کی تعمیرات دیکھنے کے لیے بلایا گیا۔ دوران معائنہ میں ان کے ساتھ مسجد دیکھ رہا تھا،
مسجد کے نقش و نگار جو کہ محرابوں کے اوپر بنے ہوئے تھے دیکھ کر زید نے کہا کہ اسے تو بالکل گوالیار کے راجا
کے محل کی طرح پھول پتیاں بنا دیئے ہیں، پھر تھوڑی دیر دوسری چیزوں کے دیکھنے کے بعد دوبارہ انہوں
نے یہی جملہ دہرایا، یہ سن کر مجھے بہت افسوس ہوا اور میں ان سے جدا ہو گیا تو از روئے شرع ایسا کہنا جائز
ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔
المستفتی: محمد سلطان احمد قادری

الجواب

Click For More

اس جملہ کے دو پہلو ہیں (۱) بطور انکار کہتا ہو کہ یہ نقش و نگار ہندوانہ بن گئے، مسجد میں ایسا نہیں بنانا چاہئے تو اس جملہ کے کہنے میں شرعا کوئی قباحت نہیں، کیونکہ وہ شخص مسجد کی توہین نہیں کر رہا ہے۔ اس کے نقش و نگار کو مسجد کے شایان نہیں سمجھ رہا ہے البتہ مسلمانوں کو ایسی مشابہت سے بچنا چاہئے۔

(۲) بطور تعریف کہہ رہا ہے یعنی یہ نقش و نگار بہت عمدہ بنے ہیں جیسا کہ اس راجا کے محل کے نقش و نگار شاندار ہیں تو اس میں تو مسجد میں اس کے نقش و نگار کی تعریف ہوئی زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ مقام تعریف میں ایک ایسی عمارت کا نام لے دیا جس کا نام لینا مناسب نہ تھا تو یہ کوئی اتنا برا جرم نہیں ہے کہ اس کے خلاف شرعی حکم دیا جائے، بس یہ ہے کہ ایسا جملہ بولنے سے احتیاط چاہئے جس سے کچھ لوگوں کو غلط فہمی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھنسی اعظم گڑھ، ۲۱/۳/۱۳۰۷ھ

(۱۵۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا، زید کے گھر والوں نے پہلے اس مسئلہ کی وضاحت کر لی تھی کہ ہندہ کے گھر والے اہل السنۃ والجماعت سے ہیں حتیٰ کہ ہندہ کے والد نے جو کلام عظیم دیا جیسا کہ دستور ہے کہ لڑکی کے ساتھ کلام پاک بھی دیتے ہیں۔ وہ بھی ترجمہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمۃ ربہ القوی تھا، شادی سے پہلے ہندہ کا سگا بہنوئی زید کا گھر دیکھنے کو آیا۔ تو باتوں میں مسئلہ تو سل لکلا، ہندہ کا بہنوئی تو سل کا قائل نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے زید کے بھائی نے ہندہ کے والد سے گفتگو کی کہ کہیں آپ لوگ دیوبندی فرقے سے متعلق تو نہیں ہیں۔ اس پر ہندہ کے والد نے کہا نہیں، ہم لوگ دیوبندی نہیں بلکہ سنی ہیں ہندہ کا بہنوئی پاگل ہے۔ اس کی باتوں میں آپ نہ آئیں۔ وہ ایسی ہی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ شادی کے بعد زید کو ہندہ اور اپنی سسرال والوں پر شک ہوا کہ یہ فرقہ دیوبندیہ سے متعلق ہیں۔ زید نے جب ہندہ سے ہندہ اور اس کے والدین کے عقائد کے متعلق گفتگو کی تو ہندہ نے بتایا کہ اس کے والد جماعت اسلامی کے ممبر رہ چکے ہیں، وہ جماعت اسلامی کے اہم کارکن تھے۔ اندرا گاندھی کی دور حکومت میں جب جماعت اسلامی پر چھاپے پڑے تھے۔ تو اس دور میں ہندہ کے والد پر بھی چھاپہ پڑا تھا جس وجہ سے وہ ادھر ادھر بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔ زید نے جب ہندہ سے تو سل وغیرہ پر گفتگو کی تو ہندہ نے کہا کہ آپ تو بریلوی کی کتابیں پڑھتے ہیں ہم لوگ دیوبندی کی کتابیں پڑھتے ہیں، ایک دن زید نے کہا کہ تم حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعاء مانگا کرو مگر ہندہ نے اس پر عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے زید نے ہندہ کو مار بھی لگائی اور راکا بردیوبندیہ کے اقوال خبیثہ اس کے سامنے بیان کئے، مگر اس کے روئے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ زید جب سسرال گیا تو وہاں سب جماعت اسلامی کی ہی کتابیں دیکھیں، مار لگانے کے بعد زید جب ہندہ سے

عقیدے کے متعلق بات کرتا ہے۔ تو ہندہ کہتی ہے کہ ہم لوگ وہابی نہیں ہیں، اب تو ہم آپ کے نکاح میں ہیں۔ جیسا آپ چلائیں گے ویسا ہم چلیں گے۔ مگر اس کے اقوال و افعال میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ جب کبھی سرور کائنات ﷺ یا اولیاء اللہ کے فضائل میں گفتگو ہوتی ہے۔ تو اٹھ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہے، اس میں کوئی دلچسپی نہیں لیتی ہے۔ اور نہ ہی اس کے چہرے سے بشاشت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔ زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا تو زید اور اس کے گھر والوں پر حکم شریعت کیا ہے؟ جتنے دن زید ہندہ کے ساتھ رہا کیا یہ صریح زنا کاری ہے؟ اس سے جو اولاد پیدا ہوئی کیا وہ حرامی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو زید اور اس کے گھر والوں کو شرعی حکم کے مطابق کیا کرنا چاہئے۔ بینو تو جزوا

المستفتی محمد یاسین غفرلہ ۳ رذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

الجواب

ہندہ کے گھر والے کیسے ہیں؟ یہ بات شادی سے قبل دیکھنے کی تھی۔ اب تو اس کا علاج اس طرح ممکن ہے کہ زید اپنی سسرال سے آمد و رفت کے تعلقات نہ رکھے۔ اور بیوی کو بھی ان سے خلا ملا سے روک دے۔ اب اصل بات دیکھنے کی یہ ہے کہ خود ہندہ کا عقیدہ کیا ہے تو جیسا کہ سوال کی عبارت سے ظاہر ہے ہندہ خود وہابی ہونے سے انکار کرتی ہے۔ دیگر اعمال مثلاً حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے دعاء مانگنا یا اولیاء اور انبیاء کے ذکر پر خوش اعتقادی کا اظہار نہ کرنا۔ وہاں سے اٹھ کر چلا جانا یہ بات گمراہی کی ضرور ہے۔ لیکن یہ بات حد کفر میں داخل نہیں۔ کہ اس کی وجہ سے نکاح ٹوٹے یا سرے سے نکاح ہی نہ ہونے کا حکم لگایا جائے۔ مگر سوال میں زید نے یہ بھی لکھا ہے کہ علمائے دیوبند کے اقوال کفریہ اس کو سنائے اس سے بھی اس کے رویہ میں فرق نہیں آیا، اس کا مطلب اگر یہ ہے کہ ان اقوال کو سنکر مسلمان جانتی رہے تب تو وہ کافر ہوگئی۔ اور نکاح سے نکل گئی مگر اس حال میں بھی عورت کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ توبہ کرے اور ان کے کفر کا حکم کرے، پھر زید اس سے نیا نکاح کرے۔

در مختار میں ہے: ”تجبر علی الاسلام و علی تحدید النکاح زجر الہا بمہر تیسیراً“ اور اگر یہ مطلب ہے کہ ان خبیث اقوال کو سنکر ان اقوال کے بارے میں یا ان کے قائلین کے بارے میں تو کوئی رائے ظاہر نہ کی اور اپنے سابقہ طرز عمل پر قائم رہی تو صرف اتنی بات سے بھی اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا اور وہ نکاح سے نہیں نکلے گی۔ رہ گیا آپ کا یہ سوال کہ ہندہ کے ساتھ زید کی شادی ہوئی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہندہ کے بارے میں سوالات میں جو تفصیلات درج ہیں، ان سے اس کا کفر ثابت نہیں ہوتا اور وہ خود مدعی اسلام ہے، اس لیے شادی ہوگئی۔

مشورہ۔ اس معاملہ میں ہمارا مشورہ یہ ہے کہ مار پیٹ سے کام لینے کی ضرورت نہیں، نہایت سنجیدگی کے ساتھ معاملات طے کرنے کی ضرورت ہے، ہندہ آپ کے تصرف میں ہے۔ نہایت نرمی سے اپنی مجبوری ظاہر کریں کہ میں ہر چیز چھوڑ سکتا ہوں لیکن اللہ ورسول کو نہیں چھوڑ سکتا۔ علمائے دیوبند کے جن ملعون کفریات کو میں نے سنایا ہے۔ ان کی وجہ سے علماء مکہ و مدینہ نے ان کے کفر کا حکم صادر کیا ہے اور جو ان کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ تم تمام نشیب و فراز سوچ کر فیصلہ کرو ان لوگوں کو مسلمان سمجھتی ہو یا کافر اور غور و فکر کے لیے اس کو موقع دیجئے۔ اور اس دوران میں بھی اس کو نرمی سے سمجھاتے رہئے۔ کہ میرے اور تمہارے آئندہ تعلقات کا دار و مدار فیصلہ پر ہے۔ اگر ان سب باتوں کے بعد بھی وہ یہی کہے کہ میں تو ان کو مسلمان ہی سمجھتی ہوں۔ تو اب اس کو اپنے سے علیحدہ کر دین۔ اور اب تک جو کچھ ہوا اس میں افسوس نہ کیجئے کہ اگر واقعہ پہلے ہی سے وہ کافر رہی ہوتی تو اب بھی آپ کو لاعلمی دھوکہ میں اس نے رکھا، اس لیے اس کا وبال آپ پر نہ ہوگا۔ اور اگر ہندہ اس قول کے موافق کہ جیسا آپ چلائیں گے میں چلون گی۔ ان کے کفر کا حکم کر دیتی ہے۔ تو وہ بدستور آپ کی بیوی ہے۔

رہ گئیں وہ کوتاہیاں جن کا ذکر زید نے کیا ہے۔ ان کے خلاف آپ حسن تدبیر سے اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔ انشاء اللہ آپ کا اخلاص اور حسن عمل ہندہ کی اصلاح کر دے گا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ہدایت کے لیے دعا بھی کرتے رہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لیے کثرت سے درود شریف پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی، مئس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۲۸/ ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

(۱۵۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی تقریر میں کہا کہ سمندر و سورج وغیرہ پانی و روشنی محدود ہے یا لامحدود، پھر کہا کہ لامحدود ہے۔ تقریر ختم ہونے کے بعد ایک صاحب نے کہا کہ سمندر کے پانی اور سورج کی روشنی کو لامحدود کس معنی میں کہا گیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے تو مقرر نے کہا کہ حقیقی نہیں بلکہ عرفی مراد ہے، یعنی کثرت۔ اور یونہی حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ نے بھی اپنی تفسیر میں لکھا ہے جسے خود پوچھنے والے صاحب نے دیکھا ہے لہذا اس صورت میں مقرر پر کیا حکم ہے۔؟

نوٹ:- پوچھنے والے صاحب نے لوگوں کے سامنے پوچھا اور مقرر نے لوگوں کی موجودگی میں اپنی مراد بتائی۔
المستفتی محمد عبدالرحمن رضوی ۷ جولائی ۱۹۸۸ء

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی جب بولنے والے نے اپنی مراد بتادی اور عرف عام میں کثیر کو بے شمار کہہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دیا جاتا ہے تو قاتل پر کوئی جرم عائد نہیں ہوگا، پھر بھی بولنے میں احتیاط ضروری ہے ایسا جملہ بولا ہی کیوں جائے کہ اس کی مراد بیان کرنی پڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۸/ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ یکم اگست ۱۹۸۸ء

(۱۵۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے بکر کو خط دیا کہ عمر کو دے دینا۔ بکر جو حافظ اور ایک مسجد کا امام ہے اس نے خط کو پڑھا اور بلا اجازت عمر، پھر اس کی فوٹو کاپی کرا کر اپنے پاس رکھ لیا اس کے بعد خط عمر کو دیا۔ بکر کی اقتداء کے متعلق عندالشرع کیا حکم ہے۔
المستفتی: کمال مڑیاں مہو، ۱۹/ شوال ۱۴۲ھ

الجواب

صورت مستفسرہ میں بکر گنہگار اور مستحق وعید ہے۔

حدیث شریف میں ہے: من نظر فی کتاب اخیه بغیر اذنه فانما ینظر الی النار۔
اپنی اس حرکت سے توبہ کرنی چاہئے۔ اور زید سے اس کو معافی مانگنی چاہئے۔ اگر ایسا کر لیتا ہے تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مؤ ۵/ ذوالقعدہ ۱۴۲ھ

(۱۵۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید منہدی لگا کر امامت کرتا ہے اور پوچھنے پر جواز کا حکم بھی دیتا ہے، لہذا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ نیز چین والی گٹری بھی بوقت نماز استعمال کرتا ہے اور پوچھنے پر جواز کا حکم دیتا ہے۔
لہذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔
المستفتی: عبدالقدوس شاہ، مقام چچورہ۔ پوسٹ چنوا ضلع چھپرہ بہار

الجواب

ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کے لیے حرام ہے۔ اور سر اور داڑھی میں مستحب ہے۔ صحیح احادیث میں ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی وضع بنائیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم)
گٹری اگر کسی دھات سونے چاندی، پتیل وغیرہ سے بندھی ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔
(فتاویٰ رضویہ جلد اول)

جو شخص اس حالت میں نماز پڑھتا ہے بلکہ اس کے جواز کا فتویٰ دیتا ہے اس کی اقتداء ناجائز اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

شامی میں ہے: ومشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم
(ج ۲/۲۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۰ رذوالحجہ ۱۴۱۲ھ
(۱۵۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
زید نے دوران تقریر شوہروں کی اہمیت وافضلیت بیان کرتے ہوئے بیویوں کے لیے شوہروں
کو ثانی خدا قرار دیا۔ ایسا کہنا جائز ہے، اگر جائز نہیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟ مفصل ومدلل جواب عنایت
فرمائیں۔
المستفتی محمد صفی اللہ قصبہ گجپور ضلع گورکھپور یوپی ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

الجواب

غیر خدا کو خدا کہنا چاہے اول خدا کہے چاہے ثانی علماء نے کفر لکھا ہے، بر تقدیر صدق مستفتی زید
پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ
(۱۵۹-۱۶۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ غلط لکھا ہے کہ میں پونے چودہ برس کی عمر ہی سے بتاتا
رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا
کر دے گا، مگر نہیں معلوم کہ میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے الخ معترض کو خط کشیدہ عبارت پر
یہ اعتراض ہے کہ اس عبارت کا مطلب یہی ہوا کہ آنے والے مجددین قرآن وحدیث پاک کے خلاف
بتائیں گے۔ لیکن کوئی بھی مجدد قیامت تک ایسا نہ ہوگا۔
لہذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ عبارت ہی کتاب وصایا میں غلط لکھی ہے۔ اور اگر صحیح
ہے تو دلیل کیا ہے؟
المستفتی فقیر قریشی قادری جمیل اختر رضوی مصطفوی ۳/۵/۱۴۱۳ھ

الجواب

زید نے وصایا کی مذکورہ عبارت سے غلط الزام اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لگایا ہے۔ اس عبارت
کا ہرگز وہ مطلب نہیں جو زید نے بتایا ہے۔ خود وصایا کی وہ عبارت اس مطلب کو جھٹلا رہی ہے کیونکہ اس میں ہے۔
(۱) مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد جو آئے وہ کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے؟ تو جس کے بارے میں
انہیں کچھ معلوم نہیں تب اس کے بارے میں قرآن وحدیث کے مخالف ہونے کی اطلاع کیسے دے سکتے ہیں
اس لیے اس عبارت کا یہ مطلب بتا کر زید نے بددیانتی سے کام لیا ہے اور ”نہیں معلوم“ کو ”معلوم ہے“
بتا دیا۔

(۲) ”کیسا ہو اور کیا بتائے“ یہ جملہ استفہامیہ ہے۔ اس کا بھی صاف مطلب ہے کہ کہنے والے کو یہ نہیں، تب اس عبارت کا یہ مطلب کیسے ہوگا کہ آنے والا قرآن و حدیث کے خلاف بتانے والا ہوگا۔ یہاں بھی زید نے دو تخریضیں کی۔ جملہ استفہامیہ کو جملہ خبریہ بنا دیا اور ”کیسا ہوگا“ کا معنی مخالف قرآن و حدیث لیا حالانکہ اس لفظ کے یہ معنی لغت کی کسی کتاب میں نہیں۔ یہ صرف زید کی ایجاد بندہ اور بس گندہ ہے۔ دیکھئے زید جیسا نا سمجھ جسے اردو عبارت سمجھنے کا بھی سلیقہ نہیں، وہ بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ قیامت تک کوئی مجدد قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہوگا۔ یعنی جو قرآن و حدیث کے خلاف بتانے والا ہو وہ مجدد ہی نہیں اور اعلیٰ حضرت اپنے بعد آنے والے مجدد کے لیے ہی وہ بات کہہ رہے ہیں تو اس کو مجدد کہہ کر اعلیٰ حضرت نے تصریح کر دی کہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوگا کہ مجدد کے لیے یہی ضروری ہے۔ تو اس کے فوراً بعد کی عبارت ”کیسا ہو“ اور ”کیسا بتائے“ کا مطلب ”قرآن و حدیث کے خلاف ہوگا“ کیسے ہوگا؟ اس عبارت کے کئی ایک صحیح مطلب ہیں جسے زید جان نہ سکا یا جان بوجھ کر ان جان بنا۔

”کیسا ہوگا“ یعنی تمہارے خاندان سے ہوگا۔ خاندان کے باہر سے ہوگا۔ ہندوستان کا باشندہ ہو یا دنیا کے اور کسی علاقے کا ہو۔ تمہاری زبان بولتا ہو۔ یا کوئی اور زبان بولنے والا ہو۔ اس کی طبیعت میں شدت اور جلال ہو جیسے نبیوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امتیوں میں عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا نرم دلی ہو جیسے حضور ﷺ یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ سب کیسا ہوگا کے صحیح مطالب ہیں جو مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ”کیسا بتائے گا“ کے کئی صحیح مطالب ہو سکتے ہیں۔ بعض مجدد زندگی کے کسی ایک ہی پہلو کی تجدید کے لیے آتے ہیں۔ اور بعض تمام پہلوؤں کے لیے۔ جزئی شعبوں میں بھی مختلف نوعیں ہوتی ہیں، اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نہیں معلوم عمومی مجدد ہو یا خصوصی مجدد ہو۔ اور خصوصی ہو تو نہ معلوم کہ کس شعبہ زندگی کا ہو۔ اتنے سارے صحیح معنی سے قطع نظر کر کے بر خود غلط ایک ایسے معنی مراد لینا جس سے عبارت کا سیاق و سباق انکار کرے جس سے اس مختصر سی عبارت میں بھی تعارض پیدا ہو وائشمندی نہیں۔ ہم زید اور اپنے لیے دعا کرتے ہیں۔ اللہم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا واجعلنا من المہتدین بحاہ حبیبک سید المرسلین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۳ھ

(۱۶۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

مسلمان اور کافر و مشرک کے پاس سلام لکھنے کا طریقہ کیا ہے؟ دونوں میں کیا فرق ہے؟

المستفتی محمد الیاس خاں

الجواب

بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے ہے ”کفار کو سلام نہ کرے اگر وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے، مگر جواب میں صرف علیکم کہے۔ اگر ایسی جگہ گذر رہا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہیں تو السلام علیکم کہے۔ اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ السلام علی من اتبع الهدی کہے۔ (بہار شریعت سولہواں حصہ ص ۷۸)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

کافر کو بے ضرورت ابتداً سلام ناجائز ہے۔ نص علیہ فی الحدیث والفقہ۔

اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی انہیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں۔ مثلاً یہی کافی کہ لالہ صاحب، بابو صاحب، منشی صاحب یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیر ذلک، کافر اگر بے لفظ سلام سلام کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں۔

(جلد دوم، نصف اول ص ۶۵)

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی قسم کے لفظ جن سے ان کی تعظیم ظاہر نہ ہو لکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح سلام مسنون کا لفظ بھی لکھا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے حدیث میں جو سلام ثابت ہے وہ جائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے بادشاہ روم کو السلام علی من اتبع الهدی لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۳ھ

(۱۶۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کہتا ہے کہ ترجمہ والا قرآن پاک غیر ترجمہ والے قرآن پاک کے اوپر نہیں رکھا جائے گا کیونکہ ترجمہ میں غلطی کا امکان ہے اس لیے اس کا اوپر رکھنا ناجائز و گناہ ہے، اگرچہ ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا ہو۔ عمر و کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ قرآن پاک اوپر رکھنا ہرگز ناجائز و گناہ نہیں، کیونکہ موصوف قدس سرہ کا ترجمہ مذہب اہل سنت کے عین مطابق حق و صحیح ہے، ہاں اگر بد عقیدہ لوگوں کا ترجمہ اول تو رکھنا ہی ناجائز ہو تو اسے اوپر رکھنا جائز نہ ہو اور بات ہے لہذا حضور حق پر کون ہے؟ المستفتی الفقیر محمد جمیل اختر الرضوی عفی عنہ پوسٹ باراضلع کانپور

الجواب

بہار شریعت میں عالمگیری کے حوالہ سے ہے:

لغت اور نحو و صرف کا ایک رتبہ ہے، ان میں سے ہر ایک کتاب دوسری کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں، ان کے اوپر فقہ، اور احادیث اور مواعظ اور دعوات مانورہ فقہ سے اوپر، اور تفسیر کو ان کے اوپر، اور قرآن مجید کو سب کے اوپر رکھیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید معری ہی ترجمہ والے سے اوپر رکھا جائے گا، جیسے قرآن تفسیر کے اوپر رکھنے کا حکم ہے حالانکہ تفسیر بھی قرآن شریف کا ترجمہ اور مطلب ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

(۱۶۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک غیر مسلم نے چند مسلمانوں کے درمیان یہ سوال کیا کہ خنزیر کا گوشت کیسے حلال ہوگا؟ ایک مسلمان اس پر ناراض ہو گئے اور بات بڑھ گئی تو دوسرے مسلمان نے کہا کہ ہو جائے گا، اس پر بات جب بڑھ گئی تو زید صفائی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ جیسے مرغ خنزیر کے گوشت کو کھالے اور مسلمان مرغ کو کھا جائے تو جائز ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو مسلمان حلال جانے اور اس کے لیے مثالیں پیش کرے تو از روئے شرع اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے۔

المستفتی امتیاز احمد سپاہ ابراہیم آباد مؤ ۲۸ اگست ۱۹۹۸ء

الجواب

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو دینی مسائل میں حجت و تکرار اور بے فائدہ قیل و قال سے منع فرمایا حدیث شریف میں ہے: "نہی النبی ﷺ عن قیل و قال و کثرة السؤال" (ہروی: ۴۸/۲) بالخصوص ہندو صاحبان سے کہ بہت جلدی ماحول سنجیدہ اور گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور اگر اتفاق سے مسلمانوں میں آپس میں اختلاف ہو جائے تو اللہ و رسول کا فرمان تلاش کرنے کا حکم ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ (النساء: ۵۹) اگر کسی مسئلہ میں آپس میں الجھ جاؤ تو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ اور اگر تم میں خود اس کی صلاحیت نہ ہو کہ اللہ و رسول کے حکم کو سمجھو! تو جاننے والے علماء ربانیین سے پوچھو، حکم یہی ہے۔ ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۴۳] پھر قرآن شریف کی کسی آیت کے بارے میں تو عقلی گھوڑا دوڑانے والے کے لیے خواہ وہ پڑھا لکھا اور دانشمند ہی کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من قال فی القرآن براہہ فاصاب فقد اخطاء" (طبری: ۱۷۵/۲)

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قرآن شریف کی کسی آیت کا مطلب کسی نے اپنی عقل سے بیان کیا تو گو کہ فی الواقع اس نے صحیح مطلب بیان کیا ہو، یہ حرکت اس کی غلطی ہے، وہ قرآن میں بے جا دخل اندازی کا مجرم ہوا۔

اور ایسے جاہل اور نا سمجھ جنہیں علم و عقل سے سروکار نہ ہو، اور قرآن و حدیث کے علم سے آگاہ نہ ہوں اور دینی مسائل میں عقلی گدے لگاتے ہیں اور اٹلے سیدھے فتوے جھاڑتے ہیں، ان کے بارے میں

ارشاد ہوا: "ان اللہ یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالماً اتخذ الناس رؤسا جهالا

فسالوہم فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا"

اللہ تعالیٰ عالموں کو اٹھالے گا (وفات دیدے گا) جب عالم نہیں رہ جائیں گے تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے تو وہ بغير علم کے فتویٰ دیں گے تو خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

ان احکامات خدا اور رسول کے پیش نظر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ لوگ اللہ و رسول سے ڈرتے اور شرعی

احکامات میں بے جا دخل در معقولات سے پرہیز کرتے، لیکن ڈیڑھ دو سو سال ہوئے ہیں، دلی کے مشہور

علمی و دینی خاندان ولی اللہی میں ایک شخص محمد اسماعیل نام کا پیدا ہوا جو بدنام کنندہ نیکونامے چند ثابت ہوا۔

اس نے پورے ہندوستان کے جاہلوں کو یہ سبق پڑھا دیا کہ یہ خیال غلط ہے کہ رسول اللہ اور اللہ کے کلام کو

سمجھنے کیلئے بہت علم چاہئے، رسول اللہ ﷺ تو جاہلوں کو سمجھانے کے لیے ہی آئے تھے، پس ہندوستان کے

جاہلوں نے سمجھانے والے کو بھی چھوڑ دیا اور خود ہی پڑھ پڑھ کر قرآن و حدیث سمجھنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا

کہ ان نادان مولویوں نے مذہب اور شریعت کا حلیہ بدل دیا۔ اور دوسری طرف بالکل جاہل گنوار صوفی

قرآن و حدیث کی روح کشید کرنے لگے اور بے پڑھے لکھے مسلمانوں کو حقیقت و معرفت کے نام پر شتر

بے مہار بنا دیا "انا لله وانا الیہ راجعون" حقیقت روایات میں کھو گئی۔ یہ امت خرافات میں کھو گئی۔

آپ کے یہ دوسرے مسلمان بھی اسی قسم کے جاہل اور بے وقوف معلوم ہوتے ہیں، انہیں ذرا بھی

ہوش ہوتا تو پتہ چلتا کہ انہوں نے کتنی گندی بات کہی ہے۔

آپ ان سے پوچھیں مرغ صرف سور کا گوشت ہی کھاتا ہے غلاظت نہیں کھاتا، خون، پیپ کچا ہو

ہو نہیں کھاتا، مردار، چھکلی، چوہیا، چھوہندر، کیڑے مکوڑے نہیں کھاتا، بلغم، ناک کی ریشہ، تھوک نہیں کھاتا،

سڑے گلے پھل اور خراب کھانا نہیں کھاتا۔ الخضر کون سی گندگی ہے جسے وہ نہیں کھاتا اور کون سی آلودگی ہے

جسے وہ استعمال نہیں کرتا۔ اور تم مرغ کا گوشت کھاتے ہو۔ تمہاری دلیل یہ ہے کہ مرغ سور کا گوشت کھائے

اور مسلمان وہ مرغ کھالے تو مسلمان نے سور کا گوشت کھایا اور اس حیلہ سے سور کا گوشت حلال ہو گیا تو

اس میں سور کے گوشت کی کیا تخصیص ہے۔ جتنی چیزوں کا نام ہم نے ذکر کیا اور اس کے علاوہ بھی بہت

Click For More

سازی گندی اور غلیظ چیزیں ہیں اس کو مرغ نے کھایا۔ اور تم نے مرغ کھایا تو کیا تم غلاظت خور ہو گئے اور غلاظت حلال ہو گئی۔

تم لہو، پیپ اور کچھو ہو ہو خور ہو گئے اور یہ سب حلال ہو گئیں۔ الغرض بقول تمہارے دنیا میں کوئی چیز حرام نہ رہ گئی سبھی چیزیں مرغ کے واسطے سے حلال ہو گئیں اور یہی شوق ہے تو کچھ دنوں بعد واسطے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی ڈائریکٹ اگھوری ہو جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ قدرت نے جس کو حلال قرار دے دیا جب تک وہ اپنی اصل حالت پر ہے کوئی اسے حرام نہیں کر سکتا اور جو چیزیں حرام قرار دے دیں جب تک وہ اپنی اصل حالت پر ہیں کوئی ان کو حلال نہیں قرار دے سکتا، رہ گیا قلب ماہیت اور کون و فساد اور تغیر و تبدل تو یہ قدرت کی کرشمہ سازی اور اس کی صنایع کی ایجاد ہے۔

خود فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمْ اللَّهُ فَانِي تُؤْفَكُونَ﴾ [الانعام: ۹۵]

اللہ تعالیٰ بے جان اور ناپاک قطرہ منی سے زندہ و جاندار طیب و طاہر انسان بناتا ہے، پھر انسان سے ہی اس قطرہ ناپاک کو وجود دیتا ہے تو یہ اس کی قدرت تخلیق کا کرشمہ ہے، تم کہاں اوندھے ہوئے ہو۔ تم نے دیکھا نہیں ایک کسان سال بھر اپنے گھریا کھیت کے آس پاس گوبر کوڑا کرکٹ راکھ گندی مٹی گھاس پات جمع کرتا ہے، کتے بلی سورت تک بلکہ انسان تک اس میں غلاظت کرتے رہتے ہیں، بار بار بارش ہوتی ہے، دھوپ اسے خشک کرتی ہے۔ اور وہ سب گندگیاں گل سرسڑ کر ایک جان ہو جاتی ہیں۔ اتنی بد بو کہ پاس سے گذرنا مشکل، لیکن اب سوکھ کر وہ کھاد بن جاتی ہے اور کسان اسے پورے کھیت میں بکھیر دیتا ہے۔ بارش پورے کھیت کو گیلا کر دیتی ہے اور کسان ہل سے زمین الٹ پلٹ دیتا ہے جس سے اس کھاد کی نیستی اور تبدیل کا ایک دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ مختلف جوت اور ہنگائی کے بعد وہ بالکل نرم ملائم زمین ہو جاتی ہے کہ اس میں سے کھاد کی تمیز مشکل ہو جاتی ہے، کسان نے کھیت میں بیج ڈالا اور کارخانہ تخلیق میں کون و فساد کا ایک نیا کاروبار شروع ہوا۔ دانہ اور اس سے پیدا ہونے والی چیزوں کے ذریعہ اسی ملی جلی زمین کے اجزاء اور نمی نے حیات کا ایک نیا لبادہ اوڑھ لیا اور اہل زبان کے ہاتھ وہ زمین کی زندگی کا افسانہ آیا۔ پھر پانی پھر دانہ اور کسان کی جدوجہد سے غذا کا جگمگاتا ہوا انبار جمع ہو گیا۔ گندگی اور ناپاک خاک کے ذروں سے دانہ گندم تک کون و فساد، وجود، عدم، تغیر و تبدل، قوت حیات، کتنی ہیئتیں قائم ہوئیں اس پر پورا محبت اور طہارت کی کئی پھلپھل بھڑپیں، لیکن اس کا آپ کو احساس نہیں اور آپ نے گیہوں کا

دانہ ہاتھ میں لے کر کہد یا یہ تو وہی غلاظت کا ڈھیر ہے جو کسان نے گڈھے میں جمع کیا تھا۔ مرغ کے پاک اور طیب اور خوشگوار گوشت کو دیکھا اور طبیعت کی گندگی چلا اٹھی، یہ تو اسی نجس العین سور کا گوشت ہے جسے مرغ نے کھایا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دام ہر سوج میں ہے حلقہ صد کام جہنگ جانے کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک
الغرض اللہ تعالیٰ دماغ کی آوارگی اور زبان کی بدلگامی سے ہم کو آپ کو اور سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے اس دوسرے مسلمان نے ضرور ایک غلط اور ناجائز اور گمراہی کی بات کہی، اسے صدق دلی سے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفا کرنا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ آئندہ کبھی میں اس قسم کی بے ہودہ بات نہیں کہوں گا، اگر وہ ایسا کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" (نصب السرايہ: ۷/۴)
گناہ سے صدق دل سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے۔

اور اگر بدستور وہ اپنی ضد اور ہٹ پراڑا ہوا ہے تو اس کی صحبت سے پرہیز کریں جس محفل میں وہ ہو وہاں جائیں ہی نہیں اور جس محفل میں آپ ہو وہ آجائے تو آپ وہاں سے اٹھ آئیں۔

حضرت سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

زہارا زقرین بد زہار وقتار بنا عذاب النار
برے ساتھی سے سخت پرہیز کر، اے ہمارے رب تو ہمیں عذاب جہنم سے بچا
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِمَّا يُنَسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸)

یاد دلانے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(۱۶۳-۱۶۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) منبر رسول یا اسٹیج پر ہنسانے والی بات یا مذاق کی بات یا لطیفہ یا دنیاوی بات سے دینی بات تشبیہ دینا کیسا ہے ایک عالم یا کسی بھی مومن کے لیے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) نعت رسول فلمی یا اور بھی دنیاوی گانے کے طرز پر پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) اسٹیج پر کسی مولوی کا درحینہ آئی لیونہ کہو بلکہ مدینہ آئی لیو کہو "ایسا لفظ بولنا کیسا ہے؟ جواب

عنایت فرمائیں۔
۱۔ مستفتی محمد لیل احمد انصاری قادری رضوی

الجواب

(۱) حدیث شریف میں ہے: "انما الاعمال بالنیات" (مشکوٰۃ: ۱۱)
اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۲۱۶ پر ہے:
عجیب و غریب قصہ کہانی تفریح کے طور پر سنا جائز ہے، جب کہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو، بلکہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی ہو پھر بھی سنا جاسکتا ہے، جب کہ بطور ضرب المثل ہوں، یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ منثوی شریف میں وعظ و پند کے لیے لکھے گئے ہیں۔ اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر بیان کرنا اور سنا بھی جائز ہے جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گلستاں میں لکھا ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے رسید از دست محبوب بدستم

بد و گفتم کی مشکلی یا عیبری کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلے نا چیز بوم لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہم نشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاتم کہ ہستم

ایک خوشبودار مٹی بطور تحفہ میرے دوست نے دی، میں نے اس مٹی سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عطر؟ کہ میں تری خوشبو سے مست ہوں۔ مٹی نے جواب دیا کہ میں تو وہی بے حقیقت مٹی ہوں، مگر کچھ دنوں پھولوں کی صحبت میں رہ کر میں بھی خوشبودار ہو گئی۔ مذاق کا بھی یہی حال ہے کسی مسلمان کی تحقیر یا تذلیل کیلئے ہو تو منع ہے اور تفریح خاطر کے لیے یا عبرت کے لیے کوئی ہنسنے والی بات کہی تو اس میں کوئی حرج نہیں، خود رسول اللہ ﷺ سے ایسی دلچسپ اور پر مذاق باتیں مروی ہیں۔

(۲) اشعار اور گیتوں کے مختلف وزن اور بحر میں ہوتی ہیں، جن میں ہر قسم کے مضمون نظم کئے جاسکتے ہیں اور مختلف لہجہ اور دھن میں اس کو گایا جاسکتا ہے، اس کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بتایا جاسکتا کہ فلاں بحر فلاں طرز پر نعت نہیں پڑھی جانی چاہئے اور فلاں طرز پر پڑھی جائے گی۔ ہاں نعت شریف کے لیے پروقار سنجیدہ لب و لہجہ ہونا چاہئے اور مبتدل غیر مہذب لب و لہجہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۳) اس سوال سے سائل کی مراد واضح نہیں ہے۔ اور خط کشیدہ الفاظ کا مفہوم غیر واضح ہے۔ اس لیے جواب نہیں دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

(۱۶۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

تاجر نے چائے کی پتی کو ڈال کر ظاہر تجارت میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ عام لوگ اس قدر ملاوٹ

Click For More

کی چائے پسند کرتے ہیں ہاں یہ حکم دار چائے نقصان ثابت کر چکی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس قدر ملاوٹ کی تجارت کیا جائز ہے؟

الجواب

ہر ایسا کام جس میں دھوکا ہو اسلام میں منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مٹو

(۱۶۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سلمان رشدی پر جو فتویٰ ایران کے شیعہ مذہب کے رہبر نے صادر کیا ہے تو اس فتوے پر دنیائے اہل سنت کا عقیدہ کیا ہونا چاہئے؟ کیوں کہ مذہب شیعہ اور مذہب اہل سنت میں کافی فرق ہے۔

الجواب

شیعہ اور سنی مذہب میں ضرور فرق ہے۔ مگر سلمان رشدی پر جو حکم لگایا گیا ہے مذہب اہل سنت و جماعت کے موافق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مٹو

(۱۶۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے یا بعد میں پیش اماموں نے سامعین کے روبرو جو لمبی چوڑی تقاریر کرنا شروع کی ہیں جس سے مختصر لوگوں کو کچھ فائدہ ثابت ہوتا ہے، لیکن کثیر تعداد میں لوگوں کی ضرورت کے خلاف یہ تقریر یعنی فضول ہوتی ہے، ایسی تقاریروں کے بجائے نہ ہونا کیسا ہے؟ آج کل امام اپنے نام اونچا کرنے کی غرض میں یہ ضرورت بیان کرتے ہیں، حالانکہ لوگوں کو طہارت و نماز کے مسائل لباس درست رکھنا وقت نماز تک کا بھی علم نہیں، اس ضرورت کو پورا کرنے کا خیال ہی نہیں، کیا ایسی تقریر کو بحث کہیں گے یا بکو اس؟

الجواب

علماء اپنی صوابدید کے موافق اگر صحیح تقریر کرتے ہیں۔ تو عوام کو اس کو خلاف مصلحت یا بکو اس کہنا گناہ ہے۔ جن مسائل کی ضرورت ہو ان کی یاد دہانی امام صاحب کو کراؤینی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مٹو

(۱۷۰-۱۷۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید کی لڑکی کو ناجائز حمل تھا جب اس کو لڑکا پیدا ہوا تو اس نے یعنی زید کی لڑکی نے لڑکے کے منہ میں مٹی ٹھوس کر مار ڈالا، اب مسلم برادری زید اور زید کے گھر والوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں، قرآن

وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) عمرو کی لڑکی ایک بار گھر سے بغیر کسی کو بتائے بھاگ کر فرار ہو گئی، پھر کچھ روز کے بعد گھر والے کھوج کر اس کو گھر لائے، پھر کچھ دن بعد وہ لڑکی گھر کا روپیہ اور کچھ زیورات لے کر فرار ہو گئی، پھر اس کے گھر والے اس کو پکڑ کر لائے اب اس جگہ کی مسلم برادری عمرو کے گھر سے کیسا برتاؤ کریں۔

(۳) ہندہ کی شادی بکر سے ہوئی اور بکر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، کچھ سال کے بعد بکر کا انتقال ہو گیا، ہندہ نے پھر دوسری شادی کر لی اور اپنی سسرال ہندہ اپنی لڑکی کو لے کر گئی، ہندہ کی سسرال میں ہندہ کی لڑکی کو ناجائز لڑکا پیدا ہوا اور چھ ماہ کے بعد لڑکا انتقال ہو گیا، اب ہندہ کے سسرال والے ہندہ کے میکے اس کی لڑکی کو بھیج دیئے، اب ہندہ کے سسرال والوں کے ساتھ مسلم برادری کیسا برتاؤ کریں اور نیز ان برائیوں سے بچتے کا ذریعہ کیا ہے؟ یا ان برائیوں کو کیسے روکا جائے؟ جواب سے نوازیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی غلام مصطفیٰ رسترا بلیا

الجواب

(۱) صورت مسئلہ میں زید کی لڑکی اور اس کے ساتھ منہ کالا کرنے والے دونوں نے بہت بڑا جرم و گناہ کیا، اگر حکومت اسلامیہ ہوتی اور جرم ثابت ہو جاتا تو دونوں کو سنگسار کر دیا جاتا، یا سو سو کوڑے مارے جاتے، ان کے شادی شدہ ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے۔

لیکن موجودہ صورت حال میں جب کہ شرعی حد قائم کرنا ممکن نہیں ہے زانی اور زانیہ دونوں پر توبہ صادقہ لازم ہے۔ اور چونکہ زید کی لڑکی نے ایک بے گناہ بچے کی جان بھی لی ہے اس لیے اس پر اس گناہ سے بھی توبہ ضروری ہے کہ وہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور ان گناہوں پر نادم ہو توبہ صادقہ کرے کہ یا اللہ آئندہ ہم کبھی بھی یہ گناہ نہ کریں گے تو اپنے کرم سے ہمارے گناہ معاف کر۔

اگر وہ اتنا کر لیتے ہیں اور نیک چلنی کے عہد پر قائم رہتے ہیں تو ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ جائز نہیں،

حدیث شریف میں ہے: التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ (نصب الرایۃ: ۷/۴)

اور اگر توبہ کے بعد بھی بے راہ روی اور آوارگی پر قائم رہے تو سب مسلمان اس لڑکی کا اور اس کے گھر میں جو لوگ اس کا ساتھ دیں یا باہر کے لوگ گناہ میں اس کے ساتھی ہوں سب کا بایکٹ کریں۔ اور اس وقت تک جاری رکھیں کہ وہ لوگ راہ راست پر آجائیں۔ برادری میں شریک کرنے کیلئے عام طور سے گاؤں کی پنچایت میں جو مالی جرمانہ مقرر کیا جائے شرعاً منع اور ناجائز ہے۔

(۲) اگر یہ ثابت ہو کہ اس لڑکی کے بھاگنے میں گھر والے شریک یا راضی ہیں تو مسلمان ان

کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ اور گھر والوں کی شرکت یا رضا ثابت نہ ہو تو ان کا کوئی جرم نہیں۔

البتہ گھر والوں پر لازم ہے کہ اس لڑکی کو ہر طرح سے قابو میں رکھنے کی کوشش کریں، شادی سے اس کی اصلاح ممکن ہو تو کہیں اس کی شادی کر دیں۔ اور ناقابل اصلاح ہو تو اس کے پاؤں میں لوہے کی بیڑی ڈال کر گھر میں قید کر دیں۔ الغرض گھر والوں کا جرم ثابت ہوئے بغیر ان کے ساتھ سختی سے پیش آنے کی اجازت نہیں۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ [الانعام: ۱۶۵]

(۳) نو عمر لڑکوں اور لڑکیوں کو ابتداء میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور جب وہ گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو قوم کے لوگ ان کے متعلقین کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں۔ اس مسئلہ کا جواب بھی وہی ہے جن لوگوں کی شرکت یا رضا اس گناہ میں ثابت ہو ان کا بائیکاٹ کریں، ورنہ نہیں، پہلے ان سے توبہ صادقہ کرائیں توبہ کر لیتے ہیں تو بائیکاٹ والی سزا نہیں۔

اصلاح کا طریقہ اسلامی طور طریق پر عمل درآمد ہے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں میں اسلامی تعلیم عام کی جائے اسلامی پردہ کو سختی سے رواج دیا جائے۔ بالغ لڑکی کو کسی بھی نامحرم کے سامنے نہ آنے دیا جائے، گھر کے بڑے بوڑھے نو عمروں کی نگرانی کریں، کسی غلط اقدام کا اندازہ ہو تو سختی سے اسے روکیں اور بالغ ہوتے ہی لڑکوں کی شادی کر دی جائے۔

حدیث شریف میں ہے: فانه اغض للبصرو احصن للفرج (طبری: ۱۰/۱۴۹)۔ واللہ

تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ، ۲۰ رذوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

مباح چیزوں کا بیان

(۱-۱۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) ہم لوگ جب بھی مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، بخاری شریف کا مطالعہ کرتے ہیں تو جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو وہاں پر یہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لیکن تبلیغ نصاب جو آج کل بہت سی مسجدوں میں بعد نماز عصر پڑھی جاتی ہے، اس کتاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بجائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لکھا ہوا ہوتا ہے، جب کہ خداوند قدوس واحد ہے تو کیا اس کے جمع کے جملوں میں پکارا جاسکتا ہے؟۔

(۲) اذان میں حضور اکرم ﷺ کا نام پاک سکرانگوٹھے چومنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث

کی روشنی میں جواب دیا جائے۔

(۳) یا رسول اللہ ﷺ یا غوث المدد یا علی مشکل کشا وغیرہ جیسے الفاظ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ آیا صیغہ نداء کے ذریعہ مخاطب کرنا کیسا ہے؟ تبلیغی جماعت کا کہنا ہے کہ استمداد بالغیر ناجائز ہے، لہذا بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) ہمارے یہاں کی جامع مسجد میں بعد نماز فجر اور عشاء حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں باواز بلند سلام پڑھا جاتا ہے، عشاء کی نماز میں جو لوگ تاخیر سے آتے ہیں وہ حضرات ایک طرف نماز پڑھتے ہیں اور ہم لوگ حسب عادت صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو کیا مسجد میں سلام پڑھنا جائز ہے؟

(۵) آج کل تبلیغی جماعت کے لوگ گاؤں گاؤں شہر شہر نماز کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور نے بھی تبلیغ کی ہے تو کیا ان کا گھریلو زندگی کو خیر باد کہنا اور خود کے کاروبار کو ترک کر کے تبلیغ کرنا جائز ہے اور کیا یہ نماز کی تبلیغ کرتے ہیں یا نظریہ کی تبلیغ کرتے ہیں؟ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

(۶) بعد نماز فرض دعا مانگی جاتی ہے اور اس کے بعد سنت نفل ادا کر لیتے ہیں اور امام صاحب دعائے ثانی مانگتے ہیں تو کیا سنت نفل کے بعد دعائے ثانی مانگنا جائز ہے؟ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں۔

(۷) ہر نماز کے بعد امام و مقتدی آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو کیا مصافحہ کرنا جائز ہے؟

(۸) کیا کسی بھی ولی اللہ یا بزرگ کے نام کے آگے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز ہے اور زبان سے ادا کرنا کیسا ہے؟ اور غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا درست ہے؟ قرآن و سنت کے ذریعہ جواب عنایت فرمائیں۔

(۹) یہاں کی جامع مسجد میں صبح میں مدرسہ تعلیم القرآن کے نام پر مدرسہ رکھا ہے جس میں ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے تو کیا ہمارے مدرسہ کو چرم قربانی و عقیقہ لینا جائز ہے؟ اگر لینا جائز ہے تو کس صورت میں؟ اور بچوں کو عم پارہ قاعدہ بغدادی اور دوسری کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔

(۱۰) ہمارے یہاں کے چند اراکین اور چند مقتدی امام صاحب کی غلطی پر پردہ ڈالے ہوئے ہیں اور چند ان کی غلطی سے ناراض ہیں، جب کہ امام صاحب کے بہت سے معاملہ کی تصدیق ہونے پر سامنے بھی آئی، اس کے بعد بھی ہمارے صدر غلطی مانتے نہیں ہیں تو ایسے امام اور ایسے صدر کے لیے کیا حکم ہے؟

(۱۱) ایک وقت کا واقعہ ہے کہ مغرب کا وضو کر کے ہم لوگ امام صاحب کے کمرہ میں بیٹھے، امام صاحب نے ترمذی شریف کا مسئلہ پڑھ کر سنایا کہ عورتوں کو مزارات پر نہیں جانا چاہئے، اس کے بعد امام

Click For More

صاحب نے کہا کہ یہاں کے کیسے لوگ ہیں کہ جنہیں پاخانے کا مقام دھونا یاد نہیں کہ گرمی میں کیسے اور سردی میں کیسے میں دھونا چاہئے، (یہاں غیر مہذب لفظ تھا اس کی جگہ ”پاخانہ کا مقام“ لکھ دیا گیا ہے مرتب) اس کے بعد اذان ہوئی اور امام صاحب نے سیدھے مصلے پر جا کر امامت کی، یہ معاملہ کمیٹی کے سامنے آیا تو موصوف نے اپنی غلطی ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ جملہ نماز کے بعد کہا گیا ہے۔ اور وہ آج تک امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں اس بات کے دو گواہ موجود ہیں، ایسی بہت سی باتیں ہیں جس کی وجہ سے تقریباً ۱۲ مقتدی ایک سال سے نماز ادا نہیں کر رہے ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ کیونکہ انہوں نے سراسر جھوٹ بولا اور آج تک جھوٹ پر قائم ہیں۔

(۱۲) ہمارے امام صاحب کی عمر تقریباً ۲۵ سال ہے اور اب تک ان کی شادی نہیں ہوئی ہے اور وہ اپنی عمر کو چھپاتے ہیں، کئی بار ان کی زبان سے غلط جملے نکلے جسے ہم لکھنا ادب کے خلاف سمجھتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا اپنے نفس پر کنٹرول نہیں ہے تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ (۱۳) شب معراج شب قدر وعید میلاد النبی کی شب کو مسجد میں روشنی کرنا جائز ہے؟

ان سارے مندرجہ بالا مسائل کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرما کر شکر یہ کا موقع مرحمت فرمایا جائے۔

المستفتی عیسیٰ خاں نائب صدر رحمت خاں نائب سیکریٹری انجمن فلاح المسلمین پبلک ٹرسٹ لال باغ برنپور۔ ایم۔ پی

الجواب

(۱) اگر اللہ تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تو اس کے لیے جمع کا صیغہ بھی بول سکتے ہیں بہتر یہی ہے کہ واحد کا صیغہ بولا جائے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں ہے اللہ عزوجل کو ضائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد ہے، احد، فرد، وتر ہے تعظیماً جمع میں بھی حرج نہیں۔

(۲) اذان میں نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکنا مستحب ہے۔

مرآۃ الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے: يستحب ان يقول عند سماع الاولى من الشهادتين للنبی ﷺ عليك يا رسول الله وعند سماع الثاني قرۃ عینی بک یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابهامیه علی عینہ۔

اور ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ جس میں چومنے کا ذکر ہے۔

(۳) اللہ کے نیک بندوں کو ”یا“ کے لفظ سے یاد کرنا احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ

کی پوری وضاحت کتاب مبارک انوار الایمان فی حل نداء یارسول اللہ میں ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں: من یستمد بہ فی حیاتہ یستمد بہ بعد وفاتہ۔

(۳) صلوٰۃ وسلام مطلقاً جائز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶] نماز کے بعد مسجد میں بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ نماز پڑھنے والوں کو خلل نہ ہو۔ (۵) تبلیغی جماعت گمراہوں کا ایک ٹولہ ہے۔ یہ لوگ کلمہ اور نماز کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان کا تفصیلی بیان مولانا ارشد القادری صاحب کی تصنیف تبلیغی جماعت میں دیکھا جائے اور ان لوگوں سے دور بھاگا جائے۔

حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔

ان سے دور بھاگو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں۔

(۶) دکن میں دعائے ثانی کا رواج ہے۔ اور حاضرین کو ناگوار نہ ہو تو محمود مستحسن ہے۔

حدیث شریف میں ہے: الدعاء مع العبادۃ۔

دعاء عبادت کا مغز ہے۔

(۷) بعد نماز باہم مصافحہ میں کوئی حرج نہیں۔

در مختار میں ہے: واطلاق المصنف یفید جوازها ولو بعد العصر وقولہم انه بدعة ای

مباحۃ حسنة۔

(۸) اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کے نام کے بعد حمد اللہ تعالیٰ علیہ اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا جاسکتا ہے

آیت قرآنی سے یہی متبادر ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ . جَزَاءُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

ذَٰلِكَ لِمَنْ حَشِيَ رَبَّهُ﴾ [البینة: ۷-۸]

(۹) قربانی اور حقیقہ کی کمال مسجد اور مدرسہ دینیہ کی تعمیر، مدرسین کی تنخواہ اور دینی کتابوں کی

خریداری بھی نیک کاموں میں خرچ ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ

(۱۰) (۱۱) مبہم سوال کا جواب نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اب یہی دیکھ لیجئے امام نے ایک لفظ استعمال کیا

Click For More

اور آپ نے اس کو اس کی اتنی بڑی غلطی مان لیا کہ جس سے امام پر وضوء یا کم از کم کلی ضروری ہو، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ امام صاحب کو وہ بات اس بھونڈی طرح نہیں کہنا چاہئے۔ اسی بات کو سلیقہ سے کہہ سکتے تھے کہ ایسے لوگ ہیں جن کو استنجا پاک کرنا نہیں آتا۔ لیکن ایسی بات کرنے سے طہارت میں خلل نہیں پڑتا۔ ہاں اگر انہوں نے یہ بات نماز سے پہلے کہی ہو اور مکر گئے ہوں اور کہتے ہوں کہ نماز کے بعد کہی تو سخت گناہ، امام صاحب کو اس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اور اس عذر کی بنیاد پر اگر کچھ لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو ٹھیک کرتے ہیں۔

(۱۲) ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ جب تک آپ بات صاف صاف نہیں لکھیں گے جواب نہیں دیا جاسکتا۔ امام کے لیے شادی کرنا ضروری نہیں۔ غیر شادی شدہ بھی امام ہو سکتا ہے۔ عمر کم بتانا جھوٹ ہے لیکن اس میں امکان دوسرے پہلو کا بھی ہے کہ عام طور پر ہر شخص کو اپنی صحیح عمر معلوم نہیں ہوتی اندازہ سے کچھ کم و بیش بتاتا ہے۔ ایک بات یاد رکھئے کہ جس طرح کسی امام کا نقش و فحور میں مبتلا ہونا بری بات ہے اسی طرح دنیاوی دشمنی کو دینی جھگڑے کا روپ دینا بھی بہت برا ہے، عام طور سے جس سے بگڑ گئے تو اس میں خواہ مخواہ کا عیب ڈھونڈھنے لگتے ہیں، حالانکہ خود اس سے بھی بڑے مجرم ہوتے ہیں۔

(۱۳) اگر وقف نامہ میں ان مصارف کا ذکر نہیں ہے تو مسجد کی آمدنی سے روشنی نہیں کر سکتے، ہاں اپنے پیسے سے ایسا کرنے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مئس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹/شوال المکرم ۱۴۰۷ھ

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) مسجد کے مؤذن کو مدرسہ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے کہ نہیں؟

(۲) مسجد میں مؤذن رکھا گیا، کام مسجد کا بھی کرے گا اور مدرسہ اور قبرستان کے کام بھی انجام

دے گا اور تنخواہ مدرسہ سے ملے گی۔ یہ جائز ہے؟

(۳) مسجد کی قلیل آمدنی کی وجہ سے تنخواہ مؤذن کی مسجد سے نہیں دی جاسکتی ہے تو مدرسہ سے تنخواہ

لینے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ کوئی طریقہ حل فرمائیں۔

المستفتی: سلامت اللہ حتمی نائب صدر مدرسہ اصلاح العلوم رام پور بنگلہ ضلع گوٹہ

الجواب

چندہ جس کام کے لیے وصول کیا جائے اسی میں صرف کرنا چاہئے، کسی دوسرے کام میں صرف کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ یہ دوسرا کام بھی کار خیر ہو، پس اگر مانگتے وقت چندہ دینے والوں کو یہ بتا دیا گیا ہے

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہ مسجد و مدرسہ دونوں کا انتظام کمیٹی کے ذمہ ہے تو اس آمدنی سے مؤذن کی تنخواہ دی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ زکوٰۃ کا مال نہ مدرسین کی تنخواہ میں دیا جائے نہ مؤذن کی۔ اور اگر پہلے سے نہ معلوم ہو تو اب چندہ دینے والوں سے اجازت لے لی جائے وہ اجازت دیں تو مدرسہ کی آمدنی مؤذن کی تنخواہ میں صرف ہو سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۱۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اسٹیج سجاتے وقت زید نے بکر سے کہا کہ کیا یہ سب رام لیلا کی طرح سجا رہے ہو، اگر اس کو صرف لبائی میں سجاتے تو کتنا اچھا لگتا۔ جواب طلب یہ امر ہے کہ زید پر شرعی حکم کیا ہوگا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بینواتو جروا

المستفتی: تحسین رضا ادوی

الجواب

قائل کی مراد اس قول سے جلسہ میلاد کے اسٹیج کی توہین نہیں معلوم ہوتی، بلکہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم اس مقدس اسٹیج کو رام لیلا کے اسٹیج کی طرح مت سجاؤ۔ تاکہ اسلامی اسٹیج کو اس سے امتیاز رہے، اس پر کوئی حکم شرعی نہیں لگے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(۱۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور بکر میں اتنی دوستی ہے کہ جس کی بنیاد پر زید بکر کو خدا کی کتاب سے تشبیہ دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرا بکر خدا کی کتاب جیسا ہے، لہذا زید پر کیا حکم صادر ہوتا ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی عمر تراب بڑاگاؤں گھوسی مو

الجواب

اگر بکر کوئی معظّم دینی نہیں ہے تو اس کو خدا کی کتاب سے تشبیہ دینے میں مبالغہ کذب ہوگا جو گناہ ہے، باقی یہ کہنے سے وہ اسلام سے نکل جائے ایسا نہیں۔ کہ اس تشبیہ میں قرآن کی کوئی توہین نہیں ہے تشبیہ میں ادنیٰ کو اعلیٰ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

مولاعلیٰ نے فرمایا: "هذا صامت وانا ناطق"۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم مو، ۷ رجب المظفر ۱۴۰۹ھ

(۱۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریعتین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک بڑے آستانے کا جاروب کش اور خود ساختہ سجادہ نشین ہے، آستانے کے بزرگ سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے ہیں، پہلے صاحب مزار کے عرس کے موقع پر ختم خواجگان فاتحہ و عطا حلقہ ذکر اور قل ہوا کرتا تھا، لیکن اب عرس کے اندر زید نے ایسی چیزیں شامل کر دی ہیں جسے سبھی اہل عقیدت خصوصاً رامپور کے عقیدتمندوں کو قلبی تکلیف ہے۔ مثلاً

(۱) قلم۔ علماء سلف نے فوٹو اور قلم سے ہمیشہ نفرت کی ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے، لیکن اس عرس میں قلم بنانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، فوٹو کھینچے جاتے ہیں، سمجھانے کے باوجود بھی سجادہ صاحب کے عمل میں کوئی فرق نہیں آیا۔

(۲) آستانے سے تقریباً ایک میل کی دوری پہ قلعہ ہے، اس قلعہ کے اندر زید کے زیر اہتمام ایک میلہ لگتا ہے جس میں بازار لگائے جاتے ہیں، جنسی کشش کا سامان ہوتا ہے، عورتوں اور مردوں کی بے حیائی اور بد کرداری نظر آتی ہے، صاحب مزار سے عقیدت کا کوئی جذبہ اس میلہ میں نہیں ہوتا۔

(۳) صاحب مزار کے عرس کے پروگراموں میں پہلے کسی صاحب سجادہ نے چہار بیت کو داخل نہیں کیا تھا، لیکن اب عرس کا آغاز لذت نفس کے لیے چہار بیت سے ہونے لگا۔

(۴) قوالی۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ قوالی کی اجازت کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ قوالوں اور سامعین کو کم سے کم تہجد گزار ہونا چاہئے اور یہ بھی ہے کہ اگر کوئی صوم وصال رکھتا ہو۔ یعنی بغیر افطار کے تین روزہ سے اس نے کچھ نہ کھایا ہو اور اس کے سامنے ایک طرف کھانا اور ایک طرف محفل سماع ہو تو اس کا طبی میلان قوالی کی طرف ہو اور کھانے سے نفرت تو اس کے لیے قوالی جائز ہو سکتی ہے، بزرگوں نے یہ بھی بتایا ہے جو قوالی سننے یا سنانے کا اہل ہو اس کے لیے قوالی جائز ہے اور غیر اہل کے لیے حرام ہے۔

مندرجہ قوالی میں شرائط نہیں پائی جاتیں۔ لہذا جو شخص فوٹو کھینچنے اور کھنچوانے کے سامان مہیا کرتا ہے۔ میلا لگواتا ہے، صاحب مزار کے مقدس عرس میں ڈھول تانے کا انتظام کرتا ہے، اس کے لیے از روئے شرع متین کیا حکم ہے اور یہ سب امور عند الشرع جائز ہیں یا ناجائز و حرام؟

المستفتیان: احمد یار خاں، چٹھن خاں، محمد ہارون صابری گریاں تالاب رامپور

الجواب

چہار بیت اور پٹھان راگ کیا ہے اس کی تفصیل سے ہم آگاہ نہیں اس لیے اس کا حکم نہیں بتا سکتے، قوالی میں اگر اشعار فحش ہوں تو بلا ساز کے بھی حرام ہونا جائز ہے۔ اور مضامین ٹھیک ہوں لیکن مزامیر

اور ساز کے ساتھ گائے جائیں یہ بھی حرام ہے۔ تفصیل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ میں دیکھی جائے۔
قلم اتارنا اور فوٹو تیار کرنا بلاشبہ حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "لعن اللہ المصورین" (قرطبی: ۱۴/۲۳۸)

اہتمام عرس اس میں جو باتیں حرام اور ناجائز ہوں یقیناً ان سے روکنا اور منع کرنا چاہئے۔ اور

عورتوں کو قبر پر حاضر ہونا ہی شرعاً منع ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "لعن اللہ زورات القبور"

لیکن اگر آپ کا یہ منشا ہے کہ چونکہ عرس کے نام پر یہ خرابیاں کی جا رہی ہیں اس لیے عرس بند

کر دیا جائے۔ (حالانکہ مزارات پر ایصالِ ثواب کے لیے مردوں کی حاضری وہاں قرآن خوانی اور وعظ

و تقریر کی محفل جو درحقیقت کارِ ثواب ہے) تو یہ ایک غلط سوچ ہے اور شرعاً اس کی اجازت نہیں۔ لوگوں کو ان

برائیوں سے روکنا چاہئے جو انہوں نے عرس کے نام پر رائج کر رکھی ہیں۔ اور جو امور وہاں شرعاً جائز ہیں۔

ان کو کرنا چاہئے، بلکہ ایسا کرنے والوں کی مدد کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤید ۱۸/صفر المظفر ۱۰ھ

(۱۸-۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) دعات کی چین والی گھڑی پہننا کیسا ہے؟ اگر چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھے تو کیا حکم

ہے؟ اور اتار کر پڑھے تو کیا حکم ہے؟

(۲) جیون بیمہ جو ہندوستان میں رائج ہے، اس کا کرنا یا کرانا کیسا ہے؟ بیمہ میں جمع شدہ رقم پر جو

اضافہ ملتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

محمد الیاس اشرفی مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم کہہاری ناگور

الجواب

(۱) فتاویٰ امجدیہ صفحہ ۱۹۷/۱۹۸ میں ہے:

سوال: ہاتھ میں گھڑی لگا کر نماز پڑھنا، اقامت کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر گھڑی چمڑے کے تسمہ یا فیتہ سے بندھی ہو تو باندھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

اور اگر کسی دھات سونے، چاندی، پتیل وغیرہ سے بندھی ہے تو نماز مکروہ ہوگی، اسے اتار کر نماز پڑھی

جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ہمارا جواب بھی یہی ہے اور ایسے شخص کی اقتداء بھی نہ کرنی چاہئے جو دعات کی چین باندھنے کا عا

دی ہو، اگرچہ حالت نماز میں اتار دیتا ہو۔

(۲) احکام شریعت ص ۱۸۲ میں ہے: سوال: زندگی کا پیمانہ شرعاً جائز یا حرام؟

جواب: جب کہ یہ پیمانہ صرف گورنمنٹ کرتی ہو اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو

جائز ہے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم ص ۱۱۳ میں کی گئی ہے۔ یہ بالکل قمار ہے۔ محض باطل، کسی عقد شرعی کے تحت داخل نہیں، ایسی جگہ غیر مسلموں سے جو عقود فاسدہ بغیر غدر کے جو اجازت دی گئی ہے وہ اسی شرط سے مقید ہے کہ ہر طرح اپنا ہی نفع ہو۔ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں چونکہ گورنمنٹ غیر مسلم عیسائیوں کی تھی، اس لیے اسے نفع کے ساتھ اجازت دی گئی تھی۔ اور اب جبکہ حکومت جمہوری ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں کی شرکت تو وہ اب ہر طرح ہی ناجائز ہے۔ جواز کی کوئی سبیل نہیں۔ فقط والسلام واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موہڑا شعبان ۱۴۲۱ھ

(۲۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک ہندو سنا مر گیا۔ اس نے نابالغ لڑکا چھوڑا اور کچھ زمین لڑکے کے رشتہ داروں نے اس کے نابالغ ہونے کی وجہ سے زمین حکومت کو سپرد کر دیا، لڑکے کے نابالغ ہونے تک کیلئے۔ گورنمنٹ نے وہ زمین ایک مسلمان کو کچھ سالانہ مقرر کرنے کے دے دیا۔ لڑکے نے اس زمین کی واپسی کیلئے گورنمنٹ سے درخواست کی، گورنمنٹ نے اپنے اس قاعدہ کی وجہ سے کہ تمہاری آمدنی خرچ سے زائد ہے، اس لیے زمین واپس نہ ہوگی البتہ مقررہ سالانہ کی رقم کے تم حقدار ہو۔ سوال یہ ہے کہ وہ زمین گورنمنٹ نے دی، واپسی پر وہ ہم سے مطالبہ کر سکتی ہے تو کیا شرعاً اس زمین کو اس لڑکے کو واپس کرنا ضروری ہے؟ فقط

ولی محمد گواہی مقام وپوسٹ کنتھاریہ ضلع بھروچ۔

الجواب

جبکہ یہ زمین حکومت اپنے قانون کے مطابق مسلمان کو دے رہی ہے اور اس صورت میں مسلمان کی عزت کے خطرہ میں پڑنے کا کوئی امکان نہیں لہذا جائز ہے۔ کتبہ عبدالعزیز عینی عنہ

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی، الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۱-۲۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) یہاں ایک مولوی صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر بکرا اپنی بیوی کے ساتھ شب میں صحبت کرنا چاہتا ہے اور ایک دفعہ صحبت کرنے کے بعد بغیر غسل کے پھر دوسری بار صحبت کرتا ہے، اگر دوسری بار سے

حمل ٹھہر گیا تو لڑکا حرامی ہوگا، کیونکہ صحبت کرنے کے بعد غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے اور بغیر غسل کے دوسری بار صحبت نہیں کر سکتے۔

(۲) یہاں قیام و سلام کا جھگڑا بھی ہے، یہاں کی مسجد کے جو امام ہیں وہ میلاد میں قیام نہیں کرتے بلکہ جب قیام کا وقت آتا ہے تو اٹھ کر چلے جاتے ہیں اور بعض مرتبہ رہتے ہیں بوقت قیام وہ تنہا بیٹھے رہتے ہیں اور بقیہ سب لوگ قیام کرتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پنج گانہ یا جمعہ وغیرہ جائز ہے یا نہیں۔
بیوا تو جروا المستفتی محمد بدرالہدیٰ غفرلہ۔ او۔ اے آئی۔ سینٹر سیرواں ساں ۱۰ اگست ۵۹ء

الجواب

(۱) مولوی صاحب نے جو مسئلہ بتایا غلط اور جھوٹ ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ایک ہی غسل سے کئی بار صحبت فرمائی حدیث شریف میں ہے: ”عن انس قال کان النبی ﷺ یطوف علی نساءہ بغسل واحد“ (مسند احمد: ۳/۹۹) ہاں افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک بار صحبت کے بعد دوبارہ صحبت کرنا ہو تو کم از کم وضو کرے یا کلی کر کے ہاتھ منہ دھولے۔

(۲) آجکل قیام و سلام وغیرہ مبرات سے انکار و ہابیہ دیوبندیہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا شعار بن چکا ہے، اس لیے آپ اپنے امام کے بارے میں تحقیق کریں۔ اگر اس کی گمراہی حد کفر کو پہنچ چکی ہو تو اس کے پیچھے نماز باطل ہوگی اور اگر اس کی گمراہی اس حد تک نہ پہنچی ہو تو نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ بشرط استطاعت ایسے شخص کو امامت سے علیحدہ کرنا واجب ہوگا۔

عالم گیری میں: ”وحاصلہ ان کان ہوی لا یکفر صاحبہ تجوز الصلاة خلفہ مع الکراهۃ والافلا“ (عالمگیری ۱/۱۰۷)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۶ جمادی الآخر ۱۳۵۷ھ

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مسجد میں سہرا وغیرہ نکاح کے موقع پر چند آدمیوں کا آواز ملا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟۔
المستفتی شکر اللہ، ابراہیم پورا اعظم گڑھ

الجواب

سہرے میں اگر کوئی بات منافی شرع نہیں تو اس کا مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔ شامی میں ہے: ”فما کان منہ الوعظ والحکم و ذکر نعم اللہ تعالیٰ وصفته المتیقن فهو حسن وما کان من ذکر الاطلال والازمان والامم فمباح وما کان من هجو و سخر فحرام وما کان من

Click For More

وصف الخلود والقدود والشعور فمكروه،، یونہی اگر بقیہ سامعین اور چند آدمی ایک ساتھ مل کر پڑھ رہے ہوں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ”قد اخرج الطحاوی فی شرح معانی الآثار انه رضی اللہ عنہ نہی ان تنشدا الاشعار فی المسجد ثم وقف بینہ و بین ما ورد انه رضی اللہ عنہ وضع لحمان ینشد علیہ علی ما کانت قریش تہجو بہ ونحوہ فما فیہ ضرب او علی ما یغلب علی المسجد حتی یکون اکثر من فیہ متشاغلا بہ فما غلب علیہ کرہ وما لا فلا۔ دیکھو کس طرح امام طحاوی فرماتے ہیں کہ مسجد میں جتنے لوگ ہیں ان میں کے بیشتر شعر ہی پڑھنے لگیں تو مکروہ، اگر ایسا نہ ہو دو چار آدمی ہی پڑھیں تو کراہت نہیں۔ عبدالمنان اعظمی مبارکپورا عظیم گڑھ

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

بعد سلام کے واضح ہو کہ آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کر رہا ہوں امید ہے جواب سے نوازیں گے، کچھ لوگ کہتے ہیں جرسی گائے کا دودھ مکروہ ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اور اس کا دودھ پینا درست ہے یا نہیں؟ اور رہن کھیت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ رہن کھیت لے سکتے ہیں یا نہیں؟ زیادہ کیا عرض کروں بندہ جواب کا منتظر رہے گا۔

اسسٹنٹ، محمد اسرائیل اردو بازار چوک۔ مورخہ ۱۳ محرم الحرام

الجواب

جرسی گائے کے بارے میں ہماری کوئی تحقیق نہیں۔ سنا جاتا ہے کہ زخزیر سے جنتی کے نتیجے میں یہ نسل وجود میں آتی ہے، اگر واقعہ یہی ہو تو بھی جرسی گائے اور اس کا دودھ حلال ہے کہ شریعت میں جانوروں کا نسب ماں کی طرف سے مانا جاتا ہے، ماں گائے ہے تو اس کا بچہ بھی گائے ہی ہے۔ جو حکم اس کا وہی حکم بچہ کا، باپ حلال جانور ہو یا حرام اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ حکم فتویٰ کا ہے، اگر کسی کی طبیعت اس دودھ سے انکار کرتی ہے تو اس پر بھی جبر اور زبردستی نہیں۔

کھیت رہن رکھنا جائز لیکن جس کے پاس کھیت رکھا گیا اس کا کھیت سے بلا معاوضہ فائدہ اٹھانا جائز نہیں، ہاں الگ سے انتفاع کا معاوضہ ادا کیا کرے تو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۶ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

(۲۵-۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) گیس کا استعمال جائز ہے یا ناجائز؟ کیا گیس پاک ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر ۲۵۱ میں تحریر کہ ”کما بینا فی اجل التخبیر فی حکم

السماع بالمزامیر“ یہ مہارت کس کتاب سے اخذ ہے حوالہ دینے کی زحمت کریں۔

(۳) امام صاحب ایک رکعت میں کم سے کم تین بار کھنکارتے ہیں جس سے مقتدیوں کو گھبراہٹ ہوتی ہے، ویسے ماشاء اللہ نو عمر ہیں اور تندرست، امام صاحب کو دو سال ہو رہا ہے، داڑھی سکھ مار کہ ہے، صرف آڑی والی قینچی سے موچھ قدرے کترواتے ہیں، چہرہ نہیں بنواتے آڑی والی قینچی سے داڑھی کافی چھوٹی رکھتے ہیں، جیسا کہ آج کل فیشن والی داڑھی اسکول والے لڑکے مسلم وغیر مسلم رکھواتے ہیں، ایک مشت سے بہت ہی کم ہے، فیشن والی داڑھی، اپنے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔

انستفتی، محمد نادر حسین شاہ جہاں پور (یوپی)

الجواب

جو گیس زمین سے قدرتی طور پر نکلتی ہے اس کو پاک ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ [البقرة: ۲۹] اور آج کل کچھ گیس نجس چیزوں سے بھی حاصل کی جاتی ہے، بہر حال یہ گیس ہو یا وہ گیس دونوں کا استعمال جائز ہے اور اس سے جگہ یا کپڑا، یا کھانا جو پکایا ناپاک اور ناجائز نہیں ہوتا۔ بہار شریعت میں عالم گیری اور شامی کے مسائل نقل کئے، ناپاک چیز کا دھواں کپڑے یا بدن کو لگے تو ناپاک نہیں۔ ناپاک چیز کے جلانے سے جو بخارات اٹھیں ان سے بھی نجس نہ ہوگا، اگر چہ کپڑا نم ہو جائے، ہاں نجاست کا اثر اس میں ظاہر ہو تو نجس ہو جائے گا، آگ کا دھواں روٹی میں لگا تو روٹی ناپاک نہ ہوگی تو گو بر گیس کے استعمال میں بھی حرج نہیں ہوگا۔

(۲) یہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے ایک رسالہ کا نام ہے جو مزامیر کے

ساتھ سماع سننے کے موضوع پر ہے۔

(۳) بہار شریعت میں در مختار سے مسئلہ ہے، کھنکار نے میں جب دو حرف ظاہر ہوں جیسے آخ تو مفسد نماز ہے جب کہ نہ کوئی عذر ہونہ کوئی صحیح غرض، اگر عذر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے مثلاً آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے قلمطی ہوگئی ہے اس لیے کھنکار رہا ہے کہ درست کر لے یا اس لیے کھنکار رہا ہے کہ دوسرے کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوئی، آپ اپنے امام صاحب سے کہتے کہ غلط عادت ترک کریں، داڑھی حد شرع سے کم رکھنے والا فاسق معطن ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ پڑھ لیا تو دہرائے، ایسے آدمی کو امام بنانا گناہ اور امام ہو گیا ہو تو بشرط استطاعت اس کو امامت سے علاحدہ کرنا واجب ہے۔ شامی میں ہے: "مشی فی شرح المنیة

علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم" (شامی: ج ۲/۲۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ

Click For More

(۲۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید بکر کو اپنے ساتھ پڑھنے کے لیے لایا، زید بکر کے ساتھ کھانا پیتا گھومتا ہے اور بکر الگ کمرے میں رہتا ہے، زید کا کسی بچے سے جھگڑا ہو گیا تو اس بچے نے زید پر یہ الزام لگایا کہ زید بکر سے غلط محبت کرتا ہے، یہ شکایت استاذ کے روبرو پہنچی، استاذ نے تمام بچوں کو بلا کر پوچھا کہ بتاؤ کہ زید بکر سے اچھی محبت کرتا ہے یا بری؟ کچھ بچوں کا بیان ہے کہ زید بکر سے اچھی محبت کرتا ہے اور کچھ بچوں کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو کچھ معلوم نہیں ہے، زید بکر سے اچھی محبت کرتا ہے یا بری اور چار بچوں کا یہ بیان ہے کہ زید بکر سے بری محبت کرتا ہے۔ زید اور بکر کا یہ بیان ہے کہ میں اللہ و رسول ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ بری محبت نہیں کرتا ہوں، بلکہ سچی محبت کرتا ہوں۔ فیصلہ کرنے والوں نے زید و بکر کی بات کو نہ مانا بلکہ چار بچوں کی گواہی کو مانا اور اس پر فیصلہ کر دیا اور یہ سزا مقرر کر دیا (۱) زید بکر سے بلا وجہ نہ بول سکتا ہے نہ ساتھ کھانا کھا سکتا ہے نہ گھوم پھر سکتا ہے نہ کوئی کام کر سکتا ہے۔ (۲) زید کمرے سے نکل جائے۔ (۳) زید اعلانیہ توبہ کرے (۴) زید اٹھ بیٹھ کرے۔ زید اور بکر نے بمشکل یہ تمام سزائیں حل کیا ہے، لہذا آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ غلط گواہی دینے والے پر اور غلط فیصلہ کرنے والے پر از روئے قرآن و حدیث ان لوگوں پر کیا حکم ہے؟ مفصل اور مدلل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی، محمد شرف عالم دارالعلوم سرکار آسی سکندر پور ضلع بلایا پوری

الجواب

صورت مسئلہ میں طلبہ کے اس فریق کا ذکر بیکار ہی ہے جو نفی اور اثبات کسی قسم کی شہادت نہیں دیتا بلکہ اپنی لاعلمی ظاہر کرتا ہے، اس لیے اس امر کی تنقیح بھی غیر ضروری ہے کہ زید و بکر میں محبت ہے یا نہیں؟ کیونکہ دونوں نے ہی قسم کھا کر اس کا اقرار کیا ہے کہ ہم بری محبت نہیں کرتے سچی محبت کرتے ہیں، اس لیے طلبہ کے وہ دونوں فریق جن میں ایک زید و بکر کے درمیان اچھی محبت کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا بری محبت کی تو بظاہر دونوں جماعتوں کی گواہی میں تعارض نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں ان میں کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ محبت دل کے میلان کا نام ہے تو کوئی دوسرا شخص زید کے میلان طبع کے بارے میں اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ تو بیرونی مظاہر اور خارجی اثرات سے ہی کر سکتا ہے یعنی اگر کسی نے زید و بکر کو باہم بری حرکتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا یا جب دیکھا تو ان کے اختلاط اور بات چیت کو حد و شرع کے اندر ہی دیکھا تو وہ کہے گا کہ ان دونوں میں اچھی محبت ہے۔ اور جو بری حرکتیں کرتے دیکھے گا تو کہے گا کہ ان دونوں میں بری محبت ہے۔ تو اس تفصیل کی روشنی میں یہ ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے یہ کہا کہ اچھی محبت ہے ان لوگوں

کوں نے دراصل یہ گواہی دی ہے کہ ہم لوگوں نے ان کو کبھی بری حالت میں نہیں دیکھا ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ گواہی دی ہے کہ ان میں بری محبت ہے تو انہوں نے بھی دراصل یہ گواہی دی ہے کہ ہم نے ان کو بری حالت میں دیکھا ہے۔ ان دونوں نے اپنے اپنے مشاہدہ کی گواہی دی ہے تو ان دونوں باتوں میں کہاں تعارض ہے؟ لیکن ایک فریق کے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان دونوں میں براتعلق ہے ہی نہیں، خصوصاً اس صورت میں کہ چار آدمی بری حالت میں دیکھنے کی گواہی دے رہے ہیں اس لیے کہ فقہاء وائمہ فرماتے ہیں کہ نفی کی گواہی ہی نہیں (بہار شریعت۔ درمختار) پس اچھی محبت کی گواہی دینے والے بھی چونکہ نفی کے گواہ ہیں، اس لیے فریق اول کی طرح ان کی گواہی بھی بیکار گئی۔ رہ گئے وہ چار طالب علم جو بری محبت ہونے کی گواہی دے رہے ہیں تو ان میں اگر وہی عاقل بالغ اور عادل ہیں تو ان کی گواہی معتبر ہے اور زید و بکر لاکھ قسم کھائیں سزا کے مستحق ہیں۔ اور اگر گواہ قابل بھروسہ نہ ہوں تو قسم کے بعد زید و بکر کا قول معتبر ہوگا۔ اور واقعہ ان دونوں گروہ میں کون جھوٹا اور کون سچا ہے اس کا معاملہ خدا پر چھوڑا جائے گا۔ اور بالفرض زید و بکر کو ہی سچا مان لیا جائے تو استاذ نے ان کو کیا غلط سزا دی ہے جو کہ انھیں اٹھنے بیٹھنے کی سزا دی ہے اس کا تو استاذ کو حق حاصل ہے۔ عینی میں حدیث ضبط جبرئیل کی شرح میں ہے: ”لا یضرب الصبی الا ثلاثاً“ طالب علم کو تین بار ہلکی مار مارا جاسکتا ہے۔

شامی میں ہے: ”المعلم المامور یضربه بنیابته عن الادب لمصلحة والمعلم

(جلد سوم ص ۱۸۹)

یضرب بحکم الملک“

معلم جسے باپ نے اجازت دی ہو باپ کی نیابت میں مصلحتاً اور بادشاہ کے حکم سے مار سکتا ہے، تمام مدارس کا عرف یہی ہے کہ ان کے سرپرستوں کی طرف سے استاذوں کو سزائیں اور تنبیہ کی اجازت ہوتی ہے۔

لوح سیمینش درکنار نہاد

بادشاہ پسر بہ کتب داد

جو استاد بہ زمہر پدر

بر سر لوح او ہشتہ بزر

اور یہاں مارنا تو دور رہا بیچارے استاذ نے کان پکڑی کرادی تو سعادت مند شاگرد کی طرف سے مسئلہ پوچھا جا رہا ہے۔ بقیہ جن باتوں کی ہدایت کی گئی ہے ان پر تو زید کو از خود عمل کرنا چاہئے تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ۔ اتقوا مواضع التہم (اتحاف السادة المتقین: ۷۸۳۱)۔ تہمت کی جگہ سے بچو واضح ہو کہ شریعت میں اس قسم کی ڈانٹ پھینکار۔ روک ٹوک مار پیٹ کو تعزیر کہا جاتا ہے، اس لیے یہ ضروری نہیں کہ متعلقہ شخص شرمی مجرم ہی ہو۔ شامی میں ہے۔ انه قد تکون بدون المعصية كضرب الصبی

Click For More

والمتهم كنفى من خيف من فتنته بحمالة تعزير۔ صرف گناہ ہی پر نہیں ہوتی بغیر گناہ کے بھی تعزیر کی جاتی ہے جیسے چھوٹے بچے کو مارتے ہیں اور خوبصورتی کی وجہ سے فتنہ کا ڈر ہو تو گھومنے پھرنے یا کسی جگہ آنے جانے سے روک دیا جاتا ہے، یہ خاص اس مسئلہ کا جزئیہ ہوا۔ الغرض استاذ نے زید و بکر کو رہائش کی جن احتیاطوں کا حکم دیا ہے موجودہ بدنامی کی صورت میں بہت مناسب ہے، اگر انہیں یہ بھی قبول نہیں تو ان کو مدرسہ میں رہنے کی کیا ضرورت ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع سوات ۲۲ رجب ۱۴۱۵ھ

(۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

کہ مشورہ لینا سنت الہیہ ہے، ایسا کہنا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسا کہنے والا کیسا ہے؟ از روئے شرع کوئی حکم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ ایک عالم نے مشورہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا کہ مشورہ سنت الہیہ بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مشورہ لیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ [البقرة: ۳۰] اس پر ایک آدمی نے کہا، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مشورہ کا محتاج ہے۔ عالم نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ مشورہ کا محتاج نہیں۔ بلکہ بندوں کے لیے اس میں تعلیم ہے۔ لیکن وہ نہیں مانا اور عالم کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا۔

لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا واقعی عالم کے پیچھے نماز جائز نہیں؟ کیا عالم پر توبہ وغیرہ لازم ہے یا معترض کا اعتراض غلط ہے، شریعت کی روشنی میں وضاحت کے طور پر جواب ارشاد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی، محمد الیاس اشرفی مدرسہ شمس العلوم گھوسی

الجواب

مشورہ لینے کو سنت الہیہ کہنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۱۲۲ میں ہے، اتنی سی بات ایسی نہیں کہ جس کے سبب اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہو۔ خصوصاً جب کہ اس نے تصریح کر دی ہے کہ اسے حاجت مشورہ نہیں، بندوں کے ارشاد کے لیے ایسا کیا تو اس سے جو وہم پیدا ہوتا وہ بھی اس نے دفع کر دیا، صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں ”استشارنی ربی فی امتی ثلاثاً“۔ مجھ سے میرے رب نے میری امت کے بارے میں تین بار مشورہ چاہا۔

پس معترض کا اس عالم پر اعتراض غلط اور اس بنیاد پر عالم کے پیچھے نماز چھوڑنی جہالت ہے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۹ شعبان ۱۴۱۶ھ

Click For More

(۳۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین نقشہ ذیل کے بارے میں کہ

۳ ۴ ۳ ۴ ۳ ۲

نجر ظہر عصر مغرب عشاء و

۶ نمبر تہجد امیر جنسی میں ملائیں اور تمام پریشانیاں فوراً حل کرائیں

نوٹ:- دو آنسوؤں کا ٹوکنا ڈالنا نہ بھولیں۔

۳۰ سنت مؤکدہ اور نوافل کے ذریعہ کنکشن بڑھایا جاسکتا ہے۔

نمبر خصوصی سروس کے (رمضان المبارک) کو یاد رکھیں

پیش کش:- عبدالرحمن نفیس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

زید نے مندرجہ بالا نقش بنا کر عوام کو نماز کی طرف راغب کرنے کی غرض سے مسجد کی دیوار

پر چسپاں کر دیا، ایسا نقش بنانا اور مسجد کی دیوار پر چسپاں کرنے کے فعل کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی، فیضان احمد علی گنج بازار چھپرا ضلع باواں راجستھان۔ ۲۸ جولائی ۱۹۹۳ء

الجواب

سوال کے ساتھ منسلک پرچہ میں لوگوں کو نماز و روزہ کی طرف متوجہ کرنے کے لیے ان عبارتوں

کو رسل رسائل کے مروجہ اصطلاحی ناموں کے ساتھ موسوم کیا گیا، ہمارے نزدیک اس میں کوئی قباحت

نہیں، کہ تعبیر کرنے والے کا مقصد بھی اچھا ہے اور تعبیر بھی قبیح نہیں، خود حدیث شریف میں ہے حالت نماز

کو اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، ارشاد نبوی ہے: "فانہ یناجی ربہ" اور اصطلاح

میں فون بھی بات چیت کا ایک آلہ ہے جس سے ایک شخص دور کے مخاطب سے بات کرتا ہے اور نماز تہجد اور

ماہ رمضان المبارک بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے قریب کرنے کا خاص موسم ہے، اس لیے اس پرچے کے

شائع کرنے والے پر کوئی شرعی حکم لاگو نہیں ہوتا۔ ہاں اگر سیدھی سادھی اسلامی تعبیریں ہوتیں تو اور بہتر تھا

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی مئس العلوم گھوسی ۱۲/صفر/المظفر ۱۴۱۴ھ

(۳۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید لیٹے لیٹے کتب بنی کرتا ہے تو عمر و کا کہنا ہے کہ اس طرح سے کتب بنی کرنے سے بینائی

کم ہو جائے گی اور خالد کہتا ہے کہ لیٹے لیٹے کتب بنی کرنے سے بینائی نہیں جاتی البتہ جب لیٹ کر کتاب

پڑھے تو بائیں طرف چراغ رکھے، دہنی طرف چراغ رکھے سے بینائی کم ہو جاتی ہے، اب دونوں میں کس

کا قول صحیح ہے اور صحیح طریقہ کیا ہے۔

(۲) زید کے کبوتر بلی نے پکڑ کر کھالیے تو عمرو نے بلی کو لاشی ماری، بلی مر گئی، اب عمرو پریشان ہے کہ میں نے غصے میں بڑی غلطی کی، لہذا حضور اب عمرو کو کیا کرنا چاہئے، اگر کفارہ واجب ہے تو تفصیل سے پورا طریقہ تحریر فرمائیں، نیز جن لوگوں کے ہاں کبوتر مرغی وغیرہ پلتے ہیں وہ لوگ بلیوں کو خاص طور سے تلاش کر کے مارتے ہیں، ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ ۲۱ صفر المظفر ۱۲۱۲ھ

الجواب

(۱) اس مسئلہ کی تصریح حدیث و فقہ کی کتابوں میں ہماری نظر سے نہیں گذری، ان امور کا تعلق آداب سے ہے بزرگوں سے سنا ہے کہ بعد عصر غروب آفتاب کے قریب لکھنا پڑھنا منع ہے، ایک حدیث بھی سنا ہے ”من احب کریمتہ فلا یکتبن بعد العصر“ مگر اس کا حوالہ مجھے نہیں ملا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب احیاء العلوم جلد ثانی میں ہے ”اربعة تقوی البصر۔ الجلوس نحو القبلة والکحل عند النوم، والنظرة الی الخضرۃ. وتنظیف الملبس“ چار چیزیں نظر کو تقویت دیتی ہیں، قبلہ رخ بیٹھنا، سوتے وقت سرمہ لگانا، ہریالی دیکھنا، اور لباس صاف ستھرا رکھنا، اسی طرح چار چیزیں نظر کو کمزور کر دیتی ہیں۔ غلاظت دیکھنا، سولی پر چڑھے ہوئے آدمی کو دیکھنا، عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا، اور قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھنے کی عادت ڈالنا۔

یہ بھی سنایا دیکھا کہ سورج کی طرف تاکنے سے نظر جاتی رہتی ہے اور چاند اور مصحف شریف کو دیکھنے سے روشنی بڑھتی ہے، آپ نے سوال میں جو بات ذکر کی اس کا ذکر آج کل کی طبی کتاب میں ملا کہ کم روشنی میں یا بہت باریک تحریر پڑھنے سے روشنی کم ہو جاتی ہے۔ پڑھتے وقت روشنی بائیں کندھے کے اوپر سے آنی چاہئے، سامنے یا داہنی طرف سے ہرگز نہیں آنی چاہئے، روشنی کی چمک سے آنکھوں کو بچانا چاہئے پڑھتے لکھتے وقت زیادہ جھکنا نہیں چاہئے اور کتاب کو آنکھ سے تیرہ انچ کے فاصلہ پر رکھنا چاہئے۔ (رہبر صحت صفحہ ۷۹)

یہ سب باتیں تجربات اور ظنات سے تعلق رکھتی ہیں، ان پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) عالمگیری میں ہے ”الہرۃ اذا کانت موزیۃ لا تضرب ولا تعرک اذنها بل یدبح

بسکین حاد“

بہار شریعت میں اس کا ترجمہ ہے اگر بلی ایذا پہنچاتی ہے تو اسے تیز چھری سے ذبح کر ڈالیں اسے ایذا دے کر نہ ماریں۔ اگر کبوتر صرف دل بہلانے کے لیے پالاتھا، اس کو اڑانا نہ تھا تو بلی کا اس کو کھانا ایذا

دینا ہے اور اگر کبوتر بازی کرتا تھا تو خود کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم ہے تو بلی نے اسے کھا کر کچھ ایذا نہ پہنچائی، اسی اصول سے آپ بلی کا حکم نکال لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

(۳۲-۳۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جگر پور شہر کے مسلمانوں میں ایک فرقہ ایسا ہے جو اپنے آپ کو تیلی مسلمان سچا اور پاک سنی صحیح العقیدہ کہتا ہے، یہ فرقہ نئی نئی شریعتیں گڑھ کر ہمیشہ ہی شہر کے مسلمانوں کو آپسی انتشار میں مبتلا رکھتا ہے، اپنے مفاد کے لیے ہمیشہ نئی نئی حدیثیں پیش کرتا رہتا ہے، اس کی وجہ سے آج عام مسلمانوں کا جینا دشوار ہو گیا ہے، اس لیے گزارش ہے نیچے لکھے گئے سوالوں کا جواب شریعت۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں کھلے الفاظ میں دینے کی مہربانی فرمائیں تاکہ عوام کے ذہن میں آسانی سے سمجھ آسکے، امید ہے کہ اسلام کی حفاظت اور آنے والی نسلوں کو گمراہی اور گناہوں سے بچانے کے لیے آپ اس معاملہ میں ہماری مدد فرمائیں گے۔ آپ کی اس مدد کا صلہ پروردگار عطا کرے گا اور شہر جگر پور کی مسلم سنی جماعت آپ کی تاقیامت احسان مند رہے گی۔

(۱) تیلی جماعت و برادری کے لوگ اپنے ناموں کے ساتھ ترپین (۵۳) گوتر لگاتے ہیں جیسے نروان، چوہان، بھنڈ، سراں وغیرہ تو کیا اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے؟ گوتر کے لگانے پر کیا حکم عائد ہوگا؟

(۲) اسلام نے جن رشتوں میں نکاح حلال قرار دیا ہے اسے یہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اور ایک گوتر میں آپس میں رشتہ نہیں کرتے جیسے کہ بھائی بھائی، بھائی بہن، یا ماموں خالہ، کی اولاد اگر ایک ہی گوتر سے ہیں تو ان کی شادی بیاہ کو حرام قرار دیتے ہیں، علمائے دین کا اس پر کیا فرمان ہے۔
المستفتی، سلیم رضا

الجواب

(۱) اپنے نام کے ساتھ خاندان کا سرنیم لگانا شرعاً منع نہیں۔ قرآن شریف میں ہے:
﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳) "البتہ خاندان و برادری پر فخر کرنا ناجائز اور منع ہے اور حتی الامکان حالت کفر کے القاب سے پرہیز چاہئے۔"

(۲) کسی جائز کام پر عمل نہ کرنا اور بات ہے اور اس کو حرام سمجھنا اور بات ہے، اگر آپ کے وہاں

کے تیلیوں میں یہ رسم کہ چچازاد بھائی بہنوں میں شادی نہیں کرتے تو یہ ایک رسم ہے اور اگر ایسی رشتہ داری کو وہ حرام سمجھتے ہیں جیسا کہ سائل کی تحریر ہے تو یہ قرآن شریف کا انکار اور کفر ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَأَجَلٌ لَّكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ [النساء: ۲۴]
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی

(۳۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے دوران تقریر کہا کہ تیرے رسول نے ارشاد فرمایا بکر نے اعتراض کیا کہ ایسا کہنا جائز نہیں، کیونکہ وہ اللہ کے رسول ہیں دلیل میں بکر نے کلمہ طیبہ کا حوالہ پیش کیا کہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں تو کیا بکر کا قول درست ہے؟
المستفتی مولانا رضوی صاحب رامپور پوسٹ نیر ضلع بیسماہ

الجواب

رسولوں کا تعلق خدا اور بندہ دونوں سے ہوتا ہے، اس لیے ان کی نسبت بھی دونوں طرف کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بھیجنے والے کی حیثیت سے اور بندوں کی طرف اس حیثیت سے کہ ان کے پاس ان کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔

مشکوٰۃ شریف باب عذاب القبر میں ہے جب قبر میں فرشتے ”من ربك وماتقول فی هذا الرجل“ کہیں گے تو بندہ جواب میں بھی محمد ﷺ کہے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ التحیۃ والثناء کو امتی میرے نبی اور میرے رسول کہہ سکتا ہے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی واللہ تعالیٰ اعلم ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

(۳۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ فٹ بال جیسے عام طور پر کھیلا جاتا ہے، جائز ہے، ستر کو چھپا کر اور بکر کہتا ہے کہ جائز نہیں، عام ازیں چاہے ستر ڈھکا ہو یا نہیں۔ خصوصاً امام کے لیے اور اس کے پیچھے نماز کی درنگی کیسی ہے مہربانی کر کے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد سلطان رضا مقام برواڈیہ پورب کیشواری وایا سریا ضلع گرڈیہ (جمار کھنڈ)

الجواب

فٹ بال کو کھیل کود سمجھ کر بطور لہو و لعب کھیلنا جس کا مقصد تفریح اور نمائش ہو جیسا کہ آج کل عام طور پر ہوتا ہے ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”کل لہو المسلم حرام“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

Click For More

(۳۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک تحریک دعوت اسلامی جس کے امیر مولانا محمد الیاس قادری اور سرپرست مفتی عبدالعلیم صاحب ناگپوری ہیں، اپنے سنی صحیح العقیدہ اور مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہونے کا دعویٰ کرتی ہے تو کیا اس تحریک کا تعاون کیا جاسکتا ہے؟ اس کے اجتماعات میں شرکت کی اجازت ہے؟ جواب باصواب مرحمت فرمائیں۔ عند اللہ عزوجل وعند الرسول ﷺ ماجور ہوں۔

المستفتی محمد نیر رضا آنولوی الجامعۃ الاشرافیہ مبارکپور

الجواب

مجھے امیر جماعت دعوت اسلامی کی ذاتی معرفت نہیں، حضرت مولانا وقار الدین صاحب مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی اور مولوی قاری حافظ رضاء المصطفیٰ خطیب مبین مسجد کراچی نے ان کے سنی صحیح العقیدہ ہونے کی تصدیق کی ہے، اول الذکر نے اپنی تحریر میں ان پر بد مذہبی کا الزام لگانے والوں کی خدمت کی تھی، ثانی الذکر نے زبانی بات چیت میں بتایا، آپ کے ادارہ کے نائب مفتی حضرت مولانا نظام الدین صاحب سے ان کی ملاقات ہے، آپ مزید معلومات ان سے کریں۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۲ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۳۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) کہ ”۷۸۶“ اور ”۹۲“ لکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۲) کیا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کی جگہ، ۷۸۶، اور محمد ﷺ کی جگہ، ۹۲ لکھنا جائز ہے؟ اگر

جائز ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے؟ اس کے اعداد کس طرح نکالے جائیں گے۔

(۳) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ۷۸۶ یہ دراصل اہل ہنود کے بھگوان ہرے کرشنا، کے نام کے

اعداد ہیں، اس کے تمام نمبروں ٹوٹل کرنے سے ۷۸۶ ہوتا ہے، لہذا ۷۸۶ لکھنا یا بولنا شرک و بدعت ہے تو

ایسے شخص پر شرعی حکم کیا ہے؟

نوٹ: ان سوالات کے جواب حتی المقدور قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل طریقے سے

تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد اصغر رضا القادری، متعلم جامعہ امجدیہ گھوسی

الجواب

حدیث شریف میں ہے: ہر اچھے کام کی ابتدا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرنی چاہئے:

کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ ببسم اللہ فهو اقطع۔ (الدر المنثور: ۱/۱۰۷)

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس حدیث کی امام عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شرح بخاری کی ابتدا میں تصریح فرمائی ہے۔
تحریری کام کی ابتدا میں اس کو قلم سے لکھنا ضروری نہیں۔ زبان سے بھی کہہ دیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی
اس امر کی تصریح بخاری کی شرح میں امام عینی نے کی، اور حضرت مولانا عبدالرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
شرح جامی میں فرمائی، لیکن القلم احد اللسانین۔ تحریر کی ابتدا میں افضل یہ ہوگا کہ دونوں ہی طریقوں سے اس
مبارک کلمہ کو ادا کیا جائے۔ اور تحریر کی صورت میں کسی ایک رسم الخط کی پابندی نہیں، آدی کسی بھی رسم الخط
میں لکھ سکتا ہے، یہ کہنا کہ صرف عربی رسم الخط ہونا چاہئے، ہندی میں لکھنا بدعت ہے، اپنی جہالت کا ثبوت
ہے۔

عددی تحریر کا نام رمزی رسم الخط ہے۔ جس میں تمام حروف تہجی کے لیے اعداد کا استعمال ہوتا ہے
جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی رمزی تحریر کی تفصیل اس طرح ہوگی۔

۲۰، ۱۰، ۸، ۲۰۰، ۳۰، ۱، ۵۰، ۲۰، ۸، ۲۰۰، ۳۰، ۱، ۵، ۳۰، ۳۰، ۱، ۳۰، ۶۰، ۲

ان اعداد کی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے مفردات پر دلالت التزامی ہے۔ دلالت التزامی کی بھی وہ
قسم جس میں لازم و ملزوم کے تصور سے جزم باللزوم ہوتا ہے، ان اعداد کو اسی ترکیب سے لکھا دیکھ کر یہ پتہ
چل جائے گا کہ بسم اللہ شریف کی رمزی تحریر ہے۔ اور ان اعداد کا مجموعہ بسم اللہ شریف کا اجمال ہے، تو یہ
عددی تحریر بھی ایک رسم الخط ہی ہے، اور اس تحریر میں لکھنا بھی ابتدا بسم اللہ کے عموم میں داخل ہے تو اس کو
بدعت ممنوعہ میں داخل کرنا نری جہالت اور لاعلمی ہوگی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہوا کہ عددی تحریر کے لیے وضع جدید اور اصطلاح و محاورہ خاص کی
ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اصحاب علم تفسیر نقوش کے لیے آیات و اسمائے الہی کے اعداد نکال کر اسی اصول
پر تعویذوں کی خانہ پوری کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فتاویٰ رضویہ نمبر ۱۱۲ پر فرماتے ہیں:
کفار کو اگر نقوش دیئے جائیں تو مضمر، انہیں مظہر کی اجازت نہیں۔

اور تاریخ گواد باو شعرا بھی انہیں خطوط پر اشیاء اور حوادث کی تاریخ بیان کرتے ہیں۔ اور اختصار و
اجمال کا یہ طریقہ خاص طور سے اہل اسلام میں شائع و ذائع ہے۔ بلکہ خود معاملات شرع میں بھی حروف تہجی
کے ذریعہ یہ اجمال و اختصار جاری و ساری ہے، عام طور سے لفظ ”حوقل“ سے لاجول ولاقوہ کے کہنے کی
طرف اشارہ ہوتا ہے۔ لفظ ”تہلیل“ سے لا الہ الا اللہ کہنے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور لفظ ”استرجع“ کہہ
کر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ میں ”انا لله وانا الیہ راجعون“ کہتا ہوں۔ تو اس طرح کے اختصار و اجمال کا
استعمال بوقت ضرورت شرعاً ناجائز و ممنوع نہ ہوا۔

اور ہرے کرشنا کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔

اولاً: ۷۸۶ کے عدد کو ہرے کرشنا کے لیے نہ مسلمانوں نے وضع کیا ہے نہ ہندوؤں نے۔ بلکہ ہندو تو رمز و اجمال کی اس صنعت سے ہی نابلد ہیں۔ پس بسم اللہ کے لیے، ۷۸۶ کی طرح ہری کرشنا کے لیے نہ تو اس کی جدید وضع ہوئی، نہ اصطلاح خاص بنی، اور جب ۷۸۶ لفظ ہرے کرشنا کے لیے وضع ہی نہیں ہوا، تو اعداد کے اس اتفاقی اتحاد و اشتراک کو شرک کہنا علم و دیانت سے کوسوں دور ہے۔

ثانیاً: یہ اتفاقی اتحاد بھی صرف رمز و اجمال میں ہے، مرتبہ تفصیل میں ان دونوں میں کوئی مطابقت نہیں۔ بسم اللہ شریف کا تفصیلی رمز ہم اوپر لکھ آئے، ہری کرشنا کا اولاً نہ تو کوئی اجمالی مضمون ہے نہ تفصیلی۔ اگر اہل تکسیر کی اصطلاح پر قیاس کر کے اس کی رمزی تفصیل نکالی جائے تو اس طرح ہوگی، ۵، ۲۰۰، ۱۰، ۲۰۰، ۲۰۰، ۳۰۰، ۵۰، ۱، تو بسم اللہ الخ اور ہری کرشنا کے رمز اجمالی کو متفق ہوں تفصیلی مضمون میں کوئی مطابقت نہیں۔ بسم اللہ شریف کا رمزی عدد دو سے شروع ہو کر عدد چالیس پر ختم ہوتا ہے اور ہری کرشنا، ۵، سے شروع ہو کر ایک پر ختم ہوتا ہے۔ ہری کرشنا کے مفردات کل ۸ ہیں، اور بسم اللہ شریف کے ۱۹۔ پس جن دو چیزوں کے مرتبہ تفصیل میں یہ اختلافات ہوں، ان کے اجمالوں کو حکم میں کس طرح متفق اور متحد قرار دیا جاسکتا ہے؟ پس اسے بلا کسی دلیل کے شرک قرار دینا وہابیت کی بیماری ہے، کہ

ہرچہ پیدا می شود از درد پندارم توئی

حالت: تفصیل کے اس تضاد و اختلاف کے بعد اجمال کے اتحاد کی وجہ سے دونوں کا حکم ایک نہیں۔ بلکہ ہر اجمال کا حکم اس کی حقیقت کے اعتبار سے ہوگا۔ دیکھئے! پیشاب اور زعفران کا پانی دونوں کا رنگ ایک (پیلا) ہوتا ہے، لیکن ایک رنگ کو تبنی اور دوسرے کو زعفرانی، ایک ناپاک غلیظ بدبودار، اور مضر دوسرا طیب و خوشبودار، اور جسم و روح کو تقویت دینے والا ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: ایک رافضی نے کہا آیت کریمہ ﴿إِنَّا مِنَ الْمُخْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ﴾ [السجدة: ۲۲] کے

عدد، ۱۲۰۲، ہیں اور یہی عدد ابو بکر عمر عثمان، کے ہیں۔

جواب: روافض لعنہم اللہ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سرو پا۔ پاور ہو پر ہے۔ ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں، اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے۔ جس طرح اس آیت عذاب کے اعداد اس نے خلفائے راشدین کے اسماء کے مطابق بتائے، یہی عدد مندرجہ ذیل اسماء کے ہیں: اہلسن، ابن زیاد، شیطان، الطاق، کلینی، ابن بابویہ، قتی، طوسی، حلی وغیرہ۔

Click For More

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تین صاحب زادوں کے نام ابو بکر و عمر و عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا، کوئی نا صبی ادھر پھیر دے گا۔ الغرض ایسے اتفاقی اتحاد اعدادی سے ایک کو دوسرے پر محمول کرنا، یا ایک کا حکم دوسرے پر لگانا صحیح نہیں۔

اب صرف ایک سوال کا جواب رہ گیا ہے۔ آخر اہل اسلام نے اجمال و احتصار کا یہ طریقہ کیوں اختیار کیا، سنئے: قرآن کے بارے میں حکم ہے کہ

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ [الواقعة: ۷۹] اس کو پاک لوگ ہی چھوئیں۔ اور تعویذ یا خطوط وغیرہ پر اصل آیات و اسما لکھنے سے یہ احترام باقی نہیں رہے گا۔ پاک و ناپاک ہر شخص اسے چھوتا ہے، اور بھلی اور بری جگہ وہ پڑتا ہے، اس رمزی تحریر سے تبرک و تاثیر کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، اور آدمی تو بہن اور بے حرمتی سے بچ بھی جاتا ہے کہ اس کے بارے میں مظہر اور مضمحل کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۲۱ جمادی الاخری ۱۷۱۵ھ

(۳۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کے محلہ کے مسجد میں زمانہ دراز سے بعد نماز فجر سرکارِ دو عالم تاجدارِ عرب و عجم محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا جاتا تھا۔ لیکن ادھر چند روز سے بکر کی ضد کے بنا پر بعد نماز فجر حدیث شریف پڑھائی جاتی ہے۔ اب آپ شریعت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ مندرجہ ذیل درود و سلام حدیث شریف میں کسے پہلے پڑھنا صحیح ہے۔

دعاؤں کا طالب: عظیم اللہ خان محلہ عمر گنج ڈاکخانہ صدر ضلع بلیا

الجواب

یہ درود و سلام اور قرأت حدیث امر مستحب اور کارِ ثواب ہے، فرض و واجب نہیں ہے۔ نہ شرع کی طرف سے ان کا کوئی وقت مقرر ہے۔ اختلاف ہو تو قرعہ ڈال لیا جائے۔ کثرت رائے سے جس کلمے کے بارے میں فیصلہ ہو وہی پہلے پڑھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۲۱ جمادی الاخری ۱۷۱۵ھ

(۳۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ میں کافی دنوں سے بیمار ہوں، مجھ پر کسی نے سفلی کرا دیا ہے۔ جب تک اس کی کاٹ نہیں ہوگی ڈاکٹری دوا کچھ اثر نہیں کرے گی۔ بکر کہتا ہے کہ کوئی کسی پر سفلی نہیں کراتا ہے، یہ سب بکو اس ہے، زید جیسی جہالت نیچے درجے کے لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ زید حق بجانب ہے یا بکر؟

زید کہتا ہے کہ سفلی گندہ ہوتا ہے اور گندہ ہی کاٹ سکتا ہے۔ فلاں ہندویا بھنگی کاٹ سکتا ہے مولانا نہیں کاٹ سکتا۔ زید کا قول درست ہے یا نہیں۔ اس بارے میں کوئی تعویذ ہو تو تحریر فرمائیں۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب شبستان رضا اور مجموعہ اعمال رضا لوگ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اسی سے تعویذ نقل کرتے ہیں اور کچھ لے لیتے ہیں، ان کتابوں سے تعویذ نقل کر کے دینے کی عام اجازت ہے یا نہیں؟ کیا اس کے لیے کچھ عمل کی ضرورت ہوتی ہے، تعویذ کے بدلے پیسہ لینا کیا ہے؟
المستفتی ظفر احمد

الجواب

اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیر تمام عالم کا خالق اور اس کا مالک حقیقی ہے۔ اس لیے وہ سب کا مدبر اور موثر حقیقی ہے، دنیا میں جو اچھایا برا ہو رہا ہے، سب اسی کی تدبیر و تصرف سے ہے۔ لیکن عالم اسباب میں اس نے اپنی ہر تدبیر و تصرف کے لیے اسباب و ذرائع بنا رکھے ہیں۔

قرآن میں ہے: ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أُمْرًا﴾ [النازعات: ۵]
ہمارے حکم کی تدبیر کرنے والوں کی قسم

اسی طرح رنج و تکلیف اور اذیت و مصائب کو بھی اسباب ذرائع کے ساتھ مربوط کر رکھا ہے کہ سکھیا انسان کی موت کا باعث ہے۔ اس طرح جادو بھی ان اسباب میں سے ایک ہے جس سے انسان کے جسم و جان اور مال اسباب پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
قرآن عظیم سورۃ بقرہ رکوع ۱۲ کی آیتیں ہیں۔

﴿وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السَّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ [البقرہ: ۱۰۲]

اور اہل کتاب اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں، اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیاطین کا فر ہوئے، لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے یہ سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں مگر اس سے کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا کے حکم سے۔

اس آیت مبارکہ سے جادو کا موثر ہونا ثابت ہوا۔ اور اس سے پہنچنے والے ضرر میں سے بعض کا علم بھی ہوا۔ بخاری شریف جلد دوم ص ۴۵۰:

”بلغنا ان رسول الله ﷺ قد صنع له وکان من اهل الكتاب وعن عائشة ان النبی ﷺ سحر حتی یخیل انه صنع ولم یصنع“

ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا جس سے آپ کی یادداشت متاثر تھی، کسی کام کے لیے خیال ہوتا کہ میں کر چکا ہوں، حالانکہ آپ نے نہیں کیا ہوتا۔

روایتوں میں ہے کہ آپ پر قتل اعوذ برب الفلق اور قتل اعوذ برب الناس کی سزوتیں نازل ہوئیں۔ اور ان کے پڑھنے کی برکت سے جادو کا اثر دور ہو گیا۔ ان روایتوں سے جادو، اس کی تاثیر اور اس کے دفعیہ کا طریقہ سب معلوم ہوا۔

فقہ کی کتابوں میں ہے جادو سیکھنا اور اس پر عمل کرنا حرام۔ ان کے پاس جانا اور ان پر اعتبار کرنا حرام، اور اگر اس میں کوئی قول یا فعل ضروریات دین و ایمان کے خلاف ہو تو کفر ہے۔ ساحر جو اپنے جادو سے فساد پھیلائے اس کی سزا قتل ہے۔

مذکورہ بالا حوالوں سے زید کی صرف اتنی بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جادو میں تاثیر ہے۔ رہ گئی اس کی یہ بات کہ اس کو سفلی عمل ہی کاٹ سکتا ہے۔ بداعت غلط ہے۔

سفلی جادو گری اور جادو گر کے احکام سے آگاہی ہو چکی۔ اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ معوذتان سے جادو کا اثر زائل ہو گیا۔

بکر صاحب کا مطلب اگر یہ ہے کہ جو قرآن شریف میں ہے۔

﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

تو درست اور صحیح ہے کہ بے حکم خدا کے کوئی ذرہ نہیں ملتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ دفع ضرر کی کوئی تدبیر بھی نہ کی جائے۔

حدیث شریف میں ہے: یا رسول الله ارأیت رقی نسترقیہ و دواء نتداوی بہ و تقاة نتقی هل ترد من قضائه الله شیفا قال ہی من قدر الله۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲)

یا رسول اللہ ﷺ یہ جو ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں یا دوا کراتے ہیں یا تدبیریں کرتے ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کو بدل سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بھی خدا کے فیصلہ سے ہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر یوں بھی ہے کہ یہ مریض یا مصیبت زدہ رقیہ، دوا، تدبیر کرے گا۔ تو اچھا ہوگا۔ تو اس پر بھی عمل کرتے

رہنا چاہئے۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ بکر صاحب سرے سے اس کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اور اس کو ایک حکوسلہ سمجھتے ہیں۔ تو یہ روشن دماغی ہے جس کے بارے میں کسی نے کہا ہے۔

ع: روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور مجھے

اعلیٰ حضرت کی کسی ایسی مطبوعہ تحریر کا مجھے علم نہیں جو خاص اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہو اور اعمال و اذکار میں ہو۔ وہ لوگوں کو دعا و تعویذ دیتے تھے تو یہ عملیات ان کے پاس ضرور رہے ہوں گے۔ شمع شبستان رضا وغیرہ کو صوفی عزیز احمد مرحوم اور ان کے صاحبزادے صوفی اقبال صاحب وغیرہ نے شائع کیا ہے۔ یہ ہمیں کی مرتبہ کتابیں ہیں۔ ان میں ان صاحبان نے اجازتیں بھی دی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ادعیہ اور تعویذ اعلیٰ حضرت کے معمولات میں سے ہیں۔ تعویذ کی اجرت شرعاً جائز ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے سخت پرہیز تھا۔ آپ اسے محض خدمت خلق کی غرض سے کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۸ محرم ۱۴۱۸ھ

(۳۰-۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) حضور ﷺ کے پاس جب جب حضرت جبرئیل وحی لے کر آتے تھے تو خدائے تعالیٰ کی طرف سے سلام کہتے تھے۔ اور حضور خدا کے سلام کا جواب کس طرح دیا کرتے تھے؟ اگر خدا کے سلام کا جواب حضور دیتے تھے تو کیا خدا بھی سلام کے جواب کا محتاج ہے؟ حالانکہ وہ ذات محتاجی سے پاک ہے۔

(۲) کافر اور مسلم کب سے شروع ہوا؟

(۳) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک کے پاس جنتی دروازہ کا

نام جنتی دروازہ کیوں ہوا؟ وجہ بتائیں؟

(۴) عید گاہ ہوتے ہوئے عید بقر عید کی نماز مسجد میں ادا کرنا کیسا ہے؟ چار حصہ میں سے تین

حصہ انسان عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرتے ہیں، صرف ایک ہی حصہ مسجد میں ادا کرتے ہیں۔

(۵) حضور ﷺ کس ماہ اور کس تاریخ کو انتقال ہوئے تھے اور کس تاریخ کو قبر انور میں دفنائے گئے تھے؟

(۶) شادی ہونے والے نوشہ کو سہرا باندھنے سے قبل پانچ انسان کے سر میں سہرا کو ٹیک کر پھر نوشہ

کو باندھنا کیسا ہے؟ بلکہ میں نے پیر طریقت کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اور ان پر کیا حکم ہے؟

تمام سوالوں کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد حسین نیپالی، جہاں بھگوانپور ضلع مظفر پور بہار

Click For More

الجواب

(۱) اللہ تعالیٰ کے سلام کے جواب میں سلام کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہم لوگ التحیات میں السلام علی اللہ کہا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ان اللہ هو السلام، اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے۔ تو اس پر سلام کیا؟ بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لیے حمد و شکر اور اس کی عبادت ہے۔ التحیات میں یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرض کی التحیات لله والصلوات والطیبات تو رب تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا: السلام علیک ایہا النبی۔

(۲) کافر کے معنی انکار کرنے والا اور مسلمان کے معنی فرمانبردار، اس معنی کر تو کافر اور مسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سے ہوا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے لیے فرمایا: ﴿وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ [البقرة: ۳۴] اور آدم علیہ السلام پہلے مسلمان۔ بلکہ آدمیوں کی تخلیق سے پہلے یہاں جنوں کا عمل دخل تھا، وہ خدا کے سرکش، نافرمان اور کافر بندے تھے۔ اور فرشتہ فرمانبردار مسلمان تھے اور اسلام کے ماننے والوں اور انکار کرنے والوں پر ان لفظوں کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت سے ہوا۔

(۳) اجمیر شریف کے اس جنتی دروازے کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہو سکی، البتہ پاک پٹن پنجاب میں حضرت شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر کے روضہ مبارکہ میں بھی جنوبی دروازہ کو جنتی دروازہ کہتے ہیں۔ آپ کے تذکرہ میں آج کل پاکستان سے ایک کتاب ”مقام گنج شکر“ شائع ہوئی جس کے ص ۲۰۱ پر تحریر ہے کہ حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا نے اپنے پیر گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ مبارکہ بنوایا، ایک دفعہ اجودھن (پاک پٹن) پہنچے تو فرمایا کہ حضور ﷺ کی روحانیت نے مجھ سے اس دروازہ کے لیے فرمایا: ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ [ال عمران: ۹۷] جو اس دروازہ سے داخل ہو مامون ہوا۔ (اسی لیے اس کا نام بھی جنتی دروازہ ہوا، پاک پٹن میں بھی عرس کے موقع پر لوگ اس دروازہ سے گذرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اسی طرح کی کوئی روایت اجمیری دروازہ کے لیے ہو۔)

(۴) عید کی نماز شہر سے باہر مصلیٰ عید میں پڑھنا افضل ہے۔ کمزور بیماروں اور ضرورت مندوں کو شہر میں بھی پڑھنے کی اجازت ہے، اپنے زمانہ خلافت میں حضرت مولانا علی عام مسلمانوں کے ساتھ شہر کوفہ سے باہر نکل جاتے اور شہر میں کمزوروں کے لیے ایک امام کو مقرر کر جاتے۔

(۵) حضور ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۰ ہجری بروز دوشنبہ چاشت کے وقت ہوئی، منگل کے دن ظہر بعد سے آپ کے غسل و کفن اور باری باری جوق در جوق مدینہ شریف کے مردوں عورتوں اور بچوں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے نماز جنازہ جو بشکل درود و سلام فردا فردا تھی، پڑھی جس میں منگل کا دن ڈوب گیا، اور دفن کرتے کرتے آدمی رات گزار گئی، یہ تفصیلات تاریخ ابن ہشام میں درج ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ کہتی ہیں، منگل کا دن گذر کر آدمی رات میں جب ہم نے پھاوڑے سے حضور کی قبر شریف کو برابر کرنے کی آواز سنی تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ دفن ہو گئے۔

(۶) دولہا کو پھول کا سہرا پہنانا جائز ہے۔ (بہار شریعت ہفتم ص ۹۵) باقی یہ تفصیل کہ کس طرح پہنے، کون پہنائے۔ اور پہننے سے پہلے کسی اور کوئی چھلائے یا نہ چھلائے۔ اس کی تفصیل کہیں نظر سے نہیں گذری۔ آپ نے جو تفصیل ذکر کی اگر اس سے مقصد نیک فالی ہو تو حرج نہیں اور اس کو ضروری سمجھے یا اس سے کوئی غلط نیت ہو تو ممنوع ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹوا ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ

(۳۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۸۵ پر لکھا ہے کہ ناخن و خط بنوالے، اکتالیسواں دن ہو جائے گا اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے۔

اس پر عرض ہے کہ ناخن کے ساتھ لفظ خط سے کیا مراد ہے، اگر داڑھی کا خط مراد ہے تو کیا داڑھی کا خط بھی چالیس دن کے اندر بنوانا ضروری ہے، کہ جبکہ داڑھی کا خط چالیس دن کے اندر بنوانا کسی کتاب میں نہیں دیکھا، نہ ہی خط نہ بنوانے پر حکم گناہ، بلکہ خط بنوانے کی مذکورہ شرط کے ساتھ کہیں ذکر بھی نہیں ملتا، جیسا کہ خود فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اخیر ص ۳۹۲/۱۲۸ پر لکھا ہے چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں۔ بعد چالیس روز کے گنہگار ہوں گے۔ لہذا تسلی بخش جواب سے نوازیں تاکہ خلیجان نہ رہے۔

المستفتی: جمیل اختر رضوی تحریک تلاش کتب رضویہ گرام و پوسٹ بارہ کانپور

الجواب

خط بنانا، حجامت بنانا، فیروز اللغات ص ۳۱۶۔ معلوم ہوا کہ چہرہ پر داڑھی کا دائرہ ہوتا ہے اس کو خط کہتے ہیں اور اسی کو قینچی اور استرے سے قاعدے کے ساتھ اندر کرنا خط بنانا ہے۔ اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ جو بات آپ کو نظر نہ آئے یا نہ ملے اور آپ اس کی تلاش کے لیے کوشش بھی نہ کریں، اسے بھی آپ پورے اعتماد اور وثوق سے لکھتے ہیں کہ شاید آپ نے ساری کتابیں بڑھ لی ہیں، مگر آپ کو وہ بات کہیں نہیں ملی۔

Click For More

بہار شریعت حصہ شانزدہم ص ۱۶۴ پر ہے: صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ ہیں کہ مونچھیں اور ناخن تراشنے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف موٹنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کر لیں۔ مونچھ کی درستگی خط میں شامل ہے۔ وہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موہڑہ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

(۴۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کا کہنا ہے کہ غیر مسلموں کے حق میں دعا کی ممانعت ہے، اس کا لحاظ کرتے ہوئے عموماً مسجد کے دروازوں پر مسلم بچوں کے علاوہ کثیر تعداد غیر مسلم بچوں کو بھی ان کے سر پرست دعا کرانے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ مصلیوں کو جائز نہیں کہ ان کے لیے دعا کریں۔ اس کے برخلاف بکر مدعی ہے کہ نہ مسلم ہوں یا غیر مسلم معصوم ہوتے ہیں، جن کے بارے میں روایت ہے:

”کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام و ابواہ یهودانہ و ینصرانہ

یمجسانہ“ (بخاری: ۱۲۵/۲)

علاوہ بریں صداقت کلام ربانی کا یقین ان کو مسجد کے دروازوں پر لاتا ہے۔ اس کے علاوہ غیر مسلموں کے دل میں صداقت اسلام کا سکہ بٹھانے کا خاموش ذریعہ ہے۔ لہذا غیر مسلم بچوں کے حق میں دعا صحت کرنا مستحسن ہے۔ بینواتو جروا

المستفتی: وحی احمد گورکھ پور

الجواب

غیر مسلموں کے لیے ایسی دعائیں کرنے کی ممانعت ہے جس کا تعلق فلاح دارین سے ہو باقی شفاۓ امراض یا دنیا کی معمولی بھلائی جس کا تعلق انسانی مروت سے ہو، یا ان کے لیے ہدایت کی دعا کرنے کی ہرگز ممانعت نہیں۔ متعدد حدیثوں سے غیر مسلموں کے لیے ایسی دعا دینے کا پتہ چلتا ہے۔ والی تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۸-۴۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کو اس کا شوہر کندھا نہیں دے سکتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ صاف

صاف جواب دیں۔

Click For More

(۲) ایک شخص ایک آدمی کو ایک روپیہ قرض دیتا ہے مگر وہ ایک رضیہ دھان بھی لیتا ہے اور اپنا روپیہ بھی لیتا ہے منافع سمجھ کر۔ اور ایک شخص ایک من آٹھ رضیہ دھان لیتا ہے۔ اور ایک شخص روپیہ دیتا ہے مگر وہ اس شرط پر دیتا ہے کہ آج ہی طے کر لیتا ہے۔ اس طرح پر طے کر لیتا ہے کہ گیارہ روپیہ من یا بارہ روپیہ من دھان لوں گا۔ دینے والا اقرار کرتا ہے کہ اسی شرط پر وہ گیارہ روپیہ یا بارہ روپیہ دے دیتا ہے اور ایک من دھان لیتا ہے، چاہے کنوار میں ایک روپیہ من دھان بکے چاہے آٹھ روپیہ من دھان بکے مگر لیتا اتنا ہی جتنا کہ طے کر لیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ آج ہی خریداری کر لیا ہے۔ اب یہ بتلائیں کہ کون مسئلہ جائز ہے اور کون ناجائز؟

الجواب

(۱) عورت کے جنازہ کو اس کا شوہر کندھا ضرور دے سکتا ہے۔

(۲) صرف اخیر والی صورت جائز ہے جب کہ تفصیل کے ساتھ یہ طے ہو جائے کہ دھان کی قسم کیا ہوگی؟ من کی تفصیل طے ہو کہ نمبری سے ہو گا یا اور کسی سے، یونہی ادائیگی کے وقت کی بھی تفصیل طے ہو جانا ضروری ہے، اس کے علاوہ جتنی صورتیں تحریر ہیں سب ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عقی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۵۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید سند یافتہ مولوی ہے، مگر انہوں نے بوڑھے بیل کو فروخت کرنے بائسی غریب و مقیم کو دینے کے بجائے ہندوؤں کے گوشالہ میں دینے لے کر چلے، راستہ میں ضعیفی کی وجہ سے بیل بیٹھ گیا۔ چنداں کوشش کے بعد بھی نہ جانے پر مجبور ہو کر اثنائے راہ میں قمر سے ملاقات ہوئی، قمر نے زید سے دریافت کیا کہ اس بیل کو کہاں لیے جا رہے ہو، جواب دیا کہ اسے گوشالہ میں دینے جا رہا ہوں مگر بیٹھ جاتا ہے۔

قمر نے کہا آپ مجھے ہی دے دیں۔ زید قمر کی باتیں سن کر بولے جب یہ چلتا ہی نہیں ہے تو مجبوری کی حالت میں آپ ہی لے لیں۔ قمر بیل کو اپنے اختیار میں لے لیا۔ اور زید چھٹکارا پا گیا۔

ہم مسلمانوں کو زید کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔ نماز کھانا میل جول وغیرہ میں شامل حال

محمد معین الدین انصاری

رہنا چاہئے یا منقطع حال؟

الجواب

گوشالہ جہاں گایوں کی پرورش ہوتی ہے اس جگہ ناکارہ جانور کو دے دیا کوئی جرم نہیں۔ اس

Click For More

لیے مولوی صاحب مذکور پر کوئی مواخذہ شرعی نہیں۔ نہ مسلمان ان کے ساتھ کسی قسم کا مقاطعہ وغیرہ کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۴ محرم ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف

(۵۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے موضع میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ عوام خواص سب ان کے معتقد ہیں۔ ایک ہندو نے از روئے عقیدت اس مزار کے نام پر ایک گائے وقف کر دیا تھا، کئی دنوں تک تندرست رہی، لیکن اتفاق سے ایک کمرے میں گر کر پیر ٹوٹ گئے، کافی علاج کے بعد تندرست نہ ہوئی۔ قریب المرگ کی صورت میں گاؤں کے رکھوالے مسلمانوں نے آ کر ذبح کر دیا، گوشت کاٹے اور درگاہ کے لیے وقف کر دیا۔ گاؤں کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو ذبح نہ کرنا تھا بلکہ درگاہ کے صحن میں دفن کر دینا تھا۔ فساد کا خطرہ ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں گائے ذبح کرنا تھا یا مرنے کے بعد دفن کرنا تھا؟ بیوا

توجروا۔ حضرت صاحب فخر الدین پور لکشمی شودھ دھاروار

الجواب

ہندوستان میں بیشتر جگہ گائے کا ذبیحہ قانوناً ممنوع ہے، اور آئے دن اس کے فرضی واقعات پر بھی فتنہ، فساد اور قتل و غارت ہوتی ہے۔ اس لیے عام حالت میں کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے امن وامان میں خلل ہو۔ نیز شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں تھا کہ مرنے کے بعد دفن کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

(۵۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک اہل ہنود نے ایک خصی برنگ سرخ ہمراہ ایک سال اپنے دیوتا یعنی کالی کے نام سے چھوڑا تھا۔ بعد چند مہینہ کے اس خصی کو سب اجازت ایک مسلمان شخص نے ذبح کرایا، اور اس مسلمان نے بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جس کا گوشت چند مسلمانوں نے کھایا۔ اب اہل برادری میں سخت نفاق ہو رہا ہے۔ لہذا

برائے کرام ونوازش یہ فرمایا جائے کہ اس کا گوشت حرام ہو یا حلال؟ فقط والسلام بیوا تو جروا

ہمسستی: مولوی شاہ محمد اختر نعمانی قادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ قصبہ ولید پور اعظم گڑھ

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الجواب

صورت مسؤلہ میں اس جانور کا گوشت مسلمانوں کے لیے حرام نہیں۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾ [المائدة: ۱۰۳]

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۷/۷ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

(۵۳-۵۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے اپنی زوجہ خالدہ کے ساتھ مستی میں پستان منہ میں لیے اور منہ میں دودھ آگیا اور حلق

سے نیچے اتر گیا تو نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ اور زوجہ شوہر کے لیے حلال ہوئی یا حرام؟

(۲) اور زوجہ انتقال کر گئی تو شوہر اسے چھوسکتا ہے یا نہیں؟ شرعی حکم سے جلد مطلع فرمائیں، عین

پھول محمد

کرم ہوگا۔ فقط والسلام

الجواب

(۱) عورت کا دودھ حلق سے نیچے اتر جانے سے نکاح میں کوئی فرق نہیں پڑا، وہ بدستور اس کی بیوی ہے۔

(۲) عورت کے انتقال کے بعد مرد اس کا جسم نہیں چھوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یکم محرم ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) انگریزی دواؤں کا استعمال کرنا اور خریدنا جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) فونٹین پین کی روشنائی جس میں اسپرٹ ملی ہوتی ہے جو بازاروں میں فروخت کی جاتی ہے

اس کا بیچنا اور استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۳) چونکہ فی زمانہ تقریباً تمام ہی لوگ مذکورہ بالا چیزوں کو استعمال کرتے ہیں ان کو بیچتے

اور خریدتے ہیں۔ لہذا ان لوگوں کے متعلق بھی تشریح فرمائیں کہ ان لوگوں کا کیا حکم ہے؟

(۴) عدم جواز کی صورت میں علمائے کرام اور ائمہ مساجد کے لیے کیا حکم ہوگا، دینی مسئلہ میں ان

پر اعتماد کرنا ان کی اقتدا میں نماز پڑھنی جائز ہوگی یا نہیں؟ ایسے حضرات کی شہادت دربارہ رویت ہلال و

دیگر معاملات شرعیہ میں قابل قبول ہوگی یا نہیں؟۔ فقط والسلام

فقیر محمد کیراف مولانا حبیب اشرف صاحب بڑی مسجد شطرنجی ناگپور

Click For More

الجواب

انگریزی دوائیں یا فونٹن پین کی روشنائی اولاً یہی ثابت نہیں کہ اس کے ہر فرد میں اسپرٹ ملائی جاتی ہے، اس کا ثبوت یقینی نہیں اور اس صورت میں اس کا استعمال حرام نہیں۔ امام محمد فرماتے ہیں:

”به ناخذ مالہ تعرف شیئا حرام بعینہ وهو قول ابی حنیفہ واصحابہ“

ہاں اگر کسی فرد کے متعلق بالیقین معلوم ہو جائے تو اس کا استعمال البتہ ممنوع ہوگا، تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت کا رسالہ ’الاحلی من السکر‘ ملاحظہ کریں اور مذہبی بالحرام میں تو علماء کا اختلاف ہے، اگرچہ ظاہر مذہب یہی ہے لیکن اس عموم بلوی میں مباشرت کو اس اختلاف کا فائدہ ضرور حاصل ہوگا اور

نمبر (۴) میں جس تشدید کلی کا امکان سائل نے پیدا کیا ہے وہ نہیں لکھا جاسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۲۰/۲ جب ۹۲ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ

(۵۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے گذشتہ سال اینٹ کا بھٹہ چلایا، اینٹ پر بھرت لکھا ہوا تھا اور اس سال اینٹ پر این اے لکھا ہوا ہے۔ زید سے پوچھا گیا۔ این اے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا نام ہے نذیر احمد اسی نام کی تحفیف ہے۔ ان تمام مسلمانوں کو معلوم ہو رہا ہے کہ اس مارک کا مطلب نذیر احمد ہے تو کیا اس اینٹ کے خریدنے سے لوگ پرہیز کریں۔ کیونکہ اینٹ ہر جگہ لگائی جاسکتی ہے جس سے نام کی توہین ظاہر ہے۔ برائے کرم جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب

پورے نام کا جو حکم ہے وہ مخفف کر دینے کے بعد باقی نہیں رہے گا۔ اور این اے جب دوسرے رسم الخط میں ہوں تو ان کا وہ احترام نہیں ہوگا جو عربی حروف تہجی کا ہے۔ اس لیے اس کے استعمال میں شرعی قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۶/۶ ذوالحجہ ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ

(۵۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہندہ ایک کافر کی جیب سے اکسیدنٹ ہوگئی جس کی وجہ سے وہ انتقال کرگئی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اس سے کیس لڑیں تو پچاس یا ساٹھ ہزار روپیہ مل سکتا ہے۔ تو شریعت کی رو سے اس روپے

کالینا جائز ہوگا یا نہیں اور قیامت کے دن ہندہ اپنے خون کا مواخذہ کر سکتی ہے؟ تو جوان کے اولاد روپے لیں ان پر مواخذہ ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ اور جیب والا برائی الذمہ ہوگا یا نہیں؟ بینواتو جروا
المستفتی شیخ محمد متعلم مدرسہ ہذا

الجواب

صورت مسئلہ میں اس غیر مسلم سے وہ روپیہ وصول کرنے میں شرعا کوئی ممانعت نہیں۔ بلکہ مسلمان بھی کسی کو غلطی سے قتل کر دے تو اس سے بھی قیمت وصولی جاسکتی ہے۔ قابل مواخذہ قتل عمد ہے قتل خطا نہیں، اور ظاہر ہے کہ اکیڈنٹ جان بوجھ کر نہیں ہوتا، پھر مواخذہ ہو بھی تو کافر کے مواخذہ سے آپ کو کیا ہمدردی؟ اس کے مواخذہ کے لیے اس کا کفر ہی کافی ہے اور اولاد کا روپیہ لینا جب شرعا جائز ہے تو ان سے کیسے مواخذہ ہوگا؟ کیا جائز فعل پر بھی مواخذہ ممکن ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو

(۵۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میں محلہ کی مسجد کا پیش امام ہوں، ۱۹۸۷ء کو میں بنارس کے ہندو مسلم لڑائی میں محلہ دیونا تھ پورہ میں ہندوؤں کے ہاتھ سے بری طرح مار کھایا، تقریباً پچیس (۲۵) ہندوؤں نے جان سے مارنے کا ارادہ کیا، لوہے کی راڈ سے بری طرح مار رہے تھے، ان کا ارادہ مار کر نل میں ٹھونسنے کا تھا، اتفاقاً تین دوسرے ہندو آئے میرے رونے گڑ گڑانے پر کہ میں بگریڈ یہ کارہنے والا ہوں، ان لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا، میرا پورا جسم توڑ دیا گیا، ایک مہینہ اسپتال میں موت و زیت کی کشمکش میں مبتلا رہا، اسپتال میں محلہ کی عورتیں آئیں، انہوں نے ازراہ ہمدردی میری ماں اور بھائی وغیرہ کو مالش کرتا دیکھ کر ہاتھ پاؤں دبائے لگیں جس کا مجھے کچھ علم نہیں، اللہ گواہ ہے کہ میں نے نہ تو انہیں مالش کا حکم دیا اور نہ ہی مجھ کو اس کا علم ہے، اسپتال میں پچیس بوتل پانی چڑھایا گیا، میرا حال یہ تھا کہ پانچاٹھ کے راستے پیشاب کے راستے منہ کے راستے اور ناک کے راستے مسلسل خون جاری تھا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ازروئے شرع میرے اوپر کچھ جرم عائد ہوتا ہے کہ نہیں؟ بری الذمہ ہوں اگر جرم ثابت ہوتا ہے تو میں توبہ کرنے کے لیے تیار ہوں، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی قاری محمد ذکریا ساکن بجرڈیہ مورخہ ۱۵ جون ۱۹۸۸ء

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئلہ میں مستفتی پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا۔

”رفع القلم عن ثلث عن النائم حتى استيقظ وعن الصبي حتى يبلغ وعن المعتوه حتى يعقل“۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۳ کتاب الطلاق) اور بلاشبہ سائل بے ہوشی کے عالم میں معتوہ کے حکم میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۵/ذو قعدہ ۱۴۰۸ھ

(۵۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ حسب ذیل میں کہ

زید و بکر میں کھیت کے معاملہ میں کچھ حجت ہوئی، بات ہی بات میں زید نے بکر سے کہا کہ تم آدھا کے مالک تھے تو تم نے کیوں تین حصہ لے لیا، جب کہ بکر اپنے بھائی کا دو منڈا کھیت زبردستی سے جوت لیا تھا، جب پنچایت ہوئی تو اس نے کہا ہم بیساکھ میں چھوڑ دیں گے، ایسی صورت حال بکر کی دیکھ کر زید نے کہا تم اپنے بھائی کے نہیں ہوئے تو تمہارا کیا بسواش تو اس پر وہ قسم کھایا تو زید نے کہا کہ تم قرآن لے کر بولو گے تو بسواش نہیں ہے۔ بیوا تو جروا۔
المستفتی نو شاد علی رضوی موضع رہرولی

الجواب

صورت مسئلہ میں زید نے قرآن شریف کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ بکر پر بے اعتباری ظاہر کی ہے، اس لیے زید پر کوئی شرعی حکم لاگو نہیں ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۶۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

یوم عاشورہ کو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر کے لیے ایک جلسہ منعقد کیا گیا اور اس کا پوسٹر جشن شہید اکبر کے عنوان سے شائع ہوا، بعض لوگوں نے اس عنوان پر اعتراض کیا، خالد نے بھی اس عنوان کو قابل اعتراض قرار دیا اور کہا کہ یوم عاشورہ کے موقع پر ذکر شہادت امام عالی مقام کے سلسلہ میں منعقد ہونے والے جلسہ کو جشن کے ساتھ موسوم کرنا درست نہیں، کیونکہ جشن خوشی کی محفل کو کہتے ہیں اور یوم عاشورہ کو جس طرح تکلف غم تصنع الم سوگ اور لوحہ ناجائز اور رافضیوں کا طریقہ ہے، اسی طرح اس دن خوشی و مسرت کا اظہار کرنا اور جشن منانا بھی خلاف شرع اور خارجیوں ناصبیوں کا شیوہ ہے، چونکہ جشن شہید اکبر سے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ اجلاس واقعہ کربلا پر خوشی منانے کے لیے منعقد کیا گیا ہے، اس لیے اس اجلاس کا یہ عنوان رکھنا درست نہیں اور مقصود ہی شہادت امام عالی مقام کی خوشی منانا اور اس پر مسرت کا اظہار کرنا ہوتا ہے ناجائز و حرام ہے۔

Click For More

زید نے اس پر معارضہ پیش کیا کہ عرس بھی بمعنی خوشی آتا ہے اور یہ بھی اولیاء کرام کے وصال کی تاریخوں میں منایا جاتا ہے، نیز یوم عاشورہ باعتبار شہادت امام عالی مقام اور یوم عرس باعتبار وصال اولیاء کرام کے درمیان کوئی فرق نہیں، بکرنے بھی زید کے اس موقف کی تائید کی اور اس اجلاس کا عنوان شہید اکبر درست بتاتے ہوئے کہا کہ اگرچہ بظاہر یوم عاشورہ غم و الم کا دن ہے لیکن فی الحقیقت یہ دن ہمارے لیے مسرت و شادمانی کا ہے۔

اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ مومن کے لیے شہادت بلند ترین درجہ ہے کہ صحابہ کرام نے اپنی زندگی میں بار بار تمنا کی، اور یوم عاشورہ میں امام عالی مقام کی شہادت سے اسلام کو جو سر بلندی حاصل ہوئی وہ کسی پر مخفی نہیں، خالد نے بکر کے موقف کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اپنے نظریہ پر قائم رہتے ہوئے اس کی تائید میں یہ دلائل پیش کئے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ماہیت بالسنہ میں صواعق مخرقہ کے ارشاد کے حوالہ سے فرماتے ہیں: "ولا یشتغل ذلک الیوم الا بذلک ونحوہ من عظام الطاعات كالصوم وایاہ ثم ایاه ان یشتغل ببدع الروافضة ونحوہ من الندب والنیاحۃ والحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المؤمنین والا کان یوم وفات رسول اللہ ﷺ اولی بذلک او ببدع الناصبۃ المتعصبۃ علی اهل البیت او الجہال المتقابلین بالفاسد والبدعۃ بالبدعۃ والشرب بالشر من اظہار غایۃ الفرح والسرور واتخاذہ عیداً و اظہار الزینۃ فیہ (الی ان قال) فصار هو لاء بخلہم یتخذونہ موسماً و اولئک لرفضہم یاخذونہ ماتماً و کلاہما مخطی مخالف لسنة۔ (ص ۱۱-۱۲)

شیخ محقق کا یہ ارشاد اس بات پر نص ہے کہ یوم عاشورہ کو اظہار غم تصنع الم اور نوحہ و ماتم کا دن بنانا بھی خلاف شریعت و ناجائز ہے اور موسم فرح و خوشی اور یوم جشن مسرت بنانا بھی خلاف شریعت ہے جس طرح اس دن میں نوحہ و ماتم اور جھوٹا غم ظاہر کرنے والے خطا کار اور سنت کی خلاف ورزی کے مرتکب ہیں اسی طرح خوشی کا مظاہرہ کرنے والے اور جشن منانے والے بھی خطا کار اور سنت کے خلاف عمل کرنے والے ہیں۔

(۲) امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: مسلمان کو چاہئے کہ عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے۔ سیاہ، سبز، سرخ، سیاہ و سبز کی وجہیں تو معلوم ہو گئیں اور سرخ آج کل نا صبیحہ خبیثہ خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں، سیاہ میں نیلا کاسنی سبز میں کاہی و حانی پستی سرخ میں گلابی عتابی نارنگی سب داخل ہیں، غرض جس پر ان میں سے کوئی رنگ صادق آئے، اگر سوگ یا خوشی کی

Click For More

نیت سے پہنے جب خود بھی حرام ہے ورنہ اس کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص ۳۷)

جب عشرہ محرم میں بنیت خوشی سرخ یا اس سے ملتے جلتے رنگ کا کپڑا پہننا حرام ہے تو عاشورہ کے دن جشن منانا اور اس کو مسرت و شادمانی کا دن قرار دینا کیسے جائز ہوگا؟

(۳) فاضل بریلوی سے سوال ہوا کہ اہل سنت و جماعت کو عشرہ محرم الحرام میں رنج و غم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کون سی ہوگا جسے واقعہ کربلا کا غم نہیں، یا اس کی یاد سے دل محزون اور آنکھ پر نم نہیں؟ ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہار غم ریا ہے اور قصد غم آوری و غم پروری خلاف رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہو اسے باغم رہنا چاہئے، بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔ (فتاویٰ رضویہ دہم نصف آخر ص ۱۳۸)

زید و بکر کا موقف فاضل بریلوی کے اس ارشاد کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ جب واقعہ کربلا ایسا غم انگیز ہے کہ جس دن کے ساتھ اس واقعہ کی یاد وابستہ ہوگی وہ دن بھی رنج و غم کا دن ہی ہوگا۔ خوشی و مسرت کا نہیں، یہ اور بات ہے کہ غم کا تصنع اور رنج و الم کا بالقصد اظہار جائز نہیں، بکرنے جب اس دن کو فی الحقیقت مسرت و شادمانی کا دن بتایا اور اس دن میں واقعہ کربلا کی یاد کے جلسہ کو جشن کے ساتھ موسوم کرنا جائز قرار دیا تو گویا اس کے نزدیک واقعہ کربلا ایک مسرت انگیز اور خوشی پیدا کرنے والا واقعہ ہوا جس کی یاد دل کی محزونی اور آنکھوں کی اشکباری کا نہیں بلکہ مسرت و شادمانی کا سبب ہے اور فاضل بریلوی کے نزدیک جب واقعہ کربلا پر صرف غم کا نہ ہونا نقصان محبت کا سبب اور وہ نقصان ایمان کی دلیل ہے تو اس واقعہ پر خوشی کا اظہار کرنا اس کی یاد میں جشن منانا اور اس کے دن مسرت و شادمانی کا دن قرار دینا فاضل بریلوی کے نزدیک کیا حکم رکھے گا؟ مومن کے لیے شہادت یقیناً بلند ترین درجہ ہے اور امام عالی مقام کی شہادت سے اسلام کو جو سر بلندی حاصل ہوئی اس میں بھی کوئی شک نہیں، مگر یہ حقیقت بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ سرور کائنات ﷺ اس واقعہ کو یاد کر کے غمگین اور اشکبار ہو جاتے تھے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین کو جاتے ہوئے جب کربلا سے گزرے تو واقعہ شہادت کو یاد کر کے اتنا روئے کہ زمین تر ہو گئی خود واقعہ شہادت کے دن حضرت ام سلمہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خواب میں سرکار کو انتہائی رنج و غم کی کیفیت میں دیکھا حالانکہ بکر کی بیان کردہ وجوہات سے سرکار اور حضرت علی دونوں ہی واقف تھے اگر ان وجوہات کی بنا پر واقعہ شہادت مسرت انگیز واقعہ ہو جاتا تو یہ حضرات اس پر غم

کا اظہار کیوں کرتے۔

(۵) عرس سے معارضہ پیش کرنا بھی درست نہیں کیونکہ عرس کے مروجہ معنی میں اظہار مسرت ملحوظ نہیں ہوتا، بلکہ لفظ عرس سے نکیرین کے قول نم کنومۃ العروس کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے یعنی یوم عروس معنی یہ ہوتے ہیں کہ یہ وہ دن ہے جس دن انہیں عروس کہا گیا یہ مراد نہیں ہوتا کہ یہ دن ان کی وفات کی خوشی منانے کا دن ہے، پھر یوم وصال اولیاء کرام میں خوشی منانا کسی گمراہ فرقہ کا شعار نہیں، جب کہ یوم واقعہ کربلا میں خوشی منانا اور اظہار شادمانی کرنا ناصبیوں کا طریقہ ہے لہذا خوشی کے سلسلہ میں یوم عاشورہ کو یوم عروس پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں زید و بکر اور خالد کے نظریات و دلائل کا خلاصہ آپ کے سامنے حاضر ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ۔

(۱) زید و بکر کے اقوال از روئے شرع درست ہیں یا خالد کے؟

(۲) واقعہ کربلا غم انگیز واقعہ ہے یا مسرت انگیز۔

(۳) شہادت امام عالی مقام کے دن تکلف غم تصنع الم نوحہ گری ماتم سازی اور بالقصد غم پروری و

غم آوری یقیناً ناجائز ہے مگر اس میں خوشی و مسرت کا اظہار اور خوشی کا مظاہرہ بھی درست ہے یا نہیں؟۔

(۴) یوم عاشورہ فی الحقیقت رنج و غم کا دن ہے یا مسرت و شادمانی کا؟

(۵) یوم عاشورہ میں شہادت حسین کا جشن منانا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) یوم عاشورہ ذکر واقعہ کربلا کے لیے منعقد ہونے والے جلسہ کا عنوان جشن شہید اکبر رکھنا کیسا ہے؟

(۷) عرس سے معارضہ پیش کرنا اور خوشی منانے کے سلسلہ میں یوم شہادت کو یوم عرس پر قیاس

کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا السائل صغیر احمد رضوی قصبہ چھابری علی شریف

الجواب

(۱) سائل نے حوالوں کی تلاش میں بڑی جدوجہد اور کاوش کی ہے جو قابل تعریف ہے، کاش

اس نے فتاویٰ رضویہ وہم کا نصف اول اور اس کا ص ۶۲ بھی دیکھ لیا ہوتا تو مسئلہ کی پوری تفصیل سامنے آگئی ہوتی۔ ہم اعلیٰ حضرت کی عبارت بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں۔

”یونہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری و تصنع و حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً ناجائز ہے۔ شرع مطہرہ غم میں صبر و تسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بہ تکلف و زور لانا، نہ کہ بہ تصنع و زور بنانا، نہ کہ اسے باعث قربت و ثواب ٹھہرانا، یہ سب بدعات شیعہ روافض ہیں، جن سے سنی کو احتراز لازم، حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید الانام ﷺ کی وفات اقدس کی غم

پروری سب سے زیادہ اہم و ضروری ہوتی، دیکھو حضور اقدس ﷺ کا ماہ ولادت و وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے، پھر علمائے امت و حامیان سنت نے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا۔ امام ممدوح (ابن حجر مکی قدس سرہ) کتاب (صواعق محرقة) میں فرماتے ہیں:

”ایاہ ثم ایاه ان یشغلہ (ای یوم عاشورہ) ببدع الرافضة۔ ونحوہم من النذب والساحة والحزن اذ لیس ذلك من اخلاق المؤمنین والالکان یوم وفاته ﷺ اولی بذلك واخری“

عوام مجلس خوان اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں تاہم جوان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا ہے اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے۔ اس کی شاعت میں کیا شبہ۔ چند سطر بعد۔

علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ کتاب مستطاب مجمع البحار شریف میں فرماتے ہیں:

”شهر السرو رو البهجة منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلانكدره باسم الوفات فانه يشبه تجديد الماتم قد نصوا على كراهة كل عام فی سيدنا الحسين مع انه لیس له اصل فی امهات البلاد الاسلامیة وقد تحاشوا من اسمه فی اعراس الاولیاء فكيف به سيد الانبیاء اولی“۔ (فتاویٰ رضویہ، ہم نصف اول ص ۶۳)

ان عبارتوں سے مندرجہ ذیل باتیں ظاہر ہوئیں کہ ایام محرم میں غم پروری ناجائز ہے۔ اور غم پروری کی حسب ذیل صورتیں ہیں۔

(۱) مخصوص افعال کے ذریعہ سے ”هو بدع الروافض ونحوهم من النذب والنیاحہ“

(عبارت شیخ منقولہ سائل)

(۲) روایات ذکر کر بلا کو اس نیت سے مجلس میں پڑھنا اور سننا کہ غم تازہ ہوگا اور رونا رلانا ہوگا۔

تاہم جوان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے، اس کی شاعت میں کیا شبہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ہم نصف اول ص ۶۳)

(۳) اس دن کا نام یوم غم رکھنا بھی تجدید ماتم ہو کر غم پروری میں شامل ہے۔

”فلا نکدر باسم الوفات فانه يشبه تجديد الماتم“

(علامہ طاہر فتنی از فتاویٰ رضویہ، ہم نصف اول ص ۶۳)

(۲) عبارت منقولہ نصف آخر ص ۱۳۸۔ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عشرہ محرم میں غم کرنے کی تو اجازت نہیں، لیکن غم کا لاحق ہونا اور آنکھ کا پر غم ہونا قابل ملامت نہیں۔

”وما كان من العين والقلب فمن الله“۔ (رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۱۵۲)

بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

”مامن مسلم ومسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها وان طال عهدا يحدث لذلك

استرجعا عاجدا الله تعالى له عند ذلك فاعطاه من اجرها يوم اصيب بها“۔

(رواہ احمد مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۳)

نمبر ایک سے ظاہر ہو چکا کہ غم پروری کی مذکورہ بالا تینوں شکلیں ناجائز و مکروہ ہیں تو یہ امر ان تینوں طریقوں سے الگ ہے، یعنی از خود غم ہونا اور بات ہے اور غم پروری اور بات ہے۔ حرام غم پروری ہے، فطری غم لاحق ہونا حرام نہیں۔ اس سے یہ امر بھی ظاہر ہوا کہ کسی دن کوئی غم انگیز حادثہ ہو یا کسی غم انگیز حادثہ کی یاد سے غم لاحق ہو تو وہ دن یوم غم نہ ہوگا اور اس کو یوم غم قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔ کسی دن میں غم کا پایا جانا اور بات ہے اور اس کا یوم غم ہونا اور بات ہے، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس دن سے اس غم انگیز واقعہ کی یاد وابستہ ہوئی تو وہ دن رنج و غم کا دن ہی ہوگا۔

(۳) اعلیٰ حضرت کی عبارت (مذکورہ بالا نصف اول ص ۶۳) سے یہ ظاہر ہوا کہ کوئی مہینہ یا تاریخ

اگر ایسی ہو کہ اس میں مسرت انگیز اور غم افروز دونوں قسم کے واقعات وقوع پذیر ہوں تو اس مہینہ یا دن کو ہمیں غم ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے، بلکہ واقعہ مسرت کی وجہ سے ہم اظہار مسرت کے لیے مامور ہیں، اس کو یوم غم قرار نہیں دیں گے، بلکہ یوم السرور والہجہ کہیں گے، جیسا کہ سرکار کے یوم ولادت اور ماہ پیدائش اور اولیائے کرام کے ایام اعراس کے سلسلہ میں سیدی علامہ طاہر فتنی قدس سرہ نے بارہ وفات اور اعراس کو ایام وفات کہنے سے منع فرمایا۔ اس موقع پر ہم سائل کے ایک شبہ کا ازالہ ضروری سمجھتے ہیں، آپ لکھتے ہیں کہ عرس کے مروجہ معنی میں اظہار مسرت ملحوظ نہیں ہوتا، نکیرین کے قول نم کنومتہ العروس کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

اولاً:۔ ہم کو یہ تسلیم نہیں کہ فرشتوں نے مردوں کو جو عروس کہہ یا تو ان اعراس کے ایام کا عرس

نام رکھتے وقت اس لفظ سے مسرت کے معنی کی تجرید کر لی گئی ہے۔

کیونکہ شیخ محقق ائمتہ المنعات میں لکھتے ہیں:

پس میگوید میت باز بر گروم و بروم بسوئے اہل خانہ خویش و خبر وہم ایساں را از حال خوش خود۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے وقت مرگ ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ

”واطر باہ اذالقى الاحبة محمدا وصحبه“

آگنی ہے ترے بیمار کے منہ پر رونق

جان کیا جسم سے نکلی کوئی ارماں نکلا

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ وقت مسلمان مردوں کے لیے شادمانی کا ہوتا ہے، اس کا لحاظ کر کے فرشتے کہتے ہیں، زندگی کا اہم ترین مسرت کا موقع جو صرف دولہا دلہن کو نصیب ہوتا ہے، اس مسرت کے عالم میں آرام کرو، پس جب فرشتوں نے اس وقت کی مسرت کا لحاظ کر کے عروس کہا تو ہمیں اس کا لحاظ کر کے اس موقع پر لفظ عرس بولنے میں کیا شرعی قباحت ہے اور مسرت کے معنی سے قطع نظر کیا ضرورت ہے۔

ثانیا:۔ سائل کی مذکورہ بالا مقولہ سے اگر یہی مراد ہے کہ بزرگوں کا یوم وصال دراصل ہے تو یوم غم لیکن اظہار مسرت کے ارادے کے بغیر فرشتوں کی اتباع میں اس کو یوم مسرت کہہ دیا گیا۔ تو میں عرض کروں گا کہ سائل نے اپنی اس بات سے زید و بکر کو ان کے اشتہار متنازعہ کے جواز کے لیے ایک دلیل دے دی، وہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذکر شہادت کو جشن شہید اکبر ہم نے اظہار مسرت کے ارادے سے نہیں کہا اس سے اظہار مسرت کے معنی کی تجرید کی ہے اور یہ لفظ یہاں مجلس کے معنی پر لایا گیا ہے۔ پھر حقیقت امر یہ ہے کہ زید و بکر کے اس قول کی تائید میں زبان و بیان کی شہادتیں بھی ہیں۔ اردو زبان کی بنیادی لغت فرہنگ آصفیہ جلد دوم ص ۴۱ پر ہے:

جشن: کامرانی، فرخندہ فانی، لہر بہر، بول بالا، تاریخ تخت نشینی کا جلسہ، یا مہمانی کی مجلس۔

دیکھئے یہاں آخری معنی مجلس بالکل موزوں اور چسپاں ہے یعنی جشن شہید اکبر بمعنی مجلس شہید اکبر یا کامرانی شہید اکبر یا جشن شہید اکبر بمعنی شہید اکبر کا بول بالا، اس معنی میں بالکل مسرت کا معنی نہیں، یہ تجرید موید بہ تائید لغوی ہے، پس اس پر حرمت کا حکم کیسے لگایا جائے گا۔

ثالثا:۔ بزرگوں کے یوم وصال کو عرس کہنے کی توجیہ خالد نے غالباً مولانا احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب جاء الحق سے لی ہے تو اس میں تو صرف یہی نہیں لکھا ہے کہ فرشتوں کے قول کی وجہ سے کہا جاسکتا ہے، یہ بھی تو تحریر ہے۔ یا اس لیے کہ وہ جمال مصطفیٰ کے دیکھنے کا دن ہے اور وصال محبوب کا دن عرس کا دن ہے، لہذا یہ دن عرس کا دن کہلایا۔ (جاء الحق جلد اول ص ۳۲۳)

اور یہ بات صرف مولانا احمد یار خاں صاحب ہی نہیں فرماتے بزرگوں کا عام مقولہ ہے:

”الموت حسر یوصل الحبيب الی الحبيب“

آج پھولے نہ سائیں گے کفن میں عاصی گور کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بھلا وصال محبوب کے دن سے بڑا اور کون سا مسرت کا دن ہوگا۔
رابعاً:۔ عرس کو مسرت سے خالی مانکر صرف بزرگان دین کی فاتحہ کا دن قرار دینا اور اس کو معنی
عرفی بتا نا لغت کے خلاف ہے:

مجازاً بزرگوں یا مرشدوں کی سالانہ فاتحہ کی مجلس جو تاریخ وفات کو کرتے ہیں چونکہ خدا رسیدوں
اور عاشقان الہی کی اس عمدہ دنیا سے رخصت بمنزل شادی عرس ہے اس وجہ سے مرنے کو وصال اور مجلس
فاتحہ کو عرس کہنے لگے۔

چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

اگر نیک روزی بود خاتمت

عروسی بود نوبت ماتمت

حوالہ مذکورہ بالا

الغرض ایک ثابت شدہ امر ہے کہ بزرگوں کے یوم وفات میں اجتماع کو عرس کہنے میں مسرت
کے معنی ملحوظ ہیں۔ علامہ طاہر فتنی فرماتے ہیں:

اس دن اظہار مسرت ہی کرنا چاہئے، اس دن کا نام یوم وفات اور یوم غم رکھ کر اس دن کی خوشی
مکدر نہ کرنا چاہئے اور تجدید ماتم سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تو اس حکم کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم یوم شہادت شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس مرتبہ عظمیٰ پر فائز
ہونے کی وجہ سے خوشی کا دن قرار دیتے اور اظہار مسرت کا حکم دیتے، لیکن دو باتیں اس امر سے مانع ہیں۔

(۱) تقاضائے فطرت جس کی تعبیر اعلیٰ حضرت نے ان الفاظ میں کی ہے۔

کون ساسنی ہوگا جسے واقعہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اس کا دل محزون اور آنکھ پر نم نہ ہو؟ اور
جسے غم نہ ہو اسے غم نہ ہونے کا غم ہونا چاہئے کہ اس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔

(حوالہ نصف آخر ص ۱۳۸)

تو دوسری محرم غم کا دن نہیں، بلکہ مسرت کا دن ہو تب بھی اسلامی فطرۃ کا تقاضا ہے کہ شہدائے کربلا
کی یاد آئے تو دل دکھے اور آنکھ پر نم ہو۔

”العین تسمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا ونحن بفراقك لمحزونون

(الطبقات الكبرى: ۱/۸۹۷)

یا ابراہیم

تو اسے یوم السرور کہنا درویشوں کو اظہار مسرت کا حکم تکلیف مالا یطاق اور جذبات فطریہ کا گلا

گھونٹنے کے مرادف ہوگا۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) تشبہ بالنواصب جس کی تعبیر اعلیٰ حضرت نے ان الفاظ میں کی ہے۔

سرخ رنگ آج کل (عشرہ میں) نامی خبیث پہنتے ہیں تو اگر خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے، ورنہ ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وہم نصف آخر ۳۷۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ایک گمراہ فرقہ (نامی) اس دن اہل بیت کی بربادی پر خوش ہوتا ہے اور شہادت حسین پر فتح کے تقہے لگاتا ہے تو ان کی طرح خوش ہونا حرام ہے، اس لیے کہ اظہار سے بچنا چاہئے اور ہماری نیت ان کی طرح خوشی ہونے کی نہ ہو تب بھی ان کی مشابہت سے بچنا بہتر ہے، مثلاً سرخ رنگ کا کپڑا ان دنوں پہننا ان کا طریقہ ہے، تم اگرچہ خوشی منانے کی نیت نہ کرو مگر بہتر یہ ہے کہ نہ پہنو، اگر بے نیت اظہار مسرت نہیں کیا تو حرام نہ ہوا، نہ ناجائز ہوا، صرف مکروہ اور خلاف اولیٰ ہے۔

پس انہیں وجوہ سے ہم بھی ان ایام میں اظہار مسرت کو ناجائز و ممنوع کہتے ہیں، اب آئیے دیکھا جائے کہ جلسہ ذکر شہادت کو جشن شہید اکبر کہنا ممانعت کی ان وجوہ میں سے کسی کے ذیل میں آتا ہے یا نہیں؟

ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ ایام عاشورہ کو ایام غم قرار دینا شرعاً ممنوع ہے، تو اب یہ صورت حال ہوئی کہ یہ دن یا تو ایام مسرت ہیں یا ایام سادہ۔ یعنی مسرت و غم دونوں سے خالی، اس روشنی میں وجہ اول کا مفاد یہ ہوا کہ ان دنوں میں نہ اظہار غم جائز ہے نہ اظہار مسرت، صرف ظہور غم ہو تو اس پر کوئی شرعی قدغن نہیں، کہ یہ فطری جذبہ ہے اور یہ ایمان کامل کی علامت ہے، شریعت نہ جذبہ فطری گلا گھونٹی ہے اور نہ ایمان کے کمال پر بربیک لگاتی ہے۔ یہاں یہ خیال کہ اس دن کے یوم مسرت ہونے کی صورت میں ظہور غم ممکن نہ ہوگا صحیح نہیں، کیونکہ ان دنوں میں کوئی منافات نہیں، روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ عین مسرتوں کے ہجوم میں کوئی الم انگیز یاد بے قرار کر دیتی ہے، آنکھیں بھیگ جاتی ہیں دل بھر آتا ہے۔

چنانچہ انہیں ایام محرم میں ظہور غم کا باعث اجر ہونا آپ سن چکے، غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۷۵ پر ہے، جو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے، امام عالی مقام کے اس منزل رفیع پر ہم کو خوش ہونا چاہئے نہ کہ جزع فزع اور اظہار رنج و الم

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے داروں کہاں
توان دونوں بزرگوں کے قول سے غم و مسرت کا ساتھ ساتھ ہونا ثابت ہوا، بلکہ خود سائل نے بھی اس کی وضاحت کی ہے کہ بلاشبہ مومن کے لیے درجہ شہادت بلند ترین درجہ ہے اور شہادت امام حسین سے اسلام کو جو سر بلندی حاصل ہوئی اس میں کوئی شک نہیں، یہ اس امر کا اعتراف ہے کہ یہ شہادت عظمیٰ

Click For More

مسلمانوں کے لیے فخر و مسرت کا سبب ہے اور اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ اس کی یاد سے سرکار مصطفیٰ ﷺ آبدیدہ ہو گئے اور مولاعلیٰ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی تو اسی واقعہ ہائلہ میں انہوں نے ایک ساتھ دونوں پہلوؤں کا اقرار کیا۔

پس ثابت ہوا کہ اس کے یوم مسرت ہونے میں اور ظہور غم کا وقت ہونے میں کوئی منافات نہیں اس لیے یہ سوچنا صحیح نہیں کہ اس دن کو کسی نے یوم مسرت یا جلسہ شہادت کو جشن شہید اکبر کہہ دیا تو امام احمد رضا فاضل بریلوی اس دن کو جس میں ظہور غم کو کمال ایمان کی علامت کہتے ہیں اس کا تحقق ناممکن ہو جائے گا اور اس جلسہ میں صرف قہقہہ اور تالی ہی کی گنجائش رہ جائے گی۔

دوسری وجہ کا فساد یہ ہے کہ یوم عاشورہ کے اس واقعہ میں مسرت مشروع کے ساتھ قہقہ اور مذموم مسرت بھی فرقہ ناصبہ نے شامل کر لی ہے، وہ آل عباس کی بربادی کو حق بجانب سمجھ کر غیر معمولی خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اس دن کو یوم عید قرار دیتے ہیں، اظہار سرور کے لیے سرخ رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں، ان ایام میں اس نیت قبیحہ مذمومہ کے ساتھ مسلمانوں کو یہ افعال فرح و سرور کے ساتھ ادا کرنے حرام ہیں اور نیت مذمومہ نہ ہو تب بھی ان کی ظاہر مشابہت سے بچنا چاہئے اور ایسا نہ کرنا چاہئے، پھر بھی اگر کسی نے اس نیت کے بغیر ایسا کر لیا تو ناجائز ہوا نہ حرام، صرف خلاف اولیٰ ہوگا، اس وجہ کی روشنی میں جس جگہ جشن شہید کر بلا کہنا اگر اسی مسرت مذمومہ کا اظہار قرار دیا جائے تب تو حرام ہوگا ورنہ نہیں اور یہ کہنا کہ اشتہار مرتب کرنے والے کی نیت اس لفظ کے لکھتے وقت اسی مسرت مذمومہ کی تھی، بڑی زیادتی ہوگی بھلا کون سی ایسا سوچ سکتا ہے؟

حدیث شریف میں ہے: "هلا شقت قلبه"

پس جیسا کہ ہم نے اوپر تحریر کیا اشتہار مرتب کرنے والے کی نظر میں اگر فرہنگ آصفیہ کی مذکورہ تفصیل رہی ہو یا انہوں نے یہ خیال کیا ہو کہ آج کل ہر بڑے جلسے کو کانفرنس کہا جاتا ہے اور ہر جلسے کے پوسٹر کا عنوان جشن کے لفظ سے مزین ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک یہی زیادہ قرین قیاس کہ مرتبین نے بلا لحاظ غم و مسرت اس لفظ کو ایک شاندار لفظ خیال کر کے لکھ دیا، تب تو اس لفظ کو اظہار یا ظہور مسرت سے دور کا واسطہ بھی نہیں، نہ اس کے خلاف کوئی شرعی حکم لگ سکتا ہے، اور اگر مسرت کے معنی کا لحاظ کر کے جشن کہہ دیا ہو کہ اس میں مسلمانوں کے لیے بھی ایک گونہ خوشی کی بات ہے، تب بھی ایسا لکھنا حرام نہ ہوگا، جب تک اس کے ساتھ وہ مذموم نیت لو اصب نہ ہو اور ہم بتا چکے کہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا گمان کرنا خود جرم ہے، فقہ اس جلسہ کو جشن کہنا حرام نہیں اور اس پر حرمت کا حکم لگانا صحیح نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ

Click For More

بلحاظ معلومات عامہ اس جلسے کی تعبیر اس لفظ سے بہتر نہیں، اس طرح یہ مسئلہ ہمارے نزدیک حلت و حرمت کے بجائے زبان و بیان سے تعلق رکھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۳۰ رجب الاول ۱۴۰۹ھ

(۶۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اہل سنت و جماعت کی جانب سے ایک پوسٹر بعنوان جشن شہید اکبر شائع ہوا۔ جس پر بعض لوگوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ ناجائز و حرام ہے۔ اور کسی طرح جائز نہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا کہ ایسا وہی لکھے گا جو یزیدی یا ناصبی اور خارجی ہوگا۔ اس کے پیچھے بغیر توبہ نماز جائز نہیں اور منبر و عظ وغیرہ پر بیٹھانا بھی ناجائز ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع یہ عنوان درست ہے یا نہیں۔ نیز جن لوگوں نے اسے ناجائز کہا اور مشتہر کو یزیدی یا ناصبی و خارجی کہا ان کے لیے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟ بیوا توجروا المستفتی عزیز الرحمن منانی بریلوی مدرس الجامعہ القادریہ چھائیشن بریلی شریف

الجواب

(۱) جشن کا لفظ اردو زبان میں جلسہ مسرت کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اور مجلس، کامرانی، اور بول بالا کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ فرہنگ آصفیہ جلد دوم ص ۴۱۔ اور لکھنے والے چونکہ سنی ہیں۔ اس لیے یہ قرینہ ہے کہ انہوں نے موخر الذکر تینوں معنی ہی مراد لیے۔ یعنی کامرانی شہید اکبر، مجلس شہید اکبر اور شہید اکبر کا بول بالا۔ اس لیے اس لفظ کے اطلاق کے شرعاً حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

(۲) اور جلسہ مسرت کے معنی میں بھی لیا جائے تو بلاشبہ رتبہ شہادت مومن کی معراج اور وجہ سرور قلب و روح ہے تو اس درجہ علیا پر امام عالی مقام کی سرفرازی بلاشک تمام اہل اسلام کے لیے وجہ مسرت ہے، اور ہم کو حق ہے کہ اگر کسی دن غم و مسرت دونوں قسم کے واقعات سے پالا پڑے تو غم پر صبر کریں اور انعام ملنے کی خوشی ظاہر کریں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ۶۲ و ۶۳)

اس لیے پوسٹر شائع کرنے والوں کے خلاف شرعاً کوئی الزام قائم نہیں ہوگا۔ اس کو ناجائز و حرام کہنا غلط ہے۔ اور شائع کرنے والے سنیوں کو ناصبی خارجی یا یزیدی کہنا زیادتی اور قابل تعزیر جرم ہے۔

ان لوگوں کو مشتہرین سے معافی مانگنا چاہئے۔ مشتہرین کی قیادت و امامت میں کوئی حرج نہیں۔ اتنی بات ہے کہ جو لوگ جشن کے معافی سے آگاہ نہیں اور اس لفظ کو صرف جلسہ مسرت کے معنی میں (اپنی غلطی نہیں سے) محدود سمجھتے ہیں اور اس موقع پر مسرت کو بھی اس غلط معنی پر محمول کرتے ہیں جو ان دنوں میں خارجیوں کی علامت ہے۔ ان کو اس لفظ سے غلط نہیں ہوگی۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا تھا کہ اس

Click For More

موقع پر یہ لفظ نہ بولا جاتا۔ یعنی یہ لفظ جلسہ ذکر شہادت کے لیے بولنا خلاف اولیٰ تھا۔ حرام و ناجائز نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۲/ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(۶۲-۶۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) کسی پھل دار درخت یا پودے کی سینچائی تاڑی یا شراب سے کی جائے تو اس درخت کا پھل

کھانا کیسا ہے؟

(۲) عمامہ کا طول و عرض کم سے کم کتنا ہونا چاہئے؟

(۳) یہاں گنگا کا پانی مچھلی کے شکار کے لیے گرام پنچایت سے معمولی قیمت پر مسجد یا مدرسہ کے

نام لے لیا جاتا ہے۔ پھر آپس میں مسلمان بولی بولتے ہیں۔ اور پیسہ بولی میں جو بڑھ جاتا ہے نقد
ادا کر دیتے ہیں۔ اگر شکار قاعدے سے اور مستقل ہوتا رہتا ہے۔ تو خسارہ کبھی نہیں ہوتا۔ اس شکل میں
بڑھے ہوئے پیسے مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) موجودہ دور میں لوگ بینک کے ذریعہ جیون بیمہ کراتے ہیں۔ یا فکسٹ ڈپازٹ کراتے ہیں۔

پانچ سال کے بعد دو گنا ملتا ہے ایسا کرنا اور بینک سے جو زائد رقم ملتی ہے اس کو لینا اور اپنے مصرف یا کسی
ٹیک جگہ مثلاً مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

نیز آج کل کاروباری حضرات زیادہ تر بینک ہی کے ذریعہ کاروبار کرتے ہیں جس میں سود دینا

پڑتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو کاروبار ختم ہو جاتا ہے۔ دریں صورت کیا کیا جائے؟

(۵) مردے کو دفنانے کے کتنی دیر بعد اور قبر کے کتنے فاصلہ سے کھڑے ہو کر اذان دینا چاہئے؟

نیز لوگ وہاں سے چلے جائیں تو اذان دینی چاہئے۔ یا لوگوں کی موجودگی میں بھی اذان دے سکتے ہیں۔

مستفتی ابوالکلام احمد غفرلہ مقام وپوسٹ کسم کھور ضلع فرآباد یو۔ پی۔

میزا تو جروا

الجواب

(۱) جائز ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

عن ابی مسعود الزروع المستسقیة بالنجاسات لا تکره ولا تحرم عند اکثر الفقهاء۔

(۲) عمامہ کے عرض کی تصریح کہیں نظر سے نہیں گزری طول کے بارے میں فتاویٰ رضویہ میں

ہے۔ عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہونہ چھ گز سے زیادہ۔ [جلد دہم نصف اخیر ص ۹۳]

(۳) مسجد نے گنگا کے پانی کو مچھلی مارنے کے لیے ٹھیکہ پر پھر دوسروں نے مسجد سے جو ٹھیکہ کیا

جائز اور ایسا پیسہ نہ مسجد کی تعمیر میں لگ سکتا ہے نہ مدرسہ میں استعمال ہو سکتا ہے۔

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عالمگیری میں ہے: لایحوز اجارة الاجام والانهار للسمک وغیره۔

(۴) بیمہ زندگی کا ہویا کاروبار کا اصلاً جو ہے۔ اور روپیہ جمع کر کے اس پر منافع لینا یا قرض لے کر منافع دینا سود۔ لیکن یہاں سرکاری بنکوں سے ان معاملات کو علماء نے جائز بتایا ہے کہ مسلم اور حربی کے درمیان سود کا تحقق ہی نہیں ہوتا۔ پھر بھی ہمارے نزدیک احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے بچا جائے اور ایسے معاملات سے جو اندر تم ملے اس کو فقراء اور ضرورت مندوں کو دے دیا جائے۔

(۵) لوگوں کے رہنے یا جانے سے اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا، دفن سے پوری طرح فارغ ہو کر اذان دی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ شوال ۱۲۱۳ھ

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ایک عالم پیش امام نے نماز میں خطبہ کے پہلے بھری مسجد کے اندر مسجد کے صدر کے خلاف صرف ذاتی رنجش کی بنا پر بہت گستاخانہ اور ادب سے گری ہوئی باتیں کہیں، جیسے ایسے جاہل صدر کو ہاتھ پکڑ کر باہر نکال دینا چاہئے۔ مسجد کا صدر عالم ہونا چاہئے۔ ایسا جاہل صدر نہیں ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ بہت سی غلط قسم کی باتیں کہیں۔ اور جمعہ کے ٹائم سے ۵ سات منٹ سے زیادہ بولتے ہیں، ان کی اس گستاخانہ تقریر سے اور خاص کر مسجد کے اندر اس قسم کی بات سے مسجد کے اندر بہت سے لوگ ناراض ہیں۔ اور کچھ لوگوں نے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ پیش امام صاحب اس قسم کی غلط تقریر کر کے کہ صدر عالم ہونا چاہئے مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر دو پارٹی کرنا چاہتے ہیں۔ تو پہلی امر طلب بات یہ ہے کہ ایسے پیش امام کے پیچھے جو صرف ذاتی رنجش کی بنا پر بھری مسجد میں کسی کو بے عزت کرے۔ اور مسلمانوں کو اپنی غلط باتوں سے گمراہ کرنا چاہے۔ اور دو پارٹی کرنا چاہے۔ نماز جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

(۲) اور دوسری امر طلب بات یہ ہے کہ ایک مانگ اسی مندرجہ بالا صدر نے دوڑ دھوپ کر عوام کے چندہ سے اس خیال سے خریدا کہ اس مانگ سے مسجد کے اذان و جمعہ کے دن خطبہ اور تقریر وغیرہ کا بھی کام چلے گا۔ اور عوام کی ضرورت کی باتیں بھی اعلان کیا جائے گا۔ جیسے کسی کا انتقال ہو گیا تو مسجد سے اعلان کیا جاتا ہے۔ گاؤں میں سستے غلہ کی دوکان پر چینی آگئی۔ تو اعلان ہوتا ہے۔ کوئی بچہ بھول جائے یا کچھ اور بھول جانے کی صورت میں کچھ روپیہ ہدیہ لے کر مسجد سے اعلان کیا جاتا ہے۔ تو مندرجہ بالا مانگ پر اعلان کرنے کے لیے صدر سے پیش امام کو اجازت لینا پڑے گی؟ یا پیش امام سے صدر کو اجازت لینا پڑے گی؟ قرآن عظیم و حدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

المستفتی عظیم اللہ خاں مدرسہ اسلامیہ عربیہ فیض العلوم محلہ عمر گنج ڈاکٹی پرائی ضلع بلیا

الجواب

مہم الزام کا شرعی حکم بتانا مشکل ہے۔ ہاں جو بات پیش امام کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ مثلاً صدر کا جاہل ہونا تو اگر واقعہ صدر جاہل ہو اور اپنی جہالت اور ضد سے غلط کام کرتا ہو۔ یا اس میں ایسے عیوب ہوں جن کی وجہ سے اس کا ایسی باعزت جگہ پر رہنا شرعاً جائز نہ ہو۔ تو امام نے اس کا اعلان کر کے کوئی غلطی نہیں کی۔ حدیث شریف میں ہے:

من رأى منكرًا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه [البداية: ۲۵۸/۸]۔

جو کوئی خلاف شرع کام دیکھے تو اس کے ہاتھ سے بن سکتا ہو تو ہاتھ سے درست کر دے اور زبان سے ہو سکتا ہو تو زبان سے درست کرے۔

اور اگر صدر نیک و صالح اور بے عیب ہے اور امام نے ازراہ سرکشی اس کے خلاف یہ مہم شروع کی ہو تو یہ بے شک ایذائے مسلم اور ظلم و گناہ ہے۔ امام کو صدر سے معافی مانگی چاہئے۔ اور معافی مانگنے کے بعد لوگوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔

مگر ہمارا تجربہ یہ ہے کہ آج کل ہم لوگوں کی مصیبت یہ ہے کہ ایسے معاملات میں عموماً کوتاہیاں دونوں طرف سے ہوتی ہیں اور ہر آدمی دوسرے کا قصور دیکھتا ہے۔ اور اپنی کوتاہیوں پر اسکی نظر ہوتی ہی نہیں جب لاؤڈ اسپیکر اسی صحیح مقصد میں استعمال ہوا ہے جس کے لیے وہ لایا گیا ہے۔ تو یہ سوال ہی غلط ہے کہ کون کس سے پوچھے صدر کے منتظم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ امام کو جمعہ کے دن خطبہ دینا ہو تو وہ صدر سے پوچھے کہ لاؤڈ اسپیکر چالو کیا جائے کہ نہیں یا بیچ وقتہ اذان دینا ہو تو صدر سے اجازت لے اور وہ اجازت دے تب اذان ہو۔ اسی طرح کوئی کسی جائز بات کا اعلان کرایا جائے اور امام جو وقت پر موجود تھا اس نے اعلان کر دیا۔ اور معاوضہ لے کر مسجد میں دے دیا تو امام کے خلاف جرم بنے کہ صدر سے کیوں پوچھا نہیں، یونہی یہ بات بھی غلط ہے کہ امام صدر پر اپنا غلط حکم چلائے، مسجد کا انتظام ضرور اس کی رائے مشورہ سے ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۶ شوال ۱۴۲۰ھ

(۶۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید تقریر میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف، توصیف میں مندرجہ ذیل واقعہ کو بیان کر رہا تھا کہ ایک بار حضرت بلال اذان پڑھ رہے تھے۔ مگر لفظ شین صحیح طریقہ پر ادا نہیں کر پارہے تھے جس پر کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بارگاہ نبوت میں شکایت کی کہ کوئی دوسرا مؤذن مقرر

کر دیا جائے۔ سرور کائنات ﷺ نے دوسرا مؤذن مقرر فرمایا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان نہ دی تو صبح نہ ہوئی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بستر پر کروٹ بدلتے بدلتے پیٹھ دکھنے لگی مگر صبح ہو ہی نہیں رہی ہے۔ اتنے میں جبرئیل امین حاضر ہوتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ جب تک بلال اذان نہ دیں گے صبح نہیں ہو سکتی۔ ”سین بلال عند اللہ شین“ اتنے میں بکر کہتا ہے کہ مولانا یہ واقعہ معتبر نہیں، لوگوں کو قصہ کہانی سنانے آتے ہیں۔ اس واقعہ کی کہیں حدیث میں تذکرہ نہیں ہے۔

لہذا مدلل تحریر فرمائیں کہ زید کا بیان درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست ہے تو یہ واقعہ کس حدیث میں ہے۔ عین نوازش ہوگی۔
استفتی محمد ہارون مدرس ندائے حق اشرفیہ بریل تہجیم ربیع الثانی

الجواب

ہمارے پاس فی الوقت ایسی کوئی کتاب نہیں جس سے اس واقعہ کی تحقیق کریں۔ البتہ موضوعات میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ص ۴۳ پر تحریر فرمایا۔

حدیث: ”سین بلال عند اللہ شین“ یعنی بلال کی سین اللہ کے نزدیک شین ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بے اصل ہی ہے۔ واقعہ زید کو ایسی بات نہیں بیان کرنی چاہئے جس کا ثبوت نہ مل سکے۔ زید سے دریافت کیا جائے کہ حضرت بلال کے اذان نہ دینے سے صبح نہ ہوئی، یہ کس حدیث یا تاریخ کی کتاب میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

(۶۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ نماز پڑھنے کا حکم پہلے یا سیکھنے کا؟

الجواب

اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور پڑھنے کے لیے سیکھنا ضروری ہے تو سیکھو بھی۔ ہاں یہ کوئی عذر کرے کہ نماز سیکھ لیں گے تو پڑھنا شروع کریں گے تو غلط ہے، نماز کی نیت سے لوگوں کے ساتھ اٹھ بیٹھ تو سکتے ہیں، وہی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

(۷۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ وضو کر کے مسجد میں داخل ہو کر پہلے بیٹھ جانا پھر کھڑے ہونا نماز کے لیے یہ شروع میں بیٹھنا کیا ہے؟

الجواب

مسجد میں داخل ہو کر اگر کھڑے کھڑے کوئی نماز شروع کر دی تو اسی نماز سے تحیۃ المسجد کا بھی ثواب مل جائے گا۔

(۷۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کتنے فاصلہ پر شروع ہوتا ہے مقام حضر؟ ظہر کی فرض سے پہلے چار رکعت سنت مکان کی وجہ چھوڑنے سے کیا گناہ ہے؟

الجواب

فاصلہ حضر کے لیے نہیں ہے سفر کے لیے ہے، جب آدمی کسی آبادی میں پندرہ دن اقامت کی نیت کرے یا وطن لوٹ آئے تو حضر ہو گیا۔ جو شخص ایک بار بھی بلا عذر یہ سنت چھوڑے مستحق ملامت ہے اور جو اس کی عادت بنا لے قاسق ہے۔

(۷۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زمانہ کے حالات کا جائز لیتے ہوئے فتویٰ میں نرمی یا تبدیلی کا اختیار حاصل ہے جیسے منقود الحظر کے مسئلہ میں مالکی مذہب پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ زمانہ حاضرہ میں سعیت کے دشمنوں میں مشرکوں کی تعلیم بہت زیادہ ہو گئی ہے، مذہبی تحریکیں بہت چل پڑی ہیں۔ ان تحریکوں میں عورتوں کو اپنے محرم کے ساتھ دوسرے ملکوں تک لے جایا جا رہا ہے اور عورتوں کو خطاب کرنے کے پروگرام کثرت سے رکھے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں گھر کے مرد اور اولاد سب بد مذہبیت کی طرف راغب ہو گئے ہیں اور مرعت کے ساتھ راغب ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں اگر سنیوں میں خواتین کو علمائے کرام کے خطاب سے بھی محروم کر دیا گیا تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔ درخت کو اندر سے گھن کھانے کے بعد گرنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔

سائل: مقبول پاشاہ قادری، بنگلور/ ۸ تیسرا کرا اس مسجد روڈ جے سی نگر بنگلور

الجواب

کوئی مرد عورتوں کو وعظ، نصیحت اور انہیں دین کی تعلیم دے یہ امر شرعاً جائز اور حضور ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے۔ بخاری شریف جلد اول ص ۲۰ پر ہے: "عن ابن عباس ان النبی ﷺ خرج ومعہ بلال فظن انه لم یسمع النساء فوعظهن وامرهن بالصدقة"

حضور ﷺ نے ایک دفعہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ عورتوں کا مجمع کچھ دور تھا آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں نے میری باتیں نہیں سنیں تو رسول اللہ ﷺ حضرت بلال کو ساتھ لے کر عورتوں کے اجتماع میں گئے

Click For More

انہیں ہدایت کی اور وعظ فرمایا۔ اور انہیں صدقہ کرنے کی تلقین کی۔

اسی جلد اور صفحہ پر دوسری حدیث شریف ہے

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں: "قال النساء للنبي ﷺ غلبنا عليك الرجال فاجعل

لنا يوما من نفسك فوعظهن فيه فوعظهن وامرهن"

صحابی عورتوں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی یا رسول اللہ مرد ہی ہر وقت آپ کو گھیرے رہتے ہیں اور انہوں نے ہم کو آپ کے وعظ و نصیحت سے محروم کر دیا ہے تو آپ ایک دن ہمارے لیے مخصوص کر دیجئے، جب صرف ہم عورتیں ہی آپ سے تعلیم و ہدایت و فیض اٹھائیں تو آپ نے ان عورتوں کی فرمائش کے مطابق دن مقرر کر دیا، اس وقت وہی جمع ہوئیں اور آپ وہاں جا کر ان کو وعظ و نصیحت کرتے۔

تو عورتوں کو خاص طور سے نصیحت تلقین کرنا جائز ہوا، لیکن اس کے لیے کچھ شرائط ہیں، ہر طرح پرودہ کا مکمل انتظام ہو اور کسی قسم کے فتنہ کا کوئی احتمال نہ ہو۔ دیکھئے۔

حضور ﷺ کے عہد مبارک میں عورتیں مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جاتی تھیں، لیکن بعد میں جب لوگوں میں فساد آیا تو علماء نے ان کا مسجدوں میں جانا موقوف کیا، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مسجد میں دینی جلسہ میں عورتوں کی شرکت سے سوال ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا۔ عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں۔ اور واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو۔ اور جانے میں کامل احتیاط اور پورا پرودہ ہو۔ اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس رجال سے دوران کی نشست ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی، مئس العلوم گھوسی مؤ، ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ

(۷۳-۷۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید امام ہے اور اس کے پانچ بیٹے ہیں، جن میں سے دو بالغ ہیں، ایک لڑکے کی عمر ۲۰ سال ہے اور دوسرے کی ۷ سال اور باقی لڑکوں کی عمر دس سال سے اوپر ہے، ان پانچ لڑکوں میں سے کسی کا ختنہ نہیں ہوا ہے۔ امام صاحب سے جب پوچھا گیا کہ ختنہ کیوں نہیں کروائے تو جواب ملا کہ مجبوری ہے یعنی دھوم دھام سے کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اب ان لڑکوں کا ختنہ کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ جب کہ لڑکے بالغ ہو چکے ہیں۔ شرع کے مطابق مسئلہ سے آگاہ کریں۔

Click For More

(۲) زید کہتا ہے کہ جو قرآن عربی کے بجائے ہندی میں لکھا ہے اور عربی عبارت نہیں ہے بلکہ سب ہندی ہے تو اگر کوئی شخص ہندی میں لکھا ہو قرآن شریف تلاوت کرے۔ تو اس کو ثواب ملے گا یا نہیں
محمد محرم خاں تحت پور ضلع بلاسپور ایم پی ۷۱/۱۷ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

الجواب

(۱) ختنہ سنت موکدہ اور شعار اسلام ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۳۶) اور حدیث شریف میں ہے
کہ حضور ﷺ نے ایک نو مسلم کو حکم فرمایا۔ الق عنك شعر الکفر ثم اختن [سنن ابی داؤد: ۳۵۶]۔
زمانہ کفر کے بال اتار اور اپنا ختنہ کرا۔ (احمد و ابوداؤد)
ختنہ کی مدت سات سال سے ۱۲ سال کی عمر تک ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ولادت کے
سات دن بعد ہو ۱۲ سال تک۔ (بہار شریعت جلد ۱۵ ص ۱۷۱)
عالمگیری میں ہے: ابتداء وقت المستحب للختان من سبع سنين الى اثنتي عشرة
سنة وقال بعضهم يحوز بعد سبعة ايام من وقت الولادة۔ (جلد ۵ ص ۳۵۷)
اس مدت میں ختنہ کرانا باپ کا کام ہے۔

وللاب ان يختن ولده الصغير۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

زید مذکور اتنے دنوں تک یہ سنت انبیاء ترک کر کے بے شک شعار اسلام کا تارک اور مستحق عذاب
الہی ہوا۔ کہ عادت سنت موکدہ ترک کرنے والے کا یہی حکم ہے (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۱۸۸)
زید پر واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ صادقہ کرے اور نابالغ لڑکوں کا ختنہ فوراً کرائے
مسئلہ جان لینے کے بعد بھی اگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمان اس کو ضرور امامت سے علیحدہ
کرویں۔ ومشی فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم [شامی: ج ۲/۲۵۵]۔
شرح منیہ میں لکھا ہے کہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

اور سوال میں اس نے جو مجبوری بتائی شریعت میں اس کا اعتبار کچھ نہیں، ختنہ کے لیے دعوت عام
اور دعوت دعام کچھ ضروری نہیں۔ جو لڑکے بالغ ہو گئے ہیں وہ اگر اپنا ختنہ کر سکتے ہیں تو کریں۔ اور نہ
کر سکتے ہوں تو ایک روایت میں ہے کہ معاف ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کسی دوسرے جانکار
آوی سے کرا سکتے ہیں۔ جو ختنہ کرنا جانتا ہو۔

(۲) دنیا کی کسی زبان کا رسم الخط (لپی) خود نہ تو اچھا ہے نہ بڑا کہ وہ مختلف آوازوں کی علامت
ہے، اس کی اچھائی یا پرانی کا حکم اس مضمون کے اعتبار سے ہوگا جو اس رسم الخط کے ذریعہ لکھے گئے، مضمون

اچھا ہے تو وہ عبارت اچھی ہے خواہ کسی رسم الخط میں لکھی گئی۔ اور مضمون برا ہے تو عبارت بری۔ پس اگر ہندی رسم الخط میں قرآن شریف لکھا گیا ہے تو وہ قرآن ہوگا۔ اور اس کا پڑھنا تلاوت ہی کہا جائے گا اور اگر صحیح پڑھا تو اجر و ثواب کی بھی امید ہے، لیکن ہندی رسم الخط میں یہ کمی ہے کہ اس میں عربی زبان کے بہت سارے حروف کی حروف تہجی (علامت) نہیں ہے، اس لیے صرف ہندی رسم الخط کے ذریعہ قرآن شریف پڑھنے والا قرآن عظیم صحیح تلفظ نہیں کر سکتا۔ جب کہ قرآن کو صحیح پڑھنا ضروری ہے اور غلط پڑھنا گناہ اس لیے عام مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن عظیم کو عربی رسم الخط کے ساتھ صحیح صحیح سیکھیں اور چھاپنے والے بھی صرف ہندی رسم الخط میں نہ چھاپیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ، ۱۲ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

(۷۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ داڑھی مشت برابر رکھنے کے مسئلے میں چاروں اماموں میں کن کا اتفاق ہے؟ اور اختلاف ہے تو کن سے اور کیوں؟

الجواب

امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب میں تو ایک مشت داڑھی رکھنے کا حکم صریح ہے، اور امام مالک اور امام شافعی کے وہاں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مطلقاً بڑھانے کا حکم ہے، جب زیادہ لمبی ہو جائے تو داڑھ کے نیچے ڈارہ ڈارہ کے حدود کی لمبائی اور چوڑائی سے کچھ کاٹنے کا حکم ہے۔ (۷۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جمیع امت مسلمین میں فرق مرتبہ کا ہے تو کس وجہ سے ہے؟ اور صحابہ، تابعین، امام و شہداء کرام اولیاء اللہ ان کے سوا فرق عام لوگوں میں مرتبہ دریافت طلب امر درکار ہے تو کون سا اور کیسے؟

الجواب

اس سوال کا جواب بہت طولانی ہے۔ مختصر یہ سمجھئے کہ جو جتنا نیک ہے وہ اتنا ہی افضل ہے واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

کسب کا بیان

(۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی خلیع مسو کے دارالافتاء سے جاری شدہ فتویٰ (۱۴ شوال

۱۳۰۹ھ حوالہ نمبر ۱۸۸) میں ”اور لڑکا باپ کے عیال میں ہو“۔ درج ہے مذکورہ فتویٰ کی افادیت میں اضافہ کی غرض سے وضاحت طلب ہے کہ

- (۱) لڑکا باپ کی پرورش میں کب تک رہتا ہے؟
 - (۲) لڑکے کو اپنے باپ کی پرورش میں کب تک رہنا ہوگا؟
 - (۳) باپ کو اپنی پرورش میں لڑکے کو کب تک رکھنے کا اختیار باقی ہے؟
 - (۴) عیال کے کہتے ہیں اور دور عیال کب تک رہتا ہے؟
 - (۵) کن صورتوں میں پرورش ”اور عیال“ کی اصطلاح جائز ہوگی؟ اور کن صورتوں میں ناجائز؟
- دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ حکم شرعی مرحمت فرمائیں۔ عند اللہ ماجور ہوں۔
- المستفتی عالم ریڈی منڈیا بازار بیکن گنج کان پور

الجواب

منجد میں ہے: ”عائلة الرجل زوجته واولاده ومن تكفل به واقاربه لابیہ“

آدمی کی عیال میں اس کی بیوی اور اولاد اور وہ جس کے ضروریات کی ذمہ داری اس پر ہے اور باپ کی طرف سے آدمی کے رشتہ دار داخل ہیں۔ عیال داری کے معنی ہیں، ”کفالتهم ومعاشهم“

ان کی معیشت کی ذمہ داری۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیال میں ہونے کے لیے کسی عمر کی قید نہیں ہے، بڑا لڑکا بھی باپ کی عیال میں داخل ہے، اگر باپ اس کی معیشت کی کفالت کر رہا ہے، اس بات کی طرف ہدایہ کی عبارت رہنمائی کرتی ہے: ”ولاعن اولاده الکبار وان كانوا فی عیالہ“

باپ اپنے بالغ لڑکوں کی طرف سے صدقہ فطرہ نہیں ادا کرے گا، اگرچہ وہ بڑے لڑکے باپ کی پرورش میں ہوں۔ میرے خیال میں آپ کے تمامی سوالوں کا بنیادی محور یہی تھا جس کی وضاحت میں نے کی۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں۔ ایک آدمی اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتا ہے، ان کے خورد و نوش کپڑے لے کر والد کفیل ہے بچے سب چھوٹے ہیں، لیکن وہ بھی باپ کے ساتھ کام میں لگے رہتے ہیں۔ اس وقت باپ لڑکوں کے کام کا کوئی حساب نہیں رکھتا کہ فلاں نے اتنا کام کیا اور اس کا معاوضہ اتنا ہوا جس کا فلاں مالک ہوا، بلکہ سب کی مشترکہ محنت سے جو کچھ حاصل ہوا سب باپ کا ہی ہوتا ہے۔ بچے جیوں جیوں بڑھتے گئے۔ کام کی نوعیت میں فرق آتا گیا، اب زیادہ کام لڑکے کرتے ہیں اور باپ صرف نگرانی کرتا ہے کبھی کبھی وہ بھی اس کے بس سے باہر ہوتا ہے لیکن کمائی سب کی سب اب بھی باپ کی مانی جاتی ہے۔ اور ہمارے لوگ باپ کے مددگار تصور کئے جاتے ہیں۔ اور باپ کے انتقال کے بعد سب کا حصہ تقسیم وراثت

مقرر ہوتا ہے۔ اب باپ اپنی زندگی میں اپنے کسی ایک لڑکے کو اپنا وارث قرار دے شرعی صحیح نہیں، جب تک وہ رہائش معیشت میں باپ کی نگرانی میں ہے۔ اگرچہ بالغ اور بڑا ہو، ماں باپ کی عیال داری سے الگ ہو کر اپنی معیشت علیحدہ کرے تو اور بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی ضلع مو

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید عرصہ دراز سے بیمار ہے اور وہ اس لائق نہیں ہے کوئی کام کر سکے۔ زید کا بیٹا عمر کاروبار کرتا ہے اور بزعم خود اپنے کو مالک کہہ رہا ہے اور اپنے باپ زید کو مملوک۔ زید جب سے بیمار ہے عمر نے زید کے نام قربانی نہیں کی ہے تو کیا زید کے نام عمر کا قربانی نہ کرنا از روئے شرع درست ہے؟ بینوا تو جروا
المستفتی: ریاض الاسلام رضا نگر اور می

الجواب

صورت مسئلہ میں اگر سرمایہ (مال) باپ کا ہو اور باپ نے اپنی سہولت کے لیے کاروبار کے لائق بچوں کو جو اس کے ساتھ رہتے ہیں کاروبار سونپ دیا کہ اب تم اس کو سنبھالو یا چلاؤ یا کسی ایک ہی لڑکے کو جو صلاحیت زیادہ رکھتا ہو کاروبار سونپ دیا تو لڑکا مالک نہیں سمجھایا جائے گا، بلکہ وہ باپ کا مددگار ہوگا اور کل سرمایہ باپ کا ہی ہوگا۔

خیر یہ میں عن قنیۃ امام عمر النسفی ہے:

امر اولادہ ان یقسموا ارضہ الذی فی ناحیۃ فلان ففعلوا لایثبت الملک لہم ، باپ نے اپنی اولاد کو حکم دیا کہ میری زمین فلاں علاقہ میں تم لوگ آپس میں بانٹ لو اور لڑکوں نے ایسا کر بھی لیا، ان کی ملک نہیں ہوگی، بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ باپ نے اس علاقہ کا انتظام ان لڑکوں کو سونپا ہے، زمین باپ کی رہے گی۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۳۴۹)

یہ صورت ہو کہ باپ بیٹے میں کسی کے پاس سرمایہ نہیں، مگر دونوں مل کر کھاتے ہیں تو دونوں نے جو کمایا باپ کا ہی ہوگا لڑکا باپ کا معین و مددگار سمجھا جائے گا۔ فی القنیۃ الاب وابنہ یکتسبان فی صنعة واحدة فلم یکن لہما شیء فالکسب کلہ للاب ان کان الابن فی عیالہ لکونہ معینا۔

(فتاویٰ شامی جلد سوم ص ۲۴۹)

ان دونوں صورتوں میں پہلی صورت کی مثال ہمارے دیار میں یہ ہے کہ باپ کے پاس سرمایہ ہوتا ہے جس کو وہ کاروبار میں لگاتا رہتا ہے، اس کے لڑکے بھی باپ کے کاروبار میں ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں

Click For More

جب لڑکے ہوشیار ہو جاتے ہیں، باپ صرف بالائی دیکھ رکھتا ہے، بلکہ بالکل فارغ البال ہو کر سارا کام ان لڑکوں پر چھوڑ دیتا ہے۔ یا ان میں سے جو ہوشیار ہو تو اسے اختیار دے دیتا ہے اور بقیہ لڑکے اسی کی نگرانی میں اسی کاروبار میں لگے رہتے ہیں۔ اور جس کا صرف ایک لڑکا ہو وہ اس کو سپرد کر دیتا ہے، ایسی صورت میں سازی جائداد باپ کی ہی مانی جاتی ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ سے حوالہ گذرا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ غریب عیالدار آدمی اپنے عیال کی پرورش کے لیے گھر سے باہر نکل کر محنت و مزدوری یا اجرت پر کام گھرا کر کرتا ہے اور ہر حالت میں بچے بیوی بھی اس کے ساتھ مل جل کر کام کرتے ہیں انہیں میں جو لڑکا بڑا اور سلیقہ مند ہوتا ہے وہ باپ کی جگہ کام کاج کی ذمہ داری بھی لیتا ہے اور اسی کام کو جو باپ کرتا ہے اسی کو آگے بڑھاتا ہے، اس صورت میں بھی جو آمدنی ہو وہ باپ کی مانی جاتی ہے اور سب بیوی بچے خانہ مالک کے مددگار سمجھے جاتے ہیں۔

پس صورت مسئولہ میں مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی زید و عمر کے معاملات کی ہو تو جو آمدنی اس کاروبار سے ہوگی سب کا مالک باپ زید ہوگا۔ اور اس کا بیٹا عمر اس کا مددگار ہوگا۔ مال کا مالک نہ ہوگا، باپ کے کمزور اور بیمار ہونے سے اس کی ملک پر کوئی اثر نہ پڑے گا اور اس حالت میں ضروریات زندگی سے فاضل رقم گھر میں ہو تو باپ پر قربانی واجب ہوگی اور جان بوجھ کر بیٹا باپ کی طرف سے قربانی نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا کہ فی الوقت گھر کا انتظام اسی کے ذریعہ انجام پا رہا ہے اور اگر عمر اپنے باپ سے علیحدہ کوئی کام کرتا رہا ہے اور زید کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر گھر سے الگ تھلک کوئی دوسرا کام کرتا ہو تو اس صورت میں اس کی یہ چالاکی ضرور قابل شکایت ہوگی مگر مال کا مالک وہی ہوگا۔ شامی میں تحریر ہے: **اذا كان لها كسب علیحدة فهو لها۔** اب اگر باپ کے پاس مقدار نصاب سرمایہ ہو تو قربانی اس پر واجب ہے۔ اور وہ مالک نصاب نہ ہو تو قربانی اس پر واجب نہ ہوگی، البتہ زید محتاج ہو تو عمر و پر اس کا نان نفقہ ضرور واجب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی یکم ۱۴۲۳ھ

(۵-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید ایسی جگہ مزدوری کرتا ہے جہاں کہ معلوم ہے کہ وہاں کے لوگ ناجائز اور حرام طریقہ سے مال حاصل کرتے ہیں اور ان کی کھیتی باڑی کپڑے اور مکان حتیٰ کہ ان کا کھانا پینا بھی رزق حرام سے منسلک ہے اور زید ان کی ساری حالت سے واقف ہے تو اب زید کا ان سے بطور حد یہ صدقہ اور اجرت و زکوٰۃ و فطرہ کا مال و دولت لینا یا کھانا پینا حلال ہے یا حرام؟

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) یہ کہ بکرنے رزق حرام سے کھیتی باڑی دوکانداری یا اور دوسرے ذرائع پیدا کر لے اور اب حرام رزق کو چھوڑ چکا ہے اور اس سے تائب ہو گیا تو کیا وہ حاصل شدہ ذرائع اس کے لیے حلال ہو جائیں گے یا حرام ہی رہیں گے؟

(۳) یہ کہ عمر کی کھیتی باڑی وغیرہ رزق حلال سے تھی، لیکن اب اس میں بطور بیج اناج یا پانی کے مال حرام کی بھی آمیزش قدرے کرتا ہے تو کیا اس کھیت سے حاصل شدہ اناج حلال ہوگا یا حرام؟
المستفتی، محمد افروز عالم مقام و پوسٹ رنچ پور وایا پرتاب گڑھ ضلع جتوڑ گڑھ راجستھان

الجواب

(۱) جس چیز کا عینہ مال حرام ہونا معلوم ہو اس کو خریدنا، اجرت میں لینا، یا ہدیہ قبول کرنا یا دعوت کی ہو تو کھانا ناجائز اور حرام ہے اور جس کے مال کا اکثر حصہ حرام ہو اس کا بھی حکم یہی ہے، معلوم نہ ہو تو لینے میں حرج نہیں، مگر مشتبہ لوگوں سے احتیاط ہی بہتر ہے (بہار شریعت)

(۲) حرام روپیہ دیکھا کر چیز خریدی اور وہی حرام روپیہ قیمت میں ادا بھی کر دیا جس کو عقد و نقد حرام پر جمع ہونا کہتے ہیں تو اس حرام مال کے بدلہ میں جو چیز حاصل کی وہ بھی حرام ہی ہوئی اور اس کا حکم بھی وہی ہے جو نمبر اول میں مذکور ہوا، اور حرام مال دکھائے بغیر معاملہ کیا کہ یہ چیز کتنے میں بیچتے ہو، بیچنے والے نے کہا ہزار روپے، میں مشتری نے منظور کر لیا اور چیز لیلی تو قیمت ادا کرتے وقت گو حرام مال ہی دیا ہو خریدی ہوگی چیز حلال ہوگی، ہاں حرام مال کی ادائیگی کا گناہ علیحدہ خریدار پر ہوگا (بہار شریعت)

(۳) کھیت میں حرام بیج بویا، حرام پانی دیا تو جب تک بیج اور پانی والے کو اس کا تاوان نہ دے لے گا پیداوار حرام ہی ہوگی، ہاں بیج اور پانی کا تاوان ادا کر دیا، مالک کو یونہی راضی کر لیا تو حاصل شدہ قلعہ حلال ہو جائے گا۔ فقط (بہار شریعت) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۳۱۵ھ

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ملتس ہوں کہ براہ کرم مسئلہ ذیل میں حکم شرعی سے آگاہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ مقامی جامع مسجد مہراج گنج پراہل سنت والجماعت کا عمل دخل ہے اور موجودہ پیش امام مسجد حذا کے حافظ نور الحق صاحب بھی عقیدہ اہل سنت والجماعت کے ہیں، عرصہ دو ماہ قبل ایک مسلمان کے کاروبار لین دین کے سلسلہ میں سود خوری کا لتوی آچکا ہے مگر مذکورہ پیش امام حضرت نور الحق صاحب اس شخص کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ہیں، امام صاحب سے یہ استدعا کی گئی کہ جس پر سود خوری قائم ہو چکی ہے، اس کے

یہاں آپ مت کھائیں، اور انہیں فتویٰ دکھایا گیا جس کو انہوں نے اطمینان سے پڑھا بھی، یہ بھی بتایا کہ متعلقہ شخص نے توبہ بھی نہیں کیا ہے اور فتویٰ آنے کے بعد بھی سو دلے رہا ہے، پھر بھی امام مذکور نے صاف صاف کہا کہ میں اکثریت کا رویہ اور رائے دیکھوں گا تبھی کوئی قدم اٹھاؤں گا، کئی بار تاکید اور استدعا کرنے پر امام صاحب نے کہا کہ میں پرہیز کرنے کی کوشش کروں گا لیکن اب تک انہوں نے پرہیز نہیں کیا، واضح ہو کہ ان ساری باتوں کے وقت کئی لوگ موجود تھے، کیا ایسے شخص کو پیش امامت کرنے کا شرعی جواز حاصل ہے اور کیا جواز امامت کے لیے امام مذکور پر توبہ و کفارہ ہے یا کوئی اور شرعی طریقہ کار اپنانا ہوگا اور کیا مسلمان بلا کسی کراہت کے امام مذکور کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں متنبی ہوں جواب شرعی سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں فقط۔

المستفتی، محمد ظہیر

الجواب

یہاں دو باتیں ہیں (۱) حرام آمدنی والے کے یہاں کھانا (۲) اس سے بات چیت اور ملاقات رکھنا، ان دونوں باتوں کا جواب مولانا احمد رضا خاں صاحب نے مندرجہ ذیل عبارت میں ظاہر فرمایا ہے "جائز بایں معنی تو ہے کہ کھالے گا تو کوئی شے حرام نہ کھائی، جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو میرے سامنے آئی ہے عینہ حرام ہے" بہ ناعد مالم نعلم شیاً حراماً بعینہ نص علیہ محرر الملعب الامام محمد رحمة الله تعالى عليه كما في الذخيرة وغيرها "مگر احترام اولیٰ، خصوصاً جبکہ قالب حرام ہو" عروجنا عن العلاف وکما فی رد المحتار عن الذخيرة عن الامام ابی جعفر احب الی فی دینہ ان لا یاکل ویسعه حکمان لم یکن ذالک الطعام غصباً و رشوة السنخ "خصوصاً جب کہ یہ شخص سود اور رشوت لینے کے باعث نہ صرف فاسق بلکہ عباد اللہ پر ظالم ہے، ایسے فاسق سے اظہار بغض و نفرت پر سلف صالح کا اجماع قائم ہے، امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احوال العلوم شریف میں فرماتے ہیں "طریق السلف قد اختلفت فی اظہار البغض مع اهل المعاصی و کلہم اتفقوا علی اظہار البغض للظلمة المبتدعة و کل من عصی الله تعالى بمعصية متعددة الی غیرہ السنخ" تو اس کے یہاں کھالے سے اور زیادہ احترام چاہئے خصوصاً اس کے ساتھ کھالے سے"

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات رکھنے میں اور ان کے وہاں کھالے میں دونوں ہی احتمال ہیں کہ خود فاسق اور ظالم ہو جائے اور اس کی امامت ناجائز ہو اور یہ بھی کہ فسق اور ظلم تک نہ پہنچے تو امام صاحب مصلحت اندیشی چھوڑیں اور اس سود خور سے صلحہ ہو جائیں، یہی سالم طریقہ

Click For More

ہے، خود مقتدیوں کے لیے بھی یہی حکم ہے، یہ نہیں کہ امام صاحب کو تو علیحدگی پر مجبور کریں اور خود اس سے ہر قسم کے تعلقات رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ

(۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید سونے چاندی کی مورتیوں پر پالش کرتا ہے، اسے سنوارتا ہے، مگر اس کی عظمت اپنے دل میں نہیں رکھتا اور ساتھ ساتھ دوسرے زیورات اور برتنوں پر بھی پالش کرتا ہے تو کیا ان اشیاء کی طے والی مزدوری کی رقم سے وہ زکوٰۃ اور فطرہ دے سکتا ہے کہ نہیں؟ اور اس رقم سے اپنے والدین کو حج کے لیے بھیج سکتا ہے کہ نہیں؟ اور اس رقم سے کپڑے وغیرہ پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے کہ نہیں۔ بینو تو جروا
استفتی، مقیم الدین امام نورانی مسجد میوارہ واسکوگوا

الجواب

مورتیوں پر پالش کرنا اور سنوارنا بھی مورت بنانے میں داخل ہے اس لیے اس کا معاوضہ ناجائز و حرام ہوگا، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۱۶۶ میں فرماتے ہیں ”اجرت جو کسی فعل حرام کے مقابل نہ ہو حرام نہیں“ اور صفحہ ۱۷۳ میں فرماتے ہیں ”جس میں خود ناجائز کام کرنا پڑے ایسی ملازمت حرام ہے“

اس لیے زید اگر کسی ایسے کارخانے میں ملازم ہے جہاں مورتیوں کی پالش بھی ضرور کرنی پڑتی ہے تو یہ ملازمت ہی حرام ہے اور اس سے حاصل ہونے والا پیسہ بھی حرام ہے۔ لہذا نہ اس سے فطرہ ادا کرنا جائز اور نہ حج کو بھیجنا درست، بلکہ اس پیسے کا استعمال کسی طریقے سے جائز نہیں۔

اور اگر خود اپنا کاروبار کرتا ہے تو برتنوں اور زیوروں کی پالش کا معاوضہ جائز ہوگا اور مورتیوں کا نہیں؟ حرام رقم سے کسی چیز کی خریداری کا معاملہ یہ ہے کہ اگر دکان دار کو حرام رقم دکھا کر کہا کہ اس روپے کے بدلے میں یہ کپڑا یا فلہ مجھے دو اس نے وہ چیز اس کو دی، پھر خریدار نے وہی رقم جسے دکھا کر معاملہ کیا تھا، اسی کو ادا کی تو اب جو مال خریدا وہ حرام، اس کا استعمال بھی حرام، اور خریداری مذکورہ بالا طریقہ سے نہ ہو اور آج کل عام طور سے اسی طرح خریداری ہوتی ہے یعنی خریداری کی بات کرتے وقت رقم دکھا کر نہ کہا ہو کہ اس روپے کے بدلے فلاں چیز دو تو اس طرح سے جو چیز خریدی گئی وہ حلال ہوگی، اگرچہ حرام مال سے ہی ادا کیا گیا ہو اور اس کا استعمال بھی حلال ہی رہے گا، ہاں اس نے حرام رقم کو بدلنے میں دیا، اس کا گناہ اس پر ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید اور اس کی بہن ہندہ جو ایک ہی گھر میں رہتے تھے، ہندہ بھی بنائی کرتی تھی اور اس کی کمائی زید اپنی کمائی ساتھ خرچ کیا کرتا تھا، دونوں کی کمائی سے ایک قطعہ زمین زید نے اپنے نام سے خریدا، تو کہا کہ میں ہندہ کو بہن نہیں بلکہ بھائی سمجھتا ہوں، یہ میرے ساتھ آدھے کی شریک ہے، دوسرے بھائیوں نے ہندہ سے کہا کہ تم کو اتنی محنت کرنے سے کیا ملے گا تو اس پر زید نے وہی بات دہرائی کہ میں اس کو بھائی سمجھتا ہوں یہ میری جائداد میں آدھے کی مالک ہے، سوال یہ ہے کہ زید کی خرید کردہ زمین میں ہندہ شرعاً مالک ہے کہ نہیں؟ اور اگر ہوئی تو کتنے کی؟ جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی، سائرہ خاتون مبارک پور

الجواب

صورت مسئلہ میں زید اور اس کی بہن نے ایک ساتھ رہ کر مال میں جو اضافہ کیا، اس میں دونوں برابر شریک ہوئے، بہار شریعت میں ہے، ہندوستان میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے مر جانے کے بعد اس کے تمام ترکہ پر قابض ہوتے اور کجائی شرکت پر کام کرتے ہیں، لینا، دینا، تجارت، ذراعت، کھانا، پینا ایک ساتھ مدتوں رہتا ہے، اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود مختار ہوتا ہے، وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور اس کے چھوٹے بھائی اس کی ماتحتی میں اس بڑے کی رائے مشورہ سے کام کرتے ہیں، یہ شرکت ملک ہے اور اس صورت میں جو کچھ تجارت و ذراعت و کاروبار کے ذریعے سے اضافہ کریں گے سب برابر کے شریک ہیں، اگرچہ کسی نے زیادہ کام کیا ہے اور کسی نے کم، کوئی دانائی اور ہوشیاری سے کام کرنا ہے اور کوئی ایسا نہیں، اگر ان شرکاء میں سے بعض نے کوئی چیز خاص اپنے لیے خریدی اور قیمت مال شرکت سے ادا کی تو یہ چیز اسی کی ہوگی، مگر قیمت چونکہ مال شرکت سے ادا کی ہے اس لیے بقیہ حصہ داروں کو معاوضہ ادا کرے (بہار شریعت وہم صفحہ ۲۲) بالخصوص اس صورت میں کہ زید نے بار بار یہ کہا کہ یہ میرے ساتھ آدھے کی شریک ہے۔ خیر یہ جلد اول میں بھی لکھا ہے، پانچ بھائی ایک ساتھ رہتے ہیں، ساتھ ہی کھاتے ہیں اور مال جمع کر لیتے ہیں تو اس مال میں پانچوں کا برابر حصہ ہوگا۔ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۳۵

سائل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کچھ اور بھائی بھی تھے جو علیحدہ ہو گئے تھے تو اس سے صورت حال پر اثر نہیں پڑے گا کہ شرکت کا سوال ان کے لیے ہے جو ایک ساتھ رہتے اور ساتھ ہی کھاتے تھے، اور جب زید اور ہندہ دونوں بھائی بہنوں کا معاملہ یکجائی تھا، کماؤں میں ضرور وہ آدھے کی شریک ہوگی۔ واللہ

عبدالمنان مدرس العلوم گھوسی، ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

تعالیٰ اعلم

Click For More

(۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید اور خالد دوست ہیں، زید وکالت کا پیشہ کرتا ہے۔ بقول زید اسے جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے اور ایک بار دوران گفتگو خالد نے زید سے کہا تھا، تمہارا پیشہ ناجائز ہے، اور کمائی حرام ہے، زید نے خالد سے کہا کہ تم اگر شرعاً ثابت کر دو تو میں اس پیشہ کو ترک کر دوں گا۔ برائے کرم شرع کی روشنی میں آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ریاض الحق محلہ رحمت گنج گاندھی نگر ضلع بہتھی

الجواب

فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص ۲ باب الوکالتہ میں ہے: وکالت جس طرح رائج ہے کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اگر سچ بولنا چاہے تو کہتے ہیں، اگر سچ بولو گے تو تمہارا مقدمہ سرسبز نہ ہوگا، جھوٹی گواہیاں دلواتے ہیں، جھوٹے حلف اٹھواتے ہیں، قطعی حرام ہے۔ اور ایسی ہی وکالت آج کل فروغ پاتی ہے، وہ جو کامل تحقیقات کے بعد جسے حق پر جان لے صرف اس کی وکالت محض بطور حق کرے، جھوٹ بولنے اور بھولانے سے پرہیز کرے، ایسی وکالت اس زمانے میں اصلاً نہیں چل سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع میوہ ۱۳ شوال ۱۴۱۸ھ

(۱۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین

اس پیش امام حافظ کے بارے میں جو جان بوجھ کر ایک شراب فروش یعنی شراب کی تجارت کرنے والے جس کا ذریعہ معاش شراب فروشی ہے۔ اس کے یہاں کھانا کھاتے ہیں، اور اس سے تنخواہ لیتے ہیں۔ کیا ایسے حافظ کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی؟ اور نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے حافظ کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب

جس کا غالب ذریعہ آمدنی حرام ہو اس کی دعوت قبول کرنا جائز نہیں۔ عالمگیری میں ہے:

”ان كان الغالب هو الحرام لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام الا ان الجيزه بانه حلال“

پس اگر صورت یہی ہے کہ جان بوجھ کر حافظ صاحب علی الاعلان حرام سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو

ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ شامی میں ہے: ”مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ

کراہۃ تحریم“ [ج دوم / ۲۵۵] واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف

(۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

جناب ناظم اعلیٰ اشرفیہ خدمت عالیہ میں گزارش یہ ہے کہ ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کو حلال خور کہتے ہیں۔ ہمارا پیشہ ہمارے بزرگوں نے بنا یا تھا کہ دنیا میں بڑے لوگوں کا وہ کام کرنا جو نجاست ہے، پاخانہ اور کچرا پھینکنا اور ہم اس کام کو پسند نہیں کرتے۔ ہم ایک اسکول کے ماسٹر ہیں، ہماری ذات سے یہ کام ختم ہو جائے گا صرف ایک مجبوری یہ ہے کہ ہماری ماں جو ضعیف کے قریب پہنچ چکی ہے وہ اس کام کو انجام دیتی ہے۔

کیونکہ ہمارے گاؤں میں ایک راجہ صاحب ہیں، ان کی یہ خدمت اب بھی جاری ہے۔ اپنی ہماری ماں ان لوگوں کا پاخانہ صاف کرتی ہے بوجہ مجبوری۔ اگر ہم چھوڑتے ہیں تو بہت برائی ہوگی ہمارے مسلمانوں پر۔ صرف ہماری ماں جب تک زندہ ہیں وہیں تک یہ کام ہوگا، اس کے مرنے کے بعد یہ کام ہمارے خاندان سے دور ہو جائے گا۔ اور ہماری ماں جو ہے اسلامی قانون کے مطابق نماز پڑھتی ہے، روزہ رکھتی ہے اور ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور احکام اسلام کو اتنا ہی ادا کرتے ہیں کہ جتنا یہاں کے ہر مسلمان ادا کرتے ہیں۔ مسجد مدرسہ کارخیز میں ہمارا اتنا ہی حصہ ہے جتنا ہر مسلمانوں کا ہے۔ لیکن کوئی مسلمان اپنے ساتھ بیٹھ کر کھلانا پسند نہیں کرتا۔ آپ فتویٰ دیجئے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھا سکتے ہیں کہ نہیں؟ جواب ارسال ہو۔ بیوا تو جروا

الجواب

آپ نے اپنے بارے میں جو تفصیل درج کی ہے، ہاں بلاشبہ آپ سب مسلمانوں کے ساتھ بیٹھ کر کھا سکتے ہیں۔ اسلام میں چھوت چھات کی کوئی حقیقت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ”کہ تم میں ہر ایک آدم کی اولاد میں سے ہے اور آدم مٹی سے تھے“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۴ جماد الاولیٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص ہوٹل چلاتا ہے، اس ہوٹل میں جو لوگ نوکری کرتے ہیں، وہ لوگ عورتوں کو لانا جائز کام کرواتے ہیں۔ کچھ پیسہ ان عورتوں سے لیتے ہیں، کچھ پیسہ ان لوگوں سے لیتے ہیں جو لوگ اس ہوٹل میں آتے ہیں، اور ان کو مالک ہوٹل سے کچھ تحواہ بھی ملتی ہے۔

مالک ہوٹل اس ناجائز حرکت کو جانتا ہے، لیکن ان عورتوں سے کوئی پیسہ نہیں لیتا، صرف جو لوگ

Click For More

آتے ہیں اور کمرہ کرایہ پر لیتے ہیں، انہی سے کرایہ لیتا ہے۔ اب بتائیے کہ جو شخص اس ہوٹل میں کام کرتے ہیں ان کا اور مالک ہوٹل کا پیسہ دینی ادارہ یعنی جیسے ہم ایک انجمن قائم کئے ہیں، اسی انجمن کے ذریعہ گاؤں میں دینی کام بھی کرتے ہیں اور غریب یتیم کی مدد بھی کرتے ہیں، اور ممبران انجمن اگر کوئی ناگہانی مصیبت میں پڑ جائے اس کی مدد کرتے ہیں۔ ایسے ادارہ میں ان لوگوں کا پیسہ لینا جائز ہے یا ناجائز؟
آپ کا: ثناء اللہ ۸۹۳ پن اسٹریٹ کلکتہ ۱۶

الجواب

حرام کمائی کا پیسہ کسی کار خیر میں ثواب کی نیت سے خرچ کرنا علماء نے اس کو کفر لکھا ہے۔ حرام کمائی کا حکم یہی ہے جس سے لیا ہے اس کو واپس کر دے۔ اگر اپنی حلال کمائی سے وہ لوگ دینی ادارہ میں پیسہ دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۳ رزوالحجہ ۱۳۹۲

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۶-۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید شراب، گانجہ، چرس کی تجارت کرتا ہے۔ اگر وہ مسجد میں تعمیر یا مسجد کی چٹائی کے لیے چندہ وضو بنانے کے لیے لوٹا دے تو نمازیوں کے لیے ان چیزوں کا استعمال کرنا کیسا ہے؟۔ اور مسجد میں وہ پیسہ لگایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اور شراب کے پیسے سے جانماز بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

(۲) مذکورہ بالا چیزوں کی تجارت کرنے والوں سے قرآن وحدیث پڑھنے کے لیے چٹائی یا مدرسہ بنانے کے لیے چندہ لیا جائے یا نہیں؟

(۳) سینما گھروں میں نوکری کرنے والا اپنی تنخواہ سے اور فاحشہ عورت اپنی کمائی سے مسجد میں جانماز اور قرآن وحدیث پڑھنے کے لیے چٹائی یا فرش دے تو لینا کیسا ہے؟

(۴) توریت انجیل اور زبور کس زبان میں نازل ہوئی؟

المستفتی: محمد یاسین انصاری کمال الدین بھاکپور

الجواب

(۲/۱) آپ کے تینوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ حرام کمائی خواہ منشیات کی تجارت سے ہو یا زنا کی ہو، خواہ سینما کی نوکری سے ہو، مسجد میں کسی طرح بھی اس کا استعمال منع ہے۔ شامی میں ہے:

”ان الله تعالى طيب فلا يقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله“

اسی میں ہے: "اما لو انفق ما لا خبیثا و ما لا سببہ الخبیث والطیب فیکرہ" لیکن کہیں گرا یا حادثہ ہو جائے تو اس کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنا منع نہ ہوگا کہ عام طور سے لوگ حرام پیسہ دکھا کر سامان نہیں خریدتے ہیں۔

(۳) ناجائز ہے۔

(۴) تورات وانجیل کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ عبرانی اور سریانی زبان میں نازل ہوئیں زبور کے بارے میں اطلاع نہ ہو سکی، اس پر ایمان لانے کے لیے یہ معلوم کرنا ضروری نہیں، صرف اتنا جان لینا ضروری ہے کہ ہر پینمبر پر صحیفہ آسمانی اسی کی قوم کی زبان میں اتارا گیا۔

اور یہ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ﴾ [ابراہیم: ۴] واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۶ شوال ۱۳۹۲
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۷-۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص کلکتہ میں پندرہ کمروں کا ہوٹل چلاتا ہے۔ فی کمرہ کا کرایہ پندرہ روپیہ سے لے کر پچیس روپیہ تک لیتا ہے اور اس پورے ہوٹل کا ماہوار کرایہ سولہ سو روپیہ ادا کرتا ہے۔ اس ہوٹل میں روزانہ طرح طرح کے لوگ اچھے اور برے سب ہی آیا کرتے ہیں اور صرف ایک روزرہ کر چلے جایا کرتے ہیں۔ اگر وہ شخص اس کمائی کا پیسہ مسجد یا مدرسہ یا عید گاہ میں دینا چاہے تو کیا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) ایک مہاجن یا ساہوکار چھوٹے چھوٹے کاروبار کو ایک ہزاری روپیہ کا معاوضہ لیتا ہے۔ اور جو اصل روپیہ ایک ہزار ہے سابق کا دستور ہے وہ مہاجن کا ہوگا، اس قسم کی آمدنی کا پیسہ مسجد یا مدرسہ یا عید گاہ میں دینا چاہتا ہے، وہ پیسہ اس نیک کام کے لیے جائز ہوگا یا ناجائز؟

(۳) کچھ ایسے لوگ ہیں جو ضرورت مند لوگوں کو یا کاروباری کو سو روپیہ بطور قرض دیتے ہیں اور اصل سو روپیہ چھوڑ کر ہر ہفتہ دو سو روپیہ معاوضہ اس سو روپیہ کا لیتے ہیں، اس قسم کے لوگ اپنی آمدنی کا پیسہ مسجد یا مدرسہ یا عید گاہ میں دینا چاہتے ہیں تو وہ جائز ہوگا یا ناجائز؟

(۴) ایک شخص بکری کا آڑھت دار ہے اور اس کے کچھ نوکر ماہواری پر کام کرتے ہیں۔ اور اس آڑھت سے بکر قصاب بکری خریدتے ہیں تو اس کے ماہوار نوکر مالک کی نظر بچا کر کچھ ناجائز پیسہ قصابوں سے لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ مسجد مدرسہ عید گاہ میں چندہ دینا چاہتے ہیں، وہ پیسہ لینا جائز ہوگا یا نہیں؟

(۵) ایک حاجی صاحب کے کسی مہاجن کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں۔ مہاجن ایک روز جھوٹ بات

کہہ کر حاجی صاحب کو کسی شخص کو مارنے کے لیے کہتا ہے وہ حاجی صاحب مہاجن کی بات پر اس شخص کا پیچھا کر کے دو میل پر جا کر اس کو مارتا ہے اور گالی گلوچ کرتا ہے۔ حاجی صاحب کے واسطے اسلامی قانون کیا ہے؟ (۶) کچھ لوگ جو کسی ناجائز بات پر تجارت پر قبلہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر قسم کھاتے ہیں کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں ہوگی اور پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے قسم کھائی ہے ان کے واسطے اسلامی قوانین کیا ہیں؟ (۷) ایک ہندو مہاجن سے کچھ لوگ ہمارے گاؤں کے ادھار قرض روپیہ لیتے ہیں اور اس پیسے سے گاؤں میں کاروبار کرتے ہیں اور اس مہاجن کو اس کا روپیہ واپس نہیں کرتے نہ کریں گے یہ سمجھیں کہ بے ایمانی کریں گے۔ اب وہ لوگ اس کاروبار کے پیسے سے مدرسہ، عید گاہ، مسجد میں چندہ دینا چاہتے ہیں وہ پیسہ نیک کام کے لیے جائز ہو گا یا ناجائز؟

(۸) اگر کسی شخص کا کوئی عزیز یا خاص ماں باپ انتقال کر جائے اور وہ شخص اس مردے کے نام پر ہر سال کھانا کھلائے وہ کھانا ہر مسلمان کے لیے جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر وہ شخص کھانا بند کر کے اسی رقم کو مسجد میں دے دے تو کیا لینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۹) ایک بکری آڑھت کا مالک اور اس کے کچھ لوگ جھوٹی بات کہہ کر دلائی کر کے کچھ پیسہ آمدنی کرتے ہیں اور اس پیسے کو مسجد مدرسہ، عید گاہ میں دینا چاہتے ہیں وہ پیسہ جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۰) ایک یہودی کا کاروبار کوئی مسلمان مکاری یا دھوکا ماری سے ہڑپ کر جائے اور وہ مسلمان اسی کاروبار کی آمدنی کا پیسہ مسجد مدرسہ عید گاہ میں دینا چاہے جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: زین اللہ خاں کیراف اسٹریٹ کلکتہ

الجواب

(۱) اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے، بظاہر اس آمدنی میں کوئی شرعی قباحت نظر نہیں آتی اس لیے تمام امور خیر میں اس آمدنی کا پیسہ صرف ہو سکتا ہے۔

(۲) یہ سود ہے اور ناجائز و حرام ہے۔ ایسا پیسہ امور خیر میں ثواب کی نیت سے دیں تو علماء نے کفر لکھا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جس سے لیا ہے اس کو واپس کر دے وہ نہ رہا ہو تو اس کے ورثہ کو اور اس کے ورثہ نہ ملیں تو محتاجوں میں تقسیم کر دے۔

(۳) اس کا جواب سوال نمبر دو میں معلوم ہو گیا۔ یہ لوگ اگر حلال آمدنی بھی کرتے ہوں اور اس سے دیں تو ان کا چندہ لیا جاسکتا ہے۔

(۴) اس کا حکم ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اپنی حلال کمائی سے دے تو جائز ہو گا ورنہ منع ہے۔

Click For More

(۵) اگر حاجی صاحب نے ظلماً اس شخص کو مارا ہے تو اس شخص سے معافی مانگیں اور توبہ کریں ورنہ

سخت عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے۔ حدیث شریف میں ہے: "من کانت له مظلمة لاخيه من

عرضه او شیء فلیتحللہ منه الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درہم۔ [بخاری: ۱۷۰۳]

(۶) آپ کا سوال نہایت ہی مبہم ہے، معلوم نہیں ان کی یہ حرکت حقوق العباد میں سے ہے یا

حقوق اللہ میں سے ہے۔ ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے۔ تفصیل کیجئے تو جواب دیا جائے گا۔ قسم توڑنے کا یہ

ہے کہ کفارہ دے۔

(۷) اس کا حکم پہلے سے معلوم ہو چکا ہے۔

(۸) عام مردوں کی فاتحہ کا کھانا فقیر کو کھلائے، امیر نہ کھائے، اس رقم کو ماں باپ کے ایصال

ثواب کی نیت سے مسجد میں صرف کر سکتا ہے۔

(۹) جھوٹ بولنا ضرور گناہ عظیم ہے اور جو شخص جھوٹ بول کر مال بیچتا ہے سخت گناہ کرتا ہے۔

حدیث شریف میں اس کی بہت برائی ہے:

"ثَلَاثٌ لَا يَكْفُلُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَزْكِيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ الْبِيمِ

الْمَبْسُوطِ وَالْمَنَّانِ وَالْمُنْفِقِ سَلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ" [سنن ابو داؤد ص ۴۰۸۷، ۴۰۸۸]

لیکن روپیہ چونکہ مال کے بدلے میں حاصل ہوتا ہے اور کمیشن اس میں سے لیتا ہے، اس لیے یہ

جائز ہے اور یہ روپیہ کار خیر میں صرف ہو سکتا ہے۔

(۱۰) اس کا حکم بھی نمبر دو سے معلوم ہوا۔ اصول ہم نے آپ کو تحریر کر دیا ہے۔ اس سے جزئیات

کا فیصلہ کر لیجئے ہر ہر جز کے لیے کہاں تک استفتاء کیجئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳۲/ رزی الحجہ ۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

بکر برابر والدین کے ساتھ بود و باش کرتے ہوئے کافی کمائی کیا۔ بہر حال جو کچھ کمایا بکر کی کمائی

کی ذاتی رقم والدین کی ہوگی یا نہیں؟ شرع محمدیہ کا حوالہ دیکر جواب عنایت فرمائیں۔

عبدالصمد صاحب بقلم ایم شمیم بک لال چوک مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب

اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ یعنی ایسا نہیں کہ لڑکے کی کمائی چاہے کسی حالت میں ہو اور کسی قسم کی ہو

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صرف باپ کے عیال میں ہونے کی وجہ سے باپ کی قرار دی جائے گی۔

اس کے لیے علماء نے کچھ باتیں ضروری قرار دی ہیں۔ باپ کے عیال میں ہو، باپ اور بیٹے کا کام ایک ہی قسم کا ہو، ان دونوں میں سے کسی کے پاس اپنا ذاتی مال نہ ہو جس میں محنت کر کے اضافہ کرتے اگر یہ باتیں پائی جائیں گی تو لڑکے کی کمائی باپ کی ملک قرار دی جائے گی اور لڑکا اس کا روبرو میں باپ کا مددگار تصور کیا جائے گا۔ اور اگر یہ باتیں نہ پائی جائیں تو لڑکے کی کمائی باپ کے ساتھ ہو دو باش کرتے ہوئے بھی باپ کی قرار نہ دی جائے گی۔

”اما قول علمائنا اب و ابن یکتسبان فی صنعة واحدة و لم یکن لهما شیء ثم اجتمع بهما مال یكون کله للاب اذا کان الابن فی عیاله فهو مشروط کما یعلم من عباراتهم یشرط منها اتحاداً لصنعة و عدم مال سابق لهما و کون الاب فی عیال ایہ فاذا عدم واحد منها لا یكون کسب الابن للاب“ (فتاویٰ خیریہ) واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۸-۳۱) مسئلہ: کیا فرماتے علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

ایک شخص تاڑ اور کھجور کی ٹھیکداری لیتا ہے، تاکہ اس کی تاڑی فروخت کر کے روزی حاصل کرے لیکن خود اپنے ہاتھ سے تاڑی نہیں ٹپکاتا اور نہ اپنے ہاتھ سے اس تاڑی کو فروخت کرتا ہے بلکہ فی تاڑ اور کھجور روزانہ روپے متعین کر کے دوسرے پیشہ ور لوگوں کو دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ پیشہ ور لوگ روزانہ تاڑی ٹپکا کر فروخت کر کے متعین کردہ روپے کو ٹھیکدار تک پہنچا دیتے ہیں۔

(۱) مندرجہ بالا صورت سے تاڑ اور کھجور کے ٹھیکدار کے لیے روزی حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایسے شخص کا دیا ہوا چندہ مسجد اور مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) ایسے لوگوں کی اولاد بالغ ہو تو اولاد کو از روئے شرع کیا کرنا چاہئے؟

(۴) اور اگر ناجائز پیشہ ہے تو اگر اس پیشہ سے کمائے ہوئے روپے سے دوسرا جائز کاروبار کرنا

چاہے تو کر سکتا ہے کہ نہیں؟۔ بینواتو جروا فقط

المستفتی: محمد غلام غوث چیلانی میڈیکل اسٹور راجہ پٹی کوٹھی گوپال گنج (بہار)

الجواب

(۱) رسول اللہ ﷺ نے شراب کے سلسلہ میں جن دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے ٹھیکدار ان

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں آتا ہے، اس لیے تاڑی کے ذریعہ سے روزی حاصل ناجائز و حرام ہے۔

(۲) مسجد میں حرام کی کمائی کا پیسہ نہیں لگ سکتا ہے۔

شامی میں ہے: "ان الله طيب فلا يقبل الا طيب"

اور مدرسہ میں اگر اس طور پر دے کہ وہ پیسے جن لوگوں سے لیے سب کو تلاش کر کے دینا ممکن نہیں اور ایسے مال کا مصرف محتاج ہیں، اس لیے مدرسے کے محتاج طالب علم کو یہ پیسہ دیتا ہوں، اس طرح سے غریب طالب علموں پر وہ روپیہ خرچ ہو سکتا ہے۔

(۳) قرآن شریف میں ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

اگر باپ حرام کمائی سے باز نہیں آتا ہے تو لڑکوں پر واجب ہے کہ اس سے الگ ہو کر کسب حلال

کی تدبیر کریں۔

(۴) حکم تو یہی ہے کہ وہ پیسہ اپنے اصل مالکوں کو لوٹا یا جائے۔ یہ نہ ہو تو محتاجوں کو دیا جائے۔

اس سے کوئی کاروبار کرنا گناہ ہے۔ لیکن اگر کاروبار کر لیا تو اس کے نتیجے میں جو پیسہ حاصل ہوگا وہ

حرام نہ ہوگا جبکہ عقد و نقد دونوں مال حرام پر نہ جمع ہوئے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مئیں العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۳۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید نے اپنے شہر میں سینما ہال کھول رکھا ہے اور اس کی کمائی سے اپنے بال بچوں کی پرورش

کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ذریعہ معاش کچھ نہیں ہے، اب زید چاہتا ہے کہ سینما ہال کی آمدنی سے

مدارس عربیہ اور غرباء و فقراء کی امداد کرے، سوال ہے کہ زید مسلمان کے لیے یہ کام کرنا کہاں تک صحیح ہے؟

اور اس کی آمدنی دینا مدارس عربیہ میں روا ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں تشفی بخش جواب عنایت

فرمائیں۔ کافی مشکور و ممنون ہوں گے۔

المستفتی: محمد اسرائیل رضوی غفرلہ القوی کلاب پور، کشیاں ضلع مہو تری نیپال ۴ جون ۱۹۹۲ء

الجواب

حرام کمائی کا حکم یہ ہے کہ اس کو جس سے لیا ہے اس کو واپس کیا جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو وہ رقم

محتاجوں اور فقیروں کو اس نیت سے دی جائے کہ اس رقم کی توبہ اور کفارہ یہی ہے کہ اس کو فقیروں کو ادا کیا

جائے۔ اسکو فقیروں کو طلب ثواب کی نیت سے دینے یعنی جس طرح مسلمان اپنی حلال کمائی کو بہ امید

ثواب کار خیر میں خرچ کرتا ہے، اس طرح رقم کو فقیروں کو دینے کو بہت سخت گناہ بلکہ بعض صورتوں میں کفر لکھا ہے۔ تو مدرسہ میں غریب و نادار طلبہ ہوں اور وہ رقم انہیں کے مصرف میں آتی ہے تو بطور کفارہ گناہ، نہ بنیت تقرب و ثواب، اس کا لینا دینا جائز، یونہی دیگر فقیروں کے لیے بھی یہی حکم ہے، باقی دیگر مصارف خیر کے لیے اس کا دینا اور جان بوجھ کر لینا دونوں منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۵ رذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

(۳۳-۳۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

(۱) ایک شخص مشرع و مصلیٰ ہے اور ٹی وی کی مرمت کا کام کرتا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شخص مذکور اس کام کے علاوہ دوسرا کوئی مشغلہ نہیں جانتا ہے، لہذا ٹی وی کی مرمت کا یہ شخص کام کر سکتا ہے؟ عند الشرح شریف کیا حکم ہے۔ خلاصہ فرمائیں بینواتو جروا

(۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مرقوم ہے کہ آپ کا وجود مقدس مابقیہ طینت مطفویہ سے خدائے تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے لہذا اصل حقیقت کیا ہے؟ مطلع فرمائیں۔ بینواتو جروا

المستفتی عبدالعاصی محتاج الدعاء کھتری عبدالقادر عفی عنہ۔ جواب اس پتہ پر رویل الیکٹرونکس کھڑک مسجد کے پاس کھتری چوک مقام بھونج کچھ گجرات

الجواب

(۱) سینما، ٹیلی ویزن، ویڈیو اور ریڈیو کا استعمال عام طور سے لہو و لعب، ارتکاب حرام، عیاشی اور فحاشی کے لیے ہوتا ہے، اس لیے اس کا بنانا بیچنا، خریدنا اور اس کی مرمت کرنا سب گناہ پر مدد کرنا ہے اور ناجائز و حرام ہے۔

قرآن شریف میں ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

کسی اور کام کے نہ جاننے کا عذر معقول نہیں جس طرح ٹی وی بنانا سیکھا، اسی طرح کوئی جائز کسب کا طریقہ سیکھتے۔ تب نہیں سیکھا تو جب سے اللہ تعالیٰ نے حرام و حلال کی تمیز بخشی جب سے سیکھیں۔

(۲) آپ نے حوالہ میں جو عبارت پیش کی ہے وہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہیں ہے، فی الوقت ہمارے پاس مکتوبات کے اس نسخہ کا عکس ہے جو ۱۳۳۱ھ میں امرتسر سے شائع ہوا تھا، اس میں دفتر اول کے شروع میں بصیرت کے عنوان سے کسی نے ایک تحریر شامل کی ہے اس کی تیسری بصیرت میں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آپ کا مذکورہ مضمون ہے۔ البتہ خود حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے مکتوبات دفتر سوم کے صفحات ۴۹۴ اور ۵۱۹ پر اس قسم کی باتیں تحریر فرمائی ہیں، لیکن وہ عبارتیں تمام تر تشبیہ و تمثیل مجاز و استعارہ اور اشارہ و کنایہ کی زبان میں ہے، سہل الفاظ میں اس کی کوئی ایسی تعبیر جو حضرت کے بیان کی تمام جزئیات پر مشتمل ہو، بہت مشکل ہے، خصوصاً میرے جیسے انسان کے لیے جو تصوف کی ابجد سے بھی آگاہ نہ ہو، اور نہ صوفیہ کرام کی اصطلاحات پر مطلع، ان کے مقام و مراتب کی آگاہی تو بڑی بات ہے۔

رہ گئی یہ بات کے جو کچھ حضرت نے تحریر فرمایا ہے اس کو مانا جائے یا نہ مانا جائے تو مذکورہ مضمون نہ تو کوئی قرآنی آیت کا ترجمہ ہے، نہ کسی حدیث شریف کا مطلب، بلکہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ کا کشف والہام ہے جس کو علماء اسلام نے شرعی دلیل نہیں تسلیم کیا ہے، کہ ہر مکلف کا اس پر ایمان لانا ضروری ہو۔

شرح عقائد نسفی ص ۲۲ میں ہے: "الہام لیس من اسباب المعرفة بصحة النشی عند اهل الحق" اہل حق کے نزدیک الہام سے شی کا علم نہیں ہوتا۔

اس لیے اگر کوئی شخص اسے تسلیم نہیں کرتا تو آپ زبردستی اس کو مت منوائے اور اگر آپ اس کو خود مانتے ہیں تو مانئے، اور ہماری طرح ہیں تو یہ اعتراف کیجئے کہ اس کے معنی و مطلب سے ہم کما حقہ آگاہ نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(۳۵-۳۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید جو نمازی ہے اور مسجد و مدرسہ میں عہدہ دار بھی ہے۔ ایسا شخص کیا چوڑی کا دوکان لگا کر غیر عورتوں کو اپنے ہاتھ سے چوڑیاں پہنا سکتا ہے؟

(۲) کیا مسلم عورت چوڑی کی دوکان پر بے پردہ بیٹھ سکتی ہے اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) زید نے اپنے بچوں کی شادی میں مندر کے گھن میں کھانا کھلایا، جب کہ ہمارے یہاں

جماعت خانہ ہے تو زید کے لیے کیا حکم ہے؟

(۴) زید کا لڑکا جو کہ شرابی ہے بہت دنوں سے یہ سب جانتے ہوئے بھی زید اپنے لڑکے کو ہمراہ

رکھتا ہے تو ایسے باپ کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۵) زید نے ایک دوکان کاروبار کے لیے کرایہ پر لے رکھی تھی۔ دوکان مالک کو دوکان کی

ضرورت محسوس ہوئی۔ تو زید نے دوکان خالی کرنے سے منع کیا۔ جب برادری کے لوگوں نے زید کو

سمجھانے کی کوشش کی تو زید نے دوکان خالی کرنے کی شرط رکھی۔ کہ مجھے پچیس ہزار روپیہ چاہئے۔ تو دوکان

مالک نے مجبور ہو کر چپیس ہزار روپیہ دیئے۔ تو زید کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟
المستفتی زاہد حسین انصاری جنرل اسٹور شاہ پور بڑی مسجد کے نیچے ضلع کوئٹہ راجستھان

الجواب

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر ص ۲۰۸ پر ہے۔ اکثر عورتیں پردے میں سے ہاتھ نکال کر منہ ہار کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہنتی ہیں۔ اور بعض عورتیں اپنے مردوں کے سامنے منہ ہار کے ہاتھ سے چوڑیاں پہنتی ہیں۔ اور بعض اشخاص اپنی موجودگی میں اپنی عورت کو بے پردہ چوڑیاں پہناتے ہیں۔ یہ چوڑیاں پہننا غیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر خواہ پردے میں خواہ بلا پردہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: حرام حرام حرام ہے، ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے، اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے، جو مرد یہ حرکت اپنی عورت کی روار کھتے ہیں دیوث ہیں۔

اس عبارت سے آپ کے دونوں سوالوں کا جواب ہو گیا کہ جب غیر کو ہاتھ دکھانا حرام تو اس کا دیکھنا کب حلال ہوگا۔ اجنبی عورت کا ہاتھ دیکھنا اس کا چھونا بھی حرام ہی ہوگا۔ مسلمان کو ایسا پیشہ اختیار کرنا سخت ممنوع و حرام ہے جس میں حرام اور معصیت کا ارتکاب ہو۔ ایسے شخص کو امام بنانا جائز۔ اور جتنی نماز اس کے پیچھے پڑھیں سب کا لوٹانا واجب ہے۔

(۳) یہ سوال آپ کا مبہم اور نا صاف ہے اور اشتباہ پیدا کرنے والا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمان کا غیر مسلموں کے عبادت خانوں میں جانا مکروہ ہے۔ اور جب وہاں صرف جانا منع ہے۔ تو وہاں جا کر دعوت کھانا یا وہاں کھلانے پلانے کا انتظام کرنا بھی ضرور مکروہ اور ممنوع ہوگا۔

عالمگیری میں ہے: ”وبكره للمسلم الدخول في البيعة والكنيسة والظاهر انها تحريمه“
لیکن سائل نے مندر کے محن کی بات کی ہے کہ ”زید نے اپنے بچوں کی شادی میں مندر کے محن میں کھانا کھلایا“ محن کسی عمارت کے آنگن کو بھی کہتے ہیں۔ جو عمارت کا ایسا حصہ ہوتا ہے جس پر چھت نہیں ہوتی۔ تو سائل کے قول محن سے اگر آنگن مراد ہو تو وہ مندر میں شامل ہے۔ اور اس میں جانے کا حکم مندر میں جانے کا حکم ہے۔ جیسا کہ اوپر بتا چکے۔

لیکن محن عمارت کے باہر والی کھلی زمین کو بھی کہتے ہیں۔ عام طور سے یہ زمین عوام کے لیے ہی چھوڑی ہوئی ہوتی ہے، آس پاس اور محلہ کے سبھی لوگ ضرورت کے وقت اسے استعمال میں لاتے ہیں۔ اور خصوصیت سے آج کل تو لوگ اکثریت کی دھونس سے ایسے پبلک ٹھکانوں چوراہوں پارکوں اور میدانوں پر قبضہ کر کے مندر قائم کر دیتے ہیں، اگر ان عام جگہوں کو وہاں بنے ہوئے مندروں کا محن مان کر وہاں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آنا جانا کھانا کھلانا منع کر دیا جائے تو لوگوں کا راستہ چلنا مشکل ہو جائے۔ خود سائل بارہا ایسی جگہوں سے گذر چکا ہوگا۔

بعض جگہ پرانے مندروں پر اب پوجا پاٹ بند ہو چکی ہے۔ وہ بے والی و وارث پڑے رہتے ہیں۔ جہاں دن میں محلہ کے بچے کھیلتے رہتے ہیں اور رات میں کتے اور گیدڑ آرام کرتے ہیں۔ اگر کسی ایسے ہی ویرانے بت خانے کے آس پاس زید نے اپنی دعوت کا انتظام کر دیا ہو تو اب اس جگہ کا حکم اس باب میں زندہ اور آباد بت خانوں کا نہیں ہوگا۔

رہ گئی جماعت خانہ موجود ہونے کی بات تو اس کے لیے بھی زید کا عذر سننا ہوگا۔ الغرض ایسے مبہم اور نا صاف سوال کا جواب نہیں دیا جاتا۔

(۴) زید اپنے بچے کے اس فعل شرا بخوری سے اگر راضی نہیں ہے۔ حتی الامکان لڑکے کو اس قبیح فعل سے روکتا اور منع کرتا ہے تو اس پر الزام نہیں۔ اور اسے گھر سے نکالنا ضروری نہیں۔ بیوی فاسق و فاجر اور شوہر کی نافرمان ہو تو فتہاء فرماتے ہیں کہ اسے طلاق دے کر علیحدہ کرنا شوہر پر ضروری نہیں ہے۔

در مختار میں ہے: "ولاتحب تطليق الفاجرة"

آخر شراب کی ہی کیا تخصیص ہے آج کل پچاس فیصد لوگ ایسے ہوں گے جن کے جوان لڑکے لڑکیاں سینما دیکھتے۔ لڑکے واڑھیاں منڈاتے اور لڑکیاں نامحرموں کے سامنے بے حجاب آتی جاتی ہیں۔ تو چاہئے کہ جتنے لوگوں کے بچے بچیاں ایسے ہوں ان سب کو باپ گھر سے نکال دے۔ اور جہاں سائل اور مسئول عنہ دونوں ہی اس قسم کی معصیت میں گرفتار ہوں تو دوسروں پر اعتراض سے پہلے خود اپنے کو بھی دیکھنا چاہئے۔ اور زید کو بھی صرف زبانی جمع خرچ نہ کرنا چاہئے۔ اتنا تو کرے کہ اس کے کھانے کا برتن ہی علیحدہ کر دے، اس کا کمرہ بھی الگ کر دے۔ اور اسے گھر کی عورتوں سے خلا ملا سے باز رکھے وغیرہ اس قسم کے اقدام کرے۔

(۵) اگر مالک مکان نے زید سے کرایہ کی رقم کے علاوہ بطور پگڑی کے کوئی رقم لی تھی۔ تو مکان یا دوکان کی واپسی کے وقت اتنی ہی رقم واپس لینے میں زید حق بجانب ہوگا۔ اور کوئی زائد رقم مالک مکان نے نہ لی ہو تو زید کا زائد رقم مانگنا زیادتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(۴۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

(۱) کسی بھی مسلمان کو سود لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔ کیا وجہ ہے کہ بہت سارے مسلمان بھائی

بینک میں روپیہ جمع کرتے ہیں اور بینک کے نام سے سود کو اپنے ذاتی کام میں لیتے ہیں۔

(۲) اس طرح میرا بھی روپیہ بینک میں جمع ہے، یا ہوتا رہتا ہے، اس کا بھی سود ملتا ہے، اسے کیا کیا جائے؟ میں اپنے کسی کام میں لے سکتا ہوں یا نہیں؟ اور اپنے کام میں نہ لوں تو پھر کسی مسلمان بھائی کو کس طرح سے دیا جائے؟ جواب دیں۔ یا کسی غیر مسلم کو دیا جائے۔

(۳) اپنے رشتہ دار جو غریب ہوں۔ یا اپنی بہنیں جو غریب ہوں ان لوگوں کو کس طرح سے دیا جائے؟ جواب دیں۔

(۴) کچھ اس طرح کا معاملہ ہمارے سر ہے جو کہ میں اس رقم کو اپنی بہن کو دینا چاہتا ہوں۔ دے سکتا ہوں کہ نہیں؟ ان کا ایک لڑکا کمانے والا ہے، خرچ چل جاتا ہے، کسی طرح سے۔ معاملہ گھر کا ہے رہنے سہنے کے لیے گھر بھی نہیں ہے۔ کسی طرح سے اس کا بھی انتظام ہو رہا ہے، گھر بنانے کے لیے کام کر کے کچھ قرض دار سے یہ کام ہو رہا ہے۔ کچھ روپیہ کم پڑ رہا ہے جو کہ چھت کا لپیٹ ڈالنا ہے۔ بھانجا قرض چاہتا ہے اور میں قرض دینا نہیں چاہتا۔ اپنی جمع رقم کا جو سود ہے وہ بینک میں اسے دینا چاہوں تو کس طرح سے دوں؟ جواب دیں۔ بہن کی پوری فیملی ہمارے ہی گھر پہ موجودہ حالت میں رہتی ہے۔ یہ لوگ گھر نہ ہونے کی وجہ سے شادی کے بعد ہی سے ہمارے گھر میں رہتے ہیں۔ کچھ دن ادھر ادھر رہنے کے بعد ہمارے ہی گھر میں رہتے ہیں۔ اپنے طور سے ہر طرح سے جو کچھ وقت ضرورت پڑنے پر کام کر دیا جاتا ہے۔ انہیں میں اپنی ذاتی رقم بھی کچھ دیا ہوں، اپنی بہن کو میں سودی زائد رقم دینے کا خواہش مند ہوں۔ کسی بھی مسلم بھائی کو یہ رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ فتویٰ سے جواب دیں۔

ہماری طرف سے سبھی لوگوں کو سلام عرض ہے۔

المستفتی محمد علی انصاری
بھیونڈی مورخہ ۹۹/۶/۲

الجواب

مسئلہ یہ ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم اگر اپنی خوشی سے کوئی ایسا معاملہ کریں جو دو مسلمانوں کے درمیان منع ہے اور اس کے نتیجے میں کچھ زائد رقم مسلمانوں کو ملے تو ان کو اس کا لینا حلال ہے۔ یہی حکم اس معاملہ کا بھی ہے جس کو سود کہا جاتا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں: لا یوا بین المسلم والبحری فی دار الحرب۔ (ہدایہ: ۷۰/۲)
مسلمان اور حربی کے درمیان سود نہیں۔ تو اس زائد رقم کا کسی مسلمان کو سود سمجھ کر لینا تو ناجائز ہے۔ لیکن وہ ایک مباح رقم ہے جس کا مالک اپنی خوشی سے ہم کو دے رہا ہے تو اس رقم کو مباح سمجھ کر مسلمان

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لے سکتا ہے۔ اور کام میں لاسکتا ہے۔ شرعاً اس کی اجازت ہے۔
تو جو بینک خالص غیر مسلموں کا ہو اس سے یہ معاملہ صحیح ہے۔ اور جو خالص مسلمانوں کا ہے یا اس کے مالکوں میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک ہوں ان سے یہ معاملہ منع ہے۔
بینک دونوں قسم کے ہوتے ہیں، نجی بھی اور سرکاری بھی۔ نجی بینکوں میں تو اس کا پتہ چلانا آسان ہے کہ اس کے ڈائریکٹر کون ہیں؟ لیکن سرکاری بینکوں میں ہندوستان کے علمائے اہل سنت میں اس امر میں اختلاف ہے۔ علما کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ حکومت خالص غیر مسلموں کی ہے تو بینک بھی غیر مسلموں کے ہوئے۔ لہذا مسلمانوں کو ان بینکوں سے ملنے والا ایٹریسٹ لینا اور اپنے کام میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ جب کہ دوسرے طبقہ کے علماء کا خیال ہے، یہ جمہوری حکومت ہے اور اس میں مسلمان اور ہندوستان کی دوسری قومیں سب شریک ہیں۔ تو ان کے نزدیک سرکاری بینکوں سے منافع کی زائد رقم لینا حرام ہے۔
البتہ وہ رقم لے کر مسلمان اپنے صرفہ میں نہ لائیں۔ کسی بھی زکوٰۃ لینے کے اہل مسلمان ضرورت مند کو دے دیں۔ چاہے وہ اپنا رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، بلکہ رشتہ دار ضرورت مند کو دینے میں اور بھلائی ہے۔ حتیٰ کہ باپ بیٹا، بھائی بہن کسی بھی ضرورت مند مسلمان کو دے سکتے ہیں۔
اس تفصیل کی روشنی میں آپ کا مسئلہ واضح ہے۔ اگر آپ کی بہن ضرورت مند ہے مالک نصاب نہیں۔ تو آپ اپنی اس قسم کی رقم سے اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور یہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جائز ہے جو سرکاری بینکوں کی زائد رقم کو منع کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

کھانے اور پینے کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ بقر عید کے وقت سے کافی جھگڑا ہمارے یہاں چل رہا ہے۔ مجھ سے لوگوں نے پوچھا کہ جائز ہے کہ ناجائز؟ میں نے کہا ناجائز ہے۔ اس پر مولوی خالد نے کہا صاحب آپ کا کہنا سراسر قلط، میں نے بڑے عالموں سے سنا ہے، شامی کوئی کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ بلا کراہت جائز ہے۔ اب حضور سے ایسی صورت میں گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ اور مولوی خالد نے جو شامی کتاب کا حوالہ دیا ہے کیا اس کتاب میں یہ عبارت درج ہے اگر نہیں تو مولوی خالد پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ حلال جانور جیسے مرغی

Click For More

بکری وغیرہ کون سے اعضاء حلال ہیں۔ اور کون سے حرام۔

نوٹ: جواب بالتفصیل عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

سائل محمد مختار احمد قادری مدرسہ رفیع العلوم آگرہ پلاموں

الجواب

اوجھڑی کا بیان شامی میں نہیں ہے۔ مولوی خالد صاحب نے صحیح نہیں کہا۔ اور اوجھڑی کو فتاویٰ

رضویہ میں مکروہ لکھا ہے۔ حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا مکروہ یا ممنوع ہیں۔

(۱) رگوں کا خون (۲) پتہ (۳) پھلکا (۴، ۵) علامات زرو مادہ (۶) کپورے

(۷) غدود (۸) حرام مغز (۹) گردن کے پٹھے کہ شانوں تک کچھے ہوتے ہیں

(۱۰) جگر کا خون (۱۱) تلی کا خون (۱۲) گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے

(۱۳) دل کا خون (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی جو پت میں ہوتا ہے

(۱۵) ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (۱۶) پاخانہ کا مقام

(۱۷) اوجھڑی (۱۸) آنتیں (۱۹) نطفہ (۲۰) وہ نطفہ کہ خون ہو گیا

(۲۱) وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہو گیا (۲۲) وہ کہ پورا جانور بن گیا، اور مردہ نکلیا بے ذبح مر گیا۔ واللہ

تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۲۰ رجب ۱۴۱۰ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

اے۔ ایچ۔ فوڈ انڈسٹری کے مالک حاجی عبدالمنان سویٹ میٹ مرچینٹ کے مٹھائی سازی

کے کارخانہ میں گلاب جامنوں اور شیرے کے ٹب میں ایک چوہا گر کر مر گیا اور پھول گیا، اس چوہے کے

منہ سے شیرہ اور پیچھے سے بینگنیاں گلاب جامنوں اور اور شیرہ میں مل گئیں تھیں۔ نیز غسل کے گندے پانی

سے مٹھائیاں تیار کی جاتی تھیں اور ان مٹھائیوں کو عبدالمنان حلوائی اپنی دکانوں پر فروخت کیا کرتا تھا، اس

کے بارے میں ایک مقدمہ مرزا ارشد بیگ اڈیشنل سٹی مجسٹریٹ و دیگر اڈیشنل سیشن جج مسٹر ایم۔ اے۔

قاضی سیشن کورٹ کراچی کی عدالت میں یہ ثابت ہو کر فیصلہ ہوا کہ واقعی عبدالمنان حلوائی کے مٹھائی ساز

کارخانہ میں گندے طریقہ سے اور چوہے چھپکلی مٹھائیوں میں مر جانے کے بعد ان مٹھائیوں کو عبدالمنان

حلوائی عوام میں فروخت کروا تا تھا، ملک محمد نواز نے اس بارے میں ایک فتویٰ جناب مولانا محمد صابر

صاحب نائب مفتی دارالعلوم کراچی سے حاصل کر کے کئی دفعہ عبدالمنان حلوائی کو آگاہ کیا۔ اس فتویٰ میں کہ

کور تھا کہ خریداروں کو مٹھائی کی قیمت واپس کرنی چاہئے اور خریداروں سے معافی مانگنی چاہئے۔ تو بہ و

استغفار کرنی چاہئے۔ مگر عبد المنان حلوائی نے اس پر عمل نہیں کیا اور مولوی نایاب حسین کہتے ہیں کہ عبد المنان مسلمان ہے، اس لیے اس کی مٹھائی کھانی اندیشہ نجاست نہیں اور محمد حسین کہتے ہیں کہ جب تک عبد المنان اعلانیہ معافی نہ مانگے اور شرعی فتویٰ پر عمل نہ کرے اس کے یہاں سے مٹھائی ہرگز نہ کھانی چاہئے اور عبد المنان کی مٹھائی اندیشہ نجاست ہے۔ شریعت کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ فقط۔

سید عثمانی ۱۲۔ فلیٹ محمد منشن بارس اسٹریٹ کراچی ۳۔ مغربی پاکستان

الجواب

اصل اشیاء میں طہارت وحلت ہے، یعنی کسی چیز کے بارے میں جب تک دلیل شرعی اور ظن غالب سے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ حرام یا نجس ہے صرف گمان یا سابقہ صورت حال پر قیاس کر کے یا کسی فاسق کی خبر سے اس کو کھانا حرام نہ ہوگا۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے: "الاصول فی الاشیاء الطہارة لقوله سبحانه تعالى: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا﴾ [البقرة: ۲۹] والیقین لا یزولہ بالشک والظن بل یزول بیقین مثله و هذا اصل مقرر فی الشرع منصوص علیہ فی الاحادیث مصرح بہ فی کتب الفقہاء من الحنفیة والشافعیة و غیرہم ولم ار فیہ مخالفا من احد من العلماء اصلا فان شک او ظن فی طہارة ماء او طعام او غیر ذالک مما لیس بنجس العین فذلک الشیء طاهر فی حق الوضوء و حل الاکل و سائر التصرفات (ملخصاً) منقول از فتاویٰ رضویہ،

اصل اشیاء میں طہارت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: خدا نے سب تمہارے ہی لیے بنایا جو زمین میں ہے، اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے نہ گمان سے۔ یقین کو زائل کرنے کے لیے اس کے مخالف یقین ہی کی ضرورت ہے، یہ قاعدہ کلیہ شرع محمدی سے طے شدہ ہے، حدیثوں میں اس کا بیان ہے، اور فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے، حنفیہ، شافعیہ سب اس کے بارے میں متفق ہیں، علماء میں سے کسی کا بھی اختلاف اس بارے میں میری نظر سے نہیں گزرا۔ پس اگر کسی پانی کھانے وغیرہ میں کوئی شک و شبہ لاحق ہو جائے تو اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا۔ وضو اور کھانا وغیر تصرفات اس سے جائز ہوں گے۔

پس صورت مسئلہ میں وہ مٹھائیاں جن کے بارے میں شرعی شہادتوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان میں نجاستیں بالقصد شامل کی گئیں، یا خود بخود شامل ہو گئیں، ان کا خریدنا اور کھانا ضرور ناجائز و حرام ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسری مٹھائیاں جو اس حلوائی نے بنائیں، ان کے بارے میں جب تک پھر اسی قسم کی شہادتوں سے اس کی نجاست نہ ثابت ہو جائے، اس کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، زیادہ سے زیادہ اس

حلوائی کے سابقہ طرز عمل کو دیکھتے ہوئے وہ کہا جاسکتا ہے جو محمد حسین صاحب نے کہا کہ اس کی مٹھائیوں میں اندیشہ نجاست ہے، لیکن یہ بات ہم حدیقہ ندیہ کی عبارت سے ثابت کر آئے ہیں کہ صرف شک و شبہ کی بناء پر اس کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا ہے، جب تک کہ پھر اس کی نجاست درجہ ظن غالب کو نہ پہنچ جائے پس بطور حرمت تو نہیں ہاں بطور احتیاط اگر لوگ ایسے تمام حلوائیوں سے مٹھائیاں خریدنا ترک کر دیں، جن کی بے اعتدالیاں منظر عام پر آچکی ہیں تو اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ارجمادی الآخر ۹۷ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بعد سلام و آداب کے عرض ہے کہ حضور نے بنارس میں فرمایا ہے کہ حضور پاک کو کدو بہت پسند تھا۔ جس محدث کا نام آپ نے لیا تھا کہ ان صاحب کے سامنے یہ بات راوی بیان کر رہا تھا تو ایک آدمی اس جگہ پر تھا جس نے یہ کہا کہ ہم کو کدو ناپسند ہے۔ اس پر انہوں نے تلوار نکالی اور یہ فرمایا کہ تیرے اسلام میں شک معلوم ہوتا ہے۔ پھر سے مسلمان ہو ورنہ گردن مار دوں گا۔ یہ بات سن کر یہ خیال ہوا کہ ایک عالم دین وہ تھے اور اب بھی عالم دین ہیں۔ لہذا آپ سے گزارش ہے کہ اگر کوئی دعویٰ دار اسلام حضور کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرے تو وہ آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ فقط والسلام

المستفتی: خادم محمد شکر اللہ اشرفی

الجواب

آپ نے الفاظ پر غور نہیں فرمایا، اس شخص نے رسول خدا ﷺ کی پسندیدہ چیز کا انکار کیا اور اس کو ناپسند ٹھہرایا، اگر آج بھی کوئی ایسا کہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر حضور ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کہے گا تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ لیکن کسی چیز کا انکار اور بات ہے اور اس پر عمل نہ کرنا اور بات ہے۔ حضور ﷺ نے نماز پڑھی اسے پسند فرمایا۔ ایک آدمی اپنی شامت اعمال سے نماز نہیں پڑھتا، لیکن نماز کے بارے میں زبان سے کچھ نہیں بولتا تو وہ گنہگار تو ہے لیکن کافر نہیں۔ اور ایک آدمی نماز پڑھے لیکن زبان سے کہے کہ میں نماز کو پسند نہیں کرتا یہ فرض نہیں۔ اب کافر ہو جائے گا۔ کدو کے خلاف بولنے والے پر قاضی ابو یوسف علیہ الرحمہ نے تلوار اسی لیے نکالی تھی کہ اس نے اس کا انکار کیا تھا، اگر انکار نہ کرتا تو یہ حکم نہ ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

Click For More

(۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کھانا کھانے کے بعد پلیٹ کو انگلی سے چاٹے یا زبان سے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔
المستفتی عبد الحمید رضوی اماری بارہمی بابلی پاراشانی پورا آسام

الجواب

بہار شریعت میں کھانے کے آداب میں یہ شمار کرایا ہے۔ کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان میں جھوٹا نہ لگا رہے۔ اور برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹے۔
حدیث شریف میں ہے: کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے، زبان سے چاٹنے کا ذکر کہیں نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۷ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اوجھڑی کے سلعلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں ہم کو صاف صاف بتائیں کہ اوجھڑی کھانا حرام ہے۔ یا مکروہ ہے یا طبعی یا قطعی حرام ہے۔ کوئی ایک حکم دیں۔ مندرجہ بالا فتویٰ پر پھر سے نظر ثانی کریں۔
المستفتی محمد سلیمان قادری

الجواب

فتویٰ تو صاف صاف ہی تھا لیکن آدمی سمجھنا نہ چاہے تو اور بات ہے۔ اوجھڑی کو فتاویٰ رضویہ میں مکروہ لکھا ہے۔ اور ان کی تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔

چنانچہ جلد ششم ص ۱۶۷ پر لکھتے ہیں:

اوجھڑی آنتیں کھانا مکروہ ہے۔ تقسیم نہ کی جائے بلکہ دفن کی جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اوجھڑی اگر مکروہ تنزیہی ہوتی جس کو عوام طبعی کہتے ہیں تو اس کو دفن کرنے کا حکم ہرگز نہیں دیتے۔ بلکہ فرماتے جس کا جی چاہے کھائے جس کا جی چاہے نہ کھائے۔

جلد ششم میں ہے:

دبر یعنی پانچخانہ کا مقام، کرش یعنی اوجھڑی، امعاء یعنی آنتیں بھی اسی حکم کراہت میں داخل ہیں۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث شریف میں ذبیحہ کے سات اجزاء کا ذکر ہے کہ اس کا کھانا منع ہے۔ تو پانچخانہ کا مقام اور اوجھڑی اور آنتیں بھی انہیں سات چیزوں کی طرح ممنوع اور مکروہ ہیں۔ اور وہ سات چیزیں بلاشبہ مکروہ تحریمی ہیں (بلکہ ان ساتوں میں خون تو حرام قطعی ہے) تو یہ تینوں بھی مکروہ تحریمی ہوں گی۔

حرام قطعی اور مکروہ تحریمی میں یہ فرق ہوتا ہے کہ حرام قطعی کو کوئی حلال کہہ دے تو مسلمان نہیں۔ لیکن مکروہ تحریمی کو حلال کہے تو کافر نہ ہوگا بلکہ گمراہ کہا جائے گا۔ اور کھانے یا استعمال کرنے میں دونوں کا حکم ایک ہے کہ اس کا کھانا منع ہے۔

اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۱۸۹ پر لکھتے ہیں:

اس کا فعل عادی یا نادر مطلقاً موجب استحقاق عذاب ہو یہ بحال قطعیت حرام ورنہ مکروہ تحریمی۔ اس کا مطلب یہ کہ جس فعل کے کرنے پر عذاب ہو وہ اگر دلیل قطعی سے ثابت ہو تو حرام اور ظنی سے ثابت ہو تو مکروہ تحریمی۔ تو عمل کے اعتبار سے حرام اور مکروہ تحریمی کا حکم ایک ہوا۔ اسی لیے عالمگیری میں اسی کو حرام کے لفظ سے تعبیر کیا اور تنویر الابصار میں مکروہ تحریمی کے لفظ سے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص مکروہ تحریمی کو حرام کہہ دے تو کچھ غلط نہیں۔ اب پھر ایک دفعہ حکم صاف صاف سن لیں۔ او جھڑی کھانا حرام قطعی نہیں۔ مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اس کو کتنا ہی صاف کر کے دھو کر کھائے کھانے والا گنہگار ہوگا۔ مکروہ تزیہی یا طبعی نہیں۔ مکروہ تحریمی کو اگر کسی نے حرام لکھ دیا تو کوئی غلط کام نہیں کیا، فقہ کی مستند کتابوں میں ایسا ہوا ہے۔ کہ مکروہ تحریمی کو لفظ حرام کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤءیم شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ

ہمارے علاقہ کے ایک ٹائی گرامی کافر ہندو لیڈر کا انتقال ہو گیا، آپ کو بھی معلوم ہوگا، اخبار اور کارڈ کے ذریعہ دعوت دی گئی کہ اپنے محبوب رهنما کی روح کو شانتی پہنچانے کے لیے ان کی تیرہویں میں شریک ہوں۔ بہت سے مسلم بھائی اس پروگرام میں شریک ہوئے اور کھانا بھی کھایا تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ایسے پروگرام میں ایک مسلمان کا شریک ہونا جائز ہے؟

المستفتی افتخار احمد

نوٹ: بعض نے تو اس میں کافی محنت بھی کی۔

الجواب

مسلمان مردوں کے لیے دعوت کا اہتمام ہماری شریعت میں ناجائز و ممنوع اور اس میں شرکت حرام و گناہ تو غیر مسلم میت کی ایسی دعوت میں شریک ہونا کہاں جائز ہوگا؟ مگر آجکل لوگوں کے دلوں سے مذہب کا پاس اور خدا کا خوف نکل گیا ہے۔

”اللهم انی اعوذ بک من همزات الشیطان وان یحضرین“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤءیم جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

لباس اور عمامہ کا بیان

(۱۲-۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اگر امام ٹوپی میں ہے مقتدی عمامے میں تو کیا مقتدی کے عمامے کو اتار دینے کا حکم ہے یا

عمامے کے ساتھ مقتدی نماز پڑھ سکتا ہے؟

(۲) عام مسلمان یعنی غیر عالم کو عمامہ باندھنا سنت ہے یا نہیں؟

(۳) عمامہ باندھ کر سفر کرنا، دوکان پر بیٹھنا، خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

(۴) عمامہ کی کم سے کم مقدار کتنی ہے؟

(۵) صرف ٹوپی پہننا سنت ہے یا نہیں؟

(۶) بغیر ٹوپی کے دستی یا برسارومال یا گمجھاسر پر باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۷) عمامہ باندھ کر پیشاب، پاخانہ میں جانا کیسا ہے؟

(۸) ننگے سر پیشاب پاخانہ میں جانا کیسا ہے؟

(۹) عمامہ کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟

(۱۰) سر پر اس طرح رومال رکھ کر کہ دونوں سر الٹکتا رہے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۱) سعودیوں کے عقال کا کیا حکم ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۲) بچوں کو عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

(۱۳) ایک صاحب نے بچوں کے سر سے عمامہ اترا دیا اور کہا کہ بچوں کو عمامہ نہیں باندھنا

اقبال گجراتی ۲۸ شعبان ۱۳۲۱ھ

چاہئے۔

الجواب

(۱) اس میں شک نہیں کہ عمامہ کے ساتھ نماز بے عمامہ نماز سے افضل ہے۔ بائیں ہمہ صورت

مسئلہ میں صرف ترک ادلیٰ ہوا۔ اور نماز میں کوئی کراہیت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ سوم ص ۲۸۸)

(۲) ہر مسلمان چاہے عالم ہو یا غیر عالم اسے عمامہ باندھنا سنت ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے شعب الایمان میں حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے۔ اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو (بہار شریعت

حصہ سولہ ص ۳۵)۔ اسی میں ص ۴۷، میں ہے کہ عمامہ باندھنا سنت ہے، ان احکام سے یہی ظاہر ہے کہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مسلمان خواہ عالم ہو یا چاہے جاہل سب کو عمامہ باندھنے کا حکم ہے۔

(۳) عمامہ رسول اللہ ﷺ کی عمومی سنت ہے۔ تو سفر حضر اور کاروبار کی حالت میں ہر وقت باندھنا

سنت ہے۔ البتہ حالت نماز میں اس کی خصوصیت زیادہ ہے کہ اس حالت میں ثواب بہت زیادہ ہے۔

(۴) عمامہ کی کم سے کم مقدار پانچ ہاتھ ہے اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۱۰۴)

(۵) بزازیہ میں ہے: "لا باس بلبس القلانيس و قد صح انه ﷺ کان یلبسها"۔

ٹوپی پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں اور حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ٹوپی پہنتے تھے۔

(۶) رومال اگر بڑا ہو کہ اتنے بچ آسکیں کہ سر کو چھپالے تو وہ عمامہ ہی ہو گیا۔ اور اگر چھوٹا رومال

ہو کہ ایک دو بچ آسکیں تو لپیٹنا مکروہ ہے۔ اور بے ٹوپی کے عمامہ بھی نہ باندھنا چاہئے نہ کہ رومال۔

(۷) پیشاب یا پامخانہ کے لیے ننگے سر جانا منع ہے، تو ٹوپی عمامہ جو بھی پہنے ہو استنجا کے لیے

جاسکتا ہے۔

(۸) کسی بھی اسلامی طریقہ کا مذاق اڑانا سخت منع ہے، بلکہ کفر تک معاملہ پہنچ سکتا ہے۔

(۱۰) اس طریقہ کو کتب فقہ میں سدل ثوب کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اس طرح نماز پڑھنے میں مکروہ

اور قابل اعادہ ہوتی ہے۔ (عام کتب فقہ)

(۱۱) عربی کی مستند لغت لسان العرب میں لفظ عقال کے معنی میں سعودی عقال کا ذکر نہیں ملا۔ اس

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نوا ایجاد چیز ہے۔ البتہ منجد میں اتنا تحریر ہے:

"العقال جبل یشد بہ البعیر فی وسط ذراعہ و منه عقال الذی یشد بہ الراس"۔

(المنجد، عربی اردو لغت: ص ۶۷۱)

عقال وہ رسی ہے جسے اونٹ کے پاؤں میں باندھا جاتا تھا اور اسی سے اس رسی کو بھی کہنے لگے

جس کو سر پر باندھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اونٹوں کے چرواہے جب اونٹوں کو چرنے کے لیے

کھولتے تو وہ رسیاں حفاظت کے لیے اپنے سروں پر لپیٹ لیتے تاکہ رسیاں کھونہ جائیں۔ پھر بعد میں ان

کا فیشن ہو گیا، مگر اس کے نیچے سر پر جو رومال رکھتے ہیں، اس کے چاروں کونے لٹکے رہتے ہیں، یہ اسی

اسبال کی صورت ہے جس کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے۔ اور اس حالت میں نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ درمختار

اور اس کے حاشیہ شامی میں ہے:

"وکرہ سدل الثوب کشد و مندیل یرسلہ من کتفہ. و ظاہر کلامہم یقتضی انہ لا

فرق بین ان یكون الثوب محفوظا من الوقوع اولا فعلى هذا تكره فى الطيلسان الذى يجعل على الراس وقد صرح به فى شرح الوقاية اى اذا لم يدره على عنقه“۔ (ج ۲/ ۳۴۹)
اور نماز کی حالت میں کپڑا لٹکانا مکروہ ہے جیسا کہ شدہ اور رومال میں ہوتا ہے کہ کندھے کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں۔ صاحب بحر فرماتے ہیں کہ کپڑا اس طرح لٹکایا ہو کہ گرنے سے محفوظ رہے یا غیر محفوظ اس بنیاد پر طیلسان جس کو سر پر ڈال کر نیچے لٹکاتے ہیں وہ مکروہ ہے۔ شرح وقایہ میں یہی لکھا ہے۔ اور نماز کے علاوہ بھی بطور تکبر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۱۲) عمامہ باندھنا سنت ہے تو بچپن سے ہی اس کی عادت ضرور ڈالنی چاہیے جس نے بچوں کا عمامہ کھلوادیا اس سے پوچھئے یہ کہاں لکھا ہے اور مجبور کیجئے کہ اپنی بات قرآن و حدیث یا اقوال فقہاء سے ثابت کرے تو اسے پتہ چلے گا کہ بے علم کے فتویٰ بتانا کتنی بڑی جہالت ہے۔

غالباً شرح شرع الاسلام میں لکھا ہے: لبس العمامة حلم ووقار وھی تیجان العرب“
عمامہ کا پہننا حلم ووقار ہے۔ اور یہ اہل عرب کا تاج ہے۔ عمامہ عرب والوں کا مخصوص لباس ہے۔ اور حضور ﷺ نے اسے فرشتوں کا لباس بتایا ہے۔ الغرض ان روایتوں سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوتی ہے۔ اور بچوں کو عمامہ نہ پہنانے کی کوئی روایت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۱۵ شوال ۱۴۲۱ھ

(۱۲-۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) آج کل ہمارے مدارس کے اکثر علماء و طلبہ کے ملبوسات میں گرتے کے ساتھ ایک مخصوص وضع کی شلوار پاجامہ جو کلی دار ہوتا ہے، مروج و مستعمل ہے۔ اس کا پہننا از روئے شرع کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو عدم جواز کی دلیل بحوالہ کتب معتبرہ عنایت فرمائی جائے۔ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی مندرجہ ذیل عبارات جو فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۸۴ مطبع رضا اکیڈمی ممبئی میں ہے: ”مگر فراخ کے یہ معنی کہ عرض کے پائچے نہ غرارے دار، جس میں کلیاں ڈال کر گھیرا بڑھایا جاتا ہے یہ مردوں کے لیے بلا شبہ ناجائز ہے کہ ان بلا د میں کلیوں دار پائچے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام۔ مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنا نے یا نقال یا بد وضع فساق ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع ہے“۔ کی بطور افہام اور ازالہ اوہام قدرے وضاحت کر دی جائے۔

(۲) حضور ﷺ کا کرتا شریف کیسا ہوتا تھا کلی دار یا بغیر کلی کا؟ گرتے میں آج کل کی طرح کار

ہوتا تھا یا نہیں؟

(۳) ازار یعنی تہبند شریف کیسی زیب تن فرماتے سلی یا بے سلی؟ بے سلی لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ جس سے کشف عورت نہ ہو سکے۔ چونکہ ہم لوگ جیسے چن کر باندھتے ہیں کشف عورت ہو جاتی ہے۔ بینواتو جروا
خادم دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد سلطان پور

الجواب

(۱) جس طرح اردو زبان میں لفظ پانجامہ ایک اسم جنس ہے اور خالطہ، شلوار، علی گڑھی اور چوڑی دار سب اس کی مختلف اصناف ہیں کہ سب کو پانجامہ ہی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح عربی میں لفظ سراویل اس لباس کا نام ہے جو نچلے دھڑ میں پہنا جاتا ہے۔ پانجامہ کی مذکورہ بالا قسمیں اس کی صنف ہیں اور سب کو سراویل کہا جائے گا۔ اور اس میں اوصاف مختلفہ لگا کر سراویل کی مختلف قسموں کا نام بیان کیا جائے گا۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

ویکرہ للرجل لبس السراویل المخرفجة وھی التي تقع علی ظهر القمین کذافی
فتاویٰ العتابیہ۔ (فتاویٰ رضویہ دہم نصف اول ص ۸۴)

مکروہ ہے مخرفجہ پانجامہ۔ یہ ایسا پانجامہ ہے جس کی موریاں پاؤں کی پشت پر پڑی ہوتی ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان سب پانجاموں کے عربی زبان میں بھی الگ الگ نام ہوں۔ مگر احادیث کریمہ میں مطلقاً سراویل کی فضیلت آئی ہے۔ اور اس کو استر، زیادہ پردے والا بتایا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: روایتوں میں کوئی تخصیص تنگ و فراخ کی نظر سے نہیں گذری۔ (حوالہ مذکورہ بالا)۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ روایتوں میں کوئی تخصیص خالطہ یا شلوار، یا علی گڑھی یا چوڑی دار کی نظر سے نہیں گذری۔
البتہ اصولی طور پر لباس میں کچھ ایسی باتیں بیان کر دی گئی ہیں جن پر لباس کے جواز یا عدم جواز کا انحصار ہے۔

- (۱) لباس اتنا چست نہ ہو کہ جسم کا نشیب و فراز اور اعضاء کی بناوٹ اس سے ظاہر ہو۔
- (۲) کپڑا ایسا باریک نہ ہو کہ جسم اس سے جھلکے۔
- (۳) عورتوں کو مردانی وضع کے کپڑے، مردوں کو زنانے کپڑے حرام ہیں۔
- (۴) فاجرو فاسق لوگوں اور اوباشوں کے فیشن کے کپڑے۔ مسلمان کو پہننا حرام و ممنوع یا ناجائز و مکروہ ہیں۔

(۵) مردوں کے پانجامے یا تہبند بخنوں سے نیچے تک لپے نہ ہونا چاہیں اور عورتوں کے ایڑی سے بھی ایک بالشت زائد ہو سکتے ہیں کہ ان کے پاؤں کو بھی چھپانے کا حکم ہے۔

کلی دار پانجامہ کے جائز یا ناجائز ہونے کی شریعت میں کوئی تصریح نہیں آئی ہے۔ آپ نے غرارہ میں کلی کا لفظ دیکھا اور یہ دیکھا کہ اس کو اعلیٰ حضرت نے مردوں کے لیے ناجائز بتایا تو آپ کو غلط نہیں ہوئی کہ غرارہ کلی کی وجہ سے ممنوع ہے۔ اور شلواریں میں بھی کلی ہوتی ہے۔ تو اس کو بھی ممنوع ہونا چاہئے جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ مردانہ اور زنانہ کوئی پانجامہ ایسا نہیں جس میں کلی نہ ہوتی ہو۔

مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح جامی ص ۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

وسراویل جمع سروالہ تقدیرا فکانہ سمی کل قطعة من السراویل سروالہ ثم

جمعت سروالہ علی سراویل۔

سراویل کو سروالہ کی جمع مان لیا گیا ہے۔ گویا پانجامہ کا ہر ٹکڑہ ”سروالہ“ (کلی) ہے۔ اور پانجامہ اس کا مجموعہ ہے، اس لیے اس کو سراویل کہتے ہیں یعنی عربی میں سروالہ کپڑے کے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ تو پانجامہ کا ہر ٹکڑہ سروالہ یعنی کلی ہے۔

تو آپ کا خیال اگر مان لیا جائے کہ شلواریں کلی دار ہے اس لیے ناجائز ہے۔ تو کون سا پانجامہ ہوتا ہے جو بے کلی کے ہوتا ہے۔ تو چاہئے کہ سرے سے کسی پانجامہ کا پہننا ناجائز ہی نہ ہو۔ حالانکہ حدیث شریف میں اس کو پسندیدہ لباس بتایا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حلت و حرمت کا مدار کلی دار اور بے کلی کا ہونے پر نہیں ہے۔

ہم نے ممانعت کی وجہ نمبر اول میں بتائی تھی کہ پانجامہ کی موہری بالکل چست نہیں ہونا چاہئے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ پانجامہ کی موری کشادہ ہونا چاہئے۔ تو کیا جو پانجامہ غرارہ کے نام سے موسوم ہے اتنی چوڑی ہونی چاہئے یا اس سے کم یا زیادہ۔ اعلیٰ حضرت نے جواب دیا کہ عرض کا پانجامہ، نہ غرارے دار اس کا مطلب یہ ہوا کہ عرض کا پانجامہ جائز ہے۔ اور غرارہ دار پانجامہ جائز نہیں ہے۔ غرض کہ پانجامہ کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں گڈی یا مکن کا کپڑا عموماً جس کا پانجامہ بنتا تھا۔ ہاتھ سے بنایا جاتا تھا۔ اور چھالٹین کا کپڑا جو مشینوں پر بنایا جاتا تھا۔ ان تینوں اقسام کے کپڑوں کا عرض دس گز سے لے کر ایک گز تک کا ہوتا تھا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ پانجامہ کے پانچے کے کشادہ ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی چوڑی ۵ گز سے ۸ گز تک ہو۔ یہ خالطہ دار پانجامہ ہوا کہ اس کی ہی موریوں چھوٹے عرض کے کپڑے دونوں کناروں کو باہم ملا دینے سے تیار ہو جاتی ہیں۔ اور اوپر انوں کی جڑ سے کچھ نیچے جہاں دونوں موریوں ملتی ہیں چھوٹی چھوٹی کلیاں دے کر کمر کے گھیرے میں کچھ کشادگی پیدا کر دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ہم نے بزرگوں کو عموماً ایسے ہی پانچجامہ پہنتے دیکھا انہیں کو اصل سنت فعلیہ یعنی تہبند سے زیادہ مناسبت ہے۔

یعنی حضور ﷺ تہبند پہنتے تھے۔ اگر کوئی شخص آٹھ گرہ والی موریوں کا پانچجامہ پہن کر کھڑا ہو جائے تو دونوں پائے مل جائیں گے اور دیکھنے والا شبہ میں پڑ جائے گا کہ اس نے تہبند ہی پہنا ہے کیا۔

الغرض اصل یہ ہے کہ عرض کا پانچجامہ جس کو اعلیٰ حضرت نے پسند فرمایا بزرگوں کا زیر جامہ بتایا اور حضور ﷺ کی سنت کے قریب فرمایا، اس کے مقابلہ میں غرارہ منع فرمایا تو اس لیے نہیں کہ اس میں کلی ہوتی ہے۔ کلی تو چھوٹی ہی سہی ان کے پسندیدہ پانچجامہ خالطہ میں بھی ہوتی ہے بلکہ اس لیے کہ غرارہ عورتوں کا مخصوص لباس ہے، عورتوں کے علاوہ زنجے نقال اور اوباش مرد پہنتے ہیں۔ اور ان کی مشابہت منع۔ جس کو نمبر تین چار میں بیان کر آئے۔ اس لیے مردوں کو غرارہ پہننا منع ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں: یہ کلیوں دار پائے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام ہے۔ مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنا نے یا نقال یا بد وضع فساق اور ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع ہے۔
(کتاب مذکورہ ص ۸۴ ملخصاً)

تو گویا غرارے میں کراہت کی ایک وجہ اور بھی بڑھ گئی کہ عورتوں کے ساتھ ساتھ زنانوں اور فاسقوں کی مشابہت بھی پیدا ہوگئی۔ اصل کراہت کی وجہ یہ ہے نہ کہ کلی دار ہونا۔

چوڑی دار پانچجامہ: یہ عموماً چست اور کولہوں، رانوں اور پنڈلیوں سے چپکا ہوتا ہے۔ جس سے ان اعضا کی بناوٹ ظاہر ہوتی ہے اور نشیب و فراز نمایاں ہوتا ہے۔ عورت تو منہ اور ہتھیلی کے علاوہ ازسرتا پا چھپانے کی چیز ہے۔ مرد کے اعضاء جسم میں ناف سے گھٹنے تک کا جسم عورت ہے۔ اور اس کو چھپانے کی ضرورت ہے۔ مگر چست کپڑے سے پردہ پوشی کی جگہ نمائش ہوتی ہے۔ تو یہ پانچجامہ مرد اور عورت دونوں کے لیے ممنوع ہوگا۔ اس میں ممانعت کی وجہوں میں سے پہلی وجہ اعضاء کی نمائش موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: یوں ہی تنگ پائے نہ چوڑی دار ہوں، نہ ٹخنے سے نیچے، نہ خوب چست ہوں، بدن سے چپکے ہوئے (حوالہ مذکور) اور صفحہ ۷۰ پر نام کی تشریح کے ساتھ فرماتے ہیں۔ چوڑی دار پانچجامہ پہننا ممنوع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔ اور سلائی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کپڑے کو آڑا تر چھما کرنے کے لیے پورے کپڑے کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔ پھر حسب ضرورت جوڑتے ہیں۔ مگر ممانعت کی وجہ تنگ و چست اور ان کی چوڑیاں اور فاسقوں کی مشابہت ہے۔

علی گڑھی پانچجامہ: تو مرد پہنتے ہیں۔ اس کے پائے تنگ ہوتے ہیں۔ مگر اتنے تنگ نہیں کہ اعضاء

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی بناوٹ ظاہر ہو۔ بلکہ ڈھیلے ڈھالے۔ ان میں کلیاں گھٹنے یا گھٹنے کے اوپر سے کمر تک اس طرح لگائی جاتی ہیں کہ کمر کا گھیرا کشادہ ہو جائے اور موریوں معتدل حد تک چوڑی چوڑی ہوتی ہیں۔ اس کے پہننے میں کوئی قباحت نہیں، بشرطیکہ پانچے ٹخنے سے نیچے نہ ہوں۔

شلوار: اس کی بناوٹ میں کلیاں پانچاے کے پوری لمبائی میں نیچے پتلی اور اوپر چوڑی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تو مرد و عورت دونوں کا لباس ہے۔ اور اس کا پہننا جائز ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ آداب لباس میں فرماتے ہیں:

ہم بریں قیاس سراویل کہ در عجم متعارفست وآں راسلوار می گویند بمقدار ازار آں حضرت ﷺ باشد و اگر زیر شتانگ باشد یا دوسہ چین واقع شود بدعت و گناہ است۔

(فتاویٰ رضویہ حوالہ مذکورہ ص ۸۵)

اس پران عجمی پانچاموں کو قیاس کرنا چاہئے کہ عجم میں عام طور سے پہنے جاتے ہیں۔ جس کو وہ اپنی زبان میں شلوار کہتے ہیں۔ (یعنی جائز ہیں) یہ عموماً اتنے ہی نیچے ہوتے ہیں جتنا حضور ﷺ کا تہہ بند شریف ہوتا تھا۔ یہ پانچاے اگر ٹخنوں سے نیچے ہوں یا ان میں دائر اور چوڑیاں ہو تو بدعت اور مکروہ ہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: کپڑے اتنے چست ہوں کہ بدن کی گولائی، فریبی کے انداز اوپر سے بتائیں جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں و چست کرتیاں۔

جس سے معلوم ہوا کہ شلوار بھی ایسا چست اور جسم سے چپکا ہو جو اعضاء کی ساخت ظاہر کرے تو ناجائز ہے۔ اخیر میں ہم ایک اصول کلی بتاتے ہیں۔

غرض کہ ڈھیلے پانچے جب ان قباحتوں اور تنگ جب ان شاعتوں سے پاک ہوں تو دونوں شرعاً مرض ہیں، اور پسندیدہ ہیں۔ ہاں غالب عادات علماء اولیا میں یہی عرض کے پانچے دیکھے گئے۔ اور انہیں کو اصل سنت فعلیہ سے مشابہت زیادہ ہے۔

اور ہمارے اس زمانے میں عام طور سے علماء اور بزرگان دین شلوار پہنتے ہیں۔ اور اس کو عرف عام میں شرعی پانچامہ کہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حلت و حرمت کا مدار کلی یا بے کلی والا ہونا نہیں ہے جیسا کہ اوپر ہم نے بتایا کہ پانچاے تو تقریباً سب ہی کلی دار ہوتے ہیں۔ لیکن مدار ان امور خمسہ پر ہے جس کا ذکر ہم نے پانچ نمبروں میں کر دیا ہے۔ ان کی رعایت اور عدم رعایت پر حلت و حرمت کا مدار ہے۔

تہ بند حضور ﷺ سے بے سلاہی مروی ہے۔ اس کی لمبائی موجودہ تہ بند کی لمبائی سے کچھ زیادہ ہو جیسے ہمارے چین میں ڈھائی گز لمبی لگیاں ہوتی تھیں۔ تو چلتے پھرتے وقت بے ستری نہیں ہوتی تھی۔ اور

اتباع سنت کے لیے نشست و برخاست میں کچھ احتیاط بھی کرنی ہوگی۔

حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندگی بھر بے سلا تہ بند پہنتے رہے اور سختی سے اس پر عامل تھے۔ لیکن کبھی بھی ایسی ویسی حالت نہیں دیکھی گئی۔

(۶) حضور ﷺ کے بالائی پیرا ہن شریف کے لیے احادیث کریمہ سے قیص اور جبہ دونوں لفظ آئے ہیں۔ جس کی لمبائی کے سلسلہ میں نصف ساق اور اس کے اوپر تک کا تذکرہ آیا ہے۔ یوں ہی آستین کی لمبائی گٹوں تک اور انگلیوں کے پور تک بیان کی گئی ہے۔ عام حالات میں تو آستین کشادہ رہتی کہ ہر نماز کے وقت وضو فرماتے مگر سفر وغیرہ کی ضرورت سے اتنی تنگ آستین کا جبہ بھی استعمال فرمایا کہ وضو کے وقت اوپر چڑھ نہ سکا تو ہاتھ آستین سے باہر نکال کر وضو فرمایا۔

چاک گریبان بہ اتفاق روایات سینہ اقدس پر ہوتا۔ اور دامن کا چاک کچھ دور تک کھلا رہتا۔ بعض اوقات آستین کے منہ پر چار انگلی کی ریشمی پٹی کا بھی ذکر آتا ہے۔ جس کو اس زمانے کے سینگل کف کی طرح کہا جاسکتا ہے۔ اس زمانے میں بٹن کا رواج نہیں تھا کہ اس کی ایجاد نہ رہی ہوگی، تکمہ اور گھنڈی سے کام لیا جاتا تھا۔ عام طور سے مڈھ لیتے۔ چاندی اور سونے کے دھاگوں سے مڈھنے کا ذکر بھی کتب فقہ میں آیا ہے۔ یہ ساری تفصیل ہم نے بہار شریعت کتاب الحظر والاباحت، فتاویٰ رضویہ جلد نہم اور شرح شریعت الاسلام سے فراہم کی ہے۔

دامن کلی دار تھا یا بے کلی کا۔ قیص کی طرح گول رہتا تھا یا موجودہ کرتوں کی طرح چوکور کار سینگل ہوتا تھا یا ڈبل یا بغیر کار۔ اس کی تفصیل نظر سے نہیں گذری۔ ان احکام کے لیے علماء اعلام نے انہیں احکام پنج گانہ سے روشنی حاصل کی، یا جس کو کسی غلط کردہ یا غلط قوم کی مخصوص وضع دیکھی اس سے ممانعت فرمائی۔ اور جس کو مفید اور غلط تشابہ سے پاک دیکھا، اس کی اجازت دی۔ کرتوں میں آج کل شیروانی کی طرح چوڑا اور کھڑا کار بننے لگا ہے۔ اس کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔ ازار شریف کے سلسلہ میں ہم نے پہلے ہی نمبر میں تحریر کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ضلع موہن ۳۰ ربیع الثانی، ۱۳۲۳ھ

(۱۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

سابق امام و خطیب داڑھی کے سفید بالوں کو جڑ سے کٹواتے ہیں اور بیچ وقتہ نماز میں سر پر صافہ وغیرہ نہیں باندھتے ہیں، ٹوپی پر ہی نماز پڑھتے ہیں۔ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔
اکبر سردار محلہ بنگال پورہ بیوٹی ضلع تھانہ۔

Click For More

الجواب

صافہ باندھ کر نماز پڑھنا مسنون ہے، لیکن بغیر صافہ کے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ واڑھی کے سفید بالوں کا اکھاڑنا مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے: "نفث الشیبة مکروہ۔" اس لیے امام صاحب کو چاہئے کہ اس سے باز آئیں اور اگر بار بار روکنے پر بھی وہ اس سے باز نہ آئیں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو ۲۱/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۱۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

زید کو آنت کی بیماری لاحق ہے۔ جس کی وجہ سے وہ لانگ باندھتا ہے یعنی دھوتی لیتا ہے۔ ازار بند وغیرہ پہننے کی صورت میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ لانگ باندھ کر یا تہہ بند وغیرہ کے نیچے لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی اقبال احمد موضع سنہی اعظم گڑھ مورخہ ۵/رجب ۱۳۹۹ھ

الجواب

دھوتی پہننا عام حالت میں بھی منع ہے۔ کہ ہندوستان کے غیر مسلمانوں کا لباس ہے۔ اور اس میں ناگوں کے پیچھے سے کھلنے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ اور ستر عورت فرض ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "ایسا کم وذی الاعاجم" اس لیے زید کو دھوتی کے بجائے تہہ بند یا پائے جامہ کے نیچے لنگوٹ باندھنا چاہئے، نماز بلا قباحت جائز ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کا قول ہے کہ تمام مسلمانوں کے لیے عمامہ باندھنا ضروری اور واجب ہے، کیونکہ احادیث

متواتر سے ثابت ہے اور اسکی فضیلت واردہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ضروریات دین سے ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ اگر غلط ہے تو کیوں؟ اور اگر صحیح ہے تو ان علما

کے بارے میں جو ضروریات دین سے غافل ہیں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مع حوالہ جات جواب دے

کر عند اللہ ماجور ہوں۔ المستفتی محمد واحد الحق رضوی جمالی مہاض ٹولہ نرائن پور راج محل صاحب گنج بہار

الجواب

عمامہ باندھنا ضروریات دین میں ہونا الگ رہا، یہ نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ سنت ہے اور احادیث نبوی میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ جو اسے فرض یا واجب یا ضروریات دین میں سے قرار دے وہ غلط کہتا ہے، فقہ کی تمام کتابوں میں اسکو سنت ہی لکھا ہے چنانچہ بہار شریعت میں ہے، عمامہ باندھنا سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

(۲۰-۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید جمعہ کے دن خطبہ اولیٰ میں خلفائے راشدین و عمین شریفین پر درود و سلام پیش کرتا ہے، حالانکہ یہ بیان خطبہ ثانی میں پڑھا جاتا ہے، تمام مساجد میں اسی پر عمل ہے۔ (بہار شریعت)

(۲) زید مسجد کا مصلیٰ اپنے بیڈ شیٹ کے طور پر استعمال کرتا ہے۔

(۳) زید صرف جمعہ کی نماز میں صافہ باندھتا ہے اور شملہ چھاتی پر چھوڑتا ہے۔

(۴) زید نے ماہ ذی الحجہ کی نویں کی رات میں اعلان کیا کہ عید الاضحیٰ نماز ہونے تک کسی قسم کی نفل نماز نہ پڑھیں، مگر ہم نے جاء الحق اول میں مسئلہ دیکھا ہے کہ نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے وہ بھی فقہاء کے لیے، عامۃ المسلمین کو پڑھنے سے منع نہ کرنا چاہئے۔

(۵) زید نے کہا ماہ محرم میں عاشورہ کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین دن پر فاتحہ نہ دو کہ وہ زندہ ہیں، زندوں کے نام فاتحہ نہیں دیا جاتا۔ میں زندہ ہوں کیا میرے نام پر فاتحہ دو گے۔ کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟

(۶) زید ذال کو دال کا تلفظ کرتا ہے مثلاً ”ہذا“ کو ”ہدا“ ”یکذبان“ کو ”یکدبان“ اذا جاء“ کو ادا جاء“ اور ”عذاب النار“ کو ”عذاب النار“ کیا یہ قرأت صحیح ہے؟ ہم نے آج تک ایسی قرأت کرتے نہیں سنا ہے۔

(۷) نائب متولی نے قرأت کا اعتراض کیا تو زید طیش میں آ کر سورۃ فاتحہ صحیح پڑھ کر سنانے پر ۷۰۰ روپے انعام کا چیلنج چسپاں کر دیا۔ اس سے ناراضگی بڑھ گئی، کیا ناراض مصلیٰ کا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۸) اسی طرح زید دو ایک اراکین جماعت کے ساتھ بد تمیزی سے پیش آیا، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی: حاجی ایس ایم ادھونی گاڑون پاتھ کرناٹکا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الجواب

خلفائے راشدین اور عمین شریفین کے ذکر کو دوسرے خطبہ میں ہونے کو بہار شریعت میں مستحب فرمایا ہے۔ اور فتاویٰ رضویہ میں معمول و محمود۔ اس کو پہلے ہی خطبہ میں پڑھنا ایسا جرم نہیں کہ اس سے امام کی امامت میں خلل آئے۔

(۲) عمامہ باندھنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ اور عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ اس کے شملہ کو پشت پر دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھنے کو فتاویٰ رضویہ میں مستحب بتایا ہے۔ امام صاحب کو چاہئے کہ جب عمامہ کی سنت پر عمل کرتے ہیں تو جو طریقہ معہود و مقرر ہے، اسی پر عمل کریں، اس میں جدت یا تراش و خراش نہ نکالیں۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ عمامہ باندھنا سنت ہے تو سب کے لیے، مقتدی ہو یا امام۔ تو امام کے لیے اتنی سختی کہ عمامہ ٹیڑھا باندھے تو اس کی امامت کے لیے مسئلہ پوچھا جائے اور مقتدی سرے سے عمامہ ہی نہ باندھیں تو کوئی حرج نہیں۔ یہ سب باتیں فضیلت اور مستحب ہیں، ان کا ترک گناہ نہیں، اس لیے آپ کا یہ دوسرا سوال بھی پہلے سوال کے خانہ میں داخل ہے۔

(۳) مسجد کی درمی، چٹائی، فرش ماور مصلیٰ یا اور کوئی سامان کسی کو ذاتی استعمال میں لانا منع ہے۔ اس میں امام اور مصلیٰ کسی کی تخصیص نہیں، جو ایسا کرے اس کو مسئلہ بتایا جائے اور منع کیا جائے اگر وہ باز آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ اتنے جرم پر ان کو مسجد اور امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔

(۴) اس سوال میں سائل کو دو غلط فہمی ہوئی، اس نے کتاب میں آئے ہوئے مکروہ کے لفظ کو ہلکا سمجھا کہ مکروہ ہے تو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں، حالانکہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں: نوالکراهة هنا تحريمية كما صرح في الحلية و لذا عبر في الخانية والخلاصة بعدم الجواز. (ج ۲/۲۵۱)

یہاں کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔ حلیہ میں اس کی تصریح کی اور امام قاضی خان اور صاحب خلاصہ نے اس کو ناجائز کہا۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۱۸۹ میں ہے کہ ”مکروہ تحریمی کا مرتکب مستحق عذاب ہے۔“

مکروہ تحریمی کا مرتکب اللہ تبارک و تعالیٰ کا نافرمان ہے، ملفوظات حصہ چہارم ص ۴۰۵ صغیرہ کا استخفاف کبیرہ ہے بلکہ بعض وقت کفر ہو جاتا ہے۔“

ان سب عبارتوں کو سائل بار بار پڑھے اور اپنی تحریر پر غور کرے کہ اس نے مکروہ کے لفظ کو ہلکا سمجھ کر کتنی بڑی غلطی کی ہے؟ اور سائل نے اس عبارت کو بھی غلط سمجھا کہ یہ حکم فقہا کے لیے ہے عوام کو منع نہیں

کرنا چاہئے۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ عید کی نماز سے قبل یا بعد مصلیٰ میں نفل پڑھنا مکروہ تحریمی ضرور ہے۔ لیکن اگر کسی جاہل نے اپنی لاعلمی یا اکثرین کی وجہ سے نماز شروع کر دی تو اس کو روکا نہ جائے کہ مت پڑھو، یہ مطلب نہ تھا کہ اس کو مسئلہ بھی نہ بتایا جائے۔ دیکھئے مولانا احمد رضا خان صاحب اپنے ملفوظات جلد سوم ص ۲۹۵ میں لکھتے ہیں:

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا۔ جب پڑھ چکا مسئلہ تعلیم فرمادیا، آپ کے امام صاحب نے بھی تو یہی کیا ہے کہ وقت سے ۱۰ گھنٹہ پہلے مسئلہ سے لوگوں کو آگاہ کر دیا تو یہ تو قابل تعریف بات تھی، سائل نے اسکو جرم بنا دیا۔ ویسے تو بڑے بڑے اماموں بلکہ صحابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس نماز کا شدید رد فرمایا، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت خذیفہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے امام کے نماز پڑھ لینے سے پہلے مصلیٰ میں نماز پڑھنے سے لوگوں کو منع فرمایا، آخر فقہ کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ اسی لیے تو لکھا ہے کہ لوگ جائیں اور اس پر عمل کریں، اس لیے نہیں لکھا ہے کہ صرف فقہاء کے عمل درآمد کے لیے ہے۔

(۵) فاتحہ اور ایصال ثواب زندہ اور مردہ سبھی کے لیے ہو سکتا ہے۔ ان صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ زندوں کی فاتحہ نہیں ہو سکتی، یہ بات البتہ ہے کہ عام طور سے لوگ مرنے والوں کے لیے ہی ایصال ثواب کرتے ہیں۔

(۶) بے شک یہ اعتراض صحیح ہے۔ بہار شریعت میں ہے:

جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ صحیح حروف میں پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خواں کی اقتدا کر سکتا ہو اس کی اقتدا کرے یا وہ آیتیں پڑھے جس کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور اگر یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اس کی اپنی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی امامت بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی جو اسی کی طرح اس حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا دوسرا اس کو ادا کر لیتا ہے، مگر کوئی دوسرا حرف اس سے ادا نہیں ہوتا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی خود کی نہیں ہوتی دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ادا ہوگی۔ آج کل عام لوگ اس میں جتلا ہیں کہ غلط پڑھتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے ان کی نمازیں خود باطل ہیں امامت درکنار۔

(۷) اس کا جواب یہ نہیں تھا کہ امام صاحب دوسرے کو چیلنج کرتے اس کا صحیح طریقہ یہ تھا کہ کوشش کر کے ذال کا معراج درست کرتے۔ اور چیلنج پر برافروختہ ہونا یہ عوام کی فطرت ہے، اگر عوام غلط پڑھتے

ہیں تو غلطی بہر حال غلطی ہے، عوام کی ہو یا امام کی، بہر حال انہیں بھی کوشش کر کے سورہ فاتحہ اور تین چار آیت بالکل صحیح یاد کر لینی چاہئے اور اسی کو ہر رکعت میں دہرائیں۔

سائل کو ہر موقع پر امام کا امامت کا ناہل ہونا ثابت کرنے کا عجیب شوق ہے، جب عوام غلط پڑھتے ہیں اور امام نے انہیں صحیح پڑھنے کا چیلنج کیا تو عوام کے ناراض ہونے کا کیا مقام تھا۔ اس بیجاناراضگی سے عوام ہی تصور وار ہوں گے، اس خفگی سے امام کی امامت پر اثر نہیں پڑے گا۔ سائل اپنی تحریر میں جس فتنہ کا تذکرہ کر رہا ہے کہ امام نے فتنہ پیدا کر دیا، یہ کہیں ایسا ہی فتنہ تو نہیں جس میں محلہ کے لوگوں کی جہالت اور لاعلمی کو زیادہ دخل ہو۔

المختصر امام پر لازم ہے کہ مسجد کا مصلیٰ اپنے بستر کے لیے استعمال نہ کریں اور جلد از جلد کوشش کر کے کسی صحیح خواں سے ذال کے مخرج کی اصلاح کر لیں، اور ایصال ثواب کے سلسلہ میں امامین کریمین کی برزخی زندگی کے حوالہ سے ایصال ثواب کو منع کرنے کا غلط مسئلہ بتانے سے رجوع کریں تو انہیں امام رکھا جاسکتا ہے، ورنہ امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور عوام اور سائل حاجی الیس۔ ایم صاحب سے بھی گزارش ہے کہ فتنہ و فساد سے بچنا ضروری ہے، ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمَفْسِدَ مِنَ الْمَصْلِحِ﴾ اور اللہ خوب جانتا ہے مفسد کون ہے اور مصلح کون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھونسی ضلع مٹو ۲۰ رجب الاول ۱۴۱۹ھ

(۲۷-۲۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اونی کپڑا پہنکر نماز پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں۔ زید کہتا ہے کہ اون جو باہر ممالک سے آتا ہے ہو سکتا ہے حرام جانور مردار کے بالوں کا ہوتا ہو اس لیے اس کے بنے ہوئے کپڑے پہنکر نماز پڑھنا درست نہیں۔ برائے کرم شریعت سے مطلع فرمائیں۔

(۲) آج کل اکثر حضرات چین کی گھڑی پہنکر نماز پڑھتے ہیں اس طرح سے نماز پڑھنا درست ہے یا غلط ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے چین کی گھڑی ہاتھ میں باندھکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

فخر عالم ۹ جمادی الثانی ۱۴۱۳ھ

الجواب

(۱) شریعت میں کسی چیز کی حلت و حرمت کا حکم ظن غالب پر ہے صرف امکان پر نہیں کہ اس میں نجس اون لگا ہوگا۔ اس میں نماز پڑھنا منع نہ ہوگا۔

(۲) کسی دعوات کی چین باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ دونوں مسئلوں کی مدلل تفصیل اعلیٰ

حضرت کی کتاب میں دیکھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عینی عنہ

پردہ کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

زید کے بچے جو جوان ہیں، اپنے نانہال روزانہ آتے ہیں، جب کہ یہ باتیں ان کے نانہال والوں کو پسند نہیں کیونکہ وہاں پردہ نشین عورتیں ہیں۔ عرض کا مقصد یہ ہے کہ کیا زید کے بچے اپنے نانہال آسکتے ہیں، نیز ان کا کہنا ہے کہ یہ میرے گھر کی طرح ہے، یہاں کی عورتیں سب ہمارے لیے محرم ہیں لہذا بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں، کیا ان کا خیال درست ہے؟ براہ کرم دلائل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں

زید عالم دین ہوتے ہوئے اپنی سسرال روزانہ دو تین بار جاتا ہے، ان کی سسرال میں ان کے سالے مر گئے، ان کی بیوی موجود ہے جو بیوہ ہے، اور ان کے سالے کے لڑکے جو ان ہیں اور شادی شدہ ہیں ان کی بیویاں گھر میں موجود ہیں، اس صورت میں گھر کے لوگ ان کو منع کرتے ہیں، کہ گھر نہ آیا کریں، کیونکہ یہاں پردہ نشین عورتیں ہیں، مگر وہ نہیں مانتے، ویسے ہی بغیر اجازت لیے ہوئے گھر کے اندر اور آنگن میں گھس آتے ہیں، پھر جے رہتے ہیں، نیز روکنے پر یہ کہتے ہیں کہ یہاں کی تمام عورتیں میرے لیے محرم ہیں مجھ سے کوئی پردہ نہیں، پردہ غیر محرم سے ہوتا ہے۔

عرض کا مقصد یہ ہے کہ حضور دلائل مبینہ سے مسئلہ بالا کی وضاحت فرمائیں مشکور ہوں گا۔

استفتی محمد انیس احمد
کریم الدین پور گھوسی

الجواب

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ نانہال ہو یا سسرال بالغ آدمی کو بغیر اجازت دوسرے کے گھر میں جانا جائز نہیں۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكَمُ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ [النور: ۲۷]
اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دوسری بات یہ ہے کہ سسرال میں عورت کی لڑکی جو دوسرے شوہر سے ہو عورت کی ماں دادیاں
نانیاں مرد کے محرمات میں سے نہیں، اس کے علاوہ عورتیں جیسے سالے کی بیویاں یا سالے کے لڑکوں کی
بیویاں اسی طرح ممانیاں وغیرہ ہرگز محرمات میں سے نہیں ہیں اور ان سے ضرور پردہ ہے۔

بہار شریعت میں ہے: محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، اس لیے
زید یا زید کے بچوں کا یہ کہنا کہ یہاں کی عورتیں ہمارے لیے محرم ہیں غلط ہے اور ان سے بے پردہ ملنا حرام ہے۔
تیسری بات یہ ہے کہ محارم کو بھی دیکھنا اس وقت جائز ہے جب شہوت کا خطرہ نہ ہو اور اگر اس کا
خطرہ ہو تو اب محارم کا دیکھنا بھی حرام ہے، اسی میں ہے کہ سر، سینہ، پنڈلی، کلائی اور گردن قدم کی طرف نظر
کر سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا خطرہ نہ ہو۔ ورنہ یہ بھی منع ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ زید اور اس کے لڑکے اجازت پائیں تو گھر میں آئیں، ورنہ باہر سے لوٹ
جائیں، اور گھر میں آ کر بھی صرف محرمات کا سامنا ہو جو غیر محرم عورتیں ہیں وہ ان سے پردہ کریں اور اگر
شہوت کا خطرہ ہو تو ان کا آنا بالکل بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۷۷ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

(۶-۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

(۱) جو شخص کالج یا ہائی اسکول میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بہ نیت تعلیم و اصلاح و بغرض

ضرورت معاش عربی کی تعلیم دیتا ہو اسے مسجد کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید کہتا ہے جو شخص کالج یا ہائی اسکول میں صرف لڑکیوں کو بے پردہ تعلیم دیتا ہو یا لڑکوں اور

لڑکیوں کو مخلوط بے پردہ تعلیم دیتا ہو دونوں صورتوں میں اسے مسجد کا امام نہیں بنا سکتے۔ بکر کہتا ہے کہ پہلی

صورت میں ممنوع ہونا قرین قیاس معلوم ہوتا ہے مگر دوسری صورت میں تو بالکل ایسے شخص کو مسجد کا امام

بنا سکتے ہیں، ورنہ سڑکوں اور چوراہوں پر چلنا، ٹرینوں بسوں اور ہوائی جہازوں پر سفر کرنا و محکمہ ڈاک

اور ریلوے و بینک کے دفاتر میں جانا بھی ممنوع ہونا چاہئے، کیونکہ یہاں عموماً عورتوں سے نگاہیں چار ہوتی

ہیں، بلکہ آج کل (بالخصوص جنوب میں) شہروں کی بیشتر تجارتی منڈیوں، دوکانوں، حکومت کے دفاتر،

ہسپتالوں میں نرسوں اور بسوں اور ٹرینوں میں عورتوں سے کئی کئی گھنٹوں تک لگاتار بار بار تفصیلی سابقہ پڑتا

ہے جب کہ (النظرۃ الاولى لك و الثانية عليك) جن سے نظام زندگی کے بیشتر معاملات وابستہ ہیں

اور جن کے بغیر معاشرہ میں رہنا دشوار گزار ہے۔ زید کہتا ہے کہ بغرض ضرورت و بہ نیت کراہیت کوئی حرج

نہیں۔ تو بکر کہتا ہے کہ تب تو کالج یا دیگر تعلیمی اداروں میں لڑکیوں کو بے پردہ یا لڑکوں کے ساتھ بغرض تعلیم

واصلاح ذکور و بضرورت معاش و بہ نیت کراہیت پڑھانا بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہئے اور نیز ایسے شخص کو امام مسجد بنانا بھی جائز، ورنہ مذکورہ حالات کی روشنی میں کوئی شخص بھی امامت کے لائق نہ رہے، کیونکہ تقریباً ہر شخص کو ان حالات سے سابقہ پڑتا ہے۔

(۳) کیا ان تعلیمی اداروں میں جہاں مخلوط تعلیم کا انتظام ہو (مثلاً کالج، ہائی اسکول میں) تدریسی خدمت انجام دینا اور ان شعبوں میں جہاں مخلوط طور پر عورتیں مرد کام کرتے ہوں ملازمت کرنا اور مخلوط تعلیم گاہوں میں لڑکے لڑکیوں کا داخلہ کرانا جائز ہے یا ناجائز؟ پہلی دونوں صورتوں میں جواب منفی ہے تو پھر ایسی کمائی کا کیا حکم؟۔

الجواب

فقہ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ

(۱) ضرورت سے اجنبی عورت کی ہتھیلی اور چہرہ کی طرف نظر کرنا مباح ہے۔

”وینظر من اجنبیۃ الی وجہہا و کفہا فقط للضرورة“۔ درمختار جلد ۵ ص ۲۳۶

بہار شریعت میں ہے: بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں، لہذا ان سے بچنا بہت دشوار ہے

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۴۵)

(۲) اجنبی عورت اگر روٹی پکانے وغیرہ کی مزدوری کرے تو بضرورت اس کی کلائی اور قدم بھی

دیکھا جاسکتا ہے۔ ”وقبل والقدم والزراع اجرت نفسها للخبز“ (درمختار جلد ۵ ص ۲۳۶)

”وعن ابو یوسف انه یباح النظر الی ساعدها ومرفقہا للحاجة الی ابدائہما“۔

(شامی جلد ۵ ص ۲۳۶)

بہار شریعت میں ہے وہ کام کاج کے لیے آستین چڑھائے گی، کلائی اس کی کھلیں گی اور یہ

جب مکان میں ہے تو کیوں کراچی سکے گا؟ اس طرح اس کے دانٹوں کی طرف بھی نظر کر سکتا ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۶۷)

(۳) جن عورتوں کے ساتھ اس مرد کی شادی ہمیشہ حرام ہے ان کے سر سینہ، پنڈلی، بازو، گردن

اور قدم کی طرف نظر مباح ہے۔

”ومن محرمة الی الراس والوجه والصدر والعضد والساق“ (تہذیب البصائر جلد ۵ ص ۲۳۵)

(۴) غیر کی کنیر کے انہی اعضاء کا دیکھنا مباح ہے جن کا حرمت میں دیکھنا مباح ہے۔

”وحکی امة غیرہ كذلك فینظر الیہا“۔ (درمختار جلد ۵ ص ۲۳۵)

شامی میں دونوں موخر الذکر قسم کی عورتوں کے ان مزید اعضا کی طرف نظر کرنا مباح ہونے کی وجہ سے بیان کی: ”لانہا تخرج لجوائج مولاہا وتخدم اضیافہ وہی فی ثیاب محتہا فصار حالہا خارج البیت فی الاجانب کحال المرأة داخلہ فی حق محارم الاقارب“ (شامی جلد ۵ ص ۲۳۵)

فقہ کی ان جزئیات سے بالکل واضح طور پر ایک بات ثابت ہو رہی ہے کہ شریعت اسلامیہ میں عورت از سر تا پا بالکل چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کی چیز ہے، ہاں کہیں ضرورت یا مجبوری ہے تو بقدر ضرورت ظاہر کرنے اور دیکھنے والے کو اسے دیکھنے کی اجازت ہے۔ مثلاً آزاد عورت جس کو دوسرے کے یہاں جا کر مزدوری کرنے کی تو ضرورت نہیں ہے، لیکن اندر باہر جانے، سفر کرنے، سواریوں پر چڑھنے اترنے کی ضرورت بار بار پڑتی ہے۔ اگر اس کو پابند کر دیا جائے اور وہ اپنے گھر کے باہر بھی سر سے پیر تک کپڑوں میں لپٹی رہے تو سخت ضیق اور تنگی ہوگی اس لیے شریعت مطہرہ نے اس کو چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی بقدر ضرورت اجازت دی، زیادہ واضح الفاظ میں بیان کیا کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہذا ان سے بچنا دشوار ہے،

اس کے برخلاف وہ آزاد عورت جو اپنی معاشی ضرورتوں کے لیے گھروں میں مزدوری کرنے پر مجبور ہے اور کام کے سلسلہ میں آستین چڑھانے کی ضرورت ہے، اس کو کہنیوں تک ہاتھ اور قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کہنی اور بازو بھی کھولنے کی اجازت ہے۔ شامی میں اس کو ”للحاجة الی ابدانہما“ اور بہار شریعت میں اس کی تشریح کی گئی ہے کہ کام کاج کے سلسلہ میں آستین چڑھائے گی، کلائیاں اس کی کھلیں گی اور یہ جب مکان میں ہے تو کیوں کریچ سکے گا؟ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بلا ضرورت گھر کے باہر بھی وہ کلائیاں اور بازو دکھاتی پھرے اور لوگوں کو اس کا دیکھنا جائز ہو کیونکہ وہ مزدور ہے۔ ایک قدم اور آگے بڑھ کر دیکھئے ایک ہی گھر میں ماں باپ بھائی بہن بیٹا بیٹی اور دیگر عوام کا رہنا سہنا ہے، اس میں کسی کو لیٹنے کی ضرورت ہے، کسی کو بال درست کرنا ہے، کوئی کھانا پکانے میں مصروف ہے، کوئی بچے کو دودھ پلا رہی ہے، اب اگر آپ ان عورتوں پر اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے لیے بھی پابندی لگائیں کہ چہرہ تو کھول سکتی ہو، مگر نقاب نہ اترے تو یہ بڑی زیادتی ہوگی، بے چاریوں کی زندگی اچھرن ہو جائے گی، جب کہ ان میں باہم رشتہ بھی نہایت مقدس ہے تو شریعت نے دونوں کو چھوٹ دی، سر سینہ بازو دکھلا پنڈلی بھی کھلی رہے تو حرج نہیں اور محارم دیکھ بھی سکتے ہیں کہ ان کو اعضا کے کھولنے کی اجازت ہو اور محارم مردوں کو آنکھ بند رکھنے کی تو یہ بڑی سزا ہوگی۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتوں کے لیے اپنے محارم میں یہ آسانی ملی تو گھر کے باہر بھی یہ

سارے اعضا کو کھول کر گھومیں، یا مردان کو دیکھیں، دیکھنے کی اجازت ہوئی تو شہوت سے بھی دیکھ سکتے ہیں چنانچہ مذکورہ بالا جمیع اقسام میں یہ لابدی شرط ملحوظ ہے۔

”ان امن من الشهوة والا فلا“۔ (تنویر الابصار جلد ۵ ص ۲۳۵)

پس ثابت ہوا کہ جہاں جہاں اور جب جب عورتوں کو جسم کے جن حصوں کو کھولنے کی اجازت ہے، بضرورت ہے بلا ضرورت ہو تو مطلقاً منع ہے۔ اور مردوں کو عورتوں کے جن جن اعضا کو دیکھنے کی اجازت ہے اس میں کہیں ضرورت، کہیں مجبوری اور عموم بلوئی کی وجہ سے ہے، وہ بھی عدم شہوت کی شرط کے ساتھ مشروط ہے ان میں سے کوئی شرط مفقود ہوئی تو دیکھنا منع و حرام ہے۔

صورت مسئولہ میں کہ آج کل عورتیں کسی ضرورت کے ماتحت نہیں، بلا ضرورت فیشن کی پابندی اور خواہش کے لیے جسم کے مذکورہ بالا حصوں کے علاوہ پیٹ اور پیٹھ کا بھی کچھ حصہ نمایاں کئے رہتی ہیں، اور جتنا چھپاتی ہیں وہ بھی اس قدر چست کپڑوں میں کہ شرعاً وہ بھی بے پردگی ہی کی حد میں آتا ہے۔ تو مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں شرعاً اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں، پس ان کا یہ فعل سراسر حرام و ناجائز ہے وقاحت اور بے شرمی ہے۔

البتہ مرد جو اپنی جائز ضرورتوں کے لیے باہر نکلنے پر مجبور ہے، جیسا کہ سائل نے خود تحریر کیا ہے تو یہ وہی مجبوری ہوئی اور عموم بلوئی جس کی بنیاد پر مرد کو اجنبی عورت کی طرف نگاہ کرنا مباح قرار دیا گیا تو عام مقامات پر جہاں جہاں ایسی بے حجاب عورتوں کا سامنا ہونا عام ہے، عدم شہوت اور قصد و ارادہ کے بغیر بار بار نگاہ چارہو تب بھی یہ معاف ہی رہے گا اور صرف اتنی بات سے اس پر فسق کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور خاص مقامات جیسے دکان، دفتر، شفاخانہ وغیرہ جگہیں ایسے مقامات ہیں جہاں جانے کے لیے قصد و ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں عورت کا سامنا ہونے کے لیے ارادہ کر کے جانا پڑتا ہے عام راستوں یا شاہراہوں کی طرح نہیں ہیں کہ خواہی نخو ایسا سامنا ہونا ضروری ہے، ایسے مقامات پر یہ دیکھنا ہوگا کہ بغیر وہاں جائے ہماری ضرورت پوری ہوتی ہے یا نہیں؟ مثلاً ایسی دوکان بھی ہے جہاں ور کر مرد ہی ہیں تو اب یہ ضروری ہوگا کہ وہیں ضرورت پوری کریں اور وہاں نہ جائیں جہاں عورت کا سامنا ہو۔

الغرض سنجیدگی سے اس صورت حال پر غور کرنا ہوگا کہ جس کو فقہ کی کتابوں میں مجبوری سے تعبیر کیا ہے، یا سائل نے کہا ہے کہ جن کے بغیر معاشرہ میں رہنا دشوار ہے۔ تو سامنا اسی صورت میں مباح ہے کہ دشواری واقعی ہو۔

سائل کا مخلوط تعلیم کے اسکولوں میں طالبات کے سامنے ہونے کو اور ان کے ممنوعہ اعضا کے بار

Click For More

بار دیکھنے کو اس دشواری اور شرعی مجبوری میں شمار کرنا صحیح نہیں، کیونکہ مخلوط تعلیم ہی شرعاً کب جائز ہے؟ دوسرے عورتوں کا مروجہ تعلیم حاصل کرنا یہ شرعاً ضروری، نہ عقلاً، نہ عرفاً اور ضروری تعلیم ہی حاصل کریں تو کلاس کی حاضری کیا ضروری؟ اور کلاس میں آئیں بھی تو لڑکوں سے خلط ملط ہو کے بیٹھنا ہی کیا ضروری کیا لڑکوں سے الگ پردے میں بیٹھ کر استاد کی تقریر نہیں سن سکتیں۔

الغرض یہ پورا کارخانہ ہی غلط درغلط تو ایک ناجائز اور غلط کام کو ضرورت شرعیہ میں شامل کرنا صحیح نہیں، نہ اس بنیاد پر استاد کو معذور و مجبور قرار دیا جاسکتا، شریعت میں روزی حاصل کرنے کے لیے حرام کام میں ملوث ہونا جائز نہیں۔

سائل نے ایک حدیث النظرۃ الاولى کا حوالہ دیا ہے کہ اجازت صرف ایک نگاہ کی ہے اور آج کل بار بار دیکھنے کا ابتلاء عام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ان اعضاء کے دیکھنے کے بارے میں ہے جن کا دیکھنا جائز نہیں، جن اعضاء کا جس صورت میں دیکھنا مباح ہے ان کے لیے نہیں۔

کشاف میں ہے: ”المراد به غض البصر عما یحرم والاقتصار به عمالا یحرم“
دوسرا جواب یہ ہے کہ اعضاء تو مباح ہی مراد ہیں۔ لیکن یہاں حدیث میں جس کے دیکھنے کی ممانعت ہے وہ تصد بلا عذر یا بشہوت دیکھنے کی صورت ہے، یا یہ مطلب ہے کہ دوبارہ دیکھنے کی ممانعت احتیاطاً سد باب محذور کے طور پر ہے کہ یہی دیکھنا ذریعہ بن سکتا ہے اس چیز کے دیکھنے کا جو ناجائز و حرام ہے، الغرض جس صورت میں جتنا دیکھنا جس طرح دیکھنا مباح اگر بار بار بھی ہو تو حرج نہیں احتیاط کی اور بات ہے۔

(۲) تعلیم کے اجارہ میں عقد اجارہ نفس تعلیم کے اوپر واقع ہوتا ہے۔ طالبات کو دیکھنا اجارہ میں شامل نہیں تو جہاں صرف تعلیم دیں انہیں اس میں کوئی حرج نہیں، اور جن لوگوں کو ممنوعات شرعیہ میں مبتلا ہونا پڑے وہ ایسی ملازمت سے بچیں۔ کہ ”لا طاعة لمخلوق فی معصیة اللہ“ (البدایہ: ۸/۳۷)
رہ گیا معاوضہ تو جیسا کہ ہم بتا آئے کہ وہ اس فعل ممنوع کے مقابلہ میں نہیں ہوتا تعلیم کی اجرت ہوتی ہے۔ اس لیے جائز ہوگا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: بہر حال نفس اجرت کہ کسی فعل حرام کے مقابل نہ ہو حرام نہیں ہے یہی معنی ہے اس قول حنفیہ کا کہ ”یطیب الاجر وان كان السبب حراما كما فی الاشباہ“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نمبراً۔ کا جواب مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم ہوتی اعظم گڑھ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۷-۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

(۱) از روئے شرع زید اپنے حقیقی چچا زاد بھائی کی لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) زید حافظ قرآن ہے، اس کے خاندان کا قدیمی پیشہ تجارت ہے، اس کے گھر کی عورتیں بے

پردہ ہو کر تجارت کا مال فروخت کرتی پھرتی ہیں، لہذا از روئے شرع زید کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ختم تراویح پر مقتدی جو نذرانے کی رقم حافظ قرآن کو پیش کرتا ہے اس رقم کا حافظ کو لینا از

روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس لین دین سے نماز تراویح ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ پہلے سے کوئی لین

دین کی بات طے نہیں ہوئی؟

(۴) مسجد کی تعمیر کی مرمت اور انتظامی اخراجات کے لیے اگر مسجد کے اندر مقتدیوں سے

چندے کی رقم کی اپیل تقریر کے ذریعے کی جائے اور چندہ لیا جائے تو اس رقم کی اپیل از روئے شرع جائز

ہے کہ نہیں؟

(۵) ایک ایسے شخص پر جو بظاہر مسلمان ہے اور اس کے کسی قول و فعل سے ایسا ظاہر نہیں ہوتا کہ

اس پر کفر یا شرک عائد ہو تو اس مسلمان پر کفر یا شرک کی بدگمانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) جائز ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَأَجَلٌ لَّكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ (النساء: ۲۴)

(۲) اگر زید ان کو روکتا نہیں اور عورتوں کے بے پردہ گھومنے پر راضی ہے تو اس کے پیچھے نماز

مکروہ ہے۔

(۳) جائز ہے بلکہ باعث ثواب ہے، طے کرنا منع ہے۔ ہاں جہاں تراویح کے معاوضہ کار و واج

ہو وہاں امام پہلے ہی سے بتادے کہ کچھ نہیں لوں گا، اس کے بعد بھی لوگ دیں تو لینے میں حرج نہیں۔

(۴) اپنی ذات کے لیے چندہ مانگنے کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے لیکن دوسری دینی

ضرورتوں کے لیے حضور نے خود مسجد نبوی میں چندہ مانگا ہے۔

(۵) ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ یکم رزوالقعدہ ۸۵ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

(۱۲-۱۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

حب جو خود کو پیر اور ولی اللہ کہلاتے ہیں، ان کے یہاں بے پردگی کا یہ عالم ہے کہ ان کے پاس

Click For More

جبکہ مسلم اور غیر مسلم نامحرم مرد بیٹھے ہوتے ہیں تو مسلمان عورتیں بالکل بے پردہ، نہ برقعہ، نہ اوڑھنی، اور ننگے سر آکر ان پیر صاحب سے مصافحہ کرتی ہیں، ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیتی ہیں، اور پھران کے پیر چھوتی ہیں، اور وہ ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے ہیں، غیر مسلم عورتیں تو اپنا سر ان کے پیر پر رکھ کر سجدہ ریز ہوتی ہیں، اور یہ ان کے سروں پر بھی ہاتھ رکھ کر دعا کرتے ہیں۔ کیا مسلمان عورتوں کا اس طرح ایک غیر مرد کے ہاتھ اور پاؤں چھونا اور بوسہ وغیر دینا اور ایک غیر مرد کا ان کے سر پر ہاتھ رکھنا جائز ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے تو اپنی ازواج مطہرات حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کو ایک ناپینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنے سے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ ناپینا سہی مگر تم تو ناپینا نہیں ہو؟ اور نہ کہیں اس کا ثبوت ہے کہ بیعت لینے کے وقت بھی آپ نے کسی عورت کا ہاتھ چھوا ہو۔

(۲) اور یہ اپنی مرضی اور پسند سے اپنی رنگین تصویریں مختلف انداز میں کھجاتے ہیں، جنہیں کھلے بندوں دکان میں فروخت کیا جاتا ہے، ان کو اس کا علم ہے، وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، مگر منع نہیں کرتے ان کے مرید بھی اپنے گھروں میں ان کی بڑی بڑی تصویر لگائے رکھے ہیں، یہ اپنے ان مریدوں کے گھر جاتے ہیں، اپنی تصویر دیکھتے ہیں، مگر کوئی اعتراض نہیں کرتے، حضور ﷺ کا ارشاد گرامی کہ جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، کیا ان پیر صاحب کی تصویر اس فرمان مبارک سے مستثنیٰ ہے؟

(۳) یہ اپنی خانقاہ چھوڑ کر تین ماہ بنگلور میں آکر اپنے مریدوں کے گھر میں قیام کرتے ہیں، مگر (۱) کبھی بھی جمعہ کی نماز نہیں پڑھتے، جب کہ (ب) بنگلور شہر میں جمعہ شرعاً واجب ہے (ج) آپ مسافر بھی نہیں کیونکہ تین تین ماہ کا مستقل قیام ہوتا ہے (د) آپ معذور بھی نہیں، کیونکہ مریدوں کی موٹر گاڑی میں ہر روز بلاناغہ سیر و تفریح، ہوا خوری اور ہوٹلوں کے چکر لگانے نکل پڑتے ہیں (ہ) خادموں کی کمی نہیں (و) بنگلور شہر میں تو ہر پچاس قدم پر ایک سے ایک بڑی عالی شان مسجد (ح) اور طرفہ تماشہ یہ کہ عین جمعہ کے وقت میں اپنے مرید کے گھر میں ظہر کی نماز جماعت کیساتھ ادا کرتے ہیں، صرف آپ ہی جمعہ ترک نہیں کرتے بلکہ اپنے مریدوں کو بھی محروم کر دیتے ہیں، ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

حضور اعلیٰ حضرت نے تو بے طرز جمعہ ترک کرنے والے کو فاسق مردود الشہادۃ اور اسلام کو ڈھانے والا کہا اور جس شہر میں جمعہ ہوتا ہو وہاں ظہر کی نماز قائم کرنے کو ناجائز قرار دیا، مسافر یا معذور جن پر جمعہ فرض نہیں ہے، یا ان اشخاص کو جن کو جمعہ نہیں ملا ہے، اپنی اپنی نماز تھا گھر میں پڑھ لینی چاہئے، جماعت کا ہرگز حکم نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟

(۳) یہ پیر صاحب اپنے مریدوں کے گھر میں گانے کی محفل سجاتے ہیں، خود اس کا اہتمام کرتے ہیں، موٹر گاڑی بھیج کر گانے والوں کو بلواتے ہیں، سازندوں کو مزامیر یعنی ہارمونیم، طبلہ، سارنگی وغیرہ آلات موسیقی کے ساتھ بلوا کر گانے سنتے ہیں اور مریدوں کو جمع کر کے سنواتے ہیں، کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے فتویٰ مبارکہ میں مزامیر کو سخت حرام اور تاویل کرنے والوں کو ”جہال بدست، یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بدست نہیں کہا؟

(۵) یہ پیر صاحب جن مرید کے گھر میں رہتے ہیں، وہ تو نوکری کے سلسلہ میں صبح چھ بجے گھر سے نکل جاتے ہیں اور شام چھ بجے ہی واپس آتے ہیں، اس درمیان گھر میں ان کی اہلیہ اکیلی رہتی ہیں تو کیا ان پیر صاحب کا ایسے گھر میں جس میں ایک نامحرم عورت اکیلی رہتی ہو، قیام کرنا مناسب ہے واللہ میں کوئی الزام یا تہمت نہیں لگا رہا ہوں، صرف مسئلہ دریافت کر رہا ہوں کہ کیا اسلام میں اس بات کی اجازت ہے۔

(۶) ان کے مریدوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ جب انسان طریقت، معرفت کے مدارج طے کر لیتا ہے تو وہ شریعت کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے، یعنی یہ بات ترک جمعہ، مزامیر کے ساتھ قوالی کرنا، نامحرم عورتوں سے مصافحہ اور بے پردہ گفتگو وغیرہ حرکات کو جائز قرار دینے کے لیے کہی گئی ہے۔

اے۔ ایم رحمت بنگلور ۲۶ نومبر ۱۹۹۳ء

الجواب

(۱) پیر ہو کہ فقیر صوفی ہو یا عامی، عالم ہو کہ جاہل شریعت کا حکم سب کے لیے ہے، کسی کا اس سے استثناء نہیں، مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ (موسوم بہ وہم نصف اخیر) صفحہ ۱۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں: بے پردہ بہ ایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپا پانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے، خواہ وہ پیر ہو یا عالم یا عامی جو ان ہو یا بوڑھا اور اگر بدن موٹے اور ڈھیلے کپڑوں سے ڈھکا ہے، نہ اتنے باریک کہ بدن یا بالوں کی رنگت چمکے، نہ ایسے تنگ کہ بدن کی حالت دکھائے اور جانا تنہائی میں نہ ہو، اور پیر جو ان نہ ہو، غرض کوئی فتنہ فی الحال نہ ہو، نہ اس کا اندیشہ ہو، تو علم دین ہو اور؟ راہ خدا سیکھنے کے لیے جانے اور بلانے میں حرج نہیں۔ بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۶۷ میں حدایہ کے حوالہ سے لاجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگر چہ جائز ہے مگر چھوٹا جائز نہیں، اگر چہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو، کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوانے عام ہے، چھونے کی ضرورت نہیں، لہذا چھوٹا جائز نہیں،

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں، اس لیے حضور ﷺ بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے انا۔

بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں، اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دباتے ہیں، اور ان میں سے اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے، ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۶۵)

(۲) بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی متعدد حدیثوں سے جاندار کی تصویر کھینچنے کھینچوانے اور گھر میں رکھنے اور اس پر راضی رہنے کی حرمت ثابت ہے اور ہمارے علماء کے نزدیک تصویر قلم کی ہو یا عکسی (فوٹو) سب کا ایک ہی حکم ہے، یہ ہم پہلے حکم میں بتا چکے کہ حکم شرع سب کے لیے ہے، ضرورت شرعیہ کے سوا استثناء کی کوئی صورت نہیں۔

(۳) آپ نے اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے اس نمبر میں جو باتیں تحریر کی ہیں، ہم بھی ان کی تائید کرتے ہیں، کیونکہ یہ سب تصریحات تمام کتب میں مذکور ہیں اور کتب احادیث میں بھی بعض کی تصریح ہے۔ اور آپ کا بیان امر واقع ہو تو معذور ہونے کی تقدیر پر بھی وہ جماعت ظہر قائم کرنے کے جرم سے بری نہیں ہو سکتے، معذور ہونے کے امکان کی ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ اتنے دن ٹھہرنے کی نیت سے وہاں نہ جاتے ہوں اور پہنچ جاتے ہوں تو کسی مرید نے ایک دن روک لیا، کسی نے چار دن، کسی نے کچھ کم یا بیش، اس طرح یہ بھی مدت قیام کے ارادے کے بغیر ہی نکل گئے تو ایسی صورت میں وہ مسافر ہی رہیں گے، مقیم نہ ہوں گے اور ایک عذر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مساجد کے اماموں کے مذہب اور عقیدہ کی طرف سے وہ غیر مطمئن ہوں، ایک دفعہ میں بھی کچھ دنوں بنگلور رہا ہوں تو میں تو سنی امام تلاش کرتا ہی رہ گیا۔

(۴) سماع مع المرزا میر کی شاعت و قباحت کے سلسلہ میں سادات حنفیہ کا وہی مذہب و مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی تحریروں میں تفصیل سے لکھا ہے جس کا ایک جملہ آپ نے بھی نقل کیا ہے۔ عالم گیری کتاب الخطر والاباحتہ میں ابو ولعب متصوفانہ زمانہ کہہ کر ان کی اس حرکت کی مذمت کی گئی ہے۔ میں خود سختی سے اسی پر کار بند ہوں اور لوگوں کو مسئلہ بھی یہی بتاتا ہوں۔ اتنا ہے کہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب احیاء العلوم میں اس کے بارے میں کچھ نرم گوشے ہیں۔

(۵) اجنبی عورت کے ساتھ غیر محرم کی تنہائی حرام ہے، مگر سوال میں جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جس طرح بڑے لوگوں کے گھر میں مردانہ اور زنانہ حصہ الگ الگ ہوتا ہے اور اجنبی باہری حصہ

Click For More

میں ٹھہرائے جاتے ہیں، اگر یہاں بھی ایسا ہی ہو تو اس کو تنہائی کی یکجائی نہیں کہہ سکتے ویسے یہ امر احتیاط کے خلاف ضرور ہے، اگرچہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہی رہتے ہوں۔

(۶) ایسے خیالات غلط اور گمراہانہ ہیں ان کا پورا بیان اعلیٰ حضرت کے رسالہ مقال العرفاء میں دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۴ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

(۱۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید مسجد کے پیش امام بکر کے ساتھ اکثر اٹھتا بیٹھتا ہے اور کبھی کبھار اپنے گھر پر بکر کو کھانا کھلاتا ہے، بکر نہ صرف گھر کے مالک زید کے کہنے سے بلکہ کمیٹی کی رضا مندی سے شخص مذکور کے گھر جا کر ناشتہ اور کھانا کھاتا ہے اور ماہ رمضان المبارک میں زید بکر کو سحری خود لا کر دیتا ہے، اتفاقاً زید کو ایک دن کہیں جانا پڑا، گھر میں اس کی سن رسیدہ بیوی اور ساس کے علاوہ دوسرا کوئی بکر کو سحری لانے والا نہیں تو اس صورت میں زید بغرض مجبوری بکر کو ایک رات کے لیے اپنے گھر سلا سکتا ہے یا نہیں؟ بکر زید کے کافی اصرار پر سحری کے لیے ایک رات اس کے گھر سو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی، عبداللطیف قادری درگاہ شریف سدا لیشو گڈھ کاروار کرناٹ (پو کے)

الجواب

بہار شریعت میں ردالمحتار اور درمختار کے حوالہ سے ہے، احتیابہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا ہونا حرام ہے، ہاں اگر وہ بالکل بوڑھی ہو کہ شہوت کے قابل نہ ہو تو تنہائی ہو سکتی ہے (حصہ ۱۶ صفحہ ۳۹) اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جن عورتوں کے شوہر موجود نہ ہوں، ان کے پاس نہ جاؤ، کہ شیطان تم میں خون کی طرح تیرتا ہے، اور سحری کی مجبوری کوئی ایسی مجبوری نہیں کہ بکر ایک دن از خود انتظام نہ کر سکے، اس لیے بیوی اور ساس ایسی بوڑھی ہوں کہ شہوت کے قابل نہیں ہوں تو تنہائی میں بکر زید کے مکان پر رہ سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۷ صفر المنظر ۱۴۱۶ھ

(۱۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر ابن عمر عورتوں کے معاشرہ و ماحول کی اصلاح و درستگی کے لیے بھل محفل و عطا و نصیحت کرتا ہے، حتیٰ کہ پردے کا لحاظ نیز جائز و ناجائز کا لحاظ بھی ہوتا ہے۔ الحمد للہ اس کے بعد سے ہر گھر میں نمازیوں کی تعداد بڑھی ہے اور بکر مذکور عالم اہل سنت ہے۔ جبکہ کچھ لوگ اس بارے میں پریشان ہیں کہ یہ جائز ہے

یا ناجائز؟ البتہ سن رسیدہ عمر وراز وہ عورتیں جنہیں بکراپنی ماں کی طرح سمجھتا ہے، وہ کچھ فاصلے پر پردے کے ساتھ بیٹھتی ہیں اور کم عمر کی عورتیں پس پردہ رہتی ہیں، کیا یہ از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو باوجود اس کے جو لوگ ناجائز کہتے ہیں ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم واضح فرما کر مشکور ہوں۔

المستفتی: مولانا محمد رستم علی خاں قادری منانی نرکنیا آسام

الجواب

بڑھیا عورت اگر اپنے ہاتھ اور تمام جسم کو کپڑے سے چھپائے ہو اور قابل شہوت نہ رہ گئی ہو تو صرف چہرہ غیر محرم کے سامنے کھول سکتی ہے۔ وعظ بھی سن سکتی ہے، بشرطیکہ سر کا بال بھی چھپا رکھا ہو، اور جوان عورتیں پردے کے اندر سے، اس کے بعد بھی حکم وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مصلح اور مفسد کو خوب جانتا ہے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منوے ارجواد اول ۷۱ھ

(۲۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کیا عورت کو ناجائز سے پردہ کرنا چاہیے اور یہ بھی بتائیں کہ ہر وہ کے بارے میں دیو کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اندھے سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”عورتوں نے ایک نابینا کو دیکھا حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو نابینا ہیں۔ سرکار نے فرمایا ”افانتما عمیا وان“ وہ اندھے ہیں تم تو اندھی نہیں ہو، اسی طرح شوہر کے بھائی، دیور، سے پردہ کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال کیا گیا تو حضور نے فرمایا ”الحمو الموت“ شوہر کا بھائی تو موت ہے۔ یعنی اس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ ۱۲۱۲ و ذوقعدہ ۸۲ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

(۲۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید اپنے بھائی بکر کی منکوحہ سے جو اس کی سالی بھی ہوتی ہے ہنسی مذاق کر رہا تھا، بکر جب گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ میری بیوی ہنسی مذاق کر رہی ہے تو واپس چلا آیا، پھر اپنی بیوی کو ڈرا دھمکا کر پوچھا کہ ٹھیک ٹھیک بولو۔ تو اس کی بیوی نے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب نے مجھ سے ایک مرتبہ ناجائز کام بھی کیا تھا، بات کچھ آگے بڑھی۔ لوگوں نے بکر کی بیوی سے بیان لیا تو اس نے حلفیہ بیان دیا کہ میں نے مار پیٹ کے ڈر سے یہ کہہ دیا تھا کہ زید نے مجھ سے ناجائز کام کیا ہے۔ ان باتوں کو لے کر یہاں کی مسجد

کمیٹی کے سکریٹری اور اس کے لوگوں نے زید پر زنا کا الزام لگا کر پانسوا ایک روپیہ (۵۰۱) کفارہ لگایا اور اس روپے کو مسجد کے مصرف میں لگا دیا۔ لہذا اس صورت میں جن لوگوں نے زید پر زنا کا الزام لگایا۔ اور یہ روپیہ مسجد میں لگا دیا از روئے شریعت ایسا کرنا کیسا ہے؟ اور ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

زید کا اپنے بھائی کی منکوحہ سے ہنسی مذاق اور بے پردہ سامنے ہونا حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "الحموالموت"

زید پر اپنی ناکشتہ حرکت سے توبہ ضروری اور آئندہ بھائی کی منکوحہ سے پرہیز کرنا ضروری ہے، زید اگر بے توبہ مرا تو عذاب الہی میں گرفتار ہونے کا مستحق اور زید اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمان اس کا معاشرتی بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے، خود بکر پر ضروری ہے کہ اپنے بھائی کو اس قسم کی حرکتوں سے روکے اور بیوی کو بھی منع کرے، اگر اس نے نہ روکا تو شرعاً ایسا آدمی دیوث کہا جاتا ہے۔ اور اس کو بھی بائیکاٹ کی سزا دی جاسکتی ہے۔ لیکن مسجد کی کمیٹی نے کفارہ کے نام سے جو مالی جرمانہ لگایا اور اس کو وصول کیا یہ ناجائز و حرام ہوا۔

در مختار میں ہے: "لا یأخذ مال فی المذنب"

اور اس کو مسجد میں لگایا یہ اور بڑا حرام کیا۔ کمیٹی اور سکریٹری پر لازم کہ جرمانہ میں لیا ہوا مال واپس کریں۔ یہ حکم تو جرمانہ کا ہوا۔

رہ گیا زنا کا الزام یہ اگر چار عادل اور شرعی گواہوں سے ثابت نہ کر سکیں۔ تو اسی (۸۰) کوڑے کی سزا ہے۔ لیکن نہ اب اسلامی حکومت ہے نہ اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ یہاں ایسے لوگوں کے لیے وہی بائیکاٹ والی سزا ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ جس پر الزام لگایا اس سے معافی مانگیں اور خدا کے حضور اپنی اس حرکت سے توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۸ھ

(۲۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

زید اپنی بڑی سالی سے زنا کر چکا تھا، ہم نے اس معاملہ میں حضور والا سے فتویٰ طلب کیا جس میں شریعت کا حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی سالی کی دوسری جگہ شادی کر دی جائے اور زید کو سسرال آنے سے روک دیں، تاکہ وہ اپنی سالی سے مل نہ سکے اور آمنے سامنے نہ ہو سکے ہم نے اس حکم کے تحت اس کی

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شادی دوسری جگہ کر دی، اب ان کے یہاں دو بچے بھی ہیں، سوال طلب امر یہ ہے کہ اپنی سالی کے ساتھ اپنے سرال جاسکتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے زید کا یہ معاملہ اب تک اس کے ساڑھو سے چھپا رکھا ہے، اگر زید اور اس کی سالی دونوں ہمارے یہاں ایک ساتھ آگئے اور ہم زید کو بھگادیں تو یہ راز فاش ہو جائے گا جس کی بناء پر زید کی سالی پر طلاق کی نوبت آسکتی ہے اور بچے لاوارث بھی ہو سکتے ہیں۔

المستفتی سلطان احمد گرام چکو تھ پوسٹ سورج پور ضلع موئیوپی

الجواب

اسلام میں باپ بھائی چچا وغیرہ محرمات سے عورت کا پردہ نہیں، اس کے علاوہ تمام پرانے مردوں سے پردے کا حکم ہے جس کی تفصیلات قرآن و حدیث اور کتب فقہ میں مذکور ہیں، دیہات میں جوان عورتیں اپنی جہالت کی وجہ سے غیر مردوں سے بھی پردہ نہیں کرتیں، کسی کو چچا، کسی کو بابا، کسی کو بھائی کہہ کر ان کے سامنے ہوتی ہیں۔ ان سے بالکل پرہیز نہیں کرتیں۔ جس کے برے نتائج سامنے آتے ہیں۔ بہنوئی کو تو اپنا ساگا سمجھتی ہیں تو اس کے سامنے ہونا ہنسی مذاق چھیڑ چھاڑ بھی ہوتا رہتا ہے جس کے نتیجے میں کبھی زنا تک معاملہ پہنچ جاتا ہے، کبھی ناجائز حمل ٹھہر جاتا ہے اور کبھی بہنوئی دھڑلے سے دونوں بہنوں کو اپنے تصرف میں رکھتا ہے، العیاذ باللہ۔ حالانکہ عورت اپنی سرال جائے تو اس کو دیور سے پردہ کرنے کا حکم ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الحموا الموت دیور موت ہے اور شوہر سرال جائے تو جوان سالی سے سخت پرہیز کا حکم ہے۔

چونکہ سائل کے گھر اس مسئلہ پر عمل نہ کرنے سے سخت برائی درپیش آچکی ہے جس کے لیے زید کی مزنیہ سالی کی دوسری شادی کر دی گئی، اب اگر کسی تقریب یا ضرورت سے اس کا بہنوئی آئے تو اس کو زنان خانے میں نہ جانے دیا جائے اور چھوٹی سالی کا سامنا نہ ہونے پائے۔ باہر سے ہی اس کی خاطر تواضع کر دی جائے اور بڑی بہن خود آجائے تو چھوٹی بہن کا شوہر اندر عورتوں میں جانے سے پرہیز کرے، باہر سے ہی اپنی ضرورتوں کو پوری کرے، تاکہ پھر کوئی خلاف شرع اور برا حادثہ رونما نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ

تعلیم نسواں کا بیان

(۲-۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ (۱) دور حاضرہ کی سیاہ و نیلگور و شنائی سلیکھا وغیرہ جس میں عموماً اسپرٹ اور الکحل ڈالی جاتی ہے

Click For More

اس کا استعمال شرعاً کیسا ہے؟ اور عموم بلوی کے سبب اس میں کیا گنجائش ہے۔

(۲) لڑکیوں کو تعلیم کتابت مکروہ ہے، اس مکروہ سے تنزیہی مراد ہے یا تحریری ہے؟ تحریری ہونے کی صورت میں اس دور میں حرج ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔
استفتی محمد ظہور عالم مقام نئی پوسٹ جلیشور نیپال

الجواب

(۱) ہمیں تو یہی معلوم تھا کہ ان روشنائیوں میں جو اعلیٰ کوالٹی کی ہوتی ہیں، انہی میں اسپرٹ کی آمیزش ہوتی ہے، بقیہ ہندوستانی کمپنیاں جو روشنائی اس قسم کی بناتی ہیں، ان میں پانی ہی ملائی ہیں، بہر حال جس روشنائی کے بارے میں آپ کو باوثوق معلوم ہو کہ اس میں اسپرٹ ملی ہے اس کا استعمال نہ کریں اور خالی شہرت ہو تو استعمال کی گنجائش ہے، ہاں آیات قرآنی اور تعویذ کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ہاں تعویذات اور اعمال میں ایسی اشیا سے احتراز ضروری ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو، اگرچہ بروجہ شہرت وشبہ جیسے پڑیا کی رنگت۔

رہ گیا عموم بلوی کا سوال تو آج کل تو عام استعمال رفل کا ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ وہ اسپرٹ سے پاک ہوتی ہے۔

(۲) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ، ہم نصف اول ص ۱۵۸ میں فرمایا: حضرت ابن حجر مکی فتاویٰ حدیث میں فرماتے ہیں:

”انما غایتہ ان النہی عنہ تنزیہا کما تقرر فی المفاسد المترتب علیہ“

ہمارے نزدیک کتابت نساء کی کراہت تنزیہی ہے۔

اس پر اعلیٰ حضرت نے تنقید فرمائی:

”فاقول مبنی علی مذہبہ فان الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لایقول بسد

الذرائع فلا یكون حجة علينا لاسيما مع ماترى من فساد الزمان تصم بسماعه الاذان“

میں کہتا ہوں کہ ابن حجر کا یہ قول ان کے اپنے مذہب کی بنیاد پر ہے، کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فتنہ کے ذرائع کو بند کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ (اور ہمارے مذہب میں یہ ضروری ہے) تو ایک شافعی عالم کا قول ہمارے اوپر دلیل نہیں ہو سکتا، بالخصوص ان حالات میں جو حالت فساد کی ہم دیکھ رہے ہیں کہ جنہیں سن کر کان بہرے ہو جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک عورتوں کے لکھنے کی تعلیم مکروہ تحریمی ہے۔

رہ گیا حرج کا سوال تو یہ اپنے نقطہ نگاہ کا فرق ہے، آپ اس زمانہ میں تحریر نہ سکھانے کو حرج تصور کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت موجودہ زمانہ میں تحریر کی تعلیم میں صریح حرج دیکھتے ہیں، آپ فرماتے ہیں۔
بالجملہ کتابت نساء میں حرج نہ ہوتا تو جمہور امت سلف سے آج تک اس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی۔ فالی اللہ المشتکی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۶ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(۳-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) کیا لڑکیوں کو علوم دینیہ سکھانا جائز ہے؟ اگر ہاں تو کس حد تک؟ نیز کیا کتابت کی تعلیم دینا جائز ہے؟

(۲) ہندہ حافظہ ہے، وہ رمضان المبارک میں چند عورتوں کو جمع کر کے قرآن شریف سناتی ہے اور باجماعت تراویح پڑھاتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ پردے کے ساتھ ایک علیحدہ مکان میں عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتی ہے۔ آیا ہندہ کا باجماعت عورتوں کو تراویح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ ہیں جو ہندہ کے اس فعل کو ناجائز حرام لائق عذاب نارگردانتے ہیں، حق کیا ہے؟ برائے مہربانی قرآن و حدیث و اقوال فقہاء کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ بہت کرم ہوگا۔

المستفتی: عبدالباری محلہ نوری نگر بہیڑی بریلی شریف

الجواب

(۱) حدیث شریف میں ہے نطلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة (طبری: ۱۰/۲۴۰)
علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکیوں کو علوم دینیہ سکھانا ضروری ہے اور ہر آدمی کو اس قدر دینی مسائل معلوم کرنا جو ضروری ہیں جیسے وضو، غسل، طہارت و نجاست، نماز، روزہ وغیرہ عبادات اور تاجر ہو تو تجارت، کاشتکار ہو تو کاشت کاری کے احکام، نوکر ہو تو نوکری کے مسائل، یعنی جو جس حالت میں ہے، اس سے متعلق شریعت کا جاننا فرض عین ہے اور اس سے زائد فرض کفایہ۔
(فتاویٰ رضویہ نصف اول و ہم ص ۱۰۷ ملخصاً)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو لکھنا مت سکھاؤ۔ بہت سے علوم ایسے ہیں کہ مردوں کو بھی اٹکا سیکھنا منع و حرام ہے، جیسے جانداروں کی تصویر کشی، جوئے یا جادوگری وغیرہ سیکھنا۔
(۲) فقہاء نے تہا عورتوں کی جماعت قائم کرنے کو مکروہ لکھا ہے اور اگر وہ اپنی جماعت قائم کریں بھی تو امام مردوں کی طرح صف سے آگے نہ ہو، صف کے اندر بیچ صف میں کھڑا ہو۔ اور اتنی آواز

Click For More

سے بھی عورتوں کو پڑھنا منع ہے کہ ان کی آواز مردوں تک پہنچے۔ ہدایہ میں ہے: ”و یکرہ للنساء ان یصلین و حدھن الجماعۃ وان فعلت قامت الامام وسطھن (ج ۱/ ۱۰۳)۔“ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوہ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ

تصویر کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

جامع مسجد کلول مہسانہ گجرات میں رمضان کی ۲۷/۲۸/۲۹ شب شبینہ ہوا، شبینہ میں شب کو نیت کر کے نماز کی حالت میں کھڑے ہو گئے، پھر امام کے بغل سے ویڈیو کیسٹ اتارا، یعنی سب حالت نماز میں تھے اور تین چار آدمی ویڈیو کیسٹ اتار رہے تھے۔ اور باقاعدہ ٹی وی پر شبینہ کا پروگرام دے رہے تھے۔ سب آدمی روڈ پر اور گھروں میں شبینہ کا پروگرام دیکھ رہے تھے۔

پھر عید کی نماز قائم ہوئی، ویڈیو کیسٹ اتارنا چالو کر دیا۔ تو ایک شخص کھڑا ہوا اور امام سے پوچھا کہ مولانا کیا یہ جائز ہے تو مولانا نے ہزاروں کے مجمع میں کہا کہ یہ جائز ہے۔ پھر ایک آدمی نے پوچھا کیا یہ متفق فتویٰ ہے تو مولانا نے جواب دیا جی ہاں یہ متفق فتویٰ ہے، اور مولانا اپنے آپ کو مفتی بھی کہتے ہیں اور مسجد کے روم میں باقاعدہ قوالی بجا رہے تھے، اور مسجد اور روم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور مولانا کے گھر میں خود ٹی وی ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور نماز کی حالت میں ویڈیو کیسٹ اتارنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بغیر نماز کی حالت میں تصویر کھینچنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ مجاہد خان حسن خان پٹھان متولی کولی وائس گوری داس پوسٹ کلول ضلع مہسانہ گجرات

الجواب

تصویر کھینچنا کھینچوانا حرام ہے۔ ٹی وی آج کل بے حیائی اور فحش کاری کا آلہ ہے۔ اور حدیث شریف میں تو لہو و لعب کو حرام فرمایا۔ کل لہو لها بہ المؤمن باطل۔ (الدر المنثور: ۱۹۳/۳) نہ یہ کہ فحاشی یہ بھی حرام ہے۔ اور قوالی ساز باجے کے ساتھ سننا بھی ناجائز و حرام ہے۔ مزید یہ ہے کہ مسجد کے روم میں ایسا کیا جائے۔ ویڈیو سے صرف اس منظر کی نقل اتارنا جس کی اصل دیکھنا شرعاً جائز ہو، کچھوچہ شریف ضلع فیض آباد کے ایک عالم صاحب جائز کہتے ہیں، اور بریلی شریف کے مولانا صاحب اس کو بھی تصویر قرار دیتے ہیں اور ناجائز و حرام کہتے ہیں، اور جامین کی تصدیق و تائید کرنے والے اور ایک دوسرے پر رد و انکار کرنے والے علماء پورے ہندوستان میں ہیں، اور سب سنی ہیں تو آپ کے امام صاحب کا اس کو

Click For More

متفقہ فتویٰ کہنا بھی غلط ہے۔

پس بر تقدیر صدق مستفتی ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور ان کو بشرط استطاعت امامت سے علیحدہ کرنا ضروری اور ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا دہرانا واجب۔ شامی میں ہے:

و مشی فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم۔ (ج ۲/ ۲۵۵)

ہاں وہ اپنی حرکتوں سے جن کا ذکر اوپر ہوا، توبہ کر لیں تو ان کی اقتدا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۱۳ شوال ۱۴۱۸ھ

(۲-۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے دیار کے لوگ زکوٰۃ، عشرہ اور دیگر قسم کی رقوم سے مدرسہ کی امداد کرتے ہیں۔ امسال اس مدرسہ کے دو مولویوں اور چند طلبہ نے اردو ادیب کا امتحان دینے کے لیے فارم بھرا۔ چونکہ اردو ادیب کے امتحان میں شریک ہونے کے لیے تصویر شرط ہے اس لیے ایک مصور کو خاص مدرسہ میں بلا کر اپنی اپنی تصویر کھنچوائی جس کا علم اراکین مدرسہ کو ہوا، مگر انہوں نے مولوی کے اس فعل سے کوئی برا اثر نہ لیا۔

اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ

(۱) کیا امتحان کے لیے فوٹو کھنچوانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اگر نہیں تو فوٹو کھنچوانے والے مولویان اور طلبہ پر توبہ واجب ہے یا نہیں؟ اگر توبہ واجب ہے تو توبہ نہ کرنے کی صورت میں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر توبہ نہ کریں تو توبہ سے پہلے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی ہیں ان نمازوں کو دہرانا واجب ہے یا نہیں؟

(۲) اراکین مدرسہ کو مولوی کی اس جرأت کا علم ہوا مگر انہوں نے کچھ برا اثر نہیں لیا تو اس عیب سے اراکین مدرسہ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

(۳) مولویان مذکور پر توبہ واجب ہے اور اگر توبہ نہ کریں تو انہیں اس دینی مدرسہ سے الگ کر دینا

اراکین مدرسہ پر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر واجب ہے اور سب اراکین مدرسہ اس مولوی کو الگ نہ کریں تو

علاقہ کے مسلمانوں پر اپنے اراکین کو مدرسہ سے برطرف کر دینا ضروری ہوگا یا نہیں؟ اور اگر عدم

استطاعت کی بنا پر امامت و مدرسہ سے الگ نہ کر سکیں تو پھر مسلمانوں کو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا

اور چند دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) فوٹو کھنچوانا جائز و حرام ہے۔ ادیب یا کسی بھی امتحان کے لیے جائز نہیں۔ صورت مسؤلہ

Click For More

میں وہ مولوی و طلبہ جنہوں نے فوٹو کھنچوایا، سخت گنہگار اور جفا کار ہوئے۔ ان پر توبہ واستغفار فرض ہے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لیں ان کے پیچھے نماز سے احتراز لازم ہے۔ البتہ جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئی ہیں بنظر دقیق فقہی بنا پر ان کے اعادہ کا حکم نہ ہونا چاہئے۔ اور اعادہ کر لیں تو بہتر ہے۔ وھذا ظہر لسی و

العلم عند ربی وھو تعالیٰ اعلم

(۳) اراکین مدرسہ ان سے توبہ واستغفار کا مطالبہ کریں، اور اگر وہ تائب ہو جائیں فبہا، ورنہ ایسے مدرسین و طلبہ کو موقوف کریں، تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اور آئندہ دوسرے لوگ ایسی جرأت نہ کر سکیں۔ جو اراکین اس کے خلاف ہوں وہ ضرور اس لائق ہیں کہ رکیت سے علیحدہ کر دیں۔ عدم استطاعت کی کیا صورت ہوگی؟ اس کو لکھنا چاہئے تھا، پھر عدم استطاعت کی صورت میں معذور ہوں گے تو چندہ کیوں بند کیا جائے گا؟۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۸ جمادی الاولیٰ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۔۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید عالم دین اور مسجد کا امام ہے اور تاجر بھی ہے۔ عاشورہ کے روز اپنی دکان پر جا رہا تھا کہ کچھ لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ تعزیہ کے جلوس کے ساتھ چلیں۔ زید بادل ناخواستہ جلوس کے ساتھ ہو گیا کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ گھوڑے پر شمشیر بکف ہو کر آگے آگے چلیں زید نے ایسا ہی کیا۔ چند روز کے بعد ایک صاحب نے پوچھا کہ عاشورہ کے روز جلوس کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر آپ بازار آئے تھے، کیا جائز سمجھ کر یا ناجائز؟ زید نے جواب دیا کہ جب میں اس جلوس ہی کو ناجائز کہتا ہوں تو کیا میرا اس جلوس کے ساتھ آنا جائز ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ میرا اس جلوس کے ساتھ آنا بھی ناجائز تھا۔ میں اس سے رجوع کر چکا ہوں، لیکن کچھ فتنہ پرور حضرات زید کی غیبت کر رہے ہیں اور تہمت زنی کر رہے ہیں کہ یہ عمامہ باندھ کر حسین و حسن بنے تھے، حالانکہ زید نے اس دن کسی وقت بھی عمامہ نہیں باندھا تھا، نہ حاشا وکلا زید کے دل میں امام حسین و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما بننے یا ان کی نقل کرنے کا گمان تھا، لیکن فتنہ پرست لوگ اس قسم کے الزام عائد کر کے آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں، مطلوبہ امر یہ ہے کہ (۱) زید کا جلوس کے ساتھ جانا ناجائز یا ناجائز؟ (۲) زید نے جو اپنے فعل سے رجوع کیا یہ درست ہے؟

(۳) وہ افراد جو زید کی غیبت کر رہے ہیں اور امام حسین و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما بننے کا الزام عائد کر کے دل کو مجروح کر رہے ہیں، کیا کوئی شرعی حکم ان پر بھی نافذ ہوگا، برائے کرم کتاب و سنت

کی روشنی میں حکم شرع فرما کر شکر یہ کاموقع دین فقط۔

محمد مقصود عالم رضوی، پورن چھپرہ بازار۔ مشرقی چمپارن۔ بہار

الجواب

(۱) تعزیہ کے مروجہ گشت میں شرکت بلاشبہ ناجائز ہے اور زید کا اس سے رجوع شرعاً درست ہے
(۳) جو لوگ اس پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقالی کا الزام لگاتے ہیں ظلم کرتے ہیں، اس
امر کی سزا دنیا میں قاضی دے سکتا ہے۔ اور زید سے معاف کرائے بغیر اگر وہ لوگ مر گئے تو عذاب الہی میں
گرفتار ہوں گے۔؟ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی منو، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

تعزیہ داری کرنا اس پر ڈھول تا شا بجانا اور اس کا ماتم قائم رکھنا اور اس پر روٹی شربت روٹی کا ملیدہ
اور نسی چڑھانا اور اس پر نعتیں ماننا اور اپنے بچے کو اس کے تلے یہ سمجھ کر نکالنا کہ جی جائے گا اور گندے
ڈیرے کا نام کر بلا رکھنا اور اس میں مینڈے باندھ کر مرادیں پوری ہونے کی نیت کرنا، کھچڑا اور شربت پر
ثواب معین کرنا، انہی دو تین چیزوں کو ثواب کا باعث سمجھنا اور یہ بھی سمجھنا کہ جب امام حسین شہید ہو
گئے تھے تو ان کی عورتوں نے کھچڑا پکا کر کھایا تھا، یہ بات حدیث یا صحابہ کرام سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور یہ
عقیدہ رکھنا کہ تعزیہ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں، یا ایسا لنگر کرنا کہ اس میں سے آدھے
سے زیادہ گر کر پیروں میں لگے، اور اس کی بے ادبی ہو۔ شہادت کی رات میں جگہ جگہ خوب روشنی کرنا
بہترین کاریگری کے نمونے، نکلے تعزیہ میں دکھلا کر شہرت حاصل کرنا، آپس میں اس قسم کی بحث کرنا کہ کس
کا تعزیہ پنکھا اچھا ہوتا ہے، اس پر بازی لگانا اور نام رکھنا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعزیہ
بنار ہے ہیں۔ دسویں محرم کو بڑی دھوم دھام سے اس کا گشت کراتے ہوئے شام کو چار بجے اس میں لٹھے اور
چھڑیں لگا کر بولے محمدی یا حسین کے نعروں کے ساتھ مذکورہ کر بلا کو لے جانا، راستے میں اکھاڑے کا کھیل
جس میں بسا اوقات چوٹیں آجاتی ہیں، بسا اوقات تعزیے کے سلسلے میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ کر بلا میں گڑھا
کھود کر تعزیہ اور پنکھوں کو اس میں دفن کرتے ہیں۔ ان پر پانی چھڑکتے ہیں، بہت بڑا میل لگتا ہے، عورتیں
جاتی ہیں۔ جلتا ہوا چراغ لاتی ہیں کہ اگر جلتا ہوا چراغ گھر تک پہنچ گیا تو مراد پوری ورنہ نہیں، یہ سب باتیں
قرآن و حدیث سے جائز ہیں یا ناجائز۔ خلیل احمد معرفت عبد الماجد کارخانہ سیاہ قلم باغ بہادر گنج مراد آباد؟

الجواب

حضرت امام حسین اور شہدائے کر بلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نذر و نیاز جائز اور حدیث

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شریف۔ 'ہذہ لام سعد' سے ثابت۔ باقی تعزیہ کے پاس کھانا لے جانا، اس کا لٹانا، اضاعت مال ہے، یہ ناجائز اور آپ کا کہنا کہ فاتحہ کرنے والے یہ قصداً سمجھتے ہیں کہ انہیں چیزوں کا ثواب پہنچتا ہے، دوسری چیزوں کا نہیں۔ میرے خیال میں بیچارے عوام کے ساتھ یہ آپ کی بدگمانی ہے۔ یوم عاشورہ کھچڑا پکانا جائز ہے، یہ حدیث "من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء" کے تحت آتا ہے۔ لیکن یہ سمجھنا کہ اہل بیت نے کربلا میں کھچڑا پکایا تھا، غلط ہے۔ یونہی نفس روضہ کربلا معلیٰ کا صحیح نقشہ بنا کر گھر میں تبر کار کھنا جائز کہ تمام آثار تبر کہ مثلاً بیت اللہ شریف و گنبد خضریٰ کی شبیہوں کے بارے میں تعامل اہل اسلام ہے اور "مراہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن" کے تحت آتا ہے اس کے علاوہ تعزیہ داری کی جو تفصیل آپ نے بیان کی ہے ناجائز ہے، تشبہ بالروافض اور دیگر دینی قباحتوں کی وجہ سے ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بد المنان اعظمی مبارکپور، اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

(۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

اس دور میں جبکہ لوگ مذہب و ملت سے دور ہوتے جاتے ہیں اور دشمنان اسلام مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ اگر شوکت اسلام کے اظہار دشمنان اسلام کے دلوں میں دبدبہ اسلام بٹھانے اور گھر گھر یاد شہدائے کربلا کو تازہ کرنے کے خیال سے بغرض اعلان عاشورہ طبل و نقارہ بجانا اور فن سپہ گری کی مشق کے طور پر لکڑی کھیلنا، کشتی لڑنا، ان سب امور کے ساتھ ۷ محرم الحرام کی یاد میں محرم الحرام کو جلوس نکالنا تاکہ لوگوں کے سامنے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سانحہ آجائے اور دلوں میں اسلام کی جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہو، اور غیر مسلموں پر اسلام کا رعب اور اسلام و مسلمان کی شوکت آشکارا ہو جائے، جو لہو و لعب سے بالکل پاک ہو، جائز ہے یا نہیں؟ غلام محی الدین الہ آبادی

الجواب

اسلام کی شان و شوکت کا اظہار غیر اسلامی حرکات سے نہیں ہو سکتا، اسلام کی شان و شوکت کے اظہار کے لیے ہی ان ناجائز افعال سے بچنا چاہئے، جن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے، غالباً سائل خود ان افعال کی قباحت سے آشنا ہے، جمعی تو اس کے جواز کے لیے شوکت اسلام کے سہارے کی ضرورت محسوس ہوئی، ورنہ سیدھا سوال یہ تھا کہ عاشورہ کے موقع پر یہ افعال جائز ہیں یا ناجائز اور جواب ہوتا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ ۱۸ شوال ۱۴۰۰ھ

(۱۰-۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ

(۱) یکم محرم سے غایت دسویں تک ماتم مرثیہ کہنا، سینہ پیننا اور ڈھول بجانا کیسا ہے؟

(۲) پانچویں اور کہیں ساتویں تاریخ کربلا کے نام سے ایک خاص جگہ کو موسوم کیا گیا ہے، وہاں

جا کر مٹی کھودتے ہیں، پھر اس کو دسویں محرم شام کے وقت لے جا کر اسی جگہ دفن کرتے ہیں، جہاں سے مٹی کھودی گئی ہے کہ آج امام حسن حسین انتقال کر گئے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟۔

(۳) نویں اور دسویں کو تعزیہ بناتے اور اس کے اندر دو تربت بنا کر پگڑی باندھتے اور پھولوں کا

سہرا منگاتے ہیں اور ایک تربت پہ سبز اور دوسرے پر سرخ غلاف ڈال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک امام حسین دوسرے امام حسن علیہم السلام ہیں اور تعزیہ کو چوک پر رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور بعض لوگ سجدہ کرتے ہیں۔ ڈھول باجوں کے ساتھ گشت کراتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مرتکب گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ نص قطعی کا کیا حکم ہے؟ خلاصہ تحریر فرمائیں۔ اور جو اسے منع کرتا ہے تو اسے دیوبندی اور وہابی کہتے ہیں۔

المستفتی محمد عثمان قادری

الجواب

(۱) سوال میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب متعدد منہیات شرعیہ کا مجموعہ ہیں۔ شرعاً

جائز اور منع ہیں۔ ایسا کرنے والا گنہگار اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) محرم کے دنوں میں ذکر حسین کی مجلس قائم کرنا چاہئے۔ جس میں صحیح روایتوں سے شہدائے

کربلا کا ذکر کیا جائے۔ اور مجلس جھولے مرثیوں اور ماتم سے خالی ہو۔ اس زمانہ میں شربت یا کسی اور چیز پر

ان کے نام کی فاتحہ دے کر سبیل لگائی جائے۔ قرآن خوانی کر کے ایصالِ ثواب کیا جائے اور بغیر گھڑائے

پھر اے تمام خرافات سے پاک کربلائے معلیٰ کا نقشہ صحیح، تبرک کے لیے اپنے گھر میں رکھا جاسکتا ہے جس

طرح تمام مقدس مقاموں کا۔

(۳) یہ صحیح ہے کہ ہر وہ آدمی جو مروجہ تعزیہ داری سے منع کرے وہابی نہیں ہوتا سنی مسلمان بھی ہو

سکتا ہے۔ لیکن خوب چھان بین کرنی چاہئے کہ اکثر ان باتوں کی آڑ میں دیوبندی وہابی وغیرہ بددین لوگ

اپنی بد مذہبی چھپاتے اور گمراہی پھیلاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۲۵ محرم ۸۳ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ،

Click For More

(۱۳-۱۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

- (۱) محرم کے مہینے میں۔ ارتارخ سے۔ ارتارخ تک نہ اپنی بیوی سے ملتے ہیں، نہ اس سے باتیں کرتے ہیں، کیا اس طرح کی باتیں شریعت میں جائز ہیں؟
- (۲) محرم کے مہینے میں نہ عورتیں چوڑی پہنتی ہیں، نہ ہی ساڑھیاں، نہ کسی طرح کا سنکار کرتی ہیں، بالخصوص دس دن تک، اور مسلمان عورتیں نہ بلاؤز پہنتی ہیں، یہ سب باتیں شریعت میں کیسی ہیں؟
- (۳) چوک پر مرغا دیتے ہیں اور فاتحہ بھی دیتے ہیں، گھر میں رہنے سے لوگ کراہیت سمجھتے ہیں، اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت کریں۔ فقط والسلام۔
- مستفتی، محمد حدیث عالم رضوی دلائی گریڈیہ (بہار جھارکھنڈ)

الجواب

(۲،۱) یہ سب باتیں سوگ کی ہیں اور سوگ شرعاً عام حالت میں منع ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ”لا یحل لامرأة تو من بالله ورسوله ان تحد علی احد فوق ثلث ایام الا لزوجة فاقها کل علی زوجها اربعة اشهر وعشراً (نسائی: ۱۹۶/۶)“ جو عورت اللہ ورسول پر ایمان لائے اس کو کسی مرنے والے کا غم اس کے مرنے کے بعد تین دن سے زیادہ منانا ناجائز ہے، ہاں بیوی اپنے شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن منائے گی اور یہاں یہ جہالت ہے کہ حضرات شہدائے کربلا کی شہادت پر صدیاں بیت گئیں اور یہ نادان سال بسال یہ سوگ اور غم مناتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے، بلاؤز مسلمان عورتوں کو نہ پہننا چاہئے اس میں پیٹ اور پشت کا کچھ حصہ اور دونوں ہاتھ کھلے رہتے ہیں جس سے بے پردگی کا خطرہ ہے۔

(۳) چوک اور تعزیہ داری سب ناجائز ہے، اس لیے وہاں فاتحہ دینا ناجائز ہے، شہداء کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فاتحہ گھر میں پاک و صاف جگہ دینا چاہئے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں ”فاتحہ درود جائے باید خواند کہ پاک باشد از نجاست ظاہری و معنوی“ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے چوک کو باطنی گندگی کی جگہ بتایا ہے اور وہاں فاتحہ دینے سے منع کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی
۷ محرم الحرام ۱۳۷۷ھ

(۱۶-۲۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

- (۱) فاتحہ عرس، میلاد منانا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔؟
- (۲) تعزیہ داری بنانا، ہر موہیم و طلبہ کے ساتھ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

- (۳) مولوی اسماعیل دہلوی کافر ہے کہ نہیں، جو اس کو کافر کہے وہ کیسا ہے؟
- (۴) ایک وہابی دیوبندی مسی بہ عبد الحمید کے انتقال پر ایک سنی مسی منور حسین نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی، اور اہل سنت کے روکنے پر باز نہ آیا۔ تو یہ شخص مسلک اعلیٰ حضرت پر مسلمان ہے یا نہیں؟ اور اس کا نکاح باطل ہو یا نہیں؟ اور تجدید نکاح لازم ہے کہ نہیں؟
- (۵) ایک وہابی دیوبندی مسی عبد السلام کی لڑکی سے ایک سنی مسی محمد طاہر نے اپنے فرزند کی شادی کر دی، اور سمجھانے پر بانہہ آیا تو یہ نکاح ہوا کہ نہیں؟ اور وہابیہ لڑکی سے جو اولاد ہوگی حلال ہوگی یا نہیں؟
- (۶) دیوبندیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ ان کے ہاتھ کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں؟
- (۷) قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور عام علمائے دیوبند کو جو مسلمان کہے اور سبھے ایسے لوگوں سے بیاہ شادی کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب

- (۱) جائز ہے۔
- (۲) مروجہ تعزیہ اور قوالی جائز نہیں۔ روضہ سید الشہداء کی حقیقت بنا کر تبرک رکھنا جائز ہے۔
- (۳) اسماعیل دہلوی سخت ترین گمراہ بلکہ گمراہ گر لیکن ہمارے علمائے محتاطین اس کی تکفیر سے اپنی زبان بروکتے ہیں۔
- (۴) اگر اس کو مسلمان سمجھ کر نماز پڑھی تو اسلام سے خارج ہو گیا، اس کو مسلمان نہ جانا اور نماز پڑھی تو گنہگار ہوا۔
- (۵) نکاح نہ ہوا۔ (۶) حرام ہے۔
- (۷) ان کے کفر پر مطلع ہو کر جو ان کو کافر نہ کہے وہ خود اسلام سے نکل گیا۔ اس سے شادی بیاہ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ
- الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف
- (۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ ماہ محرم میں بہت سے لوگ تعزیہ رکھتے ہیں اور سبیل بھی لگاتے ہیں۔ اس پر بعض لوگوں کا اعتراض یہ ہے کہ یہ بت پرستی ہے، اور تعزیہ دار کو بت پرست کہتے ہیں۔ اور سبیل کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔ تو ان کے کہنے کے لحاظ سے جب وہ کافر ہو گیا، تعزیہ دار کی نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ جائز نہیں، وہی لوگ مصنوعی کر بلا میں جا کر اپنے لڑکے کو تعزیہ والے گڈھے میں لٹایا اور اسی گڈھے کو کھیر کے پیالے سے پر کیا اور لوگوں کو وہی تقسیم کیا۔ ایسی صورت میں انہوں نے جو یہ فعل کیا جائز ہے یا نہیں؟ بہت لوگ تعزیہ کے ساتھ براق بنا کر رکھتے ہیں۔ اس پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں تو تعزیہ دار جواب دیتا ہے کہ گھر میں یا کسی دوسرے جاندار کی تصویر کیوں لگاتے یا رکھتے ہیں، یہاں تک کہ سینما کے اکٹرس کے فوٹو پر کیوں نہیں اعتراض کرتے۔ براق رکھنے والے کا کہنا ہے کہ جب براق نا جائز ہے تو نوٹ جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا کب جائز ہے، کہ آپ نوٹ کو رکھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ جبکہ اس میں بھی جاندار کی تصویر بنی رہتی ہے۔

تعزیہ دار کا کہنا ہے کہ سکہ یا نوٹ میں جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہو تو اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟ جیسا حکم ہوا رشاد کریں۔ اور جبکہ حضرت مولانا عبدالقیوم پیش امام جامع مسجد ٹاٹ شاہ نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ ویسے تعزیہ نا جائز نہیں۔ لیکن اگر احترام کے ساتھ رکھا جائے تو ہم بھی اس کے ساتھ ہیں اور اگر بے حرمتی یا غلط طریقے سے کرتے ہیں تو ہم اس کے خلاف ہیں، مولانا کی تقریر پر مد نظر رکھتے ہوئے جیسا حکم ہوا رشاد فرمائیں۔ فقط والسلام
آپ کا خادم: عبدالرزاق انصاری محل کوئٹا اجودھیا ضلع فیض آباد

الجواب

آج کل عام طور سے جو تعزیہ بناتے ہیں اس کا بنانا اور رکھنا اور اس سلسلہ میں جو مراسم ادا کئے جاتے ہیں سب نا جائز اور حرام ہیں۔ ہاں اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ کا سچا نقشہ یا فوٹو اپنے گھر میں تبرک کے لیے رکھیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر سبیل لگانا اور بہ نیت ایصال ثواب شربت لوگوں کو پلانا، یا ان کے ذکر شہادت کی مجلس کرنا، یا مالیدہ وغیرہ بنا کر ان کے لیے ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور باعث ثواب ہے۔ تعزیہ جائز نہیں، مگر اس کو بت پرستی کہنا جہالت ہے اور مسلمانوں پر غلط الزام ہے۔ براق وغیرہ کو تصویر نوٹ پر قیاس کرنا غلط ہے، اولاً یہ نہایت چھوٹی ہوتی ہے۔ پھر کوئی ان کی تعظیم نہیں کرتا، جیب میں چھپا کر رکھتا ہے۔ پس اس پر براق وغیرہ کی تصویروں کا قیاس کرنا صحیح نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "ان الملائكة لا يدخلون بیتا فیہ کلب او صورة۔"

(مسند احمد: ۶۰۱/۵)

علمائے جاندار چیزوں کی تصویر کو حرام قرار دیا ہے۔ ایکٹرا اور ایکٹرس کی تصویروں کا بھی یہی حکم

ہے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب خطیب مسجد ٹاٹ شاہ کے بیان کا بھی یہی مطلب ہے کہ جو ہم نے اوپر تحریر کیا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ ورسول کے احکام پر عمل کریں، اپنے نفس کی پیروی نہ کریں، گناہ مول نہ لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۲۹/ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ
الجواب صحیح: عید الرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ

(۲۳-۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) تعزیہ بنانا اور امام حسین علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام پہ عقیدہ رکھنا کہ نویں محرم الحرام کی شام کو اس عالم میں تشریف لاتے ہیں اور صبح صادق ہوتے ہی وفات کر جاتے ہیں۔ کیا از روئے شرع یہ فعل اور یہ عقیدہ درست ہے؟ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۲) اولیاء کرام اور حسین علیہ السلام سے مرادیں مانگنا کیسا ہے؟ کیا باعث گناہ نہیں؟

(۳) حضور ﷺ کے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کیسا ہے؟ کیا قیام قرون ثلاثہ میں کہیں ثابت ہے، اور حضور ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ مجلس میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح مبارک

آتی ہے کیا ہے؟

(۴) مردوں و عورتوں کا قبر پر جانا اور سجدہ کرنا اور طواف کرنا اور چڑھاوا چڑھانا از روئے شرع

کیسا ہے؟ کیا صحابہ کرام و تابعین سے ثابت ہے۔

(۵) نیاز و فاتحہ کرنا کیسا ہے؟ کیا نیاز و فاتحہ کا کھانا میت کھاتی ہے۔ اور نیاز فاتحہ کے سامان کو

سامنے رکھ کر کرنا چاہئے یا غائبانہ ہی میں؟

(۶) مرغ کی قربانی کرنا، عید الاضحیٰ کے دن کیا قربانی کی فرضیت کو ساقط کر دیتا ہے؟ اور کیا مرغ

کی قربانی کافی ہے؟ اگر ہے تو کتنے آدمی شریک ہو سکتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحب مہربانی فرما کر قرآن

وحدیث و فقہ کی روشنی میں جواب دے کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ بایں طور کہ

معتزین کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے۔ بینواتو جروا
المستفتی: محمد عمران مبارک پور

الجواب

(۱) امام عالی مقام کے روضہ کا صحیح نقشہ بنا کر تبرک اپنے گھر میں رکھنے میں حرج نہیں جس طرح

اور مقامات مقدمہ مثلاً کعبہ مکرمہ مسجد نبوی اور روضہ انور کا نقشہ عام طور پر لوگ رکھتے ہیں۔ باقی آج کل

جس طرح تعزیہ عام طور سے بنتا ہے اور جس طرح تعزیہ داری کی جاتی ہے، یہ سب شرعاً ناجائز و حرام ہے۔

Click For More

ان ایام میں اگر واقعات شہادت کربلا کی مجلس قائم کی جائے، شہدائے کربلا کے نام کی سبیل لگائی جائے، ان کے نام ایصال ثواب کیا جائے اس میں کوئی قباحت نہیں، یہ عقیدہ رکھنا کہ نویں یا دسویں محرم کو حضرت اس عالم میں تشریف لاتے ہیں اور صبح صادق ہوتے ہی وفات کر جاتے ہیں، اگر لاعلمی کی بنیاد پر ہو تو جاننے کے بعد اس سے رجوع کرنا چاہئے اور اگر جان بوجھ کر ہو تو گمراہی ہے، اسی طرح وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بنی مرکرثی میں مل گئے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: شہیدوں کو مردہ نہ کہو وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔

(۲) بالکل گناہ نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوه"
(اتحاف السادة المتقين: ۹۱/۹)

تو جب خوش رو مومنوں سے حاجتیں طلب کی جاسکتی ہیں تو ان حضرات سے تو بدرجہ اولیٰ۔

شامی میں ہے: "يستسقى بقبر المعروف"

امام غزالی فرماتے ہیں: "من يستمد في حياته يستمد بعد وفاته"

اس مسئلہ پر بے شمار نصوص علمائے دین ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور ﷺ ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں غلط ہے۔ لیکن وہ کرم

فرمائیں اور تشریف لائیں تو کوئی شرعی قباحت نہیں۔ امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

"لا يمنع روية ذاته عليه السلام بعد وفاته وذلك لانه وسائر الانبياء ﷺ ردت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا ولهم في الخروج من قبورهم للتصرف في الملكوت العلوي والسفلي"

قیام حضور کی آمد کی وجہ سے نہیں ہوتا ہے، بلکہ ان کی آمد آمد کے ذکر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور حضور کے ذکر کی تعظیم بھی ذات کی طرح کرنا شرعاً جائز ہے اور قرآن عظیم میں حکم الہی کے مطابق ہے۔

﴿وَتُعَزَّرُوهُ وَتُقَرَّبُوهُ﴾ (الفتح: ۹) قیام تعظیسی بلاشبہ قرون ثلاثہ سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں

ہے: "قوموا الی سیدکم" (مسند احمد: ۹۵/۴)

لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے اور بے سند ہے کہ جو چیزیں قرون ثلاثہ میں نہ ہوں وہ حرام ہیں

اور جوان میں ہوں وہ جائز ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: من سن فی الاسلام سنة حسنة فله

(ترغیب: ۹۰/۱)

اجرھا واجر من عمل بها۔

(۴) زیارت قبور شرعاً مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "كنت نهيتكم عن زيارة

القبور فزوروها۔ (الترغیب: ۴/۳۵۷)
سجدہ غیر خدا کو حرام ہے۔ قبر کو بعض علماء نے چومنے کی اجازت دی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے: ”مس نہ کند قبر ابدست و بوسہ ندہد“

یوں ہی قبر کا طواف بھی منع ہے، اگر چڑھاوے کا مطلب یہ ہے کہ کھانے پینے کی کوئی چیز ان کی قبر کے پاس لے جا کر ایصال ثواب کیا جائے تو بلاشبہ جائز ہے۔ شاہ صاحب دہلوی زبدۃ النصارح میں فرماتے ہیں: کہ آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باید و ثواب قرآن و دعاء تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء“

اگر چڑھاوے کا کوئی دوسرا مفہوم سائل کی نظر میں ہو تو اس کو بیان کریں تاکہ اس کا حکم بیان ہو، یہ بات پہلے جواب میں واضح ہو گئی کہ قرونِ ثلاثہ میں کسی چیز کا بہ ہیئت کذائی نہ ہونا اس کے حرام ہونے کی دلیل نہیں اور ایصال ثواب کی اصل احادیث کریمہ سے ثابت ہے۔ مثلاً حضرت سعد کا اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لیے کنواں کھدوا کر یہ کہنا کہ ”ہذہ لام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا“
(۵) بلاشبہ جائز ہے اس کا بیان انوار ساطعہ میں ملاحظہ کریں۔

(۶) قربانی کے لیے تین قسم کے جانور خاص ہیں، مرغ کی قربانی نہیں۔ عالمگیری میں ہے:

”اما جنسہ فہو ان یکون من الاجناس الثلثة الغنم او الابل او البقر و یدخل فی

کل جنس نوعہ و الذکر و الانثی منہ و الخصی و الفحل (ج ۵/۴۵۳)“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۲/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۳۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت عظمیٰ پر مراسم عزاداری میں تعزیہ رکھنا، تعزیہ نکالنا، سیاہ پوش ہونا، ننگے سر ہونا، سر میں خاک ڈالنا، سر کو پینٹنا، سر کو تیل وغیرہ سے خشک رکھنا، ماتم کرنا، واویلا کرنا، نوحہ کرنا، مرعے جو عموماً کذب و افترا اور توہین بزرگان دین پر مشتمل ہوتے ہیں پڑھنا، سننا، لکھنا، چلا چلا کر رونا، علم نکالنا، بچوں کو قیدی فقیر بنانا، تعزیہ گاہ میں تمام شب بھل اور مٹھائی رکھ کر صبح تبرک سمجھ کر تقسیم کرنا اور کھانا، تعزیہ گاہ میں تلاوت، کلام پاک کرنا اور منتیں ماننا، دلدل کو منت کا دودھ اور جلیبی کھلانا ڈھول اور تاشے بجانا اہل سنت و الجماعت کے نزدیک اس کی اصلیت کیا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا مرتکب کیسا ہے؟ اور اس کام کو انجام دینے کا مشورہ دینے والے اور اس کام سے توہہ کرنے والے عند

الشرع کیسے ہیں؟ محمد عثمان صدیقی ناظم نشر و اشاعت انجمن آفتاب ادب مچھلی مجال رتی لکھنؤ

الجواب

آج کل مراسم عزاداری کے نام پر لوگوں نے جو خرافات ایجاد کر رکھی ہیں ناجائز و حرام ہیں۔ ہاں شہدائے کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام کی سبیل لگانا، ان کے نام نذر و نیاز ایصال ثواب کرنا ان کے ذکر کی مجلس قائم کرنا اس میں صحیح روایات نظم و نثر پڑھنا جائز اور باعث اجر و ثواب ہے۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ تعزیہ داری دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۶ رزوالحجہ ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈ ۶

(۳۱-۳۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) تعزیہ داری کرنا اور ماتم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) عاشورہ کا دن غم کا دن ہے یا نہیں؟ جوابات مدلل و مفصل عنایت فرمائیں جو قرآن و حدیث

کی روشنی میں ہوں۔ السائل: محمد امین خالص پور ۱۳ محرم ۱۳۸۱ھ

الجواب

(۱) مروجہ تعزیہ داری تشبہ بالروافض اور بے شمار منافی شرعیہ کی وجہ سے ناجائز ہے۔ ہاں اصل روضہ سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہ اپنے گھر میں تمبر کارکھنا شہدائے کربلا کے ذکر کی مجلس منعقد کرنا، ان کے لیے ایصال ثواب کرنا جائز اور مستحسن ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد می شوند۔ مجلس ذکر و وفات شریف و مجلس شہادت حسنین اول کہ روز عاشورہ یا یک دور روز پیش ازین، قریب چہار صد کس وہ بخشد بلکہ ہزار فرماہم می آئند۔ و درودی خوانند بعد از ان کہ فقیری آید نشید ذکر فضائل حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ در حدیث وارد شدہ در بیان می آید و آں چہ در احادیث اخبار شہادت ازین بزرگان و تفصیل بعضے حالات بد آرائی قاتلان ایساں وارد شدہ نیز مذکور می باشد۔ بایں تقریب بعضے شداوند کہ در جناب ایساں گذشتہ از روئے احادیث معتبر بیان می شود۔

دریں ضمن بعضے مرثیہ کہ از مردم خیر یعنی جن و پری حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ شنیدہ اند نیز مذکور می شود بعد از ان ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ما حضرت فاتحہ نمودہ می آید۔ و دریں بین اگر شخصے خوش الحان

سلام می خواند یا مرثیہ مشروع خواند این اتفاقا می شود ظاہرست کہ دریں بین اکثر حضار مجلس را و این فقیر را رقت و بکالات می شود۔ این ست قدرے کہ بعمل می آید۔ پس اگر این چیز ہا نزد فقیر بہمیں طریق کہ مذکور شدہ جائز نمی بود۔ اقدام برآں اصلانہ کردے۔

(۲) یوم عاشورہ کے غم کے دن ہونے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اس دن سوگ منانا چاہئے جس طرح روافض مراسم سوگ ادا کرتے ہیں، مثلاً سیاہ کپڑے پہننا، سر و پا برہنہ رکھنا یا اس دن کھانا نہ پکانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ناجائز ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "لا یحد امرأۃ علی میت فوق ثلث لیال الا علی الزوج" نہ اس معنی میں عاشورہ غم کا دن ہے، اگر یہ مطلب ہے اس دن شہدائے کربلا کے ذکر کی مجلس قائم کرنا تو یہ جائز ہے اس دن نواسہ رسول ﷺ کی وہ عظیم ترین مصیبت یا آتی ہے جو ایک طرح سے تمام مسلمانوں کی مصیبت ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جیسا کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کے فعل سے ثابت ہے اور حدیث شریف میں ہے: "مامن مسلم و مسلمة یصاعب بمصیبة فیذکرھا وان طال عہدھا فیحدث لذلك استرجاعاً الا جدد اللہ تبارک و تعالیٰ لذلك اجرا مثل اجرھا یوم اصیب بہا" اور ان معنوں میں اسے غم کا دن کہا جاسکتا ہے کہ اس دن ضرور یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

(۳۳-۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) تعزیہ داری، نیز ماتم حسین، ڈھول تاشہ بجانا، چوک کے اوپر شربت و مالیدہ چڑھانا، وفاتحہ

کرنا نیز ان کو حاجت روا سمجھنا کیسا ہے؟

(۲) سید الشہداء کن صاحب کو کہتے ہیں؟

(۳) ماہِ رجب کی چودھویں تاریخ کو فاتحہ کس نام سے کیا جاتا ہے؟

ہم لوگ جاہل ہیں، ان مسئلوں سے آگاہ فرمائیں تاکہ غلطی سے نکل کر شرع پر پابند ہو جائیں۔

الجواب

(۱) موجودہ تعزیہ داری کے بارے میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں سب ناجائز ہیں۔ ہاں روضہ سید

الشہید رضی الموبی عنہ کا صحیح نقشہ اپنے گھر میں تمبر کارکھنا، ان کے نام کی فاتحہ دینا، چاہے شربت پر ہو چاہے

مالیدہ، چاہے کسی اور حلال و طیب چیز پر جائز ہے۔ اسی طرح ان کے ذکر کی مجلس قائم کرنا بھی جائز ہے۔

Click For More

خدائے تعالیٰ کے اذن و عطا سے انہیں حاجت روا سمجھنا بھی جائز ہے۔

(۲) حضرت حمزہ عم محترم رسالت مآب ﷺ اور نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہما دونوں ہی بزرگوں کو سید الشہداء کہا جاتا ہے۔

(۳) سب مہینوں کی تمام تاریخوں میں سبھی بزرگوں کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ چودہ رجب کو کسی بزرگ کی فاتحہ معروف نہیں۔ ہمارے اطراف میں ۱۲ رجب کو جن بزرگان دین کا وصال ہوا ہے جیسے سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ ان کی فاتحہ، ۲۲ رجب کو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ ۵ شعبان ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

(۳۶-۴۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) محرم منانے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ جو شرعی بھی ہو اور روح امام عالی مقام بھی خوش رہے۔ غیر مسلموں کا چندہ محرم کے کسی کار خیر میں شامل کرنا درست ہے یا نہیں؟ چندہ کے لیے غیر مسلموں کے پاس ہاتھ پھیلا نا درست ہے یا نہیں؟

(۲) غیر مسلم (کافر) اپنی خوشی سے کسی مسلمان کو ذمہ دے کر میلاد کرائے یا افطار کا سامان مسجد میں بھجوائے یہ درست ہے یا نہیں؟ اس کا بھیجا ہوا شیرینی یا افطار کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۳) ایسے مسلمان کے متعلق کیا کہا جائے جو کہے۔ مولوی صاحب کی داڑھی نوچ لیں گے۔ نمازی کو دیکھ کر مجھے نفرت ہوتی ہے، کہتا ہے اس امام کے پیچھے نماز درست نہیں، جب کہ خود نمازی نہ

ہو۔

(۴) مسجد کا سامان جو نماز کے لیے ہو دوسرے کسی پروگرام میں دینا درست ہے یا نہیں؟ خواہ وہ

محرم ہی ہو۔

(۵) زید کسی بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد اپنی شفا کے مرض کی خاطر غیر مسلموں (کافر) کے سادھویا جوگی یا پنڈت کے پاس گیا، کہ ان کے جھاڑ پھونک سے مرض شفا ہو جائے۔ جہاں انہیں کے دھرم کے مطابق ان کو ایک جگہ چار آنہ پیسہ رکھنا پڑا وہاں کا تیل لگا کر وہاں کے تالاب میں غسل کرنا پڑا، حالانکہ تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ برائے کرم بتائیں اس کے اس فعل سے ایمان پر کوئی خلل تو نہیں؟

المستفتی محمود الحسین اشرفی سکریٹری نومیالی مسجد فرائی

الجواب

(۱) تعزیہ داری کا مجوزہ طریقہ جس میں ڈھول تاشا بیٹڈ باجا۔ علم و تعزیہ، گشت اور ماتم و مرثیہ، نوحہ ہے سب ناجائز و حرام ہے۔ اور روافض کا کام ہے، سنی مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔
ماثبت بالنسب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”ان لا یشتغل ذلک الیوم الا بذلک ونحوہ من عظام الطاعات کالصوم ثم ایاہ ان

یشتغل ببدع الروافض ونحوہ من الندبۃ والنباۃ و لیس ذلک من اخلاق المؤمنین۔

اس روز روزہ رکھنا چاہئے، اچھے کھانے تیار کروا کر امام عالی مقام اور شہدائے کربلا کے نام ایصال ثواب کر کے لوگوں کو کھلایا جائے، ان کے نام کی سبیل لگا کر پانی، شربت، چائے جس کی توفیق ہو پلانا چاہئے۔ ذکر شہادت کی مجلس قائم کرنا چاہئے۔ قرآن شریف پڑھ کر ان کے نام ایصال ثواب کرنا چاہئے۔ یہ ہے محرم منانے کا صحیح اور شرعی طریقہ زیادہ تفصیل علیحضرت کے رسالہ تعزیہ داری میں پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مسلموں کا چندہ کسی بھی کار خیر میں نہ لینا چاہئے کہ وہ اہل ایمان و ثواب نہیں، چاہے محرم کے مذکورہ بالا جائز مصارف ہوں یا میلاد مبارک ہو یا اور کوئی کار خیر۔ ہاں وہ اپنی خوشی سے وہ پیسہ مسلمانوں کو دیں اور ان کو اس کا مالک بنا دیں تو مسلمان اپنی طرف سے چاہے جس کار خیر میں صرف کریں گے جائز ہوگا کہ اب وہ مسلمان کا پیسہ ہے۔

(۲) اس سوال کا جواب سوال اول کے جواب سے ہو گیا۔

(۳) ایسا جملہ بکنے والا دین سے نکل گیا۔ اس پر توبہ تجدید ایمان شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی

ضروری ہے۔ عالمگیری میں ہے: ”الاستہزاء باحکام الشرع کفر“

(۴) مسجد کا سامان کسی دوسری مسجد میں بھی نہیں دیا جاسکتا، چہ جائے کہ محرم یا کوئی دوسرا کام ہو۔

در مختار میں ہے: ”لا یحوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد آخر“

(۵) ان کو اگر صحیح اور حق سمجھ کر ان کے پاس گیا۔ اور انہوں نے اپنے کافرانہ منتروں سے اس کا

علاج کیا اور اس نے زن میں شرکت کی تو بلاشبہ اس کے ایمان میں خلل پڑا۔ اس پر توبہ واستغفار تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۳/ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(۴۱-۴۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ہم لوگ مسلمان ہیں اور عقائد اہل سنت و الجماعت سے منسلک ہیں۔ ایک دیہات کے رہنے

والے ہیں۔ مسلم آبادی قریب ساٹھ (۶۰) گھر کی ہے، گاؤں کی ایک مسلم پنچایت ہے۔ جس کے تحت مسجد و قبرستان اور دوسرے قومی معاملہ کی دیکھ ریکھ ہوتی ہے۔ کچھ آپسی معاملات اگر سامنے آتے ہیں تو ان میں بھی صلح صفائی کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قریب کے گاؤں میں بھی مسلمان ہیں اور آٹھ گاؤں کی ایک الگ پنچایت ہے۔ اگر گاؤں سے نہیں ہو پاتا تو آٹھ گاؤں کی پنچایت میں پیش کر کے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آٹھ گاؤں کے لوگ باپ دادا کے زمانہ سے تعزیہ دار تھے۔ لیکن اب گاؤں کے کچھ لوگ تعزیہ داری کو غلط سمجھ کر چھوڑ چکے ہیں۔ ہم لوگ بھی تعزیہ بناتے تھے، اس کے سارے لوازمات کے ساتھ ڈول باجہ تاشہ اور کھیل کود کے ساتھ مناتے تھے۔ لیکن ایک فتویٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دیکھ کر ہم لوگوں نے تعزیہ داری چھوڑ دی جس میں آپ نے شرک لکھا تھا۔ بہار شریعت میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

ہمارے یہاں دو مرحلہ میں تعزیہ داری ختم کی گئی۔ پہلے قریب تیس آدمی چھوڑے اور پھر تیس سال ہوا تیرہ آدمی چھوڑے۔ اب تعزیہ بنانے والے کم رہ گئے۔ اس کو لے کر اختلاف بڑھا، یہاں تک کہ مسجد اور مدرسہ پر اثر پڑنے لگا۔ تو کچھ لوگوں نے آٹھ گاؤں کی پنچایت جمع کر کے یہ معاملہ رکھا کہ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ متحد ہو جائیں۔ تو آٹھ گاؤں کے لوگوں نے یہ طے کیا کہ جو لوگ تعزیہ دین سمجھ کر بناتے ہیں وہ بنائیں، اور جو لوگ گناہ سمجھ کر چھوڑتے ہیں وہ چھوڑے رہیں۔ لیکن محرم کے دن جو کرنا ہے کریں۔ قرآن خوانی غریب و مساکین کو کھانا کھلانا۔ روزہ رکھنا وغیرہ۔ اور مسجد و مدرسہ میں سبھی لوگ دلچسپی لیں اور ایک دوسرے کی شادی میں، غمی میں برابر کے شریک رہیں۔ اور ایک دوسرے پر لعن و طعن نہ کریں اور نہ پھوڑ پھاڑ کی کوشش کریں۔ اور سب لوگ ایک دوسرے کو مسلمان سمجھ کر میل و محبت کا سلوک کریں سب مان گئے۔ اور مل جل گئے۔ لیکن اب از سر نو یہ معاملہ دوبارہ آٹھوں کی پنچایت میں لایا گیا اور یہ بات سامنے آئی ہے کہ دوسرے مرحلہ میں جو ۱۳ آدمی تعزیہ چھوڑے ہیں وہ اگر تعزیہ بنانے لگیں جب تو تعزیہ ہم لوگ بنائیں گے، نہیں تو ہم بھی تعزیہ چھوڑ دیں گے۔ چھوڑنے کی یہ شرط لگائی گئی، نہ کہ گناہ۔ ایسی حالت میں ہم لوگ پریشان ہیں کہ کیا کریں کہ آپس کا اتحاد باقی رہے۔

(۱) اگر تعزیہ داری مع تمام لوازمات کے شرک ہے تو چھوڑنے والوں سے زبردستی بنانے کو کہنا کسی حالت میں درست ہے یا نہیں۔

(۲) جو لوگ تعزیہ داری چھوڑ چکے ہیں اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو باوجود اس کے کہ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے قائل ہیں۔ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ فرض ہیں۔ لیکن پورا عمل نہیں کر پاتے کیا ان کا یہ

فعل تعزیہ داری کے گناہ کے برابر ہے یا نہیں؟

(۳) کیا مسلم میت کا ہندوں کی طرح سے کام کر کے برادری کو کھلانا جائز اور درست ہے؟ اگر ایسا کوئی کرے اور اس کے کھانے سے کوئی پرہیز کرے تو گنہگار ہے یا نہیں؟ اگر وہی شخص کسی ہندو کے مرنے کے بعد اپنے رسم و رواج کے تحت کام کر کے جو لوگوں کو کھلاتے ہیں۔ اگر وہ کسی مسلمان کو بھی دعوت دے اور بھائی چارگی کی وجہ سے وہ مسلمان اس کے وہاں جا کر کھائے تو گنہگار ہوگا؟۔

(۴) پنچایت میں ہی ایک شخص نے یہ کہا کہ تعزیہ داری جناب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے بھی کی ہے کیا یہ سچ ہے یا جھوٹ؟

براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں عقائد اہل سنت و الجماعت کے تحت جواب مرحمت فرمائیں

المستفتی محمد طاہر گورکھپور

مہربانی ہوگی۔ بینواتو جروا

الجواب

(۱) جس تعزیہ داری کا آج کل رواج ہے۔ یہ بلاشبہ ناجائز و حرام ہے۔ اور معصیت اور گناہ ہے۔

حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب۔ بہار شریعت جلد ۱۶ ص

۱۲-۱۳ میں مختلف جگہ کی تعزیہ داری کا حال بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ سب ناجائز و گناہ کے کام ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب اپنی کتاب رسالہ تعزیہ داری ص ۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

اب کہ تعزیہ داری اسی طریقہ ناجائز و نامرضیہ کا نام ہے۔ قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔

اس سوال میں جو بہار شریعت اور فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے لکھا ہے: کہ ان میں تعزیہ داری کو

شُرک لکھا ہے، یہ غلط ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۶۸ پر تحریر

فرماتے ہیں: تعزئے ناجائز ضرور ہیں، مگر ان کو بت کہنا زیادت اور غلو ہے، مسلمان اس کی پرستش (پوجا)

نہیں کرتے۔

اور یہی بات رسالہ تعزیہ داری ص ۱۳ پر تحریر فرمائی۔

انصاف یہ ہے کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔

تو تعزیہ داری شرک کیسے ہوئی؟۔

الغرض تعزیہ داری ناجائز و حرام، معصیت و گناہ ہے، شرک نہیں ہے۔

رہ گیا یہ سوال کہ تعزیہ داری کا گناہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چھوڑنے سے زیادہ ہے۔ یا کم ہے؟ تو

بلاشبہ نماز وغیرہ ارکان اسلام ہیں۔ ان کا چھوڑنا حرام قطعی اور سخت گناہ ہے، جب کہ تعزیر داری کا گناہ اتنا بڑا نہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں یہاں ان دونوں گناہوں میں مقابلہ کا سوال اٹھانا بلا ضرورت ہے، بلکہ اس سے ایک اور زیادہ بڑے گناہ کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ شاید پوچھنے والے کا مقصد یہ ہے کہ جب لوگ ترک صلوٰۃ وروزہ جیسے بڑے بڑے گناہ روزانہ کر رہے ہیں۔ تو نسبتاً ایک چھوٹے گناہ میں کیا رکھا ہے جیسے وہ سب گناہ ویسے ہی ایک یہ گناہ بھی سہی تو یہ ایک نہایت ہی خطرناک رجحان ہے، گناہ کو ہلکا سمجھنا اس کو اہمیت نہ دینا۔ بلکہ اس کے کرنے کے لیے دلیل اور بہانے ڈھونڈھنا۔ اس کو شریعت میں اصرار علی الاثم کہا جاتا ہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ اللَّهُ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ. أُولَٰئِكَ جَزَاءُ مَا كَفَرُوا مِنْ رَبِّهِمْ وَمَنْ يَكْفُرْ أَكْفَارًا عَمَّا كَفَرَ فَأَكْبَرُ غَلَطًا مِّنْ قَبْلِ ذَلِكَ فَيُرَدِّدُهُمْ فِيهَا يُنْفَسُونَ﴾ (آل عمران: ۱۳۵-۱۳۶)

جن لوگوں نے گناہ کیا یا اپنے نفسوں پر ظلم کیا، اگر خدا کو یاد کر کے اس سے اپنی مغفرت چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون بخشنے والا ہے۔ اور وہ اپنے گناہوں پر اصرار بھی نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے۔ اس ایک آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ پر اصرار کرنے والوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا۔ علماء فرماتے ہیں: اصرار کرنے سے چھوٹا گناہ بھی بڑا ہو جاتا ہے، بلکہ ایسے شخص پر جو گناہ کی پرواہ نہ کرے سوہ خاتمہ کا خوف ہے۔ یعنی ڈر ہے کہ ایسے آدمی کو مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو۔ اور کفر پر مرے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے آمین۔

تو اگر پوچھنے والے کا منشاء وہی ہے جو ہم نے سمجھا تو یہ بہت بڑا گناہ پر جرأت اور گمراہی ہے، اس لیے اس قضیہ میں صحیح شرعی فیصلہ یہ ہے کہ تعزیر داری چھوڑنے والوں کو تعزیر داری پر مجبور نہ کریں، بلکہ خود بھی اس سے توبہ کریں، اور آٹھ گاؤں والوں نے جو یہ فیصلہ کیا تھا کہ جو لوگ اس کو دین سمجھ کر کرتے ہیں وہ کریں۔ وہ غلط تھا۔ بچوں کا یہ کام نہیں کہ اللہ ورسول کے حکم کے خلاف فیصلہ کریں۔

قرآن شریف میں ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [المائدة: ۴۵]

جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرے وہ ظالم ہے۔

محرم کے پہلے دس دنوں میں مسلمانان اہل سنت کے کرنے کا کام یہ ہے کہ روزانہ صبح دو گھنٹہ سب

جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کریں۔ جو پڑھ نہ سکتا ہو کلمہ یاد رو د شریف تسبیح لے کر پڑھے۔ کچھ شیرینی پران سب کا ثواب شہدائے کرام کو پہنچائیں اور شیرینی سب کو تقسیم کر دیں، رات میں روزانہ ذکر شہادت کی مجلس ہو جس میں علمائے اہل سنت کی لکھی ہوئی شہادت کی کتاب پڑھیں۔

(خیال رہے کہ شیعوں یا دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی کتابیں نہ ہوں) اور دسویں تاریخ کو گاؤں بھر کے لوگ مل کر کھجڑا پکائیں اس پر بھی فاتحہ کرائیں۔ پھر محتاجوں کو خوب کھلائیں، خود بھی اس میں سے تیر کا کھائیں۔

(۲) یہ غلط اور جھوٹ ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعزیہ داری کی ہے، مشہور یہ ہے کہ تعزیہ داری تیمور لنگ کی ایجاد ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ۱۲۳۶ء میں ہوا اور تیمور لنگ ۱۳۳۶ء میں پیدا ہوا تو تعزیہ داری کی ابتداء سے لگ بھگ سو سال پہلے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے تو انہوں نے تعزیہ داری کب کی۔ کیا انتقال کے سو سال بعد۔

(۳) اسلام میں میت کے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا پکا کر محتاجوں کو تقسیم کرنا یا کھلانا تو جائز ہے مگر اس کے لیے اس موقع پر دوست و احباب دولت مندوں اور رشتہ داروں کو دعوت دینا ناجائز اور ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلہ کو اپنی کتاب ”جلی الصوت لنہی الدعوة امام الموت“ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اور جب عام مسلمان مردوں کے کھانے کا یہ حکم ہے۔ تو ہندو مردوں کے سرادہ یا بھوگ کا کھانا کہاں جائز ہوگا۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر ہندو صاحبان کو قاعدے سے سمجھایا جائے کہ یہ کھانا اور یہ دعوت ہمارے دھرم کے خلاف ہے۔ ہم خود مسلمانوں کی بھی ایسی دعوت قبول نہیں کرتے تو آپ کی کیسے قبول کریں؟ تو ہمارا خیال ہے کہ وہ سمجھ جاویں گے۔ مگر آج کل مسلمانوں کا جو عام حال ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۸ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

فسق و فجور کا بیان

(۲-۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص کی ایک گائے ہے اور دوسرے شخص نے اس کے ساتھ زنا کیا، اور پکڑا بھی گیا مگر کسی

صورت سے بھاگ بھی گیا، اور لاپتہ ہو گیا، یعنی کسی دوسری جگہ چلا گیا۔ اب اس گائے کو کیا کرنا چاہئے۔

(۲) دیگر امر یہ ہے کہ فی الحال گورنمنٹ کا یہ حکم ہے کہ جس کو اولاد زیادہ ہو اور ابھی ہونے کی امید

ہو، اور وہ شخص کثیر اولاد ہونے کی بنا پر مجبور ہو، یعنی خورد و نوش کی طاقت نہ رکھتا ہو، گورنٹی اسپتال میں جا کر خصی ہو جائے، اس کا کسی قسم کا خرچ وغیرہ نہ لگے گا اور اس کی مباشرت وغیرہ میں کسی قسم کی مجبوری نہ ہوگی، بلکہ سب صحیح و سالم رہے گا۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے اور حضور کو بھی معلوم ہوگا، بہت آدمی جا کر خصی ہو جاتے ہیں، لہذا اس شخص کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اس بنا پر خصی ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ یونہی عورتیں بھی یعنی جس عورت کی کثیر اولاد ہونے کی بنا پر تندرستی خراب ہو، لہذا اس عورت کو دوا کے ذریعہ یا کسی صورت سے اولاد بند کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

(۱) اس جانور کو ذبح کر کے جلادیا جائے گا۔ اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے: "لا یحل وطیة بهیمة بل یعزر و تذبیح ثم تحرق و یکرہ الانتفاع بہا حیة و میة"
(۲) ضبط ولادت کے لیے آپریشن یا چیر پھاڑ کے ذریعہ جو کچھ آج ہوتا ہے سب ممنوع ہے اور ناجائز ہے۔ مجبوری اور ضرورت کے وقت فرنچ لیدر (زودھ) کا استعمال جائز ہے۔ بدرجہ مجبوری اس کو برتنے میں کوئی مواخذہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۸ رزوالقعدہ ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں
کہ زید اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ اپنی بلڈنگ میں رہا کرتے ہیں، اس بنا پر شریعت کا فتویٰ زید پر وارد ہوا کہ مطلقہ بیوی بالکل اجنبیہ ہے، ان دونوں کا ایک دوسرے کے سامنے ہونا تنہائی میں اکٹھا ہونا گناہ و حرام ہے، زید پر فرض ہے کہ اب تک جتنے گناہوں کا ارتکاب کیا اب ان سے توبہ کرے اور مطلقہ سے تمام تعلقات منقطع کر دے۔ اسی بلڈنگ میں رکھنا چاہتا ہے تو یہ ضروری ہے کہ آئنا سامنا نہ ہو، تنہائی میں اکٹھے نہ ہوں، زید کو جماعت اسلامی کا سردار بنانا جائز نہیں وغیرہ وغیرہ۔

زید کو بستی والے لے کر سمجھائے کہ یہ گناہ ہے، اس سے توبہ کرو اور یہ دیکھو تم پر شریعت کا فتویٰ ہے۔ لیکن زید نے بستی کے بڑے سردار سے کہا یہ سب بیکار ہے اس میں دماغ نہیں خرچ کرنا چاہئے۔ بڑے سردار بھی زید کی بات پر متفق ہیں، صرف اس لیے کہ زید دولت مند ہے، بستی والے زید سے ڈرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ واضح ہو کہ زید اپنی سالی سے شادی کرنے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا اور اسے فوراً نسبندی کر دیا وغیرہ وغیرہ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید پر شریعت کا حکم کیا ہے؟ اور بستی والے جو حضرات

Click For More

زید کے موافق ہیں ان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم جوابات مفصل و مدلل عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔
المستفتی، احقر محمد سعید، ۱۰ جون ۱۹۹۳ء

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی زید فاسق معین ہے اور اس مسئلہ میں اسکی حمایت کرنیوالے بھی مجرم اور گنہگار، چاہے وہ چھوٹے سردار ہوں یا بڑے سردار یا کوئی اور۔ سائل نے زید پر مسئلہ واضح کر دیا اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو گیا، خود سائل کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں اس کی تاکید آئی اور قرآن عظیم میں فرمایا گیا ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة: ۲) نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہوں پر مدد نہ کرو، فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۸ ذی الحجہ ۱۴۱۳ھ

(۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں
کہ ایک جھوٹے شخص کے کہنے پر ایک شخص نے امام کو ذلیل کیا، جب کہ اس شخص کو جھوٹا تسلیم کرتا ہے تو اس جھوٹے شخص کے کہنے پر امام کو ذلیل کرنے والے کی کیا سزا ہے؟ شریعت کے حکم کو بیان کیا جائے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء عطا فرمائے آمین فقط آپ کی دعا کا طالب ہوں۔
المستفتی، محمد سراج الدین کمپاؤنڈ جے نگر پچھتم گورا ضلع دیوریا

الجواب

جھوٹا شخص کبھی سچ بھی بول سکتا ہے فرماتے ہیں: الكذب قد يصدق "حکم اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی غلط الزام کی بنیاد پر کسی کو بھی ذلیل کیا تو قابل تعزیر جرم کیا، اس کو متعلقہ شخص سے معافی مانگنی چاہئے، امام کے ساتھ ایسا کیا تو امام سے اور دوسرے کے ساتھ ایسا کیا تو دوسرے شخص سے۔ حدیث شریف میں ہے "سباب المسلم فسق وقتاله کفر" (مسند احمد: ۱/۴۳۹) "مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر کا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۵ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(۵-۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) زید نماز بھی پڑھتا ہے اور واڑھی بھی شرع کے مطابق رکھتا ہے لیکن ایک مسلمان بھائی کی فیصلہ کن زمین اس کی ناموجودگی میں کچھ قبضہ کر لیا ہے اور اس کے سامنے جو باقی زمین ہے، اس کے لیے دھمکی دیتا ہے اور آواز اٹھاتا ہے کہ جو باقی میرے سامنے ہے، میں اس کو بھی قبضہ کر لوں گا، چاہے اس کے لیے ایمان

ودھرم بیچنا پڑے۔ اس طرح کی آواز اٹھانے والا کیا دائرہ اسلام میں شامل ہے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں۔
(۲) زید بکر کی ناموجودگی میں بکر کی زمین اپنے نام کرا لیا، دوسرے کو بکر بنا کر۔ کیا ایسی صورت میں زید جس زمین کو ناجائز قبضہ کیا ہے کوٹ کے ذریعے اور اسی سے غلہ پیدا کرے یہ غلہ اس کے لیے جائز ہے یا حرام؟ جواب سے نوازیں۔

(۳) زید نمازی ہے اور اپنے مسلمان بھائی سے جھگڑانا جائز طریقے پر کر رہا ہے اور گالی بھی گھناؤنی قسم کی دیتا ہے اور وہاں کے امام صاحب نے اسے گالی دینے سے روکنا چاہا اور اسے سمجھانا چاہا تو وہ امام صاحب کو دھکا دیتے ہوئے امام صاحب کو مارنے پڑ گیا، اور امام صاحب بھی کہنے لگے آؤ مارو دیکھیں تمہارے اندر کتنی طاقت ہے؟ اس بات پر گالی دیتے ہوئے اپنے گھر کے اندر چلا گیا، ایسے شخص کے اوپر کیسا حکم صادر ہونا چاہئے؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی، محمد اشرف القادری دیوریادی (یوپی)

الجواب

(۲،۱) ایسے مواقع پر ایمان و دھرم کا لفظ امانت و دیانت کے معنی میں بولا جاتا ہے

تو زید کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ اس زمین پر قبضہ کرنے کے لیے مجھے حرام و ناجائز، خیانت اور غصب و ظلم ہی کیوں نہ کرنا پڑے میں کروں گا، اس لیے اس قول کی وجہ سے زید پر کفر کا حکم نہیں لگے گا، البتہ وہ سخت فاسق و ظالم ہے، اس کی نماز اور دینداری اس کے کام نہیں آئے گی، کیوں کہ یہ حق العباد ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا حق تو معاف کر دے گا، مگر بندے کا حق معاف نہیں کرے گا، حدیث شریف میں ہے جو شخص کسی کی ایک بالشت بھی زمین غصب کرے گا قیامت کے دن اس زمین کے ساتوں طبق کی زمین اس کے سر پر لادی جائے گی اسے اٹھانے کے لیے مجبور ہوگا، زید سے کہئے کہ آج مٹی کا ایک پورہ (ڈھائی من) ہی دن بھر سر پر لاد کر دیکھے کہ کیا ہوتا ہے تو قیامت کے دن کے عذاب کے لیے بہادری دکھائے گا، زید فاسق معین اس کو امام بنانا ناجائز ہے اور اس زمین کی پیداوار زید کے لیے حرام ہے۔

(۳) امام صاحب کو گالی گلوں دے کر زید دوسرے بڑے گناہ میں گرفتار ہوا۔ حدیث شریف میں ہے: "سببہ فسق" مسلمان کو گالی دینا فسق ہے، آس پاس کے لوگوں پر لازم ہے کہ زید پر اتنا دباؤ ڈالیں کہ وہ ظلم سے باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۱ جمادی الاخرہ ۱۴۱۵ھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱) جو مسلمان بدزبانی کے ساتھ مسجد میں تالا لگانے کو کہے اور مسجد کو پٹرول ڈال کر جلانے کو کہے وہ مسلمان قرآن و حدیث کی روشنی میں کیسا ہے؟ جواب عنایت ہو۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جس شخص نے انجمن کا پیسہ لیا ہے اور دینے کے لائق ہے اور مانگنے پر کتراتا ہے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتا ہے وہ کیسا ہے؟ جواب عنایت ہو۔

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں جس شخص نے نسبندی کرایا ہے تو بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نہ اس کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور نہ اس میت کو قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی جائے گی اور قبرستان میں دفن بھی کیا جائے گا اس پر لوگوں کا آپس میں اختلاف ہے کیا صحیح ہے کیا غلط ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں۔

(۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک مسلمان کچھ غیر مسلموں کو لے کر دوسرے مسلمان سے قبرستان کے لیے مقدمہ لڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ یہ قبرستان نہیں ہے، اس میں بیل بھنیس گاڑے جاتے ہیں، جب آپس میں اختلاف ہوا تو ایک ذات کا ہریجن جس کو ہم چمار کے نام سے پکارتے ہیں وہ کوٹ میں جا کر گواہی دیا کہ یہ مسلمانوں کا قبرستان ہے، اس میں مسلمانوں کی میت دفن کی جاتی ہے، اور اس کی دین ہے کہ آج مقدمہ ہائی کورٹ میں پہنچا ہوا ہے تو ہریجن کا سوال ہے کہ کوئی مسلمان ہماری بات کا جواب دے کہ جو شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اور قبرستان کو کہے کہ یہ قبرستان نہیں ہے، اور ہم ایک ذات ہریجن ہو کر کہتے ہیں کہ قبرستان ہے تو وہ مسلمان بہتر ہے یا ہم بہتر ہیں؟ اس کا جواب عنایت ہو۔

المستفتی، اراکین انجمن کمیٹی تتیاں کلاں پوسٹ تتیاں کلاں ضلع دیوریا (یوپی)

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی پہلے دوسرے اور چوتھے نمبر میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں سب فسق و فجور اور گناہ ہیں اور جوان باتوں کا مرتکب ہے فاسق و فاجر ہے، ایسے شخص کو نرمی سے سمجھایا جائے کہ وہ اپنی ان بد اعمالیوں سے باز آئے، اگر وہ باز نہ آتا ہو تو اس کی اصلاح کی نیت سے اس کا بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے اور بائیکاٹ اسی وقت تک کیا جائے کہ راہ راست پر آجائے اور جب وہ راہ راست پر آجائے فوراً بائیکاٹ ختم کر دیا جائے، اور اس سے کسی قسم کا مالی جرمانہ یعنی نقد رقم یا برادری کا کھانا وغیرہ نہ لیا جائے کہ یہ ظلم ہے۔ اور یہ بھی خوب خیال رہے کہ غرض اس شخص کی اصلاح ہو، ایسا نہ ہو کہ خود بھی اسی قسم کی حرکتیں کرتے رہتے ہوں اور موقع آگیا ہے تو فتویٰ منگا کر اس سے انتقام اور بدلہ لے رہے ہوں، یہ سب ناجائز اور حرام ہوگا، تیسرے نمبر کا جواب یہ ہے کہ نس بندی حرام ضرور ہے۔

Click For More

لیکن ایسے شخص کی نماز جنازہ ضرور پڑھی جائے گی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں ضرور دفن کیا جائے گا عوام اور جاہلوں میں جو یہ مشہور ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہیں اور وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا سب غلط اور خلاف شرع، نماز جنازہ ہر مسلمان کی پڑھی جائے گی، چاہے کتنا ہی گنہگار ہے اور مٹی بھی دی جائے گی، یہ مسلمانوں پر اس کا حق ہے، ہاں اس پر یہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ استغفار کرے اور اپنے اس گناہ کی معافی مانگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

(۹-۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

- (۱) زید کا قول ہے کہ مفتی جیش محمد صاحب قبلہ میرے عضو تناسل کی طرح ہیں جب کہ مفتی جیش محمد صاحب خلیفہ مارہرہ ہیں، نیز ان کے تقویٰ پر اس دور کے علماء کا اتفاق ہے۔
دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟
- (۲) یہ بتائیں کہ صاحب فیروز اللغات مولینا فیروز اور اکبر بادشاہ باعتبار شرع یہ دونوں مومن ہیں یا نہیں؟
المستفتی، محمد واعظ الحق رضوی جمالی راج محل مہاجن ٹولہ صاحب گنج (بہار)

الجواب

(۱) مولینا محمد جیش صاحب تو عالم ہیں، کسی عام مسلمان کو بھی کوئی بلا سبب گالی دے تو ناجائز و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِمَسِ الْإِسْمِ الْفُسُوقِ﴾ (الحجرات: ۱۱) کسی کے برے نام نہ رکھو برانام فسق و گناہ ہے۔ اور یہ قابل تعزیر جرم ہے۔
بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۱۶ پر ہے، کسی گناہ پر بغرض تا دیب جو سزا دی جاتی ہے، اس کو تعزیر کہتے ہیں، شارع نے اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں کی، بلکہ اس کو قاضی کی رائے پر چھوڑا۔
اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس ملک میں یہی سزا باقی ہے (یعنی بایکاٹ) (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم) خود زید پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگے اور خود مولینا سے بھی معافی کا طلب گار ہو۔

(۲) اکبر بادشاہ کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے ایک نیاندہب دین اکبری نکالا تھا جس میں ہر دھرم والے کو اپنے طریقہ پر عبادت کرنے کی اجازت تھی، اگر یہ صحیح ہو تو صرف اسی ایک بات سے وہ خارج از اسلام ہے۔ مولوی فیروز الدین کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں کہ وہ کیسے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

(۱۱-۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) جناب عبدالعزیز صاحب مقام ندی پارو جے راگھوگڈھ والے نے ایک منگ میں ایک
مستند عالم دین کو اپنی ذاتی دشمنی کے سبب چند آدمیوں کے سامنے کہا کہ مولینا اطہر صاحب شیطان ہیں اور
جو حافظ یا عالم مدرسہ سے تعلق رکھتا ہو اس کو مسجد کا امام نہ بنایا جائے تو ایسے شخص پر شریعت کا کیا حکم
ہے؟ برادری والے ایسے شخص کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ دستخط گواہ عبدالحمید صاحب، عبدالحق صاحب
(۲) مری ہوئی بکری یا مراہو ایل یا بھینس چمار کو دے کر پیسہ لینا کیسا ہے؟ اور ایسے ہی مری
ہوئی بکری یا ایل کا چمڑا نکلو کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ جو حکم ہو جو اب عنایت کرین مہربانی ہوگی۔
المستفتی، محمد منصور، لالی باہر، وجے راگھوگڈھ ضلع جبل پور (ایم پی)

الجواب

(۱) ایک مسلمان کو بھی بلا سبب گالی دینا جرم و گناہ ہے تو ایک عالم کو بلا وجہ گالی دینا اور زیادہ
ناجائز و گناہ ہوگا۔ قرآن عظیم میں ہے ﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْعِ مِنَ الْقَوْلِ﴾ (النساء ۱۴۸)
اس کو مولانا صاحب سے معافی مانگنا چاہئے اور وہ ایسا نہ کرے تو مولینا صاحب بھی وہی لفظ اس کو
دوہرا سکتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِلَّا مَنْ ظَلِمَ﴾
(۲) مردار جانور کے گوشت اور کھال کی بیچ ناجائز ہے، کسی کے ہاتھوں ہو یاں چمڑہ پکایا ہوا ہو کہ
اس کی نجاست اس سے نکل چکی ہو اور وہ سوکھ گیا ہو تو اس کو بیچ سکتے ہیں اور اس کا معاوضہ جائز ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی
۳ شعبان ۱۴۱۶ھ

(۱۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید کی بہن ہندہ نے ایک غیر مسلم کے ساتھ شادی کر لی مگر ہندہ کا بھائی زید برابر اس غیر مسلم
(بہنوئی) کے گھر آتا جاتا ہے، کھاتا پیتا ہے، اور وہ غیر مسلم بھی اس کے ہر معاملہ میں شریک رہتا ہے، اسی
بات کو لے کر جماعت میں اختلاف ہے۔ حتیٰ کہ مسجد میں ویران نظر آتی ہیں۔ دین کا نقصان ہو رہا ہے۔
ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اب زید کے ساتھ تعلقات آبادی کے مسلمانوں کا رکھنا کیسا ہے۔
زید کے گھر آنا جانا کھانا پینا شادی بیاہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث سے جواب مرحمت
فرمائیں۔
المستفتی، محمد شفیع صدر انجمن جیتری ضلع شہدول ایم۔ پی

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی زید فاسق و فاجر اور دیوث ہے۔ اہل اسلام ایسے شخص کا معاشرتی بائیکاٹ

Click For More

کرنے میں حق بجانب ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَإِنَّمَا يُنِيبِنَا الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۳/۵/۱۴۰۵ھ

(۱۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ واڑھی کتروانے والے کو امام بنانا حرام ہے تو کیا تصویر کشی کرانے والے، چین دار گھڑی پہننے والے، وعدہ کر کے مکر جانے والے، امانت میں خیانت کرنے والے، جھوٹ بولنے والے، مسلمان کو کافر کہنے والے، لوگوں کو دکھانے کو عبادت کرنے والے، فرقہ بندی پیدا کرنے والے، فتنہ کو ہوا دینے والے کو امام بنانا جائز ہے، اگر نہیں تو کیوں جواب عنایت فرمائیں۔ تاکہ گستاخوں کا منہ توڑ جواب ہو سکے نوازش ہوگی۔

المستفتی مولانا رضوی

الجواب

مسائل شرعیہ اللہ ورسول کا حکم جاننے اور اس پر عمل کرنے کے لیے پوچھے جاتے ہیں اور آپ نے کسی کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے سوالات کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح نیت اور عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ (۱) واڑھی حد شرع سے کم رکھنا حرام ہے

شامی اور در مختار میں ہے: ویحرم قطعها والسنة فیہ القبضہ۔

واڑھی میں سنت کی مقدار ایک مشت ہے۔ اور اس سے کم رکھنا حرام ہے اور ایسا گناہ ہے جسے چھپایا نہیں جاسکتا، تو یہ گناہ علی الاعلان ہوا، اور اس کا مرتکب فاسق معلن ہوا۔ اور اس کی امامت ضرور مکروہ تحریمی ہے۔

تو جو حنفی ہو ایسے امام کی اقتداء نہ کرے الا فیما استثنیٰ اور ایسے شخص کو امام مقرر نہ کیا جائے۔

(۲) جاندار کی تصویر بنانا اور بنوانا بھی حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے: لعن اللہ المصورین

تصویر بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی۔ تو جو شخص علی الاعلان یہ کام کرے، اس کا حکم

بھی وہی ہے جو نمبر اول کا ہے۔

(۳) علمائے اہل سنت گھڑی میں دھات کی چین کے استعمال کو ناجائز بتاتے ہیں تو جو ان احکام

کے پابند ہیں، ان کو ضرور ایسے اماموں کی اقتداء سے بچنا چاہئے اور طاقت ہو تو ایسے لوگوں کو امام نہ رکھنا چاہئے

(۴) وعدہ خلافی، امانت میں خیانت اور کذب بیانی ان تینوں امور کو حدیث شریف میں

Click For More

منافقوں کی علامت بتایا گیا ہے۔

آیة المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اوتمن خان (بخاری شریف)
تو جو شخص ان صفات خبیثہ کے ساتھ معروف و مشہور ہو بلاشبہ اس کی امامت کا حکم بھی وہی ہے جو

اوپر مذکور ہوا۔

(۵) مسلمان کو کافر کہنے میں تفصیل ہے۔ جو کسی سچے مسلمان کو بلا دلیل کافر کہے جیسے مولوی اسماعیل دہلوی نے بیک جنبش قلم تمام مسلمانوں کو مشرک کہا۔ اور تقویت الایمان لکھ کر جھگڑے فساد کی بنیاد ڈالی۔ جس کا خود انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس سے لوگوں میں جھگڑا ہوگا۔

دوسرا وہ کہ کوئی مسلمان ہو کر کفر کی بات کرے۔ اس کو کافر کہا جائے، دیوبندیوں کے چار مولویوں نے اپنی کتابوں میں اللہ و رسول کی توہین چھاپی تو علمائے حرین نے انہیں کافر کہا تو مسلمان ہی کو مشرک بنانے والا گروہ ضرور امامت کے لائق نہیں، اور اس کی گمراہیوں کا بتانا فتنہ و فساد نہیں۔ اور کفر بکنے والے کو کافر کہنا کوئی گناہ نہیں، اس سے ان کی امامت میں کوئی حرج نہیں ہے اور ایسے لوگوں کو فساد ہی بتانا خود ہی فتنہ و فساد ہے۔

(۶) ریاکاری ضرور گناہ کبیرہ ہے، بلکہ حدیثوں میں اس کو شرک خفی کہا ہے، لیکن اس کا ثبوت بہت مشکل ہے تو اس کا تعلق ہر آدمی کے اپنے قصد و ارادہ سے ہے جس کا پتہ دوسرے کو کیسے چلے گا تو حکم تو اس کا بھی فسق کا ہی ہے۔ لیکن کسی خاص آدمی کو ریاکار ثابت کرنا مشکل ہے۔ وقد قبی الکلام بعد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

(۱۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ کسی وجہ سے بھائی بہن میں جھگڑا ہو گیا، جھگڑے کے دوران میں گالی گلوچ بھی ہو گیا، بہن نے بھائی کو اور بھائی نے بہن کو گالی دی، گالی کے درمیان بھائی نے بہن کو کہہ دیا کہ اصل کی ہو تو آج سے میرے دروازے پر مت آنا، روتے روتے بہن اپنے گھر چلی گئی، نو یا دس ماہ بیت جانے پر بہن کے بڑے بھائی نے بہن کو اپنے گھر بلایا، بہن کو بڑے بھائی کے گھر چھوٹا بھائی دیکھا تو پھر بہن کو الٹی سیدھی باتیں بولنے لگا تو بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو کہا کہ یہ ٹھیک نہیں کر رہے ہو، جھگڑا قیامت تک کے لیے نہیں کیا جاتا ہے، ایسا کرنا بہت نراب ہے۔ دنیا میں سب لوگ غیر معصوم ہیں کوئی معصوم نہیں ہے۔ اس پر چھوٹا بڑے کو سخت دست کہا اور کہا کہ اس سے اپنا رابطہ قائم رکھئے گا اور آنا جانا کیجئے گا تو آپ کے ساتھ یکتائی بھائی بندی نہیں چلے گی تو بڑا بولا کہ چلانا یا نہ چلانا تم ہی جانتے ہو، چلانا یا مت چلانا یہ تمہارا کام ہے تم جانو

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہم نہیں جانتے ہیں۔

اب رہی بات یہ ہے کہ ایسا کرنا شرعی قانون میں روایا جائز ہے؟ ایسا کہنا شرعی قانون میں کیسا ہے؟ اس کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دینے کے لیے برائے مہربانی تکلیف اٹھائیں گے اور جواب میں حروف ذرا صاف صاف تحریر کریں گے، ہم کم پڑھے لکھے ہیں تاکہ آسانی سے پڑھ لیں۔
المستفتی: سیف اللہ مقام و پوسٹ منیچہ کھورا کلن ویاپترا ضلع بلایا یوپی

الجواب

گالی بکنا گناہ ہے تو جو مسلمان گالی بکے گنہگار اور فاسق ہے۔

حدیث شریف میں ہے: سباب المسلم فسوق۔ (مسند احمد: ۱/۴۳۹) مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے۔ اگر دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو گالی دیں تو دونوں کا گناہ اس پر ہے جو گالی کی ابتدا کرے۔ اور اگر دوسرا حد سے بڑھ گیا تو دوسرے پر بھی گناہ ہوگا، اس کی بھی حدیث ہے: المسان ما قالا فعلی البادی ما لم يتعد المظلوم۔ (مسند احمد: ۳/۶۸۴)
تو بھائی بہن کے جھگڑے میں گالی دینے اور اس کے جواب میں گالی دینے والے دونوں کا گناہ جس نے گالی کی ابتداء کی اس پر ہوگا۔ اب جواب دینے والا جواب کی حد سے بڑھا تو اس پر بھی گناہ ہوگا۔ اس کے بعد چھوٹے بھائی نے بہن کو جو اپنے گھر سے بھگا دیا تو یہ قطع رحمی ہوئی، اس کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا: لا یحل لمسلم ان ینہجر اخاه فوق ثلث فمّن حجر فوق ثلث فمات دخل النار۔ (بخاری: ۸/۲۳، ۲۵، ۶۵)

مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، اگر اسی حال میں مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔ اور بڑے بھائی نے بہن کو اپنے گھر بلا یا تو یہ اس نے صلہ رحمی کی جو اللہ ورسول کو بہت پسند ہے۔ اس پر چھوٹے بھائی نے جو بھائی چارگی ختم کرنے کی دھمکی دی یہ اس کی دوسری زیادتی اور برائی ہے، اس پر بڑے بھائی نے جو جواب دیا وہ بھی ایک معقول جواب ہے، کہ تم کیا کرتے ہو تم جانو ہم نہیں جانتے ہیں، اگر ہم نہیں جانتے کے بجائے یہ کہتا کہ ہم تو تمہیں نہیں چھوڑیں گے تو یہ اور بہتر تھا۔

حدیث شریف میں ہے: صل من قطعک و اعف عن ظلمک (الدر المنثور: ۳/۱۵۴)
جو تم سے رشتہ توڑے تم اس کو جوڑو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو۔

الحاصل اس پورے معاملہ میں چھوٹے بھائی کی زیادتی ہے، اس کو بڑے بھائی سے معافی مانگنی چاہئے۔ اور بہن کو بھی راضی کر کے اپنے گھر لانا چاہئے اور دونوں کو گالی گفتار سے پرہیز کرنا چاہئے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹوہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۷۱ھ
(۱۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
زید کا کہنا ہے کہ مدرسہ کی زندگی خنزیری کی طرح گذرتی ہے۔ ایسا کہنے والے پر از روئے شرع کیا
حکم صادر ہوتا ہے؟ عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: محمد صغیر احمد قادری مقام گلاب پوسٹ کٹیا سوتری نیپال

الجواب

ایسا کہنے والا بد زبان اور فحش گو ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹوہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۷۱ھ

(۱۷-۱۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک ہندو عورت بیوہ کسی مسلمان کے ماتحت رہتی تھی جس کی دو لڑکی ایک لڑکا ہیں۔ اب وہ
لڑکا بالغ ہو رہا ہے۔ اس کو ختنہ کرایا جائے یا نہ کرایا جائے۔ محلہ کے لوگ اس کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ لیکن بغیر
ختنہ لوگ تشویش میں ہیں یا پھر سے مسلمان کیا جائے۔

(۲) گذارش یہ ہے کہ ایک شخص گداگری کرتا ہے اور مسجد میں اذان دیتا ہے۔ تو کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱) اگر اسلام کو سمجھتا ہے اور قبول کرتا ہے تو اس کا ختنہ کراؤ۔

(۲) جس کا ذکر سوال میں ہے اگر وہ صاحب نصاب ہوتے ہوئے بھی گداگری کرتا ہے۔

اور خیرات و زکوٰۃ کھاتا ہے تو فاسق معین، اس کی اذان مکروہ ہوگی۔ موذن نہ رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۲ شعبان ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف

(۱۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے یہاں کے مولوی صاحب جن سنگھ کی طرف سے ممبری کی سیٹ سے اٹھ میں اٹھے تھے
اور جن سنگھ جیت بھی گیا۔ اور جن سنگھ کا دو تین جلوس بھی نکلا تھا، اس میں مولوی صاحب دونوں تینوں
جلوسوں میں بھی شامل تھے اور یہاں کے سب مسلمان ان کے اوپر ناراض بھی ہیں، اب آپ بتادیں کہ وہ
امامت کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اس کا ہم کو جلد از جلد جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب

جن سنگھ مسلم دشمن جماعت ہے۔ اس کی ممبری قبول کر کے بلاشبہ مسلمانوں کو ایذا پہنچانے

Click For More

والوں کی مدد کرنا ہے۔ جو بلاشبہ فسق و گناہ ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدة: ۲) اس لیے ان مولوی صاحب پر ہلکا سے ہلکا جو حکم دیا جاسکتا ہے وہ فسق کا ہے۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ اور ان کی امامت شرعا ممنوع۔ شامی میں ہے: ”ومشی فی شرح المعنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم“ (ج ۲/ ۲۵۵)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید جو خود کو عالم دین کہتا ہے، ایک جوان غیر محرم عورت سے بے پردہ ہو کر ملتا ہے، عورت بھی اس سے پردہ نہیں کرتی، عورت مسلمان اور پردہ نشین گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ زید سے عورت کا کوئی محرم کا رشتہ بھی نہیں ہے اور نہ زید اس سے قریبی رشتہ رکھتا ہے۔ زید پردہ میں ہو کر گھنٹوں اس کے یہاں اس کے ساتھ رہتا ہے، دونوں یکجا ہو کر بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔

کیا زید کا یہ فعل شرعی حیثیت سے درست اور جائز ہے؟ اور نہیں تو اس کے پیچھے نماز فرض ادا کی جاسکتی ہے، یعنی اسے نماز میں امام بنایا جاسکتا ہے، زید نماز کا بھی پابند نہیں، نیز اس شخص سے محفل میلاد شریف میں حضور ﷺ کا ذکر پاک یا تقریر کرائی جاسکتی ہے، جب کہ زید اپنے کو مسلمان اور عالم دین کہتا ہے، حضور پاک ﷺ کے حکم کے خلاف غیر محرم عورت سے ملتا ہے، اس سے بے پردہ بات چیت کرتا ہے، قرآن و حدیث اور شریعت کے روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ جو شکوک ہوں وہ دور ہو سکیں۔

محمد سہیل بٹلی غازی پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی اگر واقعہ زید بلا عذر شرعی کسی غیر محرم سے بے پردہ گزارا کرتا ہے تو اس کا یہ فعل فسق ہے اور علی الاعلان اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ زید اس حرکت سے توبہ کرے تو اس کی امامت صحیح ہوگی، لیکن سائل کو استفتاء سے قبل خود زید سے ہی اس معاملہ کی صفائی کر لینی چاہئے تھی کہ جب وہ عالم دین ہے تو کیوں ایسا کرتا ہے؟ اور اگر کوئی عذر صحیح زید بتاتا تو شکوک دور ہونے کی یہ حقیقی کوشش ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲۶-۲۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) اگر کوئی سنی امام بد مذہب یعنی دیوبندی یا غیر مقلد کے یہاں کھانا کھاتا ہے اور اس کو سلام
کرتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں تو جتنی
نمازیں پڑھیں وہ واجب الاعداء ہیں یا نہیں؟

(۲) داڑھی کے شرعی حدود سے کتب معتبرہ کی روشنی میں آگاہ فرمائیں۔

(۳) وقت اقامت مقتدی و امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہئے؟ اگر امام صاحب مسجد کے کسی حصہ
پر تشریف فرما ہوں اور تکبیر شروع ہونے کے وقت وہاں آجائیں تو اس صورت میں بیٹھ جانا چاہئے یا نہیں؟
(۴) ایسا امام جو سنیوں کے فروعی جملہ مسائل پر عمل کرتے ہیں، لیکن تکبیر کے وقت کھڑے رہتے
ہیں اور نام پاک ﷺ سن کر انگوٹھے نہیں چومتے، یا علمائے اہل سنت و جماعت کی تقریروں میں شریک نہیں
ہوتے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟
(۵) کوئی ایسا سنی مدرسہ جس میں بیرونی طلبہ کے خورد و نوش کا مدرسہ کفیل نہ ہو، زکوٰۃ و فطرہ دینا
جائز ہے کہ نہیں؟

(۶) ایسا شخص جو امام ہے اس کے پاس آٹا پینے کی چکی ہے اور وہ چھیس لیتا ہے۔ ہمارے علاقہ
میں آٹا پیسائی مثلاً بیس پیسے دھڑی ہے مگر مزدورنی کے ساتھ ہی ساتھ دھڑی پر آدھ پاؤ آٹا بھی لیا جاتا ہے
جس کو چھیس کے نام سے موسوم کرتے ہیں، امام صاحب بھی لیتے ہیں۔

کیا یہ چھیس کا آٹا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ایسے شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے
یا نہیں؟ مندرجہ بالا سوالوں کا جواب مدلل مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط
انجمن نعیمی اشرفی مدرسہ حنفیہ اہل سنت رستم نگر مراد آباد

الجواب

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم و ایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" گمراہوں کو اپنے
سے دور رکھو اور ان سے اپنے کو دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ پس امام
صاحب مذکور کے سوال میں ذکر کئے ہوئے معاملات اگر خلا ملا کی حد تک ہی ہیں اور ان کی شرعی ممانعت
کے مقرر ہیں تو وہ جملائے گناہ ہیں اور امام صاحب اگر ایسا علی الاعلان کرتے ہیں تو وہ فاسق ہوں گے او
ر بے توبہ ان کے پیچھے نماز بلاشبہ مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہوگی۔ "فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ

تقدیمہ کراہۃ تحریم" (شامی، ۲۵۵)

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) در مختار میں ہے: "السنة فيه القبضة ويحرم قطعها" (شامی: ۴۹۸/۹) واژہ منڈانا یا حد شرع سے کم کرنا حرام ہے۔ اور حد شرع ایک مشت لمبائی ہے۔

(۳) امام و مقتدی دونوں مسجد میں موجود ہوں تو کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ جب موذن حی علی الفلاح کہے تو اٹھے اور امام مصلیٰ پر موجود نہ ہو اور تکبیر شروع ہو چکی ہو تو جب امام آئے اس وقت کھڑے ہوں۔

عالمگیری میں ہے: "اذا دخل الرجل عند الاقامة يكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم اذا قال الموذن حي على الفلاح" (ج اول ۸۴)

اسی میں ہے: "اذا كان الامام خارج المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفا قام ذلك الصف" (عالمگیری: ۷۴/۱)

(۴) اگر امام کے عقیدے سب سنیوں کی طرح ہیں اور عمل بھی انہیں کی طرح تو صرف تکبیر کے وقت نہ بیٹھنے اذان میں انگوٹھے نہ چومنے یا تعزیہ داری میں شریک نہ ہونے سے اس کی امامت میں فرق نہیں آئے گا۔ لیکن ایسے لوگوں کو خوب چھان بین لینا چاہئے، ایسے لوگ اکثر تقیہ کئے پڑے رہتے ہیں اور جب اپنا اثر جمالیتے ہیں تو کچلی سے باہر ہو لیتے ہیں۔

(۵) زکوٰۃ کے مال سے رقم براہ راست مدرسین کی تنخواہ یا تعمیر وغیرہ میں صرف نہیں کی جاسکتی جس میں فقیر کو مالک نہ بنا دیا جاتا ہو۔ عالمگیری میں ہے:

"ولا يجوز ان يبنى للزكوة المسجد الى ان قال و كل مالا تمليك فيه" اسی سے آپ اس مدرسہ کا حکم بھی نکال سکتے ہیں۔

(۶) اس طرح آٹا پینا جائز نہیں۔ ہدایہ میں ہے: "قد نهى النبي ﷺ عن قفيز الطحان وهو ان يستاجر ثورا يطحن له حنطة بقفيز من دقبة" ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۹۰ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ موضع بھٹیا پوسٹ ایار تھانہ گھوسی میں ۲۲ رگھر مسلمان جوگی برادری کے رہتے ہیں۔ اسی گاؤں کے چند مسلمانوں کو اور آس پاس کے چماروں کو ملا کر یہاں کے، ذی اثر آدمی علاء الدین نے ایک جماعت منگل بنایا جس کا خود صدر بن گیا۔ اسی وقت سے مسلمانوں کے قبرستان کا جھگڑا شروع کیا۔ اور اپنے

میل کے لوگوں کو جمع کر کے غریب مسلمانوں کو مارا، ان کا گھر لوٹا، اور گاؤں برباد کر دیا۔ تب سے مسلمان گاؤں چھوڑ کر دوسری جگہ بھاگے، کئی باریہ جھگڑا کر آیا، الغرض وہ مسلسل ظلم تباہی مچائے ہوئے ہے جس کے نتیجہ میں تھانہ پولیس مقدمہ بازی کی لعنت میں بھی ہم گرفتار ہیں۔

ایسے ظالم انسان کے لیے جو اسلام کا بھی دعویٰ کرتا ہے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

سوال میں جو کچھ لکھا ہے اگر صحیح ہے تو وہ شخص سخت ظالم، موذی اور فاسق و فاجر ہے، عام مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کا سماجی بائیکاٹ کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۲)۔ واللہ

تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۰ ارشوال المکرم ۱۳۰۸ھ

(۲۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید نے ایک بھینس کے ساتھ بد فعلی کی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ از روئے شرع مطہرہ زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور بھینس کا گوشت اور اس کا دودھ حلال ہے یا حرام ہو گیا۔ اس کے بارے میں حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب اشرفیہ نے ایک فتویٰ صادر فرمایا ہے جس کی بنا پر قصبہ میں کافی حیران ہے۔ میں سوال اور موصوف کا فتویٰ نقل کر رہا ہوں۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں۔

زید نے ایک بھینس کے ساتھ زنا کیا کیا اس کا دودھ اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے؟

المستفتی محمد قمر الزماں پرانی بستی مبارکپور

جواب: حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”من اتى بهيمة فاقتلوه واقتلوهامعه رواه احمد و ابوداؤد و الترمذی عن ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ (سنن ابی داؤد: ب ۳۰) فتح الباری: ۵۵/۴

جو چوپائے کے ساتھ وطی کرے تو اسے بھی قتل کر دو اور چوپائے کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دو۔

در مختار میں ہے: ”ولا یحد بوطی بهیمة بل یغزرو تلبیح ثم یحرق ویکره الانتفاع بها حیاً ومیتاً۔

خس جانور کے ساتھ وطی کی جائے اسے ذبح کر دیا جائے، پھر جلا دیا جائے، اسے زندہ رکھ کر

یا ذبح کے بعد اس سے کوئی نفع حاصل کرنا مکروہ ہے۔ اس لیے اس بھینس کا نہ دودھ پیا جائے، نہ ذبح

کر کے اس کا گوشت کھایا جائے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دودھ کسی غیر مسلم کے ہاتھ بیچ دیا جائے، اسی طرح

بھینس کو بھی، مگر ایسے غیر مسلم کے ہاتھ بیچا جائے جو دودھ مسلمانوں کے ہاتھ نہ بیچتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد ارشاد اسکتبہ محمد شریف الحق امجدی خادم الاقواء الجامعۃ الاشرافیہ مبارکپور ۲۲ رذوالحجہ ۱۴۰۸ھ
اس فتویٰ کے بعد عام طور پر لوگ پوچھ رہے ہیں کہ بھینس جو قطعاً عقل و شعور نہیں رکھتی، اسی لیے
مکلف بھی نہیں اس کے لیے اتنا سخت حکم کہ اس کو ذبح کر دیا جائے پھر جلادیا جائے، اور وہ بد بخت جو عقل
و شعور کا مالک ہوتے ہوئے اس فعل قبیح کا مرتکب ہو، اس کے لیے قتل کرنے کے بجائے تعزیر کا مفتیانہ حکم
کس بنا پر ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ فتویٰ دیکھنے کے بعد میرے ذہن میں بھی فطری طور پر یہ سوال پھرا کہ قتل والی
حدیث میں بد فعلی کرنے والے اور بہیمہ دونوں کے لیے یکساں قتل کا حکم ہے۔ لیکن، درمختار میں ہے: ”ولا یبحد

بوطی بہیمۃ بل یعزرو تذبیح ثم یحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیاً ومیتاً“

اگر مذکورہ بالا حدیث صحیح و لائق احتجاج ہے تو پھر دونوں ہی کے لیے قتل کا حکم ہونا چاہئے۔ درمختار
میں دونوں میں تفریق کیوں کی گئی؟ اس تضاد کی بنا پر میں نے اپنی بساط بھر چھان بین کی۔ اور اس نتیجہ پر
پہنچا کہ قتل والی حدیث قطعاً درجہ حجت تک نہیں پہنچتی۔ اس ضعیف حدیث سے قتل و احراق جیسے سخت احکام
ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ اس حدیث کی تضعیف بلند پایہ محدثین و بالغ نظر شارحین کے علاوہ امام ابن ہمام
نے بھی کی ہے۔ ذیل میں چند حوالے پیش کر رہا ہوں۔

قتل والی حدیث کے بارے میں ابوداؤد نے فرمایا: ”لیس هذا بصحیح“
عون المعبود شرح ابی داؤد۔ جلد ۴ ص ۲۷۱ میں ہے:

”واکثر الفقہاء کما حکاہ الخطابی علی عدم العمل بہذا الحدیث ولا تقتل البہیمۃ
ولامن وقع علیہما قال الترمذی هذا اصح من الحدیث الاول والعمل علی هذا عند اهل
العلم انتہی اما حدیث عن ابن عباس عن رسول اللہ ﷺ قال من اتی بہیمۃ فاقتلوه واقتلوها
معہ۔ ففی اسناد هذا الحدیث کلام رواہ احمد واصحاب السنن من حدیث عمرو ابن
وعن عکرمۃ عن ابن عباس وقال البخاری عمرو صدوق ولكنه روى عن عکرمۃ منا کبر
وقال ایضاً یروی عمرو عن عکرمۃ فی قصۃ البہیمۃ فلا درى سمع ام لا۔“

امام بخاری امام ترمذی ابوداؤد جیسے جلیل القدر ائمہ کی تضعیف کے بعد اس حدیث کے ضعف
میں کون شبہ کر سکتا ہے؟ فقہائے احناف کے نزدیک بھی یہ حدیث لائق استدلال نہیں ہے۔ چنانچہ مفتی
شریف الحق صاحب نے فتاویٰ امجدیہ کی کتاب الحدود ص ۲۲۵ میں تحریر فرمایا ہے کہ (قتل والی حدیث) اس
کے راویوں کی امام ابن ہمام نے تضعیف کی اس لیے ہمارے فقہائے احناف نے قتل کا حکم نہیں دیا۔
مجھے سخت حیرت ہے کہ اس حدیث کے ضعف کی بنا پر بد فعلی کرنے والے پر قتل کا حکم صادر نہیں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا جاتا تو پھر صاحب درمختار نے بہیمہ کے قتل و احراق کا حکم کس بنا پر دیا، جب کہ ابن عباس سے مروی اصح حدیث میں بہیمہ کے بارے میں کوئی حکم ہی نہیں ہے۔ ایک سوال اور بھی ذہن میں کھٹکتا ہے کہ اگر ایسے جانور سے انتفاع محض مکروہ ہے تو جانور کے قتل و احراق کی صورت میں کیا اضاعت مال نہیں ہے؟ صاحب ہدایہ ذبح کرنے اور جلانے کو ضروری قرار نہیں دیتے، کتاب الحدود ص ۴۹۵ میں ہے۔

”من وطئ بہیمۃ فلاحد علیہ والذی یروی انہ تذبح البہیمۃ وتحرق وذلک لقطع الحدت بہ ولیس بواجب۔“

اس فتویٰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بد فعلی کے بعد بہیمہ کا گوشت اور دودھ حرام نہیں، کیونکہ ذبح اور احراق کا حکم محض اس بنا پر ہے کہ اس کے باقی رہنے کی صورت میں اس کا چرچا رہے گا، یہاں پر بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ چرچا روکنے کے لیے جلانے کی کیا ضرورت، بلکہ اس سے تو اور زیادہ تشہیر ہو جائے گی۔

آپ کی فقہی بصیرت اور قرآن و حدیث کی وسیع معلومات سے امید ہے کہ آپ مسئلہ کی پورے طور پر وضاحت فرما کر مجھے اور اہل قصبہ کو مطمئن فرمائیں گے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈال لیجئے کہ مفتی صاحب نے بھینس کو غیر مسلم کے ہاتھ بیچنے کی ترکیب بتائی ہے تو کیا اس سے انتفاع کی یہ بھی ایک شکل نہیں ہے؟

عبد القادر مصباحی پرانی بستی
۲۷/ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

الجواب

فتویٰ میں ذکر کی ہوئی حدیث کی سندی حیثیت کے بارے میں آپ نے جو تنقید کی ہے اس سے زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ صاحب فتح القدر امام ابن ہمام نے شرح ہدایہ جلد پنجم ص ۴۵ میں تحریر کیا ہے اور حدیث کو غیر معمول بہ بتایا ہے۔

صاحب عنایہ اکمل الدین فرماتے ہیں: ”وما روی ان النبی ﷺ قال من اتی بہیمۃ فاقتلوه شاذلا یعمل بہ۔ حوالہ مذکورہ بالا“

رہ گیا جانور کے بارے میں قتل کر کے جلانے والی بات تو اس کا قول جن لوگوں نے کیا اس کی اصل دوسری روایت ہے۔

بدائع الصنائع امام ملک العلماء میں ہے: ”روی محمد عن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ لم یحد واطی البہیمۃ وامر بالبہیمۃ حتی احرقہ، بالنار۔“ (بدائع ج ۷ ص ۷۳۴)

عنایہ میں ہے: ”وما روی عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ اتی برجل

(فتح القدر ج ۵ ص ۲۵)

اتی بهیمة فامر بالبهیمة فذبحت واحرقت بالنار“

ایسا ہی کفایہ علامہ خوارزمی میں ہے، لیکن صاحب ہدایہ امام مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اصحاب ترجیح میں سے ہیں فرماتے ہیں:

ذبح بہیمہ اور احراق کا قول وجوبی نہیں استحبابی ہے۔ یعنی ایسا کرو تو اچھا ہے اور نہ کرو تو کوئی حرج بھی نہیں۔ البتہ ہم آپ کی اس تنقید سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ جانور کیلئے اتنا سخت حکم اور مرکب کے لیے اتنا ہلکا حکم۔ اس کا حق آپ کو تب ہوتا جب جانور کو سزا کے طور پر قتل کیا جاتا حالانکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔ خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی جو وجہ مروی ہے وہ یہ ہے:

”ما اراه قال ذك، الا لانه کره ان يوكل لحمها او ينتفع بها وقد عمل بها ما عمل“

اور شارح ہدایہ نے اس کی وجہ بتائی کہ جب تک وہ جانور رہے گا لوگ اس کے فاعل کو عار دلائیں گے۔ اس لیے اس کو ختم کر دینا ہی اچھا ہے، پس جانور کو ان وجوہ کی بنا پر قتل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے نہ کہ جرم زنا کی بنیاد پر تو ان دونوں میں موازنہ بے موقع ہے۔

آپ کی دیگر غلط فہمیوں کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلہ کو مذکورہ بالا فتویٰ میں اس کی پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھا گیا ہے، اس لیے ہم متعلقہ کتابوں کی پوری عبارت تحریر کرتے ہیں۔

”وهذا اذا كانت مما لا يوكل تذبح ويتحرق وان كانت مما توكل تذبح وتوكل

عند ابي حنيفة وقال تحرق۔ هذا ايضا ان كانت البهیمة للفاعل وان كانت لغيره يطالب

(شرح کنز الحقائق للعینی جلد ۴ ص ۲۲۶)

صاحبها ان يدفع اليه بقيمتها ثم تذبح“

کفایہ میں ہے:

”روی عن ابن ابي طالب انه اتى برجل اتى بهیمة فذبحت واحرقت بالنار وهذا

ليس بواجب عندنا وان كانت الدابة مما لا يوكل تذبح ثم تحرق وضمن الفاعل قيمة الدابة

ان كانت لغيره لانها قتلت لاجله وان كانت مما يوكل تذبح فتوكل عند ابي حنيفة رحمة

الله تعالى عليه ولا تحرق بالنار“

صاحب رد المحتار علامہ شامی فرماتے ہیں:

”ای قولهم يطالب صاحبها ان يدفع الى الواطی ليس على طريق الحبر وعبارة النهر

انه يطالب على وجه المندوب ولذا قال في الخانية كان لصاحبها ان يدفع اليه بالقيمة

(شامی جلد ۳ ص ۱۰۰)

وعبارة البحر لا يجبر على دفعها“۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ اولاً اس جانور کا ذبح کرنا اور جلانا ضروری نہیں، اگر ذبح کیا اور وہ حلال جانور ہے تو اس کو کھایا جائے جلا یا نہ جائے۔ پھر یہ استحباً حکم بھی اس صورت میں ہے کہ جانور اس آدمی کا ہے جس نے بد فعلی کی اور کسی دوسرے کا ہے تو اس سے درخواست کی جائے گی کہ پوری قیمت لے کر اس واطی کو یہ جانور دے دے۔ اگر وہ دے دیتا ہے تو اچھا۔ اس کو اسی تفصیل کے ساتھ ذبح کیا جائے۔ اگر نہ دے تو اس پر کوئی جبر نہیں۔ اور جو حکم تھا وہ سب موقوف اور معطل، ہمیں افسوس ہے کہ مذکورہ فتویٰ میں در مختار کی مذکورہ عبارت کے بعد ہی ہماری خط کشیدہ عبارت تھی۔ وہ اگر نقل کر دی گئی ہوتی تو مسئلہ کی نوعیت واضح ہو جاتی۔ اور اتنے شبہات نہ جنم لیتے۔

ہمارے قول کی تائید امام اہل سنت مجددین و ملت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک فتویٰ سے ہوتی ہے جو فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب الحدود میں ہے۔ وہ جانور ذبح کر کے فنا کر دیا جائے۔ گوشت، کھال جلا دیں پالانہ جائے۔

در مختار۔ ردالمحتار میں ہے: "هذا اذا كانت ممالا یوکل فان كانت توکل جازا کلھا

عندہ وقال تحرق ایضا زیلعی و نہر۔"

دیکھئے دونوں ہی حکم لکھ دیئے کہ جس کا جی چاہے اس پر عمل کرے اور جس کا جی چاہے اس کو کھائے۔ اصل مسئلہ کی وضاحت کے بعد ضرورت نہ تھی کہ آپ کے ایک اور شبہ کا ذکر کیا جائے لیکن چونکہ اس کا تعلق ائمہ فقہ کی ذات سے ہے، اس لیے دو لفظ اس کے بارے میں بھی عرض کرتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں چہ چاروکنے کے لیے جلانے میں اور زیادہ تشبیر ہے اور یہ طریقہ عار دلانے والا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ جانور جب تک رہتا اس کا زیادہ شہرہ ہوتا، یا جب زانی سامنے پڑتا اور اس صورت میں کہ وہ جانور اسی کا ہو، یا اس کی قیمت ادا کر کے زانی نے اس کو خرید لیا ہو تو وہ جانور بھی وہیں ہوتا، اب خواہ مخواہ دیکھ کر لوگ مسکراتے، آنکھ مارتے، اور تکلیف کافی دنوں تک ہو سکتی تھی۔ اور وقتی شہرت دور تک ہو جائے، مگر دور رہنے والوں سے کون اس کام سے اس زانی کے پاس آئے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ ہم نے روایتیں نقل کیں، حضرت فاروق و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے وقت میں جلایا جس کے تحت قطع تحدت کا مقصد حاصل زیادتی تشبیر والی قباحت نہ پائی گئی۔ اس وقت کا ماحول ایسا ہی تھا، آج کل واقعہ یہ بات تعجب انگیز اور شرمناک ہوگی اور تشبیر کا باعث ہوگی تو آج دوسرے طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً ذبح کر کے دفن کرادیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے لفظ فنا کر دیا جائے سے واضح

ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ یکم محرم ۱۴۰۸ھ

Click For More

(۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید پر بحساب سوال شرعی فتویٰ ہے کہ زید سے تعلقات منقطع کئے جائیں۔ بکر جو زید کے دوستوں کے گھر میلاد پڑھنے گیا، بتایا جائے کہ بکر کی امامت درست ہے یا نہیں؟ حامد کا کہنا ہے کہ بکر کی امامت عندالشرع درست نہیں۔ اگر بکر جمعہ کی نماز پڑھا دے گا۔ تو پھر مسجد میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ جملہ مذکورہ ”مسجد میں کچھ بھی ہو سکتا ہے“ ایسا جملہ ہے جو قتل و خونریزی ہی پر مبنی ہے۔ چونکہ آج سے دو سال پہلے بھی حامد نے بروز جمعہ الوداع مسجد میں مازکرایا اور خود پہلے سے جوتا سنبھالے ہوئے مسجد سے نکل پڑا۔ صرف حامد نے ہی نہیں کہا بلکہ بروز جمعہ حامد اپنے بڑے بڑے سورا لشکر و سپاہ کو جمعہ پڑھنے کے لیے ساتھ لایا، اگر حامد مسجد میں مار کرانے کے خیال سے نہیں لایا تھا تو پھر آج حامد برسوں سے اس جگہ پر رہ رہا ہے۔

بہت پہلے ہی جنگجو سوراؤں لونا کی بنا دیا ہوتا۔ درحقیقت وہ خود ہی نمازی نہیں ہے، صرف جمعہ کو نماز جمعہ کے لیے مسجد آیا کرتا ہے، بقیہ دنوں میں مسجد کا رخ بھی نہیں کرتا۔

دریافت سبب امر یہ ہے کہ حامد خود کو مفتی کہتا ہے، اگر صحیح مفتی ہوتا خانہ خدا میں لڑائی کرانے کے لیے جنگی سوراؤں کو نہیں بھیجتا۔ اب شرعی نقطہ نظر سے آپ بتائیے کہ حامد مفتی ہے یا متفتی ہے؟ حامد کا قول مذکور مسجد میں کچھ بھی ہو سکتا ہے یہ کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور حامد پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) قبرستان کی زمین میں نالی بہانے والوں کے یہاں مفتی صاحب کا کھانا پینا ان سے تمامی امور تعلقات و معاملات میں ربط و ضبط، ان سے سلام علیک، ان کے یہاں میلاد پڑھنا شرعی نقطہ نگاہ سے کیا ہے؟ جب کہ زید خود بھی مفتی ہے اور دارالعلوم اشرفیہ سے فتویٰ بھی منگوا یا ہے کہ نالی کا رخ فوری طور پر موڑ لیا جائے، ورنہ ان سے قطع تعلق کیا جائے۔ واضح طور پر بتایا جائے کہ زید کی امامت عندالشرع درست ہے یا نہیں؟

(۳) ایک ہی دفعہ کے دو مجرموں کے ساتھ (جب کہ دونوں سے شریعت نے قطع تعلق کا حکم دیا ہے) الگ الگ برتاؤ کرنا یعنی ایک کے ساتھ قطع تعلق اور ایک کے ساتھ حسن سلوک یہ شریعت ہے یا طبیعت ہے، اگر شریعت ہے جب تو کچھ نہیں دگر نہ طبیعت کی صورت میں ایک مفتی کے لیے شریعت کے مسائل کو پس پشت ڈال کر طبیعت پہ چلنا اور طبعی امور کی اجاب از روئے شرع کیا ہے اور حضرت مفتی صاحب پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) ایسے ناظم و انتظامیہ کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے، جنہوں نے اپنے دور نظامت میں اجمالی طور پر بھی مدرسے کی آمد و خرچ کا حساب اشتہار طبع کرا کے عوام تک نہ پہنچایا ہو۔ جب کہ مدرسے کا

سارا کام اشتہار و رسید کلینڈر وغیرہ کے ذریعہ ہو رہا ہے، کیا شریعت ایسے ہی ناظم و انتظامیہ کے تحت مدرسہ چلانے کا حکم دیتی ہے، یا ان کی جگہ پر دوسرے کو متعین کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ حسب سوالات ہی جواب دیئے جائیں اور یہ واضح کر دیا جائے کہ ایسے ناظم کی امامت درست ہے یا نہیں؟ فقط
محمد طاہر حسین اورنگ آباد (بہار)

الجواب

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم کرے، فتویٰ پوچھنے سے ان کی غرض فتویٰ پر عمل کرنا نہیں ہوتی بلکہ جھگڑا اور فساد بڑھانا اور مخالف کو زک پہچانی ہوتی ہے۔

ہم نے سوال کی عبارت سے جو سمجھا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ دوزید ہیں۔ ایک کا سائل نے نمبر ایک میں ذکر کیا ہے۔ اور دوسرے کا نمبر ۲ میں ذکر کیا ہے۔ پہلے زید کے خلاف بائیکاٹ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دوسرے زید اور اس کے ساتھ دوسروں کو بھی یہ حکم ہے کہ اپنی نالی کا رخ قبرستان سے موڑ لیں۔ ورنہ ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔ اتفاق سے یہ دوسرا زید مفتی اور مولوی ہے۔ امام بھی ہے، صورت حال یہ ہے کہ نہ تو پہلے زید نے حکم شرع پر عمل کیا، نہ ان دوسروں نے، اس لیے دونوں ہی بائیکاٹ کے سزاوار ہوئے۔ بکرنے جو ایک مسجد کا امام ہے۔ پہلے زید کے دوستوں کے یہاں میلاد پڑھنے گیا۔ اس پر حامد نام کا کوئی شخص بر اہیختہ ہے۔ کہ اگر بکرنے جمعہ پڑھا دیا تو مسجد میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ حامد خود پنجوقتہ نماز کا تارک ہے۔ ادھر قبرستان میں نالی نکالنے والے دوسرے فریق کے یہاں دوسرے زید وغیرہ کا کھانا اور میلاد خوانی سب چالو ہے۔ اس لیے سائل بجائے دارالعلوم اشرفیہ کے دارالعلوم شمس العلوم سے یہ فتویٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ زید نمبر ۲ جو غالباً مفتی اور امام ہیں ان کی امامت بھی ناجائز و حرام قرار دی جائے۔ جس کا مطلب یہ سمجھ میں آرہا ہے سائل کو اصلاح حال سے غرض نہیں۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ زید نمبر اول کے دوستوں کے یہاں خلا ملار کھنے والے بکر کی بھی اصلاح ہونی چاہئے۔ اس کو تو صرف زید نمبر ۲ اور اس کے ساتھیوں کو گردن زدنی قرار دینے سے دلچسپی ہے۔ اور اس گروپ کے خلاف ہماری ہم نوائی چاہتے ہیں۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

شرح کے احکام کے خلاف جو عمل کرے اور اس کو اس پر اصرار ہو وہ فاسق معین ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور وہ نہ مانے تو اس کا بائیکاٹ کرنا چاہئے، چاہے زید نمبر (۱) اور اس کی پارٹی ہو، چاہے زید نمبر (۲) اور اس کا گروہ ہو۔ جو پنجوقتہ نماز نہ پڑھے۔ جو مسجد میں فساد کرنا چاہے وہ بھی سخت مجرم ہے۔

Click For More

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱]

اور حدیث شریف میں ہے: ”من ترك الصلوة متعمدا فقد كفر“

اور جو دینی ادارے میں خرد برد کرے وہ بھی فاسق ہے۔ اور اس کو اس کے عہدہ سے ہٹانا چاہئے۔

در مختار میں ہے: ”وینزعہ وجوبا ولو الواقف غیر مامون“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

(۳۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید اپنی بیوی کو لینے سسرال گیا اور وہاں کسی مسئلہ پر آپس میں تو تو میں تک ہو گئی اور اس دوران

گفتگو میں زید کی بیوی نے اپنے شوہر کو لفظ کافر کہہ کر مخاطب کیا، آیا اب اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے

یا نہیں؟ اور اس لفظ کو کہے ہوئے تقریباً ۴ ماہ گزر گئے ہیں۔ اگر اس کے نکاح میں نہیں رہی تو اس کی عدت

اور مہر کا کیا حکم؟ از روئے شرع جواب تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی مختار احمد نوادہ

الجواب

لڑائی جھگڑے میں کافر کا لفظ بطور گالی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب مخاطب پر حکم کفر لگانا

نہیں ہوتا۔ اگر زید کی بیوی نے بھی یہ لفظ گالی کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اور ظاہر یہی ہے تو اس پر کفر نہیں

ہوگا۔ اور نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۳ رزوالقعدہ ۱۴۱۳ھ

خواب کا بیان

(۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کسی امام نے موذن کو بغیر کسی ثبوت کے کہا کہ میں خواب میں موذن صاحب کو دیکھتا ہوں کہ وہ

مجھ پر کالی گھاٹ یعنی مرگھٹ (ہندوؤں کے جلانے کی جگہ) سے جادو کرتے ہیں اور میں جب مصلائے

امامت پر چڑھتا ہوں تو حالت نماز میں بھی مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ موذن صاحب مجھ پر جادو کر رہے

ہیں، اور مجھے نماز میں پریشان کیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے میں بیمار بھی پڑتا ہوں۔

لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور موصوف امام کی اقتدا

میں نماز پڑھنا از روئے شرع روا ہے یا نہیں؟

مزید الزام کے ثبوت نہ ملنے پر امام پر کیا حکم شرع عائد ہوتا ہے؟ از روئے شرع جواب عنایت

المستفتی: حافظ محمد یس اختر رضوی نمبر ۳۱۶ رمینٹ مشن روڈ خضر پور کولکاتا
فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب

جس طرح بیداری میں آدمی کے دل و دماغ میں اچھے اور برے دونوں ہی قسم کے خیالات آتے ہیں، اسی طرح سونے میں بھی آدمی کی سوچنے کی قوتیں کام کرتی رہتی ہیں۔ اور اچھے اور برے دونوں ہی قسم کے خواب نظر آتے ہیں۔ پھر جس طرح بیداری میں اچھی طبیعتیں اچھے خیالات پر عمل کرتی ہیں۔ اور برے خیالات سے توبہ و استغفار و برأت ظاہر کرتی ہیں۔ اسی طرح بری طبائع بھی اچھے خیال سے اعراض کرتی ہیں۔ اور برے خیالات کو قبل عمل جان کر اس پر فخر کرتی ہیں اور عمل پیرا ہوتی ہیں۔ بالکل یہی حال خواب کا بھی ہے، کہ وہ ٹھیک بیداری کا پر تو ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

دن کو اس نے جو کیا تھا اور دنداں میں خلال رات کو خواب میں دیکھا کہ گھر میں تنکا ہے
اس مشہور مثل سے بھی اچھے اور برے خواب ہونے پر روشنی پڑتی ہے، بلی کو خواب میں بھی
چھچھوند نظر آتی ہے۔ خیال ہو یا خواب اور اچھا ہو یا برا۔ ہر صورت میں خیال سوچنے اور خواب دیکھنے
والے کو کیا کرنا چاہئے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل احادیث کریمہ میں ہے:

(۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست به صدرها ما لم تعمل به او تکلم۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے امتی کے برے خیالات کو معاف فرماتا ہے۔ جب تک کہ وہ اس پر عمل نہ کرے یا اس کا اظہار نہ کرے۔

(۲) عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ الرویا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان۔ اذ رأی أحدکم ما یحب لایحدث بہا احدا الا من یحب و اذا رأی ما یکرہ فلیتعود باللہ من شرہا ومن شر الشیطان ولیتفل ثلاثا ولم یحدث لہا احدا فانہا

لا یضر۔ [بخاری: ۵۴۱۹]

حضرت قتادہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ تو جو پسندیدہ خواب دیکھے تو اپنے دوست کے سوا کسی کو نہ بتائے، اور برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس خواب کے نقصان اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے اور تین بار تھکائے اور خواب کا ذکر کسی سے نہ کرے تو خواب کے شر سے محفوظ رہے گا۔

Click For More

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود خواب دیکھنے والا اچھے خواب کی پیروی کرے اور برا خواب دیکھنے والا اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے، اور اس خواب کو شیطانی و سوسہ مانے۔

خواب دیکھ کر دوسرے پر الزام قائم کیا جاسکتا ہے یا نہیں یا اس کے خلاف حجت پکڑی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں احکام شرع ملاحظہ ہوں۔ عقائد و کلام کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے:

والالہام لیس من اسباب المعرفة بصحة الشی عند اهل الحق و ان الالہام لیس سببا یحصل بہ العلم لعامة الخلق و یصلح للالزام علی الغیر۔ (شرح عقائد نسفی: ۲۲)

اہل حق کے نزدیک الہام سے کسی بات کی صحت ثابت ہوتی ہے نہ اس سے کسی دوسرے پر الزام قائم کیا جاسکتا ہے۔

حضرت سید ابوالحسن احمد نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب سراج العوارف صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں: سالک کو کوئی چیز خواب میں کوئی واقعہ یا مراقبہ میں بطور کشف حاصل ہو، اس کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر جانچے، اگر موافق پائے تو اس پر یقین لائے ورنہ اس سے باز رہے۔ اس کی جانب توجہ نہ کرے، اسے خواب و خیال اور شیطانی و سوسہ جانے۔

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ خواب و خیال اور کشف و الہام شرع کے موافق نہ ہو تو شیطانی و سوسہ ہے۔ اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۱۱۵ میں فرماتے ہیں:

اور خواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔

پس بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئلہ میں امام صاحب کا خواب میں دیکھ لینا، یا نماز میں سوچ لینا کہ موزن مجھ پر جادو کر رہا ہے، ہرگز قابل سماعت نہیں، اور امام صاحب اگر خواب و خیال کی ہی باتوں سے موزن پر الزام رکھتے ہیں تو ضرور ظلم و گناہ کے مرتکب ہوئے۔ انہیں اپنے اس و سوسہ شیطانی سے توبہ استغفار کرنی چاہئے اور موزن سے معافی مانگنی چاہئے۔

اور اگر اس معافی تلافی کے بعد بھی موزن صاحب ہر کس و ناکس سے امام صاحب کی غیبت کرتے ہیں اور انہیں امامت سے علیحدہ کرانے کی جدوجہد جاری رکھیں تو اب یہی فتویٰ لوٹ کر موزن کے خلاف جاری ہوگا، کیونکہ اسلام میں کسی کی غیبت کرنا حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق اور فاسق کی اذان کا شرعاً اعتبار نہیں، وہ اذان دے تو اذان لوٹائی جائے، پھر انہیں بھی موزنی سے ہٹنا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۵/۵/۱۴۲۳ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نامی ایک شخص نے ایک رات یہ خواب دیکھا کہ اس کی موت ہو چکی ہے اور لوگ اس کے جنازے کو غسل دے کر قبرستان کی طرف لے جا رہے ہیں اور ایک متعینہ جگہ پر نماز جنازہ پڑھی گئی، بعدہ زید کو لوگ قبر میں دفن کر کے واپس ہو گئے۔

زید کا کہنا ہے کہ ان جملہ امور کو میں جانتا تھا اور یہ بھی کہتا ہے کہ جب لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس ہو گئے تو میں اکیلا اپنی قبر میں تھا کہ اچانک منکر و نکیر نمودار ہوئے اور ان کی بغل میں حضور نبی ﷺ بھی جلوہ افروز تھے۔ فرشتے نے ہم سے تین سوالات پوچھے لیکن میں نے دو سوالوں کا جواب دیا اور ایک سوال نہیں بتا سکا، اس پر فرشتے نے ہمارے سر پر ایک درہ مارا جس سے ہمارا سر ریزہ ریزہ ہو گیا اور میں زمین کی گہرائی میں چلا گیا۔ پھر میں صحیح و سالم ہوا، لیکن فرشتے نے پھر مارا اور میں پھر زمین میں دھنس گیا، پھر میں صحیح و سالم ہوا۔ اچانک ایک غیبی آواز آئی کہ اس کو چھوڑ دو یہ میرا نیک بندہ ہے۔ اس نے دو سوالوں کا جواب دیا ہے، صرف ایک سوال کا جواب نہیں دیا ہے۔ اس کو ایسی جگہ رکھو جہاں نہ جہنم کی تپش ہو اور نہ جنت کی خوشگوار ہوا ہو۔

اس وقت میں نور و تجلی سے مشرف ہو رہا تھا، فرشتے مجھے لے جانے لگے تو زید کا کہنا یہ ہے کہ میں نے فرشتوں سے عرض کیا کہ کم از کم جنت کی زیارت کر دو۔ اس پر فرشتے سوئے جنت لے جانے لگے جب فرشتے جنت کے پاس لے آئے تو میں جنت کی زیارت دروازہ سے کرنے لگا میں نے اندر جانے کا اصرار کیا کہ مجھے اندر جانے کی اجازت دو میں واپس آ جاؤں گا، جب میں جنت کے اندر گیا تو میرے سر پر عمامہ تھا، لیکن میں نے جنت کی سیر کرنے کے بعد عمامہ جنت ہی میں چھوڑ دیا اور میں باہر چلا آیا، جب میں باہر آیا تو میں نے تعجب سے فرشتے سے عرض کیا کہ عمامہ تو جنت ہی میں چھٹ گیا ہے۔ اس لیے مجھے جانے دو، فرشتے نے پھر اجازت دے دی، اور پھر میں جنت کی سیر کرنے لگا، جب کچھ تاخیر ہوئی تو فرشتے نے کہا: اب نکلو، جنت سے باہر آ جاؤ۔ تو میں نے کہا کہ اب میں باہر نہیں جاؤں گا، کیونکہ جو جنت میں چلا جاتا ہے وہ پھر باہر نہیں آتا، اسی میں منہمک تھا کہ میرے والد نے مجھے آواز دی اور میں بیدار ہو گیا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ اس خواب کو میں کسی کے سامنے بیان کروں یا نہ کروں، مشغور ہوں گا۔! مستفتی: محمد جمال الدین رضوی مقام مہراج محل صاحب گنج بہار

الجواب

آپ کا یہ خواب بخاری شریف کے خلاف ہے، اس میں تصریح ہے کہ ایک سوال کا جواب نہ

دینے والا جہنم میں جائے گا۔ پس یہ خواب شیطانی اثر ہے۔ جس کو اغضاث احلام کہا جاتا ہے، نہ اس پر یقین رکھنا چاہئے نہ اس کو کسی سے بیان کرنا چاہئے۔ اس میں اگر کچھ باتیں صحیح ہوں تو شیطان کا ہی کام ہے کہ سچ میں جھوٹ ملا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منوہ ۲۰/۲۰۰۰/۲۰۰۰ قعدہ ۱۷ھ

قیام و سلام کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ چند روز قبل ایک شخص مسجد میں نماز فجر کے وقت آیا، ہم لوگ حسب دستور سلام پڑھ رہے تھے، اس نے اعتراض کیا، سلام پڑھنا کہاں سے ثابت ہے، ہم نے کہا سنت ہے، کہا سنت کسے کہتے ہیں؟ ہم نے کہا جو کام حضور ﷺ نے کیا اور کرنے کا حکم دیا ہو، پھر اس نے کہا میں حج کرنے گیا تھا، وہاں پر میں نے حرم شریف میں یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کہیں سلام پڑھتے نہیں دیکھا اور سنت ہوتا تو وہ لوگ ضرور پڑھتے، کیونکہ وہ لوگ حضور کی ایک ایک سنت کو تلاش کر کے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ زیادہ معلومات اس سلسلے میں نہیں رکھتا، خاموش ہو گیا، اب حضور سے دست بستہ عرض ہے کہ اس کا جواب مفصل طور پر ملے، وضاحت قرآن و حدیث کی روشنی میں سلام و قیام کے بارے میں لکھنے کی زحمت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی ابو ظہیر احمد

الجواب

حضور ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھنا قرآن عظیم سے ثابت، بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

اے ایمان والو! رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھو۔

اور وہ کم بخت گمراہ جھوٹا ہے کہ حرمین میں رسول اللہ ﷺ پر سلام نہیں پڑھا جاتا، مسجد نبوی میں پانچوں نمازوں کے بعد حاجی جوق در جوق کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر حضور ﷺ کے سرہانے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں، میں بھی حج کو گیا ہوں، میں نے خود پڑھا ہے اور پڑھتے دیکھا ہے۔ اس نے یہ بھی جھوٹ کہا کہ اس وقت مکہ مدینہ میں جن لوگوں کی حکومت ہے وہ تلاش کر کے سنت پر عمل کرتے ہیں، وہ رشوت لیتے ہیں۔ فوٹو کھینچواتے ہیں۔ ظالمانہ ٹیکس وصول کرتے ہیں، کیا یہ سب سنت ہیں، مولوی محمد علی جوہر نے انہی لوگوں کے بارے میں کہا ہے۔

Click For More

سلطان ابن سعود اور ان کے ارکان حکومت بار بار ہر بات میں کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کی رٹ کرتے ہیں، لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو کمانے کا آلہ بنا رکھا ہے۔ جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں اور چوری کرتے ہیں برا کرتے ہیں لیکن جو لوگ قرآن و حدیث کو آلہ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں۔ چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں۔ مقالات محمد علی حصہ دوم ص ۹۵ ایسے گمراہ، گمراہ گر، جھوٹوں سے خود بچنے، اور اپنے بال بچوں کو بچائیے۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۳۰ صفر المظفر ۱۰ھ

(۳-۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) میلا در رسول ﷺ کیوں منایا جاتا ہے؟ بعدہ تبرک کی تقسیم کی جاتی ہے۔ نیز قبر پر چادر پوشی

اور فاتحہ کیوں کیا جاتا ہے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو توڑنے کا حکم دیا تھا؟

(۲) اور اگر ہم دیوبندی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھتے ہیں تو ہمارا نکاح کیوں ٹوٹتا ہے اور تجدید

نکاح کی کیوں ضرورت پڑتی ہے۔

حضور والا سے گزارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا اشد

المستفتی اظہر احمد کریم الدین پور گھوسی مؤ

ضرورت ہے۔

الجواب

(۱) رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی نعمت ہیں اور قرآن شریف میں ہے ﴿وَأَمَّا

بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (الضحیٰ: ۱۱) "اللہ تعالیٰ کی نعمت کا خوب چرچا کرو،

مٹھائی اور تبرک تقسیم کرنا، مسلمانوں کے ساتھ بروصلہ ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے

﴿وَأَحْسِنَ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾ [القصص: ۷۷] پس پہلی آیت کی روشنی میں حضور ﷺ کی آ

مد آمد کا چرچا کیا جاتا ہے، اور دوسری آیت کے ماتحت تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی

قبریں شعائر اللہ میں سے ہیں ان کی تعظیم کا حکم قرآن میں ہے:

﴿ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (الحج: ۳۲)

چادران کی عظمت کے اظہار کے لیے ڈالی جاتی ہے۔ اور یہ غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مطلقاً قبروں کو

توڑنے کا حکم دیا ہے۔ مدینہ شریف میں جن قبروں کے توڑنے کا حکم دیا ہے وہ کافروں کی قبریں تھیں،

انہیں کھود کر مسجد نبوی وہاں بنائی گئی۔ مسلمانوں کی قبر کو توڑنے کی بات بڑی ہے، اس پر بیٹھنے اور چڑھنے

سے منع فرمایا۔ ان سب باتوں کا تفصیلی بیان کتاب ”انوار ساطعہ فی بیان الملوود والفاتحہ“ میں دیکھا جائے (۲) دیوبندیوں پر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، ان کی اقتدا میں نمازان کو مسلمان سمجھ کر پڑھی تو کافر کو مسلمان سمجھا اور خود دائرہ اسلام سے نکل گیا۔ شفا نے قاضی عیاض میں ہے: ”من شک فی کفرہ و عذابه فقد کفر“ اس لیے از سر نو کلمہ پڑھنے، اسلام لانے اور دوبارہ نکاح پڑھانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک حافظ صاحب ہیں جو خود عالم نہیں ہیں، وعظ و تقریر بھی کر لیا کرتے ہیں، ایک موقع پر یوں کہا، دیکھو جب ہم سلام پڑھتے ہیں (ان کا اشارہ بعد جمعہ مسجد میں پڑھے جانے والے سلام کی طرف تھا) اس وقت کتنے لوگ نکل نکل کر چلے جاتے ہیں، ہاں سلام فرض تو نہیں مگر کوئی شخص کام یا ضرورت کے لیے جائے تو حرج بھی نہیں، مگر جو بار بار چلا جاتا ہے، کسی وقت بھی نہیں ٹھہرتا، وہ تو ضرور دشمن رسول ہے، حضرت مفتی صاحب ہمارے یہاں ربیع الاول شریف کے موقع پر مسلسل میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں، سلام و صلاۃ باقیام پڑھا جاتا ہے، مگر ابھی ابھی جمعہ کے بعد سلام پڑھنے کا رواج ڈالا گیا ہے، چونکہ یہ اکثر نمازیوں کی عادت ہو چکی ہے جو دعاء ثانی سے پہلے مسجد سے نکل جاتے ہیں اور بعض دعائے ثانی کے بعد جاتے ہیں، اور چند لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھنے لگتے ہیں، اس وقت کچھ نوافل پڑھنے والے نوافل میں ہوتے ہیں، اس صورت حال میں سلام سے پہلے چلے جانے والے اپنی عادت کے مطابق چلے جاتے ہیں، دیوبندی بھی نہیں، وہابی بھی نہیں، اور وہ سلام سے معترض بھی نہیں، چونکہ ابھی ابھی رواج شروع ہوا ہے، اسی لیے وہ خیال کرتے ہیں کہ شوق رکھنے والے سلام پڑھتے ہیں، اچھی بات ہے، مگر خود شامل کبھی نہیں ہوتے تو کیا ان کو دشمن رسول کہہ سکتے ہیں؟ اگر نہیں کہہ سکتے تو علی الاعلان حافظ صاحب نے اپنے بیان میں لفظوں پر زور دے کر درج بالا جملوں میں ایسے لوگوں کو دشمن رسول کہا، حافظ صاحب جو کہ امام بھی ہیں ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب با صواب سے مطلع فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

طالب دعاء رفیق کر سالوی

الجواب

صرف اتنی بات پر دشمن رسول کہنا غلط ہے، خصوصاً اس صورت میں کہ عدم شرکت کسی دشمنی کی وجہ سے نہ ہو، حافظ صاحب کو سب لوگوں سے معذرت کرنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہماری مسجد میں فجر کی نماز کے بعد صلاۃ و سلام شروع کیا ہے۔ اس کو ایک مذہب منع کرتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے نمازیوں کو خلل آتا ہے۔ کیا اس شخص کے کہنے پر صلاۃ و سلام بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے۔ برائے کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد سعید رضوی پوسٹ کمہاری ناگور شریف

الجواب

حضور سید عالم ﷺ پر رات دن میں جس وقت بھی درود و سلام پڑھا جائے جائز و درست ہے۔ اور مسجد یا بیرون مسجد کہیں پڑھنے کی ممانعت نہیں اور خفیوں میں نماز فجر کی جماعت میں طلوع آفتاب سے چند منٹ پہلے تک تاخیر مستحب ہے۔ اور درود و سلام جماعت کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ تو جو آدمی جماعت مستحبہ میں شریک ہو، اس کے لیے اس وقت کسی اور نماز پڑھنے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ کہ اس کی نماز میں خلل پیدا ہونے کا سوال ہو۔ ہاں جس نے ترک جماعت کی عادت بنالی ہو اور روزانہ جماعت کے بعد آتا ہو اور اپنی نماز کے خلل کا عذر کرتا ہو تو اس کو ترک جماعت کی عادت ڈالنا ہی کب جائز ہے؟ مسلمان ضرور درود و سلام پڑھیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ واقعی کوئی ضرورت مند ہو تو اس کی نماز میں خلل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۲۶ رذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ

(۶۔۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مقام نبوت میں ص ۱۹ پر میلاد النبی ﷺ کے متعلق العمرۃ الکبریٰ علی العالم ص ۱۲ تا ۱۳۔ حضرت شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوعہ استنبول، الشیخ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے خلفاء اربعہ خواجہ حسن بصری، امام جلال الدین سیوطی، امام شافعی و معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوالہ سے فرمایا ہے۔ آیا یہ عبارتیں مع حوالہ علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک صحیح و درست ہیں یا نہیں؟ صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک عبارت بطور نمونہ روانہ کر رہا ہوں، کتاب: بیرون کی وجہ سے آپ کو زحمت دے رہا ہوں، معاف فرمائیں گے۔

قال ابو بکر الصديق من انفق درهما على قرأتمولد النبي ﷺ كان رفيقي في الجنة۔

(۲) ملفوظات جلد چہارم ص ۷۵ پر مذکور ہے: اب نہ معلوم کہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں یا روضہ مقدسہ سے پردہ اٹھا دیا جاتا ہے۔ شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی۔ اس سے کیا مراد ہے کہ شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی، عمومیت یا خصوصیت، کیونکہ دوران تقریر ایک مفتی صاحب نے اس عبارت پر

اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ شریعت نے اس کی تفصیل بتائی ہے۔ اگر شریعت نے کچھ تفصیل بتائی ہے تو اعلیٰ حضرت قبلہ کے اس کلام کا کیا مطلب ہوگا، جبکہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۱ کے حاشیہ اور بخاری شریف جلد اول کے ص ۱۷۸ کے حاشیہ پر ہے:

قيل يكشف للميت حتى يرى النبي ﷺ وهي بشرى عظيمة للمؤمن ان صح ذلك ولا نعلم حديثا صحيحا مرويا في ذلك والقائل به انما استند لمجرد ان الاشارة لا تكون الا للحاضر لكن يحتمل ان تكون الاشارة لما في الذهن فيكون مجازا قاله القسطلاني۔
اس عبارت سے بھی کسی ایک صورت کی تخصیص نہیں ہو رہی ہے، جہاں تک میرے علم کی رسائی تھی غوطہ لگایا، سمجھ نہ سکا۔ لہذا آپ مہربانی فرما کر مدلل و مفصل جواب تحریر فرمانے کی زحمت گوارا کریں، عین نوازش و کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد شہاب الدین شمسی خادم الطلبة دارالعلوم قادریہ نوریہ شاہ پورہ کیتھون

الجواب

عزیز مکرم مولوی محمد شہاب الدین صاحب السلام علیکم

مقام نبوت ایک پاکستانی عالم کی تصنیف ہے۔ ان کے بارے میں مجھے کچھ زیادہ علم نہیں۔ البتہ علامہ ابن حجر شہاب الدین ہیثمی مکی متوفی ۹۷۴ھ ایک جلیل القدر شافعی عالم ہیں۔ اور طبقہ علما میں مقبول اور متعدد اول عالم ہیں اور آپ نے مختلف علوم اور مسائل اسلامیہ میں گراں قدر اور محققانہ کتابیں تحریر کی ہیں۔ مذکورہ کتاب 'نعمة الله على العالمين' انہیں کی تصنیف ہے، جس کو ۱۳۹۵ھ میں استنبول کے ایک مکتبہ نے شائع کیا ہے اور یہ سب روایتیں اس کتاب میں بے سند مذکور ہیں۔

(۱) ان روایتوں کو بے سند ذکر کرنا ہی ان روایتوں کے بارے میں شبہ میں ڈالنے والی بات ہے

علمائے کرام فرماتے ہیں: لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء

(۲) ان روایتوں کا مروی عنہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہونا ظاہر کے خلاف ہے۔ دلائل حسب

ذیل ہیں:

حضرت علامہ امام شمس الدین محمد سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں: لم يفعله

احد من السلف في القرون الثلاثة وانما حدث بعد۔ ثم لا يزال اهل الاسلام من سائر

الاقطار والمدن الكبار يعملون المولد و يتصدقون في لياليه بانواع الصدقات و يغنون بقرآءة

مولد الكريم و يفيض عليهم من بركاته كل فضل عظيم (المحقق في قرآءة المولد ص ۸۳)

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس تحریر سے مندرجہ ذیل تین باتیں ثابت ہوئیں۔
(الف) محفل میلاد شریف کا انعقاد قرونِ ثلاثہ مشہور ولہا بالخیر میں علمائے سلف صالحین سے ثابت نہیں۔
(ب) اس مبارک محفل کی ایجاد اس کے بعد ہوئی۔ اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے زمانہ مابعد میں اب تک اس کو قائم اور رائج رکھا۔ اس کے انکار کے مرتکب نہایت قلیل تعداد، وہ بھی اُس وقت جب اس محفل مبارک میں منہیات شامل ہوں۔

شیخ الامام ابو شامہ شیخ امام نجی نووی م ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:

واحسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعله کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده ﷺ من الصلقات وفضل الخیرات و اظهار الفرح والسرور فی قلب تامل ذلك شکر الله تعالی علی ما من به من ایجاد رسول الله ﷺ الذی ارسله رحمة للعالمین (حوالہ مذکور)
امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ محفل میلاد شریف کے انعقاد کی موجودہ صورت ۳۰۰ھ (خیر القرن) تک نہ تھی۔ حضرت ابو شامہ کی تصریح سے ظاہر ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں پورے عالم اسلام میں اس کا رواج ہو چکا تھا۔

مشہور مورخ ابن کثیر فرماتے ہیں: الملك المظفر الکوکبری احد اجود السادات والکبراء والملوک الاجیاد له اثار حسنة قد عمر الجامع المظفری بسفح قاسیون۔ وقد هم بساقته الماء من ماء "بریره" فمنعه المعظم من ذلك واعتل بانه جریه علی مقابر المسلمین بالفسوح۔ وکان بعمل المولود الشریف فی ربیع الاول یحتفل به احتفالا هائلا وکان مع ذلك شهما شجاعا فاتکا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله واکرم مثواه۔ وقد صنف شیخ ابو خطاب ابن دہیہ له مجلد فی المولد النبوی سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجازه علی ذلك بالف دینار و قد طالت مدته فی الملك فی زمان الدولة الصلاحية و قد کان محاصر عکا الی هذا السنة (۶۳۰) محمود السیرة والسریرة و قد کانت صدقاته فی جمیع القرب علی الحرمین و غیرهما و قد کانت وفاته فی قلعة اربل فدفن فی مشهد علی۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۱۰۴)

اس روایت سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوا کہ مروجہ محفل میلاد شریف کا رواج ساتویں صدی کی ابتدا یا چھٹی صدی کے اثناء میں ایک نیک دل نیک صفات صاحب خیر بادشاہ کی مساعی جمیلہ سے ہوا۔ تو جب عہد صحابہ بلکہ عہد تبع تابعین تک اس محفل مبارک کا نہ انعقاد ہوا نہ رواج رہا تو صحابہ کرام اپنی

وفات کے ۳۰۰ سال بعد جاری ہونے والی قرأت میلاد شریف پر اجر و ثواب کیسے تقسیم کرتے۔ تو اس قسم کی تمام روایتیں ظاہر اور قیاس صحیح کے خلاف ہیں۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ ایجاد مجلس مبارک کے بعد کسی بزرگ یا چند بزرگوں نے اپنے خواب یا کشف کے ذریعہ ان بزرگوں کو دیکھا ہو۔ اور اسی عالم میں اس مجلس مبارک کے فضائل ان سے سنے ہوں اور انہیں سے حوالہ کے ساتھ بیان کئے ہوں تو ایسا ہونا ممکن ہے اور خلاف شرع بھی نہیں۔

مگر دلائل شرعیہ میں سے نہ کشف ہے نہ الہام نہ خواب۔ شرح عقائد نسفیہ ص ۴۳ میں ہے:

والالہام لیس من اسباب المعرفة بصحة الشی عند اهل الحق ثم الظاهر انه لیس سبباً لتحصیل العلم بعامة الخلق ولا یصلح للالزام علی الغیر۔ والا فلا شک انه قد یحصل به العلم وقد ورد به القول فی الخبر نحو قوله الہمنی ربی وقد حکى عن کثیر من السلف۔

تو ظاہر یہ ہے کہ یا تو یہ روایتیں کسی شخص یا اشخاص نے گڑھ کر ان بزرگان دین کی طرف منسوب کر دی ہیں کہ واضعین حدیث میں ایک گروہ ایسا بھی گزرا ہے جو امور خیر کی فضیلت میں حدیثیں وضع کرنے کو کارِ ثواب قرار دیتا تھا۔ مگر امام ابن حجر کی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی اس سے بہت بلند ہے کہ ایسی حدیثیں خود وضع کریں، یا ان کو اپنی کتاب میں بطور سند ذکر کریں۔ ہونہ ہو کسی نا سمجھ نے یہ موضوع روایتیں بعد میں ان کی کتاب میں شامل کرائی ہوں۔

الغرض یہ بے سند روایتیں اس قابل نہیں کہ ان کو کسی منکر کے سامنے بطور ثبوت و استدلال پیش کیا جائے۔ رہ گئی یہ بات کہ واقعات ولادت مبارک کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یا ان کے بعد زمانہ صحابہ میں بیان کئے گئے یا نہیں؟ تو صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ لوگ جاننے والوں سے تقاضا کر کے پوچھتے اور وہ بیان کرتے تھے، تبھی تو ولادت شریفہ کے واقعات ہم لوگوں تک پہنچے۔ فقط

(۲) حدیث شریف میں منکر نکیر کے قول ما تقول فی هذا الرجل سے کیا مراد ہے؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہذا کا اشارہ حضور ﷺ کی طرف ہے۔ حضور ﷺ مردے کی قبر میں بذات خود شریف لاتے ہیں یا آپ کی شبیہ دکھائی جاتی ہے یا اور کوئی صورت ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علمائے اسلام نے اپنے گمان و قیاس سے چند احتمالات ذکر کئے ہیں۔ کسی آیت یا حدیث میں ان سے کسی خاص احتمال کا بیان نہیں، کہ قبر میں خاص یہ صورت پیش آتی ہے۔ احتمالات چار ہیں:

(۱) حضور ﷺ اپنے جسم ظاہری کے ساتھ مردے کی قبر میں حاضر ہوتے ہیں۔

(۲) حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں جلوہ فرما ہیں۔ مردے کی قبر اور حضور ﷺ کی قبر انور کے درمیان کے سارے حجابات اٹھادیئے جاتے ہیں اور وہ حضور ﷺ کو اپنے سامنے پاتا ہے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بینمت عیان و دعای فرستمت

(۳) حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک مردے کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور

اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا جاتا ہے: ما تقول فی هذا الرجل۔

(۴) حضور ﷺ کی یاد اور ان کا ذکر جمیل ہر مسلمان کے دل و دماغ میں رچا اور بسا ہوا ہے۔ اس

لیے ہذا سے اشارہ اسی تصور ذہنی کی طرف ہے۔

پہلے تین احتمالات لفظ ہذا کے معنی حقیقی مراد لینے کی صورت میں ہیں۔ اور چوتھا احتمال معنی مجازی

کی بنیاد پر ہے۔ آپ نے مشکوٰۃ اور حاشیہ بخاری کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے وہ ہمیں بخاری

شریف کے حاشیہ میں تو نہیں ملی، البتہ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں ملی۔ یہ دراصل قسطلانی کی تحریر ہے، جسے

انہوں نے ارشاد الساری شرح بخاری جلد دوم ص ۴۶۴ پر تحریر فرمایا ہے۔ اس میں آپ نے صرف دو

احتمال کا ذکر کیا ہے۔ (۱) کہ مردہ اور حضور ﷺ کے درمیان سے حجابات دور کردیئے جاتے ہیں اور مردہ

حضور ﷺ کو دیکھتا ہے اور فرشتے لفظ هذا الرجل سے آپ کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں۔ اور اس شق

کو آپ نے احتمال کے درجے میں رکھا ہے اور یہ تنقید فرمائی ہے کہ یہ معنی مراد لینے والے نے لفظ ہذا کے

حقیقی معنی (محسوس و مبصر) کے سہارے یہ بات کہی ہے، ورنہ اس حدیث شریف میں اس موقع پر نہ لفظ

ہذا کی اس معنی پر صریح دلالت ہے نہ کسی دوسری حدیث میں اس کی تصریح ہے۔ اس لیے یہ ایک احتمالی

معنی ہوئے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ (۲) ممکن ہے کہ لفظ ہذا یہاں مجازی معنی میں مستعمل ہو۔ اور اشارہ

رسول ﷺ کے اس خیال کی طرف ہو جو مسلمان کے ذہن و دماغ میں بسا ہوا ہے۔

تو امام قسطلانی نے بھی ان دونوں معانی کو احتمالات کے درجے میں رکھا کہ یہ بھی ممکن ہے اور یہ

بھی ممکن ہے اور آپ نے اس امر کی تصریح کر دی کہ کسی روایت سے اس امر کی تصریح ثابت نہیں کہ حجابات

اٹھائے جاتے ہیں یا مردے کی یادداشت کی طرف اشارہ کر کے سوال ہوتا ہے اور مردہ اپنی یادداشت سے

ہی جواب دیتا ہے۔

یہ بالکل وہی بات ہوئی جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی کہ شریعت میں

اس کی کچھ تفصیل نہ آئی۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی شرح

مشکوٰۃ مسمی بہ اشعة اللمعات میں اس مسئلہ کو اپنے انداز میں اور پر کیف بنا دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

واشارہ بہ ”ہذا“ بہ آن حضرت ﷺ است۔ یا از جهت شہرت امر و حضور اذہان است اگرچہ غائب است، یا با حضار ذات شریف در اعیان بہ این طریق کہ در قبر مثالی از و ﷺ حاضر می ساخته باشند و بمشاہدہ جمال جان افزائے او عقدہ اشکال کہ در کار افتادہ کشادہ شود و ظلمت فراق بنور لقائے دلکشائے اور روشن گردد۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۱۷)

شیخ نے بھی اس عبارت میں انہیں دونوں احتمالوں کی بات کی ہے کہ اہل اسلام کے ذہن میں حضور ﷺ کا ذکر اور ان کی یاد تازہ رہتی ہے تو لفظ ”ہذا“ سے اسی حضور جنی کی طرف اشارہ ہے، یا حضور ﷺ مرید کے قبر میں اپنے جسم مثالی کے ساتھ حاضر ہو کر اس کی قبر میں اپنے جمال کا اجالا فرما دیتے ہیں۔ تو اشارہ اسی جسم مثالی کی طرف ہے۔ انہوں نے بھی یہ بات امکان اور احتمال کے انداز میں کہی کہ یہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی۔

سوچنے کی بات ہے کہ علامہ قسطلانی، شیخ محقق دہلوی، امام اہل سنت فاضل بریلوی، تینوں ائمہ اشارہ قبر کا ذکر بہرہ احتمال کرتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن۔ صاف صاف بتاتے ہیں اس کی کوئی تفصیل یا تصریح آیت یا حدیث (شرع سے) ثابت نہیں۔ اس کے برخلاف آپ کے مفتی صاحب بصد ہیں کہ اس کی تفصیل شرع سے ثابت ہے، تو یہ انہیں کی ذمہ داری ہے کہ کسی آیت یا حدیث سے اس کی تفصیل و تعیین ثابت کریں۔ انشاء اللہ وہ ہرگز ثابت نہیں کر سکیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مفتی صاحب یا تو احتمال اور نص کا فرق نہیں سمجھ پائے، اس لیے انہیں امام اہل سنت کے قول کی تردید کی جرأت ہوئی، یا وہ شریعت اور اس کی دلیلوں کی طرف دھیان نہ دے سکے کہ شرع میں دلیل کتاب و سنت کو کہا جاتا ہے، قیاس اور احتمال کو نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۳ھ

(۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعرات کا بخشا ہوا کھانا، رمضان شریف میں زکوٰۃ کا پیسہ، کپڑا لینا، کھانا کس حالت میں جائز ہے؟ اور کن صورتوں میں ناجائز؟

الجواب

جن کھانوں پر عام مردوں کی فاتحہ دی گئی ہو اور مال زکوٰۃ غریبوں، مسکینوں اور ان لوگوں کے لیے ہے جن پر زکوٰۃ لینا قدرت نے جائز فرمایا ہے۔ جن لوگوں کے پاس اتنا پیسہ ہو کہ خود ان پر زکوٰۃ واجب ہو، ان کو ایسا کھانا، کپڑا، غلہ وغیرہ لینا اور استعمال کرنا نہیں چاہئے۔ ہاں بزرگوں کی فاتحہ کا کھانا امیر

وغریب سبھی کھا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ، الجواب صحیح عبدالعزیز غفنی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ۔

(۹-۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) تیسرے دن مردہ کے لیے ایصالِ ثواب کرنا جس کو زیارت یا تیجہ کہتے ہیں اور جسمیں مختلف اشیاء مثلاً انگور چنا اور بھنے ہوئے چاول رکھے جاتے ہیں، اگر بتی سلگائی جاتی ہے، اس کے سامنے بیٹھ کر مخصوص سورتیں اور چند مخصوص آیات تلاوت کی جاتی ہیں جس کو عوام کی اصطلاح میں فاتحہ نام دیا جاتا ہے اور اس قسم کی زیارات میں شامل نہ ہونے والے کو ملامت کیا جاتا ہے اور سند یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیم فرزند رسول کے انتقال کے تیسرے دن اس قسم کی زیارت کی تھی۔ یہ طریقہ مروجہ واجب ہے یا سنت یا مستحب ہے اور یہ جدت طرازی ہے یا کسی حدیث کی کتاب اور صحاح ستہ میں موجود ہے اور اس قسم کی کوئی حدیث منقول ہے تو کس درجہ کی ہے؟

(۲) اگر زید گیارہویں اور چالسویں کی دعوت میں شریک نہیں ہو تو کیا از روئے شرع گنہگار

ہے، اور مالداروں کو اس قسم کی دعوت میں شریک ہونا کیسا ہے؟

(۳) ایک شخص مسجد کے قریب ہی رہتا ہے جو ان سال یا ادھیڑ ہے۔ کوئی معقول عذر بھی نہیں

ہے بایں ہمہ فجر کی نماز باجماعت ادا نہیں کرتا ہے۔ یہ عمل باعثِ ثواب ہے یا باعثِ گناہ۔ اور تارک نماز بالخصوص فجر کی نماز ترک کرنے والا کیسا ہے؟ اور اس سلسلہ میں حدیث میں کیا وعید و تہدید ہے۔

(۴) زید فرنج داڑھی رکھتا ہے یا اسکی داڑھی مقدار سنونہ سے کم ہے (جو یا چاول برابر) اس کے

پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ اس کے پیچھے اس سے زیادہ متقی اور ہرہیزگار نمازی موجود ہوں اور خود شریعت میں داڑھی کا کیا درجہ ہے؟

(۵) ایک حافظ صاحب رمضان میں کبھی بھی فجر کی نماز باجماعت سے ادا نہیں کرتے۔ غالباً گھر

ہی پر در سویرا ادا کر لیتے ہوں گے۔ ایسے حافظ کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۶) مغرب کی نماز کا وقت کب تک رہتا ہے اور عشاء کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً

مغرب کی اذان ٹھیک ۷ بجے ہوتی ہے تو اب عشاء کی اذان کتنے بجے ہونی چاہئے۔ مغرب اور عشاء کی

اذانوں میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے۔ المستفتی محمد اقبال سیٹھ منڈی محلہ سلطان پارک روڈ میلپور

الجواب

(۱)۔ سوال میں جس ایصالِ ثواب کا ذکر کیا گیا ہے یہ مستحب ہے، اس کا تفصیلی بیان اور دلائل

Click For More

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کتاب مستطاب انوار ساطعہ میں دیکھے جائیں، ان امور سے انکار اور ان پر رد و قدح آج کل وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلدین وغیرہ گمراہ فرقوں کا شعار بن گیا ہے، اسی وجہ سے ملامت کجیاتی ہے (۲) عام مردوں کی فاتحہ کا کھانا مالداروں کو منع ہے، بزرگوں کی فاتحہ سے تبرک مالدار بھی کھا سکتے ہیں۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جلی الصوت اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ دیکھئے۔

(۳) بر تقدیر صدق مستفتی اگر بلا عذر تارک جماعت ہے تو فاسق ہے۔ حللی کبیر میں ہے:

”وتارکھا من غیر عذر تعزر وتردشہا دتہ“

(۴) داڑھی کی مسنون مقدار ایک قبضہ ہے، اس سے کم کرنا حرام ہے۔ شامی میں ہے: بحرم قطعہ والسنة فیہ القبضة“ ایسا شخص، فاسق ہے، اس کو امام بنانا جائز نہیں۔ شامی میں ہے: ”ومشی فی شرح المنیة علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم (ج ۲/ ۲۵۵)“ جن متقیوں کا ذکر کیا گیا ہے، اگر امامت کے سارے شرائط ان میں پائے جاتے ہیں، مثلاً صحیح خواں ہو، صحیح العقیدہ سنی، مسائل نماز سے آگاہ تو ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے، ورنہ اگر کسی وصف میں کم ہوں مثلاً وہابی دیوبندی وغیرہ گمراہوں سے ہوں تو ظاہری تقویٰ و طہارت جتنی بھی ہو ان کے پیچھے بھی نماز منع ہے۔ ”ان کان ہوی لا یکفر بہا صاحبہ تجوز الصلوٰۃ خلفہ مع الکراہة والا فلا (عالمگیری: ج ۱/ ۱۰۷)“ اسی سے (۵) کا بھی جواب معلوم ہو جائے گا۔

(۶) ہمارے اطراف میں غروب آفتاب کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ مغرب کا وقت ایک گھنٹہ چھتیس منٹ رہتا ہے کہاں کہاں کس کس موسم میں مغرب کے وقت کیا مقدار ہے۔ اسکی تفصیل کتاب المواقیات فتاویٰ رضویہ میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ، ۱۷/ محرم ۱۴۳۳ھ

(۱۵-۲۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسئلہ میں بحوالہ قرآن و حدیث کہ

(۱) میلاد شریف کو کنہیا کا جہنم۔ اور مزار پر حاضری کو مزار کی پوجا کہتے ہیں۔ اور میلاد شریف میں اس روایت کو پڑھنا معیوب سمجھتے ہیں جس میں آپکی والدہ ماجدہ کو دوران حمل کسی قسم کی گرانی اور ضعف محسوس نہ ہونا بیان کرتے ہیں، اور وقت ولادت کے واقعات عجیبہ کا جن کا آپ کی والدہ ماجدہ کے ساتھ ظہور ہوا۔

(۲) قیام میلاد شریف کو بالکل ناجائز کہتے ہیں۔

(۳) میلاد اکبر ص ۲۰ پر ایک شعر ہے۔

بشر کی شکل میں آیا تکلف کی ضرورت تھی احد سے ہو گیا جو باندھا میم کا پردہ

کہتے ہیں اس خیال میں اور ہندوؤں کے پر م آتما دیور یا میں کیا فرق ہے؟

(۴) آگے شیرینی رکھ کر فاتحہ کرنے کو بالکل ناجائز کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کھانا پیچھے رکھ کر فاتحہ

کرو۔ اور پہلے کچھ کھا لو تب فاتحہ کرو۔

(۵) تاریخ متعین کرنے کو جیسے شب براءت میں، بعض خاص چیزوں اور معین دن فاتحہ ہوتی ہیں

یہ سب ناجائز ہے۔

(۶) خجھیز و تکفین سے پہلے قبرستان میں از قسم طعام یا غلہ تقسیم کرنا ناجائز ہے۔

(۷) آمین بالجہر ہر اور رفع یدین کو جائز کہتے ہیں۔

(۸) ”ولا الضالین کو ولا الزالین“ پڑھتے ہیں۔ غیاث الدین ڈاکھانہ نوگنوان ضلع گیا

الجواب

(۱) کلمہ گویوں میں انبیاء اور اولیاء کی تنقیص اور توہین کرنے والی ایک پارٹی ہے جو اس قسم کے خبیث عقائد سے اپنی عاقبت خراب کر رہی ہے۔ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جیسا علم ہر جانور اور چوپائے کو حاصل ہے۔ معاذ اللہ، شیطان کا علم سرور دو عالم ﷺ سے وسیع ہے، آپ کے بعد اگر کوئی نبی آئے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ، سوال میں ذکر کیا ہوا ملعون جملہ بھی غالباً سب سے پہلے خلیل احمد انبٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا۔ اور آج تک بعد میں آنے والی نسل اس کے چبائے ہوئے نوالے کو نگل رہی ہے۔ پس اگر یہ پچھلے بھی اپنے پہلوں کے ان تمام عقائد میں شریک ہوں، یا ان کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانیں تو انہیں کے ساتھ یہ خود بھی اسلام سے خارج اور جہنم رسید، ورنہ اپنے خیال مذکورہ بالا کی بنا پر سخت گمراہ اور بددین ہیں۔ ان سے عام مسلمانوں کا احتراز لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم با حدیث مالم تسمعوا انتم ولا آباءکم، ایاکم وایا ہم لا یضلو نکم ولا یفتنونکم“ (الطحاوی: ۴/۲۰) آخری زمانہ میں جھوٹے مکار ہوں گے جو ایسی باتیں بیان کریں گے جس کو نہ تم نے سنا ہے اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنا ہے تو تم ان سے دور رہنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا۔ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ولادت شریفہ کی روایتوں کا پڑھنا اور ان کا بیان کرنا اگر ناجائز ہوتا تو یہ روایتیں نہ تو حضور خود بیان کرتے اور نہ ان کے بعد صحابہ روایت کرتے، نہ یہ ہم تک پہنچتیں، خود ان بزرگوں نے اس کے بیان کو جائز رکھا۔ یہ بیان کیا، تب ہم اس لائق ہوئے کہ میلاد کی مجالس میں انہیں پڑھیں۔ بلکہ خود قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حمل، ولادت پیدائش کے درد وغیرہ تمام تفصیلات کا ذکر آیا ہے، اگر یہ ناجائز ہوتے تو قرآن اس کو اس طرح بیان نہ کرتا۔

(۲) قیام میلاد کو ناجائز کہنا شریعت اسلامیہ سے ناواقفی کی بنا پر ہے۔ چنانچہ متعدد احادیث سے غیر خدا کے لیے قیام تعظیمی ثابت ہے۔ مثلاً ایک واقعہ پر آپ ﷺ نے انصار سے ارشاد فرمایا ”قوموا الی سیدکم“ (مسند احمد: ۵۹/۴) اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ پس سید عالم ﷺ کے ذکر کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔ اور آپ کی تعظیم کا حکم قرآن عظیم دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔ ﴿وَتُعَزَّرُوهُ وَتُقَرِّوهُ﴾ (الفتح: ۹) اور یہ امر شرع سے ثابت ہے کہ آپ کے ذکر کی تعظیم بھی آپ کی ذات کی تعظیم کی طرح کی جائے۔ قرآن عظیم میں آپ پر سلام بھیجنے کا حکم ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)۔ قرآن عظیم نے مطلقاً سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے، کسی خاص بیت کی تخصیص نہیں کی تو ہر حال میں سلام پڑھنا جائز ہوا۔ پس کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو ناجائز نہیں کہے گا مگر جاہل یا منکر۔

(۳) یہ شعر شریعت کے خلاف اور ناجائز ہے اس لیے مسلمان اس کو میلاد شریف کی مجلسوں میں ہرگز نہ پڑھیں۔

(۴) کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”فقال رسول الله ﷺ يا ام سليم ما عندك فانت بذلك الخبز فامر به رسول الله ﷺ وعصرت ام سليم عبكة فادمت ثم قال فيه رسول الله ﷺ ما شاء الله ان يقول“ (التمهيد لابن عبد البرج ۱/۲۸۹) حضور ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم تمہارے پاس جو کچھ ہے لاؤ وہ وہی روٹی لائیں جو توڑی گئی اور اس پر ایک ٹہنی سے حضرت ام سلیم نے تیل نچوڑ دیا۔ پھر اس پر رسول اللہ ﷺ نے پڑھا جو خدا نے چاہا،

پس جو لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ فاتحہ کا کھانا پیچھے رکھ کر اس پر فاتحہ دی جائے وہ اپنے دعویٰ پر اس حدیث شریف کے خلاف کوئی دلیل لائیں، یونہی اس بات کا ثبوت بھی ان کے ذمہ ہے کہ اس میں سے کچھ کھالینا چاہئے، حقیقت یہ ہے کہ سب جہالت پاگمراہی کی باتیں ہیں۔

(۵) امور خیر کے لیے شرعاً تاریخ مقرر کرنی جائز ہے، جبکہ یہ نہ سمجھے کہ اس دن کے سوا یہ کام ہو ہی نہیں سکتے۔ حدیث شریف میں ہے ”قالت النساء للنبی ﷺ غلبنا عليك الرجال فاجعل لنا يوماً من عند نفسك فوعده لهن يوماً ما ليجمعن فيه فوعظ لهن“ عورتوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مرد آپ کا سارا وقت لے لیتے ہیں اور ہم محروم رہ جاتی ہیں تو آپ نے ان کے لیے ایک متعین دن کا وعدہ فرمایا، وہ اسی دن جمع ہو جاتیں تو آپ انہیں وعظ فرمادیتے۔

(۶) ایصالِ ثواب کے لیے خام غلہ یا پکی ہوئی چیز گھر پر ہی تقسیم کی جائے۔ قبر پر لے جانے کو علما نے منع فرمایا ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ”و یکرہ نقل الطعام الی القبر۔“

(۷) رفع یدین اور آمین بالجہر علمائے احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے: ”لا یسن رفع یدیه الا فی سبع مواطن“ شامی میں ہے: ”فیکرہ عندنا ولا یجوز فی الصلاة“ اسی میں ہے ”وامن الامام سرا کما موم و منفرد“

(۸) ولا الضالین کو اگر قصداً ولا الزالین پڑھا تو نماز ہی نہیں ہوئی۔ خزائنه الاکمل میں

ہے ”ولو قرأ الزاء مکان الضاد فقال القاضی محسن الاحسن ان تعمد ذلك فقد تبطل صلواته“۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
عبدالمنان اعظمی الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

یہاں پر میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر کچھ نام نہاد مولوی اعتراض کرتے ہیں، کہ ہم قیام نہیں کر سکتے۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم لوگ تو حضور ﷺ پر سلام پڑھتے ہیں، کھڑے ہو کر جس کا نام آپ جیسے مولویوں نے قیام رکھا ہے۔ لہذا آپ میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر ایک اچھی خاصی تحریر روانہ فرمائیں۔ شرع میں کیا حکم ہے؟ صوفیائے کرام اس پر کیا فرماتے ہیں۔

نظام الدین احمد

الجواب

قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶] اللہ اور اس کے ملائکہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! درود و سلام بھیجو،

آیت میں درود کے ساتھ سلام کا حکم ہے اور اس کی کوئی تخصیص نہیں کہ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر، اس لیے رسول اللہ ﷺ پر ہر طرح سلام بھیجنا جائز ہے۔ کھڑے ہو کر بھی جس طرح اہل سنت بوقت قیام سلام

بیچتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا. لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ (الفتح: ۸، ۹) اے نبی ہم نے آپ کو شاہد مبشر (خوش خبری دینے والا) نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ، اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور یہ قیام ذکر و ولادت بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے۔ پھر اس کے جائز اور باعث ثواب ہونے میں کیا شبہ؟ فقیہ۔ محمد بن حسن فرماتے ہیں: ”قد اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اهل السنة والجماعة علی استحسان القيام المذکور و قد قال رسول الله ﷺ لا تجتمع امتی علی الضلالة“ امت محمد ﷺ کا اس پر اجماع ہے کہ قیام ذکر و ولادت مستحسن ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، اس سے معلوم ہوا کہ قیام ذکر و ولادت اجماع سے بھی ثابت ہے۔ غیر خدا کی کھڑے ہو کر تعظیم کی جا سکتی ہے۔ اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے ہوتا ہے، آپ نے گردہ انصار کو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم میں کھڑا ہونے کا حکم دیا۔ ”قوموا الی سیدکم“ اپنے سردار کی تعظیم میں کھڑے ہو جاؤ۔ تو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بھی کھڑے ہو کر کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح قیام ذکر و ولادت قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میلا و شریف میں بوقت ذکر پیدائش جو لوگ قیام کے لیے یہ خیال کر کے کھڑے ہوتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تھے تو یونہی فرشتگان کھڑے تھے تو جائز ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو اس کا ثبوت کہاں ہے؟ یہ کب سے رائج ہوا؟ اس پر امت کا اتفاق ہے یا نہیں؟ کلام اللہ یا حدیث یا فقہ سے ثبوت ہے؟ اگر ہے تو ساتھ اس لیے مسئلہ کو تحریر فرمائیں۔ کیونکہ ہمارے یہاں علمائے دیوبند اس کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور قیام سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نہ تو اس کا ثبوت قرآن و حدیث۔ نہ اماموں۔ نہ بزرگان دین سے ہے۔ کہ ذکر پیدائش کے وقت قیام کیا جائے۔۔ ان سب وجوہات سے مسلمانوں میں دشمنی پیدا ہو رہی ہے۔ اندیشہ جھگڑے کا ہے۔ استدعا ہے کہ امت رسول سنت و جماعت کے اس مسئلہ کو ثبوت کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

فقط والسلام۔ مختار احمد شہد اول

الجواب

ذکر ولادت کے وقت جو قیام کیا جاتا ہے اس کا ثبوت قرآن عظیم سے بھی ہے اور حدیث کریم

Click For More

سے بھی، قرآن عظیم میں ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶] اس آیت میں حضور پر مطلق سلام پڑھنے کا حکم ہے نہ تو کسی وقت کی قید ہے نہ کسی ہیئت کی۔ تو جس وقت بھی سلام پڑھا جائے گا خواہ ذکر ولادت کے وقت ہی کیوں نہ ہو قرآن کے مطابق ہی ہوگا۔ اور جس ہیئت میں پڑھا جائے قرآن کے موافق ہوگا، اور حدیث شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر فرمایا ”قوموا لیسئ سیدکم“ جب کسی آدمی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا ہو تو کوئی شرعی قباحت نہیں ہوتی تو سرکار کے ذکر کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے میں کون سی قباحت ہو سکتی ہے؟ قیام و سلام کے جائز ہونے کے لیے تفصیلی دلائل اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ اور مولانا عبدالسمیع صاحب کی تصنیف انوار ساطعہ میں دیکھئے، عام مسلمانوں کو چاہئے کہ صراط مستقیم پر قائم رہیں۔ اور دیوبندیوں اور بد مذہبوں کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ میلاد شریف کے جزئیات مثلاً ذکر ولادت، اس وقت کا قیام، اہتمام ذکر مصطفیٰ ﷺ، تعین اوقات، قیام تعظیسی اور سلام وغیرہ سے اسلام کا کوئی قرن خالی نہیں، لیکن میلاد شریف کی یہ مخصوص ہیئت ۶ صدی ہجری کے اواخر سے قائم ہوئی، یہ دیوبندیوں کا فریب ہے کہ بزرگان دین نے اس کو نہ کیا۔ خود پیشوا یا ان دیوبند کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر کیا ہے ”کہ فقیر اس کو کرتا ہے۔ اور اس میں لذت پاتا ہے۔“ اب یا تو وہ لوگ اپنے پیشواؤں کے پیشوا حاجی صاحب کو بزرگان دین کی فہرست سے خارج کریں یا اپنے اس قول سے رجوع کریں کہ بزرگان دین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کسی عام قبرستان پر جا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور سلام مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام اور یا نبی سلام علیک پڑھنا جائز اور مستحسن ہے کہ نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔
المستفتی، رفیع احمد علیہ انوار العلوم دامودر پور مظفر پور

الجواب

حضور ﷺ پر درود سلام دونوں بھیجے کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور دونوں ہی کار ثواب ہیں اور جس طرح درود شریف بلکہ ہر کار خیر کا ایصال ثواب جائز ہے حد ایہ میں ہے ”ان الانسان له ان يجعل

Click For More

ثواب عملہ لغيرہ صلوة کان او صوماً“ اسی طرح سلام کا ثواب بھی بخشا جاسکتا ہے۔ فرماتے ہیں: ”عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة“ تو اس نیت سے بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ذکر خیر سے میت پر رحمت نازل ہو اور اسے انس ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۴ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

(۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک بستی کے لوگ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ جلوس نکالتے ہیں اور مساجد کو سجاتے ہیں، کوئی پہاڑ بناتا ہے تو کوئی خوبصورت پارک تیار کرتا ہے۔ غرض کہ طرح طرح کی اعلیٰ ترین اور زیبائش کرتے ہیں اور ان اشیاء کو دیکھنے کے لیے عورتوں اور مردوں کا اختلاط اور جم غیر لگتا ہے جس میں فاحشات و منکرات وجود میں آتی ہیں اور مسجدوں میں بعض ایسی ہیں جن کے تعمیری کام کی تکمیل کے لیے کافی روپے کی ضرورت ہے۔

ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بتائیں کہ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اس طرح حد سے تجاوز کرنا اور بے جا مال صرف کرنا درست ہے یا نہیں ہے؟ اگر نہیں تو خوشی منانے کا صحیح طریقہ تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینو اب التفصیل تو جروا بالآخرة

المستفتی: اراکین انجمن اصلاح معاشرہ قصبہ شیش گڑھ ضلع بریلی یوپی

الجواب

زینت و آرائش تمام بنی نوع انسان کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی مسلمانوں کو اس کی چھوٹ دی ہے ارشاد الہی ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ (اعراف: ۳۲)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت بنائی اسے کون حرام کر سکتا ہے۔ البتہ اس کے لیے حدود و مواقع اور محل متعین فرمائے۔ جیسے کچھ آرائشیں ہیں جو عورتوں کے لیے مخصوص ہیں اور مردوں کے لیے منع ہیں اور کچھ آرائشیں ہیں جن کا مردوں کو حکم ہے اور بہت سی زینتیں ایسی ہیں جن کا حکم مخصوص اوقات میں ہے اور کچھ مخصوص مقام کے لیے ہیں۔

مثلاً قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ﴾ (النور: ۳۱) عورتیں اپنے سنکار کو ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا باپ بیٹوں پر۔ فقہ کی کتابوں میں ہے: عورت کا اپنے شوہر کے لیے سنکار کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے زیب و زینت اور آرائش جائز ہے اور اچھی نیت سے ہو تو اجر و ثواب ہے۔ لیکن مردوں کے لیے زنا نہ آرائش سخت ممنوع

Click For More

ہے۔ حدیث شریف میں ہے عن رسول اللہ ﷺ الرجال الذین یشبہون بالنسلہ (مصنف عبدالرزاق)
حضور ﷺ نے عورتوں کی طرح بناؤ سنگھار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی۔

امام احمد و نسائی نے حدیث روایت کی:

ایت رسول اللہ ﷺ و علی ثوب دون فقال الک مال قلت: نعم. قال: من ای
مال؟ قلت: من کل مال قد اتانی اللہ من الابل والبقر والغنم والخیل والرقيق فقال اذا اتاک
مالا فلیری علیک اثر نعمة اللہ و الکرامة۔

ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس معمولی کپڑوں میں آیا۔ آپ نے پوچھا
تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: کون سا مال؟ میں نے عرض کی اونٹ، گائے، بکری،
گھوڑا، غلام سبھی کچھ تو ہے۔ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے دولت سے تمہیں نوازا ہے تو تم پر اس کا اثر ظاہر ہونا
چاہئے۔ کیسا جامع لفظ ارشاد فرمایا گیا، مطلب یہ ہوا کہ رہن سہن، کھانے پینے، لباس و مکان سب سے یہ
ظاہر ہونا چاہئے کہ تم اللہ کی دولت کا شکر ادا کر رہے ہو، اس سے معلوم ہوا کہ آسودہ حال آدمی اچھی نیت
سے عمدہ لباس پہنے تو شرع میں محبوب و محمود۔ یہ مردوں کے لیے جائز زینت کی مثال ہوئی، اب خاص موقع
کی زینت ملاحظہ کیجئے نو يستحب يوم العيد ان يغتسل و يتطيب و یلبس احسن ثیابه المباحة و يتختم۔

(جوہرہ نیرہ جلد ۱، ص ۱۳۳)

عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں غسل کرنا، خوشبو لگانا، بہترین اور جائز کپڑے پہننا اور انگوشی
پہننا۔ یہ عید کے دن کی مسرت کے اظہار کے لیے زیب و زینت و آرائش شرعاً محبوب و مرغوب ہوئی۔
مسجدوں کی زیب و زینت، اس کی روشنی، رنگ و روغن سے مسلمانوں کو اس کے آباد کرنے سے روکا نہیں
گیا۔ چنانچہ عہد رسالت میں مسجد نبوی شریف کی دیواریں خام اور چھت کھجور کی پتیوں کی تھی۔ حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں اپنے عہد کی عمارتوں کے موافق اس کی دیواروں اور ستون
میں متش پتھر لگوائے اور چھت ساج کی عمدہ لکڑیوں کی بنوائی۔ اس وقت بھی کچھ حضرات نے اس پر چھ
گوئیاں کیں۔ آپ نے ممبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو فرمایا: من بنی لله مسجدا
بنی الله له بیتا مثله فی الجنة۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۶۸) جو جیسی مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے
جنت میں ویسا ہی محل بنائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ میں نے مسجد نبوی کی ظاہری شان میں بھی اس لیے اضافہ کیا کہ اللہ میرے
جنت کے مکان کو اسی تناسب سے جنت کے مکانوں میں شاندار بنائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اپنے عہد مبارک میں رمضان شریف کی راتوں میں مسجد نبوی شریف میں خوب روشنی کا اہتمام فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو فرمایا: لقد نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا عمر۔ اے حضرت عمر آپ نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو روشن کرے۔

یہ رمضان شریف کی تشریف آوری کی خوشی میں مسجد کی روشنی کی مثال ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مساجد میں روشنی اور زیب و آرائش عہد صحابہ سے محمود مستحسن رہی ہے۔

پس مذکورہ بالا روایتوں سے ایک بات تو یہ ثابت ہوئی کہ زینت و آرائش شخصیات کی ہو یا مقامات کی محدود قواعد و شرائط کے ساتھ قرآن نے اس کی اجازت دی۔ احادیث و آثار و فقہ سے اس کا عملی ثبوت ہوا۔ پھر ان میں بعض روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ آرائشیں انسان کے اظہار مسرت کا ذریعہ ہیں، مثلاً عید کے دن جتنے اہتمام ہیں اور زیب و زینت ہے وہ عید کی مسرت کا اظہار ہی ہے، ماہ رمضان میں مسجد نبوی کی روشنی میں ماہ مبارک کی تشریف آوری پر اظہار مسرت کا ایک طریقہ ہے۔ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب شعب الایمان میں لکھتے ہیں: کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲ سال میں سورۃ بقرہ تفسیر کے ساتھ یاد کی۔ اس عظیم نعمت کے حصول کی مسرت کے اظہار کے لیے آپ نے اونٹ ذبح فرمایا۔ اور بڑی مقدار میں کھانا پکوا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔ یہ انعام خداوندی پر اظہار مسرت کا ایک ڈھنگ ہے۔

ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آیت ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ [المائدہ: ۳] ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو ”یوم عید“ مناتے۔ حضرت عمر نے جو جواب دیا اس کا حاصل یہ ہے، یہ دن ہمارے یہاں بھی عید ہی ہے بلکہ عیدوں کی عید ہے کہ ہفتہ کی عید یوم جمعہ، یہ آیت جمعہ کے دن اتری، یہ آیت خاص میدان عرفات میں اتری۔ حضرت امام کرمانی فرماتے ہیں: فقد اتخذنا ذلك اليوم عيداً واعظمنا مكانه۔ ہم نے اس دن کو عید قرار دیا اور اس جگہ کی بھی تعظیم و تکریم کی جہاں یہ آیت اتری۔

قربانی ابراہیم علیہ السلام کی یادگار، اس دن یوم الاضحیٰ ہم سب اس کو منانے کے لیے عرفات میں جاتے ہیں،

عہد رسالت میں اظہار مسرت کا ایک اور دل آویز منظر قابل ملاحظہ ہے، مکہ سے ہجرت کر کے جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو ۱۳ روز مدینہ کی ایک مضافاتی بستی قبا میں رہے، اس کے بعد کاذکری بخاری شریف کی روایت میں ہے: ثم أرسل النبي ﷺ نجار فجاوا مقلدین سیوفہم قال کانی

أنظر الى رسول الله ﷺ على راحلته و ابو بكر ردفه وملاء بنى النجار حوله حتى القى بفناء
ابى ايوب۔ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ بنو نجار کو خبر بھیجی، وہ تلواریں گردن میں ڈالے خدمت رسول ﷺ میں
حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کے اپنے پیچھے حضرت ابو بکر کو بٹھایا اور حضرات انصار رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ کی مقدس اونٹنی کو چاروں طرف سے اپنے حلقہ میں لے لیا اور اسی شان سے
یہ جلوس روانہ ہوا۔ (راستے میں جو محلہ واقع ہوتا وہاں کے شرفاء و سردار خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے
محلہ میں قیام کرنے کی پیش کش کرتے اور کہتے یا رسول اللہ ﷺ ہم تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور ہمارے
دلوں میں آپ کے لیے تڑپ بھی بہت ہے۔ آپ فرماتے: معاملہ اونٹنی کے سپرد ہے اور اس کی قدرت کی
طرف سے رہنمائی ہو رہی ہے اور جلوس میں افراد کا اضافہ ہو جاتا۔ دیکھیں وہ خوش قسمت کون ہے جس
کے دروازے پر اونٹنی بیٹھتی ہے) اسی شان سے آپ بنی نجار کے محلہ میں پہنچے وہاں جہاں آپ کی مسجد ہے،
اس کے دروازہ کی جگہ اونٹنی بیٹھ گئی، گردن بلند کر کے آواز نکالی گویا کہہ رہی ہے۔ شکر کہ جوازہ بمنزل رسید۔
اور گردن پھیلا کر سر زمین پر ڈال دیا۔ اس تین میل کے جلوس کا آنکھوں دیکھا حال مسلم، بخاری اور دیگر
کتب روایات سے سنئے۔ امام بخاری روایت فرماتے ہیں:

قدم النبی ﷺ المدينة ما رأيت اهل المدينة فرحوا بشيء فرحهم برسول الله ﷺ

حتى جعل الاماء يقنونون قدم رسول الله ﷺ -

حضور مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے جس غدیم المثل مسرت کا اظہار کیا اس کی نظیر مشکل
ہے، گھروں کی کینز اور بانڈیاں تک ایک دوسرے سے کہتے پھرتے رسول اللہ آگئے، رسول اللہ آگئے۔
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
امام مسلم حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں:

فقد منا المدينة فشارعوا اليهم ينزل عليه رسول الله ﷺ فقال: انزل على بنى

النجار اخوال عبد المطلب واكرمهم بذلك. فصعد الرجال والنساء فوق البيوت وتفرق

الغلمان والخدام في الطريق ينادون يا محمد يا رسول الله يا محمد يا رسول - حضور ﷺ

رات میں مدینہ پہنچے سب کی خواہش یہی تھی کہ حضور ہمارے محلہ میں اتریں، رسول اللہ ﷺ کے دادا

حضرت عبد المطلب کا ناہمال بنو نجار میں تھا۔ آپ نے کہا میں ان کے اکرام میں انہیں کے محلہ میں

ٹھہروں گا اس وقت عالم یہ تھا کہ مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر اور بچے اور خدام گلیوں میں چاروں

طرف پھیل کر نعرہ لگا رہے تھے۔ یا محمد یا رسول، یا محمد یا رسول اللہ۔

دیکھئے یہ یا رسول اللہ کا نعرہ بھی کسی نے آج نیا نہیں نکالا ہے۔ بنو نجار کی بچیوں کا گروہ آیا ان کی

زبان پر یہ نغمہ تھا: نحن بنات من بنی نجار. یا حبذا محمد من جار.

ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پڑوسی ہیں۔

مردوں کے لب پر خیر مقدمی ترانہ تھا:

طلع البدر علینا من ثنات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا لہ داع

ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

مکہ کا چاند شہیہ الوداع کی گھاٹیوں سے ہم پر طلوع ہوا، رہتی دنیا تک اس کا شکر ہم پر واجب ہے، یا رسول اللہ آپ ہمارے مطاع و فرماں روا ہیں۔

الحاصل نہانا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، کھانے میں اہتمام کرنا، عام دعوت طعام کرنا، مسجدوں میں چراغاں کرنا، مسجدوں میں آرائش کرنا، جلسہ کرنا، جلوس نکالنا، اللہ رسول کے نام کے نعرے لگانا، حمد و نعت کے ترانے پڑھنا یہ سب جائز اور شرعی اظہار محبت و خوشی کے ذریعے ہیں اور ہم کو حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول رب العالمین کی رحمت کی آمد آمد کی خوشی منائیں، مسرت کا اظہار کریں۔ ارشاد الہی ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ [یونس: ۵۸]

یا رسول اللہ ﷺ آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل (قرآن) اور اس کی رحمت (پیغمبر اسلام)

کی آمد آمد کی خوشی کا اظہار کریں۔ روح المعانی ۱۱: ۱۴۱ میں ہے: و اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الفضل العلم والرحمة محمد ﷺ والمشهور وصف النبی ﷺ

بالرحمة کما یرشد الیہ قولہ تعالیٰ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں آیت میں فضل سے مراد علم ہے

اور رحمت سے مراد نبی ﷺ ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: آپ کا رحمت سے متصف ہونا تو ارشاد الہی سے

ظاہر ہے۔

پس ان آیات و روایات کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں سوال میں

ذکر کئے ہوئے امور مثلاً جلسہ و جلوس، مسجد کی روشنی اور آرائش، دعوت طعام جائز ہوگی۔

ہاں جو چیز شرعاً ناجائز و حرام ہے وہ ہر حال میں قبیح اور ممنوع، چاہے تمہا اس کو کیا جائے یا کسی نیک

کام کے ساتھ۔ جیسے سوال میں ذکر کیا ہوا اختلاط، کہ اجنبی مرد و عورت کا اختلاط شرعاً ممنوع ہے، گھر والوں

پر لازم ہے کہ عورتوں کو ایسے اجتماع میں شرکت سے سختی کے ساتھ روکیں، مسجد کے منتظمین بھی عورتوں کو

آنے سے منع کریں جب فتنے کے ڈر سے عورتوں کا مسجد میں نماز کے لیے آنا منع ہے تو اس معاملہ میں کون سی رعایت ہوگی؟

اور روشنی کی زیادتی یا آرائش و سجاوٹ کو اسراف قرار دینا قابل غور ہے۔ بحر الرائق جلد ۸، ص ۱۸۳ میں ہے کہ آسودگی سے زیادہ کھانا اسراف ہے اور حرام ہے، لیکن نیت صحیحہ سے ہو تو جائز ہے، جیسے کھانا کھا چکے تھے مہمان آگیا، اس کے ساتھ نہ کھایا تو وہ بھوکا ہی دسترخوان سے اٹھ جائے گا۔ یا زائد کھانے کرنے کے لیے کھایا کہ از روئے طب یہ مفید ہے تو یہ اسراف نہ ہوگا۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ مباحات کا یہی حال ہے، فان ذلك شان المباح يتبع النية حسنا و قبحا و تمحضاً للاباحۃ۔ مباحات کا یہی حال ہے، اچھی نیت ہو تو اس کا کرنا باعث اجر و ثواب، نیت بری ہو تو قبیح و ممنوع اور نہ یہ نیت ہو نہ وہ تو صرف مباح۔ اسی مقام پر احیاء العلوم سے ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا:

اتقد بعض الصالحین الف مرج فی مجلس الذاکر فانکرہ بعضهم فقال تعال و اطفی ما کان منها لغير الله فلم یستطع اطفاء شیء منها۔

ایک بزرگ نے مجلس ذکر میں ہزار چراغ جلائے، اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ یہ تو اسراف ہے، بزرگ نے فرمایا، اس میں جو اللہ کے لیے نہ جلا یا گیا ہو اس کو بجھا دو، انکار کرنے والے نے کوشش کی مگر ایک چراغ کو بھی بجھانہ پایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان امور کو اسراف کہہ کر ناجائز قرار دینے اور مطلقاً منع کرنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ اور اس کے بعد جو مسجدوں کی تعمیری ضرورت کا ذکر کیا ہے وہ تو مانعین کی دلی بیماری ہے۔ آپ نے تو خیر ایک ہی ضرورت کا ذکر کیا ہے اور لوگ تو مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی، ان کی مفلوک الحالی، اور دوسری متعدد ضرورتوں کا اس طرح ذکر کرتے ہیں جیسے یہ ساری خرابیاں صرف عید میلاد النبی ﷺ کا جشن منانے کی ہی وجہ سے ہیں اور اسے بند کر دیا جائے تو قوم کی ساری خرابیاں ختم ہو جائیں گی۔ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ندوی، دیوبندی، غیر مقلد، صلح کلی سارے ہی اداروں کے رسالوں کا مطالعہ کیا جائے تو سب کی آواز ایک ہوگی۔

جبکہ خود انہیں کوئی جلسہ کرنا ہو، کسی کی یادگار منانی ہو، کوئی کانفرنس کرنی ہو، تو جو اہتمام ہوتا ہے، جو انتظام ہوتا ہے، جو روشنی ہوتی ہے، جو ستا پکوان پکتا ہے سب دیکھنے کی چیزیں ہوتی ہیں، اس وقت نہ تو اسراف سوچتا ہے نہ اختلاط پر نظر ہوتی ہے، نہ قوم کی زیوں حالی دکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حال پر رحم فرمائے، ہمارے مصلحین کو توفیق خیر دے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کو غلط اور مشکوک بیانونوں سے یکسر روکنا جائز نہ ہوگا، البتہ اس میں مسلمان جہالت اور نادانی سے کوئی خلاف شرع کام کریں تو اس سے ان کو روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ

(۲۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے محلہ کی چور گڈھ میں برسوں سے صلاۃ و سلام کا سلسلہ تھا اور اس کی صورت یہ تھی کہ جمعہ کی اذان اول سے پہلے ایک حاجی صاحب جو ابھی زندہ ہیں منڈنہ میں کھڑے ہو کر انبیاء علیہم السلام کے مبارک نام آیات قرآنیہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جس سے کسی کو پر خاش نہیں تھی، مگر ایک سال ہوا ہے کہ مسجد کے نئے متولی کا انتخاب ہوا، ان میں سے ایک متولی نے صلاۃ و سلام کا طریقہ بند کر دیا، کہ صلاۃ و سلام گمراہی ہے اور حاجی صاحب کو جو صلاۃ و سلام پڑھا کرتے تھے۔ دس روپیہ بطور رشوت دیئے اور ان کو مجبور کیا کہ وہ صلاۃ و سلام بند کر دیں، چنانچہ انہوں نے بند کر دیا، حالانکہ وہ راضی نہیں تھے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قسم کا صلوٰۃ و سلام پڑھنا ناجائز ہے؟ کیا صلوٰۃ و سلام کو بدعت و گمراہی کہنے والا حق بجانب ہے؟ کیا دین کے معاملہ میں رشوت دینا جائز ہے؟ کیا رشوت دینے والا مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ بینوا تو جو را

المستفتی: عبدالرزاق سراج الدین

الجواب

حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر صلوٰۃ و سلام ایک قرب مقصودہ و مامورہ ہے۔ بالخصوص حضور ﷺ پر صلاۃ و سلام نص قرآنی سے ثابت ہے اور کسی حاض لفظ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے جس طرح پڑھا جائے گا فرمان خدا کی بجا آوری ہوگی۔ اس کو گمراہی کہنے والے بد نصیب ہیں، رشوت کا لینا دینا گناہ کبیرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۶ جمادی الاولیٰ ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کہتا ہے کہ میلاد شریف کی محفل میں قیام کرنا ناجائز ہے۔ ہمارے علاقے میں ایک جلسہ ہوا جس میں علمائے دیوبند نے سیرت سرکار دو عالم ﷺ پر تقریر کی، لیکن جلسہ کا اختتام دعا پر کیا، ایک صاحب نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ آپ لوگوں نے صلوٰۃ و سلام نہیں پڑھا، تو کہا کہ کوئی فرض واجب نہیں جسے کیا جائے۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پھر انہوں نے پوچھا آخر کیوں صلوٰۃ سلام نہیں پڑھتے، تو زید نے کہا کہ ہم شیطانوں سے لڑنے اور سر توڑنے جائیں۔ تم سب لوگ ہمارے ساتھ چلو، عرب میں اگر صلوٰۃ و سلام ہوتا ہوگا تو ٹھیک ہے، نہیں تو ہم آپ لوگوں کا چڑا اتار لیں گے اور تم کافر ہو، تمہیں از سر نو ایمان لانا چاہئے۔ زید اس طرح صلوٰۃ و سلام سے بھاگتا ہے جیسے شیطان اذان سے بھاگتے ہیں۔ برائے کرم اس کا تفصیلی جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں کرم ہوگا۔ فقط والسلام

تخریش: محمد قربان علی مستری درگاہ پور ضلع بردوان ۲/ جون ۱۹۷۰

الجواب

بلاشبہ میلاد شریف میں کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور باعث ثواب ہے۔ اور حکم الہی کی بجا آوری ہے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶) رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا اور جتنے اہل سنت و الجماعت ہیں کسی کو صلوٰۃ و سلام پڑھنے سے انکار نہیں ہے۔ ہاں دیوبندی وہابی گمراہوں نے جنہیں حضور ﷺ کی تعظیم سے ہی نفرت ہے۔ صلاۃ و سلام سے انکار کرنا اپنا شعار بنا لیا، مسلمان ان کے دھوکے میں نہ آئیں اور ضرور صلوٰۃ و سلام کھڑے ہو کر پڑھتے رہیں۔

چونکہ اس وقت عرب میں وہابیوں کی حکومت ہے، اس لیے یہ دیوبندی مولوی عرب میں مسلمانوں کو لے جا کر تصدیق کرانے کے لیے کہتے ہیں۔ مگر انہیں معلوم نہیں کہ مدینہ کے مسلمان اب بھی اپنے گھروں میں میلاد و قیام کرتے ہیں۔ حکومت نے بند کر دیا۔ مگر یہ سلام و قیام کی حقانیت کے لیے کیا کم دلیل ہے۔ یہ دیوبندی بھی مسجد نبوی میں مزار اقدس کے پاس کھڑے ہو کر ہی انہیں الفاظ میں سلام عرض کرتے ہیں۔ السلام عليك ايها النبي۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۸/ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہم لوگ اہل سنت و جماعت محفل میلاد کے آخر میں قیام کرتے ہیں، اس میں بعض لوگ یعنی عقائد دیوبندیہ وہابیہ اعتراض کرتے ہیں کہ قیام کرنا بدعت ہے۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ بدعت حسن ہے، اس میں بہت ثواب ہے، وہ لوگ یعنی وہابی کہتے ہیں کہ قیام کیوں کرتے ہیں، جواب دیا جاتا ہے کہ نبی ﷺ کی تعظیم و توقیر کے لیے۔ پھر اعتراض کرتے ہیں کہ نبی ﷺ میلاد کے ختم ہونے کے بعد آتے

Click For More

ہیں تو آخر میں کھڑا ہونا ٹھیک ہے اور اگر بیچ میں آتے ہیں تو درمیان میلاد کھڑا ہونا چاہئے اور اگر نہ آخر نہ بیچ بلکہ شروع ہی میں آتے ہیں تو پورا میلاد کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے، نبی ﷺ محفل میلاد میں آتے ہیں تو کس وقت اس کا جواب عنایت فرمائیں۔ بیوا تو جروا

شفیع احمد شاہ گنج

الجواب

مولود شریف میں حضور ﷺ کا ذکر ہوتا ہے اور ذکر کی تعظیم ذات کی تعظیم کی طرح ہوتی ہے۔ چونکہ ذکر ولادت خاص ذکر ہے۔ اس لیے اس وقت تعظیماً قیام کیا جاتا ہے۔ قیام اس لیے نہیں کیا جاتا ہے کہ خود حضور ﷺ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، نہ ان کا تشریف لانا ضروری ہے۔ آجائیں تو ان کا کرم اور یہ کوئی محال بات نہیں، مگر قیام مندرجہ سوال صرف ذکر ولادت کی تعظیم میں کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۹ رجب ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۳۰-۳۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) تجہیز و تکفین کے بعد قبر پر میلاد مقدس کرنا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت حکم دیتی ہے کہ نہیں؟ ناکر نے والوں پر لعن طعن کی پھبتیاں کسی جاتی ہیں، ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزم پاک منعقد ہوئی اور تذکرہ غوث پاک کیا گیا اور اس میں کھڑے ہو کر سرکار غوث پاک پر سلام پڑھا گیا، ایسا کرنا علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیسا ہے؟

(۳) بزرگان دین کی تصویر گھروں میں چسپاں کرنا ان کا ادب و احترام کرنا درست ہے یا نہیں؟ فرامین مصطفویہ اور شریعت مطہرہ سے مدلل جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار: مقبول احمد خاں سکندر پور بلیا

الجواب

(۱) حصول برکت کے لیے میلاد شریف بعد دفن کوئی جرم نہیں کہ یہ ذکر خیر کسی خاص وقت یا مقام مخصوص کے ساتھ مقید نہیں۔ ہاں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ قبروں کی بے حرمتی نہ ہو اور لوگ قبروں پر پاؤں نہ رکھیں۔ انکار اگر برہانے و ہابیت نہ ہو تو لعن و طعن اور پھبتیاں کھنا برا ہے، کہ فعل مستحب کا مطلب ہی یہ ہے کہ کرنے والے کو بھی برا بھلا نہ کہا جائے اور نہ کرنے والے کو بھی۔

(۲) نفس جواز میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر بزرگ کی مجلس ذکر ولادت قائم کی جاسکتی ہے، یہی حال

سلام کا ہے، لیکن حضور ﷺ کے ذکر ولادت باسعادت اور آپ کے قیام کو خصوصی شان حاصل ہوگئی ہے، خصوصیت باقی رکھنا چاہئے۔

(۳) کسی بھی ذی روح کی تصویر رکھنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "انا لا ندخل بیتا

فیہا کلب او تصاویر" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

(۳۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے کے دوران ایک غیر مسلم درخواست پیش کرتا ہے کہ میں بھی حضور

ﷺ کے متعلق کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں، مجھے اجازت دیں، اس درخواست پر اس کو اجازت دی گئی اور علماء

کی صف میں بیٹھ کر اس نے حضور ﷺ کے متعلق کچھ تقریر کی۔

اس فعل پر زید کہتا ہے کہ مسند ناپاک ہوگئی اور جلسہ بھی ناپاک ہو گیا، ازراہ کرم شریعت مطہرہ کے

حکم سے آگاہ فرمائیں۔ زید اپنے قول کی سند میں اس آیت کو ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ (التوبة: ۲۸)

مستفتی: محمد خلیل احمد کچھوچھوی دارالعلوم تسلیم آباد پیش کرتا ہے۔

الجواب

مسند اور جگہ ناپاک ہونے کا مسئلہ خارج از بحث ہے اور ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة: ۲۸]

سے استدلال لاعلمی، آیت میں نجاست سے مراد عقیدہ کی ناپاکی ہے جسم کی غلاظت نہیں۔ ہدایہ میں

ہے: "لنا قوله عليه السلام انزل وفد ثقيف في المسجد و لان الخبث في اعتقاده فلا يودی

الی تلویث المسجد" ہاں منبر رسول پر علماء کی صف میں بیٹھ کر وعظ کہلانا یقیناً غلط ہے، کہ اس میں اس کی

تعظیم و توقیر ہے۔ شامی میں ہے: "لانا امرنا باہانتہم"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

(۳۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اپنا دستور یہ ہے کہ بعد نماز جمعہ پورے گاؤں والے باادب کھڑے ہو کر یا نبی سلام علیک صدیوں

سے پڑھتے چلے آ رہے ہیں، مگر یہاں پر اسی گاؤں کا ایک شخص جس کا نام ہاشم ہے اس کا کہنا ہے کہ جمعہ

کے بعد صلاۃ و سلام ضروری نہیں۔ ہم لوگوں کو سنت نفل پڑھنے میں خلل واقع ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر وہ

تاخیر کر کے نماز پڑھتا ہے۔ سلام پڑھنے سے نجات پانے کے لیے۔ کرم کر کے جواب عنایت فرمائیں۔ اب ہم لوگوں کو اس شخص سے سلام و کلام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ جمعہ بعد نفل ضروری ہے یا صلاۃ و سلام؟
المستفتی مولانا رضوی مقام و پوسٹ رامپور بلیا

الجواب

جمعہ کی نماز کے بعد نہ نفل ضروری ہے نہ صلاۃ و سلام، اس لیے دونوں کو ایک دوسرے کی رعایت کرنا چاہئے، حتی الامکان سلام پڑھنے والے اتنی تاخیر کریں کہ نفل پڑھنے والے مسجد سے نکل جائیں۔ اہل نوافل کو بھی سلام والوں کی رعایت کرنی چاہئے اتنی تاخیر نہ کریں کہ سلام پڑھنے والوں کو خارج ہو اور ایک آدھ آدمی نماز پڑھنے والے ہوں تو وہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھیں۔

اور اگر کوئی بد طینت وہابی۔ بہ جو نماز کے بہا بنے صلوٰۃ و سلام کو روکنا چاہتا ہے تو وہ مفسد ہے، اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ ہوتعالیٰ اعلم۔ بدالسنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موسیٰ پور ۲۳ رجب الثانی ۱۴۱۹ھ

(۳۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

زید امام ہے اور اس کا لڑکا اس کی عدم موجودگی میں امامت کرتا ہے۔ زید نے بغض و عناد کی بنا پر اپنے لڑکے سے جمعہ کے روز دوران تقریر یہ الفاظ کہلوائے اس کے لڑکے نے خود کہا کہ نماز کے علاوہ نہ درود کی ضرورت ہے اور نہ ہی سلام کی، نماز ہی کے درود و سلام ہمہ وقت کے لیے کافی ہیں اور یہ بھی کہا کہ وہ لوگ جو مزاروں پر جاتے ہیں مرغ و غیرہ کی نذر و نیاز پیش کرتے ہیں ان کی یہ نذر و نیاز خنزیر کے گوشت سے زیادہ حرام اور بدتر ہے، بلکہ خنزیر کا گوشت اس سے کم حرام ہے اور اس سے اچھا ہے۔

عوام الناس میں اس بات پر کافی اختلاف ہے۔ صورت مسئلہ میں ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے حامیوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ ایسے خلاف مذہب کلمات پیش کرنے والا شریعت کے نزدیک کیسا ہے؟ مدلل و مفصل قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں تاکہ عوام کو صحیح مسئلے سے آگاہ کرایا جائے۔
المستفتی محمد اقرب اللہ قادری، پکڑی سورنلی ضلع مہراج گنج

الجواب

زید کا لڑکا جس نے وعظ میں یہ کہا کہ نماز کے علاوہ نہ درود کی ضرورت ہے نہ سلام کی، نماز کے درود و سلام ہمہ وقت کے لیے کافی ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ لوگ جو مزاروں پر جاتے ہیں مرغ و غیرہ کی نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔ ان کی یہ نذر و نیاز خنزیر کے گوشت سے زیادہ حرام اور بدتر ہے بلکہ خنزیر کا گوشت اس سے کم حرام ہے اور اس سے اچھا ہے، وہ سخت جاہل اور بدترین گمراہ ہے۔

قرآن شریف بایسویں پارہ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [احزاب: ۵۶]

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

شہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استار حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی کتاب نور الانوار پڑھے بغیر کوئی سنی ہو یا دیوبندی مولوی نہیں ہوتا۔ وہ اپنی کتاب تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں:

”وہذہ ہی الایۃ التی تدل علی وجوب الصلوۃ علی المؤمنین للنبی ﷺ لانہ

لاخلاف للعلماء فی ان هذا الامر للوجوب“ (پارہ: ۲۲ ص ۴۲۳)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمانوں کا نبی پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے کیونکہ کسی عالم کو اختلاف نہیں سب اس امر میں متفق ہیں کہ اس آیت میں درود و سلام کا حکم وجوبی ہے۔

اور یہ بے علم یہ کہتا ہے کہ نماز کے علاوہ درود و سلام کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر یہ ابن زید خود کو غیر مقلد کہتا ہو تب تو اس کا مسئلہ خود ہی صاف ہے۔ کہ یہ گمراہ طبقہ چاروں ائمہ مجتہدین کے اجماعی مسائل کا بھی انکار کرتا ہے، لیکن اگر یہ اپنے کو حنفی کہتا ہو تو یہ اپنے مقتدا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی بھی تردید کرتا ہے۔ ”وان فی الصلوۃ عند ابی حنیفۃ لیسن الصلوۃ فی القعدۃ الاخیرۃ بعد التشہد ولا یجوز فی الاولیٰ“۔

نماز کے قعدہ اخیرہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تشہید کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنا سنت ہے اور قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنا منع ہے۔

اس پر یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کا یہ مسئلہ اصول کے خلاف ہے۔ کیونکہ آیت سے تو حضور ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہونے کا ثبوت ہے۔ امام صاحب علیہ الرحمہ اس کو صرف سنت بتاتے ہیں۔ تو صاحب ہدایہ حضرت امام مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شبہ کا جواب ہدایہ میں ارشاد فرمایا۔

”ان الصلوۃ علی النبی ﷺ خارج الصلوۃ واجب امامۃ او کلما ذکر فی کفہا لثوبۃ

الامر“۔ (تفسیر احمدی)

ہمارا عمل درود شریف کے وجوب پر بھی ہے کہ نماز کے باہر ایک بار یا جب جب حضور کا ذکر سنیں درود بھیجنا واجب جانتے ہیں تو ہم نے وجوب کے حکم پر بھی عمل کیا۔ البتہ نماز میں ہم بطور سنت آنحضرت کی

اتباع میں درود پڑھتے ہیں۔

یہ کتنی حیرت کی بات ہے کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نماز کے باہر بھی درود کو واجب بتاتے ہیں اور یہ بے بصیرت ابن زید بے قید نماز کے باہر درود شریف کو بے ضرورت بتاتا ہے۔ البتہ پسر زید اپنے قول میں ضرور جھوٹا ہے۔ جاہل اور گمراہ ہے۔

اب چند حدیثوں سے بھی درود شریف پڑھنے کے فضائل ملاحظہ ہوں:

(۱) عن ابی طلحة الانصاری ان رسول اللہ ﷺ جاء ذات یوم والبشری تری فی وجہہ فقلنا یا رسول اللہ ! البشری فی وجہک فقال انه اتانی الملك فقال یا محمد ان ربک یقول اما ترضی، ما احد من امتک صلی علیک الا صلیت علیہ عشر صلوات ولا یسلم علیک احد الا سلمت علیہ عشر مرات قال هذا حدیث صحیح الاسناد وقال الذہبی فی تلخیصہ قلت بل صحیح۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ اس حال میں تشریف لائے کہ خوشی آپ کے روئے منور سے پھوٹی پڑ رہی تھی، ہم نے آپ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا آج فرشتہ آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام مجھے پہنچایا۔ کہ آپ اس سے خوش نہیں کہ آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک بار درود بھیجے تو میں اس پر دس رحمتیں اتاروں۔ اور جو ایک بار سلام بھیجے میں دس بار اس پر سلامتی اور برکت نازل فرماؤں۔ امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح بتایا اور امام ذہبی نے اس کی تائید کی۔

(۲) عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال: ان لله ملئكة سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام۔ قال الحاکم صحیح الاسناد وایده الذہبی بقوله صحیح۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور مجھ پر سلام بھیجنے والوں کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس حدیث کو بھی حاکم اور ذہبی دونوں نے صحیح کہا۔

(۳) قال ابی ابن کعب قال: یا رسول اللہ ! انی اکثر الصلوة علیک فکم اجعل لك منها۔ قال: ماشئت وان زدت فهو خیر لك۔ قال النصف، قال وما زدت فهو خیر لك۔ قال ثلاثین قال ماشئت وان زدت فهو خیر لك۔ فقال: یا رسول اللہ ! اجعلها کلها۔ قال اذا تکفی همک یغفر لك ذنبک۔ قال حاکم هذا الحدیث صحیح الاسناد قال الذہبی

Click For More

صحیح۔

سید القراء حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر اکثر درود بھیجتا رہتا ہوں تو کتنا وقت میں اس کا خیر میں صرف کروں۔ آپ نے فرمایا: جتنا چاہو اور کچھ اور بڑھا دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا آدھا ٹائم؟ آپ نے وہی الفاظ دہرائے۔ پھر انہوں نے دو ٹکٹ ٹائم کہا۔ آپ نے وہی فرمایا۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر کہا: تب تو میں سارا ٹائم آپ پر درود پڑھنے میں ہی صرف کروں گا آپ نے فرمایا تم ایسا کرو گے تو سارے غموں سے نجات پاؤ گے۔ اور تمہارے سب گناہ معاف ہوں گے۔ اس حدیث کی بھی دونوں اماموں نے تصحیح کی ہے۔

یہ سب حدیثیں (مستدرک ص ۴۲۰ و ۴۲۱) میں ہیں۔

الحاصل قرآن شریف کی آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجنا اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا۔ حدیث میں ایک درود پر دس گنا اجر کا وعدہ فرمایا کہ اس گرانقدر وظیفہ کی قیمت بتائی گئی۔ اور اس پر حضور ﷺ نے خود بھی غیر معمولی مسرت ظاہر فرمائی۔ دوسری حدیث میں درود و سلام کے وصول و ابلاغ پر ساری دنیا میں فرشتوں کو مقرر فرمایا کہ اس ذکر مقبول کی اہمیت معلوم کرائی گئی۔ اور تیسری روایت میں نماز اور حواج زندگی سے فارغ اوقات کا کل حصہ درود کے لیے وقف کرنے پر غموں سے نجات اور کفارہ سینات کی بشارت دی۔ کیا اب بھی کوئی مسلمان درود شریف کی عظمت و مرتبت اور اس کی ضرورت کا انکار کر سکتا ہے؟ درود شریف اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ کو محبوب و مرغوب، اللہ کے نیک بندوں کو مطلوب و مقصود، کسی نے سچ کہا ہے کہ سورج کا نور پیارا ہے، مگر دکھتی آنکھوں کو برا لگتا ہے۔ میں کہتا ہوں درود شریف بھی دل پسند و دل آرا ہے۔ لیکن بیابانوں کو ناگوار ہوتا ہے۔ پسرزید کو بھی اپنے دل کا علاج کرنا چاہئے۔

اب دو حدیثیں درود شریف کو بے ضرورت کہنے والوں پر وعید کی بھی سن لیں۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: رغم انف رجل

ذکرت عنده فلم یصل علی رواہ الترمذی و صححہ۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۶

(۲) عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: البخیل الذی من

ذکرت عنده فلم یصل علی رواہ الترمذی و احمد۔ قال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح

(مشکوٰۃ شریف ص ۸۷)

غریب۔

Click For More

حضرت مولانا علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ دو حدیثیں مروی ہیں، ایک میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر سن کر درود شریف نہ پڑھنے والے کو ذلیل و خوار اور دوسری میں بے حد بخیل بتایا گیا۔ امام ترمذی نے ان دونوں حدیثوں کی تصحیح کی ہے۔

پس ایسی مسجدوں مدرسوں اور خانقاہوں کو بشارت ہو جو درود و سلام کے نعموں سے معمور رہتی ہیں خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہ ہے ☆ کہ دروے بود قیل و قال محمد

زید کا دوسرا قول بھی ایسا ہی واہی تباہی ہے۔

تفسیر احمدی ص ۴۲ میں ہے:

”ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب

لانه لم يذكر اسم غير الله وقت الذبح وان كانوا يندرونها له“

ہماری تحقیق سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ گائیں جو ہمارے زمانہ میں اللہ کے ولیوں کے لیے نذر کی جاتی ہیں وہ حلال و پاک ہیں۔ کیونکہ ان کو بھی اللہ کا نام پڑھ کر ہی ذبح کیا جاتا ہے۔ غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان جانوروں کا ثواب بزرگوں کو نذر کیا جاتا ہے۔ مگر پسر زید کو تو سور کے گوشت کا اتنا شوق ہے کہ اس کو مرغ کے گوشت سے بہتر بتاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

ایسے شخص اور اس کے حمایتوں کا ادنیٰ درجہ کا یہ حکم ہے کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ کہ پڑھ لی تو دہراؤ۔ ان کو امام بنانا گناہ۔ اور بن گئے ہوں تو بقدر استطاعت ان کو امامت سے علیحدہ کرنا ضروری۔

شامی میں ہے: ”مشی فی شرح المنیة ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم

(ج ۲/۲۵۵)۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۴ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

(۳۶-۳۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کھڑے ہو کر سلام پڑھنا کہاں سے ثابت ہے اور کیسا ہے؟

(۲) آواز سے سلام پڑھنا کیسا اور کہاں سے ثابت ہے؟

(۳) علمائے دیوبند کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۴) دیوبندیوں کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟ اور کہاں سے ثابت ہے؟

(۵) ایک شیر خوار بچہ یا بچی جس کی عمر ایک سال کے اندر ہی ہے۔ بھڑیا نے اس کے کمر سے

نیچے کا حصہ کھالیا اور باقی اوپر کا حصہ باقی رہ گیا ہے۔ یا نیچے کا پورا حصہ کھالیا ہے اور صرف سر باقی رہ

گیا ہے۔ اور اس چیز کا علم کسی کو نہیں ہے کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تو اب ایسی صورت میں اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اگر پڑھی جائے گی تو جنازہ میں لڑکی کی دعا پڑھی جائے گی یا لڑکے کی؟
(۶) زید کا قول ہے کہ وہابی کے یہاں کھانا پینا ناجائز ہے۔ اور بکر کا قول ہے کہ جائز ہے مال غنیمت سمجھ کر۔ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟
المستفتی محمد ارشاد حسین، جامعہ عربیہ انوار القرآن ضلع راجپور

الجواب

(۱-۲) اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سی باتوں کا حکم دیا۔ اور اس کا طریقہ بھی خود قرآن شریف میں رسول اللہ ﷺ کی زبانی بیان کرایا۔ اور تاکید کی کہ اس کو اسی طرح ادا کرو جیسے حکم ہے۔ قرآن شریف میں حکم ہوا: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ [البقرة: ۱۱۰] نماز قائم کرو۔ اور جبریل امین کو بھیج کر نماز کا طریقہ سکھایا کہ اس طرح نماز پڑھی جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو پڑھ کر بتایا۔ ”صلوا کما رأیتمونی“ تم اسی طرح نماز پڑھو جیسا مجھ کو پڑھتے دیکھا۔ اب اس میں کسی نے اپنی طرف سے کچھ کمی یا بیشی کی تو نماز ہی نہیں ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کا حکم دیا کہ یہ کرو۔ جیسے زکوٰۃ کہ اس کا ذکر بھی قرآن میں نماز کے ساتھ ہی ہوا۔ ”واتوا الزکوٰۃ“ (البقرة: ۴۳) مگر زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ زکوٰۃ دینے والے کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ یہ کچھ نہیں بتایا کہ زکوٰۃ بیٹھ کر دو یا کھڑے ہو کر۔ یا لیٹ کر، اگر اس کے خلاف کیا تو زکوٰۃ ہی ادا نہ ہوگی۔ اس کا مطلب ائمہ اسلام نے یہی سمجھا کہ اللہ پاک نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو زکوٰۃ دینے والے کی مرضی پر چھوڑا، کسی خاص حالت کا پابند نہیں کیا۔ زکوٰۃ کے لیے شریعت کی طرف سے چھوٹ ہے۔ کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، چلتے ہوئے جس طرح بھی دی جائے گی ادا ہو جائے گی۔ اب اگر کوئی آدمی یہ سوال کرے کہ زکوٰۃ کھڑے ہو کر دینا کہاں سے ثابت ہے؟ تو اس کا یہ سوال بے وقوفی ہو گا یا نہیں؟

پس اسی طرح درود و سلام کا مسئلہ ہے۔ اللہ پاک نے قرآن قرآن عظیم میں فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

اے ایمان والو! اپنے نبی پر درود و سلام بھیجو جیسا کہ اس کا حق ہے۔

قرآن شریف کی کسی آیت یا حدیث شریف میں پست یا بلند آواز یا کھڑے ہونے یا بیٹھنے یا لیٹنے

کی پابندی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر طرح سلام بھیجنے کی آزادی ہے۔ اور سب قرآن شریف کی

Click For More

اسی آیت سے ثابت ہے۔ یہ سوال کہ کہاں سے ثابت ہے اور کیسا ہے۔ بے وقوفی ہے۔

پھر جس طرح کسی بات کے جائز ہونے کے لیے قرآن و حدیث سے ثبوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ تو اس کے ناجائز اور منع ہونے کے لیے بھی تو ثبوت چاہئے۔ تو کوئی بھی منع کرنے والا یہ دکھا دے کہ قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا منع ہے۔ اگر وہ دکھانہیں سکتے تو انہیں غیرت ہونی چاہئے کہ ہم ممانعت کا ثبوت دکھانہیں سکتے تو اس کے جواز کے ثبوت پر حجت کرنے کا ہم کو کیا حق ہے؟

(۳) دیوبند کے چار بڑے عالموں مولوی رشید احمد گنگوہی۔ محمد قاسم نانوتوی۔ خلیل احمد انبٹھوی، اشرف علی تھانوی نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین آمیز عبارتیں لکھیں۔ بریلی کے حضرت مولانا الامام احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے بار بار ان سے مواخذہ کیا کہ یا تو ان عبارتوں کی کوئی ایسی تاویل کرو کہ عبارتیں کفری نہ رہیں۔ یا ان عبارتوں سے توبہ کرو۔ بار بار مطالبہ کے بعد بھی ان لوگوں نے کوئی صحیح تاویل نہ کی، نہ توبہ ہی کی۔

تو مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکہ و مدینہ شریفین کے علما کے پاس صفحہ اور مطبع کی نشان دہی کے ساتھ ان کتابوں کی وہ غلط عبارتیں لکھیں، مکہ و مدینہ شریفین کے بیسیوں علمائے کرام نے ان چاروں آدمیوں پر کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ ان لوگوں نے ایسا کفر کیا ہے کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اس لیے ہندوستان کے تمام سنی علماء اور عوام نے انہیں کافر سمجھا۔ مگر ان کے ماننے والے اب بھی ان سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اور پورا معاملہ جان کر بھی انہیں مسلمان اور اپنا پیشوا اور امیر جانتے ہیں، اس لیے یہ بھی ان کے کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے اسلام سے خارج ہیں۔ اور ہر وہ شخص جو علمائے دیوبند کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان سمجھے وہ دیوبندی اور کافر ہے۔ اب آپ اپنے سوال کے بارے میں خود ہی جواب دیجئے کہ کافر مسلمان کا امام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو دیوبندیوں کے پیچھے نماز کیسے جائز ہوگی؟

(۴) صرف دیوبندی ہی نہیں تمام گمراہ فرقوں کا یہی حکم ہے کہ ان سے میل جول اور محبت اور برادرانہ کھانا پینا جائز نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم" اپنے کو ان گمراہوں سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے علیحدہ رکھو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔

(۵) بعض جاہل حضرات اپنے جاہلانہ دماغ سے دینی مسائل کو بھی چیتاں اور پھیلی بنا کر مولوی صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ دیکھیں مولانا اس کا جواب دیتے ہیں یا نہیں؟

چنانچہ سائل پوچھتا ہے کہ بچہ کے کمر کے نیچے کا حصہ درندہ کھا گیا۔ یا صرف اس کا سر بچا ہے۔ اور اس کے مذکر یا مؤنث ہونے کا کسی کو علم نہیں۔ تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟ اور دعاء لڑکے کی ہوگی یا لڑکی کی؟ جواب یہ ہے کہ جس کا صرف سر ملا اس کی نماز جنازہ پڑھی ہی نہ جائے گی۔ لڑکے اور لڑکی کی دعا کا کیا سوال؟ بدائع الصنائع جلد اول ص ۳۰۲ میں ہے:

”ولو وجد الاكثر منه غسل لانه للاكثر حکم الكل۔ وان وجد النصف او اقل منه

لم يغسل لان الغسل للصلاة ومالم يزد عليه النصف لا يصلى عليه فلا يغسل۔

اسی طرح غنیۃ شرح منیہ ص ۵۳۶ میں ہے: ”ولم یصح بالصلوة علی العضو“ اگر جسم کا اکثر حصہ پایا گیا تو نماز پڑھی جائے گی اور غسل دیا جائے گا۔ کہ اکثر کے لیے کل کا حکم ہے۔ اور آدھا یا اس سے کم پایا گیا تو نہ غسل دیا جائے گا نہ نماز پڑھی جائے گی۔ اور کسی صحیح روایت سے ایک عضو پر نماز پڑھنا ثابت نہیں۔

اور پہلی صورت جس میں سر اور بالائی دھڑ ملنے کی تصریح ہے۔ اس صورت میں بھی اس کی تذکیر و تانیث سے پہلے نماز پڑھنے کے لیے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ وہ یا اس کے ماں باپ میں سے کوئی مسلمان ہے یا نہیں؟ کیونکہ نماز جنازہ کے لیے میت کا مسلمان ہونا یا نابالغ ہو تو احد الا بوین کا مسلمان ہونا ضروری ہے

عالمگیری میں ہے: ”و شرطها اسلام الميت و طهارته“۔ (جلد اول ص ۶۲)

اور سائل نے لڑکے یا لڑکی کی دعا والی اڑچن پیدا کرنے کے لیے یہ شرط لگا دی کہ کسی کو یہ علم نہیں کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی۔ اور یہ صورت تو ممکن ہی نہیں کہ اس کے ماں باپ کا تو پتہ ہو مگر لڑکا یا لڑکی ہونے کا پتہ نہ ہو۔ کیونکہ والدین کو تو لڑکا یا لڑکی ہونے کا پتہ ضرور ہوگا۔ تو سائل کا یہ سوال ہی فرضی اور غیر واقعی ہوا جاتا ہے۔

اور اس حقیقت سے بھی یہ سوال فرضی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حادثات عموماً ایسی آبادی میں واقع ہوتے ہیں جو ایسے جنگلوں کے آس پاس ہوتی ہیں جہاں آدم خور درندے رہتے ہیں۔ اور ایسے حادثات کی شہرت صرف وہیں نہیں آس پاس بھی بلکہ دور تک پھیل جاتی ہے۔ کہ فلاں کا لڑکا درندہ پھاڑ گیا۔ یا فلاں کی لڑکی بھیریا کھا گیا۔ تو عام طور سے ایسے حادثات میں اسلام و کفر اور تذکیر و تانیث کا معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں۔ بہر حال یہاں تانیث و تذکیر کے علم سے پہلے اسلام و عدم اسلام کی معرفت ضروری اور مقدم ہے۔ اور عدم علم کی صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر میت میں اسلام کی کوئی علامت ہو یا وہ مسلمانوں کی آبادی میں پایا گیا ہو تو مسلمان جان کر نماز پڑھی جائے۔

اور اگر سائل کا سوال جوں کا توں تسلیم کر لیا جائے تو بھی دعائے جنازہ کے لیے کوئی شرط نہیں کہ

یہی دعا پڑھی جائے: ”اللهم اغفر لحبنا ومبتنا“

بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ اور بچوں کے لیے جو دعا ہے اس میں صرف مذکورہ مونت کی ضمیروں کا فرق ہے۔ اگر لڑکوں والی دعا پڑھی جائے تو یہ سوچ لے کہ میں اس جسم والے کے لیے دعا کرتا ہوں اور مونت والی دعا پڑھے یہ سوچ لے کہ میں اس ذات کے لیے دعا پڑھ رہا ہوں جس کی نماز ہو رہی ہے۔

(۶) اس سوال کا جواب سوال نمبر ۴ میں ہو چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

سلام و مصافحہ کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ کہ فاسق معلن داڑھی منڈ اور اعلانیہ گناہ کرنے والے کی تعظیم اور اس سے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا عندالشرع جائز ہے؟ تحریر فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی، سلامت اللہ موضح جوڑیکوئیاں ضلع گوٹہ

الجواب

فاسق معلن کی تعظیم یا اس سے ابتدا بہ سلام منع ہے، البتہ وہ سلام کرے تو اس کا جواب دینا واجب ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: ۸۶]

واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی کیم ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(۲-۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) شرابی کو سلام کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر یہ معلوم ہو کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے اگر وہ سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دیا

جائے یا نہیں؟

(۳) جو شخص شراب پیتا ہے اس کے گھر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) شرابی کے گھر آنا جانا یا دیگر تعلقات رکھنا درست ہے یا نہیں؟

(۵) اگر شرابی کسی قسم کی امداد کرتا ہے اسے قبول کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی

میں مفصل جواب تحریر کریں۔ المستفتی، قاری غلام رسول، دھوسنگھ بازار

الجواب

Click For More

(۱) علی الاعلان شراب پینے والا فاسق معین ہے اور فاسق سے ابتداء بہ سلام کرنا جائز نہیں۔
(۲) شرابی کے سلام کا جواب دیا جائے گا۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء: ۸۶) کوئی سلام کرے تو اس کا اچھا جواب دو یا وہی لوٹا دو۔
(۳) شرابی جب پینے کھانے میں مصروف ہو، اس وقت اس کے ساتھ بیٹھنا یا کھانے میں شریک ہونا جائز ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَأَمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (الانعام: ۶۸) اس کے علاوہ نشست و برخاست، اکل و شرب میں اگر اس بات کا ڈر ہو کہ اس کے برے اثرات قبول کریں گے، یا لوگ آپ کو بدنام کریں گے تو آپ اس سے بھی بچئے اور آپ کو یہ توقع ہو کہ آپ اپنے اثر سے اس کی اصلاح کر دیں گے تو تعلقات رکھ سکتے ہیں، ورنہ نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید ایک شخص بڑا پرہیزگار، اپنی نماز بھی بڑی پابندی سے پڑھتا رہتا ہے۔ روزہ بھی نہیں چھوڑتا ہے اور اپنے کو بڑا سنی بھی بناتا ہے، لیکن وہ شخص دوکاندار ہے، اگر دوکانداری کے وقت اس کے احباب و دوست ملنے یا سلام کلام کے لیے اس کی دوکان پر چلے گئے تو سلام کا جواب نہیں دیتا ہے اور نہ نظر ملاتا ہے۔ وہ شخص اپنی دوکان سے ہٹنے کے بعد انہی دوست و احباب کو تلاش کرتا ہے، اس بد اخلاقی کے بارے میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ کیا اس شخص کا فرض نہیں بنتا ہے کہ دور سے آنے والے دوست احباب کی خیریت دریافت کرے۔ دوست و احباب مایوس لوٹ جاتے ہیں۔ دولت کمانے کے لیے وہ شخص سب کو بھول جاتا ہے اور وہ یہی کہتا ہے کہ دوکانداری کے وقت گراہک کے علاوہ میں کسی کو نہیں پہچانتا ہوں، یہ مجھ کو دولت کمانے کے بہترین طریقہ کا تجربہ ہے۔ حضور آپ سے تجارت، اسلام اور خشیت تینوں کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی سے چاہتا ہوں۔

المستفتی: بدرالزمان امجدی روڈ گھوسی

الجواب

سائل نے اپنی تحریر میں حق اور محبت دونوں کو خلط ملط کر دیا ہے کہ محبت کے ساتھ ساتھ حقوق کی بھی وہائی دی ہے۔ حالانکہ بہت سے حقوق ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق محبت سے نہیں اور بہت سے حقوق محبت کی بھی پیداوار ہیں۔ مثلاً سوال میں ذکر کیا ہوا سلام کہ اس کا تعلق حقوق اسلامی سے ہے۔ سلام اور جواب سلام کی بنیاد دوستی اور محبت پر نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

Click For More

ان رجلا سئل عن النبی ﷺ ای الاسلام خیر قال ان تقرء السلام علی من تعرف
و من لم تعرف. (بخاری شریف)

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی عادت سب سے اچھی ہے؟ آپ
نے فرمایا تم اس مسلمان کو بھی سلام کرو جس کو پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے۔

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو یہ صورت ہے کہ آپ پہل کر کے کسی مسلمان کو سلام کریں اور
دوسری صورت یہ ہے کہ ابتداء دوسرا مسلمان کرے۔ سلام کی ابتدا کرنے کی شرط یہ ہے کہ آپ جس کو سلام
کر رہے ہیں، اس کے بارے میں آپ اتنا جانتے ہوں کہ سنی مسلمان ہے، کافر یا فاسق و قاجر نہیں۔ تو
ایسے آدمی کو سلام میں سبقت کرنے میں بڑا اجر و ثواب ہے۔ اس میں دوستی اور جان پہچان کو کوئی دخل
نہیں۔ آپ کو اس کا صحیح العقیدہ مسلمان ہونا معلوم ہے تو آپ اسے سلام میں سبقت کریں، ذاتی طور پر اس
کو پہچانتے ہوں یا نہ پہچانتے ہوں۔

واضح ہو کہ سلام کی یہ مسابقت سنت ہے۔ اگر آپ نے ایسے شخص کو سلام نہ کیا تو اپنا گھانا کیا،
ثواب سے محروم رہے، لیکن ایسے شخص سے خود بڑھ کر سلام نہ کرنے کی وجہ سے آپ کے خلاف فرد جرم قائم
نہ ہوگی، نہ آپ پر گناہ عائد ہوگا۔ اور آپ کے کسی مسلمان بھائی نے آگے بڑھ کر آپ کو سلام کیا تو آپ پر
اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے اگرچہ وہ سلام کرنے والا فاسق و مجرم ہی کیوں نہ ہو، کہ ہر بھلے برے
مسلمان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ آپ نے ایک مسلمان کے سلام کا جواب نہ دے کر گناہ کیا۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ (النساء: ۸۶)
اور کوئی مسلمان تم کو سلام کرے تو اس سے اچھا جواب اس کو لوٹاؤ نہیں تو جیسا اس نے کیا وہی لوٹا دو۔
اسلامی حقوق کی تفصیل کتب احادیث و فقہ میں موجود ہے، وہاں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

مثلاً حدیث شریف میں ہے: حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام، عیادة

المریض، اتباع الجنائز، اجابة الدعوة، تشیمت العاطس۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ اس کے سلام کا جواب دینا بیمار ہو تو عیادت
کرنا، مرجائے تو جنازے میں شریک ہونا، دعوت دے تو قبول کرنا اور چھینک کر الحمد للہ کہے تو اس کے
جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ یہ سب اسلامی حقوق ہیں ان کو دوستی اور محبت سے تعلق نہیں ہے۔

میاں بیوی، باپ بیٹا، دوست و احباب کے جو حقوق و فرائض ہیں ان میں کچھ اسلام کی بنیاد پر
کچھ رشتے کے دائرے میں آتے ہیں جن کا تعلق حکم حقوق و فرائض سے یکساں ہے۔ کچھ ادب و تہذیب

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے دائرے میں تو ہر بات کو ایک ترازو میں تولنا صحیح نہیں ہوگا۔ ہر مسئلے کا دائرہ متعین کرنا ہوگا، ہر بات کا درجہ اور مرتبہ لکھنا ہوگا، تب صحیح حکم معلوم ہوگا۔

آپ نے محبت کے بارے میں بھی سوال کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب احیاء العلوم میں محبت اور دوستی کے موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہم اس کا ضروری خلاصہ تحریر کرتے ہیں:

(۱) محبت اور دوستی کا مقصد دنیا کا کوئی مذموم مقصد حاصل کرنا ہو جیسے مرد عورت کے ناجائز تعلقات، خوش رو لڑکوں سے غلط تعلقات، تو ایسی دوستی اسلام میں سخت ممنوع و حرام ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ فوراً ختم کی جائے نہ کہ اس کی بنا پر حقوق و فرائض کا مطالبہ کیا جائے۔

(۲) محبت کرنے والے کا مقصد اس دوستی سے دنیا کا کوئی برایا بھلا مقصد حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس شخص کی دوستی کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اسے اچھا لگتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دو یا چند آدمیوں میں دوستی کی بنیاد کبھی موافقت و مجانست طبعی بھی ہوتی ہے، آپ تھوڑی دیر اس کا قرب حاصل کرنے میں اپنے دل میں سکون و راحت حاصل کرتے ہیں تو ایسی محبت کر سکتے ہیں، مباح ہے نہ اس میں ثواب ہے، نہ گناہ ہے۔

(۳) محبت کی تیسری قسم وہ ہے کہ جس سے محبت کرتے ہیں اصل محبوب وہ نہیں ہے، بلکہ وہ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے یعنی اس آدمی سے محبت کی وجہ اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے دنیاوی فوائد ہیں۔ جیسے اگر چاندی سونے سے محبت کرتے ہیں تو چاندی نہ آدمی کا پیٹ بھرے نہ آنکھ ٹھنڈی کرے، لیکن اس کے ذریعہ سے آدمی اپنے بہت سارے مقاصد پورے کرتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں: اس محبت کی غرض چونکہ طلب دنیا ہے، اس لیے یہ بھی شرعاً محمود و پسندیدہ نہیں ہے، اور یہ محبت بھی اس دائرے سے خارج ہے جو شرعاً مطلوب و محبوب ہے۔

(۴) چوتھی قسم یہ ہے کہ محبت کرنے والے کا اس دوستی سے مقصد تو ہے مگر طلب دنیا نہیں طلب آخرت ہے تو یہی محبت ”حب فی اللہ“ میں داخل ہے اور یہی شریعت کا مقصود و مطلوب ہے۔ اس کے معاملات نازک اور لطیف ہیں اور اس پر عمل پیرا ہونا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔

بحث کو انجام تک پہنچانے کے لیے ہم یہ مان لیتے ہیں کہ آپ لوگوں کی محبت ”حب فی اللہ“ والی تھی اور اسی محبت کے دائرے میں آپ کے سوالوں کا جواب دیتے ہیں۔

سوال کے جواب کے سلسلے میں ہم پہلے ہی پتا چکے ہیں ہر مسلمان کے سلام کا جواب دینا واجب ہے،

بشرطیکہ خود سلام کرنے والے کا سلام ہی بے موقع نہ ہو، جو آدمی کھانا کھانے میں مشغول ہو، جو ایک یا چند آدمیوں سے کسی دینی بات میں مشغول ہو۔ طالب علم سبق پڑھ رہا ہو، استاد پڑھا رہا ہو، نماز کی اذان ہو رہی ہو، لوگ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوں، تلاوت کر رہے ہوں، یا ذکر و یاد خدا میں مصروف ہوں۔ ایسے لوگوں کو کوئی دوسرا آدمی سلام نہ کرے، اس نے غلطی سے کر دیا تو ان لوگوں کو جواب دینا کچھ ضروری نہیں۔

پس صورت مسئلہ میں آپ کا سلام اگر بے موقع نہ تھا تو آپ کے دوست پر جواب واجب تھا اور جواب نہ دے کر وہ ضرور گناہ گارہ ہوئے۔ آپ کے سوال کا دوسرا آئیٹیم پاس بلا کر بات چیت کرنا ہے۔

بلاشبہ اس مدعی حب فی اللہ کے دوست احباب نے اگر اسے سلام کیا تو اس کو سلام کا جواب دینا چاہئے تھا، بلا کر بیٹھانا چاہئے تھا، ممکن ہو تو خاطر تواضع بھی کرنا چاہئے تھا، کسی ضرورت کے لیے آیا ہو اور اس کے امکان میں ہو تو مدد بھی کرنا چاہئے تھا، اور کوئی مجبوری تھی مثلاً دوکان کے وقت دوستوں کو دوکان پر بیٹھا کر دلچسپی کی باتیں کرنا کہ اگر اس شخص کے چار مخلص دوست ہوں اور ان چاروں نے روزانہ باری باری سے آ کر گھنٹہ بھر بیٹھنے کی عادت بنالی تو ان کی تو تفریح ہوئی مگر اس کے کام کا چار گھنٹہ برباد ہوا۔ تو ایسی مجبوری میں وہ نہات نرمی سے سمجھا کر انہیں کسی فرصت کے وقت میں آنے کا یا خود ان کے پاس پہنچنے کا مشورہ دیتا۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثلاث یصفین لك . وداخیک ان تسلیم علیہ اذا لقیته
اولا و توسع له فی المجلس و تدعوه باحب اسمائه الیہ و من ذلك ان تثنی علیہ بما تعرف
من محاسن افعاله و كذلك الثناء علی اہله و اولادہ من غیر کذب و افراط .
(احیاء العلوم جلد ۱ ص ۱۷۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تین باتیں تمہارے احباب کے ساتھ تمہارا، محبت میں رنگ پیدا کریں گی۔ جب اس سے ملاقات کرو تو سلام کرو، تمہارے پاس آئے تو مجلس میں کھسک کر اس کے لیے جگہ بناؤ، اور اس شخص کو جو نام سب سے زیادہ پسند ہو اس کے ساتھ اسے پکارو، اور اس میں اور اس کے اہل و عیال میں جو عملی خوبیاں ہوں تو ان کو بیان کرو، نہ خلاف واقع تعریف کرو، نہ حد سے بڑھاؤ۔ لیکن آپ کے دوست نے کچھ بھی نہیں کیا، منہ موڑ لیا، نہ بات چیت کے لیے وقت دیا، نہ معذرت کی تو اللہ تعالیٰ کے دفتر سے اس کا نام اللہ تعالیٰ کے لیے دوستی کرنے والوں کی فہرست سے نکال دیا گیا اور دنیا دار غرض مندوں کی صف میں اس کو شامل کر دیا گیا۔ آپ لوگ بھی اللہ کے واسطے ہی دوستی کے دعویدار تھے تو ایسے وقت میں آپ حضرات کا کیا فرض بنتا ہے۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بہار شریعت جلد سولہ صفحہ ۲۷ میں ہے: اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی اس سے ناراض نہ ہو، اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ، خوشی خوشی وہاں واپس آ جاؤ، ہو سکتا ہے کہ اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو، کسی ضروری کام میں مصروف ہو۔

اور آپ نے کیا کیا اس کی برائیوں کا چارٹ بنایا اور اس کے خلاف شریعت کا حکم حاصل کرنے کے چکر میں لگ گئے، کیا آپ کو یہی کرنا چاہئے تھا؟۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لا یکلف اخاه ما یشق علیہ بل یروح سرہ من مهماتہ وحاجاتہ ویرفہہ عن ان یحملہ شیئا من اعبائہ فلا یستمد منه من جاہ و مال ولا یکلفہ التواضع لہ و التفقد لا حوالہ و القیام بحقوقہ بل لا یقصد بمحبتہ الا اللہ تعالیٰ تبرکاً بدعائہ۔ (احیاء العلوم ۱: ۱۸۶)

اپنے دینی بھائی پر ایسا بوجھ نہ لادے جو اس پر شاق ہو، بلکہ اپنی پریشانیوں سے اس کی روح کو آزاد رکھے اور اپنی مشقت اس پر نہ لادے، کہ وہ فارغ البال رہے، نہ اس کے مال سے مدد کا طلبگار ہو اور نہ اس سے اپنی تواضع کا خواستگار ہو اور وہ اس سے اپنے حالات کی درستگی کی امید کرے، ہو تو اس کی مدد کرے اور اس کے ساتھ اللہ والی محبت کا کوئی دنیاوی بدلہ نہ چاہے، اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔

تو آپ کی طرف سے ان کی سرد مہریوں کا جواب تو یہ ہونا چاہئے تھا لیکن ان کی بے رخی کے جواب میں آپ ان کے خلاف کیا کر رہے ہیں، اس کو آپ سے زیادہ کون جانے گا۔ تو ہمارے نزدیک آپ کی دوستی بھی آپ کے دوست کی دوستی کی طرح دنیاوی غرض مندانہ دوستی ہے۔ اور پہلے تفصیل سے بتا چکے ہیں کہ شریعت کے نزدیک ان دوستیوں کی کوئی قیمت نہیں جو دنیا داری کے خانہ میں آتی ہیں، نہ ان کا کوئی حق بنتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

”صل من قطعک واعف عن ظلمک واحسن الی من اساء الیک“

جو تم سے تعلق توڑے تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو، جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو، جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مسوے ۱۸ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

اس زمانہ میں اکثر مسجدوں میں دیکھا جاتا ہے کہ لوگ عصر اور فجر کی نماز کے بعد فوراً امام سے سلام و مصافحہ کرتے ہیں اور اسی طرح عید کی نماز کے بعد بھی امام سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں اور آپس میں بھی ایک دوسرے کو سلام اور معانقہ کرتے ہیں اور اس کو سنت سمجھتے ہیں۔

اب سمجھنا یہ ہے کہ یہ عصر اور فجر کے اور عید کی نماز کے بعد مذکورہ بالا مروجہ سلام و مصافحہ و معانقہ حضور اور صحابہ کے زمانے سے ثابت ہے یا نہیں؟ نیز اس کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور ان کے مقلدین علما کا کیا فتویٰ ہے؟ جواب سے مع حوالہ اطلاع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں کہ مزید تحقیق کی ضرورت باقی نہ رہے۔ بینواتو جروا

نوٹ: کتاب کا حوالہ مع عبارت و صفحہ نمبر کے ہونا چاہئے۔ سوال عام سلام و مصافحہ و معانقہ کے بارے میں نہیں ہے۔ اس خاص سلام و مصافحہ و معانقہ کے بارے میں ہے جو مخصوص ہے بعد نماز عصر اور فجر اور عید کے ساتھ۔
استفتی: محمد الیاس

الجواب

خاص کا حکم عام کے حکم سے ہی نکلتا ہے۔ اس لیے دونوں کو الگ نہ سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ یہ خاص مصافحہ و معانقہ اسی عام سلام و مصافحہ سے ثابت ہے۔ شامی میں ہے:

”اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء و اماما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على الوجه ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة و كونهم حافظوا عليها في بعض الاحوال و تركوا كثيرا من الاحوال و اكثرها لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها۔ قال الشيخ ابو الحسن البكري و تفيده بما بعد الصبح والعصر على عادة الناس و الا فعقب الصلاة كلها كذلك كذا في رسالة الشر نبلا في المصافحة و نقل مثله عن الشمس الحلواني و انه افتى به مستدلا بعموم النصوص الواردة في مشروعيتها و هو الموافق لما ذكره الشارح من اطلاق الحقوق“ (جلد خامس باب الکراہیۃ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۸/ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

بالفرض چار آدمی ایک ساتھ بیٹھے ہیں اور ایک پانچواں شخص آتا ہے تو کیا مذہب اسلام یہی حکم دیتا ہے کہ پانچواں آدمی سلام کرے گا تو کرے گا۔ اگر یہ چار شخص عرض کر دیں گے تو کیا اسلام کے خلاف کام کریں گے۔

دیگر بات یہ ہے کہ وہی پانچواں شخص ان لوگوں سے جب بات چیت کر کے واپس ہوا تو اس نے

ان لوگوں کو سلام نہیں کیا۔ بلکہ ان چاز میں سے ایک شخص نے اس کو سلام کیا۔ اس شخص کا اس واپس ہونے والے کو سلام کرنا اسلام کے موافق ہے یا مخالف؟ اور اسے ثواب ملے گا یا نہیں؟ فقط والسلام

الجواب

حکم تو یہی ہے کہ آنے والا بیٹھنے والے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والے کو سلام کریں۔ عالمگیری میں ہے: "وَيَسْلُمُ الرَّاَكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْقَائِمُ عَلَى الْقَاعِدِ وَيَسْلُمُ الَّذِي يَأْتِيكَ مِنْ خَلْفِكَ" لیکن یہ حکم اس درجہ موکد نہیں کہ اس کے خلاف کرنے سے گناہ کا فتویٰ دیا جائے گا، ہاں ظلم و تکبر وغیرہ کے سبب ایسا کرنا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ ۲ شعبان ۱۳۸۲ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پورا عظیم گڑھ الجواب صحیح: عبدالعزیز عینی عنہ

(۱۰-۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں۔

(۱) اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو یوں کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لیکن وہ مسلمان بغض کینہ کدورت خود اپنے دل میں رکھ کر سلام کو سنتے ہوئے بھی سلام کا جواب نہ دے تو کیا سلام کا جواب نہ دینا اسلام میں جائز ہے؟ اگر نہیں تو جواب نہ دینے والے شخص پر کون سا فتویٰ عائد ہوتا ہے؟۔

(۲) کسی مسلمان کے گھر میت ہو اور اس موضع کی مسجد کا امام اس کے گھر والوں سے یوں کہے کہ فلاں فلاں شخص کو جنازہ میں شریک ہونے کی دعوت نہیں دو گے تو میں نماز جنازہ پڑھانے چلوں گا، مذکورہ مسلمان امام کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور چند مسلمان کو جنازہ میں شرکت کے لیے دعوت نہیں دیتا، اس کے بعد وہ مسلمان تین مرتبہ امام کے یہاں نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جاتا ہے، بالآخر امام یہ جواب بڑی بے رخی سے دے دیتا ہے کہ جاؤ فلاں شخص (ایسا شخص جس نے خانگی منصوبہ بندی کے تحت نس بندی کراہی ہو اور امام اس کے بارے میں اس کے پہلے اعلان کر چکا کہ نس بندی کرانے والے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں) سے نماز جنازہ پڑھو اور قطعی طور پر امام خود جنازہ میں شرکت نہیں کرتا ہے۔

المستفتی: احقر وصی احمد جونیر ہائی اسکول آسٹریلیا حال مقام کر بریلیا

الجواب

(۱) مسلمان کے السلام علیکم کا جواب نہ دینے والا گنہگار ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: ۸۶]
(۲) نماز جنازہ موضع کے تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، یعنی اگر بغیر نماز پڑھے مردہ دفن کر دیا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تو بستی کے سب سمن سہنگار ہوئے اور اگر کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھ لی تو سب لوگوں کے سر سے بوجھ اتر گیا۔ رہ گیا امام صاحب کا نماز جنازہ نہ پڑھنا تو اگر کسی مصلحت شرعی کی وجہ سے ہو مثلاً مرنے والا کسی گناہ میں مبتلا تھا اور منع کرنے پر بھی نہیں مانتا تھا۔ امام صاحب نے ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ دوسروں کو عبرت ہو اور گناہ سے باز آئیں تو شرعاً اس میں حرج نہیں ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ شریف آئے تو دیکھا ایک انصاری بری طرح یہودیوں کے قرض میں گرفتار ہیں، اس سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو روکا اور فرمایا جو قرض دار مر گیا میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ تو ایسے آدمی کی نماز جنازہ حضور خود نہیں پڑھتے تھے، دوسرے مسلمانوں کو حکم دے دیا کہ تم پڑھا دو، پس اگر ایسا ہی یہاں بھی ہے تو امام نے عین سنت کے مطابق کیا، اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر بلا کسی شرعی وجہ سے انکار کر دیا تو غلط کیا۔ اور ایک مسلمان کے ساتھ بد اخلاقی کی۔ لیکن یہ اتنا بڑا جرم نہیں کہ اس کی امامت کے خلاف فتویٰ دیا جائے، جرم اس وقت ہوتا کہ اس کے علاوہ کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ ہوتا اور مردہ بے نماز کے دفن کر دیا جاتا، جیسا کہ اوپر تحریر ہوا۔ اسی کے لگ بھگ تفصیل نس بندی کے مسئلہ میں بھی ہے، اگر توبہ کر لی تو اس کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور امام صاحب نے اس کی امامت کے ناجائز ہونے کا مسئلہ غلط بتایا، اس لیے ان کو رجوع کرنا چاہئے اور اعلان کر دینا چاہئے کہ وہ مسئلہ میں نے غلط اور لاعلمی میں بتایا تھا۔ اور اگر اب تک وہ اپنے اس فعل پر اڑا ہوا ہے اور نس بندی کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتا اور اپنے اس فعل پر نادم نہیں تو اس کی امامت ناجائز۔ اور امام صاحب نے اس کی امامت کی ممانعت کا حکم دے کر ایک گناہ کیا، ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے، اگر توبہ کر لیں تو ان کی امامت میں کوئی خلل نہیں۔

ایک ہدایت:- بلاشبہ امام کو ایسے عیوب سے پاک ہونا چاہئے جس سے اس کی امامت میں خلل آئے، لیکن یہ بڑی بے انصافی ہے کہ امام کے خلاف تو فتویٰ پوچھا جائے اور خود اس سے بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہا جائے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں ہو، آدمی کو اپنی کوتاہیوں کا محاسبہ بھی کرنا چاہئے بلکہ آج کل تو یہ حال ہے کہ جب تک امام سے راضی ہیں، امام کے لیے سات خون معاف، اس کی کوتاہیوں کی بھی تاویل اور اس کی غلط حمایت کی جاتی ہے اور جہاں ذرا خلاف ہو تو اس میں ہزار کیڑے نکالے جاتے ہیں اور اصلاح کی کوشش سے قطع نظر اس کو امامت سے علیحدہ کرنے سے کم کی بات نہیں ہوتی، مسلمانوں کو کسی عالم میں بھی انصاف کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی رئیس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سجدہ تعظیسی کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اپنے رسالہ ”الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ“ کے
فصل سوم ص ۷۰ کے تحت فرماتے ہیں ”و جیز الامام حافظ الدین محمد بن محمد کر دری
جلد ۶ صفحہ ۳۴۳ و بهذا علم ان ما یفعله الجهلة لظواغبتهم ویسمونه ”پائے گاہ“ کفر
عند بعض المشائخ و کبیرۃ عند الكل فلو اعتقدوا مباحۃ لشیخہ فهو کافر وان امرہ شیخہ
به ورضی به مستحسننا له فالشیخ النجدی ایضا کافر ان کان قد اسلم فی عمرہ“
یہاں سے معلوم ہوا کہ جو سجدہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے ہیں اور اسے ”پائے گاہ“ کہتے
ہیں، بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے، اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے، پس اگر اسے اپنے پیر کے لیے جائز
جانے تو کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کر کے اس پر راضی ہوا تو وہ شیخ
نجدی خود بھی کافر ہوا، اگر کبھی مسلمان تھا بھی۔

اقول: یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لیے سجدہ کے خواہش مند غالباً شرع سے آزاد اور
بے قید و بند ہوتے ہیں، یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کر
اب ہوئے، والعیاذ باللہ۔ اور فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر کے صفحہ ۱۸۳ پر فرماتے ہیں: بالجملہ فریق ثانی
کے اکثر احکام صحیح ہیں، اس کی سڑی فاحش غلطی سجدہ تحیۃ کی تحلیل ہے، صحیح یہی ہے کہ سجدہ تحیۃ حرام ہے، یہ
مسئلہ ان سب میں بڑا ہے، عندا تحقیق یہ بھی اس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پرانہ دیشہ کفر ہو۔ ”کیف وقد
قال به سلطان الاولیاء سید نظام الحق والذین رضی اللہ تعالیٰ عنہ واستدل بانہ کان واجبا
ثم نسخ الوجوب وینبغی النذب“

الزبدۃ الزکیۃ میں جو سوال آیا ہے وہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ پھر ۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ کا ہے۔
فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں جس سوال کے جواب میں وہ حکم تحریر ہے وہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ کا ہے۔
تعارض مذکور کے دفعیہ کے لیے ایک صاحب نے فرمایا ہے کہ چونکہ الزبدۃ الزکیۃ بعد میں لکھی گئی، اس
لیے اس کو ترجیح ہے۔ ہو سکتا ہے پہلا فتویٰ لکھتے وقت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی وہ تحقیق رہی ہو کہ کفر نہیں،
بعد میں یہ تحقیق ہوئی کہ سجدہ تحیۃ کی تحلیل کفر ہے، اس پر یہ گزارش ہے کہ (اولاً) یہ ضروری نہیں کہ سوال
جس ترتیب سے آئے اسی ترتیب سے جواب بھی لکھا جائے، ایسا بہت ہوتا ہے کہ بعض سوالات کے

جوابات میں کسی وجہ سے تاخیر بھی ہو جاتی ہے، اس لیے سوال کی تاخیر یا تقدیم سے جواب کی تقدیم و تاخیر لازم نہیں (مثلاً) جب خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس کے ناقل کہ سلطان الاولیاء حضرت محبوب الہی سجدہ تحیۃ کے مستحب ہونے کے قائل ہیں تو الزبدہ الزکیہ میں مذکور فتویٰ سے حضرت محبوب الہی کافر ہوئے، اس کا کیا جواب ہوگا؟

المستفتی، محمد احمد عرف مثنیٰ شاہ جہاں پورا کبر پور ۱۲ بیج الثانی ۱۷ ادا ستمبر ۱۹۸۷ء

الجواب

آپ کے سوالات کو بہت دن ہو گئے، سوالات کثرت سے رہتے ہیں اور میں بیمار، اس لیے میرا طریق عمل یہ ہے کہ مسلمانوں کے روزمرہ کے مسائل کو مقدم رکھتا ہوں اور ایسے مسائل جن کا تعلق تحقیقی امور سے ہے، ان کا جواب تب لکھتا ہوں کہ ان کی صحیح صورت حال میرے نزدیک واضح ہو جائے، چنانچہ تھوڑا اطمینان حاصل ہوا تو میں نے ”الزبدۃ الزکیۃ“ کا مطالعہ کیا۔ میں اس سے جو کچھ سمجھا ہوں عرض کر رہا ہوں۔ سجدہ تحیۃ کا حکم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الزبدۃ کے شروع میں تحریر فرمایا ہے، اس کے بعد تفصیلی بحث شروع کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: سجدہ تحیۃ حرام و گناہ کبیرہ بالیقین، اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین، ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول، اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول (فتاویٰ رضویہ، ہم نصف آخر صفحہ ۳۱۳ رسالہ زبدۃ الزکیہ)

اس عبارت سے دو باتیں واضح ہوئیں:

(۱) سجدہ تحیۃ حرام و گناہ کبیرہ ہے۔

(۲) اس کے کفر ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء نے اسے کفر قرار دیا ہے مگر حقیقت وہ

کفر نہیں، کفر سے ان کی مراد کفر صوری وغیرہ ہے۔

اس عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ زبدۃ الزکیہ میں بھی اعلیٰ حضرت نے وہی لکھا ہے جو

آپ نے فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر صفحہ ۱۸۳ پر تحریر کیا ہے (جس کو آپ غلط فہمی سے الزبدۃ کے

معارض سمجھ رہے ہیں) آپ کا مسلک یہی ہے کہ سجدہ تحیۃ حرام ہے، کفر نہیں۔ اور امام حافظ الدین کروری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے جو کچھ لکھا ہے وہ امام مذکور کا قول یا اس کی تفسیح و تشریح ہے، خود امام احمد

رنا قدس سرہ کا مذہب یہی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہی ہے کہ آپ نے زبدۃ فصل اول کا عنوان قائم کیا

(قرآن عظیم سے سجدہ تحیۃ کی تحریم۔ تو دعویٰ آپ کا صرف تحریم کا ہے کفر کا نہیں، دلیل میں آپ نے یہ آیت

کریمہ پیش فرمائی ﴿أَيُّكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ۸۰] کیا خدا تمہیں

مسلمان ہونے کے بعد کفر کا حکم دے گا۔ تفصیل یوں بیان کی کہ بعض صحابہ نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم آپ کو سجدہ تعظیسی کریں تو آیت اتری کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اجازت نہیں دیتا، اس لیے سجدہ تعظیسی حرام ہوا، سوال یہ ہے کہ آیت میں تو اس کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کفر ہونے کا انکار کیسے کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں: اس لیے کہ یہ سجدہ گذشتہ امتوں میں جائز تھا، کفر ہوتا تو جائز نہ ہوتا کہ کفر کسی زمانے میں جائز نہیں۔ یہاں اس کی تعبیر جو لفظ کفر سے ہے اس کی وجہ حرمت کی شدت بتانا ہے کہ ایسا حرام ہے کہ صورت میں کفر کے مشابہ ہے کہ سجدہ عبادت بھی تو اسی صورت پر ہے، گویا آپ نے یہاں بھی وہی بات دہرائی کہ سجدہ تحیت حقیقہ کفر نہیں، صورتہ مشابہ کفر ہے۔ دوسری فصل میں آپ نے حدیثوں سے سجدہ تحیت کا حرام ہونا ثابت کیا، تیسری فصل میں بھی یہی عنوان قائم رکھا کہ ڈیڑھ سونو نصوص فقہاء سے سجدہ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت دیا۔ یہاں بھی آپ کا دعویٰ حرمت کا ہے، کفر کا ہے نہیں۔ فصل کی ابتدا میں ان عبارات فقہاء پر اجمالی تبصرہ کیا کہ یہ ساری عبارتیں اس بارے میں متفق ہیں کہ سجدہ تحیت حرام ہے، کچھ علماء نے اس کو کفر بھی کہا ہے، کچھ نے تو صرف اتنا ہی کہا کہ غیر خدا کو سجدہ کفر ہے۔ کچھ نے کہا کہ مطلقاً کفر ہے، بعض کا قول ہے کہ بلا جبر و اکراہ ہو تو کفر ہے، اور بعض کے نزدیک غیر کے سجدہ کی نیت کرے تو کفر ہے، بعض کا کہنا ہے کہ نیت عبادت ہو تو کفر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کسی صورت میں کفر نہیں، تا آنکہ نیت عبادت نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں یہی آخری قول صحیح و معتمد ہے اور حق و مقتصد ہے اور باقی (اقوال) کو کفر صوری وغیرہ سے مؤول کیا۔ اس سے زیادہ وضاحت کی کیا ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک سجدہ تعظیسی ہرگز کفر نہیں اور جن فقہاء نے کفر کہا ان کے قول کی تاویل کی جائے گی، مگر آپ نے مزید توضیح فرمائی کہ منخ الروض صفحہ ۲۳۵ میں ہے ”اذا سجدہ بغير الاکراہ یکفر عندهم بلا خلاف“ بلا اکراہ سجدہ کیا تو بہ اتفاق علماء کافر ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں دعوائے اتفاق بے محل ہے، صحیح و مختار وہی تفصیل نیت عبادت ہے (آگے تحریر فرماتے ہیں) تکفیر پر اتفاق درکنار، وہ قول راجح بھی نہیں ضعیف و موضوع ہے“

اس سے معلوم ہوا کہ تکفیر دراصل اعلیٰ حضرت کے نزدیک ضعیف اور مرجوح ہے، حق یہی ہے کہ سجدہ تحیت پر تکفیر نہیں۔ پھر سوال میں ذکر کی ہوئی عبارت نمبر ۷ پر تحریر فرماتے ہیں جس میں یہ توضیح ہے کہ ”جاہل مرید اپنے پیروں کے سامنے سر زمین پر رکھتے ہیں اور اس کا نام انھوں نے پائے گاہ رکھا ہے، یہ فعل بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور کبیرہ تو سب کے نزدیک ہے“۔ اس عبارت پر بھی اعلیٰ حضرت نے یہ حکم متفرع کیا کہ الحمد للہ نفس سجدہ تحیت کے حکم میں ستر نہیں ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار کے لیے اور غیر کے

لیے مطلقاً کسی نیت سے ہو (ما سوائے عبادت) حرام حرام حرام کبیرہ کبیرہ کبیرہ ہے، ملاحظہ فرمائیے، اعلیٰ حضرت کا استدلال اس عبارت کے صرف اس نکلڑے سے ہے کہ ”کبیرہ تو سب کے نزدیک ہے“ اور اس نکلڑے کے آگے پیچھے جو کچھ ہے وہ اعلیٰ حضرت کا مستدل نہیں۔ تو اس کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنا زیادتی ہے، ہاں اس عبارت میں امام حافظ الدین کروری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زائد بات ذکر کی ہے، کہ سجدہ تحیت کرنے والے کی تو تکفیر نہ کی جائے گی، لیکن اس کو حلال کہنے والے کی تکفیر کی جائے گی اور اس پر راضی ہونے والے کی تکفیر کی جائے گی۔ یہ بات بظاہر حیرت ناک تھی کہ فعل کے مرتکب کی تکفیر نہیں اور اس کے مجوز کی تکفیر، ایسا حکم آخر کیوں ہے؟ تو اعلیٰ حضرت اس کی توضیح فرماتے ہیں کہ یہ بات مسئلہ تکفیر میں دو مکتبہ فکر کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ اکثر فقہائے حنفیہ کسی ایسے مسئلہ کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں جو دلیل قطعی اور اجماع سے ثابت ہو۔ اور محققین و متکلمین تکفیر کے لیے قطعی اور اجماعی ہونے کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ اس کے لیے ضروریات دین میں سے ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ سجدہ تحیت کی حرمت دلائل قطعی اور اجماع سے ثابت ہے تو اول الذکر فقہاء کا گروہ اس کی حرمت کے منکر اور اسے جائز کہنے والے کو کافر کہے گا اور یہ مسئلہ چوں کہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے، اس لیے محققین اور متکلمین اس کی حرمت کے منکر اور اس کے جائز کہنے والے کو کافر نہیں کہیں گے،

آپ کی عبارت: ”اگر کبھی ایسے نہ تھے تو حرام قطعی یعنی اجماعی کو اچھا جان کر اب ہوئے“ کا یہی مطلب ہے یعنی امام حافظ الدین کروری مذکورہ عبارت میں یہ فرماتے ہیں کہ اپنے شیخ کو سجدہ تحیت کرنے والا مرید اگر اس سجدہ کو مباح سمجھتا ہے تو حرام قطعی و اجماعی کو جائز سمجھ کر مرید اور اس پر راضی ہونے والا پیر دونوں کافر ہوئے کہ انہوں نے مسئلہ قطعی اجماعی کا انکار کیا، لیکن کسی نے جلد بازی میں اس کا یہ مطلب سمجھ لیا کہ اعلیٰ حضرت بھی ایسے لوگوں کو کافر کہتے ہیں، تو بڑی بھول ہوگی۔ انہوں نے تو متعدد مقامات پر صاف صاف اعلان کر دیا ہے کہ میں مسئلہ تکفیر میں متکلمین کے ساتھ ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ”تحقیق المقام ان اکثر الحنفیة یكفرون بانكار كل مقطوع وهم ومن وافقهم تاتون بانكار كل مجمع عليه بعد ان كان اجماعاً قطعياً نقلاً و دلالة“ والمحققون لا یكفرون الا بانكار ما علم من الدين ضرورة فان كان المجمع عليه هكذا كفر منكره والا لا۔ (حاشیہ المعتقد صفحہ ۲۰۱)

تحقیق مقام یہ ہے کہ اکثر حنفیہ اور ان کی موافقت کرنے والے ہر مسئلہ اجماعی قطعی الثبوت والدلالة کے انکار کو کفر کہتے ہیں اور منکر کو کافر کہتے ہیں۔ اور محققین تکفیر کے لیے مسئلہ کے ضروریات دین

میں سے ہونے کی شرط لگاتے ہیں، اس کی تکفیر نہیں کرتے، اسی حاشیہ میں صفحہ ۲۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

”والاکفار لا یجنوز الا اذا تحقق لنا انه مکذب او مستخف ولا قطع الافی ضروریات الدین لان فی غیرہالہ ان یقول لم یثبت عندی“ اور تکفیر اس وقت تک جائز نہیں کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ جس کی تکفیر کی جارہی ہے اس نے مسئلہ دینی کی تکذیب یا استخفاف کیا ہے اور یہ ثبوت ضروریات دین کے انکار میں ہی ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت بھی اس مسئلہ میں ضروریات دین کے انکار پر ہی تکفیر کے قائل ہیں۔ اور مسئلہ سجدہ تحیت کی حرمت چوں کہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے، اس لیے آپ نے اس مسئلہ میں وہ عبارت تحریر فرمائی جو آپ نے جلد دہم نصف آخر کے صفحہ ۱۸۳ سے نقل فرمائی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ دونوں عبارتوں میں تدافع سمجھنا غلط ہے، اس مسئلہ پر تکفیر امام کروری نے کی ہے، تکفیر کا قول اعلیٰ حضرت کا نہیں ہے، اور جب ان دونوں عبارتوں میں کوئی تعارض نہیں بلکہ دونوں علیحدہ علیحدہ مکتبہ فکر سے متعلق ہیں تو تاریخ کے آگے پیچھے ہونے کی بحث فضول ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۲ جمادی الآخر ۱۳۱۶ھ

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک سنی پیر ہے مگر وہ سجدہ تعظیمی کو جائز کہتا ہے، اس کا کہنا یہ ہے کہ ہمارے مشائخ طریقت اس کو جائز جانتے تھے، جیسا کہ حضرت محبوب الہی نے فرمایا کہ سجدہ تعظیمی کا وجوب منسوخ ہو گیا ہے، مگر استحباب باقی ہے۔ بکر زید کا مرید ہے، اس نے زید کے حالات میں ایک کتاب لکھی جس میں زید کو ”قیوم زماں“ لکھا۔ بکر سے کہا گیا تم نے زید کو قیوم زماں کیوں لکھا؟ جب کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی مخلوق پر قیوم کا اطلاق کفر ہے۔ تو اس نے یہ جواب دیا کہ میرے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ فقہاء نے ایسا لکھا ہے، میں نے مکتوبات امام ربانی میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے خلفاء کو قیوم اول اور قیوم ثانی وغیرہ لکھا ہے۔ نیز مفتی احمد یار خاں صاحب نے تفسیر نعیمی جلد ثالث میں لکھا ہے ”ذیہۃ عالم مراد لے کر اولیائے کرام کو بھی قیوم کہہ سکتے ہیں“ اس تفسیر کے ساتھ خالد سے استفتاء ہوا کہ بکر کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا وہ کافر و مرتد ہو گیا یا مسلمان رہا؟ اس پر خالد نے جواب میں یہ کہا کہ بکر کافر نہیں ہوا، مسلمان رہا۔ فقہاء نے قیوم کے مخصوص معنی کا لحاظ کرتے ہوئے مخلوق پر اس کے اطلاق کو کفر لکھا ہے، قیوم کا ذات باری تعالیٰ کے ساتھ اختصاص دین کی ضروریات سے نہیں، اس لیے بکر کافر و مرتد نہیں، مسلمان ہے، اس پر زاہد نے خالد کے بارے میں لکھا انہیں چاہئے کہ اپنے فتوے سے رجوع کریں۔

واضح ہو کہ خالد کے فتوے پر جانشین حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ حضرت علامہ اختر رضا خان

صاحب ازہری کی بھی تصدیق ہے، اب زاہد کے بارے میں حکم شرع سے مطلع فرمائیں بینواتو جروا
المستفتی، محمد شرف الدین رضوی ۱۲۰ ہند و گھوش روڈ ہوڑہ

الجواب

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں سجدہ تعظیسی قطعی یقینی حرام ہے، کفر نہیں ہے۔ جو فقہاء اس کو کفر کہتے ہیں یا تو ان کا قول کفر صوری پر محمول ہے یا مرجوح و مردود ہے حقیقتہً وہ کفر نہیں۔ اور اس کے جواز کا قول کرنے والے کی تکفیر بھی فقہاء کے اصول پر ہے، محققین اور متکلمین ایسے شخص کی بھی تکفیر نہیں کرتے۔

ہاں اس کے مرتکب اور مجوز کو فاسق اور مرتکب حرام کہا جاسکتا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: دربارہ سجدہ حق و تحقیق یہ ہے کہ غیر خدا کو سجدہ عبادت کفر ہے، اور سجدہ تحیت حرام، کتب فقہ میں اسکی تصریح ہے اور آج کوئی مجتہد نہیں کہ متفق علیہ ارشادات ائمہ کے خلاف مسئلہ نکالنا چاہے، افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۷۰)

غیر خدا کے لیے سجدہ تحیت کے جواز کا حکم افراط ہے اور اس کے خلاف حکم تکفیر تفریط ہے، اس لیے غیر خدا کے لیے سجدہ تحیت کے جواز کا حکم ضرور فسق و مذموم ہونا چاہئے، حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین شریعت تک واصل تھے، ایسے حضرات اگرچہ مقلد ہوں، مگر مجتہد بھی ہوتے ہیں اور بعض مسائل میں اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں اور ہمارے لیے تو امام اعظم کا مسلک کافی ہے۔ (ملخصاً امجدیہ اول صفحہ ۹۳)

ہاں اولیائے کاملین جو اپنے کشف و مشاہدہ کی وجہ سے درجہ مجتہدین کو پہنچے ہوئے ہیں، ان کا اس حکم سے بھی استثناء ہوگا، چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی جلیل القدر کتاب ”میزان الشریعۃ الکبریٰ“ میں فرماتے ہیں:

”ومن اطلع علی ذلك من طریق الكشف یرى جميع المذاهب و اقوال العلماء فیہا متصلة بعین الشریعۃ و شارعة منها و مثل هذا لا یومر بالتمذهب بمذہب واحد“

(جلد اول صفحہ ۱۴)

اور جو ہستیاں مسائل شرعیہ پر اپنے کشف و شہود کے ذریعہ مطلع ہوتی ہیں وہ دیکھتی ہیں کہ سارے مذاہب اور اقوال علماء چشمہ شریعت سے متصل، اسی سے نکلی ہوئی نہریں ہیں، تو بہت سے اولیائے کاملین کو کسی خاص مذہب کے ساتھ لگے رہنے کا حکم بھی نہیں دیا جاسکتا۔

Click For More

اور بقول اعلیٰ حضرت مجتہد ارشادات علماء کے خلاف مسئلہ نکال سکتا ہے تو اولیاء کا ملین جیسے محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ یہ اگر مذاہب ائمہ کے خلاف کوئی مسئلہ بیان کریں تو انہیں حکم فسق سے مستثنیٰ رکھا جائے گا بخلاف زید و بکر کہ وہ خود احکام و مسائل میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور تابع ہیں تو اس مسئلہ میں ان کے حکم سے کیسے باہر ہو سکتے ہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: اس مسئلہ تحریم میں ہماری سند تصریح فقہائے کرام ہے اور اسی قدر ہمیں بس ہے، دلیل مجتہد کے پاس ہے، ہم مقلد ہیں۔ (دہم نصف صفحہ ۱۸۳)

تو بکر زید خالد کو بھی مقلد ہونے کے ناطے تصریحات فقہائے کرام کے موافق عقیدہ و عمل رکھنا چاہئے، ورنہ ان پر حسب تصریح مذہب ضرور فسق و ارتکاب حرام کا حکم لگے گا۔

غیر خدا پر لفظ قیوم کے اطلاق کا مسئلہ بھی ہمارے نزدیک اسی قسم کا ہے، کیونکہ غیر خدا پر لفظ قیوم کے اطلاق کو فقہائے کرام نے کفر لکھا ہے، تو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے خلفاء پر اس لفظ کے اطلاق کے وقت وہ معنی مراد نہیں لیے جو کفر ہیں، چنانچہ کتاب ”مقامات خیر“ کے مصنف جو ایک نقشبندی صاحب سجادہ ہیں، اپنی اس کتاب میں تحریر فرماتے ہیں: ایسے فرد اکمل کو کسی نے غوث اعظم کا نام دیا اور کوئی قطب الاقطاب کہتا ہے اور حضرت مجدد قدس سرہ نے اس کو قیوم کہا ہے (کتاب مذکور صفحہ ۶۷)

یعنی آپ نے قیوم سے مراد ایسے اولیائے کاملین مراد لیے ہیں کہ جو غوثیت اور قطبیت کے مرتبے پر پہنچے ہوئے ہیں اور یہ آپ کی خاص اصطلاح ہے، ظاہر ہے کہ یہ لفظ اس معنی میں کفر نہیں، اس لیے خالد اور جناب ازہری صاحب زید مجدہم کا یہ فتویٰ ضرور صحیح ہے کہ بکر نے چون کہ اس لفظ کے معنی کفری مراد نہیں لیے اس لیے وہ مسلمان ہے، لیکن اس لفظ کا اطلاق حسب تصریح فقہاء چونکہ باری تعالیٰ کے لیے خاص ہے اور غیر خدا پر اس کا اطلاق ایہام معنی غلط کی وجہ سے چونکہ حرام ہے، اس لیے بکر کو اس سے توبہ کاملہ اور اپنی کتاب میں ترمیم کرنا ضروری ہے۔ البتہ مجدد صاحب چونکہ کشف اولیائے کاملین میں سے تھے، اس لیے یہ حکم ان کے لیے نہ ہوگا۔ اور زاہد اگر جہل و لاعلمی کی وجہ سے خالد کو فتویٰ سے رجوع کا مشورہ دے رہا ہے تو اس کو مسئلہ بتایا جائے اور حقیقت حال سمجھائی جائے اور ضرورت ہو تو اس کے لیے خدائے تعالیٰ سے اصلاح کی دعا کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کسی مزار پر اگر کوئی شخص سجدہ کرے یا کسی چلہ خانہ میں سجدہ کرے تو از روئے شرع جائز ہے یا

المستفتی محمد حنیف خاں مالدی

نہیں؟ بیوا تو جروا

الجواب

خدائے تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کو سجدہ کرنا اگرچہ تعظیم ہی کی غرض سے ہو، عبادت مقصود نہ ہو حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة لزوجها“ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف

انگوٹھے چومنے کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب حضرت محمد ﷺ کا نام سنے تو انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟ اور کون سی کتاب میں ہے؟۔ اور اس کا ثبوت جلد سے جلد ارسال فرمائیں۔ ہمارے یہاں کے وہابی علماء انگوٹھا چومنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ تو آپ کتاب کے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ بیوا تو جروا
جمال الدین مومن عبدل وزیر الدین مقام کیسر پورہ تابع الذرڈا کچانہ امید گھر ضلع ساہیوال

الجواب

شامی جلد اول ص ۲۷۹۔ میں ہے: ”و یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ. وعند الثانية منهما قرۃ عینی بک یا رسول اللہ. ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الایہا مین علی العینین“
پہلی دفعہ ”اشہد ان محمد رسول اللہ“ سنتے وقت ”صلی اللہ تعالیٰ علیک یا رسول اللہ“ کہنا مستحب ہے، اور دوسری مرتبہ سنتے وقت ”قرۃ عینی بک یا رسول اللہ“ پڑھنا اور آنکھوں پر انگوٹھوں کا ناخن رکھ کر یہ دعا پڑھنا: ”اللہم متعنی بالسمع والبصر“ الخ
طحاوی علی المراقی الفلاح ص ۱۲۲ باب الاذان میں ہے: ”و ذکر الدیلمی فی الفردوس عن حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً من مسح العینین بیاطن انملة عند قول المؤمن اشہد ان محمد رسول اللہ وقال اشہد ان محمد اعبده ورسوله ورضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد ﷺ نبیاً حلت له شفاعتی وکذا عن النضر علیہ السلام ومثله یعمل فی القضاء“
پہلی سے فردوس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

جس نے اپنی آنکھوں کو کلمہ کی انگلیوں سے ملایا چوکر چھو جبکہ مؤذن ”اشہد ان محمد رسول اللہ“ کہتا ہے۔ اور یہ پڑھا ”رضیت باللہ“ الخ۔ تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ اسی طرح خضر علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ اور ایسی حدیثوں پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۵-۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) خطبہ کی اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ پراگٹھا چومنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اذان ثانی کے بعد دعا ہاتھ اٹھا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) درمیان خطبہ میں اردو اشعار پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) چین کی گھڑی باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟

الجواب

(۱) بیخ وقتہ اذان میں مستحب ہے۔ شامی اور مراقی الفلاح میں قہستانی اور اس میں کنز العمال

کے حوالہ سے ہے: ”و یستحب ان یقول عند سماع الاولی من الشہادتین صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و عند سماع الثانیہ قرت عینی بک یا رسول اللہ اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ابہامتیہ علی عینیہ فان رسول اللہ ﷺ یكون قائدا الی الجنة و ذکرہ الدیلمی فی الفردوس من حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعا من مسح العینین بیاطن انملہ ابہامتین بعد تقیلہا“ جمعہ کی اذان میں پڑھنا منع ہے۔

(۲) نہیں پڑھنا چاہئے۔ در مختار میں ہے: ”ان لا یجیب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین

یدی الخطیب“

(۳) نہیں پڑھنا چاہئے، سنت متواترہ کے خلاف ہے۔

(۴) ناجائز ہے؟ کیونکہ ساڑھے چار ماشہ چاندی سے کم کی انگوشی کے علاوہ مرد کو کسی دھات کا

پہنا جائز نہیں اور عورت کو بھی سونے چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں کا پہننا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۵ رجب ۱۴۱۳ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

نام رکھنے کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے آپ کو عالم اور ہادی عالم کہتا ہے۔ عمر کہتا ہے کہ ہادی عالم رسول کریم ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ تمام انبیائے کرام بھی ہادی عالم نہیں ہوئے۔ شرعاً فیصلہ فرمایا جائے کہ زید اور عمر میں کون سچا ہے۔ بینواتو جروا المستفتی عبدالحمید خاں نقشبندی مجددی مظفر پوری کلکتہ

الجواب

اپنا نام از خود ایسا رکھنا یا ایسا کہنا جس سے اپنی بڑائی ظاہر ہو، ناجائز ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَزُكُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ [النجم: ۳۲] اپنے نفسوں کی بڑائی ظاہر نہ کرو۔ فصول عمادی میں ہے: ”ولا یسمیہ بما فیہ تزکیۃ“ ایسا نام نہ رکھو کہ جس میں بڑائی نکلتی ہو۔ شامی میں ہے: ”ویؤخذ من قولہ لا بما فیہ تزکیۃ، المنع نحو محی الدین و شمس الدین مع ما فیہ الکذب“ صاحب عمادی کے قول ”ولا ما فیہ تزکیۃ“ سے معلوم ہوا کہ محی الدین و شمس الدین وغیرہ نام رکھنا منع ہے اور یہ جھوٹ بھی ہے۔ ہادی عالم نام رکھنا ڈبل کذب ہے اور انتہائی تکبر ہے۔ اس لیے ناجائز اور ممنوع ہونے میں کیا شبہ؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۸ جمادی الآخری ۱۴۲۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

تبرکات کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید بطریقہ پیران طریقت اپنے سلسلہ کا شجرہ اپنے ورد میں رکھتا ہے۔ اور بعد وفات شجرہ کو قبر میں پچھم کی طرف دیوار قبر میں طاق بنا کر رکھتا ہے۔

اب چند اشخاص جو مونا تھ بھجن سے تعلیم یافتہ ہیں، منع کرتے ہیں کہ شجرہ رکھنا ناجائز ہے۔ مردہ کا عمل ہی اس کے کام آئے گا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ کتب شرعیہ سے اس کا ثبوت عنایت فرمائیں۔

مستفتی سید ظہور عالم مہاراج گنج گورکھپور

الجواب

بزرگان دین کے آثار سے تبرک اور فیض کا حصول سلف صالحین میں معمول بہ رہا ہے۔ خود حضور ﷺ نے اپنا تہہ بند شریف اتار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اسکو میری بیٹی کے کفن میں شامل کر دو اور اس کو جسم سے متصل رکھو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی چادر مبارک آپ کے ناخن کا تراشہ، آپ کے موئے مبارک برکت کے لیے، اپنے ساتھ قبر میں رکھوائے اس لیے یہ خیال بالکل فاسد ہے۔ کہ اس قسم کی چیزوں سے فائدہ نہیں ہوتا، صرف اعمال کام آئیں گے شجرہ بزرگان دین بھی بابرکت چیز ہے۔ اس کو قبر میں رکھنے سے ضرور برکت حاصل ہوگی۔ درمختار میں ہے: ”کتب علی جبهة الميت وعمامته او كفته عهد نامہ یر جی ان یغفر الله للمیت“ میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھ دیا جائے تو مغفرت کی امید ہے۔ ہاں اس کا خیال ضرور ہے کہ شجرہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور بزرگان دین کے اسمائے گرامی کی توہین نہ ہو اس لیے اس کو میت سے علاحدہ اوپر طاق پر رکھ دیں، تاکہ میت کے سڑنے کی حالت میں آلودگی سے محفوظ رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

خالد حج بیت اللہ سے آب زم زم، کھجور اور دیگر اشیاء تبرکات لایا تھا۔ اس تبرک اور آب زم زم کے متعلق زید کا کہنا ہے کہ میں خالد کے تبرک پر پیشاب کر دوں گا یا پیشاب کرتا ہوں، تو زید کے ان تبرکات مطہرہ کی بابت ان گندے الفاظ کے استعمال کرنے اور توہین کرنے پر از روئے شرع کیا حکم ہے؟ بینواتو جروا

المستفتی رحمت اللہ پورہ معروف مبارک پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی اگر واقعہ یہی ہے کہ زید نے ان تبرکات کو متعین کر کے یہ کہا کہ میں اس پر انج تو اس کو اپنے اس کلمہ شنیعہ سے توبہ کرنا چاہئے۔ اور اگر ایسا ہو کہ میں وہاں انج۔ اور سائل نے اپنی چالاکی سے اس کو تبرکات کے متعلق بنا لیا ہو تو یہ سائل کی زیادتی ہے۔ اور اٹھے سائل کو ہی زید سے معافی مانگنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۹ صفر ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

Click For More

(۲-۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
(۱) قبر میں شجرہ رکھنا کب سے مروج ہوا، زید کہتا ہے کہ قبر میں گندگی ہوتی ہے، لہذا قبر کے اوپر
کھونٹا گاڑ کر اس میں شجرہ کولٹکا دیا جائے، کیونکہ اس میں بزرگان دین کے اسماء درج ہوتے ہیں۔
(۲) چکی والے فی من ایک کلو گیہوں جلتی کہہ کر لیتے ہیں، یعنی ایک من گیہوں میں انتالیس کلو آ
ٹا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ایک کلو گیہوں جل گیا ہے، ان مسائل کا از روئے شرع کیا حکم ہے؟ مدلل
و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔
عبدالسلام رضوی ساکن بالونج سالھاری کٹیاری (بہار)

الجواب

(۱) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کے پاس حضور ﷺ کے ناخن
کے تراشے اور موئے مبارک تھے، آپ نے وصیت کی کہ یہ چادر میرے کفن میں شامل کرنا اور ان ناخنوں
اور بالوں کو میرے منہ آنکھ وغیرہ میں رکھ دینا اور مجھ کو رحم الراحمین کے سپرد کر دینا، یہ حضور ﷺ کے آثار مبارک
رک سے ہی برکت حاصل کرنا ہوا، شجرہ بزرگان دین بھی ان کا تبرک اور ان کا اثر مبارک ہے، آپ کہہ سکتے
ہیں کہ بزرگوں کے تبرکات قبر میں رکھنے کی اصل حضرت امیر معاویہ کا فعل ہے۔ بلکہ خود حضور ﷺ نے
اپنا ازار مبارک اپنی بیٹی کے کفن میں شامل کیا، بہار شریعت میں ہے بہتر یہ ہے کہ میت کے سامنے قبلہ کی جا
نب طاق کھود کر شجرہ اس میں رکھے۔

(۲) جلتی کہہ کر لینا نہیں چاہئے، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ایک من آٹا کی مزدوری اتنے روپیہ اور ایک
کلو غلہ یا آٹا لیں گے، پھر اگر اسی پے ہوئے آٹے میں سے لے لیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت
حصہ چہارم (۱۴) ص ۱۲۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۲۹ شوال ۱۴۱۴ھ

حقوق والدین و اولاد کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
والد کی تین اولاد ہیں جن میں سے چھوٹی اولاد چند نشہ خوروں کی سنگت میں نشہ خوری کیا، جو کہ نشہ
نقصان دہ بھی ہے۔ پھپھڑے سے خون آیا، بیمار ہوئے۔ اس کے بعد گھر والے اور والد صاحب نے
اتفاق رائے ہو کر چھوٹی اولاد سے توبہ کرایا اور ان نالائق ساتھیوں سے دور رہنے کا اقرار کرایا اور والد نے
یہ حکم صادر فرمایا کہ آج کی تاریخ سے یہ نالائق دوست ہمارے گھر پہ نہ آنے پائیں اور نہ باہر ہمارے لڑکے
سے دوستی رکھیں۔ یہ حکم والد کا ان نالائق ساتھیوں سے والد کی بڑی اولاد نے کہہ دیا اور منع کر دیا، ہمارے

Click For More

گھر آپ لوگ نہ آویں، وہ ساتھی لوگ اس وقت باز آگئے، اس کے بعد والد اور بڑے بھائی نے اپنی عزت کی وجہ سے لوگوں کے یہاں چندہ مانگ کر چھوٹی اولاد کا علاج کیا، مریض نے شفا پائی۔ چند دنوں کے بعد پھر انہی ساتھی لوگوں کا قدم گھر میں آنے لگا۔ وہی طریقہ جو کہ بیمار کا پہلے تھا پھر شروع ہوا۔ یہ دیکھ کر بڑی اولاد کو ملال اور دل پر صدمہ پہنچا۔ ایک دن اتفاق سے وہی ساتھی لوگ آنگن میں ہارمونیم اور ڈھول کے ساتھ گانا بجانا گارہے تھے، مغرب کی اذان ہو رہی تھی، کسی نے گانا بند نہیں کیا۔ اس وقت بڑی اولاد نے آنگن میں جا کر روکا اور منع کیا کہ آپ لوگ وہی ہیں جو کہ ہمارے والد کا حکم ہے کہ آپ لوگ ہرگز ہرگز ہمارے مکان پر تشریف نہ لاویں۔ ان لوگوں نے کہا ہمارے روبرو والد کہہ دیں تو ہم لوگ نہیں آویں گے۔ لیکن اس دن وہی والد کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہمارے پاس آتے جاتے رہیں گے۔ اولاد کا سے مجھ سے کیا مطلب۔ آپ لوگ آیا جایا کریں، اب اس حالت میں بڑی اولاد کا دل والد سے ٹوٹ گیا اور والد کا سامنا نہیں کرنا چاہتا، اب اولاد پر شرعاً گناہ ہے کہ نہیں؟ فقط عبدالقیوم خیر آبادی

الجواب

سائل کا باپ اپنی اس حرکت کی بنیاد پر سخت مجرم ہے، اس پر توبہ و استغفار ضروری ہے، لیکن وہ سائل کا باپ ہے، اس لیے اگر اس کی جائز ضروریات زندگی میں سے کوئی ضرورت سائل کی وجہ سے پوری نہ ہو سکی تو اس کا مواخذہ سائل سے ضرور ہوگا۔ اس اصول کو پیش نظر رکھ کر سائل اپنے باپ سے اپنے تعلقات کی نوعیت قائم رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

محمد یعقوب کالڑ کا اخلاق احمد عرف للسن ہے۔ اخلاق احمد اپنی بیوی اور ساس کی بیحد موافقت میں رہتا ہے، اپنے والدین کے تعمیل حکم میں تساہلی کر دے گا، لیکن بیوی اور ساس کے احکام کو کی ضرور پیروی کرے گا۔ اکثر موقع پر اس کی بیوی اور ساس نے اخلاق احمد کے والدین کو ذلیل کیا جس کا علم اخلاق احمد کی بخوبی ہوا، لیکن اس نے کوئی باز پرس نہیں کی۔ مہربانی فرما کر اخلاق احمد کے بابت شرعی احکام سے مطلع فرمائیں کہ اس کا کیا حشر ہوگا، جو اپنے والدین کو ناخوش رکھتا ہے۔؟ محمد یعقوب محلہ رتن گنج مرزا پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی ایسا شخص فاسق اور مجرم ہے، اس کو فوراً اس طرز عمل سے توبہ کرنی چاہئے اور

والدین کو راضی رکھنا چاہئے۔ قرآن عظیم میں ہے کہ ماں باپ کو ف تک نہ کہو۔ انھیں جھڑکو مت اور ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔ حدیث شریف میں ہے: "من الكبائر الاشرارک باللہ و عقوق الوالدین" اگر والدین کو راضی کیے بغیر مر گیا تو سخت عذاب کا مستحق ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۶/ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
میں محمد وسیم پسر عبدالخالق ساکن محلہ غوربانہ کلاں قصبہ جاس ضلع رائے بریلی کا ہوں۔ جو کہ تقریباً
سوا سال سے اپنے والد اور چچا سے الگ رہ کر علیحدہ کاروبار بھی کرتا رہا، نیز چند باتیں ان کی مرضی کے
خلاف کرتا رہا، اس وجہ سے یہ لوگ مجھ سے ناراض ہیں، اس لیے بموجودگی (محمد حسین انصاری) زبانی
و تحریری معافی مانگتا ہوں۔ اللہ باریک و ناظر جان کر حلیہ تحریر کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے
پس لیاقت حسین اور ان کے بھائیوں اور نیز لیاقت حسین سے قطع تعلق کر لیا۔ ان لوگوں کو اپنے مکان
و نشست گاہ یا دوکان میں نہ آنے دوں گا نہ خود ہی ان کے گھر یا دوکان پر جاؤں گا، نہ کسی محفل و مجلس میں
پاس بیٹھوں گا، نہ کسی بازار یا محفل رقص و سرور میں ان لوگوں کے نزدیک رہوں گا۔ والد اور چچا و چچی کے
معاملات میں دخل نہ دوں گا وہ جس کو چاہیں نقد جنس و زمین باغ دیں، مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ اپنے والد
صاحب کی فرماں برداری سے کبھی بھی روگردانی نہ کروں گا، اگر کسی وقت تحریر بالا کے خلاف کروں تو جو
حضرات تشریف رکھتے ہیں وہ مجھ سے قطع تعلق کر لیں۔

المرقوم ۲۰/ اگست ۵۸ھ بقلم محمد وسیم محمد رفیع بقلم خود؛ منور حسین بقلم خود اگر کسی وقت محمد وسیم
تحریر بالا کے خلاف کریں تو میں ان سے رسم و راہ بند کردوں گا۔ بقلم منور حسین بقلم محمد صدیق۔
کاتب تحریر بالانے اپنی تحریر پر عمل نہیں کیا۔ منے ولیاقت حسین وغیرہ سے مخلصانہ تعلق قائم رکھے
اور اپنے والد کی مرضی کے خلاف رہ کر علیحدہ زندگی گزارتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے شریعت پاک کا کیا حکم
ہے۔ بینوا تو جروا

الجواب

صورت مسئلہ میں وسیم والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہو اور بے توبہ مرا تو مستحق عذاب الہی ہے
عقوق والدین کی سخت مذمت حدیث شریف میں ہے: "من الكبائر الاشرارک باللہ و عقوق
الوالدین" لیکن اگر لیاقت وغیرہ سے ملنے میں کوئی ایسی شرعی قباحت نہ ہو تو اس شدت کے ساتھ روکنا نہ
چاہئے کہ وہ اس کا خلاف کر کے والد کی نافرمانی کا مرتکب ہو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ

عنه لکھتے ہیں۔ جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اسے امر و حکم کے صیغہ سے نہ کہے، بلکہ برحق و نرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے حقوق والدین میں نہ پڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی، مبارز کپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ، ۹ صفر ۸۳ھ

(۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید کی بیوی ہندہ اپنے میکے میں رہتی ہے اور اپنے شوہر (زید) سے یہ کہتی ہے کہ تمام جائداد
فروخت کر کے اور اپنی والدہ کو چھوڑ کر یہاں یعنی (میکے) چلے آئیں اور زید اس کے لیے تیار نہیں ہے کہ
والدہ کو چھوڑیں تو اس صورت میں زید کیا کرے؟ اور ہندہ کے متعلق بالتفصیل تحریر فرمائیں؟ بینوا تو جو
المستفتی، عتیق الرحمن مقام پوکھر ٹولہ پوسٹ بھیروا ضلع مدھو بنی (بہار)

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی ہندہ کی فرمائش غلط اور زید کو اس پر عمل کرنا کچھ ضروری نہیں، والدین کی
خدمت و اطاعت ضروری ہے، اور ان کو چھوڑنا اور اذیت دینا گناہ اور عاق ہونا ہے، ہندہ اگر سرکشی کرے
اور زید کے ساتھ نہ رہے تو زید کے اوپر اس کا نفقہ نہیں، وہ ناشزہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۵ اذ القعدہ ۱۳۱۵ھ

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
محمد شعیب اشرفی کا بڑا لڑکا محبوب عالم ایک ضویل عرصے سے اپنے والدین پر ظلم و زیادتی کرتا
آ رہا ہے اور ان کے ساتھ نازیبا حرکتیں کرتا آ رہا ہے، جیسے والدین کو مارنا انھیں گالیاں دینا، اور اپنی بیوی
اور بچوں سے گالیاں دلوانا وغیرہ وغیرہ، حتیٰ کہ ایک دفعہ اس (محبوب عالم) نے بھری پنچایت میں یہ جملہ کہا
کہ اولاً تو میں ان دونوں کو ماں باپ تسلیم ہی نہیں کرتا ہوں، میری ماں ڈائن ہے، تعویز گڑواتی ہے اور اس
طرح کے بے شمار بے ہودہ الفاظ ہیں جو کہ محبوب عالم نے اپنے والدین کے لیے استعمال کئے، محبوب عالم
کی ان تمام حرکتوں کی وجہ سے محمد شعیب احمد اشرفی اور ان کی اہلیہ یعنی محبوب عالم کی والدہ اتنے دل برداشتہ
ہو چکے ہیں کہ انہوں نے محبوب کو اپنی تمام جائداد اور تمام حقوق سے عاق کر دیا ہے، محمد شعیب احمد اشرفی
اور ان کی اہلیہ نے محبوب عالم کو یہاں تک کہہ دیا کہ ہمارے مرنے کے بعد تم ہماری لاش کے وارث نہیں ہو
سکتے، ہم تمہیں اپنی تمام جائداد حق ولایت اور بقیہ تمام حقوق سے عاق کرتے ہیں، اب تمہارا اور ہمارا کوئی
رشتہ نہ رہا۔

Click For More

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا شریعت میں اس بات کی اجازت ہے؟ یا کیا شریعت کسی شخص کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے بڑے لڑکے کو اس کی نافرمانی اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اپنی تمام جائداد اور حق ولایت سے محروم رکھ دے اور بڑا لڑکا ہونے کے ناطے اپنی لاش کے وارث ہونے کا حق بھی چھین لے، شریعت میں عاق کے کیا معنی ہیں؟ کیا عاق کر دینے سے کوئی وارث اپنی وراثت سے محروم ہو جائے، گا، نیز والدین کی طرف سے عاق کیے جانے کے بعد اور چند گواہوں کی موجودگی میں یہ کہنے کے بعد کہ ہماری موت کے بعد تم ہماری لاش کے بھی وارث نہیں بن سکتے، جیسا کہ محمد شعیب احمد اشرفی اور ان کی اہلیہ نے چند لوگوں کو گواہ بنا کر اپنے بڑے لڑکے کو محبوب عالم کو یہ بات کہی اور وصیت بھی کر دی کہ مرے مرنے کے بعد ہمارے بڑے لڑکے کو لاش کا وارث نہ بنایا جائے تو کیا اس طرح کہہ دینے سے عاق شدہ شخص اپنے والدین کی لاش سے محروم ہو جائے گا۔

برائے کرم مذکورہ بالا سوالوں کا مفصل جواب قرآن و حدیث اور اقوال فقہاء کی روشنی میں عنایت فرما کر رہنمائی فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی، سید جلال حیدر، مقام محمود گنج پوسٹ سانحہ ضلع بیگوسرائے

الجواب

فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول صفحہ ۵۸ پر ہے، باپ کی نافرمانی اللہ جبار و قہار کی نافرمانی ہے اور باپ کی ناراضی اللہ جبار و قہار کی ناراضی ہے، آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اس کی جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہ اس کی دوزخ ہیں، جب تک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اس کا کوئی فرض، کوئی نفل، کوئی نیک عمل قبول نہ ہوگا، عذاب آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی، مرتے وقت معاذ اللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں فرمایا کہ فاسق و فاجر مرتکب کبائر عاق ہے تو بر تقدیر صدق مستفتی مذکورہ لڑکا شرعاً عاق ہے اور ایسا شخص ماں باپ کی معافی کے بغیر مرا تو مستحق جہنم ہے۔ حدیث شریف میں ہے ”ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والديوث والرجلة من النساء“ والدین کا نافرمان، دیوث اور عورتوں کی صورت بنانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا، لیکن والدین نے اگر صرف اتنا کہا کہ ہم نے اپنی میراث سے محروم کیا تو محبوب عالم مذکور محروم نہ ہوگا، بلکہ وراثت میں حق دار ہوگا، اگر وہ چاہتے ہیں کہ پسر مذکورہ میرے ترکہ سے حصہ نہ پاوے تو اپنی زندگی میں ہی اپنی جائداد اپنے دیگر وارثوں میں تقسیم کر کے اس پر ان کا قبضہ دلا دیں۔ فتاویٰ رضویہ حصہ نہم میں ہے۔ شرع میں عقوق ناحق فرمانی والدین کو کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص لاکھ بار اپنے فرماں بردار خواہ نافرمان بیٹے کو کہے

Click For More

کہ میں نے تجھے عاق کیا یا اپنے ترکہ سے محروم کر دیا تو اس کا یہ کہنا نہ تو کوئی نیا امر پیدا کر سکتا ہے نہ بایں وجہ وہ ترکہ سے محروم ہو سکے گا، ہاں محرومی کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا اور عاق لڑکے کے ساتھ باپ کو ایسا سلوک کرنا جائز ہے۔ عالمگیری میں ہے ”وکان ولدہ فاسق و اراد ان یصرف مالہ الی وجوہ الخیر و یحرمہ عن المیراث ہذا خیر من ترکہ“ لڑکا فاسق ہو (اور عاق فاسق ہے) اور باپ چاہے کہ اس کو میری میراث نہ ملے اور اپنے مال کو وہ اپنی زندگی میں دوسرے مصارف خیر میں صرف کر دے تو بہتر ہے، اسی طرح مٹی اور منزل میں شرکت ایک اسلامی حق ہے باپ کے منع کرنے سے شرعاً ممنوع نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۵ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ عمر کے دو بیٹے ہیں زید اور بکر۔ بکر نے زید کی بیوی ہندہ سے اپنے باپ عمر کی موجودگی میں لڑنا شروع کیا، لیکن عمر کی یہ ہمت نہ ہو سکی کہ بکر کو ڈانٹ کر خاموش کر دے۔ بعدہ زید نے اپنے باپ عمر سے اپنا حق طلب کیا جو عمر کے اوپر دین واجب تھا۔ زید کا اپنے باپ عمر سے اپنا حق مانگنا تھا کہ عمر کے تیور بگڑ گئے اور زید ایک درمیانی عالم تھا۔ عمر نے اپنے بیٹے زید کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور علماء کی شان میں گستاخی و توہین کے الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ یہ جتنے مولوی ہوتے ہیں سب کے سب پرانے گھر کا کھانے والے ہوتے ہیں، ان کو گناہ سے کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ اور کھلے لفظوں میں کہا ان مولویوں کی تو لڑکی کے ساتھ زنا کر ڈالے، یہ گالی علما کو دی۔ اور عمر نے اپنے بیٹے زید عالم سے کہا کہ تو حرامی کا پیشاب ہے اور اپنا بیٹا ہونے سے انکار کر دیا حالانکہ حقیقت حال یہی ہے کہ زید عمر ہی کا بیٹا ہے۔

زید اپنے باپ عمر کی ان تمام فحش اور برداشت سے باہر گالیوں کو گوش گزار کرتا رہا اور لوٹ کر کچھ جواب نہیں دیا، البتہ اپنا حق ضرور طلب کیا۔ اور بھی دنیا بھر کے جھوٹے الزامات زید کے اوپر لگائے، لیکن زید خاموش ہی رہا۔

گستاخان علماء پر شریعت مطہر کیا حکم لگاتی ہے اور زید کو اپنے باپ عمر کے ساتھ کیا سلوک برتنا چاہئے، قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔
المستفتی محمد انیس صابری موضع ہریانہ پوسٹ جو یا ضلع مراد آباد

الجواب

زید نے اپنے باپ کی گالیوں کے جواب میں جو کچھ صبر و برداشت کیا ٹھیک کیا، اس کو شرع کی طرف سے یہی حکم تھا۔ ﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تُنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ [الاسراء: ۲۳]

Click For More

انہیں اف تک نہ کہو، انہیں نہ جھڑکو، ان سے نرمی سے بات کرو۔

اگر وہ اس کے خلاف کرتا سخت مجرم اور گنہگار ہوتا۔

حدیث شریف میں ہے: رضا اللہ فی رضا الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد۔

زید نے اپنے والد سے اپنا کون سا حق مانگا؟ سوال میں اس کی کوئی تصریح نہیں، اگر اس کا مطلب ترکہ اور وراثت کا حق ہے تو زید کا مطالبہ غلط ہے۔ یہ حق تو باپ کی جائداد میں اس کی وفات کے بعد متعلق ہوگا تو زید کو ابھی اس کے مطالبہ کا کیا حق پہنچتا ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ لڑکے کا کوئی حق تھا تو اس کی تصریح ہونی چاہئے، تاکہ اس کا حکم بیان کیا جائے۔

علمائے دین کی توہین و سب و شتم کو بلاشبہ فقہائے کرام نے کفر لکھا ہے، لیکن یہ توہین علم دین کی وجہ سے ہو، جب ذاتی رنجش اور اختلاف سے ہو تب نہیں۔ مگر بر تقدیر صدق مستفتی عمر نے بذریعہ زید تمام علماء کو گالی دی جن سے ان کا کوئی اختلاف نہ تھا، تو اس کو اپنی اس حرکت سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ البتہ زید نہ اس کے ساتھ خلا ملارکھے، نہ سختی و دشمنی برتے، اور یہ حکم بھی اس وقت تک ہے کہ عمر توبہ نہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۱۲ صفر ۱۴۱۳ھ

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک صاحب نصاب کی مجبوری یہ ہے کہ اپنی ذاتی رقم ادھار کی شکل میں لوگوں کے پاس پھنس چکی ہے۔ بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی وصول نہیں ہوئی۔ اسی مجبوری کے تحت فریضہ حج بھی ادا کرنے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ جب تک یہ رقم لوٹ کر نہیں آتی کیا گناہ لازم ہے یا نہیں؟ اس طرح لوگوں کے پاس پھنسی ہوئی رقم کے اوپر ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کرنا صاحب نصاب پر فرض ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر قرض وصول ہونے والا ہے تب تو سال بسال اس کی زکوٰۃ دینا ہی اچھا ہے ورنہ وصول ہونے پر تمام سالوں کی ایک سال دینی ہوگی، حج فرض ہو جانے کے بعد اگر قرض بائٹا ہے تو تاخیر کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

(۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

باپ اپنے بڑی عمر ۲۲، ۲۳ برس والے بیٹے کو نماز قائم کرنے کا حکم بار بار کرتا ہے، اس کے باوجود بھی یہ اولاد اپنے باپ کا کہا نہیں مانتی، اب مجبور ہو کر اپنے بچاؤ کے لیے فتویٰ طلب کر رہا ہے۔ کیا باپ اس

Click For More

مجبوری کی وجہ سے اولاد کے بے نمازی ہونے کے وبال سے سبکدوش ہے، یا بارگاہ خداوندی میں اس سبب سے پکڑا جائے گا؟ لہذا اب والدین اس معاملہ میں اولاد سے مجبور ہو کر تنگ آ کر فتویٰ طلب کرتے ہیں، تسلی بخش جواب مبارکہ دیں۔

الجواب

اگر باپ نے بچپن میں اصلاح نہ کی ہو تو ضرور مواخذہ ہوگا اور برابر اصلاح کرتا رہا اور وہ نہ سدھرے تو مواخذہ نہیں مگر ایسے لوگوں سے قطع تعلق ہی میں بھلائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو

حقوق عباد کا بیان

(۲-۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہماری دیوار ہے، ایک شخص اس پر چھانی ڈالے ہیں اور ہمارے مکان کی جو لکڑی کا ٹوٹا ہے اس میں رسی باندھے لٹکائے ہوئے ہیں، یعنی ہماری دیوار سے فائدہ اٹھاتے ہیں، بغیر ہماری اجازت بلکہ مجھکو ولی تکلیف ہے۔ اس بارے میں مجھکو فیصلہ دیں۔

(۲) اور ایک صاحب ہیں جو مقدمہ میں دن رات رہتے ہیں، یعنی ان کا پیشہ ہے اور جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ لوگوں کو پریشان کرنا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے لوگوں کو آپس میں لڑانا ان کے لیے آسان ہے۔ ان کے پیر میں اکوت ہے جو برابر ہنچھا بہتا ہے اور امامت کے لیے لڑائی کرتے ہیں۔ کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب

(۱) اس میں شبہ نہیں کہ سائل کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر سے چھانے سے روک دے، اگر اس سے سائل کی دیوار کو نقصان پہنچتا ہے تو اس پر سے چھپر ڈالنا جائز ہوگا۔ عالمگیری میں ہے: "و یجب بحائط جارہم قدر ما لا یضر بدار جارہم" لیکن اگر کوئی نقصان نہ ہو تو اخلاقاً یہ حکم ہے کہ پڑوسی کو اپنی دیوار پر سے چھانے سے نہ روکے۔ مسلم شریف میں ہے: "لا یمنع احدکم جارہ ان یغرضہ حطبا فی جدارہم" لیکن اگر سائل اس احسان پر تیار نہ ہو تو وہ چھپر ڈالنے سے روک سکتا ہے اور پڑوسی اس پر زبردستی نہیں کر سکتا ہے، کہ اس کو اس کا حق نہیں پہنچتا ہے۔

(۲) بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں ذکر کیا ہوا شخص جھوٹ بولنے اور باہم لوگوں کو لڑانے کی وجہ

سے فاسق ہوا۔ اسی طرح جیسا کہ آج کل مقدمہ بازی میں عموماً دجل و فریب سے کام لینا پڑتا ہے اگر وہ بھی تلبیس و تزویر سے باز نہیں رہتا تو فاسق ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ درمختار کے حاشیہ شامی میں ہے: "مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمۃ کراہۃ تحریم" اور جیسا کہ سوال میں ہے اگر واقعی اس کو کوئی ایسا زخم ہے جو ہر دم رستار ہوتا ہے تو صحیح لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہو ہی نہیں سکتی۔ نور الایضاح میں ہے: "شرط صحۃ الامامۃ للرجل سنۃ اشیاء السیاسۃ سلامۃ من اعداء کر عاف دائم" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ،

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور بکر کے درمیان عرصہ انیس سال سے دشمنی چلی آتی ہے۔ کھانا پینا تک نہیں ہے۔ حالانکہ زید نے ہر موقع پر بکر کو کھلانے پلانے کی کوشش کی لیکن بکر بہانہ بنا کر ٹال جایا کرتا تھا۔ بارہا زید نے بکر کو اس درمیان میں منایا بھی، لیکن بکر کسی صورت سے نہ ملا، چنانچہ ان ہی ایام میں زید کے گھر میں شادی پڑی۔ زید کے اپنے احباب بارات میں شامل رہے، لیکن بکر کو زید نے نہیں پوچھا، کیونکہ جانتا تھا کہ جب جب میں نے منانے کی کوشش کی بکر نہیں مانا، اس لیے اس نے بکر کو نہ ملایا۔ جب بارات جانے لگی تو کچھ باراتیوں نے کہا جب تک تم بکر کو ملا کر بارات میں شامل نہ کرو گے ہم لوگ شریک نہ ہوں گے۔ یہ کہہ کے تانگے سے اتر پڑے۔ چنانچہ زید نے غصہ کے عالم میں یہ کہا: تم لوگوں نے میرے یہاں کھانا نہیں کھایا بلکہ سو رکھایا۔ اس کہنے پر زید کے لیے شریعت مطہرہ کے کیا احکام صادر ہوتے ہیں؟ تحریر فرمائیں؟ یہاں کے بچوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا ہے کہ تم (زید) نے اتنا سخت جرم کیا ہے کہ تمہارے یہاں کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا خلاف شرع ہے۔ اس لیے ہم لوگ تمہارا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اس حکم سے مطلع فرمائیں۔ بیوا تو جروا

المستفتی حاجی فیض اللہ محلہ پچھتم ٹولہ مہنداول ضلع بستی یکم جون ۱۹۶۱ء

الجواب

سوال میں ذکر کیا ہوا جملہ سخت شنیع ضرور ہے مگر اتنا نہیں کہ زید کا بائیکاٹ کیا جائے، اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جن لوگوں کے بارے میں کہا ہے ان سے معذرت کر لے اور خود اس کہنے پر خدا سے توبہ استغفار کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ،

الجواب صحیح عبدالعزیز عینی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ ۲۵/محرم ۸۳ھ

(۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) رمضان عرف بلساکن موضع پر سا ضلع غازی پور کی شادی مسماۃ شبر اتن ساکن دهنور ضلع
غازی پور کے ساتھ ہوئی تھی، جس کے لطن سے چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چھوٹی لڑکی کی عمر اس وقت تقریباً
چوبیس برس کی ہے اس کے بعد کوئی اولاد لڑکا یا لڑکی نہیں ہوئی، بلکہ اس کے بعد ہی سے زنانہ امراض میں
بتلا ہو گئی، جس کا علاج اپنی بساط کے مطابق کیا، لیکن اچھی نہیں ہوئی، تب اس نے اپنے شوہر رمضان سے
کہہ دیا کہ مجھ سے اب اولاد کی امید نہ رکھو، اگر اولاد کی خواہش ہو تو دوسری شادی کر لو، میں بخوشی
رضامندی سے اجازت دیتی ہوں، کئی جگہ رشتہ تلاش کیا، لیکن کہیں ٹھیک نہیں ہوا، تب شبر اتن نے کہا میری
سگی بہن جو ایک سال سے بیوہ ہے اس کے ساتھ نکاح کر لو، اس بات پر رمضان نے اس سے کہا کہ یہ
بات اس وقت ہو سکتی ہے کہ میں تم کو طلاق دے دوں، اس کے بعد تمہاری بہن سے نکاح کر لوں، کیونکہ یہ
مسئلہ ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ دو سگی بہنیں نکاح میں نہیں رہ سکتی ہیں، اس بات پر شبر اتن نے کہا کہ میں
بخوشی منظور کرتی ہوں، کیونکہ اب مجھے دنیا داری تعلق سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ صرف ہم کو اپنی زندگی بسر
کرنے کے لیے کھانا کپڑا چاہئے، اس بنا پر مسماۃ شبر اتن کو طلاق دے کر مسماۃ سکینہ سے بعد گزرنے
عدت کے نکاح کر لیا اور دو گواہوں کے سامنے اقرار نامہ لکھ دیا کہ تاحیات شبر اتن کو روٹی اور کپڑا دوں گا،
بعد نکاح رمضان نے خدائے واحد کا درمیان دے کر برادری کے سامنے کہا کہ آج سے میں شبر اتن کو ماں
بہن ایسا سمجھوں گا۔ رمضان کے پاس دو قطعہ مکان ہے، ایک زنانہ ایک مردانہ۔ بعد طلاق جسے عرصہ آٹھ
سال کا ہوتا ہے، شبر اتن کبھی اپنے میکہ، کبھی اپنے گھر پر رہی، اس آٹھ سال کے عرصہ میں کوئی قابل
اعتراض بات نظر نہیں آئی، میکہ میں فی الحال بڑی بڑی پریشانی کا سامنا ہوا ہے، شبر اتن کے باپ مرچکے
ہیں۔ بھائی بھاؤ ج کلکتہ چلے گئے ہیں، ماں کسی طرح مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال رہی ہے اس پر آشوب
زمانہ کی گرانی میں رمضان کسی نہ کسی طرح اپنا اور اپنے متعلقین کا جو ایک وقت سات افراد ہوتے ہیں پیٹ
پالی رہا ہے رمضان کی عمر اس وقت ۴۸ برس اور شبر اتن کی ۴۴ برس ہے، ان تمام حالات کو مد نظر رکھتے
ہوئے فتویٰ دیا جائے۔

(۱) مسماۃ شبر اتن رمضان کے گھر پر رہ کر اپنا روٹی کپڑا لے سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اگر علمائے دین کے نزدیک رمضان عرف بلساکن موضع پر روٹی اور کپڑا دینے کی بنا

پر مجرم ہے تو اس حالت میں اہل برادری رمضان کو جنہیں آج تک ساتھ رکھا، اپنے ساتھ رکھیں یا برادری

عبدالرحمان موضع پر سا ضلع غازی پور۔

سے الگ کر دیوں۔ فقط

الجواب

صورت مسئلہ میں شہراتن رمضان کے لیے اجنبی محض ہے۔ پس رمضان نے اگر اپنے گھر کا کوئی قطعہ جو خود رمضان کے مسکنہ سے الگ تھلگ ہو شہراتن کو رہنے کے لیے دیا جس سے رمضان کا سامنا اور اس سے خلا ملا کا کوئی امکان نہ ہو تو رمضان کا صرف غریب پروری کا جذبہ بلکہ اس خیال سے بھی کہ شہراتن اسکی بچیوں کی ماں ہے، اس کے خورد و نوش کا انتظام کرنا اور اسکی مالی اعانت نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب ہے، ہاں اس امر کا خیال ضروری ہے کہ ہر وہ صورت کہ جس سے ان دونوں کا خلا ملا ہو اور ربط و ضبط پیدا ہونے کا امکان ہو، اس سے بچنا ضروری ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِنَّ اللَّهَ بِأُمْرٍ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ [النحل: ۹۰] واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۳ رجب ۱۴۰۹ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے جو اپنے کو مسلمان کہتا ہے بکر (مسلمان) کے خلاف ایک سازشی اور جھوٹا اور صریح غلط مقدمہ قائم کروا دیا ہے، کہ عمر کے ساتھ بکر نے اغلام بازی کی ہے۔ بکر کو عدالت فوجداری سے سزا بھی ہو گئی۔ اس کی بیوی بوڑھا باپ و دیگر متعلقین آہ زاری میں مبتلا ہیں۔ اس مقدمہ کی وجہ صرف ذاتی بغض و عناد تھی جس کا اعلان مقدمہ ختم ہونے کے بعد زید اور اس کے ہی خواہوں نے فخر کے ساتھ کیا۔ کیا یہ لوگ ظالم نہیں کہے جائیں گے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کے خیر خواہ اور چند ساتھی اس کی حمایت کر رہے ہیں اور دیدہ و دانستہ اس کی تعریف بھی کرتے ہیں، بلکہ دوسروں کو اسی قسم کے جھوٹے مقدمہ کی دھمکی بھی دیتے ہیں۔ ان لوگوں پر کیا حکم لگے گا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ آیا ایک شخص جو جاہل اور انپڑھ ہے، مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کی حمایت و تعاون کا مستحق ہے؟ اور کیا ایسے شخص کو کام کے اندر کوئی پوزیشن امتیازی دی جا سکتی ہے؟ یا مسلمانوں کی خدمت کسی قسم سے اس کے سپرد کی جا سکتی ہے؟ بیواؤ تو جروا۔

المستفتی محمد مبین انصاری کرسینڈا سکوا سٹروانا پور کینڈا ضلع پٹنہ (بہار)

الجواب

سوال میں آپ نے جس کا ذکر کیا ہے اور اس کے جن کرتوتوں کا آپ نے بیان کیا ہے، اگر آپ

کامیاب صحیح ہے تو اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے وہ سخت ظالم و گنہگار ہے۔ دنیا میں سزا کے لائق ہے۔ اور بے تو بہ اور بکر سے عقوبت کرائے بغیر مراد مستحق عذاب جہنم ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”من کانت له مظلمة لاخيه من عرضه اوشى فليتحلله منه من قبل ان لا یکون دینار و لا درهم ان کان له عمل صالح اخذ بقدر مظلمة وان لم یکن له حسنات اخذ من سیئاته تحمل علیه“ جس کی کوئی زیادتی اپنے بھائی پر عزت و آبرو کے بارے میں یا دوسرے معاملہ میں ہو اسے چاہئے قیامت سے پہلے اسے معاف کرائے۔ ورنہ اگر اس کے پاس عمل صالح ہو تو زیادتی کی مقدار میں مظلوم کو دے دیا جائے گا۔ اور اگر عمل صالح نہ ہوگا تو اسی مقدار میں مظلوم کا گناہ اس پر لاد دیا جائے گا۔ ایسے شخص کی حمایت یا اس کو اپنا سربراہ کار بنانا اس کی عزت کرنی ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۶ جمادی الآخری ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عقی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) ایک عورت کا زیور چوری ہو گیا، اس سلسلے میں نام نکلوانا کیسا ہے؟

(۲) نام نکلوانے والے نے نامزد کر کے اعلان شروع کر دیا۔

(۳) جس کا زیور چوری ہوا، اور جس شخص کا نام نکلا اس شخص سے کلام پاک اٹھوایا گیا، اس کے

باوجود کہ اس نے کلام پاک لے کر قسم کھایا اس کے اوپر چوری کا الزام لگانا کیسا ہے؟ براہ کرم شرعی جواب سے نوازیں بینوا تو حرو۔

المستفتی، احقر مرزا مشتاق احمد نوپور شریف سلیم پور دیواریا (یوپی) ۱۷ ستمبر ۱۹۹۵ء

الجواب

نام نکلوانا بیکار ہے، شریعت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں، اس کی بنا پر چوری کا الزام عائد کرنا جرم ہوگا، بالخصوص اس صورت میں کہ اس نے قسم کھا کر اپنی برأت ظاہر کی ہو، جن لوگوں نے بلا شرعی ثبوت کے شخص مذکور کو بدنام و رسوا کیا، انہیں اس آدمی سے معافی مانگنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

(۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مرحوم کا حق اس کے بھائی کے پاس بچا ہے، مرحوم اپنی حیات ہی میں بھائی سے اپنی حق والی رقم طلب کرتا رہا، لیکن بھائی کو لوٹانے کی نیت ضرور ہے، سستی اور بے پرواہی کی بنا پر کل دیں گے، ہفتے کے

بعد دیں گے، اس طرح کے عالم میں بھائی مرحوم بنا۔ اور بھائی اپنے مرحوم بھائی کی طرف سے دو سبب سے ہمیشہ ہر وقت صدمہ میں مبتلا ہے۔ اول حق امانت ۱۲۰۰ سو روپیہ، دوسرا آخری وقت مرحوم بھائی کی ملاقات کی تڑپ۔، بہر حال ان دنوں باتوں کا بوجھ کیسے ہلکا ہوگا جس کے بعد اسے تسلی بھی ہوگی لہذا تسلی بخش جواب مبارک سے نوازیں عین کرم ہوگا۔

الجواب

بھائی نے مرحوم کی امانت مطالبہ کے باوجود نہیں دی اور خود اعتراف کر رہا ہے کہ یہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے ہوا، یہ ظلم و گناہ ہے۔ حدیث میں ہے: ”مطل الغنی ظلم“ زید توبہ استغفار کرے اور نور اودہ رقم مرحوم بھائی کے وارثوں کو ادا کرے۔

مرحوم بھائی سے اس کے انتقال کے وقت ملاقات نہ ہونے کی محرومی ایک قدرتی بات تھی، اس لیے مجرم تو نہ ہوا، اب اس محرومی کے ازالہ کی صورت یہی ہے کہ اس مرحوم کے لیے کثرت سے ایصال ثواب کرے اور اس کی قبر کی زیارت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مو

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بلا کسی شکوہ کے ایک عالم دین اپنی پڑھانے کی جگہ چھوڑ کر رخصت ہونا چاہتے تھے، اسی بات کے درمیان اس عالم کو ایک شخص نے دھمکی دیتے ہوئے یہ کہا کہ آج کل کے جتنے بھی رہبر درہنما ہیں، سب کے سب ابلیس ہیں۔ اور مارنے تک کی دھمکی دی۔ لہذا شریعت اس کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے؟ اس کے ساتھ کھانا، پینا، اور کسی بھی چیز میں شامل ہونا کب تک درست نہیں ہے؟ جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں، عین نوازش ہوگی۔

(۲) بھرے مجمع میں ایک شخص نے ایک عالم دین کو گالی دیتے ہوئے یہ کہا کہ داڑھی نوج لوں گا۔ لہذا شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتیان: ڈاکٹر منیر احمد و فدا حسن رضوی القادری مقام ہمیش پور، پوسٹ کھر کٹا دو بے ضلع گورکھ پور یوپی

الجواب

آپ کے دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ عالم کو اگر کسی دنیاوی سبب سے گالی دی یا اس کی توہین و تحقیر کی تو گناہ کبیرہ ہے جس کا حکم یہ ہے کہ جس کو گالی دی یا تحقیر کی اس سے معافی مانگے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے بھی توبہ و استغفار کرے۔ اور اگر بلا کسی سبب کے گالی دی یا تحقیر کی، تو اس پر کفر کا خوف ہے۔ یعنی

Click For More

جرم اور شدید ہو گیا۔ اور علم دین کی وجہ سے گالی دی یا تحقیر کی تو فقہا کے نزدیک کافر ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ صاحب معاملہ سے معافی تلافی اور توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم)

پس صورت مسئولہ میں شخص مذکور پر مولوی صاحب مذکور سے معافی اور اللہ کے حضور توبہ تو بہر حال ضروری ہے اور ان کے علم کی وجہ سے ان کی توہین کی ہو تو تجدید اسلام اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ اگر وہ جرم کے موافق اس کی تلافی پر آمادہ ہو تو فہما، ورنہ مسلمان ان کا ضرور بائیکاٹ کریں، تاکہ وہ اللہ و رسول کے حکم کی طرف رجوع کرے اور اس کے موافق عمل درآمد کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوہ ۲۰۰۲ رزی قعدہ ۱۷ھ

(۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

کچھ لوگ زید کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس نے کہا ہے: وہ عورت جو بچنے والا زیور پہنے اس عورت کی پوری قوم کی مغفرت نہیں ہوگی“ حالانکہ اس امر کی تحقیق ہو چکی ہے کہ اس نے ایسا نہیں کہا یہ اس کے اوپر تہمت ہے۔ بلکہ زید کے الفاظ یہ تھے کہ ”اس قوم کی دعا قبول نہیں ہوگی“ ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی جبکہ سوال میں اس بات کی وضاحت ہے کہ زید نے وہ جملہ نہیں کہا جو اس پر الزام رکھا گیا۔ اور اس نے جو کہا تھا وہ حدیث شریف کا مضمون ہے تو زید پر کوئی الزام نہیں، بلکہ خود الزام رکھنے والوں کو زید سے معافی مانگنی چاہئے۔ کہ انہوں نے غلط الزام سے زید کو تکلیف پہنچائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹ شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

(۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عمر نے بخش گالی دے کر اپنے کھیت کے راستہ سے زید کے کھیت میں پانی لے جانے کو روکا، زید نے اپنے لڑکوں سے کہا تم میرا اور اس کے گھر والوں کو اپنے دروازہ سے راستہ نہ ملنے دو۔

رات میں زید اپنے دروازہ پر نماز پڑھ رہا تھا۔ اور عمر کی عورت اس راستہ سے نکلی جا رہی تھی تو زید کے لڑکوں نے روکا، عورت چلائی تو عمر دوڑا آیا، تو زید نے چوکی پر سے کود کر عمر کو پکڑ لیا اور اسکے لڑکوں نے عورت کو مارا۔ اس پر بکر ایک تیسرے آدمی نے کہا، زید دھوکہ دینے کے لیے نماز پڑھ رہا ہے اور خنزیر کے بال کی طرح داڑھی بڑھایا ہے۔

Click For More

پنچایت نے فیصلہ کیا کہ زید کی طرف کے لوگ عمر کی بیوی کا پیر پکڑ کر معافی مانگیں اور زید و سوز و پے عمر کی بیوی کو دے اور تین سو روپیہ مدرسہ کو چندہ دے، بکر پر شرعی حکم فتویٰ پوچھ کر جاری کیا جائے۔
المستفتی اراکین دارالعلوم خواجہ غریب نواز موضع نچار راقم الحروف مولوی محمد مشتاق احمد چشتی
نظامی عفی عنہ خادم الفقراء والاصفیاء اور مدرسہ ہذا ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

الجواب

صورت مسئلہ میں بچوں کا یہ فیصلہ صحیح ہے کہ زید کے بچے عمر کی بیوی سے معافی مانگیں، پیر پکڑ کر معافی مانگنا شرعاً ضروری نہیں۔ اور زید پر جو روپیہ عائد کیا گیا اگر بطور جرمانہ عائد کیا گیا تو مالی جرمانہ جائز نہیں۔ ہاں اگر زید اپنی رضا سے بطور ولد ہی کے عمر کی عورت کو اور بطور چندہ مسجد کو دے اس میں کوئی حرج نہیں مگر۔

بکر کے سخت جملے نماز کے بارے میں نہیں، خاص طور سے زید کے بارے میں ہیں، اس کی بھی وہ تاویل کرتا ہے، میرا مطلب یہ تھا کہ نماز کے بہانہ سے جھگڑے کی نگرانی کروں اور اپنے بچوں کی مدد بھی، پھر بھی اس جملہ سے زید کو سخت تکلیف پہنچی بکر کو بھی زید سے معافی مانگنا چاہئے۔

حدیث شریف میں ہے:

”من كان له مظلمة لآخيه فليتحنله قبل ان لا يقبل عنه صرف ولا عدل“

البتہ واڑھی کو سوز کا بال کہنا ضرور واڑھی کی توہین ہے۔ اس لیے بکر پر توبہ، تجدید ایمان اور تجدید

نکاح ضروری ہے۔ اور عمر کو بھی اپنی روکنے کی زیادتی کی تلافی کرنا چاہئے۔ اور بد زبان سے باز رہے

، واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ کیم ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ

(۱۱-۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) کسی نیک متقی ضعیف آدمی کو بغیر دیکھے ہوئے یا بے شہادت کے غلط تہمت لگانے والے پر کیا

صاوق آتا ہے؟

(۲) زید نے دو بہنوں کو یکے بعد دیگرے اپنی زوجیت میں رکھا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟ اگر نہیں

درست ہے تو ایسا کرنے والے زید کے ساتھ اس کا بھائی کیا سلوک کرے؟ اور ایسے شخص کے ساتھ اٹھنا

بیٹھنا کیسا ہے؟

(۳) اپنے پیر و مرشد کو دو نظری کہنا کہاں تک درست ہے؟

(۴) غلط تہمت لگانے والے، دو بہنوں کو بیک وقت اپنی زوجیت میں رکھنے والے، اپنے

پیر و مرشد کو برا کہنے والے، اس کے روپے پیسے کو کسی مصرف میں لگایا جاسکتا ہے؟ اور ایسے کے ساتھ خلط ملط زندگی گزارنا کیسا ہے؟ - المستفتی محمد امین الدین، محلہ لگامی بیگ نماز پور ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۸ء

الجواب

کسی مسلمان مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگانا سخت گناہ اور جرم ہے، اور قرآن عظیم میں اس پر سخت وعید و سزا وارد ہے۔

ارشاد الہی ہے: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (النور: ۴)
جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت رکھیں اور چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو ایسے تہمت لگانے والوں کو اسی کوڑے مارو، اور آئندہ پھر ان کی گواہی کسی معاملہ میں قبول نہ کرو ایسے تہمت لگانے والے فاسق ہیں۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں یہ حکم مرد اور عورت دونوں کے لیے عام ہے۔

چنانچہ ہدایہ میں ہے: "اذقذف الرجل رجلا محصنا او امرأة محصنة"

جب کوئی آدمی پاکدامن مرد یا عورت کو تہمت لگائے۔

اور زنا کے علاوہ کسی اور برائی کی بھی غلط تہمت لگانے والے سخت مجرم و گنہگار ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں گرفتار ہیں۔

(۲) آپ پہلے اپنی تحریر کو خود سمجھئے اور پھر اس کے جواب پر غور کیجئے۔ آپ نمبر ۲ میں لکھتے ہیں "یکے بعد دیگرے" اس لفظ کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے ایک بہن سے شادی کی، اس کو طلاق دی، یا اس کا انتقال ہو گیا تو دوسری بہن سے شادی کی۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ نہ شریعت سے اس کی ممانعت ہے۔

اور نمبر ۳ میں لکھتے ہیں "بیک وقت دو بہنوں کو اپنی زوجیت میں رکھنے والا" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک ساتھ ہی ان دونوں بہنوں سے نکاح کیا۔ یا نکاح تو آگے پیچھے کیا مگر دونوں کو بیک وقت اپنے ساتھ میں رکھا۔ یہ قطعی ناجائز و حرام ہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ [النساء: ۲۳]

دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرنا حرام ہے۔

پہلی صورت میں نہ تو کوئی گناہ ہے نہ برائی۔ البتہ دوسری صورت جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ناجائز

و حرام ہے اور اس کا مرتکب فاسق اور گنہگار ہے۔

ایسے لوگوں کے ساتھ مصلحت اور حالات کے پیش نظر وصل و فصل دونوں ہی صورتیں ممکن ہیں۔

Click For More

مثلاً دوسرے بھائی کو ایسے بھائی کے ساتھ تعلقات رکھنے میں اپنے اندر بھی خرابی پیدا ہونے کا خطرہ ہو یا مدہانت میں گرفتار ہونے کا ڈر ہو۔ یا قطع تعلق سے امید ہو کہ وہ مجبور ہو کر یہ خلاف شرع حرکت چھوڑ دے گا۔ تو ایسی صورت میں بھائی ہی نہیں بلکہ گاؤں اور برادری والے سبھی مسلمانوں کو اس کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ اور یہ خوف ہو کہ بائیکاٹ سے الٹا نقصان ہوگا۔ کچھ غلط کار اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور وہ مزید سرکش ہو جائے گا۔ اور تعلق رہے گا تو ہم اس کو دباؤ میں لا کر اس کی اصلاح کر سکیں گے۔ تو شرع میں اس کی بھی گنجائش ہے۔ اور خوب یاد رکھئے کہ۔ ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ۲۲۰]

اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے سب کو خوب جانتا ہے۔

(۳) اصلاً تو یہ صورت تہمت اور الزام کی ایک عام شکل ہے۔ مگر پیر کے ساتھ بدگمانی کو صوفیائے

کرام نے سم قاتل اور سخت مہلک قرار دیا ہے۔ فتاویٰ رضویہ ہشتم ص ۷۲

(۴) احکام کی تفصیل سابقہ نمبروں کے ضمن میں گزری۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤرخ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(۱۵-۱۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

عبد الشکور مرحوم کے بالترتیب چار لڑکے ہیں۔ باب اللہ، عبد السميع، محمد اسلام، محمد مبین

(۱) عبد الشکور والد گرامی کے انتقال کے بعد فرزند کبیر کی حیثیت سے باب اللہ پر گھر کی تمام ذمہ

داریاں آن پڑیں، گھر کے اخراجات کی کفالت کی غرض سے انہوں نے ایک خطیر رقم بصورت قرض حاصل

کی، بعد مرور ایام گرام پنچایت نے یہ فیصلہ سنایا کہ چونکہ باب اللہ نے قرض کی ساری رقم اپنے اور جملہ

بھائیوں کی ضروریات میں خرچ کی۔ اس لیے ہر ایک کے ذمہ رقم کا ایک ڈھائی واجب الادا ہوگا۔ اس پر

تمام بھائیوں نے ادائیگی کا وعدہ کیا۔ باب اللہ اور عبد السميع نے اپنا حصہ ادا کر دیا۔ مگر محمد مبین اور محمد اسلام

نے وعدہ خلافی کی اور اپنا حصہ قرض نہیں دیا۔ تو چاروں چار باب اللہ نے اس رقم کی ادائیگی اپنی جیب خاص

سے کی اب جب باب اللہ یا ان کے ورثا اس رقم کا مطالبہ کرتے ہیں تو اسلام اور مبین انکار کرتے ہیں۔

ایسے بد عمل اور جھوٹوں کے بارے میں شریعت اسلامیہ کیا کہتی ہے؟

(۲) ایک آم کا درخت ہے جس پر متذکرہ بالا چاروں بھائیوں کو مشترکہ طریقے سے مالکانہ

حیثیت حاصل ہے، مگر محمد مبین نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ اور اپنے بھائیوں کو اس کے پھل کا حصہ

نہیں دیتے، اگر کسی بھائی کا لڑکا گا ہے بگا ہے اس کے قریب چلا جاتا ہے تو سب دھم کرتے اور مارتے

ہیں۔ ایسے غاصب، گالی دہندہ، اذیت رساں، حق تلفی کرنے والے کا شریعت مقدسہ میں کیا حکم ہے؟

(۳) مولوی محمد انیس ولد محمد مبین نے محمد اسلام سے جو دلا ولد ہیں ان کی ساری زمین دھوکہ سے رجسٹری کرائی ہے۔ اور مطلب برآری کے بعد مولوی محمد انیس صاحب محمد اسلام پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ مارتے پیٹتے ہیں۔ گالی گلوچ دیتے ہیں۔ ایسے ظالم اور دھوکہ باز مولوی کے لیے شریعت مطہرہ میں کیا حکم وارد ہے۔

(۴) مولوی محمد انیس نے ایک کافر سے بلا ضرورت شرعی سودی رقم لی اور اس کے بعد اس کافر کو سود دیا۔ ایسے سودی مولوی کے حق میں شریعت مطہرہ کا کیا فرمان عالیشان ہے، نیز اس مولوی کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟ اور عامۃ المسلمین اس سے تعلقات رکھیں یا نہ رکھیں؟ برائے کرم مفصل جوابات دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے تو جن لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ وہ مختلف قسم کے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہیں۔

- (۱) مثلاً نمبر (۱) میں وعدہ خلافی کا جرم حدیث شریف میں اس کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔
 - (۲) میں غصب اور گالی گلوچ کہ اس کو بھی حدیث شریف میں منافق کا کام بتایا گیا ہے۔
 - (۳) دھوکہ اور گالی گلوچ اور ایذا رسانی کہ یہ بھی حرام و ناجائز ہے، یونہی سود پر بلا ضرورت قرضہ لینا بھی حرام و ناجائز ہے، ایسے تمام لوگوں پر توبہ و استغفار فرض اور جن کی چیزیں غصب کیں یا جس کا حق دبا بیٹھے انہیں ادا کرنا ضروری ہے۔ کہ یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں گرفتار ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور امام بنانا گناہ، جب تک سچی توبہ نہ کریں، تمام مسلمان بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ

صلہ رحمی کا بیان

- (۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید، بکر، قمر تینوں سگے بھائی ہیں۔ جو ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔ لیکن تینوں کے چولہے الگ الگ ہیں۔ ان کی والدہ انہیں کے ساتھ رہتی تھیں۔ منجھلے بھائی بکر نے اپنی بیوی کی باتوں پر عمل کرتے ہوئے والدہ سے بات چیت اور انہیں کھانا پینا دینا بند کر رکھا تھا۔ اس کے علاوہ میاں بیوی آپس میں ایسی باتیں اکثر کہا کرتے تھے جن کو سن کر ان کو تکلیف پہنچے۔ رمضان جیسا مبارک مہینہ گزر جاتا تھا لیکن افطار کے نام پر ایک کھجور دینا گوارا نہیں کرتے تھے۔ ماں کو ان سب باتوں سے بے حد تکلیف رہا کرتی تھی۔

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حالانکہ زید و قمر ماں کے لیے ہر وقت کھڑے رہتے تھے۔ پھر بھی اولاد ہونے کی وجہ سے انہیں سخت صدمہ پہنچتا تھا۔ بڑے بھائی زید نے بکر کو ماں کا مرتبہ ادب و احترام بتا کر ساتھ ہی اللہ و رسول کا خوف دلا کر ان سب غلط حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین کی تھی۔ مگر کوئی سدھار نہیں ہوا، بلکہ کچھ دوسری وجوہات کو لے کر زید و قمر سے اس نے تعلقات ہی ختم کر لیے۔ اس کے باوجود زید ضرورت پیش آنے پر اس سے بات کر لیا کرتا تھا۔ لیکن وہ خود اپنے سے بات نہیں کرتا تھا۔ کہنے پر کہتا تھا کہ کوئی کام ہی نہیں ہے کہ بات کی جائے۔ اس بات پر زید نے بھی بات چیت کرنا بند کر دیا تھا۔

ماں کو جب جانکنی کی کیفیت طاری ہوئی تو انہیں پورا پورا یقین تھا کہ اس وقت وہ ضرور ملنے آئے گا۔ مگر وہ اس وقت گھر میں موبتہ ہوتے ہوئے لوگوں کے سمجھانے پر بھی ایک چمچہ پانی بھی نہیں پلایا۔ اور ماں اس سے ملنے کی خواہش لیے ہوئی دنیا سے کوچ کر گئی۔ اس کی ذلیل حرکت سے زید کو بھی بے حد صدمہ ہوا۔ اور اس نے طے کیا کہ جب وہ ماں کا نہیں ہوا تو اس کا کیا ہو سکتا ہے۔ اور عہد کر لیا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔ اس کو ابھی بھی اپنی اس نازیبا حرکتوں پر کسی طرح کی عداوت کا احساس تک نہیں ہوا۔ اس کی بیوی ابھی بھی ماں کے لیے گندے جملے ادا کرتی رہتی ہے اور بکر خاموش رہتا ہے۔ زید و قمر سے جتنا ہوسکا تھا ماں کی خدمت انجام دی تھی۔ اور ماں بھی دونوں سے راضی خوشی تھی۔

دیافت طلب امر یہ ہے کہ بکر کا انجام کیا ہوگا۔ اور اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتائیے کہ زید نے جو اس سے ہمیشہ کے لیے رشتہ توڑ لینے کا عہد کر لیا ہے روز حشر اس جرم کا مرتکب تو نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ برائے کرم شریعت مطہرہ کا حکم دلائل سے صادر فرما کر مطمئن کریں۔

المستفتی: نور محمد خاں ۳ مارچ ۲۰۰۲ء

الجواب

ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی اور اچھا سلوک کرنا شرعاً واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا﴾ [الاسراء: ۲۳-۲۴]

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو ان سے اف نہ کہنا نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم سے بات کہنا۔ اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھانا۔ اور عرض کرنا اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسے ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

حدیث شریف میں ہے:

قال رجل يا رسول الله من احق بحسن صحبتي قال امك (ثلث مرات) ثم ابوك
(متفق عليه مشکوٰۃ ص ۲۱۸)

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے صلہ رحمی اور حسن اخلاق اور مصاحبت و حمایت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ اس شخص نے تین بار سوال دہرایا آپ نے ہر بار فرمایا تیری ماں۔ چوتھی بار پوچھنے پر آپ نے فرمایا تیرا باپ۔ دوسری حدیث شریف میں ہے:

ان رجلا قال يا سول الله ما حق الوالدين قال هما جنتك و نارك (مشکوٰۃ ص ۲۱۱)
یا رسول اللہ میرے اوپر والدین کا کیا حق ہے؟ آپ نے پوچھنے والے سے فرمایا: وہ تیری جنت ہیں یا دوزخ۔ یعنی تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا تو جنت پائے گا اور برا سلوک کرے گا تو جہنم میں جائے گا۔

اور ماں باپ کے ساتھ قطع رحمی، بد سلوکی اور نافرمانی کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ان الله حرم عليكم عقوق الامهات
اللہ نے ماؤں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: الرحم شجرة من الرحمن فقال الله من وصلك وصلته ،
ومن قطعك قطعته (مشکوٰۃ)

رحم کا ایک علاقہ اللہ تعالیٰ سے ہے۔ تو وہ فرماتا ہے۔ جو صلہ رحمی کریگا میں اسے اپنی رحمت سے ملا دوں گا اور جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو اپنی رحمت سے دور کر دوں گا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۱۹)۔

تیسری حدیث میں ہے: لا يدخل الجنة قاطع و لا منان۔ قطع رحمی کرنے والا اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

پس اگر زید اپنے قول میں سچا ہے تو اس کا منجھلا بھائی بکر جس نے اپنی ماں کے ساتھ قطع رحمی اور اس کی نافرمانی کی اور ایذا دی حرام کیا۔ عقوق والدین کے جرم میں گرفتار ہو چکا اور اپنے لیے جہنم کی راہ اختیار کر چکا۔ اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق دے۔ اب سوال زید کا ہے کہ وہ اپنے اس بھائی سے قطع تعلق کرے تو قطع رحمی کا مجرم ہوگا کہ نہیں؟ اور آخرت میں اس سے اس کی باز پرس ہوگی کہ نہیں؟ کہ بلا سبب قطع تعلق تو عام مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی ناجائز و حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

لا يحل للرجل ان يهجر اخاه فوق ثلث ليال ملتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(مشکوٰۃ ص ۴۲۷)

خیرهما الذی یدء بالسلام

آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زائد چھوڑے کہ دونوں ملیں تو یہ ادھر منہ پھیرے اور وہ ادھر۔ اور ان میں بہتر وہ ہوگا کہ جو پہلے سلام کرے۔ اس حدیث سے ایک بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب سلام کر لیا تو قطع رحمی ختم ہو جاتی ہے۔ اور ایک قاعدہ کلیہ حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں جو انہوں نے اسی حدیث کی شرح میں اپنی کتاب لمعات میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ایسا ترک تعلق مراد ہے جس کا سبب ایک بھائی کی طرف سے دوسرے بھائی کے حق کی ادائے گی میں کوتاہی ہو جیسے دوسرے بھائی نے اس کی غیبت کی یا خیر خواہی سے دست کشی کی، اتنی بات پر بھائی سے ترک تعلق حرام ہے۔ اور ایسا ترک تعلق جس کا سبب دین ہو اور بد عقیدہ لوگوں سے ترک تعلق یہ تو اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ اپنی بد عقیدگی اور گمراہی سے باز نہ آئے۔ تیسرے وہ شخص جس سے صلہ رحمی اور بات چیت سے دینی نقصان یا دنیوی ضرر کا خطرہ ہو تو ایسے شخص سے پرہیز اور ترک تعلق جائز ہے۔

(لمعات بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۲۷)

شیخ کی اس عبارت میں تعلقات کی تینوں قسموں کا بیان ہے کہ یہ حرام بھی ہے اور ضروری اور واجب بھی ہے۔ اور جائز بھی ہے۔ تو زید خود ہی اس کا فیصلہ کرے کہ اس کا بھائی کس قسم میں آتا ہے اور اسی کے حساب سے اس کے ساتھ معاملہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع منو یکم ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

تہمت کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور اس کی بیوی دونوں ایک جگہ سوئے ہوئے تھے، کہ رات کو بارہ بجے بیوی کو حاجت محسوس ہوئی اور شوہر سے اجازت لے کر باہر تنہا گئی، اس کے بعد ایک لڑکا جو بیوی کے بھائی کا سالہ تھا فوراً دوسرے راستے سے اس کے پیچھے ہولیا۔ پھر زید پندرہ منٹ کے بعد نارچ لے کر گھر سے تلاش میں نکلا، سو میٹر چلنے کے بعد ان دونوں کو آگے پیچھے ہوتے ہوئے پایا اور وہیں پر لڑکے کو مارنا شروع کیا تو بیوی نے اسے چھڑانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے لڑکا وہاں سے فرار ہو گیا۔ اب زید اپنی بیوی کو مارتے ہوئے گھر تک لایا اور صبح کو میسکے والوں کو فون کر کے بلا لیا کہ لڑکی نے بدکاری کی، ہم سوچ سمجھ کر پندرہ دن میں بلا لیں گے، یہ کہہ کر ان کے حوانے کر دیا۔ اور لڑکی والے لڑکی کو لے کر واپس چل دیئے اور فوراً لڑکی نے

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ڈاکٹری سند لے کر کورٹ میں یہ کہہ کر مقدمہ دائر کیا کہ شادی میں پچاس ہزار روپیہ نقد اور موٹر سائیکل نہ ملنے کی وجہ سے اس کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی۔ پھر دو مہینے کی مدت کے بعد کورٹ میں زید اور اس کی بیوی نے ایک ساتھ رہنے پر اتفاق کر لیا اور صلح ہو گئی۔

اس کے بعد زید نے بیوی سے قسم اور قرآن پاک کا واسطہ دے کر پوچھا تو لڑکی نے ہر طرح سے پاک ہونا بتایا اور دونوں خوشی خوشی گھر نہ آ کر کسی شہر میں زندگی بسر کرنے لگے اور دو مہینے رہ کر زید بیوی کو میکے پہنچا کر خود ممبئی چلا گیا۔ اب سترہ مہینے کے بعد زید کے والد باہر سے آئے تو زید گھر آیا، ایک مہینے کے بعد زید کے بلانے پر سسرال والے زید کی بیوی اور اس کے بچے جو اسی سترہ مہینے کے درمیان پیدا ہوا تھا اس کو لے کر اس کے گھر آئے اور ایک پنچایت ہوئی جو بیچ نامہ ساتھ میں موجود ہے۔

لہذا ایسی صورت حال میں زید اور اس کی بیوی اپنے گھر والوں کے ساتھ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی۔
المستفتی: جمیل اللہ شاہ گوپال پور محمد صغیر شاہ گوپال پور، محمد سلیمان انصاری گوپال پور وغیرہ ضلع گورکھپور یوپی

الجواب

صورت مسئلہ میں زید اپنی بیوی کے ساتھ اپنے گھر والوں میں رہ سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی برائی نہیں، بلکہ یہ فائدہ ہے کہ گھر والے بھی زید کی عورت کی نگرانی رکھیں گے، گاؤں والوں اور پنچایت کو اس میں کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مئس العلوم گھوسی متو ۳ محرم ۱۴۲۶ھ

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میرے باپ نے مجھے بذریعہ جسٹری عاق کا نوٹس دیا ہے جس کا مضمون اس طرح ہے۔ نوٹس بنام نجم الہدیٰ ولدنا معلوم ابن حقیقتا مرحومہ بنت فہیم میاں مرحوم ساکن جگملول حال مقام خلیل آباد (بستی) تمام الزام لگانے کے بعد لکھا کہ تم صرف گستاخ اور نافرمان ہی نہیں ہو بلکہ باغی اور غدار ہو، اس لیے آج کی تاریخ سے خود کو قطعاً مطلقاً عاق سمجھو۔ دستخط قمر الہدیٰ بقلم خود خلیل آباد یکم اپریل ۲۰۰۵ء

کیا باپ عاق کا نوٹس دیتے وقت بیٹے کو ولدنا معلوم لکھ سکتا ہے۔ کیا مرحومہ ماں پر زنا کی تہمت نہیں لگائی؟ اس طرح بیٹے کو ولدنا معلوم لکھ کر عاق کرنے والے کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ جس میں صحیح مسئلہ سے واقف کرانے والے مولانا حاجی اور پیر ہیں، ان کے علاوہ مذہبی کتابیں بھی لکھیں اور چھپوائی ہیں جیسے آئینہ رمضان شریف، معرکہ کربلا، فلسفہ نماز، فلسفہ طریقت، شرک و توحید وغیرہ۔ کیا عاق کر

Click For More

دینے سے لڑکا باپ کی جائداد سے محروم رہ جاتا ہے، اس طرح اور بھی ایک خط میں ابن نامعلوم فرزند نوح کر کے لکھ چکے ہیں۔
المستفتی نجم الہدیٰ فردوسی خلیل آباد (بستی)

الجواب

اپنے لڑکے کو اگر ولد نامعلوم کہا تو ماں پر وہ تہمت نہیں ہوگی جس پر حد قذف واجب ہوتی ہے۔ عالمگیری میں ہے: "لو قال ولد الزانية لاحد" ایسا ہو سکتا ہے کہ دینداروں کی پنچایت باپ کو بلا کر سرزنش کرے کہ وہ ایسے کلمات نہ بولے اور نہ لکھے جس سے بیٹے کو عار اور اس کی مرحومہ ماں کے لیے شبہ میں ڈالنے والے ہوں۔ شریعت اسلامیہ میں کسی شخص کے اپنے لڑکے کو عاق لکھ دینے سے اس کے حقوق فرزند پر اثر نہیں پڑتا۔ باپ کے مرنے کے بعد اس کی جائداد کا لڑکا ضرور مالک ہوگا۔ ہاں باپ کوئی جائداد ہی نہ چھوڑے اور اپنی زندگی میں سب تقسیم کر کے دوسروں کو اس پر قبضہ دلا دے تو اور بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۶ جمادی الاول ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص مسمی صدر الدین کی زوجہ کے شکم سے سابق خاوند سے ایک لڑکی مسماۃ نور فاطمہ ہے جس نے مسمی مذکور صدر الدین ہی کے گھر پرورش پائی۔ بعد بلوغ صدر الدین نے نور فاطمہ کی شادی مسمی نور حسین سے کر دی۔ کچھ عرصہ مسماۃ مذکور اپنے خاوند کے گھر رہی، بعد میں میاں بیوی کی نا اتفاقی ہو گئی اور مسماۃ فاطمہ دوبارہ صدر الدین اور اپنی والدہ کے گھر رہنے لگی۔ اب تقریباً عرصہ تین سال گزر چکے ہیں، آپس میں ان کا اتفاق نہیں ہوا۔ نور فاطمہ کی والدہ کے لطن سے صدر الدین کے بھی پانچ چھ بچے موجود ہیں اور مسماۃ نور فاطمہ کے بھی والد موجود ہیں، لیکن جب انہوں نے نور فاطمہ کی والدہ کو طلاق دی تو یہ چھوٹی تھی، اپنی والدہ کے ساتھ ہی صدر الدین کے گھر پرورش پائی اور اس نے اس کی شادی کی، اس لحاظ سے جب خاوند سے نا اتفاقی ہوئی تو اس کو اپنی والدہ اور صدر الدین کے گھر ہی رہنا پڑا۔ تین شخصوں نے صدر الدین کو مسماۃ نور فاطمہ کے ساتھ زنا کرنے کی تہمت لگائی، ایک مجلس کے روبرو۔ اس مجلس میں ایک عالم دین کو بھی بطور قاضی بلایا گیا تھا۔ ان کے دریافت کرنے پر ان لوگوں نے پر زور لفظوں میں یہ تہمت مجلس میں ظاہر کی۔ عالم دین نے ان سے شہادت طلب کی، لیکن انہوں نے شہادت پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ چشم دید شہادت ہمارے پاس نہیں ہے۔ لیکن صدر الدین نور فاطمہ سے زنا ضرور کرتا ہے۔ پھر مجلس کے روبرو ان سے سوال کیا گیا، اگر شہادت تمہارے پاس نہیں ہے تو تم ناحق زنا کی تہمت لگا

Click For More

کر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہو۔ اس لیے تم اس سے باز آ جاؤ۔ کافی سمجھانے کے بعد بھی ان کی طرف سے یہی جواب ملتا رہا کہ یہ بات صحیح ہے۔ اگر تم شریعت کے عالم ہو تو تمہیں اس امر کا فیصلہ لازمی دینا ہو گا۔ اس کے جواب میں ان شخصوں سے پھر پوچھا گیا کہ تمہیں کیسے یقین ہو سکتا ہے کہ یہ شخص گناہ سے پاک ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کو نہلا کر قرآن مجید کی قسم دی جائے تو ہماری تسلی ہوگی۔ اس کے بعد اس عالم نے مسیٰ صدرالدین کو پوچھا کہ تم بتاؤ کہ تم نے اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں؟ صدرالدین نے جواب دیا کہ میں نے یہ گناہ ہرگز نہیں کیا ہے۔ یہ مجھ پر تہمت لگا رہے ہیں۔ اس لیے ان کو مجھ پر تہمت لگانے کی سزا دی جائے۔ اور میں نہلا کر قرآن مجید اٹھا کر اپنے سچے ہونے کی قسم کھانے کو تیار ہوں۔ اس پر اس عالم نے اس مجلس کے روبرو ان تین شخصوں یعنی تہمت لگانے والوں سے کہا کہ اب تو یہ قسم اٹھانے کو تیار ہے اور تمہارے پاس شہادت موجود نہیں ہے۔ اس لیے میں اس مجلس کے روبرو تم دونوں فریقوں کو حکم دیتا ہوں کہ صدرالدین غسل کر کے قرآن اٹھانے کو تیار ہو جائے۔ اور تم قرآن مجید کا نسخہ مجلس میں لاؤ۔ یہ سن کر صدرالدین نے اس مجلس کے روبرو غسل کیا اور نماز عصر ادا کی اور کہا کہ قرآن مجید لاؤ۔ میں اپنے سچے ہونے کی قسم کھاتا ہوں۔ پھر وہ قرآن مجید لانے کو پس و پیش کرنے لگے۔ قرآن مجید صدرالدین لائے یا دوسرے لائے اس حال میں تقریباً ایک گھنٹہ تک حاضرین مجلس نے انتظار کیا۔ وہ قرآن مجید نہیں لائے اور صدرالدین قرآن کی قسم اٹھانے کو انتظار کرتا رہا۔ اس انتظار کے بعد اسی مجلس میں اس عالم دین نے فیصلہ شریعت سنایا۔ وہ یہ ہے۔

مسیٰ حسین محمد ولد الہی بخش، رحم علی اور غلام حسین پسران محمد علی نے جو بے باکی سے اس مجلس کے روبرو صدرالدین کو زنا کی تہمت لگائی ہے شہادتیں نہ ہونے اور صدرالدین کے اقرار نہ کرنے کی بنا پر صدرالدین کو بڑی ثابت کیا جاتا ہے۔ اور صدرالدین کے مطالبہ پر تہمت لگانے والوں پر اسی، اسی آدمیوں کو کھانا کھلانے کی سزا بطور تعزیر لگائی۔ اور جب تک یہ تینوں شخص اسی، اسی آدمیوں کو کھانا نہ کھلائیں اور توبہ استغفار نہ کریں تب تک مسلمان قطع تعلق رکھیں اور کھانے پینے غمی شادی اور نماز وغیرہ میں بائیکاٹ کریں۔ حاضرین مجلس کے دستخط اور انگوٹھے کے نشان شامل کئے جاتے ہیں۔ اب یہ بتائیں کہ یہ فیصلہ جو عالم دین نے کیا ہے درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو مسلمانوں کو اس کا پابند ہونا چاہئے کہ نہیں؟ اگر فیصلہ درست نہ ہو تو اس کی اصلاح فرمائی جائے۔ تاکہ وہ عالم بھی اپنے غلط فیصلے سے رجوع کریں۔ اور معافی چاہیں۔

مسئمتی صدرالدین۔ دستخط گواہان، میاں نیک عالم پیش امام، غلام حسین، علی احمد، دین محمد، حسین احمد، فتح محمد، عبدالکریم، مولوی عبدالغنی

Click For More

الجواب

قرآن عظیم میں زنا کی تہمت باندھنے والے کی سخت مذمت آئی ہے، بلاشبہ جن لوگوں نے صدر الدین پر زنا کی تہمت لگائی اور کوئی ثبوت فراہم نہ کر سکے سخت شرعی مجرم اور گنہگار ہوئے۔ ان پر توبہ صادقہ لازم اور صدر الدین سے معافی مانگنا ضروری اور نور فاطمہ سے بھی۔ اگر اسلامی عدالت ہوتی تو ان سب کو اسی، اسی کوڑے مارے جاتے، اگر وہ اب بھی توبہ صادقہ نہ کریں اور عذر خواہ نہ ہوں تو مسلمان ان سے مقاطعہ کریں اور ہر قسم کا بائیکاٹ جاری رکھیں۔ مسجد میں ساتھ نماز پڑھنا یا نماز جنازہ البتہ نہیں روکی جائے گی۔ عالم صاحب نے بائیکاٹ کا حکم صحیح فرمایا البتہ تعزیر بالمال جائز نہیں، اس لیے اسی آدمیوں کو کھانا کھلانے کی جو سزا مقرر فرمائی وہ شرعاً نہیں دی جاسکتی۔ مولانا اس سے رجوع فرمائیں، ہاں مجرمین اگر بطور خود اپنی رضا سے اس خیال سے کہ ہم نے بہت بڑا جرم کیا اور صدقہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے بطور صدقہ کھلائیں تو کچھ حرج نہیں، بلکہ بہتر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عظمیٰ خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۲ شوال ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) حاجی محمد صابر صاحب اور حافظ محمد منصور صاحب میں کچھ بات ہو رہی تھی تو حافظ محمد منصور صاحب نے حاجی محمد صابر صاحب کو یہ کہا کہ میں تم کو جانتا ہوں کہ کتنے صحیح ہو اور کتنے اچھے ہو، تو حاجی محمد صابر صاحب نے ڈائریکٹ کہا کہ تم تو عالم الغیب ہو۔ تو حضور حاجی محمد صابر صاحب پر شریعت کا کیا حکم ہے

(۲) حاجی محمد صابر صاحب داڑھی کا بال کٹواتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) جاہلوں کے پیچھے حافظوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱) ایسے موقع پر ایسا جملہ بطور طنز بولا جاتا ہے کہ تم عالم الغیب تو ہو نہیں تو تم ڈھکی چھپی بات کے جاننے کا دعویٰ کیسے کرتے ہو، مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کو عالم الغیب مانا۔ صورت مسئلہ میں اگر حافظ منصور صاحب نے حاجی محمد صابر پر بدگمانی کی تھی تو یہی مجرم ہیں۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِتْمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲] حاجی صاحب پر کچھ نہیں۔

(۲) علی الاعلان داڑھی کا بال کٹوانے والا یعنی داڑھی کو حد شرع سے کم کرانے والا فاسق معلن

ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، یعنی پڑھ لیا تو دہرائے اور یہی حکم گالی بکنے والے۔ جھوٹ بولنے والے اور سارے گناہ کبیرہ علی الاعلان کرنے والوں کا ہے، اس لیے ہر آدمی کو اپنے گناہ پر بھی نظر رکھنا چاہئے۔

(۳) یہ مسئلہ جاہل اور حافظ پر نہیں، بہت سے حافظ بھی قرآن شریف بہت غلط پڑھتے ہیں اور جاہل تو جاہل ہیں جو قرآن شریف صحیح پڑھے اور امامت کے دوسرے شرائط اس میں پائے جائیں، اس کے پیچھے نماز جائز ہے، اور جس میں کمی ہو اس کے پیچھے نماز ناجائز، جاہل ہو، عالم ہو، حافظ ہو، سب کا یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۵ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

(۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اگرچہ وہ ہمارے طریقہ کے مطابق سب کچھ کرتا ہے مگر عقیدے کے خلاف ہے؟ یعنی اس کا دیوبندی ہونا متحقق ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کو برا بھلا کہتا ہے، نیز اس کا کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت کون سا امام ہے؟ ہم اسے امام نہیں مانتے ہیں، کیونکہ امام تو چار ہی ہیں، امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور امام حنبلی، یہ پانچواں امام کہاں سے ٹپک پڑا، یعنی گستاخ اعلیٰ حضرت ہے۔ ان تمام سوالوں کے جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد حسین رضا ساکن چھتیاہ پوسٹ بوگا بٹگاوان ضلع پورنیہ بہار

الجواب

اسلام کا مدار صرف اعمال پر نہیں ہے، بلکہ عقیدہ اگر دیوبندیوں کا ہے تو چاہے لاکھ سنیوں کے سے اعمال کرے ہرگز مسلمان نہیں، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اور اس کی یہ بات غلط ہے کہ امام صرف چاروں مذہب کے مقتداؤں کو کہا جاتا ہے، اہل بیت کے بارہ بزرگوں کو دوازدہ یعنی بارہ امام کہا جاتا ہے، بخاری و مسلم کو امام کہا جاتا ہے، امام غزالی، امام رازی وغیرہ بے شمار بزرگان اسلام کو امام کہتے ہیں، تمام دیوبندی مولوی عبدالشکور کوری کو امام اہل سنت کہتے ہیں، مناظر حسن گیلانی، قاسم نانوتوی، کوسید الامام لکھا ہے۔ اگر مسلمانان اہل سنت اپنے دینی پیشوا کو امام کہتے ہیں تو لوگوں کا دل کیوں دکھ جاتا ہے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متو ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید عالم دین ہے، لیکن وہ جہاں بھی پروگرام میں جاتا ہے تو وہ علما کی برائی بیان کرتا ہے۔ اور بعد نماز عصر ہر روز مسجد میں فیضان سنت پڑھ کر سناتا ہے، اس میں بھی علما کی برائی بیان کرتا ہے مثلاً کہتا ہے:

چوری علما کے اندر پائی جاتی ہے، لواطت علما میں پائی جاتی ہے، چغلی خوری علما میں پائی جاتی ہے، جھوٹ علما کے اندر پایا جاتا ہے۔ اسی طرح کی برائیاں علما کی لوگوں سامنے پیش کرتا رہتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ فعل کیسا ہے؟ اور اس طرح کی باتیں عوام کے سامنے پیش کرنا کیسا ہے؟ زید گنہگار ہوگا یا نہیں؟ از روئے شریعت زید پر کیا حکم ہوگا؟ زید کسی کا نام لے کر نہیں کہتا ہے بلکہ عام طور پر عوام کے سامنے پیش کرتا ہے۔ مذکورہ بالا سوال کا جواب احادیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔ نوٹ: زید سنی ہے، سنی علما کی برائی بیان کرتا ہے۔

المستفتی: محمد خلیل الرحمن نوری برناہاڑی ضلع کشن گنج

الجواب

جب زید صاحب کسی خاص آدمی کا نام نہیں لیتے تو اس کو غیبت نہیں کہا جاسکتا، اور جن عیوب کا وہ نام لیتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ کچھ مولویوں میں پائے جاتے ہوں، لیکن ان سے پوچھئے کہ کیا عوام ان عیوب سے بالکل پاک ہیں اور نہیں تو یہ علما بھی تو عوام میں سے تیار ہوئے ہیں۔ جب عوام صالح تھے تو علما اولیا ہوئے اور جب ہم نالی کے کیڑے ہو گئے ہیں تو ہمارے علما میں بھی بگاڑ پیدا ہو گیا۔ زید صاحب علمائے اہل سنت کی یہ عمومی عیب جوئی کر کے جہالت کا کام کر رہے ہیں، اس سے عوام میں یہ تاثر پیدا ہوگا کہ علماء رہنمائی کے لائق نہیں۔ تو رہنمائی کون کریگا؟ جاہل؟ اوخو۔ یشتن گم است کرار ہبری کند ان کی اس حرکت سے دین کا بڑا نقصان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ علم دین اور علما کی برائی کو فقہانے کفر لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع موہو ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۹) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ امام جس مسجد میں امامت کرتا ہے، تین یا چار سال سے بنی ہے، دانا وغیرہ لگ کر مکمل ہے۔ ایک روز امام فرش کے نیچے کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھ کر کہتا ہے، مسجد یا نیل دوری معلوم ہوتی ہے؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبدالرحمن مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

الجواب

ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا جملہ سے قائل کی مراد مسجد کی تحقیر و تہلیل نہیں ہے، بلکہ اس کے طرز تعمیر کا ایک نقص بیان کرنا ہے اس لیے قائل پر کوئی سخت حکم تو لاگو نہ ہوگا، البتہ مقصد کے ظاہر کرنے کا ایک غیر مہذب اور جاہلانہ طریقہ ہے۔ اس لیے قائل کو ایسے جملوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اعلیٰ حضرت فاضل

بریلوی فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوا ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۷۱ھ

(۱۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید نے دیہات کے مولوی صاحبان کی کچھ آپسی نا اتفاقی اور ان کے آپسی جھگڑے کی وجہ سے
پریشان ہو کر اس حال میں کہ زید ان کانگراں ہے۔ مسجد کے کارکن ہونے کی وجہ سے غصہ کی حالت میں یہ
کلام کہا کہ فطرہ اور زکوٰۃ کے کھانے والے حرامی پن کرتے ہیں۔ اور سائل اور اس کے کچھ ساتھیوں نے یہ
سنا کہ زید کہتا ہے کہ فطرہ اور زکوٰۃ کھانے والے حرامی ہیں، زید کو اس کلام سے انکار ہے۔ مسئلہ کو شریعت کی
روشنی میں حل فرمائیں کہ قائل کے اوپر صرف توبہ لازم ہے؟ یا تجدید ایمان ونکاح بھی؟
المستفتی محمد سخاوت حسین برکاتی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب

عالم دین کی عالم دین ہونے کی حیثیت سے توہین اور برائی کو فقہانے کفر لکھا ہے۔ فتاویٰ رضویہ
میں مجمع الانہر کے حوالہ سے ہے: والاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر من قال للعالم العویلم و
للعلوی عویلم قاصدا به الاستخفاف کفر۔ اور دنیاوی معاملات میں یا آپسی رنجش کی بنا پر تحقیر
کرے یا توہین تو یہ کفر نہیں ہے اور صورت مسئلہ میں تو زید نے ان مولویوں کا نام بھی نہیں لیا ہے ایک لفظ
عام سے تعبیر کیا ہے تو یہ کفر نہیں۔ البتہ الفاظ چونکہ نہایت سخت ہیں، اس لیے اس کو ان سے توبہ کرنی
چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع متوا ۱۲ صفر ۱۳۱۸ھ

(۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید نے کہا کہ غلطی اور خطا تو انسان سے ہو ہی جاتی ہے اور خطا یا تو شیطان کراتا ہے یا اللہ تعالیٰ
کراتا ہے۔ شان الوہیت کی جانب خطا کرانے کی نسبت کرنا شرعا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں
جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد احسان احمد نوری رضوی، مدرسہ مظہر العلوم، گرسہائے گنج، فرخ آباد

الجواب

بناشہ اچھے اور برے تمام کام اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی تقدیر سے ہوتے ہیں، لیکن برے
کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الہی کے حوالہ کرنا بہت بری بات ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جو

Click For More

اچھا کام کرے اسے من جانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اس کو شامت نفس سمجھے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۸)

تو جس نے برائی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی توبہ واستغفار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مٹس العلوم گھوسی ضلع مٹو ۵ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

(۱۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے کہا کہ مدرسہ کے سفراء بے ایمانی کرتے ہیں اور مدرسہ کی پیسہ وصول کر کے کھا جاتے ہیں اور کچھ مدرسہ کو دیتے ہیں تو عمر نے کہا کہ تم سفرا پر بے سمجھے ہو جھے الزام لگاتے ہو، تم کو قیامت کے دن جواب دینا پڑیگا، تم جن لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہو ان سے معاف کرالو جس طرح بھی ہو چاہے لواطت ہی کرا کر کیوں نہ معاف کرانا پڑے۔

المستفتی: عبدالحفیظ

الجواب

سائل اگر اپنے بیان میں سچا ہے اور اس نے ٹھیک ٹھیک وہی الفاظ تحریر کئے ہیں جو عمر نے کہے ہیں تو یہ ایک صحیح بات ہے جس کو ایک نہایت بھونڈے، شنیع، وغلیظ انداز میں ادا کیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کسی بندے پر کسی دوسرے کا مطالبہ ہو تو جب تک اس کا مطالبہ ادا نہ کرے یا اس سے معاف نہ کرالے اللہ تعالیٰ بھی اسے معاف نہ کرے گا۔ اس لیے عمر پر اس جملے کہنے سے تو کفر عائد نہیں ہوتا، لیکن یہ جملہ سخت قبیح اور گناہ ہے کہ ”چاہے“ ”لواطت“ کرا کر کیوں نہ معاف کرانا پڑے“ جس کی توبہ عمر پر ضروری ہے۔ جن لوگوں کے بیچ میں اس نے یہ بات کہی ان کے سامنے اللہ تعالیٰ سے اپنی اس کوتاہی سے معافی مانگے اور توبہ واستغفار کرے، احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مٹس العلوم گھوسی ضلع مٹو ۳ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ

(۱۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے وطن بھٹی ضلع گورکھپور میں ایک دیندار اور پابند شرع عالم امامت اور بچوں کے پڑھانے کا کام کر رہے تھے۔ گاؤں کے دو آدمیوں نے ایک عورت مسماة عرب النساء کو ورغلا کر مولینا پر الزام لگانے کی کوشش کی اور اس بات کو اچھالا، اس کی تحقیق کے لیے گاؤں کے لوگ اکٹھا ہوئے اور کچھ گفت و شنید کے بعد یہ طے پایا کہ وہ عورت پنچایت کے چند افراد کے سامنے اپنی بات کہے، چنانچہ پنچایت کے چار افراد دیندار اور نمازی کا انتخاب کیا گیا، کہ یہ حضرات اس عورت سے اس کی تحقیق کریں۔ دوسرے دن صبح پنچایت کے یہ چار افراد ورغلا نے والے کو ساتھ لے کر اس عورت کے پاس گئے۔ اس عورت نے جو

Click For More

جواب ان چند افراد کے سامنے دیا، وہی بیان بعد میں شام کو دیا، عرب النساء نے جو بیان دیا درج ذیل ہے
عرب النساء کا بیان۔ محمد عباس جمال الدین نے مجھ کو چھ روز سے پریشان کر رکھا ہے کہ مولوی کو
ٹکانا ہے، تم ان کے بارے میں زنا کا الزام لگاؤ۔ اور ان لوگوں نے مجھ کو بہت کچھ دھمکیاں دیں، یہاں
تک کہ ان لوگوں نے کہا کہ مولوی پر ایسا الزام نہیں لگایا تو تمہارے شوہر سے تم کو طلاق دلوادی جائے
گی۔ عرب النساء نے یہ بیان شام کو پنج کے سامنے بھی دیا۔ ایک آدمی اور ہے جو جمال الدین وغیرہ کے
ساتھ ہے مگر اس کا نام ظاہر نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عورت عرب النساء پر شریعت کے
اعتبار سے کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

اور محمد عباس جمال الدین وغیرہ کے لیے۔ شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟

نوٹ:- گاؤں کے لوگوں نے فی الحال جمال الدین وغیرہ اور ان کے گھر والوں کو معاشرہ سے
بایکٹ کر دیا ہے۔ المستفتی علاء الدین

ظہر الحسن، حاجی رمضان علی، ریاض الدین، محمد امین، دستخط تحقیق کنندگان دستخط افراد پنجابیت

الجواب

اس وقت نہ اسلامی حکومت ہے نہ حاکم اسلام، اس لیے کسی قسم کی حد جاری نہیں کی جاسکتی، عام
مسلمانوں نے ایسے لوگوں کا جو معاشرتی بایکٹ کیا وہی کافی ہے، وہ لوگ اگر اپنی اس حرکت سے توبہ
کریں اور مولانا سے معافی مانگیں تو ان کا بایکٹ ختم کر دیا جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له"۔

مالی جرمانہ ان سے وصول نہیں کیا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(۱۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک مدرسہ میں معلم ہے، اس کے پاس کہیں سے صدقہ کا مرغا آیا تھا، کچھ نوجوانوں نے اس
سے کہا کہ یہ مرغا ہم نوٹوں کو کھلا دیجئے اور اس کے بدلے میں دوسرا مرغا آپ بچوں کو دے دیجئے یا ہم
لوگوں کو مرنے کی قیمت دیجئے، ہم لوگ خرید لیں گے، زید نے کہا انشاء اللہ ضرور کھلا دیں گے، یہ کہہ کر زید
کہیں چلا گیا تھا اور غیر موجودگی میں نوجوانوں نے مرغا کھا لیا، زید کے واپس آنے کے بعد بکرنے پوچھا
کہ حضرت سنا ہے کہ بن بھوج ہوا ہے، زید نے کہا مجھے معلوم نہیں، اس پر بکرنے کہا ارے ان کو کیا معلوم
نہیں ہے وہ تو ایک نمبر کا غنڈوں کا سردار ہے، چند بار اس نے دہرایا تو زید نے سن لیا، پھر بکر کو ڈانٹا کہ خبر

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دار آج کی تاریخ سے ایسے الفاظ زبان پر نہ لائے گا۔ جلد توبہ کیجئے ورنہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ جائے گا، بکر نے کہا کس چیز کی توبہ؟ تو اس سے زید نے پھر کہا کہ آپ کافروں کی طرح کیوں بات کرتے ہیں؟ آپ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب حرام ہے، آپ کافر ہیں، اسلام سے خارج ہو گئے، بکر نے کہا آپ بھی کافر ہیں، آپ کے ساتھ نماز پڑھنا حرام ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا زید کی تاویل مذکور صحیح ہے؟ فریقین میں سے کون حق پر ہے؟ شریعت اسلامیہ کی رو سے ان پر جو احکام نافذ ہوتے ہوں، قرآن و حدیث کی روشنی میں مرقوم فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں کرم ہوگا۔
المستفتی نعیم الدین
رسول آباد سلطانپور

الجواب

جاہل اور بے تمیز عوام کے ساتھ غیر معمولی بے تکلفی، بے جا اختلاط، اور خلا ملا کا یہی انجام ہوتا ہے جس کا پالا زید صاحب کو پڑا، نہ آپ ان نوجوانوں کو اتنا بے تکلف بتائے ہوتے، نہ وہ بچوں کے لیے آئے ہوئے صدقہ کے مرغ کا مطالبہ کرتے۔ اور نہ آپ آس دلائے ہوتے، نہ وہ زبردستی فقیروں کے حق پر دست درازی کرتے۔ اسی طرح بکر کا زید کو غنڈوں کا سردار کہنا بھی حد سے بڑی بے تکلفی کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ عالم کی تحقیر و تذلیل اور اس کو گالی دینے کو فقہانے کفر کہا ہے۔

مجمع الانہر میں ہے: ”من قال للعالم عویلیم علی وجه الاستخفاف کفر۔
جس نے مولوی کو مولیا بطور تحقیر کہا کافر ہوا۔ مگر یہ تحقیر علم دین کی وجہ سے ہو تب کفر ہے۔“

فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۹۴ میں ہے:

کسی خاص عالم کو کسی دنیوی وجہ سے گالی دینے سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی، ہاں مطلقاً علماء کو یا کسی خاص عالم کو بوجہ علم دین برا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک صورت مسئولہ میں بکر نے زید کو غنڈہ عالم دین ہونے کی وجہ سے نہیں کہا ہے، بلکہ اس غلط فہمی کی وجہ سے کہا ہے کہ زید بھی مرغ کھانے پکانے میں کسی حد تک ضرور شریک رہا ہے کہ اسی کی اجازت اور مرضی سے جوانوں نے صدقہ کا مرغ کھا پکا ڈالا ہے۔

پس صورت مسئولہ میں بکر پر کفر کا حکم صحیح نہیں۔ البتہ یہ قابل تعزیر جرم ہے، اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو قاضی مطالبہ کے بعد بکر کو اس گالی کی سزا ضرور دیتا اور اس وقت تو یہی ممکن ہے جو آپ نے کیا کہ جواب اس کو بھی کافر کہہ دیا۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوِقِبْتُمْ بِهِ﴾ (النحل: ۱۲۶)

Click For More

گر تمہیں کسی نے تکلیف پہنچائی تو تم ویسی ہی تکلیف اس کو پہنچا سکتے ہو۔

مگر آج کی جہالت و لاپرواہی کے زمانہ میں حضرات علمائے کرام اس پوزیشن میں نہیں کہ جاہل عوام سے بدلہ لیں۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ آپ نے بکر کو عالم کا وقار بتایا اور کافر ہونے کی دھمکی دی تو اس نے پلٹ کر آپ کو کافر بھی بتایا، آپ کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا۔ اس سے موجودہ صورت حال میں وہی بہتر ہے جو قرآن شریف میں اس کے بعد فرمایا گیا ہے:

﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهَوَّ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ﴾ (النحل: ۱۲۶)

اگر تم نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ صابروں کو بہتر بدلہ دیدے گا۔

ہمارے اسی جواب سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ دونوں طرف کی تکفیر بھی غلط، اور وہ گالی کے حکم میں ہے، اس لیے بکر صاحب زید سے اپنی دونوں ہی بے ہودگیوں کی معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ و استغفار کریں۔ زید صاحب بھی اپنے فتویٰ سے رجوع کریں، بکر سے عذر خواہی کریں اور آئندہ دونوں اپنی حد میں رہیں اور احتیاط کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۷ / محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

شعر و شاعری کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مندرجہ ذیل اشعار پر شرعی کیا حکم ہے، علمائے کرام بھی خوب اچھل اچھل کر داد دے رہے تھے۔

(۱) بے خیالی بنا رہی تھی لکیر ❀ سبز گنبد کی بن گئی تصویر

(۲) نام ان کا نماز میں آیا ❀ انگلی خود اٹھ گئی شہادت کی

(۳) ترے پاؤں کونہ چھوتی تو سمندروں میں ہوتی

یہ زمیں بچی ہوئی ہے مرے مصطفیٰ کے صدقے

المستفتی: معین الدین قریشی پورا دیوان، مبارک پور

الجواب

سوال کا یہ طریقہ صحیح نہیں، اگر آپ کے نزدیک ان اشعار میں کوئی غلطی تھی تو اس کو ظاہر کرنا تھا، پھر ہم غور کرتے کہ آپ غلط سمجھے، یا شاعر نے غلط کہا۔ آپ کے مبہم طرز سے تو خیال ہوتا ہے کہ ان اشعار میں کوئی بڑی بھاری غلطی تھی۔ اور غلاما بڑھ بڑھ کر اس کی تعریف کر رہے تھے تو میں اس غلطی کو بتاؤں

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور علما کو پھٹکاروں، کتنا کام بڑھا دیا۔ آپ کو جو غلطی سمجھ میں آئی اس کو میں کھوجوں، اور اس کے صحیح و غلط ہونے کا بھی حکم میں ہی بتاؤں۔

(۱) میرے نزدیک شاعر کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ شاعر کسی ایسے شخص کا نقشہ کھینچتا ہے جو حضور ﷺ کے تصور میں اکثر گم رہتا ہے اور ان کے روضہ پاک کا نقشہ اس کے خیال میں بسا رہتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ کسی وقت خالی الذہن بیٹھا کاغذ پر یوں ہی بے مقصد لکیریں کھینچ رہا تھا، مگر تھوڑی دیر بعد دیکھا تو رسول پاک کے سبز گنبد کا نقشہ بن گیا تھا۔ وہ نقشہ بنانے میں ماہر ہے۔ یہ بات عقلاً بعید ہے نہ شرعاً (نقلاً) ناجائز و ممنوع۔ آپ تو مبارک پور کے رہنے والے ہیں، وہاں تو بہت سے نقاش ہیں، ہم اور آپ کو کاغذ و قلم دے دیا جائے اور نیم کی پتی سامنے رکھ دی جائے تو کتنے بے چارے ایسے ہوں گے کہ انہیں قلم پکڑنا نہیں آتا ہوگا اور قلم ہاتھ میں لے لیں تو نیم کی پتی صحیح نہ بنا سکیں۔ اور مشاق نقشہ بند آنکھیں بند کر کے خوبصورت گلاب کا پھول بنا دے گا۔ جب کسی چیز کی مشق بڑھ جاتی ہے اور اس کا تصور دماغ میں جم جاتا ہے تو بے خیالی میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ شعر ایسا ہی ہے کہ جیسے مولوی اعجاز کا مٹوی کا شعر، مرحوم نے فرمایا:

بے خودی میں بھی ان کو پکارا کیا کتنا باہوش ہے میرا دیوانہ پن
اور شرعاً اس لیے منع نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساری دنیا سے زیادہ اپنے ساتھ محبت کرنے کا
سارے عالم کے مسلمانوں کو حکم دیا:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔
تم میں کا کوئی اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک اپنے والد، لڑکے، باک، تمام لوگوں
سے زیادہ مجھ کو نہ چاہے۔

آپ کا اور آپ کے روضہ مبارک کا تصور ہر دم خیال میں رکھنا منع نہیں ہے۔ حضور سید عالم ﷺ
کے وصال کے وقت امام حسن پانچ چھ سال کے رہے ہوں گے۔ بڑے ہونے کے بعد مشہور و صافہ ہند
بنت ہالہ سے فرماتے ہیں: ”صفتی لنا محمدا ﷺ کی اتعلق بہ“ مجھ سے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ
پاک بیان کرو کہ میں ان کا خیال اپنے ذل میں جماؤں۔

کاغذ پر بھی حضور ﷺ کے روضہ پاک کا نقشہ بنانا اور تصویر بنانا (تیار کرنا) ناجائز و حرام نہیں،
جاندار چیز کی تصویر بنانا البتہ حرام ہے۔

جب ایک شاعر بے خودی میں بھی آپ کے نام کی رٹ لگا سکتا ہے تو دوسرا دیوانہ رسول بے خیالی

Click For More

میں آپ کے روضہ مبارک کو کیوں نہیں اتار سکتا۔

(۲) اس شعر میں نماز میں قعدہ کے اندر تشہد پڑھتے ہوئے کلمہ شہادت کو زبان سے ادا کرتے وقت انگلی اٹھانے کا بیان ہے جس سے حضور ﷺ کی تین خوبیوں کا اظہار ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کلمہ شہادت میں حضور ﷺ کے نام کو اپنے مقدس نام کے ساتھ ملایا:

وَضَمَّ الْاِلَهَ اسْمَ النَّبِيِّ مَعَ اسْمِهِ. اِذَا قَالَ فِي الْخُمْسِ الْمَوْذَنَ اشْهَدُ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی ﷺ کا اسم مبارک ملایا، جبکہ مؤذن پنجگانہ اذانوں میں لفظ اشہد کہتا ہے۔ اور صرف اذان میں ہی نہیں تشہد پڑھتے وقت بھی ایسا ہی ہے، بلکہ حدیث شریف میں ہے:

قُرْنَتْ اسْمُكَ مَعَ اسْمِي فَلَا اِذْكَرُ مَوْضِعًا اِلَّا تَذْكَرُ مَعِيَ. (تجلی الیقین ص ۳۵)

اس حدیث کو ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کیا۔

کلمہ پر تو مسلمان کے ایمان کا مدار ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ اس مبارک کلمہ کو نماز میں داخل کیا۔ بہار شریعت میں ہے: (نماز میں) جتنے قعدے پڑیں سب میں تشہد واجب ہے، ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا ترک واجب ہوگا۔

اور تیسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ ساتھ آپ کی رسالت کی گواہی بھی لازم قرار دی گئی، ساتھ ہی انگشت شہادت کو بھی بلند ہو کر گواہی دینے کا حکم ہوا، اسی لیے اس انگلی کا نام اردو میں کلمے کی انگلی اور فارسی میں انگشت شہادت ہوا۔ (فرہنگ آصفیہ جلد اول ص ۳۱۶)

پس یہ شعر بھی ہمارے نزدیک بے غبار ہے، بلکہ حدیث شریف کی ترجمانی اور تشہد میں انگلی اٹھانے کی خوبصورت تعبیر اور حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کا پتہ دیتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ سوچے کہ تشہد میں انگلی خود کہاں اٹھتی ہے اٹھائی جاتی ہے، تو میں کہوں گا اولاً اٹھتی تو انگلی ہی ہے جس طرح زبان بولتی ہے، آنکھ دیکھتی ہے اور کان سنتا ہے۔ تو حقیقت اگرچہ یہی ہے کہ سب آلات ہیں، آدمی ان سے کام لیتا ہے لیکن زبان اور محاورہ میں کہا جاتا ہے: آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں،

لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیاں صاحب زباں بگڑی تو بگڑی تھی، خبر لیجئے دہن بگڑا

بلکہ جو بول نہیں سکتا اس کو بولنے والا کہا جاتا ہے جیسے:

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

ہیر کا نشان کسی کا ہو وہ کیا بولے گا، اور کیا کہے گا۔ شاعر خود پہچانتا ہے اور نقش پا کا نام لیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں:

ان کی انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چم گیا

اسی طرح اس شاعر نے بھی انگلی اٹھنے کی بات کہی۔

ثانیاً: جب کوئی آدمی کسی کام کی مشق میں غیر معمولی محنت کرتا ہے تو جسم کی قوت احساس اور قوت فاعلہ میں ایسا ربط پیدا ہو جاتا ہے، کہ قصد و بلا قصد ہر صورت میں اس سے یہ فعل صادر ہوتا رہتا ہے۔ آپ نماز ہی کو لیجئے، دکھنی ہندوستان ہانگل میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ جو ہر وقت استغراق میں رہتے، مگر جب نماز کا قائم ہوتا اس کے لیے کھڑے ہو جاتے، نماز بھی وہی پڑھاتے۔ پورے آداب و فرائض کے ساتھ نماز پڑھاتے، مگر ہر روز کے بعد مقتدیوں سے پوچھتے میں نے نماز صحیح پڑھائی ہے؟ یہ وہی بات تھی کہ نماز ان کی عادت ثانیہ بن گئی تھی اور وقت ہوتے ہی حسب عادت پوری نماز پڑھ دیتے۔ حالانکہ وہ بے خود ہوتے، ان کے رکوع و قیام و قعود کے لیے کسی ارادہ کی ضرورت نہیں تھی تو ان کی انگشت شہادت بھی تشہد میں از خود اٹھتی رہی ہوگی۔

(۳) اس شعر کا دوسرا مصرعہ تو اس حدیث کا ترجمہ ہے۔ ابن عساکر نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: "لولاک لما خلقت الدنیا" شاعر بے چارے نے تو صرف زمین کے لیے کہا، حدیث شریف میں تو یہ ہے کہ ساری دنیا آپ کے صدقہ میں پیدا کی گئی،
آپ اگر مقصود نہ ہوتے کون و مکان موجود نہ ہوتے
اور مسجود نہ ہوتے آدم صلی اللہ علیہ وسلم

اور پہلا مصرعہ اس حدیث پاک کی روشنی میں: و فی النحدیث ان اول ما ظهر علی وجہ الماء عند خلق السموات والارض زبدة بیضاء فدحبت الارض من بعده۔ (جلالین ص ۵۶)
زمین و آسمان بناتے وقت سب سے پہلے پانی کے اوپر سفید جھاگ نمایاں ہوئی، اور پھر اسی سے پھلتے پھلتے زمین نمایاں ہوئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پوری زمین پانی کے اندر تھی، جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو نمایاں کرنا چاہا تو پانی کی سطح کم کی اور زمین کو ظاہر فرمایا۔ ابھی بھی اس کا تین چوتھائی حصہ زمین کے اندر ہی ہے۔ علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں: اور جانتے ہو کہ وہ جگہ کون سی تھی جہاں سب سے پہلے جھاگ ظاہر ہوئی، ذہب اکثر اهل الاخبار ان الكعبة الارض اللتی دحبت من تحته۔ جہاں جھاگ نمایاں ہوئی وہی اب کعبہ ہے اور کعبہ و مکہ حضور ﷺ کی جائے ولادت ہے، تو شاعر نے ان

اخبار اور احادیث کی روشنی میں اگر یہ کہا کہ زمین پانی کے اندر سے ہمارے آقا ﷺ کا قدم چومنے کے لیے باہر آئی تھی تو کیا غلط کیا؟ اسی کو زبان شعر و ادب میں حسن تغلیل کہتے ہیں، شاعر اپنے طور پر کسی بات کی ایسی توضیح کرتا ہے جو دل میں اتر جاتی ہے، تو شاعر نے حدیث: لولاک لما خلقت الارض کو اپنے انداز سے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی متو

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید نے یہ شعر

”حافظا کرو صل خواہی صلح کن با خاص و عام با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام
اپنی خانقاہ پر لکھا ہے، عمر کہتا ہے کہ یہ شعر کفر خالص ہے اور یہ شعر عارف باللہ حافظ شیرازی علیہ الرحمہ کے دیوان میں نہیں۔ اور بالفرض ہوتا بھی تو الحاق و تحریف ہے، اس شعر کے ظاہری معنی سے کفر و اسلام کا فرق یکسر ختم ہو جاتا ہے، کہ شعر کا ظاہری مطلب یہ ہوا کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھ لے اور مندر میں جا کر پوجا کر لے، پھر خاص و عام میں ہنود کی ہی کیا تخصیص نصرانی، عیسائی، یہودی وغیرہ کے ساتھ کلیسا اور گر جاگھر میں بھی جا کر ان کے دھرم پر خرافات کرے، العیاذ باللہ تعالیٰ۔ لہذا جواب تحریر فرمائیں کہ زید مذکور پر کیا حکم ہے؟ اس کا فعل کیسا ہے؟ اور عمر کا قول یہاں صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

اس شعر کا ظاہری معنی ضرور اسلام کے خلاف اور کفر پر مشتمل ہے اس کے بارے میں عمر کا قول صحیح ہے اور واقف کار حضرات کے قول کے موافق یہ شعر حافظ شیرازی کے دیوان میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید سنی مسجد کا امام ہے اور بکر مصلیٰ ہے سنی ہے، زید صبح میں نماز فجر کے بعد مصطفیٰ کی بارگاہ میں درود و سلام کا تحفہ پیش کرتا ہے، اور امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا سلام تضمین کے ساتھ پڑھتا ہے۔ تضمین کا ایک بند یہ ہے:

ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں
کوئی مثل ید اللہ دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں
جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں

Click For More

ایسے بازو کی قوت کی پہ لاکھوں سلام

جب زید یہ اشعار درمیان سلام پڑھتا ہے تو بکر سلام کی محفل چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ جب زید نے بکر سے سوال کیا کہ کیوں بھاگتے ہو تو بکر نے جواب دیا کہ جو شعر آپ پڑھتے ہیں کہ ”ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں“ اس شعر میں رسول کی قدرت کا انکار ہے، اس لیے میں بھاگ جاتا ہوں۔ زید نے بہت سمجھایا مگر بکر کو آج تک تسلی نہ ہوئی، وہ اس شعر پر آج بھی محفل چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ حضرت کی بارگاہ میں التجا ہے کہ حضرت یہ شعر پڑھنا کیسا ہے؟ درست ہے یا نہیں؟ بکر اپنی ضد پر قائم ہے، کہتا ہے کہ رسول اعظم نے مقام صہبا میں ڈوبے سورج کو پلٹایا ہے اور آپ کہتے ہو کہ کسی نے پھیرا نہیں تو رسول کی طاقت کا انکار ہے۔

حضرت قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور بکر نے جو حرکت کی محفل کے ادب کے خلاف تو بکر کے لیے شرعی کیا حکم؟ جواب عنایت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔
المستفتی: نقیر احمد اللہ حسینی احمد مسجد مدرسہ غوثیہ انول فرسٹ گیٹ ضلع بلساڑ گجرات

الجواب

یہ اشعار رسول ﷺ کی مدح اور نعت میں ہیں۔ ید اللہ کا لفظ قرآن شریف میں حضور ﷺ کے لیے فرمایا گیا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ [الفتح: ۱۰]
جو لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر (ید اللہ) خدا کا ہاتھ ہے۔

شاعر کہتا ہے ہم نے کوئی ہاتھ ”ید اللہ“ کے یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے مثل نہیں دیکھا۔ کیونکہ کسی اور ہاتھ نے ان کی طرح ڈوبا سورج نہیں پلٹایا۔ یہ دونوں مصرعے آپس میں دعویٰ اور دلیل ہیں۔ یا اسی بات کو الٹ کر یوں کہتے ہیں کہ کوئی ہاتھ ہم نے ید اللہ یعنی رسول اللہ کے ہاتھ کے مثل نہیں دیکھا۔ کیونکہ کسی اور نے ڈوبا سورج نہیں پلٹایا۔ ہر اردو جاننے والا اس شعر کا یہی مطلب سمجھے گا اور سمجھائے گا بکر اپنی جہالت اور لاعلمی سے اگر اس کا وہی مطلب بتاتا ہے جو سوال میں مذکور ہے، تو یہ اس کی غلطی ہے۔ پورے ہندوستان و پاکستان میں یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں کوئی ان پر اعتراض نہیں کرتا، اکیلے بکر کی سمجھ الٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے سمجھ دے۔

درود و سلام کی مجلسوں میں ان اشعار کا پڑھنا ضرور جائز اور باعث اجر ہے۔ البتہ حدیث شریف میں آیا ہے: کلموا الناس علی قدر عقولہم۔ لوگوں سے ان کی عقل و سمجھ کے موافق بات کرو۔ نیز

حکم ہے کہ ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱] فتنہ وفساد قتل سے بھی برا ہے۔ جب بکر کی ضد اور ہٹ کا یہ عالم ہے جو آپ نے لکھا کہ مجلس سے بھاگ جاتا ہے تو کبھی فتنہ بھی ہو سکتا ہے اور درود و سلام کا خاص انہیں الفاظ میں پڑھنا نہ فرض نہ واجب تو آپ اگر احتیاط کریں تو مناسب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مٹوے رزوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

(۴) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک عالم دین اور مفتی ہے وہ نعت کے اس شعر پر۔

فرق آقا و غلام اور گدا و شاہ کا تم نے دنیا سے مٹایا ہے بڑے پیار کے ساتھ
یہ کلام کرتا ہے، اول یہ کہ سرکارِ عالم ﷺ نے آقا و غلام کا، بادشاہ و رعیت کا فرق بتایا ہے نہ کہ مٹایا
ہے، کثیر احادیث و ارشادات کی روشنی میں فرق آقا و غلام کا بادشاہ و رعیت کا ثابت ہے اور سلطان اسلام تو
اولوالامر میں شامل، اس کی اطاعت امر جائز و مباح میں ضروری ہے لہذا اس شعر کا مضمون موہم خلاف
شرع ہے اور اس شعر کو نہ پڑھنا چاہئے، اگرچہ شاعر کی نیت یہ نہ ہو، اور اس فرق مٹانے سے مراد حسن
اخلاق و عدل و انصاف ہی ہو اور چھوٹوں پر شفقت اور ان سے محبت میں ادلی ہو جیسا کہ احادیث مبارکہ
میں اس کی تعلیم موجود ہے اور ظاہر بھی یہی ہے کہ کوئی دیندار فرق مذکور مٹانے سے وہ فرق جو قرآن کریم
و احادیث کریمہ اور ارشادات ائمہ سے ثابت ہے ہرگز مراد نہیں لے سکتا ہے، مگر ظاہر ضرور موہم معنی غلط
ہے، لہذا اس شعر کے پڑھنے سے اجتناب و احتیاط لازم ہے اور اس شعر کے قائل پر جب کہ وہ دیندار متقی
و با علم و عمل ہو کوئی حکم نہ دیں گے، اور اس شعر کے معنی و مراد کی توجیہ حسن اور اس کا محمل معنی صحیح و مطابق شرع
ہی کریں گے۔

اب سوال جواب طلب یہ ہے کہ مفتی مذکور کا کلام صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح نہیں ہے تو کیا حکم شرع
نافذ ہوتا ہے؟

(۲) مفتی مذکور کو اور اس کے معتقدین و مریدین کو چڑھانے جلانے اور اس کی توہین و تذلیل
کرنے کی نیت سے اس شعر کو پڑھنا اور اس کی وجہ سے تکرار و فساد کا اندیشہ ہو تو ایسے موقع پر اس کا پڑھنا
جائز ہو گا یا ناجائز؟ بینوا تو جروا مستفتی نور احمد رضوی ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

الجواب

مجوزہ شعر سے متعلق ایک سوال کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں جس میں اس شعر کے قائل پر
تکفیر سے متعلق پوچھا گیا تھا جس کا جواب یہ دیا تھا کہ تکفیر جائز نہیں، اب دوسرے استفتاء میں اس شعر کو

Click For More

خلاف شرع کا موہم قرار دے کر اس کے پڑھنے کو منع کیا گیا ہے، اس لیے اب صرف یہ بات رہ گئی ہے کہ اس میں معنی غلط کا ایہام ہے یا نہیں؟ خوش قسمتی سے اس سلسلے میں خود امام برحق حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تحریر قاطع بحث و تکرار مل گئی، ایک فتوے میں کسی آدمی کا نام ہدایت حلی رکھنا ممنوع قرار دیتے ہوئے یہ توجیہ کی گئی تھی کہ ”ہدایت علی کے ایک معنی علی مرتضیٰ کی ہدایت بھی ہے جو شرعاً ممنوع ہے اور شرعاً ایسے لفظ کا اطلاق حرام ہے جو معنی غیر مشروع کا ایہام کرے“ اعلیٰ حضرت اس فتویٰ پر تنقید میں فرماتے ہیں۔

احتمال و ایہام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادلہ درکار ہے کہ ذہن اسی معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکلے۔ مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کوئی کلام منع و طعن سے خالی نہ رہے گا۔ آپ نے اس مسئلہ پر بڑی لمبی بحث فرمائی ہے۔ ہمارے لیے مذکورہ بالا عبارت ہی کافی ہے۔ مذکورہ بالا شعر میں بھی دو احتمال ہیں۔ فرق کلی کی نفی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان طبقوں کے تمام امتیازات مٹائے، یا فرق جزئی کی نفی کہ ان معاشرتی، سماجی اور اخلاقی امتیازات کو مٹایا جو موجودہ انسانیت کے لیے لعنت ہیں۔ ظاہر ہے شعر مذکور سے معنی اولیٰ نہ تو کوئی مراد لیتا ہے نہ سمجھتا ہے سب دوسرے ہی معنی کی نفی سمجھتے ہیں، بلکہ آجکل کے حامیان مساوات جو ہر دم مساوات کا نعرہ لگاتے ہیں ان سے پوچھا جاتا ہے تو وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہماری مراد مساوات کلی نہیں ہے، بلکہ صرف معاشی اور سماجی مساوات ہے تو دوسرا کوئی اسلامی مساوات کا مطلب کلی مساوات کیسے لے سکتا ہے، اس لیے حسب تحریر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ایک عقلی احتمال ہوا ایہام ہرگز نہیں اور ممنوع معنی غلط کا ایہام ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اس شعر میں خلاف شرع کا ایہام ہرگز نہیں اور اس کا پڑھنا کسی درجہ میں بھی ممنوع نہیں ہے۔ اس کی مثال ﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [البقرة: ۲۵۵] ہے جس کے حقیقی معنی جمیع اشیاء بالاستغراق ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ واجب محال ممکن سب پر قادر ہے، واجب پر قادر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کو معاذ اللہ ختم کر سکتا ہے یہ ناممکن، اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ یہاں عقلاً اشیاء ممکنہ مراد ہیں، اسی لیے صاحب جلالین نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کل شیء شاہ یعنی بعض اشیاء یعنی ممکنات پر قادر ہے، آیت شریفہ کے لفظ کل شیء میں احتمال تو دونوں معنوں کا ہے، لیکن ہر بولنے والا اور سننے والا سکر یہی دوسرے معنی مراد لیتا ہے، اس لیے پہلے معنی کا ایہام نہیں ہوا اور پہلا صرف احتمال کے درجہ میں رہا، اسی لیے اس آیت مبارکہ کا پڑھنا بالکل ناجائز نہیں ہے، بلکہ ثواب ہے، اگر مفتی صاحب کی تقریر تسلیم کر لی جائے تو اس آیت کا پڑھنا بھی حرام ہوگا۔

(۲) مسلمان کی ایذا ہی شرعاً ممنوع ہے اور ناجائز، مگر صورت مسئولہ میں یہ فیصلہ مشکل ہے کہ

پڑھنے والوں کی نیت ایذا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۳ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

لہو و لعب کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ یہاں ایک لاؤڈ اسپیکر والے نے اپنے قریب کی مسجد کے بالائی بیچ کے گنبد پر لاؤڈ اسپیکر کا بھونپو لگا رکھا ہے اور اس سے روزانہ سحر کے اوقات بتلاتا ہے، ساتھ ہی کبھی قرأت اور نعت کا ریکارڈ اور جس میں مزامیر و طبل کے ساتھ قوالی پیش کی جاتی ہے لگاتا ہے۔ بعض لوگوں کے منع کرنے پر کہتا ہے کہ یہ قوالی اس میں کیا حرج ہے اور نیز اعلان پر یہ بھی کہتا ہے کہ فلاں ادارہ شرعیہ کی جانب سے یہ پروگرام پیش کیا جاتا ہے اور ذمہ دار ادارہ اس کے عمل پر خاموش ہیں۔ لہذا دریافت طلب یہ ہے کہ مسجد کی چھت پر لاؤڈ اسپیکر سے اس طرح کی ریکارڈنگ جو سحری کے وقت لگاتا ہے بجانا جائز ہے یا ناجائز؟ بیواؤ تو جروا

المستفتی: مشتاق احمد غازی پور

الجواب

مزامیر کے ساتھ ریکارڈنگ ناجائز و حرام ہے، اسی طرح گانا ناجائز ہے، بجانا حرام ہے۔ ہاں صرف اعلان کے لیے بے تال سر کے ڈھول وغیرہ پھینا جائز ہے، ناجائز جو کرے اور ساتھ دے گنہگار ہوگا، ناجائز بات ہر جگہ ممنوع ہے اور مسجد کے گنبد پر اور زیادہ قبیح۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ﴾ [لقمان: ۶]
حدیث شریف میں ہے:

”اسماع الملاہی معصیة والجلوس علیہا فسق“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۳ ذوالحجہ ۸۹ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک قصبہ کے مسلمانوں میں یہ رسم و رواج جاری ہے کہ شادیوں میں عورتیں گاتی ہیں اور بجاتی ہیں اور قسم قسم کی بناوٹیں جلاتی ہیں۔ ایسی شادیوں میں جا کر ایک عالم فاضل کو محفل نکاح منعقد کرنے

کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۲) صورت مسؤلہ میں اگر عالم صاحب کی تشریف آوری سے چند منٹ قبل ان تمام چیزوں کو بند کر دیا جائے تو کیا ایسی جگہوں میں خالی از خرافات وقت پر محفل نکاح منعقد کر کے نکاح پڑھانے کے لیے عالم صاحب کی شرکت جائز ہے یا نہیں؟

سائل: علاؤ الدین صدرا نجمن اسلام ساوی ضلع چتوڑ گڈھ را جستان

الجواب

بلاشبہ ان امور شنیعہ سے آلودہ مجلس میں کسی ذمہ دار عالم دین کی نشست شرعاً ممنوع ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَإِنَّمَا يُنْسِبُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [الانعام: ۶۸] ہاں اگر عالم صاحب کی تشریف آوری پر یہ محذورات بند کر دیئے جائیں تو اس کی شرکت جائز اور درست ہے۔ اب وہ محفل محفل ظلم نہ رہی، بلکہ اس عالم کے وجود کی برکت سے اتنی دیر سب لوگ اس خرافات سے محفوظ رہے اور اگر اس عالم دین کی وسعت میں یہ ہو اس کو بالکل بند کر دے تو اس سے بھی دریغ نہ کرے۔ من رای منکر ا فلیغیرہ بیدہ۔ حسب الاستطاعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلمان پر ضروری ہے اور علماء تو ورثۃ الانبیاء ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۲/محررم ۹۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۳۔۷) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) کرکٹ جو آج کل ہندو پاک میں رائج ہے، اس کا کھیلنا اور دیکھنا کیسا ہے؟ نیز ان کی اقتدا

میں نماز درست ہے یا نہیں اور ان کا امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) زید سنی صحیح العقیدہ کا نکاح خالد دیوبندی کی لڑکی ہندہ سے بکر سنی صحیح العقیدہ نے پڑھا

یا تو دریافت طلب امر پر ہے کہ زید کا نکاح درست ہو یا نہیں؟ نیز نکاح صاحب کے عقائد کے بارے میں

کیا حکم ہے؟

(۳) دیوبندی کی اقتداء میں نمازہ بنگانہ اور نماز جنازہ پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

(۴) عورت سرال میں ہے اور میکے میں ماں باپ انتقال کر چکے جس وجہ سے میکے میں آمد و

رفت بھی کم ہے اور یہ سرال میں عقیقہ کرنا چاہتی ہے اور اس کے پاس جانور خریدنے کے لیے مال بھی

نہیں ہے تو اس کے عقیقہ کی کیا صورت ہے۔

(۵) ہندہ کا نکاح عمران سے چار سال قبل ہوا۔ اب ہندہ شوہر کے پاس جانے سے انکار کرتی ہے اور یہ اور اس کے والدین شوہر کو طلاق پر مجبور کرتے ہیں۔ اور شوہر کسی وجہ سے طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو اس کی تفریق کی کیا صورت ہے۔ بینوا بالدلائل النقلیہ والعقلیہ
المستفتی عبداللطیف نجمی متعلم شمس العلوم گھوسی مو

الجواب

(۱) کھیل کی غرض سے جو افعال کئے جائیں شریعت میں حرام و ناجائز ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: کل لہو المسلم حرام الا من ثلث۔

بالخصوص آج کل کرکٹ کا کھیل جو بے شمار برائیوں کا ذریعہ ہے، اس کھیل کے عادیوں کے پیچھے نماز ضرور مکروہ ہے، چاہے کھیلنے والے ہوں یا دیکھنے والے ہوں۔

(۲) سنی کا نکاح دیوبندی لڑکی سے نہیں ہوگا۔ نکاح سنی پڑھائے یا اور کوئی۔

عالمگیری میں ہے: "لا یجوز نکاح المرتد مع احد"

نکاح پڑھانے والے نے اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے مسلمان سمجھ کر اس کا نکاح سنی سے پڑھا دیا۔ تو یہ بھی توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے اور لاعلمی میں یا اس کو ناجائز سمجھ کر پڑھا دیا تو کافر نہ ہوا۔ لیکن ناجائز سمجھ کر پڑھا دیا تو گنہگار ہوا۔

(۳) اس سوال کا جواب ۲ سے ظاہر ہے۔

(۴) اولاً عقیدہ نہ واجب ہے، نہ فرض، نہ سنت، یہ ایک مستحب فعل ہے۔ جو والدین پر بچہ پیدا

ہونے کے شکرانہ میں ہوتا ہے، بچہ بالغ ہو جائے تب نہیں۔

امام عینی فرماتے ہیں: "وفیه حجة علی ان لا یعق عن الکبیر وعلیہ ائمة الفتوی بالامصار"

(۵) عورت جب شوہر کے پاس رہنا نہ چاہے۔ تو شوہر کو مہر کے بدلے خلع کر لینا چاہئے۔ اللہ

ورسول جل جلالہ ﷺ کے نزدیک علیحدگی کا یہی طریقہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"قال رسول اللہ ﷺ: اتر دین علیہ حدیقتہ قالت: نعم. قال رسول اللہ ﷺ: اقبل

الحدیقة وطلق التطلیقة"

حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا

یا رسول اللہ! میں ثابت کے دین اور اخلاق سے ناراض نہیں ہوں مگر میں کفر کو اسلام میں پسند نہیں کرتی۔

Click For More

حضور ﷺ سمجھ گئے کہ یہ ثابت کے پاس رہنا نہیں چاہتی تو فرمایا باغ قبول کرلو۔ اور ایک طلاق دے دو
واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مؤ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

سماع اور قوالی کے احکام

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
محفل سماع قدیم زمانہ سے آج تک ہوتی چلی آرہی ہے اور آج بھی ہو رہی ہے، ہمارے یہاں ایک
مولانا نے اپنی تقریر میں چند کلی لوگوں کے کہنے پر تقریر میں کہہ دیا کہ محفل سماع ناجائز و حرام ہے، یہ جو مشہور
ہے کہ سلسلہ چشتیہ میں قوالی درست ہے، بالکل لغو ہے، اس کا کچھ اتا پتا نہیں ہے، نہ اس کا ثبوت ہے۔
تو دریافت طلب یہ ہے کہ آج بھی بڑے بڑے آستانوں پر محفل سماع یعنی قوالی ہوتی ہے جس
میں ایک سے ایک صوفی، عالم، آل رسول شوق سے حاضر ہوتے ہیں، جیسے کچھو چھو شریف، دلی حضرت
نظام الدین اولیا، سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز، مخدوم صابر کلیری علیہم الرحمۃ والرضوان تو کیا ان لو
گوں نے حرام فعل کا ارتکاب کیا اور مولانا کی تقریر کی رو سے تمام صوفیہ کرام جن کی بزرگی اظہر من الشمس
ہے، سب مجرم و گناہگار ہوئے۔ از روئے شرع اس مسئلہ کا سدباب اور وضاحت فرمائیں۔
المستفتی: شمس الضحیٰ خیر آباد

الجواب

سلطان الہند عالم گیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں آپ نے ہندوستان کے علمائے کرام کی
بڑی جماعت کو حکم دیا کہ آپ لوگ متفقہ طور پر حنفی مسلک کے فتاویٰ کی ایک ایسی کتاب تیار کر دیجئے جس
سے مسلمانوں کو شریعت کے مسائل پر عمل درآمد میں آسانی ہو، چنانچہ ۶ جلدوں میں ایک ضخیم کتاب
تیار ہوئی جو ساری دنیا میں فتاویٰ عالمگیری اور ہندیہ کے نام سے مشہور ہوئی، اور تمام علمائے اہل سنت حنفی
حضرات اس کتاب سے فتویٰ دیتے ہیں، اسی کی جلد پانچ ص ۵۳۲ پر لکھا ہے:

السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد
الیہ والجلوس علیہ هو والغناء والمزامیر سواہ وجوزہ اهل التصوف واحتجوا الفعل
المشائخ من قبلہم وعندنا انہا یفعلونہ غیر ما یفعلہ مولانا فانہ فی زمانہم ربما
ینشدا حدیثاً فیہ معنی یوافق احوالہم فیواقفہ ومن کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمة توا
فقہ علی امر ہو فیہ ربما یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیار وتخرج حرکات منہ من غیر

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اختیارہ وذلك مما لا یعد ان یكون جائزاً مما لا یؤخذ به ولا یظن فی المشائخ انهم فعلوا مثل ما یفعل اهل زماننا من اهل الفسق والذین لا علم لهم با حکام الشرع وانما یتمسک بافعال اهل الدین -

سماع اور قوالی اور جو آج کل کے صوفی بننے والے کرتے ہیں حرام ہے، اس کا ارادہ کرنا اور اس میں شرکت جائز نہیں، وہ اور گانا اور ساز سب برابر ہیں۔

صوفیوں نے اس کو جائز قرار دیا، انہوں نے مشائخ اولیاء کے فعل سے دلیل پکڑی، لیکن ہمارے نزدیک وہ مشائخ اور بزرگ جو کرتے تھے وہ یہ نہیں ہے۔ اگلوں کے زمانہ میں تو ایسا ہوتا تھا کہ کبھی کوئی آدمی ایسا شعر پڑھتا جو ان بزرگوں میں سے کسی کے واردات قلب کے موافق ہوتا۔ اور وہ بزرگ جس کا دل نرم و رقیق ہوتا اپنی واردات قلبی کو یاد کر کے بے ہوش ہو جاتا اور بے اختیار کھڑا ہو جاتا۔ تو اتنی بات تو جائز اور ناقابل گرفت ہے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ بزرگان دین ہمارے زمانہ والے فاسقوں کی طرح کرتے تھے، جنہیں دین کا علم نہیں۔ پیروی تو دینداروں کے فعل کی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی مئس العلوم گھوسی یکم رجب ۱۴۲۳ھ

(۲) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ عرس شریف کے موقع پر خانقاہ میں قوالی ہوتی ہے اور وہ بھی مع ساز کے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ فتاویٰ رضویہ و احکام شریعت و دیگر کتابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوالی مزامیر کے ساتھ پڑھنا حرام ہے، ایسے حالات میں جس جگہ حرام کام ہوتا ہے، وہاں جایا جائے یا نہیں؟ اگر جایا جائے گا تو حرام کام میں ملوث ہونا پڑے گا اور اگر نہیں تو خواجہ غریب نواز کے دربار میں جانا ضروری ہے اور نہیں تو فیوض و برکات سے محروم رہنا پڑے گا، کیونکہ ہندوستان میں اسلام کا پرچم پھیلانے والے آپ ہی ہیں، اس لیے کہ آپ کا لقب ہندالولی ہے، آپ کے مزار شریف پر جانا پڑے گا، اس امر سے کوئی بھی سنی منہ نہیں موڑ سکتا اور بطور تبرک قوالی سننا پڑے گا، اگر نہ سنے تو آواز کانوں پر ٹکرائے گی ہی۔ اور یہ بات عقل بھی قبول نہیں کرتی کہ ولی کے گھر حرام کام ہو اور وہ اسے برداشت کریں۔ جب آپ پر تھوی راج چوہان کے اونٹ بیٹھا سکتے ہیں اور سارا تالاب کا پانی اپنے مرید کے ذریعے کا سے میں بھروا سکتے ہیں تو کیا اپنے دربار سے حرام کام کو ختم کروا نہیں سکتے؟ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس امر سے باطل ثابت ہوتا ہے جو کہ آپ یمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قوالی مزامیر کے ساتھ جائز ہے اور مزامیر کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ جائز ہے اور بہت سے بزرگان دین نے بھی اس کے بارے میں جائز لکھا ہے،

جیسا کہ سبع سنابل شریف میں ہے۔ اور اس میں حوالہ ہے کہ حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے سے ہوتا چلا آرہا ہے اور اس کو رونق دینے والے بھی سہروردی کے خلفاء میں ہیں اس حالت میں کس کے قول کو معتبر مانا جائے گا، ہندوستان میں سب سے زیادہ خانقاہ چشتیہ سلسلے کے ہیں اور ہر جگہ قوالی ہوتی ہے اس سے بچنا بہت مشکل ہے اور علمائے کرام بھی سنتے ہیں اور یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ”خطا بزرگاں گرفتن خطا است“ ایسے پیچیدہ مسئلے میں کیا کیا جائے مدلل و مفصل جواب سے نوازیں۔

المستفتی، محمد انوار حسین میرن پور ضلع شاہ جہاں پور

الجواب

مزامیر، ساز، ڈھول، طبلہ وغیرہ آلات لہو کا استعمال حرام ہے تو ان کیساتھ قوالی بھی حرام ہوگی یہی بات عالمگیری میں ہے اور یہی بات حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فوائد الفواد میں لکھی ہے جو چشتیوں کے سر تاج ہیں بلکہ سارے ہی مسلمان انھیں اپنا سر تاج تسلیم کرتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شافعی المذہب بزرگ ہیں ہمارے لیے ان کی بات دلیل نہیں، ہماری دلیل تو ائمہ احناف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ یہ قوالی حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے سے ہوتی آرہی ہے اور سہروردی خلفاء نے اس کو نیارنگ دیا ہے مگر فقہ کی مشہور کتاب بہار شریعت میں لکھا ہے: مشائخ سے اس کا سننا ثابت نہیں۔ رہ گیا جمیر شریف میں قوالی ہونے کا سوال تو وہاں گرہ کٹی اور نہ جانے کیا کیا ہوتا ہے اور نا خدا ترس کرنے والے مزار شریف کے احاطہ میں کرتے ہیں تو کیا آپ ان سب حرکات کو بھی جائز مانیں گے۔ بات اصل یہ ہے کہ اولیائے کرام اب دار تکلیف میں نہیں رہے، دارالجزا میں پہنچ گئے، اب ان کی کوئی ذمہ داری نہیں، کہ لوگ ان کے مزار پر کیا کرتے ہیں۔ گذشتہ امتوں کے لوگ تو انبیاء کے مزارات کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے قرآن شریف میں اس کی برائی آئی تو کیا وہاں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ انبیائے کرام اس برائی کو کیوں نہیں روکتے اور نہیں روکتے تو جائز ہے۔ اور اسی طرح آپ کا یہ کہنا بھی ہے کہ حضور خواجہ پاک کے مزار پر حاضری ضروری ہے تو قوالی بھی سننا پڑے گا۔ سوال یہ ہے کہ اسی وقت حاضری ضروری ہے جب قوالی ہو رہی ہو؟ عرس کے علاوہ گیارہ مہینے بھی تو جانے کے لیے پڑے ہیں۔ ایام عرس مبارک میں بھی ہر دم تو قوالی نہیں ہوتی اور ہر جگہ تو نہیں ہوتی۔ آپ اپنی حاضری کے اوقات اسی طرح بنائیں اور اس معصیت میں شریک نہ ہوں۔ اور اگر قوالی ہو بھی رہی ہو تو آپ اس میں شریک نہ ہوں۔ شاہ جہانی مسجد میں تلاوت قرآن کرتے رہیں، مزار شریف میں فاتحہ پڑھتے رہیں، عالم گیری مسجد یا حضور خواجہ پاک کے مزار کی

پشت پر تلاوت کلام میں مصروف رہیں تو آپ پر قوالی میں شرکت کا جرم عائد نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ

(۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید سنی صحیح العقیدہ ہے اور بزرگان دین اور اولیائے کرام کا دل و جان سے ماننے والا ہے۔ دوسری طرف بکر بھی بزرگان دین کی کرامات کا قائل ہے اور مزار پاک سے جو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں اس میں عقیدہ رکھنے والا ہے۔ لیکن اس میں خرابی یہ ہے کہ وہ قوالی کو جائز سمجھتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ شریعت میں یہ جائز ہے اور بڑے بڑے مزاروں پر ہوتی چلی آرہی ہے۔

اس کا یہ کہنا بھی ہے کہ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ چیز شروع ہوئی ہے۔ اس لیے وہ قوالوں کو بلاتا ہے اور مسلمانوں سے چند لے کر اور اپنے پاس سے بھی پیسے ملا کر قوالی کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم قوالی کو بند نہیں ہونے دیں گے اس لیے کہ شرع میں جائز ہے۔ برخلاف اس کے مزارات اولیاء کا متوالا اور ان کے فیوض و برکات کا حقیقتاً ماننے والا ہے اس کا کہنا یہ ہے کہ قوالی کا ثبوت شرع میں نہیں ہے۔ اور بزرگوں کے مزاروں پر جو قوالی ہوتی چلی آرہی ہے اسے قرآن کریم یا حدیث پاک و اقوال علمائے اہل سنت کے مطابق جائز نہیں سمجھتا۔ اور اس کا کہنا ہے کہ جو مزار پر قوالی ہوتی ہے قوالوں کی لاعلمی کے سبب سے اور حقیقت شناس نہ ہونے سے ہوتی ہے۔

(نوٹ) زید کا جو ایصال ثواب کا طریقہ ہے وہ حسب ذیل ہے:

(۱) نعتیہ مشاعرہ کراتا ہے۔

(۲) روزانہ قرآن خوانی کراتا ہے۔

(۳) شب میں میلاد پاک اور علمائے کرام سے بزرگان دین پر تقاریر کرواتا ہے۔

(۴) قیل کے روز خصوصی فاتحہ پراختتام کرتا ہے۔

اب گزارش ہے کہ آپ حضرات کرم فرما کر قرآن و حدیث کی روشنی میں مع دلائل و حوالات کتب دہے کر رہنمائی فرمائیں اور جو کچھ صحیح اور سچا طریقہ ہوا سے تحریر فرما کر شکر یہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

المکلف: رئیس خاں سجادہ نشین مزار پہلوان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

الجواب

مروجہ قوالی جو مزار میر کے ساتھ ہوتی ہیں نہ شریعت میں جائز ہیں، نہ مشائخ چشت سے ثابت ہیں۔ بکر کا قول شریعت اور طریقت دونوں کے خلاف ہے۔ زید اس سلسلہ میں حق و صحیح راہ پر ہے۔ اور

ایصال ثواب و عرس بزرگان دین میں جو کچھ اس نے سوال میں لکھا ہے، جائز و موافق شرع ہے۔
قوالی کے سلسلہ میں کامل تحقیق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب احکام
شریعت میں ملاحظہ کریں، وہاں عقلی اور نقلی کافی ثبوت مل جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ
الجواب صحیح: عبدالعزیز عثمی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

موزگا کے اندر ایک جگہ غازی پیر کے نام سے مشہور ہے۔ شہر کے لوگوں کا عقیدہ زمانہ قدیم سے
چلا آیا ہے کہ وہاں کچھ سایہ ہے۔ وہاں پر ایک مکان بھی پھوس کا (کچا) بنا رکھا تھا، طویل مدت سے۔ اب
کچھ لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ اس کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے۔ تو ان لوگوں نے جناب مولوی شہاب
الدین صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ لطیفیہ دارالعلوم لطیفی کٹیہار پورنیہ سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا تو
انہوں نے بتایا کہ جہاں قبل سے مزار بنی ہے وہ جگہ غلط ہے۔ پھر اصرار کرنے پر کہا کہ مجھے فرصت نہیں ہے
ورنہ بتا دیتا چونکہ سب کو تمنا تھی اصل سبب معلوم کرنے کی۔

پھر اس کا تذکرہ جناب حافظ حبیب الرحمن صاحب سے کیا۔ انہوں نے ایک رات بڑی محنت
و جانفشانی کے بعد یہ پتہ دیا کہ مزار حقیقت میں وہاں نہیں ہے، لیکن چلہ ہے، اس سے الگ جانب شمال نزد
قبر۔ اس پر بھی لوگوں کی تشفی نہیں ہوئی تو اس کی اطلاع خواجہ حیدر ظفر صاحب رحمان پوری کو دی گئی۔ انہوں
نے وہاں پر تشریف لے جا کر اسی جگہ چلہ بتلایا کہ جہاں پر حافظ صاحب موصوف نے بتایا تھا بلکہ وہاں پر
انہوں نے چار کھونٹیاں بھی نصب کر دیں۔ جناب خواجہ صاحب اچھے بزرگ، مجذوب، کامل فقیر گئے
جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے بتلایا کہ یہاں بزرگ جن کا یہ چلہ ہے ان کا نام نمازی ایوب ہے، ان کا سر۔
بارہ میں ہے۔ یہاں صرف ان کا چلہ ہے۔ جس زمانہ میں ان کا عرس ہوتا ہے، اس وقت کے مطابق یہاں
پر عرس ہونے لگا اور نیاز فاتحہ ہوا کرتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس چلہ کے نزدیک نیاز فاتحہ کرنا، قوالی کی مجلس منعقد کرنا، اس میں شریک ہونا
کیسا ہے؟ تشفی بخش جواب حدیث و کلام شریف کے حوالہ سے مطلع فرمائیں۔ خدا اجر عظیم عطا فرمائے۔
کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حافظ قرآن موصوف نے اپنے کشف سے پتہ لگایا ہے اس لیے ایسے کشف والے
امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں؟ اور ایسی مجالس متبرکہ میں مثلاً نیاز و فاتحہ و قوالی و دیگر چادر چڑھانے والی
مجلس میں حافظ صاحب شریک ہوتے ہیں تو اس پر بھی لوگوں کا اعتراض ہوتا ہے کہ ان کے پیچھے نماز جائز

نہیں اس کا فتویٰ مونگیر خانقاہ رحمانی سے بھی منگایا گیا ہے۔

انہوں نے جواب میں تحریر کیا ہے کہ ”کشف شرعاً حجت نہیں اور اس پر اعتماد کرنا اور اس کے موافق مذکورہ باتوں پر عمل جائز نہیں، جو شخص کشف کرتا ہے اسے امامت سے الگ کیا جائے، ایسا شخص امامت کے لائق نہیں۔ اس لیے سوال روانہ خدمت ہے کہ کیا واقعی حافظ صاحب موصوف کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں، کافی ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث و قرآن کی روشنی میں اس کا جواب تشفی بخش تحریر فرمائیں۔ خدا اجر عظیم عطا فرمائے۔“

المستفتی: جمیع باشندگان موضع نور لگاؤں ڈاکخانہ بارہوہ گھاٹ ضلع پورنیہ بہار

الجواب

قوالی ناجائز ہے، جب کہ مزامیر کے ساتھ ہو۔ عالمگیری میں ہے:

”السمع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد له

للجلوس عليه و هو والغناء والمزامير سواء“

اس میں علی الاعلان شرکت کرنے والے کی اقتدا نماز میں ضرور مکروہ ہے، بقیہ نیاز، فاتحہ، افعال خیر و ثواب کی شرکت باعث اجر و ثواب ہے اور اس کی وجہ سے امامت میں کوئی کراہت نہیں، کشف حجت شرعی نہیں۔ اس کا یہ مطلب بتانا کہ اس پر عمل ناجائز ہے لاعلمی کی نشانی ہے۔ اگر کشف شریعت کے موافق ہے تو اس پر صاحب کشف خود بھی عمل کر سکتا ہے اور دوسرے بھی عمل کر سکتے ہیں۔ مخالفت کی صورت میں البتہ عمل ناجائز ہوگا۔ مثلاً صورت مستولہ میں اگر کوئی خارجی دلیل یا علامت نہیں تو وہاں قبر یا چلہ سمجھ کر دوسرے لوگوں کو وہاں جمع کرنا، یا لوگوں کا جمع ہونا، قبر سامعاً معاملہ کرنا جائز نہ ہوگا۔ کہ کشف حجت نہیں، لیکن اگر خود صاحب کشف وہاں یہ افعال کرے تو ہم اس کو روک بھی نہیں سکتے، کہ تنہا اس کا فعل شرع کے خلاف نہیں ہے۔ حدیقہ میں ہے: ”ان الالهام ليس سببا يحصل به العلم لعامة الخلق و يصلح

للإلزام على الغير والا فلا شك انه قد يحصل به العلم“ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمن! عظمیٰ خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۷۱/۱ رمضان ۱۴۲۷ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عظمیٰ عنہ
الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ



زبیدہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37246006

شبیر برادرز

Click For More

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>